

قادیانیت دُستاویری ثبوتوں کے حصار میں
پندرہ روزہ کورس برائے

زیر قادیانیت

قادیانی کُتب کے حوالہ جات کا عکاس
مُبلّغین اور مناظرین کے لئے لاجواب ہتھیار

افادیت

سَفیرِ حقیمِ نبوت، فاطمہ مرزائیت، مناظرِ اسلام
حضرت علامہ مولانا منظور احمد چشتی رحمۃ اللہ

قادیانیت دستاویزی ثبوتوں کے حصار میں

پندرہ روزہ کورس برائے

ردِ قادیانیت

قادیانی کتب کے حوالہ دہات لکھیں،

محققین اور مناظرین کے لیے لاجواب تجویز

مفتی ختم نبوت فاطمہ مرزا نیت حضرت علامہ

مولانا منظور احمد چشتی

جنرل سیکرٹری انٹرنیشنل ختم نبوت مومنٹ

(ناشر)

کتاب گھر: السادات سینٹر بالمقابل دارالافتاء والارشاد ناظم آباد کراچی

نام کتاب..... ردِ قادیا نیت

افادات..... مولانا منظور احمد چنیوٹی

سن اشاعت بار اول..... اگست ۲۰۰۱ء

سن اشاعت بار دوم..... مع اضافات وضمیمہ مفیدہ جنوری ۲۰۰۲ء

کمپوزنگ و اسکیننگ..... مولوی محمد عمران دہلوی، مولوی محمد اشرف، جمال عبداللہ عثمانی

تصحیح و ترتیب..... مولوی آصف محمود، مولوی بدرالاسلام

ناشر..... کتاب گھر، السادات سینٹر بالمقابل دارالافتاء والارشاد ناظم آباد کراچی

ہدیہ.....

تعداد..... ۲۰۰۰



۱- کتاب گھر السادات سینٹر بالمقابل دارالافتاء والارشاد ناظم آباد نمبر ۴۴ کراچی

فون: ۰۲۱-۶۶۸۸۲۳۹، ۰۲۱-۶۶۸۳۳۰۱

۲- شعبہ نشر اشاعت ادارہ مرکزیہ دعوت وارشاد چنیوٹ ضلع جھنگ

فون: ۰۴۶۶-۳۳۲۸۲۰، فیکس: ۰۴۶۶-۳۳۱۳۳۰

۳- ضرب مومن کے تمام دفاتر

محدث العصر حضرت علامہ سید محمد انور شاہ کشمیری رحمۃ اللہ علیہ کے دو ملفوظ
ملفوظ نمبر ۱

مرض الموت میں حضرت مولانا سید انور شاہ کشمیری رحمہ اللہ تعالیٰ نے اپنی
چاپ پائی اٹھوائی اور دارالعلوم دیوبند کی مسجد کے محراب کے پاس رکھوا کر آخری وصیت
ارشاد فرمائی: ”اس اُمت کیلئے اب تک قادیانیت سے بڑھ کر فتنہ وجود میں نہیں آیا۔
مسلمانوں کے ایمان کو اس فتنہ ارتداد سے بچاؤ اور اپنی ساری قوتیں اس میں صرف کر
ڈالو۔ یہ ایسا جہاد ہے جس کا بدلہ جنت ہے، میں اس بدلے کا ضامن بنتا ہوں۔“
یہ روایت حضرت علامہ مولانا شمس الحق افغانی رحمۃ اللہ علیہ نے بیان فرمائی،
جسے نقل کر کے انکے تصدیقی دستخط کروائے گئے، حضرت افغانی نے فرمایا کہ حضرت
شاہ صاحب کی یہ روایت مجھے مولانا محمد صدیق صاحب جو حاضر مجلس تھے کی وساطت
سے پہنچی تھی، انہوں نے فارسی میں خط لکھا جس کا ایک جملہ یہ تھا:
”دریں بارہ کلام پراثر نمود کہ سنگ خارہ موم مے کر د“

ملفوظ نمبر ۲

”ہم یہ بات کھل گئی ہے کہ گلی کا کتا بھی ہم سے بہتر ہے اگر ہم تحفظ ختم
نبوت نہ کریں۔“

(نقشہ دوام: از مولانا انظر شاہ کشمیری، مطبوعہ ادارہ تالیفات اشرفیہ ملتان، ص ۱۹۱)

بخاطر حصول شفاعت

جامعۃ الرشید چونکہ علماء و طلبہ کی خدمت کے ساتھ عوام میں دینی شعور پیدا کرنے کے لئے کوشاں رہا ہے اس لئے تعلیم بالغاں کے لئے ”دفہم دین کورس“ کے ساتھ اس سال گرمیوں کی چھٹی میں اسکول و کالج کے طلبہ کے لئے چالیس روزہ ”دورہ صیفیہ“ (سمرکمپ) کا بھی انعقاد کیا گیا۔ اس میں ہر اتوار کو اکابر علماء کو دعوت دی جاتی تھی کہ وہ دورہ کے شرکاء اور دیگر حاضرین سے کسی موضوع پر بیان فرمائیں۔ اس سلسلے میں جب قادیانیت سے تعارف کے لئے سفیر ختم نبوت حضرت علامہ منظور احمد صاحب چنیوٹی دامت برکاتہم العالیہ کو زحمت دی گئی کہ وہ اپنی زندگی بھر کی محنت اور تجربات سے جامعۃ کے اساتذہ و طلبہ اور دورہ کے شرکاء کو استفادہ کا موقع دیں تو جامعہ کے اساتذہ اور درجہ تخصص و تکمیل کے طلبہ کی خواہش ہوئی کہ حضرت اگر انہیں مزید وقت دیں اور رد قادیانیت کے بنیادی اصولوں سے واقف کر دیں تو یہ ان کے لئے بہت نافع اور مفید ہوگا۔ حضرت نے..... اللہ تعالیٰ ان کی صحت اور عمر میں برکت عطا فرمائے..... یہ درخواست قبول فرمائی اور پندرہ روزہ دورہ کی تدریس کا اعلان کر دیا گیا۔

(ب)

اتفاق سے بندہ انہی دنوں قادیان اور اسرائیل کے درمیان خفیہ تعلقات کے دستاویزی ثبوتوں پر کام کر رہا تھا۔ اس ”کھوج کھرے“ کے پیچھے پھرتے پھرتے خبر لگی کہ فیصل آباد کے ایک نوجوان بھائی کامران کے پاس نقوش اور تصویروں کا ایسا نایاب ذخیرہ ہے جس سے مطلب کی چیز ہاتھ لگ سکتی ہے۔ بندہ فیصل آباد جا پہنچا، وہاں سے چناب نگر کی سیر اور تصویریں لینے کا شوق پڑا تو حضرت دامت برکاتہم کی خدمت میں چنیوٹ حاضری دی۔ دورہ صیفیہ کے دوران چونکہ جمعرات کے دن شرکاء کو تاریخ اسلام، سیرت نبوی اور جغرافیہ قرآنی کے متعلق نقشے، تصاویر اور خاکے پر وجیکٹر پر دکھائے جاتے تھے اس لئے بندہ نے حضرت سے عرض کی کہ آپ اس دورہ میں خوب اہتمام فرمائیں، قادیانیوں سے متعلق تمام کتب ساتھ لے چلیں، حوالہ جات کے عکس سبق کے دوران پر وجیکٹر پر دکھائے جائیں گے اور پھر ان کو کتاب کے آخر میں لگا دیا جائے گا۔ چنانچہ یہ ”عکسی ضمیمہ“ جو آپ کے ہاتھ میں ہے اسی دورہ کے دوران تیار کیا گیا۔ اس کی ترتیب میں ہمارے ہاں کے تخصص کے طلبہ نے..... جن کے نام ضمیمہ کے سرورق پر لکھے گئے ہیں..... نہایت جانفشانی سے کام کیا۔ بندہ کی خواہش تھی کہ اس ضمیمہ کے ساتھ ”رد قادیانیت کے زریں اصول“ کا ضمیمہ بھی انہی پندرہ دنوں میں تیار ہو جانا چاہیے بعد میں حضرت دامت برکاتہم تشریف لے جائیں گے،

قادیانیوں کی کتابیں ہاتھ نہ لگیں گی، طلبہ بھی تمرین افتاء میں مشغول ہو جائیں گے پھر یہ کام کہیں ادھورا نہ رہ جائے، اس واسطے ان طلبہ نے دن رات محنت کی، تمام حوالہ جات کی اصل مآخذ و مصادر سے مراجعت و تطبیق کی، جو کتابیں موجود نہ تھیں ان کے حصول کے لئے رابطے کئے گئے اور بالآخر اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم اور معجزہ ختم نبوت کی برکت سے یہ کام پایہ تکمیل تک پہنچا، کچھ حوالہ جات نہ مل سکے تھے ان کو بعد میں تلاش کر لیا گیا۔

اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ حضرت علامہ صاحب دامت برکاتہم کا سایہ تادیر قائم رکھے۔ جن طلبہ نے یہ محنت کی ہے ان کے علم، عمر اور خدمات میں برکت عطا فرمائے، انہیں اس طرح کے مزید مفید اور تحقیقی کاموں کے لئے موفق فرمائے، جامعۃ الرشید کو..... جس نے اس کام کے لئے جملہ سہولتیں فراخ دلی سے مہیا کیں..... اکابر کے قائم کردہ اداروں کی طرح قبولیت خاصہ اور نفعیت عامہ عطا فرمائے اور ختم نبوت کی اس حقیر خدمت کو ہم سب کی طرف سے اپنی بارگاہ میں شرف قبولیت عطا فرما کر روز قیامت جناب خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم کی شفاعت اور زیارت کا ذریعہ بنائے۔ آمین یا رب الضعفاء والمساکین۔

ابولبابہ غفرلہ

پیش لفظ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد لله وحده، والصلوة والسلام على من لا نبي بعده،

أما بعد:

دارالعلوم الاسلامیہ نڈوالہ یار سندھ سے فراغت کے بعد ملتان میں امیر شریعت سید عطاء اللہ شاہ صاحب بخاریؒ کے قائم کردہ ختم نبوت مدرسہ میں رد قادیانیت کی تربیت حاصل کرنے کیلئے 1951ء میں بندہ ناچیز داخل ہوا، فاتح قادیان استاذ محترم حضرت مولانا محمد حیات صاحبؒ سے تربیت حاصل کی، ہم کل چار یا پانچ ساتھی تھے۔ 1952ء کے اوائل میں فارغ ہوا اور اس کے بعد مدرسہ دار الہدی چوکیر ضلع سرگودھا میں تدریس کی خدمت پر مامور ہو گیا، درسی کتب پڑھانے کے ساتھ ساتھ طلباء کو رد قادیانیت کی تربیت دینا بھی شروع کر دی، وہاں سے 1954ء میں اپنے آبائی شہر چنیوٹ آکر جامعہ عربیہ کی بنیاد رکھی، اور حسب معمول طلبہ کی تربیت جاری رہی، پھر میرے مربی اور شفیق استاذ حضرت علامہ مولانا سید محمد یوسف بنوریؒ کے حکم پر شعبان کی تعطیلات میں کراچی میں ان کے جامعہ علوم الاسلامیہ میں مدت تک یہی خدمت سرانجام دینے کی سعادت حاصل کرتا رہا، اسی طرح تنظیم اہل سنت کے زیر اہتمام مہن میں بھی حضرت علامہ دوست محمد قریشیؒ اور حضرت علامہ عبدالستار تونسویؒ کے حکم پر دس یا پندرہ روزہ تربیتی کورس کراتا رہا۔ اپنی کاپی جو راقم نے اپنے استاذ مرحوم فاتح قادیان سے دوران تربیت لکھی تھی، اس سے ضروری حوالہ جات طلباء کو کھینچتا تھا اور بندہ نے اپنے تجربہ کی روشنی میں ایک نئی ترتیب دے دی، جس میں

استاذ محترم کی ترتیب کے برعکس پہلا موضوع بجائے ”حیات عیسیٰ علیہ السلام“ کے ”مرزا قادیانی کے صدق و کذب“ کو اصل موضوع قرار دیا اور قادیانیوں سے موضوع گفتگو طے کرنے کیلئے عقلی اور نقلی دلائل سے ثابت کیا کہ اصل موضوع مدعی نبوت کی ذات اور کردار ہے۔ اگر وہ ایک سچا اور شریف النفس انسان بھی ثابت ہو جائے تو ہمیں دوسری بحثوں ”حیات مسیح علیہ السلام“ اور ”ختم نبوت“ کے موضوعات پر گفتگو کرنے اور فریقین کا وقت ضائع کرنے کی ضرورت نہیں، ہم بغیر کسی قسم کی بحث کئے اسے اپنے تمام دعاوی میں سچا مان لیں گے اور اگر وہ اپنی تحریرات سے شریف اور سچا انسان ہی ثابت نہ ہو، بلکہ پرلے درجہ کا کذاب، بد زبان، بد کردار، بد اخلاق، شرابی، زانی اور انگریز کا ٹاؤٹ ثابت ہو رہا ہو تو پھر دوسری بحثوں میں پڑنا فریقین کا وقت ضائع کرنا ہے، جیسا کہ مرزا قادیانی اور اسکے دونوں جانشینوں نے خود اس بات کا فیصلہ دے دیا ہے۔

اس لئے میری ترتیب میں پہلا عنوان ”تعیین موضوع“ ہے اور یہی اصل موضوع ہے جس پر راقم نے عقلی و نقلی دلائل پیش کئے ہیں، اس موضوع کو طے کر لینے کے بعد حدیث رسول کریم ﷺ کے مطابق قادیانی کے کذاب و دجال ہونے پر چند دلائل دیے گئے ہیں، اس کے بعد ”حیات مسیح“ پھر ”ختم نبوت“ کا موضوع پیش کیا گیا ہے۔

جامعہ علوم اسلامیہ بنوری ٹاؤن کراچی اور دفتر تنظیم اہلسنت ملتان میں تیاری کراتے ہوئے شریک درس طلبہ سے نوٹس تیار کرنے کیلئے کہا، ان نوٹس کی جانچ پڑتال کر کے ایک کاپی تیار کی۔ آئندہ ہر سال اسی کاپی کی فوٹو سٹیٹ اپنے طلبہ میں تقسیم

کردی جاتی۔ اس طرح ان نوٹس سے طلباء کا وقت بھی بچا اور دوران تحریر وہ عجیب غریب غلطیوں سے بھی بچ گئے۔ دوران کورس قادیانی کتب سے حوالہ جات دکھائے جاتے تاکہ انہیں عین یقین ہو جائے اور حوالہ جات کی مزید تشریح زبانی کردی جاتی۔ اسی کاپی کی مدد سے مسجد نبوی شریف میں کئی سال مغرب اور عشاء کے درمیان یونیورسٹی کے طلبہ کو عربی میں پڑھاتا رہا۔ ۱۹۸۵ء میں مدینہ یونیورسٹی کے چانسلر نے شاہ فہد کی خصوصی اجازت سے سرکاری طور پر اس حقیر کو دعوت دی تو بندہ یونیورسٹی میں طلبہ کو عصر سے مغرب تک اسی کاپی کی مدد سے تیاری کراتا رہا۔ ایشیا کی عظیم اسلامی یونیورسٹی اور ہماری مادر علمی دارالعلوم دیوبند کے منتظمین نے 1990ء میں دارالعلوم میں ایک تربیتی کیمپ کا انتظام کیا، پورے ہندوستان سے منتخب علماء کو جمع کیا گیا اور دارالعلوم سے فارغ ہونے والے طلبہ کی ایک کثیر تعداد اس کے علاوہ تھی۔ بندہ نے ان نوٹس کی ایک کاپی وہاں ارسال کی کہ اس کی فوٹو سٹیٹ کروالیں تاکہ حاضرین کورس میں تقسیم کی جاسکے۔ چونکہ حاضرین کی تعداد زیادہ تھی اس لئے انہوں نے دو ہزار کے قریب اسی کاپی کو چھپوالیا۔

چونکہ قلمی کاپی کی نسبت پرنٹ کاپی کے صفحات کی تعداد کم تھی، نیز اکابر علماء دیوبند کی خواہش تھی کہ اس کاپی کو کتابی شکل میں بھی شائع کیا جائے، اگرچہ راقم اس رائے سے کچھ زیادہ متفق نہیں تھا کیونکہ اس کا کامل فائدہ باضابطہ پڑھنے سے ہی ہوتا ہے، لیکن اکابر کی رائے سے اتفاق کرتے ہوئے بندہ ناچیز نے اس کی اجازت دے دی۔ چنانچہ میرے مشورہ اور رائے سے اس میں چند مفید اضافے کر کے اور کچھ ترتیب درست کر کے عزیز محترم مولانا سلمان منصور پوری اٹال اللہ عمرہ، نائب مفتی

واستاذ جامعہ قاسمیہ مدرسہ شاہی مراد آباد، نواسہ حضرت شیخ العرب والعجم مولانا سید حسین احمد مدنیؒ نے اسے کتابی شکل میں ترتیب دے دیا۔ میری نظر ثانی اور چند ضروری اضافہ جات کے بعد اب یہی کتاب ”رد مرزائیت کے سنہری اصول“ کے عنوان سے کتابی شکل میں تقریباً اڑھائی سو صفحات پر مشتمل، دارالعلوم دیوبند کی کل ہند مجلس تحفظ ختم نبوت کے زیر اہتمام چھپ چکی ہے اور وہاں سے دستیاب ہو سکتی ہے۔

بعد ازیں جب جولائی ۲۰۰۳ء میں الرشید ٹرسٹ کراچی کے زیر اہتمام جامعۃ الرشید، اور دارالافتاء والا رشاد کی انتظامیہ کی خواہش پر کراچی کے مختلف جامعات کے علماء اور درجہ تخصص کے طلبہ کو یہ کورس کرانے کے لئے جامعۃ الرشید احسن آباد کراچی حاضری ہوئی تو یہاں بھی اسی ”کاپی“ کی مدد سے پندرہ روزہ کورس کرایا۔

یہاں تو ماشاء اللہ جدید آلات اور عصری تقاضوں سے ہم آہنگ مشینری اور اعلیٰ سے اعلیٰ وسائل دستیاب ہوئے ہیں جن کے ذریعہ اسباق پڑھانا مزید آسان اور سمجھانا اور زیادہ سہل ہو گیا ہے۔ جبکہ اس سے پہلے تو حوالہ جات کتابوں سے دکھا کر بات سمجھادی جاتی تھی مگر اب ان جدید وسائل کی دستیابی کے بعد جامعۃ الرشید والوں نے یہ انتظام کیا ہے کہ جو حوالہ جات دکھانا درکار ہو تو اس صفحہ کو کمپیوٹر پر اسکیین کر کے جس ہال یا کمرہ میں سبق ہو رہا ہو وہاں سامنے دیوار پر بڑے پروجیکٹر کے ذریعہ مطلوبہ صفحہ دکھایا جاتا جو دور بیٹھا شخص بھی با آسانی اس صفحہ کی عبارت کو خود دیکھ اور پڑھ سکتا ہے۔ اس سے پڑھنے والے کو ”عین الیقین“ ہو جاتا ہے۔ اور ماشاء اللہ اگلا اقدام انہوں نے یہ کیا کہ ان تمام حوالہ جات کو ایک سی ڈی (کو مپیکٹ ڈسک) میں ہمیشہ کے لئے محفوظ کر لیا ہے اس سے دو بہت بڑے فائدے ہوئے ہیں۔ ایک تو یہ کہ میرا یہ زندگی

بھر کی محنت کا نچوڑ محفوظ ہو گیا ہے کہ اب میں بالکل مطمئن ہوں یہ اب بعد میں بھی ہمیشہ کام آتا رہے گا۔ اور دوسرا اس سے بڑا فائدہ یہ ہوا کہ اب جہاں بھی دورہ پڑھانے کے لئے جانا ہوگا تو پہلے کی طرح کتابوں کی پیٹیاں اور بھاری بھر کم بکسے اٹھا کر لے جانے کی ضرورت پیش نہیں آئے گی بلکہ صرف وہی ایک سی ڈی لے لی اور باقی کتابوں کے بغیر ہی سفر پر چلا گیا جیسا کہ گزشتہ دنوں لندن کے ابراہیم کمیونٹی کالج کے ڈائریکٹر مولانا حافظ محمد مشفق الدین کی دعوت پر گیا ہوں وہاں صرف یہی ایک سی ڈی ہی لے کر گیا تھا، جس کی مدد سے مکمل دورہ پڑھا کر آیا ہوں، حوالہ والی دیگر کتب کے بوجھ اٹھانے کی بالکل ضرورت ہی پیش نہیں آئی۔

میں سمجھتا ہوں کہ یہ بہت بڑا کارنامہ ہے اور بہت بڑا کام ہو گیا ہے جو پچاس سالوں میں اب تک نہیں ہوا تھا اس ساری محنت کا سہرا جامعۃ الرشید کراچی کی انتظامیہ کے سر ہے جنہوں نے دن رات ایک کر کے تمام وسائل بڑی خوشدلی سے اور فراخدلی سے استعمال میں لا کر یہ کارنامہ سرانجام دیا ہے..... اس پر میں ان حضرات کا تہہ دل سے شکر گزار ہوں کیونکہ اس کام سے بندہ کو قلبی خوشی اور اطمینان حاصل ہوا ہے۔ جامعۃ الرشید والوں نے صرف اسی پر ہی بس نہیں کی بلکہ ایک اور حوصلہ افزاء اور خوش کن کام یہ کیا کہ میرے بعض ضروری ترامیم و اضافہ کو جواب میں نے کئے ہیں ان کو شامل کرنے کے بعد اس کاپی میں مرزا قادیانی کی جن جن کتب کا حوالہ دیا گیا ہے ان تمام حوالہ جات کو آخر میں ایک ضمیمہ کے طور پر شامل کر دیا گیا ہے ساتھ ہی ساتھ جس کتاب کا حوالہ دیا گیا ہے اس کے ٹائٹل والے صفحے کو بھی شروع میں لگا دیا ہے اور کاپی میں اس ضمیمے کا صفحہ نمبر حاشیہ پر دے دیا گیا ہے اب جو حوالہ کی اصل دیکھنا چاہے

وہ کتاب کے آخر میں لگے ضمیمہ سے دیکھ سکتا ہے۔ یوں گویا قادیانیوں کو قادیانیت کا حقیقی چہرہ دکھانے کے لئے انہیں کا آئینہ ان کے ہاتھ میں تھما دیا گیا ہے کہ اس آئینے میں اپنے پیشوا اور اپنے مذہب کو اپنی آنکھوں دیکھ لو اور پہچان لو کہ یہ تمہارے مذہب کی حقیقت ہے۔

میں سمجھتا کہ ان حضرات کا مجھ پر اور امت مسلمہ پر یہ بہت بڑا احسان ہے اور پھر مزید یہ کہ اس کا پی کو اپنے زیر اہتمام ”کتاب گھر“ بالمقابل دارالافتاء والارشاد کراچی سے کی طرف سے شائع کرنے کا اہتمام بھی فرما دیا ہے اب یہ کا پی ”ضرب مومن“ کے تمام دفاتر سے اور ادارہ مرکزیہ دعوت وارشاد چنیوٹ ضلع جھنگ سے بیک وقت دستیاب ہے۔ اس پر جہاں میں ان حضرات کا تہہ دل سے ممنن ہوں وہاں اگر میں اس کا پی کی تیاری میں ڈیزائنر جناب جمال عبداللہ عثمانی صاحب، مولانا محمد عمران دہلوی صاحب اور حوالہ جات کی درستگی اور تصحیح میں حصہ لینے والے مولانا آصف محمود، مولانا مدثر الاسلام صاحب اور حوالہ جات کو اسکیں کر کے سی ڈی تیار کرنے والے مولانا محمد اشرف صاحب کا شکریہ ادا نہ کروں تو یہ ضرور نا انصافی ہوگی۔

اس لئے میں ان تمام حضرات کا تہہ دل سے شکر گزار ہوں اور دعا گو ہوں کہ اللہ تعالیٰ ان کی محنت کو قبول فرماتے ہوئے ان کے لئے اسے صدقہ جاریہ اور نجات کا ذریعہ بنائیں اور انہیں ہمیشہ دینی کاموں میں اسی طرح دلچسپی لیتے رہنے کی توفیق عطا فرمائیں۔ اللہ تعالیٰ جملہ منتظمین کو اس کا بہترین بدلہ اور اجر جزیل نصیب فرمائیں۔

اس تمام وضاحت کی ضرورت اس لئے پیش آئی کہ یہ واضح ہو جائے کہ یہ کوئی باضابطہ تصنیف نہیں ہے، بلکہ میرے ضروری نوٹس ہیں۔ اگرچہ ہر اردو پڑھا لکھا

عالم، غیر عالم اپنی استعداد کے مطابق اس سے استفادہ کر سکتا ہے مگر اس سے مکمل استفادہ وہی کر سکتا ہے جو شریک دورہ ہو کر باضابطہ طور پر پڑھے اور سمجھے، کیونکہ دورانِ تدریس ان حوالہ جات کی تشریح میں اور کئی مفید باتیں بھی آ جاتی ہیں جو اس پندرہ روزہ کورس میں درج نہیں یا جو صرف دورانِ سبق ہی بتائی اور سمجھائی جاسکتی ہیں۔

اللہ تعالیٰ راقم الحروف کی اس کاوش اور محنت کو قبول فرمائیں اور گرم گشتہ راہ قادیانوں کے لئے ذریعہ ہدایت بنائیں۔

آخر میں تمام حضرات سے درخواست ہے دعا کریں کہ اللہ تعالیٰ میری اس خدمت کو اپنی بارگاہ میں شرف قبولیت بخشیں۔ آمین!

احقر

منظور احمد چنیوٹی عفا اللہ عنہ

﴿باب اول﴾

مرزا غلام احمد قادیانی کا مختصر تعارف

خاندانی پس منظر:

”میں ایک ایسے خاندان سے ہوں کہ جو اس گورنمنٹ (برطانیہ) کا پکا خیر خواہ ہے۔ میرا والد مرزا غلام مرتضیٰ گورنمنٹ کی نظر میں ایک وفادار اور خیر خواہ آدمی تھا جن کو دربار گورنری میں کرسی ملتی تھی اور جن کا ذکر مسٹر گریفن صاحب کی ”تاریخ ریسان پنجاب“ میں ہے اور ۱۸۵۷ء میں انہوں نے اپنی طاقت سے بڑھکر سرکار انگریزی کو مدد دی تھی یعنی پچاس سوار اور گھوڑے بہم پہنچا کر عین زمانہ غدر کے وقت سرکار انگریزی کی امداد میں دئے تھے۔ ان خدمات کی وجہ سے جو چھٹیاں خوشنودی حکام ان کو ملی تھیں، مجھے افسوس ہے کہ بہت سی ان میں سے گم ہو گئیں، مگر تین چھٹیاں جو مدت سے چھپ چکی ہیں ان کی نقلیں حاشیہ میں درج کی گئی ہیں، پھر میرے والد صاحب کی وفات کے بعد میرا بڑا بھائی مرزا غلام قادر خدمات سرکاری میں مصروف رہا اور جب تموں کے گذر پر مفسدوں کا سرکار انگریزی کی فوج سے مقابلہ ہوا تو وہ سرکار انگریزی کی طرف سے لڑائی میں شریک تھا۔ پھر میں اپنے والد اور بھائی کی وفات کے بعد ایک گوشہ نشین آدمی تھا، تاہم سترہ برس سے سرکار انگریزی کی امداد اور تائید میں اپنی قلم سے کام لیتا ہوں۔“

(کتاب البریہ: روحانی خزائن ج ۱۳، ص ۶۴۴)

نام و نسب:

”اب میرے سوانح اس طرح پر ہیں کہ میرا نام غلام احمد میرے والد صاحب کا نام غلام مرتضیٰ اور دادا صاحب کا نام عطاء محمد اور میرے پردادا صاحب کا نام گل محمد تھا اور جیسا کہ بیان کیا گیا ہے ہماری قوم مغل برلاس ہے اور میرے بزرگوں کے پرانے کاغذات سے جواب تک محفوظ ہیں معلوم ہوتا ہے کہ وہ اس ملک میں سمرقند سے آئے تھے۔“ (حاشیہ کتاب البریہ: ص ۱۴۴، روحانی خزائن: ص ۱۶۲، ۱۶۳، ج ۱۳، مثلہ سیرۃ الہدیٰ: حصہ اول، ص ۱۱۶)

تاریخ و مقام پیدائش:

مرزا غلام احمد قادیانی بھارت کے مشرقی پنجاب ضلع گورداسپور تحصیل بٹالہ قصبہ قادیان میں پیدا ہوا۔ اپنی تاریخ پیدائش کے بارے میں اس نے یہ وضاحت کی ہے: ”اب میرے ذاتی سوانح یہ ہیں کہ میری پیدائش ۱۸۳۹ء یا ۱۸۴۰ء میں سکھوں کے آخری وقت میں ہوئی ہے اور میں ۱۸۵۷ء میں سولہ برس کا یا ستر ہویں برس میں تھا۔“ (کتاب البریہ: ص ۱۵۹، حاشیہ روحانی خزائن: ص ۱۷۷، ج ۱۳)

ابتدائی تعلیم:

مرزا قادیانی نے قادیان ہی میں رہ کر متعدد اساتذہ سے تعلیم حاصل کی جس کی تفصیل خود اس کی زبانی حسب ذیل ہے:

”بچپن کے زمانہ میں میری تعلیم اس طرح ہوئی کہ جب میں چھ سات سال کا تھا تو ایک قادیانی خواں معلم میرے لئے نوکر رکھا گیا۔ جنہوں نے قرآن شریف اور

چند فارسی کتابیں مجھے پڑھائیں اور اس بزرگ کا نام فضل الہی تھا۔ اور جب میری عمر تقریباً دس برس کی ہوئی تو ایک عربی خواں مولوی صاحب میری تربیت کیلئے مقرر کئے گئے جن کا نام فضل احمد تھا میں خیال کرتا ہوں کہ چونکہ میری تعلیم خدائے تعالیٰ کے فضل کی ایک ابتدائی تخم ریزی تھی اس لئے ان استاذوں کے نام کا پہلا لفظ 'فضل' ہی تھا۔ مولوی صاحب موصوف جو ایک دیندار اور بزرگوار آدمی تھے وہ بہت توجہ اور محنت سے پڑھاتے رہے اور میں نے صرف کی بعض کتابیں اور کچھ قواعد نحو ان سے پڑھے اور بعد اس کے جب میں سترہ یا اٹھارہ سال کا ہوا تو ایک اور مولوی صاحب سے چند سال پڑھنے کا اتفاق ہوا۔ ان کا نام گل علی شاہ تھا ان کو بھی میرے والد نے نوکر رکھ کر قادیان میں پڑھانے کیلئے مقرر کیا تھا اور ان آخر الذکر مولوی صاحب سے میں نے نحو اور منطق اور حکمت وغیرہ علوم مروجہ کو جہاں تک خدا تعالیٰ نے چاہا حاصل کیا اور بعض طبابت کی کتابیں میں نے اپنے والد صاحب سے پڑھیں اور وہ فن طبابت میں بڑے حاذق طبیب تھے۔“ (حاشیہ کتاب البریہ: ۱۶۱ تا ۱۶۳، روحانی خزائن: ج ۱۳، ص ۷۹ تا ۱۸۱)

۱۸۱، ۱۹۰، ۱۵۹

جبکہ مرزا غلام احمد قادیانی خود لکھتا ہے: ”تمام نفوس قدسیہ انبیاء کو بغیر کسی استاد یا اتالیق کے آپ ہی تعلیم اور تادیب فرما کر اپنے فیوض قدیمہ کا نشان ظاہر فرمایا۔“ (دیباچہ براہین احمدیہ: ص ۷، روحانی خزائن: ج ۱، ص ۱۶)

ملازمت:

مرزا غلام احمد قادیانی کا بیٹا لکھتا ہے:

”بیان کیا مجھ سے حضرت والدہ صاحبہ نے کہ ایک دفعہ اپنی جوانی کے زمانہ

میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام تمہارے دادا کی پنشن وصول کرنے گئے تو پیچھے پیچھے مرزا امام الدین بھی چلا گیا جب آپ نے پنشن وصول کر لی تو وہ آپ کو پھسلا کر اور دھوکہ دے کر بجائے قادیان لانے کے باہر لے گیا اور ادھر ادھر پھراتا رہا، پھر جب اس نے سارا روپیہ اڑا کر ختم کر دیا تو آپ کو چھوڑ کر کہیں اور چلا گیا۔ حضرت مسیح موعودؑ شرم سے واپس گھر نہیں آئے اور چونکہ تمہارے دادا کا منشاء رہتا تھا کہ آپ کہیں ملازم ہو جائیں، اس لئے آپ سیالکوٹ شہر میں ڈپٹی کمشنر کی کچہری میں قلیل تنخواہ پر ملازم ہو گئے۔“ (سیرۃ المہدی: حصہ اول، ص ۴۳، روایت نمبر ۴۹، مصنفہ صاحبزادہ بشیر احمد صاحب قادیانی) ۱۴

واضح رہے کہ پنشن کی یہ رقم سات صد روپیہ تھی۔ (سیرۃ المہدی: حصہ اول، ص ۱۳۱، روایت نمبر ۱۳۲) ۱۵

منکوحات مرزا:

مرزا غلام احمد قادیانی کی تین بیویاں تھیں، پہلی بیوی جس کو (پہچے کی ماں) کہا جاتا ہے اور اس کا نام حرمت بی بی تھا، اس سے ۱۸۵۲ء یا ۱۸۵۳ء میں شادی ہوئی۔ دوسری بیوی جس کا نام نصرت جہاں بیگم ہے اس سے نکاح ۱۸۸۴ء میں ہوا۔ اس کی ایک اور بیوی بھی تھی جس کے ساتھ بقول اسکے اس کا نکاح آسمانوں پر ہوا تھا، جس کا نام محمدی بیگم تھا، مگر اس کے ساتھ اس کی شادی ساری زندگی نہ ہو سکی، اس کا مفصل تذکرہ تہذیب و پیش گوئی نمبر ۶ کے ذیل میں آئے گا۔

اولاد:

(۱) مرزا سلطان احمد (۲) مرزا فضل احمد

یہ دونوں مرزا پر ایمان نہ لائے تھے، مرزا فضل احمد مرزا قادیانی کی زندگی

میں مر گیا لیکن مرزا نے اس کا جنازہ نہ پڑھا۔ (روزنامہ الفضل: قادیان، ۷ جولائی ۱۹۴۳ء: ص ۳)
جبکہ مرزا سلطان احمد کو مرزا نے عاق کر دیا تھا۔
مرزا کی دوسری بیوی سے درج ذیل اولاد ہوئی:
لڑکے: مرزا محمود احمد۔ مرزا شوکت احمد۔ مرزا بشیر احمد اول۔ مرزا شریف احمد۔
مبارک احمد۔ بشیر احمد ایم اے۔

لڑکیاں: مبارکہ بیگم۔ امۃ النصیر۔ امۃ الحفیظ بیگم۔ عصمت۔

ان میں سے فضل احمد، بشیر اول، شوکت احمد، مبارک احمد، عصمت اور امۃ
النصیر کا مرزا کی زندگی میں ہی انتقال ہو گیا تھا جبکہ باقی اولاد (سلطان احمد، محمود احمد،
بشیر احمد، شریف احمد، مبارک بیگم، امۃ الحفیظ بیگم) مرزا قادیانی کی موت کے بعد بھی
جڑ زندہ رہی۔ (دیکھئے نسب نامہ مرزا، سیرۃ المہدی: حصہ اول، ص ۱۱۶، روایت ۱۲۹)

خلاصہ کلام یہ کہ مرزا کے ہاں دونوں بیویوں سے آٹھ لڑکے اور چار لڑکیاں
پیدا ہوئی تھیں۔ چار لڑکے اور دو لڑکیاں مرزا کی زندگی میں انتقال کر گئیں جبکہ چار
لڑکے اور دو لڑکیاں زندہ رہیں۔

مرزا کے دعوے:

مرزا نے درجہ بدرجہ دعوے کئے تھے جس کا نقشہ حسب ذیل ہے:
ملہم من اللہ، مجدد، مسیح موعود، مہدی، ظلی بروزی نبوت، مستقل نبوت۔

ان دعوؤں پر چند حوالہ جات:

(۱) ”اور پھر جب تیرھویں صدی کا اخیر ہوا اور چودھویں صدی کا ظہور ہونے لگا تو

خدا تعالیٰ نے الہام کے ذریعہ سے مجھے خبر دی کہ تو اس صدی کا مجدد ہے۔“

(حاشیہ کتاب البریہ: ص ۱۸۳، روحانی خزائن: ج ۱۳، ص ۲۰۱)

(۲) ”میں خدا تعالیٰ کی طرف سے مامور ہو کر آیا ہوں۔“

(کتاب البریہ: ص ۱۸۴، روحانی خزائن: ج ۱۳، ص ۲۰۲)

(۳) ”إني فضلتك على العالمين قل أرسلت إليكم جميعاً۔“

ترجمہ: میں نے تجھ کو تمام جہانوں پر فضیلت دی تو کہہ دے کہ میں تم سب کی طرف

بھیجا گیا ہوں۔ (تذکرہ: ص ۱۲۹، طبع دوم، اربعین نمبر ۲: ص ۷، روحانی خزائن: ج ۱۷، ص ۳۵۳)

(۴) ”اللہ جل شانہ وحی اور الہام سے میں نے مثیل مسیح ہونے کا دعویٰ کیا ہے۔“

(ازالہ ادبام: ص ۱۹۰، روحانی خزائن: ج ۳، ص ۱۹۲، تذکرہ: ص ۷، طبع دوم)

(۵) ”جعلناك المسيح ابن مريم۔“ ہم نے تجھ کو مسیح ابن مریم بنایا۔

(ترجمہ: ص ۳۳۳، روحانی خزائن: ج ۳، ص ۷۰۰، تذکرہ: ص ۷، طبع دوم)

(۶) ”انشرى وف۔ ابن مسیح مسعود بنی یزید بنہ والمہدی

مسعود بنی یزید بنہ ہوئے۔“ ترجمہ: خدا نے مجھے بشارت دی اور کہا کہ وہ

مسیح موعود اور مہدی مسعود جس کا لوگ انتظار کرتے ہیں تو ہے۔

(ترجمہ: ص ۳۳۳، روحانی خزائن: ج ۸، ص ۲۷۵، نور الحق: حصہ دوم، ص ۲۵۴، روحانی خزائن: ج ۸، ص ۲۱۶، ۲۱۵)

(۷) ”جبکہ میں بروزی طور پر آنحضرت ﷺ ہوں اور بروزی رنگ میں تمام کمالات

محمدی مع نبوت محمدیہ کے میرے آئینہ ظلیت میں منعکس ہیں تو پھر کون سا الگ انسان ہوا

جس نے علیحدہ طور پر نبوت کا دعویٰ کیا۔“ (ایک غلطی کا ازالہ: ص ۸، روحانی خزائن: ج ۱۸، ص ۲۱۲)

(۸) ”إنا أنزلناه قریباً من القادیان۔“ ہم نے اس کو قادیان کے قریب اتارا

ہے۔ (حاشیہ برائین احمدیہ: حصہ چہارم، ص ۴۹۸، روحانی خزائن: ج ۱، ص ۵۹۳، تذکرہ: ص ۶۳۷، طبع دوم)

(۹) ”سچا خدا وہی خدا ہے جس نے قادیان میں اپنا رسول بھیجا۔“

(دافع البلاء: ص ۱۱، روحانی خزائن: ج ۱۸، ص ۲۳۱)

(۱۰) ”وقل یا ایہا الناس انی رسول اللہ الیکم جمیعاً ای مرسل من اللہ۔“ ترجمہ: اور کہہ کہ اے لوگو! میں تم سب کی طرف خدا تعالیٰ کا رسول ہو کر آیا ہوں۔ (تذکرہ: ص ۳۶۰)

(۱۱) ”یَسَّ إِنَّکَ لَمِنَ الْمُرْسَلِینَ عَلٰی صِرَاطٍ مُسْتَقِیْمٍ۔“

اے سردار! تو خدا کا مرسل ہے راہِ راست پر۔

(حقیقت الوحی: ص ۱۰۷، روحانی خزائن: ج ۲۲، ص ۱۱۰، تذکرہ: ص ۶۵۸، ۶۵۹)

(۱۲) ”شریعت کی تعریف یہ ہے کہ جس میں امر اور نہی پایا جائے اور یہ دونوں میری وحی میں بھی پائے جاتے ہیں۔“

(خلاصہ عبارت اربعین نمبر ۴: ص ۶، روحانی خزائن: ج ۱۷، ص ۴۳۵، ۴۳۶)

(۱۳) ”اور مجھے بتلایا گیا تھا کہ تیری خبر قرآن اور حدیث میں موجود ہے۔ اور تو ہی

اس آیت کا مصداق ہے: ”هو الذی ارسل رسوله بالهدی و دین الحق

لیظہرہ علی الدین کلہ۔“ (اعجاز احمدی: ص ۷، روحانی خزائن: ج ۱۹، ص ۱۱۳)

مرزا کے جانشین:

مرزا غلام احمد قادیانی کی وفات ۲۶ مئی ۱۹۰۸ء بروز منگل لاہور میں ہوئی

اس کا پہلا خلیفہ حکیم نور الدین ہوا جو بھیرہ کا تھا یہ بڑا ۱۱ جل طبیب تھا اور عالم تھا یہ کشمیر کے راجہ کے پاس رہتا تھا، راجہ کشمیر نے اسے انگریز کی جاسوسی کے الزام میں نکال دیا تھا، اس کا چونکہ مرزا قادیانی سے پہلے سے رابطہ اور تعلق تھا اس لئے دونوں اکٹھے

ہو گئے، پھر دونوں نے مل کر اس دھندے کو چلایا یہ اس کا دست راست تھا اور علم میں اس سے بہت اونچا تھا۔ حکیم نور الدین کی خلافت ۱۹۱۴ء تک رہی اس کے بعد خلافت کے دو میدان تھے:

(۱) مولوی محمد علی لاہوری (۲) مرزا محمود احمد

مولوی محمد علی لاہوری، مرزا کا بڑا قریبی مرید تھا اور بہت پڑھا لکھا آدمی تھا، قابلیت کے لحاظ سے واقعی وہ خلافت کا حقدار تھا، مگر مقابلہ میں چونکہ خود مرزا کا بیٹا تھا، اس لئے اس کو کامیابی نہ ہوئی اور چونکہ مرزا بشیر الدین کے حق میں اس کی والدہ کا ووٹ بھی تھا جس کو مرزائی ام المؤمنین کہتے ہیں، اس لئے مرزا بشیر الدین خلیفہ بن گئے۔ بوقت خلافت مرزا بشیر الدین کی عمر ۲۴ سال تھی اس کی شہزادوں کی سی زندگی تھی اور خوب عیاش تھا۔ ۱۹۱۵ء تک یہ خلیفہ رہا اس نے اپنے والد کے سوانح پر کتاب بھی لکھی جس کا نام ”سیرت شریف“ ہے۔ اس کے دو بھائی اس نے متعدد کتب لکھیں۔

مولوی محمد علی لاہوری ۱۹۱۵ء سے ۱۹۲۰ء تک قادیان میں رہا اگرچہ جماعت کا کام کرتا رہا مگر اس نے بیعت نہ کی اور نہ اس کی پارٹی نے بیعت کی، ان کو ”غیر مبہین“ کہا جاتا تھا، اس نے ۱۹۲۰ء میں باقاعدہ علیحدہ دکان بنانا چاہی، چنانچہ اس نے لاہور کے ایک تنظیم بنائی جس کا نام ”انجمن اشاعت الاسلام احمدیہ“ رکھا اور خود اس جماعت کا پہلا امیر بنا۔ چونکہ مرکز ان کے پاس نہ تھا اس لئے اس کا کام زیادہ نہ چلے۔ یمن بڑا سمجھدار تھا، اپنی تنظیم کو خوب مضبوط کیا اور غیر ممالک میں پھیلا یا اور غیر ممالک میں اس کی جماعت کو بڑی کامیابی ہوئی۔

یہ مرزا کو نبی نہیں مانتے بلکہ محض مصلح یا مجدد مانتے ہیں اور نبوت کو ختم مانتے

ہیں۔ ہم کہتے ہیں یہ محض ان کی منافقت ہے، اگر ان کا اختلاف حقیقی ہے تو لاہوری جماعت والوں کو چاہیے کہ وہ قادیانیوں کو کافر کہیں کیونکہ وہ ایک غیر نبی کو نبی مانتے ہیں اور سلسلہ نبوت جاری مانتے ہیں، اسی طرح قادیانیوں کو بھی چاہیے کہ وہ لاہوریوں کو کافر کہیں کیونکہ وہ ایک سچے نبی کی نبوت کے منکر ہیں۔

محمد علی لاہوری کے مرنے کے بعد جماعت کا امیر صدر الدین بنا اور اب ڈاکٹر نصیر احمد ہے۔ ان دو پارٹیوں کے علاوہ مرزائیوں کی چند اور پارٹیاں بھی ہیں مگر یہ دونوں پارٹیاں زیادہ مشہور ہیں، ان دو پارٹیوں کا مباحثہ چار نکات پر راولپنڈی میں ہوا تھا، جو کہ درج ذیل ہے:

(۱) مرزا غلام احمد قادیانی کی پیش گوئی متعلقہ مصلح موعود کا مصداق کون ہے؟

(۲) مرزا قادیانی کی جانشین انجمن ہے یا خلیفہ؟

(۳) مرزا نبی ہے یا مجدد؟

(۴) مرزا کا منکر کافر ہے یا نہیں؟

یہ مباحثہ بصورت رسالہ ”مباحثہ راولپنڈی“ کے نام سے شائع ہوا، یہ ایک نہایت اہم رسالہ ہے، اس میں دونوں پارٹیوں کے دلائل خود مرزا کی تحریرات سے موجود ہیں۔

مرزا بشیر الدین کی وفات کے بعد اس کا بیٹا مرزا ناصر احمد خلیفہ بنا، یہ برابر ۱۹۸۲ء تک خلیفہ رہا۔ بروز بدھ مورخہ ۸ اور ۹ جون ۱۹۸۲ء کی درمیانی شب ہارٹ اٹیک سے ہلاک ہو کر واصل جہنم ہوا۔ اس کی موت کے بعد خلافت کے بارے میں جھگڑا ہوا، بعض کی رائے تھی کہ مرزا بشیر الدین کے بیٹے مرزا رفیع احمد کو خلیفہ بنایا جائے جبکہ بعض مرزا طاہر احمد کے حق میں تھے۔ بہر حال اسی کشمکش میں مرزا رفیع احمد کو اغوا

کر لیا گیا اور یوں مرزا طاہر احمد جو مرزا ناصر احمد کا بھائی ہے خلیفہ بن گیا۔

﴿باب دوم﴾

مرزائیوں اور مسلمانوں کے مابین متنازع فیہ مسائل
تعیین موضوع:

مرزائیوں اور مسلمانوں کے مابین متنازع فیہ مسائل تین ہیں:

(۱) حیات و وفات عیسیٰ علیہ السلام۔

(۲) اجرائے نبوت و ختم نبوت۔

(۳) صدق و کذب مرزا یعنی سیرت و کردار مرزا۔

مرزائی عموماً کوشش کرتے ہیں کہ پہلے دو موضوعات پر بحث کی جائے،
تیسرے موضوع پر بحث کرنا نہیں موت نظر آتی ہے، حتیٰ کہ بعض اوقات اس موضوع
سے جبراً اتارے ہوئے وہ مناظرہ ہی کو خیر باد کہہ دیتے ہیں، وہ عموماً حیات عیسیٰ یا اجرائے
نبوت کے متعلق مناظرہ کرتے ہیں، مگر ہمیں چاہیے کہ سب سے پہلے انہیں مجبور کریں
کہ وہ سیرت مرزا پر مناظرہ کریں کیونکہ اصل بحث کسی مدعی ماموریت کی سیرت
و کردار پر ہی ہونی چاہیے، اگر اس کی سیرت و کردار بے داغ ہو تو پھر دوسرے مسائل کی
عرف و رجوع کرنا چاہیے۔ ہر مدعی پہلے اپنی سیرت قوم کے سامنے پیش کرتا ہے، جیسا
کہ نبی اکرم خاتم النبیین ﷺ نے اہل مکہ کے سامنے صفا پہاڑی پر چڑھ کر اپنی چالیس
سالہ زندگی پیش کی۔ قرآن مجید میں ہے:

”فقد لبثت فيكم عمراً من قبله أفلا تعقلون.“

اس لئے ہم بھی چاہتے ہیں کہ ہم سب سے پہلے مرزا صاحب کی زندگی اور کردار کو ان کی اپنی تحریروں کے آئینہ میں دیکھیں، اگر وہ اپنی تحریروں کی رو سے ایک پاکیزہ سیرت، شریف، دیانتدار اور سچا انسان ثابت ہو جائے تو اسکے تمام مسائل دعاوی کو بلا حیل و حجت مان لیں گے اور دوسرے مسائل میں بحث کرنے اور وقت ضائع کرنے کی ضرورت ہی نہ ہوگی اور اگر وہ کسی ایک بات میں جھوٹا ثابت ہو جائے تو بقول خود مرزا کے اس کی کسی بات کا اعتبار نہیں رہے گا، چنانچہ مرزا صاحب خود تحریر کرتے ہیں:

”ظاہر ہے کہ جب ایک بات میں کوئی جھوٹا ثابت ہو جائے تو پھر دوسری باتوں میں

بھی اس پر اعتبار نہیں رہتا۔“ (چشمہ معرفت: دوسرا حصہ، ص ۲۲۳، روحانی خزائن: ج ۲۳، ص ۲۳۱)

لہذا پہلے ہم مرزا صاحب کی سیرت و کردار دیکھتے ہیں۔

ہم بلا خوف تردید کہہ سکتے ہیں کہ کسی مرزائی کے اندر یہ جرأت نہیں ہے کہ وہ مرزا کو اس کی اپنی تحریروں کی رو سے ایک سچا اور شریف انسان ثابت کر سکے۔ ہم آگے چل کر ”مشت نمونہ از خروارے“ اس کے کذاب ہونے کے چند دلائل پیش کریں گے لیکن اس بحث سے قبل ہم اپنی تائید میں مرزا صاحب کے دونوں خلفاء کی تحریریں پیش کرتے ہیں۔

حوالہ نمبر ۱:

”جب یہ ثابت ہو جائے کہ ایک شخص فی الواقع مامور من اللہ ہے اور اللہ

تعالیٰ کی طرف سے بھیجا ہوا ہے تو پھر اجمالاً اس کے تمام دعاوی پر ایمان لانا واجب

ہو جاتا ہے..... غرض اصل سوال یہ ہوتا ہے کہ مدعی ماموریت فی الواقع سچا ہے یا نہیں
 اگر اس کی صداقت ثابت ہو جائے تو اسکے تمام دعاوی کی صداقت بھی ساتھ ہی
 ثابت ہو جاتی ہے اور اگر اس کی سچائی ہی ثابت نہ ہو تو اس کے متعلق تفصیلات میں پڑنا
 وقت و ضائع کرنا ہوتا ہے۔“ (دعوة الامیر: مصنفہ بشیر الدین محمود، ص ۴۹، ۵۰)

حوالہ نمبر ۲:

”خاکسار (بشیر احمد ایم۔ اے) عرض کرتا ہے کہ حضرت خلیفہ اول (حکیم
 نور الدین) فرماتے تھے کہ..... ایک مخالف شخص..... میرے پاس آیا اور کہنے لگا کہ
 موی صاحب! کیا نبی کریم ﷺ کے بعد بھی کوئی نبی ہو سکتا ہے؟ میں نے کہا نہیں،
 اس نے کہا کہ اگر کوئی نبوت کا دعویٰ کرے تو پھر؟ میں نے کہا پھر ہم یہ دیکھیں گے کہ کیا
 وہ صادق و راست باز ہے یا نہیں۔ اگر صادق ہے تو بہر حال اس کی بات کو قبول
 کریں گے۔“ (سیرۃ المہدی: حصہ اول، ص ۹۸، روایت نمبر ۱۰۹)

ان دو حوالہ جات سے بخوبی معلوم ہو گیا کہ اصل بحث صدق و کذب پر ہونی
 چاہیے، اگر وہ ہو ہی جھوٹا تو پھر اس کے دعاوی وغیرہ پر بحث کرنے کی ضرورت ہی
 نہیں۔ اب ہم اس بات پر دلیل دیں گے کہ وفات و حیات مسیح پر بحث کرنے کی
 ضرورت نہیں۔

حوالہ نمبر ۱:

”اول تو یہ جاننا چاہیے کہ مسیح کے نزول کا عقیدہ کوئی ایسا عقیدہ نہیں ہے جو
 ہماری ایمانیات کا کوئی جزو یا ہمارے دین کے رکنوں میں سے کوئی رکن ہو بلکہ صدہا

پیش گوئیوں میں سے یہ ایک پیش گوئی ہے جس کو حقیقت اسلام سے کچھ بھی تعلق نہیں، جس زمانہ تک یہ پیش گوئی بیان نہیں کی گئی تھی اس زمانہ تک اسلام کچھ ناقص نہیں تھا اور جب بیان کی گئی تو اس سے اسلام کچھ کامل نہیں ہو گیا۔“

(ازالہ اوہام: ص ۱۴۰، روحانی خزائن: ج ۳، ص ۱۷۱) ۴

اس حوالہ سے چند امور واضح ہوئے:

- (۱) عقیدہ نزول مسیح ہمارے ایمانیات کی جز نہیں ہے۔
- (۲) یہ مسئلہ دین کے ارکان میں سے کوئی رکن نہیں ہے۔
- (۳) یہ ایک پیش گوئی ہے اس کا حقیقت اسلام سے کچھ بھی تعلق نہیں۔
- (۴) اس کے بیان نہ کرنے سے اسلام ناقص نہیں ہوتا اور بیان کرنے سے کامل نہیں ہوتا۔

حوالہ ۲:

”کل میں نے سنا تھا کہ ایک شخص نے کہا کہ اس فرقہ میں اور دوسرے لوگوں میں سوائے اس کے کچھ فرق نہیں کہ یہ لوگ وفات مسیح کے قائل ہیں اور وہ لوگ وفات مسیح کے قائل نہیں، باقی سب عملی حالت مثلاً نماز، روزہ اور زکوٰۃ اور حج وہی ہیں۔ سو سمجھنا چاہیے کہ یہ بات صحیح نہیں کہ میرا دنیا میں آنا صرف حیات مسیح کی غلطی کو دور کرنے کے واسطے ہے اگر مسلمانوں کے درمیان صرف یہی ایک غلطی ہوتی تو اتنے کے واسطے ضرورت نہ تھی کہ ایک شخص خاص مبعوث کیا جاتا اور الگ جماعت بنائی جاتی اور ایک بڑا شور مچایا جاتا، یہ غلطی دراصل آج نہیں پڑی بلکہ میں جانتا ہوں کہ آنحضرت ﷺ کے تھوڑے ہی عرصہ بعد یہ غلطی پھیل گئی تھی اور کئی خواص اور اولیاء اور

اہل اللہ کا یہی خیال تھا، اگر یہ کوئی ایسا اہم امر ہوتا تو خدا تعالیٰ اسی زمانہ میں اس کا ازالہ کر دیتا۔“ (احمدی اور غیر احمدی میں فرق: از مرزا غلام احمد قادیان، ص ۲)

۳۳

اس حوالہ سے چند امور واضح ہوئے:

(۱) حیات عیسیٰ علیہ السلام کا عقیدہ آنحضرت کے تھوڑے ہی عرصہ بعد پھیل گیا تھا۔

(۲) کئی خواص، اولیاء، اہل اللہ کا یہی عقیدہ تھا۔

(۳) یہ کوئی ایسا اہم امر نہیں ہے جس کا ازالہ خدا تعالیٰ نے ضروری سمجھا ہو۔
حوالہ نمبر ۳:

”اور مسیح موعود کے ظہور سے پہلے اگر امت میں سے کسی نے یہ خیال بھی کیا کہ حضرت عیسیٰ دوبارہ دنیا میں آئیں گے تو ان پر کوئی گناہ نہیں صرف اجتہادی خطا ہے جو اسرائیلی نبیوں سے بھی بخش پیش گوئیوں کے سمجھنے میں ہوتی رہی ہے۔“

۷۶

(حاشیہ حقیقت الوحی: ص ۳۰، روحانی خزائن: ج ۲۲، ص ۳۲)

اس حوالہ سے جو امور واضح ہوئے وہ یہ ہیں:

(۱) نزول عیسیٰ کے معتقد پر کوئی گناہ نہیں ہے۔

(۲) یہ محض اجتہادی خطا ہے اور اس قسم کی خطا اسرائیلی نبیوں سے بھی ہوتی رہی۔
حوالہ نمبر ۴:

”ہماری یہ غرض ہر گز نہیں کہ مسیح علیہ السلام کی وفات حیات پر جھگڑے اور

۷۹

مباحثہ کرتے پھر وہ ایک ادنیٰ سی بات ہے۔“ (ملفوظات احمدیہ: ج ۲، ص ۷۲، جدید)

اس حوالہ سے یہ واضح ہوا:

(۱) مرزائیوں کی غرض یہ نہیں ہونی چاہیے کہ وفات و حیات مسیح پر مباحثہ وجھکڑے کریں۔

(۲) یہ ایک ادنیٰ سی بات ہے۔

سو ہم کہتے ہیں کہ جب یہ مسئلہ ہمارے ایمانیات کی جز نہیں ہے، جب یہ دین کے رکنوں میں سے رکن نہیں، جب اسلام کی حقیقت سے اس کا کچھ تعلق نہیں، جب اس کے بیان کرنے یا نہ کرنے سے اسلام میں کچھ فرق نہیں پڑتا، جب یہ مسئلہ آنحضرت ﷺ کے زمانہ کے بعد جلد ہی پھیل گیا تھا، جب یہ عقیدہ خواص کا تھا، اولیاء کا تھا، اہل اللہ کا تھا اور جب یہ کوئی خاص امر نہیں ہے، جب اس کا ازالہ خدا نے ضروری نہیں سمجھا، جب اس کا عقیدہ رکھنے والے پر کوئی گناہ نہیں، جب یہ محض اجتہادی غلطی ہے، جب اس قسم کی خطائیں سابقہ انبیاء سے بھی ہوتی رہیں، جب آپ کی غرض اس پر مباحثہ کرنے کی نہیں اور جب یہ ادنیٰ سی بات ہے تو اس مسئلہ پر بحث کرنے کی کوئی ضرورت و اہمیت باقی نہ رہی، لہذا ہم سب سے پہلے مرزا کی سیرت و کردار پر بحث کریں گے جو انتہائی اہم اور ضروری ہے۔

تقریباً موضوع نہایت اہم اور کٹھن معاملہ ہے، مسلمان مناظر کی یہ خواہش ہوتی ہے کہ سیرت مرزا کا موضوع طے کیا جائے اور مرزائی مناظر کی یہ تمنا ہوتی ہے کہ حیات و وفات مسیح، اجرائے نبوت جیسے موضوعات میں وقت ضائع کیا جائے۔ اس لئے اس مرحلہ میں ہمارے مناظر کو انتہائی سمجھداری سے کام لینا چاہیے۔ ہمارے مناظر کے اندر اتنی قوت ہونی چاہیے کہ وہ اپنا موضوع منوالے، اگر کسی صورت میں بھی مرزائی مناظر یہ موضوع نہ مانے تو پھر بے شک مناظرہ نہ کرو۔ تیسرا درجہ یہ ہے کہ

اگر ان کا ایک موضوع مانو، تو اپنا بھی ایک موضوع منوالو! اگر ان کے دو موضوع مانو، تو پھر اپنے بھی دو موضوع منوالو! یعنی:

سیرت مرزا غلام احمد قادیانی اور سیرت بشیر الدین محمود۔

مرزائی حربہ:

مرزائی مناظر موضوع طے ہونے سے قبل ہی ہمارے مناظر کے سامنے چالاک سے کوئی نہ کوئی آیت یا حدیث وفات مسیح پر بطور دلیل پیش کر دیتے ہیں حالانکہ ابھی موضوع بحث طے نہیں ہو چکا ہوتا اور ہمارا مناظر ان کی دلیل کو معمولی سمجھتے ہوئے اس کے پر نچے اڑانا شروع کر دیتا ہے اور یوں خود بخود مرزائیوں کا من بھاتا موضوع وفات مسیح شروع ہو جاتا ہے، اس لیے ہمارے مناظر کو چاہیے کہ جب تک موضوع سے نہ ہو، جو بے نہ نہ بلکہ جی جی کی وریجی حربہ ان سے رن چاہیے کہ بات چیت کے دوران ہی مرزا کا کوئی جھوٹ، کوئی بد معاشی وغیرہ انتہائی رعب سے بیان کرنا چاہیے اور اس طرح دباؤ ڈالنا چاہیے کہ تمہارا نبی ایسا تھا، اگر ایسا نہ ہو تو گویا میں ہار گیا وغیرہ تو اس طرح کرنے سے مرزائی مناظر جب اس کا جواب دے گا تو خود بخود سیرت مرزا کا موضوع شروع ہو جائے گا اور میدان ان شاء اللہ آپ کے ہاتھ میں ہوگا۔

ایک اہم نکتہ:

اگر کوئی شخص حضرت عیسیٰ کو فوت شدہ مانے مگر مرزا کو نبی نہ مانے تو مرزائیوں کے نزدیک وہ پھر بھی کافر ہے، معلوم ہوا اصل مدار مرزا کی ذات ہے اس لیے سب سے پہلے مرزا کی سیرت پر بحث ہونی چاہیے اسی طرح اگر کوئی شخص عیسیٰ علیہ

السلام کی وفات مانے اور نبوت کو بھی جاری مانے مگر مرزا کو نبی نہ مانے تب بھی وہ مرزائیوں کے نزدیک مسلمان نہیں، معلوم ہوا کہ اصل مدار مرزا کی ذات ہے اسی لئے سب سے پہلے مرزا کی ذات و سیرت پر بحث ہوگی، جیسا کہ بہائی فرقہ عیسیٰ علیہ السلام کی وفات کا بھی قائل ہے اور نبوت بھی جاری مانتا ہے مگر مرزائیوں کے نزدیک وہ پھر بھی کافر ہے کیونکہ وہ مرزا کو نبی نہیں مانتا۔ اس لیے معلوم ہوا کہ اصل محل نزاع مرزا کی ذات ہے اور اسی پر ہم بحث کرنا چاہتے ہیں۔

﴿باب سوم﴾

بحث اول

صدق و کذب مرزا

مذکورہ بالا موضوع میں ہم مدعی ہوں گے، مرزائی صاحبان اول تو اس موضوع کو تسلیم ہی نہیں کرتے، اگر بامر مجبوری انہیں تسلیم کرنا پڑے تو وہ مدعی بن جاتے ہیں حالانکہ یہ اصول غلط ہے، جو فریق جو موضوع پیش کرے اصولاً اس کو اس کا مدعی ہونا چاہیے، مرزا صاحب کی سیرت و کردار کا موضوع چونکہ ہماری طرف سے پیش ہوا ہے، لہذا مدعی ہمیں ہونا چاہیے اور حیات و وفات کا موضوع عموماً مرزائیوں کی طرف سے پیش ہوتا ہے اور وہ اس پر مصر ہوتے ہیں لہذا وفات مسیح کے مسئلہ میں مدعی انہیں ہونا چاہیے۔

﴿پہلی دلیل﴾

کذب مرزا:

کذب مرزا بیان کرنے سے قبل ان آیات کو بار بار دہرانا چاہیے:

عَنْ اللَّهِ عَلَى الْكَاذِبِينَ ، وَمَنْ أَظْلَمُ مِمَّنْ افْتَرَى عَلَى اللَّهِ كَذِبًا
وَقَدْ أَوْحَى إِلَى وَلَمْ يُوحِ إِلَيْهِ شَيْءٌ. “ وغیرہ

نیز جھوٹ کے متعلق مرزا صاحب کے اپنے فتوے بھی بار بار بیان کرنے
چاہئیں۔

جھوٹ کے متعلق مرزا صاحب کے اپنے فتوے:

(۱) ”جھوٹ بولنا مرتد ہونے سے کم نہیں۔“

۲۵ (حاشیہ ضمیمہ تحفہ گوڑویہ: ص ۱۳، روحانی خزائن: ج ۱، ص ۵۶)

(۲) ”جھوٹ بولنے سے بدتر دنیا میں اور کوئی برا کام نہیں۔“

۲۶ (تتمہ حقیقت الوحی: ص ۲۶، روحانی خزائن: ج ۲، ص ۵۹)

۳۱ (۳) ”تکلف سے جھوٹ بولنا گوہ (پاخانہ) کھانا ہے۔“ (ضمیمہ انجام آتھم: ص ۵۹، روحانی

۳۲ خزائن: ج ۱، ص ۳۳، حقیقت الوحی: ص ۲۰۶، روحانی خزائن: ج ۲، ص ۲۱۵)

۳۷ (۴) ”جھوٹ کے مردار کو کسی طرح نہ چھوڑنا یہ کتوں کا طریق ہے نہ انسانوں کا۔“

۳۸ (انجام آتھم: ص ۴۰، مطبع قادیان، روحانی خزائن: ج ۱، ص ۴۳)

۴۱ (۵) ”ایسا آدمی جو ہر روز خدا پر جھوٹ بولتا ہے اور آپ ہی ایک بات تر اشتا ہے اور پھر

کہتا ہے: یہ خدا کی وحی ہے جو مجھ پر ہوئی ہے ایسا بد ذات انسان تو کتوں اور سووروں

۴۲ اور بتوروں سے بدتر ہوتا ہے۔“ (برائین احمدیہ: حصہ پنجم: ص ۱۲۶، روحانی خزائن: ج ۲، ص ۲۹۲)

(۶) ”وہ کنجر جو ولد الزنا کہلاتے ہیں وہ بھی جھوٹ بولتے ہوئے شر مانتے ہیں۔“

۳ (شخصی حق: ص ۶۰، روحانی خزائن: ج ۲، ص ۳۸۶)

(۷) ”جب ایک بات میں کوئی جھوٹا ثابت ہو جائے تو پھر دوسری باتوں میں بھی اس پر

اعتبار نہیں رہتا۔“ (چشمہ معرفت: دوسرا حصہ، ص ۲۲۲، روحانی خزائن: ج ۲، ص ۲۳۱)

اب ہم مرزا کے چند ایک جھوٹ پیش کرتے ہیں، اس کے کذب بات کا کماحقہ احاطہ کرنا کارے دارد ہے۔ ہم نمونے کے طور پر چند اذیب مرزا بیان کریں گے۔

جھوٹ نمبر ۱:

”اولیاء گزشتہ کے کشوف نے اس بات پر قطعی مہر لگا دی ہے کہ وہ (مسیح موعود۔ ناقل)

چودھویں صدی کے سر پر پیدا ہوگا اور نیزیہ کہ پنجاب میں ہوگا۔“

۴ (اربعین نمبر ۲: ص ۲۳، طبع پنجاب نگر (ربوہ)، روحانی خزائن: ج ۱، ص ۳۷۱)

وضاحت: مطبع قادیان میں انبیاء کا لفظ ہے بعد کے ایک ایڈیشن میں یہ وضاحت کی گئی

کہ یہ لفظ غلطی سے لکھا گیا اور اب نئے ایڈیشن میں یہ وضاحت بھی حذف کر دی گئی ہے۔

اولیاء جمع کثرت ہے اور جمع کثرت دس سے اوپر ہوتی ہے، اس لئے کم از کم

دس معتمد اولیاء کے نام پیش کرو جنہوں نے بذریعہ کشف مہر لگائی ہو اور ولی ایسا ہو جس

کو دونوں فریق صحیح ولی مانیں۔ ہم کہتے ہیں کہ مرزا کا یہ سفید جھوٹ ہے کسی مسلمہ ولی

نے اس بات کی تصریح نہیں کی کہ مہدی چودھویں صدی میں ہوگا اور نیزیہ کہ پنجاب

میں ہوگا۔ یہ تمام اولیاء کرام پر جھوٹ ہے۔

جھوٹ نمبر ۲:

”اے عزیزو! تم نے وہ وقت پایا ہے جس کی بشارت تمام نبیوں نے دی ہے اور اس

شخص کو یعنی مسیح موعود کو تم نے دیکھ لیا جس کے دیکھنے کیلئے بہت سے پیغمبروں نے بھی
خواب دیکھا تھا۔“ (اربعین نمبر: ۴ ص: ۱۳، روحانی خزائن: ج ۱۷، ص: ۴۴۲)

۴۱

یہ بحث بالکل صاف جھوٹ ہے، کسی ایک پیغمبر سے یہ خواہش کرنا ثابت نہیں ہے۔

ہاتوا برہانکم ان کنتم صادقین ۔

جھوٹ نمبر ۳:

”یہ بھی یاد رہے کہ قرآن شریف میں بلکہ توراۃ کے بعض صحیفوں میں بھی یہ
نہج موجود ہے کہ مسیح موعود کے وقت طاعون پڑے گی بلکہ مسیح علیہ السلام نے بھی انجیل
میں یہ نہج دی ہے۔“ (کشتی نوح: ص ۵، روحانی خزائن: ج ۱۹، ص ۵)

۴۲

اس عبارت کے متعلق اسی صفحہ پر حاشیہ لکھا ”مسیح موعود کے وقت میں
طاعون پڑے گا۔“ (ذکر: باب ۱۴، آیت ۱۲، بائبل: ۱۴: ۱۲)
انجیل متی: باب ۲۴، آیت ۸، مکاشفات: باب ۲۲، آیت ۸، عہد نامہ جدید: ص ۲۵۹)

۴۳

اس عبارت میں ایک جھوٹ نہیں، بلکہ خدا تعالیٰ کی چار آسمانی کتابوں پر چار
حد جھوٹ ہیں۔ مذکورہ کتب کے مذکورہ صفحات پر ہرگز مسیح موعود کے وقت طاعون کے
پڑنے کا ذکر نہیں ہے۔

۴۴

مرزائی عذر:

جب مرزائیوں سے سوال کیا جاتا ہے کہ قرآن مجید میں مسیح موعود کے وقت
طاعون پڑے گا ذکر کہاں ہے؟ تو مرزائی جواب دیتے ہیں کہ قرآن مجید کی اس آیت
میں مسیح موعود کے وقت میں طاعون پڑنے کا ذکر ہے اور یہ آیت پڑھتے ہیں:

”وَإِذَا وَقَعَ الْقَوْلُ عَلَيْهِمْ أَخْرَجْنَا لَهُمْ دَابَّةً مِّنَ الْأَرْضِ تُكَلِّمُهُمْ
..... الخ.“ (پ ۲۰، سورۃ النمل، آیت ۸۲)

اور کہتے ہیں کہ مرزا صاحب نے اپنی کتاب نزول مسیح: ص ۳۸، ۳۹، ۴۰،
روحانی خزائن: ج ۱۸، ص ۴۱۵ تا ۴۱۸ میں اس ”دابة الأرض“ سے مراد طاعون لیا ہے
اور مرزائی اس آیت کو طاعون پر اس طرح چسپاں کرتے ہیں کہ ”دابة الأرض“ سے
مراد چوہا ہے جو زمین سے نکلے گا اور ”تکلمهم“ کا مطلب ہے کہ ان کو کاٹے گا۔

جواب اول:

کسی مفسر، کسی محدث، کسی مجدد نے یہاں ”دابة“ سے مراد طاعون اور
طاعون کا چوہا نہیں لیا، یہ مرزا کا اپنا افتراء ہے، ہم بلا خوف تردید قادیانی امت کو چیلنج
کرتے ہیں کہ وہ تیرہ صدیوں کے کسی مجدد کا نام پیش کریں جس نے اس آیت میں
”دابة الأرض“ سے مراد طاعون لیا ہو۔

جواب ثانی:

اگر بالفرض تمہاری یہ من گھڑت تفسیر مان بھی لی جائے تو اس میں یہ کہاں لکھا
ہے کہ یہ طاعون مسیح موعود کے وقت میں پڑے گا؟ تقریباً نام نہیں ہے۔

جواب ثالث:

خود مرزا غلام احمد قادیانی نے اس آیت کی متعدد تفسیریں بیان کی ہیں۔ اپنی
”کتاب ازالہ اوہام“ ج ۲، ص ۲۰۹، روحانی خزائن ص ۳۷۰، ج ۳ پر لکھتا ہے:
”وَإِذَا وَقَعَ الْقَوْلُ عَلَيْهِمْ أَخْرَجْنَا لَهُمْ دَابَّةً مِّنَ الْأَرْضِ تُكَلِّمُهُمْ“ (پ ۲۰، النمل ۸۲)

یعنی جب ایسے دن آئیں گے جب کفار پر عذاب نازل ہو اور ان کا وقت مقرر قریب آجائے تو ایک گروہ ”دابة الأرض“ کا زمین سے نکالیں گے وہ گروہ متکلمین کا ہوگا جو اسلام کی حمایت میں تمام ادیان باطلہ پر حملہ کرے گا یعنی وہ علماء ظاہر ہوں گے جن کو علم کلام اور فلسفہ میں یدِ طولی ہوگا۔“

اس عبارت میں خود مرزا نے ”دابة الأرض“ سے مراد متکلمین و علماء ظاہر لئے ہیں۔ معلوم ہو دابة الأرض سے مراد طاعون و طاعون کا چوہا نہیں ہے۔ اسی طرح اپنی کتاب ”حمالة البشری“ میں ”دابة الأرض“ سے مراد علماء سوء لیا ہے:

”من المراد من دابة الأرض علماء السوء الذين يشهدون بأقوالهم أن رسول حق وتقرآن حقه يعملون الخبائث ويخدمون الدجال كأن وجودهم من جزئين جزء مع الإسلام وجزء مع الكفر أقوالهم كأقوال المؤمنين وأفعالهم كأفعال الكافرين فأخبر رسول الله ﷺ عن أنهم يكثرُونَ في آخر الزمان وسموا دابة الأرض لأنهم أخلدوا إلى الأرض وما أرادوا أن يرفعوا إلى السماء..... الخ.“ (حمالة البشری ص ۸۶، روحانی خزائن ج ۷ ص ۳۰۸)

یہاں مرزا صاحب نے ”دابة الأرض“ سے مراد علماء سوء یعنی منافقین کو لیا ہے پھر اس سے مراد طاعون کا چوہا کیسے ہو گیا؟ کہاں علماء سوء، کہاں علماء متکلمین اور کہاں طاعون کا چوہا؟ اور یہ تین اقوال آپس میں متضاد ہیں۔ ایک ہی آیت کی تین تفسیریں مرزا صاحب کے کذاب اور منافق ہونے کی واضح دلیل ہیں اور مرزا خود تسلیم کرتا ہے کہ پاگل اور منافق کے کلام میں تضاد ہوتا ہے۔ (ست پجں ص ۳۱۔ حانی ۷)

خزائن: ج ۱۰، ص ۱۳۳) معلوم ہوا کہ خود مرزا صاحب پاگل اور منافق ہیں۔

مذکورۃ الصدر حمامۃ البشریٰ کی عبارت میں ایک اور جھوٹ بھی ہے کہ یہ ”فأخبر رسول الله ﷺ“ سے شروع ہوتا ہے ہم پوچھتے ہیں کہ حضور ﷺ نے یہ کس حدیث میں خبر دی ہے؟ وہ حدیث پیش کریں، یہ حضور ﷺ پر صریح افتراء اور بہتان ہے اور آپ ﷺ نے فرمایا:

”من كذب على متعمداً فليتبوأ مقعده من النار.“

ترجمہ: ”جس نے مجھ پر جان بوجھ کر جھوٹ بولا پس وہ اپنا ٹھکانہ جہنم میں بنالے۔“
لہذا یہ جھوٹ بول کر بھی مرزا جہنمی ہوا۔

جھوٹ نمبر ۴:

”ہمارے نبی ﷺ نے اور نبیوں کی طرح ظاہری علم کسی استاد سے نہیں پڑھا تھا، مگر عیسیٰ اور حضرت موسیٰ مکتبوں میں بیٹھے تھے اور حضرت عیسیٰ نے ایک یہودی استاد سے تمام توراۃ پڑھی تھی، سو آنے والے کا نام جو مہدی رکھا گیا، سو اس میں یہ اشارہ ہے کہ وہ آنے والا علم دین خدا سے ہی حاصل کرے گا اور قرآن اور حدیث میں کسی استاد کا شاگرد نہیں ہوگا، سو میں یہ حلفا کہہ سکتا ہوں کہ میرا حال یہی حال ہے کوئی ثابت نہیں کر سکتا کہ میں نے کسی انسان سے قرآن یا حدیث یا تفسیر کا ایک سبق بھی پڑھا ہے یا کسی مفسر یا محدث کی شاگردی اختیار کی ہے۔“ (ایام الصلح: ص ۱۴۷، روحانی خزائن: ج ۱۴، ص ۳۹۴)

یہ صریح جھوٹ ہے، حضرت موسیٰ و عیسیٰ علیہما السلام نے کون سے مکتبوں میں بیٹھ کر تعلیم حاصل کی؟ یہ ان انبیاء پر صریح الزام ہے، قرآن و احادیث صحیحہ سے ثابت کرو کہ حضرت عیسیٰ نے کون سے یہودی عالم سے توراۃ پڑھی تھی۔ حالانکہ قرآن پاک

میں ہے ”ويعلمهم الكتاب والحكمة والتوراة والإنجيل.“
یعنی میں خود ان کو تعلیم دوں گا، اسی طرح قیامت کے دن اللہ تعالیٰ فرمائیں گے:

”وإذا علمتك الكتاب والحكمة والتوراة والإنجيل.“

ترجمہ: اور جب میں نے کتاب و حکمت اور توراة و انجیل سکھائی۔ (پ ۷، سورۃ المائدہ، آیت ۱۰، ع ۱۰)

اس میں بھی تعلیم کی نسبت خدا تعالیٰ نے اپنی طرف کی ہے، آگے جو اپنے

بارے میں لکھا ہے کہ میرا یہی حال ہے..... الخ

یہ بھی صاف جھوٹ ہے، ہم ثابت کرتے ہیں کہ مرزا کے متعدد اساتذہ تھے کتاب

البریہ: ص ۱۶۱ تا ۱۶۳، روحانی خزائن: ج ۱۳، ص ۱۸۰، ۱۸۱ کے حاشیہ پر اس کے

اپنے ہاتھوں سے اس کی تعلیم کا حال موجود ہے، جیسا کہ شروع میں گذر چکا ہے۔

مرزائی عذر:

مرزائی ان ہر دو حوالوں میں تاویل کر کے تطبیق کرتے ہیں کہ یہ سفید جھوٹ

نہیں ہے، جو پڑھا ہے اس سے مراد قرآن کے ظاہری الفاظ ہیں اور جہاں لکھا کہ نہیں

پڑھا اس سے مراد معارف و معانی ہیں۔

جواب:

یہ تاویل متعدد وجوہ سے غلط ہے:

وجہ اول:

مرزا غلام احمد نے اپنے حال کو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے حال سے تشبیہ

دی ہے، کیا حضور ﷺ نے بھی ظاہری الفاظ کسی استاد سے پڑھے تھے؟ یہ اس کا تشبیہ

دینا بتا رہا ہے کہ وہ خود یہاں ظاہری الفاظ و معانی وغیرہ کا فرق مراد نہیں لے رہا۔

وجہ ثانی:

اس سے معارف و معانی مراد لینا غلط ہے کیونکہ اس نے خود تین چیزیں

بیان کیں:

(۱) قرآن (۲) حدیث (۳) تفسیر معارف و معانی تو تفسیر میں ہوتے

ہیں یہ اس کا علیحدہ علیحدہ بیان کرنا یعنی ایک جگہ قرآن بولنا اور آگے تفسیر بولنا اس پر دال ہے کہ وہ ظاہری الفاظ و معارف دونوں کی نفی کر رہا ہے کہ دونوں میں میرا استاد کوئی نہیں۔

وجہ ثالث:

اس عبارت میں یہ تاویل کرنا کہ اس سے مراد معارف و معانی ہیں ٹھیک نہیں ہے کیونکہ اس میں اس نے قسم اٹھائی ہے ”سو میں یہ حلفا کہہ سکتا ہوں..... الخ“ اور قسم میں ظاہر معنی مراد ہوتا ہے وہاں تاویل استثناء وغیرہ نہیں چل سکتے۔ مرزا صاحب نے خود قسم کے متعلق اصول بیان کیا ہے، یہ بڑا اہم اصول ہے جو ہمیں ”نزول مسیح“ کی احادیث میں بھی کام دے گا۔ جہاں نبی کریم ﷺ نے قسم اٹھا کر ایک مضمون بیان فرمایا ہے، اسی طرح یہاں بھی یہ اصول کام دے گا اور ایک جگہ مرزا کا ایک مرید مرزا کی صفت میں یہ شعر کہتا ہے:

خدا سے تو خدا تجھ سے واللہ

تیرا رتبہ نہیں آتا بیان میں

مرزائی اس کی تاویل کرتے ہیں مگر چونکہ یہاں اس نے واللہ کے لفظ سے قسم اٹھادی اس لئے تاویل نہیں چل سکے گی اس طرح یہ اصول بے شمار مواقع میں کام دے گا اصول یہ ہے:

”والقسم يدل على أن الخبر محمول على الظاهر لا تأويل فيه ولا استثناء وإلا فإى فائدة كانت فى ذكر القسم.“

۵۷ (حاشیہ جملۃ البشری: ص ۲۶، روحانی خزائن: ج ۷، ص ۱۹۲)

علاوہ ازیں خود مرزا صاحب نے تسلیم کیا ہے کہ تمام انبیاء کا کوئی استاد اور اتالیق نہیں ہوتا: ”اور تمام نفوس قدسیہ انبیاء کو بغیر کسی استاد اور اتالیق کے آپ ہی تعلیم اور تادیب فرما کر اپنے فیوض قدیمہ کا نشان ظاہر فرمایا۔“

۱ (دیباچہ براہین احمدیہ: ص ۷، روحانی خزائن: ج ۱، ص ۱۶)

مجموع نمبر ۵:

”احادیث صحیحہ میں آیا تھا کہ وہ مسیح موعود صدی کے سر پر آئے گا اور وہ چودہویں صدی کا مجدد ہوگا۔“ (ضمیمہ براہین احمدیہ: حصہ پنجم، ص ۱۸۸، روحانی خزائن: ج ۲، ص ۳۵۹)

۱۲۱ جبکہ حاشیہ کتاب البریہ: ص ۱۸۷، ۸۸، روحانی خزائن: ج ۱۳، ص ۲۰۵، ۲۰۶ کی عبارت یہ ہے:

”بہت سے اہل کشف نے خدا تعالیٰ سے الہام پا کر خبر دی تھی کہ وہ مسیح موعود چودہویں صدی کے سر پر ظہور کرے گا اور یہ پیش گوئی اگرچہ قرآن شریف میں صرف اجمالی طور پر پائی جاتی ہے، مگر احادیث کی رو سے اس قدر تو اتر تک پہنچی ہے کہ جس کا کذب عند العقل ممتنع ہے۔“

احادیث جمع کثرت ہے، اس لئے کم از کم دس احادیث صحیحہ متواترہ دکھاؤ، جن میں مسیح موعود کے چودھویں صدی کے سر پر آنے کے الفاظ وغیرہ موجود ہوں، مگر ہمارا دعویٰ ہے کہ مرزائی امت تا قیامت کوئی ایک بھی صحیح حدیث نہیں دکھا سکتی۔

جھوٹ نمبر ۶:

”اگر حدیث کے بیان پر اعتبار ہے تو پہلے ان حدیثوں پر عمل کرنا چاہیے جو صحت اور وثوق میں اس حدیث پر کئی درجہ بڑھی ہوئی ہیں، مثلاً صحیح بخاری کی وہ حدیثیں جن میں آخری زمانہ میں بعض خلیفوں کی نسبت خبر دی گئی ہے، خاص کر وہ خلیفہ جس کی نسبت بخاری میں لکھا ہے کہ آسمان سے اس کی نسبت آواز آئے گی:

”هذا خليفة الله المهدي.“

اب سوچو کہ یہ حدیث کس پایہ اور مرتبہ کی ہے جو ایسی کتاب میں درج ہے جو اصح الکتاب بعد کتاب اللہ ہے۔“ (شہادۃ القرآن: ص ۳۱، روحانی خزائن: ج ۲ ص ۳۳۷)

جھوٹ، بالکل جھوٹ، بخاری شریف میں اس قسم کی کوئی حدیث نہیں۔

عناولربانکم لاکثر صاوفین۔

قادیانی عذر:

(۱) اسکے متعلق قادیانی جواب دیتے ہیں کہ یہ حدیث کنز العمال میں موجود ہے، مگر ہمارا سوال یہ ہے کہ بخاری شریف سے دکھاؤ؟ کیونکہ مرزا نے بخاری شریف کا حوالہ دیا ہے۔

(۲) بعض دفعہ وہ ہمارے بعض علماء کے اس قسم کے حوالہ جات پیش کرتے ہیں کہ

انہوں نے بھی غلط حوالہ دیا، جواب یہ ہے کہ کیا ان کے غلط حوالہ دینے سے مرزا کی بات سچی بن جائیگی؟ ہرگز نہیں۔

(۳) ہمارے کسی عالم نے بطور استدلال اتنے زور سے غلط حوالہ نہیں دیا، عام حوالہ کا غلط ہو جانا اور بات ہے، مگر اتنی تحدی اور زور شور سے حوالہ دینا اور پھر غلط دینا یہ دھوکہ اور فریب ہے۔

(۴) اگر وہ کہیں کہ نسیان لکھا گیا تو پھر اس کی معذرت ہونی چاہیے۔ مرزا صاحب سے اس کی معذرت دکھاؤ! اور کوئی سچائی نسیان پر قائم رہ نہیں سکتا۔ نسیان کا وقوع اور چیز ہے اس پر استقلال اور چیز ہے۔

(۵) اگر وہ چالاکی سے کہیں کہ مرزا صاحب کی غلطی نہیں بلکہ کاتب کی غلطی ہے تو جواب یہ کہ آگے آئے الفاظ ”أصح الكتب بعد كتاب الله.“ وغیرہ اس کی تردید کرتے ہیں۔

جھوٹ نمبر ۷:

”تین شہروں کا نام اعزاز کے ساتھ قرآن شریف میں درج کیا گیا ہے۔“

مکہ اور مدینہ اور قادیان۔“ (حاشیہ ازالہ اوہام: ص ۷۷، روحانی خزائن: ج ۳، ص ۱۴۰)

جھوٹ نمبر ۸:

”وقد سبونی بكل سب فمأرددت علیہم جوابہم۔“

ترجمہ: مجھ کو گالی دی گئی میں نے جواب نہیں دیا۔ (مواہب الرحمن: ص ۱۸، طبع اول، ص ۲۰، طبع ۳)

(دم، روحانی خزائن: ج ۱۹، ص ۲۳۶)

یہ بالکل جھوٹ ہے کہ میں نے لوگوں کی گالیوں کا جواب نہیں دیا، بلکہ خود

مرزا صاحب نے تسلیم کیا ہے: ”میرے سخت الفاظ جوابی طور پر ہیں ابتدا سختی کی مخالفوں کی طرف سے ہے۔“ (دیباچہ کتاب البریۃ: ص ۱۱، روحانی خزائن: ج ۱۳، ص ۱۱)

مرزا صاحب کی گالیوں کے چند نمونے

یعنی مرزا کی تہذیب و شرافت

مرزا کی گالیوں کے مطالعہ سے پہلے گالیوں سے متعلق اس کے اپنے چند فتاویٰ لکھے جاتے ہیں، جن میں اس نے گالی دینے کی سخت مذمت کی ہے:

(۱) ”اور کسی کو گالی مت دو گو وہ گالی دیتا ہو۔“ (کشتی نوح: ص ۱۱، روحانی خزائن: ج ۱۹، ص ۱۱)

(۲) ”خدا وہ خدا ہے جس نے اپنے رسول کو یعنی اس عاجز کو ہدایت اور دین حق اور

تہذیب اخلاق کے ساتھ بھیجا۔“ (اربعین نمبر ۳: ص ۳۶، روحانی خزائن: ج ۱۷، ص ۳۶)

(۳) ”گالیاں دینا اور بدزبانی کرنا طریق شرافت نہیں ہے۔“

(اربعین نمبر ۴: ص ۵، روحانی خزائن: ج ۱۷، ص ۷۱)

(۴) ”گالیاں سن کر دعا دو، پا کے دکھ آرام دو

کبر کی عادت جو دیکھو، تم دکھاؤ انکسار“

(براہین احمدیہ: ج ۵، ص ۱۱۴، روحانی خزائن: ج ۲۱، ص ۱۴۴)

اب مرزا صاحب کی گالیوں کے چند نمونے ملاحظہ فرمائیں۔

(۱) ”تلك كتب ينظر إليها كل مسلم بعين المحبة والمودة

ويتنفع من معارفها ويقبلني ويصدق دعوتي إلا ذرية البغايا

الذين ختم الله على قلوبهم فهم لا يقبلون -“

ترجمہ: ”میری ان کتابوں کو ہر مسلمان محبت کی نظر سے دیکھتا ہے اور ان کے علوم سے فائدہ اٹھاتا ہے اور مجھے قبول کرتا ہے اور میرے دعویٰ کی تصدیق کرتا ہے مگر کفریوں کی اولاد، جن کے دلوں پر اللہ نے مہر لگا دی ہے پس وہ قبول نہیں کرتے۔“
(آئینہ کمالات اسلام: جس ۵۳۷، ۵۳۸، روحانی خزائن: ج ۵، ص ۵۳۷، ۵۳۸)

۱۷۷

(۲) مولوی سعد اللہ لدھیانوی کے متعلق چند اشعار ملاحظہ فرمائیں

ومن اللثام أرى رجیلاً فاسقاً غولاً لعیناً نطفة السفهاء
ترجمہ: اور لثیموں میں سے ایک فاسق آدمی کو دیکھتا ہوں کہ ایک شیطان ملعون ہے، سفیہوں کا نطفہ ہے۔

شکس خبیث مفسد و مزور

نحس یسمی السعد فی الجہلاء

ترجمہ: بدگو ہے اور خبیث اور مفسد اور جھوٹ کو طمع کر کے دکھانے والا منحوس ہے، جس کا نام جاہلوں نے سعد اللہ رکھا ہے۔

أذیتنی خبیثاً فلسبت بصادق إن لم یمت بالخزی یا ابن بغاء
ترجمہ: تو نے اپنی خباثت سے مجھے دکھ دیا ہے پس میں سچا نہیں ہوں گا اگر ذلت کے ساتھ تیری موت نہ ہو اے نسل بدکاراں۔ (تمہ حقیقت الوحی: ص ۱۱۴، روحانی خزائن: ج ۲، ص ۲۳۵، ۲۳۶، انجام آتیم: ص ۲۸۱، ۲۸۲، روحانی خزائن: ج ۱۱، ص ۲۸۱، ۲۸۲)

۱۷۷

۱۷۷

وضاحت: بغایا، بغیہ کی جمع ہے جس کا معنی ہے بدکار عورت جیسا کہ قرآن کریم میں ہے:

”وما کانت أمک بغیاً“ اور باغی جس کا معنی سرکش ہے اس کی جمع بغاۃ ہے۔
فائدہ: ذریۃ البغایا کا ترجمہ خود مرزا نے خراب عورتوں کی نسل، بازاری عورتیں

اور کنجریوں کا بیٹا کیا ہے۔ (نور الحق: حصہ اول، ص ۱۳۳، روحانی خزائن: ج ۸، ص ۱۶۳، انجام آتھم: ج ۱، ص ۲۸۲، روحانی خزائن: ج ۱۱، ص ۲۸۲، خطبہ الہامیہ: ص ۲۹، روحانی خزائن: ج ۱۶، ص ۲۹)

(۳) ”اے بد ذات فرقہ مولویاں! تم کب تک حق کو چھپاؤ گے، کب وہ وقت آئے گا کہ تم یہودیانہ خصلت کو چھوڑو گے، اے ظالم مولویو! تم پر افسوس! کہ تم نے جس بے ایمانی کا پیالہ پیا وہی عوام کا لانا عام کو بھی پلایا۔“ (حاشیہ انجام آتھم: ص ۱۹، روحانی خزائن: ج ۱۱، ص ۲۱)

(۴) ”مگر کیا یہ لوگ قسم کھالیں گے؟ ہرگز نہیں کیونکہ یہ جھوٹے ہیں اور کتوں کی طرح جھوٹ کا مردار کھا رہے ہیں۔“ (حاشیہ ضمیمہ انجام آتھم: ص ۲۵، روحانی خزائن: ج ۱۱، ص ۳۰۹)

(۵) ”بعض جاہل سجادہ نشین اور فقیری اور مولویت کے شتر مرغ۔“

(حاشیہ ضمیمہ انجام آتھم: ص ۱۸، روحانی خزائن: ج ۱۱، ص ۳۰۲)

(۶) ان العلما صاروا خنازیر الفلا

ونسائهم من دونهن الا کلب

ترجمہ: دشمن ہمارے ہیلانوں کے خنزیر ہو گئے اور ان کی عورتیں کتوں سے بڑھ گئی ہیں۔ (نجم الہدیٰ: ص ۵۳، روحانی خزائن: ج ۱۳، ص ۵۳) یعنی میرے مخالف جنگلوں کے سور ہیں اور ان کی عورتیں کتوں سے بڑھ کر ہیں۔

☆ تنبیہ ☆

مرزائی اگر مرزا قادیانی کے جھوٹوں کے جواب میں یہ کہیں کہ العیاذ باللہ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے بھی تین جھوٹ بولے تھے، جیسا کہ بخاری شریف میں ہے تو مرزا صاحب کے جھوٹ بھی اسی طرح کے ہیں تو اس کے دو جواب ہیں:

(۱) جو جھوٹ ہم نے مرزا قادیانی کے پیش کئے ہیں وہ واقعتاً جھوٹ ہیں، جبکہ حضرت

ابراہیم علیہ السلام کا کلام تو توریہ اور تعریض کے طور پر ہے، وہ حقیقت میں جھوٹ ہے ہی نہیں، سمجھنے والوں کی غلطی ہے ورنہ تو حضرت ابراہیم علیہ السلام نے جو کلام کیا ہے وہ مبنی بر حقیقت ہے، جیسا کہ شراح حدیث نے اسکی وضاحت کر دی۔

(۲) مرزا قادیانی نے سیدنا ابراہیم علیہ السلام کی نسبت اس راویت کی رو سے جھوٹ کا الزام لگانے والوں کو خبیث، شیطان، پلید مادہ والا کہا ہے، اس نے لکھا:

”حضرت ابراہیم کی نسبت یہ تحریر شائع کرے کہ مجھے جس قدر ان پر بدگمانی ہے اس کی وجہ ان کی دروغ گوئی ہے تو ایسے خبیث کی نسبت اور کیا کہہ سکتے ہیں کہ اس کی فطرت ان پاک لوگوں کی فطرت سے مغائر پڑی ہوئی ہے اور شیطان کی فطرت کے موافق اس پلید کا مادہ اور خیر ہے۔“ (آئینہ کمالات اسلام: ص ۵۹۸، روحانی خزائن: ج ۵، ص ۵۹۸) ۛ

﴿دوسری دلیل﴾

جھوٹی پیش گوئیاں

اس بحث سے قبل خود مرزا صاحب ہی کے قلم سے لکھے ہوئے چند ایک اصول ملاحظہ فرمائیں:

اصول نمبر ۱:

”بد خیال لوگوں کو واضح ہو کہ ہمارا صدق و کذب جانچنے کیلئے ہماری پیش گوئی سے

بڑھ کر اور کوئی محک امتحان نہیں۔“ (آئینہ کمالات اسلام: ص ۲۸۸، روحانی خزائن: ج ۵، ص ۲۸۸) ۛ

اصول نمبر ۲:

علاوہ اس کے جن پیش گوئیوں کو مخالف کے سامنے دعویٰ کے طور پر پیش کیا

جاتا ہے وہ ایک خاص طور کی روشنی اور بدایت اپنے اندر رکھتی ہیں اور ملہم لوگ حضرت احدیت میں خاص طور پر توجہ کر کے ان کا زیادہ تر انکشاف کرا لیتے ہیں۔

(ازالہ اوہام: ص ۴۰۴، روحانی خزائن: ج ۳، ص ۳۰۹) ۷

ان دو اصولوں کے بعد ہم کہتے ہیں کہ کوئی ایک پیش گوئی مرزا صاحب کی پیش کرو! جس کو دشمن کے سامنے بطور دعویٰ پیش کیا ہوا اور پھر وہ پوری ہوئی ہو۔

ہمارا دعویٰ ہے کہ وہ ایک دعویٰ میں بھی سچا نہ ہوا اور بقول اپنے رسوا اور

ذلیل ہوا، چنانچہ تریاق القلوب: ص ۱۰۷، روحانی خزائن: ج ۱۵، ص ۳۸۲ پر لکھا ہے: ۸

”اور باوجود میرے اس اقرار کے یہ بات بھی ظاہر ہے کہ کسی انسان کا اپنی پیش گوئی میں جھوٹا نکلنا خود تمام رسوائیوں سے بڑھ کر رسوائی ہے۔“

اس سے معلوم ہوا کہ اس کی رسوائی کیلئے یہی کافی ہے کہ وہ کسی ایک پیش

گوئی میں جھوٹا ثابت ہو جائے، بفرض محال اس کی کچھ پیش گوئیاں سچی بھی نکلیں تو وہ

اس کے دعویٰ کی صداقت کی دلیل نہیں بن سکتیں، ایسے تو بہت سے منجموں کی پیش

گوئیاں بھی سچی نکلتی رہتی ہیں، ہاں! کسی ایک پیش گوئی کا جھوٹا نکلنا اس کے کاذب

ہونے کی صریح دلیل ہے۔

وضاحت:

مرزا صاحب کی جھوٹی پیش گوئیاں بیان کرنے سے قبل قرآن مجید کی یہ

آیت بار بار پڑھنی چاہیے:

”فلا تحسبن الله مخلف وعده رسله ان الله عزيز

ذوانتقام۔“ (ابراہیم: ۴۷)

ترجمہ: خدا تعالیٰ کو اپنے رسولوں کے ساتھ وعدہ خلافی کرنے والا گمان نہ کر، اللہ غالب اور انتقام لینے والا ہے۔

پہلی جھوٹی پیش گوئی عبداللہ آتھم کے متعلق

”اور آج رات جو مجھ پر کھلا وہ یہ ہے کہ جب میں نے بہت تضرع اور ابتال سے جناب الہی میں دعا کی کہ تو اس امر میں فیصلہ کر اور ہم عاجز بندے ہیں تیرے فیصلے کے سوا کچھ نہیں کر سکتے، تو اس نے مجھے یہ نشان بشارت کے طور پر دیا ہے کہ اس بحث میں دونوں فریقوں میں سے جو فریق عمداً جھوٹ کو اختیار کر رہا ہے اور سچے خدا کو چھوڑ رہا ہے اور عاجز انسان کو خدا بنا رہا ہے، وہ انہی دنوں مباحثہ کے لحاظ سے یعنی فی دن ایک مہینہ سے لے کر یعنی پندرہ ماہ تک ہاویہ میں گرایا جائے گا اور اس کو سخت ذلت پہنچے گی بشرطیکہ حق کی طرف رجوع نہ کرے اور جو شخص سچ پر ہے اور سچے خدا کو مانتا ہے، اس کی اس سے عزت ظاہر ہوگی اور اس وقت جو پیش گوئی ظہور میں آئے گی بعض اندھے سو جا کھے کئے جائیں گے اور بعض لنگڑے چلے لگیں گے اور بعض بہرے سننے لگیں گے، اسی طرح پر جس طرح اللہ تعالیٰ نے ارادہ فرمایا ہے، سو الحمد للہ والمنہ کہ اگر یہ پیش گوئی اللہ تعالیٰ کی طرف سے ظہور نہ فرماتی تو ہمارے یہ پندرہ دن ضائع گئے تھے..... میں اس وقت یہ اقرار کرتا ہوں کہ اگر یہ پیش گوئی جھوٹی نکلی یعنی وہ فریق جو خدا تعالیٰ کے نزدیک جھوٹ پر ہے وہ پندرہ ماہ کے عرصہ میں آج کی تاریخ سے بسزائے موت ہاویہ میں نہ پڑے تو میں ہر ایک سزا کے اٹھانے کیلئے تیار ہوں، مجھ کو ذلیل کیا جاوے، روسیاہ کیا جاوے، میرے گلے میں رسہ ڈال دیا جاوے مجھ کو پھانسی دیا جاوے ہر ایک بات کیلئے تیار ہوں اور میں اللہ جل شانہ کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ وہ ضرور ایسا ہی کرے گا، ضرور

کرے گا، ضرور کرے گا، زمین آسمان ٹل جائیں، پر اس کی باتیں نہ ملیں گی..... اگر میں جھوٹا ہوں تو میرے لئے سولی تیار رکھو اور تمام شیطانوں اور بدکاروں اور لعنتیوں سے زیادہ مجھے لعنتی قرار دو۔“ (جنگ مقدس: ص ۲۰۹ تا ۲۱۱، روحانی خزائن: ج ۶، ص ۲۹۱ تا ۲۹۳)

مرزا صاحب کی یہ پیش گوئی عبداللہ آتھم پادری کے متعلق ہے۔ مرزا نے اس سے ۱۸۹۳ء میں مناظرہ کیا۔ پندرہ دن برابر مناظرہ ہوتا رہا، نتیجہ یہ ہوا کہ مرزا شکست کھا گیا پھر گھر آ کر بتاریخ ۵ جون ۱۸۹۳ء اس کے متعلق یہ پیش گوئی گھڑ دی کہ وہ جتنے دن مناظرہ ہوتا رہا اتنے ماہ کے اندر اندر ہلاک ہوگا، اگر ہلاک نہ ہوا تو میں جھوٹا ہوں گا۔ اس نے پندرہ ماہ خوب احتیاط سے گزارے، اپنا کھانا وغیرہ خود پکاتا تھا، آخر کار پندرہ ماہ ۵ ستمبر ۱۸۹۴ء کو مکمل ہوئے مگر آتھم پادری نہ مرا۔

اس کے بعد عیسائیوں نے بٹالہ کے مقام پر عبداللہ آتھم کو ہاتھی پر سوار کر کے ایک عظیم الشان جلوس نکالا۔ مرزا غلام احمد قادیانی کا پتلا بنا کر اس کا منہ کالا کر کے اس کے گلے میں رسہ ڈال کر اس کو پھانسی دی پھر جلا کر دفن کیا۔

اب ہم مرزائیوں سے سوال کرتے ہیں کہ کیا یہ پیش گوئی پوری ہوئی اور پندرہ ماہ کے اندر عبداللہ آتھم ہلاک ہوا؟؟ ہرگز ایسا نہیں ہوا، اور مرزا اپنی اس پیش گوئی میں دوسری پیش گوئیوں کی طرح ذلیل و رسوا ہوا۔ واضح رہے کہ عبداللہ آتھم کا انتقال ۲۷ جولائی ۱۸۹۶ء کو ہوا جبکہ مرزا کی پیش گوئی کی مدت گزر چکی تھی۔

(نزدل المسیح: ص ۱۶۸، روحانی خزائن: ج ۱۸، ص ۵۴۶)

مرزائی عذر:

عبداللہ آتھم نے اس مجلس میں ساٹھ ستر آدمیوں کے سامنے جناب نبی اکرم ﷺ کو

دجال کہنے سے رجوع کر لیا تھا۔ (غلامہ عبارت حاشیہ حقیقت الوحی: ص ۲۰۷، روحانی خزائن: ج ۲۲، ص ۲۱۶)

جواب نمبر ۱:

اگر اسی وقت اس نے رجوع کر لیا تھا تو مرزا کو اسی وقت اسی مجلس میں اعلان کرنا چاہیے تھا کہ چونکہ اس نے رجوع کر لیا ہے، لہذا میری پیش گوئی میں کوئی حرج نہیں آئے گا بلکہ میری پیش گوئی پوری ہوگئی، حالانکہ مرزا صاحب کو بعد میں بھی یقین نہیں تھا کہ یہ پیش گوئی پوری ہوگئی یا نہیں۔ اسی لئے تو مرزا صاحب نے اس کی ہلاکت کیلئے وظائف و دعائیں کیں اور واویلا کیا وغیر ذلک۔ چنانچہ دیکھئے سیرۃ المہدی: حصہ اول، ص ۱۷۸، روایت نمبر ۱۶۰ حصہ دوم، ص ۱۲۱:

”بسم اللہ الرحمن الرحیم: بیان کیا مجھ سے میاں عبداللہ صاحب سنوری نے کہ جب آتھم کی میعاد میں صرف ایک دن باقی رہ گیا تو حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے مجھ سے اور میاں حامد علی مرحوم سے فرمایا کہ اتنے چنے (مجھے تعداد یاد نہیں رہی کہ کتنے چنے آپ نے بتائے تھے) لے لو اور ان پر فلاں سورت کا وظیفہ اتنی تعداد میں پڑھو (مجھے وظیفہ کی تعداد بھی یاد نہیں رہی) میاں عبداللہ بیان کرتے ہیں کہ مجھے وہ سورت یاد نہیں رہی مگر اتنا یاد ہے کہ وہ کوئی چھوٹی سی سورت تھی، جیسے اَلْ— ترکیف..... الخ۔ اور ہم نے یہ وظیفہ تقریباً ساری رات صرف کر کے ختم کیا تھا۔“

جواب نمبر ۲:

مرزا بشیر الدین محمود اس اعتراض کے جواب میں کہ تیری دعائیں قبول نہیں ہوئیں لکھتا ہے: ”حضرت صاحب کی بھی قبول نہیں ہوئی تھیں۔“ چنانچہ دیکھئے الفضل: ۲۰ جولائی ۱۹۰۴ء: ”آتھم کے متعلق پیش گوئی کے وقت جماعت کی جو حالت تھی وہ ہم

سے مخفی نہیں۔ میں اس وقت چھوٹا سا بچہ تھا اور میری عمر کوئی ساڑھے پانچ برس کی تھی مگر وہ نظارہ مجھے خوب یاد ہے کہ جب آتھم کی پیش گوئی کا آخری دن آیا تو کتنے کرب و اضطراب سے دعائیں کی گئیں میں نے محرم کا ماتم بھی اتنا سخت نہیں دیکھا، حضرت مسیح موعود ایک طرف دعائیں مشغول تھے..... الخ۔“

مرزائی عذر نمبر ۲:

فریق سے مراد صرف عبداللہ آتھم نہیں بلکہ تمام عیسائی ہیں، جیسا کہ مرزا نے انوار الاسلام: ص ۲، روحانی خزائن: ج ۹، ص ۲ میں لکھا ہے۔

جواب:

مرزا صاحب نے خود مقدمہ میں تسلیم کیا ہے کہ فریق سے مراد صرف عبداللہ

آتھم ہے، دیکھئے حاشیہ کتاب البریہ: ص ۱۸۸، روحانی خزائن: ج ۱۳، ص ۲۰۶: ۳
 ”عبداللہ آتھم کی بابت ہم نے شرطیہ پیش گوئی کی تھی کہ اگر رجوع بحق نہ کرے گا تو مرجائے گا، عبداللہ آتھم صاحب کی درخواست پر پیش گوئی صرف اس کے واسطے کی تھی، کل متعلقین مباحثہ کی بابت پیش گوئی نہ تھی۔“

مرزائی عذر نمبر ۳:

عبداللہ آتھم نے دل سے رجوع کر لیا تھا اس لیے ہلاک نہ ہوا اگر رجوع نہیں کیا تھا تو قسم اٹھائے۔ (کتاب البریہ: ص ۱۷۸، روحانی خزائن: ج ۱۳، ص ۱۹۶)

الجواب:

اگر عبداللہ آتھم نے رجوع کر لیا تھا تو سوال پیدا ہوتا ہے کہ رجوع پندرہ ماہ

کے اندر کیا تھا یا بعد میں؟ اگر مدت کے اندر کیا تھا تو مرزا صاحب نے اعلان کیوں نہیں کیا تھا، اگر پندرہ ماہ کے بعد رجوع کیا تھا تو اس کا کوئی فائدہ نہیں کیونکہ اسے تو پندرہ ماہ کے اندر مرنا تھا۔ نیز اگر رجوع کر لیا تھا تو چنے کے دانے کیوں پڑھائے، دعائیں کیوں کیں، اور عیسائیوں نے فتح کا اتنا بھرپور جشن کیوں منایا تھا۔ رہی بات قسم کا نہ اٹھانا تو وہ اس لئے قسم نہیں اٹھا سکتا تھا کیونکہ عیسائی مذہب میں ہر قسم کی قسم ناجائز ہے دیکھئے انجیل متی: باب ۵، ص ۸، آیت نمبر ۳۴، ۳۵:

”پھر تم سن چکے ہو کہ اگلوں سے کہا گیا تھا کہ جھوٹی قسمیں نہ کھانا بلکہ اپنی قسمیں خداوند کیلئے پوری کرنا لیکن میں تم سے یہ کہتا ہوں کہ بالکل قسم نہ کھانا نہ تو آسمان کی کیونکہ وہ خدا کا تخت ہے، نہ زمین کی کیونکہ وہ اس کے پاؤں کی چوکی ہے نہ یروشلم کی کیونکہ وہ بزرگ بادشاہ کا شہر ہے نہ اپنے سر کی قسم کھانا کیونکہ تو ایک بال کو بھی سفید یا کالا نہیں کر سکتا، بلکہ تمہارا کلام ہاں ہاں یا نہیں نہیں ہو کیونکہ جو اس سے زیادہ بے وہ بدی سے ہے۔“

علاوہ ازیں خود مرزا صاحب کو بھی اس حقیقت سے مفر نہیں کہ مذہب عیسائیت میں ہر قسم کی قسم کی ممانعت ہے، چنانچہ خود مرزا صاحب اس حقیقت کو تسلیم کرتے ہوئے لکھتے ہیں: ”قرآن تمہیں انجیل کی طرح یہ نہیں کہتا کہ ہرگز قسم نہ کھاؤ بلکہ بے وجود قسموں سے تمہیں روکتا ہے۔“ (کشتی نوح: ص ۲۷، روحانی خزائن: ج ۱۹ ص ۲۹) ۴

معلوم ہو اے اللہ تعالیٰ کا قسم سے انکار اپنے مذہب کی بنا پر تھا۔ جیسا کہ مرزا کا سؤر خوری سے انکار اپنے مذہب کی بنا پر تھا۔ (کتاب البریہ: ص ۱۷۸، روحانی خزائن: ج ۱۳ ص ۱۹۹) ۵

مرزا نے اشتباہ رجوعی کئے کہ اگر وہ خوف زدہ نہیں ہوا اور رجوع بحق نہیں

ہوا تو مباہلہ کرے اور قسم اٹھائے، عبد اللہ آتھم نے قسم اٹھانے سے انکار کیا، کہ مسیحی مذہب میں قسم کھانا منع ہے، تب ہم نے اس اشتہار حرف ”Q“ کو جاری کیا تھا کہ مرزا خنزیر کا گوشت کھا کر ثابت کرے کہ وہ مسلمان ہے، کیونکہ اور مسلمان اس کو مسلمان نہیں مانتے، تب عبد اللہ آتھم کا یہ کہنا اس کے برابر ہوگا۔

﴿دوسری جھوٹی پیش گوئی﴾

مرزا صاحب اپنی موت کے متعلق پیش گوئی کرتے ہیں: ”ہم مکہ میں مریں گے یا مدینہ میں۔“ (البشری: ص ۱۵۵، تذکرہ جدید: ص ۵۹۱، تذکرہ قدیم: ص ۵۸۲) ہمارا دعویٰ ہے ^{۱۲} کہ مکہ میں مرنا تو درکنار، مرزا صاحب کو مکہ مدینہ دیکھنا نصیب نہ ہوا اور اس پیش گوئی میں بھی ذلیل و رسوا ہوا۔ ثبوت کیلئے دیکھو! سیرۃ المہدی: حصہ ۳، ص ۱۱۹، روایت ^{۱۳} نمبر ۶۷۷ لکھا ہے:

”ڈاکٹر میر محمد اسماعیل نے مجھ سے بیان کیا کہ حضرت مسیح موعود نے حج نہیں کیا، اعتکاف نہیں کیا اور زکوٰۃ نہیں دی، تسبیح نہیں رکھی، میرے سامنے ضرب یعنی گوہ کھانے سے انکار کیا۔“

اس حوالہ سے معلوم ہوا کہ مرزا صاحب کو مکہ میں جانا نصیب نہ ہوا بلکہ اس کی وفات لاہور میں بمرض ہیضہ لیٹرین کی جگہ پر ہوئی۔ (سیرۃ المہدی: حصہ اول، ص ۱۱) کہاں مکہ اور مدینہ اور کہاں جائے حاجت (لیٹرین)۔

ہیں تفاوت راہ از کجا است تا کجا

﴿تیسری جھوٹی پیش گوئی﴾

پیر منظور کے ہاں لڑکے کی پیدائش:

”پہلے یہ وحی الہی ہوئی تھی کہ وہ زلزلہ جو نمونہ قیامت ہوگا بہت جلد آنے والا ہے اور اس کے لئے یہ نشان دیا گیا تھا، کہ پیر منظور محمد لدھیانوی کی بیوی محمدی بیگم کو لڑکا پیدا ہوگا اور وہ لڑکا اس زلزلہ کے لئے ایک نشان ہوگا۔“

(حاشیہ حقیقت الوحی: ص ۱۰۰، روحانی خزائن: ج ۲۲، ص ۱۰۳، مثلہ تذکرہ: ص ۶۵۰، ۶۵۱)

یہ پیر منظور اس کا خاص مرید تھا، مرزا کو معلوم ہوا کہ اُس کی بیوی حاملہ ہے، پیش گوئی گھڑی کہ اس کے ہاں لڑکا پیدا ہوگا، مگر خدا کا کرنا ایسا ہوا کہ لڑکی پیدا ہوگئی۔ مرزا صاحب نے یہ کہا کہ اس سے یہ تھوڑا ہی مراد ہے کہ اسی حمل سے لڑکا پیدا ہوگا، سبب: یہ بھی لڑکا پیدا ہو سکتا ہے، مگر ہوا یہ کہ وہ عورت ہی مرگئی اور دوسری پیش گوئیوں کی طرح یہ بھی صاف جھوٹ ثابت ہوئی نہ اس عورت کے لڑکا پیدا ہوا اور نہ ہی زلزلہ آیا اور یوں مرزا صاحب ذلیل و رسوا ہوئے۔

﴿چوتھی جھوٹی پیش گوئی﴾

لیکھ رام کے متعلق:

مرزا صاحب کی غلط اور جھوٹی پیش گوئیوں میں سے آپ مسلمانوں اور مسیحیوں کے متعلق پیش گوئیاں سن چکے ہیں، اب تیسری قوم ہندوؤں کے متعلق سنئے۔ خدا کا کرنا ایسا ہوا کہ ان تینوں قوموں کے مقابلہ میں مرزا کی پیش گوئیاں جھوٹی نکلیں۔ اور ذلیل و رسوا ہوا۔ لیکھ رام ایک پنڈت تھا جس سے مرزا کا اکثر مناظرہ رہتا تھا،

ایک مرتبہ اس سے تنگ آ کر مورخہ ۲۰ فروری ۱۸۹۳ء کو اس کے متعلق یہ پیش گوئی کی:

”اگر اس شخص پر چھ برس کے عرصہ میں آج کی تاریخ سے کوئی ایسا عذاب نازل نہ ہوا جو معمولی تکلیف سے زالا اور خارق عادت اور اپنے اندر الہی ہیبت رکھتا ہو تو سمجھو کہ میں خدا تعالیٰ کی طرف سے نہیں اور نہ اس کی روح سے میرا یہ نطق ہے اور اگر میں اس پیش گوئی میں کاذب نکلا تو ہر ایک سزا بھگتنے کیلئے تیار ہوں اور اس بات پر

راضی ہوں کہ مجھے گلے میں رسہ ڈال کر کسی سولی پر کھینچا جائے۔“ (ماحقۃ آئینہ کمالات اسلام: ص ۳، روحانی خزائن: ج ۵، ص ۶۵۰، ۶۵۱، تریاق القلوب: ج ۱۰، روحانی خزائن: ج ۱۵، ص ۳۸۱)

مرزائی عذر:

یہ پیش گوئی پوری ہوگئی کیونکہ لیکھ رام مقررہ مدت کے اندر چھری سے قتل کر دیا گیا تھا۔

الجواب:

مرزا صاحب کی یہ پیش گوئی بھی پوری نہ ہوئی کیونکہ اس پیش گوئی میں تصریح ہے کہ وہ ”خارق عادت عذاب“ سے ہلاک ہوگا اور خارق عادت عذاب وہ ہوتا ہے جس کی دنیا میں کوئی نظیر نہ پائی جائے اور اس طرح کی نظیریں تو سینکڑوں پائی جاتی ہیں، لہذا خارق عادت عذاب نہ ہوا اور مرزا صاحب کی پیش گوئی جھوٹی نکلی۔

مرزا نے خود خارق عادت کی تعریف اپنی کتاب حقیقت الوحی: ص ۱۹۶، روحانی خزائن: ج ۲۲، ص ۲۰۴ پر لکھی ہے: ”خارق عادت اسی کو کہتے ہیں کہ اس کی نظیر دنیا میں نہ پائی جائے۔“

اسی طرح بلکہ اس سے بھی زیادہ صراحت کے ساتھ تعریف ضمیمہ براہین

احمدیہ: ج ۵، ص ۸۸، روحانی خزائن: ج ۲۱، ص ۲۴۸ پر لکھی ہے۔ ہم کہتے ہیں کہ مرزا

قدیانی کی یہ پیش گوئی بھی صاف جھوٹ نکلی۔ کیونکہ لیکھ رام ۶ مارچ ۱۸۹۷ء کو بذریعہ قتل فوت ہوا۔

مرزا صاحب کا دجل:

لیکھ رام کے قتل کے بعد مرزا نے دجل و فریب سے کام لیتے ہوئے نزول مسیح میں چھری کا لفظ بھی اپنی پیش گوئی کو سچا بنانے کیلئے اپنے پاس سے اضافہ کر دیا جو اس کا صریح دجل و فریب ہے۔ یہ اضافہ دیکھئے نزول مسیح: ص ۵۷، روحانی خزائن: ج ۱۸، ص ۵۵۳ ورنہ چھری کا لفظ اس کی پیش گوئی کے الفاظ میں موجود نہیں ہے۔

لیکھ رام کی پیش گوئی:

مرزا صاحب نے جو لیکھ رام کے متعلق پیش گوئی کی تھی وہ تو صاف جھوٹی نکلی۔ اس کے بالمقابل لیکھ رام نے بھی مرزا صاحب کے متعلق پیش گوئی کی تھی کہ مرزا صاحب تین سال کے اندر ہیضہ کی موت مر جائے گا جو پوری ہو گئی۔

مرزائی عذر:

لیکھ رام کی پیش گوئی جھوٹی نکلی کیونکہ مرزا صاحب اگرچہ ہیضہ سے مرے ہیں، مگر اس کی مقررہ مدت کے بعد مرے ہیں، اس لئے اسکی پیش گوئی سچی نہ ہوئی۔

جواب:

لیکھ رام کی نفس پیش گوئی ہیضہ کے ساتھ مرنے کی تھی اور وہ پوری ہوئی، مرزا صاحب ہیضہ سے ہی مرے (مجموعہ: شہدائی: حصہ اول ص ۱۱، حیات تاثر ص ۱۲) رہی مدت کی بات قدمت کے بارے میں خود مرزا صاحب فرماتے ہیں کہ مدتوں میں استعارہ بھی ہوتا ہے جیسا کہ مرزا قدوسی نے محمد بن یحییٰ کے خاندان سلطان محمد دہلوی احمد بیگ کے متعلق پیش

گوئی کی تھی کہ وہ اڑھائی سال کے اندر مرے گا اور جب وہ اڑھائی سال کے اندر نہ مرا تو مرزا صاحب نے کہا: ”میں بار بار کہتا ہوں کہ نفس پیش گوئی داماد احمد بیگ (سلطان محمد خاوند محمدی بیگم) کی تقدیر مبرم ہے، اس کی انتظار کرو اور اگر میں جھوٹا ہوں تو یہ پیش گوئی پوری نہیں ہوگی اور میری موت آجائے گی اور اگر میں سچا ہوں تو خدا تعالیٰ ضرور اس کو بھی ایسا ہی پوری کرے گا، جیسا کہ احمد بیگ اور آتھم کی پیش گوئی پوری ہوگئی۔

اصل مدعا تو نفس مفہوم ہے اور وقتوں میں تو کبھی استعارات کا بھی دخل ہوتا ہے۔“

۴ (حاشیہ انجام آتھم: روحانی خزائن: ج ۱۱، ص ۳۱)

ہم کہتے ہیں کہ جب مرزا صاحب نے خود تسلیم کر لیا کہ وقتوں میں کبھی استعارہ بھی ہوتا ہے، اسی طرح لیکھ رام کی پیش گوئی میں بھی استعارہ ہوگا اور یوں اس کی پیش گوئی پوری ہوگئی۔

﴿پانچویں پیش گوئی﴾

مرزا صاحب کی عمر کے متعلق:

”خدا تعالیٰ نے ارادہ فرمایا ہے کہ میری پیش گوئی سے صرف اس زمانہ کے لوگ ہی فائدہ نہ اٹھائیں بلکہ بعض پیش گوئیاں ایسی ہوں کہ آئندہ زمانہ کے لوگوں کیلئے ایک عظیم الشان نشان ہوں، جیسا کہ براہین احمدیہ وغیرہ کتابوں کی پیش گوئیاں کہ میں تجھے اسی برس یا چند سال زیادہ یا اس سے کچھ کم عمر دوں گا۔“

۵ (حاشیہ تریاق القلوب: ص ۲۴، روحانی خزائن: ج ۱۵، ص ۱۵۲)

”خدا تعالیٰ نے مجھے صریح لفظوں میں اطلاع دی تھی کہ تیری عمر اسی برس کی ہوگی اور یہ کہ پانچ چھ سال زیادہ یا پانچ چھ سال کم..... اور جو ظاہر الفاظ وحی کے وعدہ

کے متعلق ہیں تو وہ چوترا اور چھپاسی کے اندر اندر عمر کی تعیین کرتے ہیں۔ بہر حال میرے پر تہمت ہے کہ میں نے اس پیش گوئی کے زمانہ کی کوئی بھی تعیین نہیں کی اور خدا تعالیٰ بار بار اپنی وحی فرما رہا ہے ہیں کہ ہم تیرے لئے یہ نشان دکھلائیں گے اور ان کو کہہ دے کہ یہ نشان میری سچائی کا گواہ ہوگا۔“ (ضمیمہ براہین احمدیہ: حصہ پنجم، ص ۹۷، روحانی خزائن: ج ۲۱، ص ۲۵۸، ۲۵۹، حقیقت الوحی: ص ۹۶، روحانی خزائن: ج ۲۲، ص ۱۰۰)

اب مرزا صاحب کی تاریخ پیدائش معلوم کرنا ضروری ہے مرزا صاحب نے خود لکھا ہے کہ میری پیدائش ۱۸۳۹ء یا ۱۸۴۰ء میں ہوئی۔ (حاشیہ کتاب البریہ: ص ۱۵۹، روحانی خزائن: ج ۱۳، ص ۱۷۷)

دوسرا قرینہ یہ ہے کہ اس کتاب میں آگے مرزا صاحب نے لکھا ہے: ۱۸۵۷ء کی جنگ کے وقت میں سولہ یا سترہ سال کا تھا۔ (کتاب البریہ: ص ۱۵۹، روحانی خزائن: ج ۱۳، ص ۱۷۷) مرزا کے مرنے کے بعد مرزا صاحب کی یہ پیش گوئی صاف جھوٹی ہو گئی اور یہ ”عظیم الشان نشان“ بھی مرزا کے کذب کا عظیم الشان اور زندہ جاوید ثبوت بن گیا۔ مرزا کے مرنے کے بعد مرزائی سخت پریشان ہوئے کیونکہ اس حساب سے اس کی عمر ۶۸ سال یا ۶۹ سال بنتی ہے اور پیش گوئی جھوٹی ثابت ہوئی ہے۔ مرزا بشیر الدین محمود نے لکھا کہ میری تحقیق میں مرزا صاحب کی پیدائش ۱۸۳۷ء میں ہوئی مگر پھر بھی عمر چش گوئی کے موافق نہیں بنتی۔

پھر بشیر احمد ایم۔ اے نے کہا کہ حضرت کی پیدائش ۱۸۳۶ء میں ہوئی، مگر پھر ایک اور تحقیق کی گئی کہ پیدائش ۱۲ فروری ۱۸۳۵ء میں ہوئی، مگر پھر ایک اور تحقیق کی گئی کہ پیدائش ۱۲ فروری ۱۸۳۵ء میں ہوئی، اس لحاظ سے بھی پورے ۷۴ سال نہیں بنتے

پھر ڈاکٹر بشارت احمد لاہوری نے مرزا کی سیرت پر کتاب لکھی، جس کا نام ”مجدد اعظم“ رکھا اس نے تحقیق کی کہ حضرت کی پیدائش ۱۸۳۳ء میں ہوئی۔ ان کے ایک اور محقق نے بتایا کہ حضرت ۱۸۳۰ء میں پیدا ہوئے، سوال یہ کہ اس کی تاریخ پیدائش میں مرنے کے بعد اس قدر اختلاف کیوں ہوا؟

یہی اس کے جھوٹے ہونے کی صریح دلیل ہے، ایک کا ابطال دوسرے کو لازم ہے، مرزا کی خود فیصلہ کریں کہ مرزا صاحب سچے ہیں یا ان کے چیلے؟ مرزا صاحب کا اپنا بیان صحیح اور قوی ہے یا ان کے چیلوں کا؟ کیونکہ یہ اس کا عدالتی بیان ہے، اس عدالتی بیان کی رو سے اس کی عمر ۶۸ یا ۶۹ سال بنتی ہے۔

﴿چھٹی جھوٹی پیش گوئی﴾

محمدی بیگم کے متعلق:

اس پیش گوئی کے بارے میں دو باتیں پیش نظر رکھیں:

(۱) محمدی بیگم کی مرزا قادیانی سے رشتہ داری:

(۱) محمدی بیگم کا والد ”احمد بیگ“ مرزا قادیانی کا ماموں زاد بھائی تھا اور اسکی والدہ مرزا کی چچا زاد بہن تھی۔ (۲) مرزا کی پہلی بیوی (بھجے کی ماں) کے چچا زاد بھائی کی بیٹی تھی (۳) مرزا کے لڑکے فضل احمد کی بیوی کی ماموں زاد بہن تھی۔

(۲) اس پیش گوئی کا پس منظر:

مرزا قادیانی نے محمدی بیگم کو زبردستی اپنے نکاح میں لانے کا ارادہ کیا، اتفاق ایسا ہوا کہ ایک زمین کے بہہ نامہ کے سلسلہ میں مرزا احمد بیگ کو مرزا قادیانی

کے دستخط کی ضرورت پڑی، چنانچہ وہ مرزا قادیانی کے پاس گیا اور اس سے کاغذات پر دستخط کرنے کی درخواست کی، مرزا قادیانی نے اپنی مطلب براری کیلئے اس موقع کو غنیمت جانا اور احمد بیگ سے کہا کہ استخارہ کرنے کے بعد دستخط کروں گا، جب کچھ دن بعد دوبارہ احمد بیگ نے دستخط کرنے کی بات کی تو مرزا نے جواب دیا کہ دستخط اس شرط پر ہوں گے کہ اپنی لڑکی محمدی بیگم کا نکاح میرے ساتھ کر دو۔

مرزا لکھتا ہے: ”وكانت بنته هذه المخطوبة جارية حديثه السن

عذراء و كنت حينئذ جاوزت الخمسين.“

ترجمہ: محمدی بیگم ابھی چھو کری ہے اور میری عمر پچاس سال سے متجاوز ہے۔

(آئینہ کمالات اسلام: ص ۵۷۴، روحانی خزائن: ج ۵، ص ۵۷۴)

۹

مرزا کی پیش گوئی کے الفاظ یہ ہیں: ”پھر ان دنوں میں جو زیادہ تصریح اور تفصیل کیلئے بار بار توجہ کی گئی تو معلوم ہوا کہ خدا تعالیٰ نے یہ مقرر کر رکھا ہے کہ وہ مکتوب الیہ کی دختر کلاں کو جس کی نسبت درخواست کی گئی تھی ہر ایک روک دور کرنے کے بعد انجام کار اسی عاجز کے نکاح میں لاوے گا اور بے دینوں کو مسلمان بناوے گا اور گمراہوں میں ہدایت پھیلاوے گا، چنانچہ عربی الہام اس بارے میں یہ ہے:

”كذبوا بايتنا و كانوا بها يستهزؤن فسيكفيكمهم الله ويردها
إنيك لا تبديل لكلمات الله إن ربك فعال لما يريد أنت معي
وأن معك عسى أن يبعثك ربك مقاماً محموداً.“

یعنی انہوں نے ہمارے نشانوں کو جھٹلایا اور پہلے سے ہنسی کر رہے تھے سو خدا تعالیٰ ان سب کے تدارک کے لئے جو اس کام کو روک رہے ہیں تمہارا مددگار ہوگا اور

انجام کار اس کی اس لڑکی کو تمہاری طرف واپس لائے گا، کوئی نہیں جو خدا کی باتوں کو نال سکے، تیرا رب وہ قادر ہے کہ جو کچھ چاہے وہی ہو جاتا ہے..... الخ۔“

(آئینہ کمالات اسلام: ص ۲۸۶، ۲۸۷، روحانی خزائن: ج ۵، ص ۲۸۹، ۲۸۷)

”میری اس پیش گوئی میں نہ ایک بلکہ چھ دعوے ہیں:

(اول) نکاح کے وقت تک میرا زندہ رہنا۔

(دوم) نکاح کے وقت تک اس لڑکی کے باپ کا یقیناً زندہ رہنا۔

(سوم) پھر نکاح کے بعد اس لڑکی کے باپ کا جلدی سے مرجانا، جو تین برس تک نہیں پہنچے گا۔

(چہارم) اس کے خاوند کا اڑھائی برس کے عرصہ تک مرجانا۔

(پنجم) اس وقت تک کہ میں اس سے نکاح کروں اس لڑکی کا زندہ رہنا۔

(ششم) پھر آخر یہ بیوہ ہونے کی تمام رسموں کو توڑ کر باوجود سخت مخالفت اس کے

اقارب کے میرے نکاح میں آجانا۔

اب آپ ایماناً کہیں کہ کیا یہ باتیں انسان کے اختیار میں ہیں؟ اور ذرا اپنے دل کو تھام کر سوچ لیں کہ ایسی پیش گوئی سچ ہو جانے کی حالت میں انسان کا فعل ہو سکتا ہے؟“

(آئینہ کمالات اسلام: ص ۳۲۵، روحانی خزائن: ج ۵، ص ۳۲۵)

”میں بار بار کہتا ہوں کہ نفس پیش گوئی داماد احمد بیگ کی تقدیر مبہم ہے اس

کی انتظار کرو اور اگر میں جھوٹا ہوں تو یہ پیش گوئی پوری نہیں ہوگی اور میری موت

آجائے گی اور اگر میں سچا ہوں تو خدا تعالیٰ ضرور اس کو بھی ایسا ہی پورا کر دے گا جیسا

کہ احمد بیگ اور آتھم کی پیش گوئی پوری ہوگئی اصل مدعا تو نفس مفہوم ہے اور وقتوں میں

تو کبھی استعارات کا بھی دخل ہو جاتا ہے۔“ (حاشیہ انجام آہتم، روحانی خزائن: ج ۱۱، ص ۳۱) ۴

اس پیش گوئی کے بارے میں چند اہم معلومات:

(۱) مرزا نے فروری ۱۸۸۸ء میں محمدی بیگم سے نکاح کی پیش گوئی کی۔

(۲) محمدی بیگم کا نکاح، سلطان احمد سے ۷ اپریل ۱۸۹۲ء کو ہوا۔

(۳) احمد بیگ ۳۰ ستمبر ۱۸۹۲ء کو فوت ہوا۔ (آئینہ کمالات الاسلام، روحانی خزائن: ج ۵، ص ۲۸۶) ۵

مرزا کا دخل و فریب:

مرزا کو اصل الہام یہ ہوا تھا: ”وہ لڑکی اس عاجز کے نکاح میں آئے گی خواہ

پہلے ہی باکرہ ہونے کی حالت میں آجائے اور یا خدا تعالیٰ بیوہ کر کے اس کو میری

طرف لے آوے۔“ (مجموعہ اشتہارات: ج ۱، ص ۲۱۹) ۶

جب محمدی بیگم کا نکاح سلطان بیگ سے ہوا تو مرزا نے پیش گوئی کے الفاظ

بدل دئے، چنانچہ لکھتا ہے:

”۱) مرزا احمد بیگ ہوشیار پوری تین سال کی میعاد کے اندر فوت ہو۔

۲) اور پھر داماد اس کا جو اس کی دختر کلاں کا شوہر ہے اڑھائی سال کے اندر فوت ہو۔

۳) اور پھر یہ کہ مرزا احمد بیگ تار و زشادی دختر کلاں فوت نہ ہو۔

۴) اور پھر یہ کہ وہ دختر بھی تا نکاح اور تا ایام بیوہ ہونے اور نکاح ثانی کے فوت نہ ہو۔

۵) اور پھر یہ کہ یہ عاجز بھی ان تمام واقعات کے پورے ہونے تک فوت نہ ہو۔

۶) اور پھر یہ کہ اس عاجز سے نکاح ہو جائے اور ظاہر ہے کہ یہ تمام واقعات انسان کے

اختیار میں نہیں۔“ (شہادۃ القرآن، ص ۸۰، روحانی خزائن: ج ۶، ص ۳۷۶) ۷

محمدی بیگم کے متعلق چند مزید الہامات:

”إننا زوجنا كها.“ (تذکرہ: ص ۲۳۸) ترجمہ: ہم نے تیرا نکاح اس سے ۴ کر دیا۔

اور یہی عبارت مرزائیوں کے قرآن یعنی تذکرہ کے صفحہ ۲۸۳ پر بھی موجود ہے ان میں ۵ صاف آ گیا کہ خدا تعالیٰ نے مرزا صاحب کا نکاح محمدی بیگم سے کر دیا۔

”إننا مهلكوا بعلها كما أهلكنا أباهها ورادوها إليك“ (تذکرہ: ص ۲۲۶) ۴ ترجمہ: ہم محمدی بیگم کے خاوند کو ہلاک کریں گے جس طرح اس کے باپ کو ہلاک کیا اور اس کو تیری طرف لوٹائیں گے۔

﴿تبصرہ﴾

مرزا قادیانی اپنی اس پیش گوئی میں دوسری پیش گوئیوں کی طرح جھوٹا نکلا اور یہ پیش گوئی جس کو اپنی صداقت کا نشان ٹھہرایا تھا وہ اس کے جھوٹے ہونے کا واضح اور کھلا نشان ثابت ہوا، مرزا غلام احمد قادیانی اور اس کی امت اس میں ذلیل و رسوا ہو کر پریشانی کے عالم میں اس کی مختلف تاویلات کرتی ہیں۔ امر واقع یہ ہے کہ مرزا قادیانی اپنے ان دعووں میں پورے طور پر جھوٹا ثابت ہوا، کوئی ایک دعویٰ بھی اس کا سچا ثابت نہیں ہوا اور مرزا سلطان محمد جس کو بمطابق پیش گوئی مرزا، اڑھائی سال میں مرنا تھا یا کم از کم مرزا کی زندگی میں مرنا تھا وہ بقید حیات رہا اور مرزا کے مرنے کے چالیس سال بعد تک زندہ رہا، یعنی ۱۹۴۸ء میں فوت ہوا، اور محمدی بیگم جو مرزا قادیانی کے کذب کا کھلا نشان اور منہ بولتا ثبوت تھی، ۱۹۶۶ء میں بحالت اسلام ۱۹ نومبر بروز

بنتہ بمقام لاہور فوت ہوئیں۔ حالانکہ مرزا قادیانی نے اپنی اس پیش گوئی کی تائید میں وہ حدیث بھی پیش کی جس میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے بارے میں آتا ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام دنیا میں تشریف لانے کے بعد شادی بھی کریں گے اور ان کی اولاد بھی ہوگی۔ ”یتزوج ویولد لہ“ کے الفاظ ہیں، مرزا قادیانی نے اس حدیث اپنے متعلق قرار دیتے ہوئے اس سے محمدی بیگم سے شادی ہونا مراد لی۔

(حاشیہ ضمیر انجام آہٹم: ص ۵۳، روحانی خزائن: ج ۱۱، ص ۳۳۷)

۱۴۴

خدا کو منظور ہی یہ تھا کہ اس دجال کو ذلیل و رسوا کیا جائے اور مرزا قادیانی باوجود اتنے دعووں اور اتنے زور و شور سے پراپیگنڈہ کرنے کے باوجود خائب و خاسر ہوا۔ فالحمد لله علی ذلک۔

منابع:

مرزا نقیہ - ممدن سہ - یعنی مرزا صاحب ممدن محمدی بیگم کی پھوپھی لگتی تھی یعنی احمد بیگ کی بھانجی ممتی تھی، اسکا نام عزت بی بی تھا۔ مرزا نے تریاق القلوب: مطبوعہ ۱۹۰۱ء ص ۷۳، روحانی خزائن: ج ۱۵، ص ۲۸۷ پر لکھا ہے: ”اس زمانہ کے قریب ہی یہ بھی الہام ہوا تھا: ”بکرو و ثیب“ یعنی ایک کنواری اور ایک بیوہ تمہارے نکاح میں آئے گی۔“

مرزا کو ۲۱ برس بعد یہ الہام یاد آیا اور امید تھی کہ محمدی بیگم اگر کنواری نہیں تو بیوہ ہو کر عقد میں آئے گی، مگر مرزا کی وفات تک وہ مرزا سلطان محمد کی سہاگن ہی رہی اور یہی عرصہ نہیں بہہ مرزا کے بعد چالیس برس تک وہ سلطان محمد کے بستر راحت کی قسمت رہی اور بہر حال مرزا کی اس نامراد عاشقی کے ایام مستعار میں نہ وہ بیوہ ہوئی اور

نہ ہی مرزا کا یہ الہام شرمندہ تعبیر ہو سکا۔

تذکرہ (مجموعہ الہامات مرزا) کے مصنف نے اس کی یہ تاویل کی ہے: ”یہ الہام اپنے دونوں پہلوؤں سے مرزا کی بیوی نصرت جہاں کی ذات میں ہی پورا ہوا جو کہ باکرہ آئی اور شیبہ ہو کر رہ گئی۔“ (حاشیہ تذکرہ: ص ۳۹)

یہ تاویل قادیانی تاویلات کی ایک ادنیٰ سی جھلک اور نمونہ ہے کہ اگر مرزا کی بیوی بیوہ ہو گئی، تو گویا مرزا کا بیوہ سے نکاح ہو گیا اور یہ پیش گوئی اس طرح پوری ہو گئی۔ مرزا کی اکثر پیش گوئیاں اسی انداز سے پوری ہوئیں اور درحقیقت اسی طرح کی تاویلات سے قادیانیت کا قصر ارتداد کھڑا ہے، اگر ان تاویلات کا سہارا ہٹا دیا جائے تو ایک لحظہ میں قادیانی کا قصر ارتداد زمین بوس ہو جائے۔

﴿تیسری دلیل﴾

شاعری مرزا:

مرزا نے اپنی صداقت میں قصیدہ اعجازیہ پیش کیا، اس کے علاوہ مرزا کا اور بے شمار منظوم کلام بھی ہے جس کو ”درمبین“ عربی، اردو اور فارسی تین حصوں میں علیحدہ علیحدہ جمع کیا گیا ہے حالانکہ شعر نبی کے لائق نہیں بلکہ نبی کیلئے تہمت ہے اور کفارنا ہنجا رہے رسول اللہ ﷺ پر یہ تہمت لگائی:

”أئنالتارکوا الہتنا لشاعر مجنون.“ (پ ۲۳، سورۃ ۲۷، آیت ۳۶، ۲۷)

اور خدا تعالیٰ نے اس کا جواب دیا:

”وما علمناہ الشعر وما ینبغی لہ.“ (پ ۲۳، سورۃ یس، آیت ۶۹)

مرزا چونکہ جناب نبی اکرم ﷺ کے ظل اور بروز ہونے کا مدعی ہے، لہذا اس کو بھی شعر کہنا زیب نہیں دیتا۔ مرزا کو کیا معلوم تھا کہ جس شاعری کو وہ اپنا کمال سمجھ رہا ہے وہی اس کے جھوٹے ہونے کا کھلا نشان بن جائے گا۔ باقی رسول اللہ ﷺ سے جو موزون کلام منقول ہے وہ شعر نہیں ہے وہ کلام اتفاقیہ موزون ہو گیا، جیسے:

”هل أنت إلا أصبع دمية، وفي سبيل الله مالقيت.“
یا جیسے:

”اللهم لا عيش إلا عيش الآخرة، فاغفر الأنصار والمهاجرة.“
ان کو اصطلاحاً شعر کہنا مناسب نہیں ہے۔ شعر کی تعریف یہ ہے:

”هو كلام موزون يقصد به قال الشيخ السمعاني النظم هو الكلام المقفى الموزون قصداً.“

یعنی شعر میں قصد اور ارادہ شرط ہے جو بلا ارادہ و بلا قصد کلام موزون ہو جائے اس کو شعر نہیں کہتے۔

علاوہ ازیں مرزا صاحب نے اپنے اس قصیدے کو ”اعجازیہ“ کہا یعنی اس کا کوئی مقابلہ نہیں کر سکتا، مگر مولوی منت اللہ مونگیری نے اس قصیدے کا جواب لکھ کر اس کے اعجاز کو خاک میں ملادیا تھا اور پیر مہر علی شاہ صاحب گولڑوی نے بھی اس قصیدہ کی غلط اور چوریہاں بین کیس تھیں لیکن اگر اس کا مقابلہ کوئی بھی نہ کر سکتا تو پھر بھی ہم کہتے ہیں کہ وہ بجائے دین بننے کے خود مرزا صاحب کے کذاب ہونے کی کھلی نشانی تھی۔ جو چیز اصل (حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ) میں ہونا عیب ہو، وہ بروز (مرزا غلام محمد) میں ہونا کمال کیسے ہوسکتی ہے؟
فافہم و تدبر۔

﴿چوتھی دلیل﴾

مختلف زبانوں میں وحی

قرآنی اصول:

قرآن مجید میں ہے ”وما أَرْسَلْنَا مِنْ رَّسُولٍ إِلَّا بِلِسَانٍ قَوْمِهِ.“
(پ ۱۳، سورۃ ابراہیم، آیت ۴) ترجمہ: اور ہم نے ہر رسول کو اس کی زبان کے اندر وحی کی۔
یہ اصول حضرت آدم علیہ السلام سے لیکر حضرت محمد ﷺ تک قائم رہا۔

اب سوچئے! اگر مرزا خدا کا نبی تھا تو اس کی وحی بھی اس کی قوم کی زبان کے مطابق یعنی پنجابی یا اردو میں ہونی چاہیے تھی، مگر مرزائیوں کے قرآن (تذکرہ) کے اندر جو وحی مذکور ہے اس میں تقریباً دس زبانیں ہیں، یہ ”تعدد اللسنة“ ہی مرزا کے کذاب ہونے کی صریح دلیل ہے، علاوہ ازیں مرزا پر بعض ایسی زبانوں میں بھی وحی ہوئی جن کو وہ خود بھی نہ جانتا تھا اور اپنی وحیوں کے ترجمے دوسروں سے سمجھتا تھا، یہ بھی اس کے جھوٹا ہونے کی صریح دلیل ہے۔

مرزائیو! کوئی نبی ایسا بتاؤ! جس کے اوپر دو تین زبانوں میں وحی آئی ہو اور کوئی نبی بتاؤ! جو اپنی وحی کا ترجمہ نہ جانتا ہو۔

مرزائی عذر نمبر ۱:

یہ متعدد زبانوں کے اندر وحی ہونا مرزا صاحب کے کمال کی دلیل ہے نہ کہ

ان کے تجویز ہونے کی۔ جتنی زیادہ زبانوں میں وحی ہوگی وہ اس نبی کا کمال ہوگا۔

جواب:

اول تو قرآن کی رو سے یہ کمال ہی نہیں، کمال یہی ہے کہ اس کی اپنی قومی زبان کے اندر وہی ہو، بفرض محال اگر کمال مانیں بھی تو اس وحی کو سمجھنا بھی کمال ہے اور مرزا اپنی بعض وحیوں کو سمجھ ہی نہیں سکتا تھا، بلکہ دوسرے لوگوں سے ترجمہ پوچھتا تھا اور پھر اگر یہ کمال ہے تو گویا مرزا تمام انبیاء سے اس کمال میں سبقت لے گیا کیونکہ دیگر نبیہ۔ دوسرے ایسا ہی زبان میں وحی ہوتی تھی۔

مرزائی عذر:

مرزا صاحب چونکہ انٹرنیشنل نبی تھے اس لیے ان کے اوپر متعدد زبانوں میں

وق آئی۔

جواب نمبر ۱:

حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ انٹرنیشنل نبی تھے ان کے اوپر کیوں نہ متعدد زبانوں میں وحی آئی اور مرزا صاحب کا دعویٰ ہے کہ میں ان کا ظل اور بروز ہوں تو نبی ﷺ پر اتنی زبانوں میں کیوں نہ وحی آئی؟ عجب بات ہے کہ اصل سے ظل اور بروز بڑھ جائے۔

جواب نمبر ۲:

اس وقت دنیا میں تقریباً ساڑھے چار ہزار زبانیں بولی جاتی ہیں اگر مرزا نے بحاصل نبی تھا تو پھر ان کو ساڑھے چار ہزار زبانوں میں وحی ہونی چاہیے تھی۔ مزید غلط کی بات یہ ہے کہ مرزا صاحب پر بعض وحی ایسی بھی آئی جو لفظاً و لغتاً ٹھیک نہ تھی، یہ

بھی اس کے جھوٹا ہونے دلیل ہے۔

﴿پانچویں دلیل﴾

مولانا ثناء اللہ رحمہ اللہ کے ساتھ آخری فیصلہ:

اس کے بارے میں مکمل تفصیلات محمدیہ پا کٹ بک، ص ۶۳۹، ۶۵۰ پر ملاحظہ فرمائیں۔ ہم مرزا کے اشتہار کا خلاصہ بیان کرتے ہیں۔

”بخدمت مولوی ثناء اللہ صاحب! السلام علی من اتبع الهدی۔“

مدت سے آپ کے پرچہ اہل حدیث میں میری تکذیب و تفسیق کا سلسلہ جاری ہے، ہمیشہ مجھے آپ اپنے اس پرچہ میں کذاب و دجال، مفسد کے نام سے منسوب کرتے ہیں..... میں نے آپ سے بہت دکھ اٹھایا اور صبر کرتا رہا..... اگر میں ایسا ہی کذاب اور مفتری ہوں، جیسا کہ اکثر اوقات آپ اپنے ہر ایک پرچہ میں مجھے یاد کرتے ہیں تو میں آپ کی زندگی میں ہی ہلاک ہو جاؤں گا..... اور اگر میں کذاب و مفتری نہیں ہوں اور خدا کے مکالمہ اور مخاطبہ سے مشرف ہوں اور مسیح موعود ہوں تو میں خدا کے فضل سے امید رکھتا ہوں کہ آپ سنت اللہ کے موافق مکذبین کی سزا سے نہیں بچیں گے پس، اگر وہ سزا جو انسان کے ہاتھوں سے نہیں بلکہ محض خدا کے ہاتھوں سے ہے، جیسے طاعون، ہیضہ وغیرہ مہلک بیماریاں آپ پر میری زندگی میں وارد نہ ہوئیں تو میں خدا تعالیٰ کی طرف سے نہیں۔ یہ کسی وحی یا الہام کی بناء پر پیش گوئی نہیں بلکہ محض دعا کے طور پر میں نے خدا سے فیصلہ چاہا ہے..... اے میرے پیارے مالک! میں عاجزی سے تیری جناب میں دعا کرتا ہوں کہ مولوی ثناء اللہ صاحب کی زندگی میں مجھے ہلاک کر اور میری

”ت سے ان کو اور ان کی جماعت کو خوش کر دے۔ آمین!

باآخرمولوی صاحب سے التماس ہے کہ وہ میرے اس مضمون کو اپنے پرچہ میں چھاپ دیں اور جو چاہیں اس کے نیچے لکھ دیں، اب فیصلہ خدا کے ہاتھ میں ہے۔“
الراقم عبداللہ الصمد مرزا غلام احمد مسیح موعود

مرقومہ: یکم ربیع الاول ۱۳۲۵ھ، ۱۵/اپریل ۱۹۰۷ء

(مجموعہ اشتہارات: ج ۳، ص ۵۷۸)

۳۱

خدا کی فیصلہ:

اللہ تعالیٰ کی نظروں میں چونکہ مرزا قادیانی کذاب و دجال اور جھوٹا تھا اس لیے اس دعاء کے پورے ایک سال، ایک ماہ، گیارہ دن بعد یعنی ۲۶ مئی ۱۹۰۸ء کو مرزا ہیضہ کی موت سے لاہور میں مر گیا اور اللہ تعالیٰ نے مولوی ثناء اللہ صاحب اور ان کی جماعت اور تمام مسلمانوں کو خوش کر دیا۔ مرزا کے مرنے کے بعد چالیس سال تک مولوی صاحب زندہ رہے اور ۱۹۴۸ء میں سرگودھا میں وفات پائی۔

☆ مرزا قادیانی کا ہیضہ سے مرنا ☆

حوالہ نمبر ۱:

”والہ: منجہ نے فرمایا کہ حضرت مسیح موعود کو پہلا دست کھانا کھانے کے جت آیا تھا مگر اس کے بعد تھوڑی دیر تک ہم لوگ آپ کے پاؤں دباتے رہے اور آپ آرام سے لیٹ کر سو گئے اور میں بھی سو گئی، لیکن کچھ دیر کے بعد آپ کو پھر حاجت محسوس ہوئی اور غائب ہو گیا، یاد دو دفعہ رفع حاجت کیلئے آپ پاخانہ تشریف لے گئے، اس کے بعد آپ نے زیادہ وضعی محسوس کیا تو آپ نے ہاتھ سے مجھے جگایا میں اٹھی تو

آپ کو اتنا ضعف تھا کہ آپ میری چارپائی پر ہی لیٹ گئے اور میں آپ کے پاؤں دبانے کیلئے بیٹھ گئی، تھوڑی دیر کے بعد حضرت صاحب نے فرمایا تم اب سو جاؤ، میں نے کہا نہیں میں دباتی ہوں اتنے میں آپ کو ایک اور دست آیا، مگر اب اس قدر ضعف تھا کہ آپ پاخانہ نہ جاسکتے تھے اس لیے میں نے چارپائی کے پاس ہی انتظام کر دیا اور آپ وہیں بیٹھ کر فارغ ہوئے اور پھر اٹھ کر لیٹ گئے اور میں پاؤں دباتی رہی، مگر ضعف بہت ہو گیا تھا اس کے بعد ایک اور دست آیا اور پھر آپ کو ایک قے آئی جب آپ قے سے فارغ ہو کر لیٹنے لگے تو اتنا ضعف تھا کہ آپ لیٹتے لیٹتے پشت کے بل چارپائی پر گر گئے اور آپ کا سر چارپائی کی لکڑی سے ٹکرایا اور حالت دگرگوں ہو گئی۔“

(سیرۃ المہدی: حصہ اول، ص ۱۲۱، روایت ۱۲)

اس حوالہ سے مرزا قادیانی کا ہیضہ سے مرنا روز روشن کی طرح واضح ہے کیونکہ دست اور قے جب دونوں اکٹھے ہو جائیں اس کو ہیضہ کہتے ہیں نیز یہ بھی ثابت ہوا کہ مرزا قادیانی اپنے پاخانہ پر مرا تھا۔

مرزائی عذر:

مرزا صاحب ہیضہ کی مرض سے نہیں مرے، اگر وہ ہیضہ سے مرتے تو ریل گاڑی میں انکی میت لے جانے کی اجازت ہرگز نہ ہوتی کیونکہ یہ قانوناً منع ہے حالانکہ مرزا کی لاش کو ریل گاڑی پر لاد کر قادیان لے جایا گیا۔

جواب نمبر ۱:

مرزا قادیانی بقول اپنے ”انگریز کا خود کاشتہ پودا“ تھا، اسلئے اس کی لاش کو ریل گاڑی پر لے جانا کچھ مشکل بات نہ تھی۔

جواب نمبر ۲:

اس جواب کے دو مقدمے ہیں۔

- (۱) ریل گاڑی مرزا قادیانی کے بقول دجال کا گدھا ہے۔ (ازالہ اوہام، روحانی خزائن ج ۳، ص ۴۹۳) ❧
- (۲) مرزا نے ۱۹۰۸ء میں مولانا ثناء اللہ امرتسری کے بالمقابل ایک اشتہار شائع کیا تھا جس میں کہا تھا کہ اگر میں مولانا ثناء اللہ کی زندگی میں مرجاؤں تو میں کذاب و دجال ٹبروں گا اور عملاً یہی ہوا کہ ۲۶ مئی ۱۹۰۸ء کو مرزا کا مولانا ثناء اللہ کی زندگی میں انتقال ہو گیا۔ جس سے مرزا کا اپنے قول کے مطابق دجال ہونا ثابت ہوا۔ اب ہم کہتے ہیں کہ جب مرزا دجال اور ریل گاڑی دجال کا گدھا ہے (بقول مرزا کے) تو قدرت الہی نے دجال کیلئے اس کے گدھے پر سوار ہونے کا انتظام کر دیا اور انگریزی پولیس اپنی نگرانی میں اس کی لاش لاہور سے قادیان لے گئی۔

حوالہ نمبر ۲:

مرزا قادیانی نے اپنے سرسیر ناصر نواب کو بلا کر کہا:

”میر صاحب مجھے وبائی ہیضہ ہو گیا ہے۔“ (حیات ناصر: ص ۱۴)

مرزا صاحب کے اس اعتراف کے بعد کہ ”مجھے وبائی ہیضہ ہو گیا ہے“ اب کسی دلیل یا انکار کی گنجائش نہیں ہے، واضح ہو کہ مرزا صاحب نے طب کی کتب بھی پڑھی ہوئی تھیں، لہذا ان کا یہ کہنا قابل اعتبار ہوگا۔

مرزائیوں کا ایک اور عذر:

مرزا قادیانی نے اس آخری فیصلہ کے ذریعے مولوی ثناء اللہ کو مباہلہ کی

دعوت دی تھی کیونکہ مولوی ثناء اللہ بالمقابل مباہلہ کیلئے تیار نہ ہوا، اس لئے مرزا صاحب کا اس کی زندگی میں مرنا جھوٹے ہونے کی دلیل نہیں۔

جواب:

یہ سراسر جھوٹ ہے، مرزا کے اس آخری فیصلہ میں کوئی مباہلہ کا لفظ نہیں ہے، نہ ہی اس میں یہ موجود ہے کہ مولوی ثناء اللہ بھی اس قسم کی دعا کریں، یہ محض ایک طرفہ دعا تھی جو مرزا قادیانی نے اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں مانگی، جس کو خدا تعالیٰ نے قبول فرما کر فیصلہ کر دیا، اسی بات پر کہ مرزا صاحب کا یہ اشتہار محض ایک طرفہ دعا ہے یا مباہلہ ہے؟ مولوی ثناء اللہ صاحب امرتسری اور میر قاسم علی قادیانی کا لدھیانہ میں ۱۹۱۲ء میں تحریری مناظرہ ہوا تھا، جس میں سردار بچن سنگھ وکیل کو سرچنچ مقرر کیا گیا تھا۔ اور دونوں حضرات نے تین تین صد روپیہ اس کے پاس جمع کرادیا کہ جو اپنا دعویٰ ثابت کرے، اس کو یہ چھ صد روپیہ دے۔ بالآخر سردار بچن سنگھ نے فیصلہ مولوی ثناء اللہ کے حق میں کر دیا اور چھ صد روپیہ بھی انکے حوالے کر دیا، اس رقم سے مولوی صاحب نے اس مناظرہ کو ”فاتح قادیان“ کے نام سے شائع کیا جو کہ آج بھی سرگودھا سے دستیاب ہے۔

﴿باب چہارم﴾

بحث ثانی حیات و وفات مسیح علیہ السلام

تنقیح موضوع:

مرزائی عموماً عیسیٰ علیہ السلام کے متعلق وفات و حیات کے عنوان پر بحث

مَرتے ہیں حالانکہ یہ عنوان بالکل غلط ہے، قادیانیوں نے بڑی مکاری و عیاری سے کام لیتے ہوئے اس غلط عنوان کو موضوع بحث بنا رکھا ہے، موضوع بحث درحقیقت رفع اور نزول عیسیٰ علیہ السلام کے عنوان سے ہونا چاہیے، جس کے لئے درج ذیل دلائل پیش کئے جاتے ہیں۔

توجیہ:

یہ امر تسلیم شدہ ہے کہ قرآن حکیم اہل کتاب کے تمام اختلافات کے لئے بطور حکم آیا ہے، جیسا کہ قرآن کریم کا دعویٰ ہے:

”وَمَا أَنزَلْنَا عَلَيْكَ الْكِتَابَ إِلَّا لِلتَّبِينِ لَهُمُ الَّذِي

اختلفوا فيه وهدى ورحمة لقوم يؤمنون.“

ترجمہ: اور ہم نے کتاب کو آپ پر صرف اسی لئے نازل کیا ہے تاکہ آپ ان کیلئے وہ چیز بیان کریں جس میں وہ اختلاف کرتے ہیں اور اس قوم کیلئے جو ایمان لاتے ہیں ہدایت اور رحمت ہے۔ (پارہ ۱۴، سورۃ النحل، ع ۸، آیت ۶۴)

چنانچہ مرزا قادیانی نے بھی مندرجہ بالا آیت سے یہی استدلال کیا ہے: ”ہم نے اس کو اس لئے تجھ پر اتارا ہے تاکہ امور متنازعہ فیہ کا اس سے فیصلہ کر دیں۔“

(ازالہ اوہام: ۶۵۵، روحانی خزائن: ج ۳، ص ۴۵۴)

بہم عیسائیوں کے عقائد کو دیکھتے ہیں تو پتہ چلتا ہے کہ وہ عیسیٰ علیہ السلام

کے متعلق درج ذیل عقائد رکھتے ہیں

(۱) تثلیث (۲) الوہیت مسیح (۳) ابہیت

(۴) صلیب اور غرہ (۵) رفع جسمانی اور نزول جسمانی۔

اسی طرح یہود کے بھی عیسیٰ علیہ السلام کے متعلق چند خیالات پائے جاتے ہیں، رفع اور نزول کے علاوہ باقی تمام غلط عقائد کی قرآن مجید نے بڑے صریح الفاظ میں تردید کی ہے، ملاحظہ ہو:

رد تکلیف:

”لقد كفر الذين قالوا إن الله ثالث ثلاثة الخ.“ (سورۃ مائدہ ع ۱۰ آیت ۷۳)

ترجمہ: البتہ تحقیق وہ لوگ کافر ہیں جو کہتے ہیں کہ اللہ تین میں سے تیسرا ہے۔

رد الوہیت:

”لقد كفر الذين قالوا إن الله هو المسيح ابن مريم.“ (پارہ ۶، سورۃ المائدہ، ع ۱۰، آیت ۷۲)

ترجمہ: البتہ تحقیق کہ وہ لوگ کافر ہیں جو کہتے ہیں کہ اللہ ہی عیسیٰ بن مریم ہیں۔

رد البیت:

”وقالت النصارى المسيح ابن الله.“ (پارہ ۱۰، سورۃ توبہ، ع ۵، آیت ۳۰)

ترجمہ: اور نصاریٰ نے کہا کہ مسیح، اللہ کا بیٹا ہے۔

رد صلیب و کفارہ:

”وما قتلوه وما صلبوه.“ (پارہ ۶، سورۃ النساء، ع ۲، آیت ۱۵)

ترجمہ: اور نہیں قتل کیا انہوں نے اس کو اور نہ سولی دیا اس کو۔

”ولا تزر وازرة وزرأ خرى.“ (پارہ ۲۲، سورہ ۱۵، ع ۳، آیت ۱۸)

ترجمہ: نہیں اٹھائے گا کوئی بوجھ اٹھانے والا دوسرے کا بوجھ۔

اب رہا ان کا عقیدہ رفع و نزول، تو ہم پوچھتے ہیں کہ اس کا فیصلہ قرآن حکیم نے کہاں کیا ہے؟ اگر یہ عقیدہ بھی دوسرے عقائد کی طرح غلط اور باطل تھا تو قرآن مجید کو صریح الفاظ میں، جیسے: ”ما رفع، لم یرفع، لا ینزل“ وغیرہ سے تردید کرنی چاہیے تھی، حالانکہ ہم بلا خوف تردید یہ دعویٰ کر سکتے ہیں کہ قرآن مجید میں کوئی ایسا اشارہ تک نہیں پایا جاتا اور نہ حدیث کے ذخیرہ میں کوئی ایک حدیث اس مضمون کی ملتی ہے، بلکہ اس کے برعکس قرآن اور حدیث نے بڑے زوردار الفاظ میں ان کے اس عقیدہ کی تائید کی ہے، اگر قرآن مجید اس عقیدہ کی تائید نہ بھی کرتا بلکہ صرف سکوت اختیار کرتا تو بھی ان کا یہ عقیدہ درست اور صحیح ماننا پڑتا۔ مرزا نے خود اس اصول کو تسلیم کیا ہے کہ نہایت ادب و احترام سے فرماتے ہیں: ”اب ہم دیکھتے ہیں کہ واقعی صلیب کے متعلق قرآن شریف کیا کہتا ہے، اگر یہ خاموش ہے تو پتہ چلا کہ یہود و نصاریٰ اپنے خیالات میں حق پر ہیں۔“ (ریونیوف ریلجنز: اپریل ۱۹۱۹ء، ج ۱۸، شمارہ نمبر ۶، ص ۱۴۹-۱۵۰)

رفع و نزول کے متعلق عیسائیوں کا عقیدہ

حوالہ نمبر ۱:

”یہ کہ وہ ان کے دیکھتے دیکھتے اوپر اٹھا لیا گیا اور بدلی نے اسے ان کی نظروں سے چھپا لیا اور اسکے جاتے وقت جب وہ آسمان کی طرف غور سے دیکھ رہے تھے تو دیکھو دو مرد سفید پوشاک پہنے ان کے پاس آکھڑے ہوئے اور کہنے لگے، اے گلیلی مردو! تم کیوں کھڑے آسمان کی طرف دیکھتے ہو۔ یسوع جو تمہارے پاس سے

آسمان پر اٹھایا گیا ہے، اسی طرح پھر آئے گا جس طرح تم نے اسے آسمان پر جاتے دیکھا ہے۔“ (رسولوں کے اعمال: باب ۱، آیت ۹، ۱۰، ۱۱، متی: ص ۲۸، آیت ۲۳ تا ۳۰) ۷۷-
حوالہ نمبر ۲:

”پس توبہ کرو! اور رجوع لاؤ! تاکہ تمہارے گناہ مٹائے جائیں اور اس طرح خداوند کے حضور سے تازگی کے دن آئیں اور وہ اس مسیح کو جو تمہارے واسطے مقرر ہوا ہے یعنی یسوع کو بھیجے، ضرور ہے کہ وہ آسمان میں اس وقت تک رہے جیتک کہ وہ سب چیزیں بحال نہ کی جائیں جنکا ذکر خدا نے اپنے پاک نبیوں کی زبانی کیا ہے جو دنیا کے شروع سے ہوتے آئے ہیں، چنانچہ موسیٰ نے کہا کہ خداوند خدا تمہارے بھائیوں میں سے تمہارے لئے مجھ سا ایک نبی پیدا کرے گا جو کچھ وہ تم سے کہے اسکی سننا۔ اور یوں ہوگا کہ جو شخص اس نبی کی نہ سنے گا، وہ امت میں سے نیست و نابود کر دیا جائے گا۔“ (رسولوں کے اعمال: باب ۳، آیت ۲۰ تا ۲۳) ۷۸

حوالہ نمبر ۳:

”غرض خداوند یسوع ان سے کلام کرنے کے بعد آسمان پر اٹھایا گیا اور خدا کی داہنی طرف بیٹھ گیا۔“ (مرقس: باب ۱۶، آیت ۱۹، ۲۰) ۷۹

حوالہ نمبر ۴:

”جب وہ انہیں برکت دے رہا تھا تو ایسا ہوا کہ ان سے جدا ہو گیا اور آسمان پر اٹھایا گیا۔“ (لوقا: باب ۲۴، آیت ۵۱) ۸۰

حوالہ نمبر ۵:

”یسوع نے اس سے کہا مجھے نہ چھو، کیونکہ میں اب تک باپ کے پاس اوپر نہیں

گیا لیکن میرے بھائیوں کے پاس جا کر ان سے کہہ کہ میں اپنے باپ اور تمہارے باپ
اور اپنے خدا اور تمہارے خدا کے پاس اوپر جاتا ہوں۔“ (یوحنا: باب ۲۰، آیت ۱۷)

حوالہ نمبر ۶:

”مگر یسوع خاموش ہی رہا، سردار کاہن نے اس سے کہا: میں تجھے زندہ خدا
کی قسم دیتا ہوں کہ اگر تو خدا کا بیٹا مسیح ہے تو ہم سے کہہ دے۔ یسوع نے اس سے کہا تو
نے خود کہہ دیا بلکہ میں تم سے کہتا ہوں کہ اس کے بعد تم ابن آدم کو قادر مطلق کی ذنی
طرف بیٹھے اور آسمان کے بادلوں پر آتے دیکھو گے۔“ (متی: باب ۲۶، آیت ۶۳، ۶۴)

حوالہ نمبر ۷:

”اور اس وقت ابن آدم کا نشان آسمان پر دکھائی دے گا اور اس وقت زمین
کی سب قومیں چھاتی بیٹیں گی اور ابن آدم کو بڑی قدرت اور جلال کے ساتھ آسمان
کے بادلوں پر آتے دیکھیں گے۔“ (متی: باب ۲۴، آیت ۳۰)

مرزا کا اعتراف:

(۱) ”آنحضرت ﷺ کے زمانہ میں عیسائیوں کا یہی عقیدہ تھا کہ درحقیقت مسیح ابن
مریم ہی دوبارہ دنیا میں آئیں گے۔“ (ازالہ اوہام: ص ۶۱۹، روحانی خزائن: ج ۳ ص ۳۱۸، ۳۱۹)

(۲) ”وإن عقيدة حياته قد جاءت في المسلمين من الملة النصرانية.“
ترجمہ: اور یہ کہ اس (عیسیٰ علیہ السلام) کی حیات کا عقیدہ ملت نصرانیہ سے مسلمانوں
میں آیا ہے۔ (الاستفتاء: ضمیر حقیقت الوحی: ص ۳۹، روحانی خزائن: ج ۲۲، ص ۶۶۰)

مرزائی عذر نمبر ۸:

قرآن مجید نے جب عیسیٰ علیہ السلام کی وفات کا اعلان کر دیا تو اس سے عیسائیوں

کے رفع اور نزول کا عقیدہ خود بخود باطل ہو گیا۔ قرآن مجید میں تیس سے زائد آیات موت عیسیٰ کے بارے میں موجود ہیں۔ (ازالہ اوہام: روحانی خزائن: ج ۳، ص ۴۲۳ تا ۴۳۸، ۳۱۹)

الجواب:

تیس آیت نہیں، اگر تیس پارے بھی عیسیٰ علیہ السلام کی وفات ثابت کر دیں تو اس سے عیسائیوں کے رفع اور نزول کے عقیدہ کی تردید نہیں ہوگی کیونکہ عیسائی موت کے تو خود قائل ہیں، لیکن موت کے تین دن بعد زندہ اٹھائے جانے اور قیامت کے قریب بہ جسد غضری نازل ہونے کے بھی قائل ہیں اگر یہ عقیدہ غلط ہے تو ضرورت اس کی تردید کی ہے، موت سے اس عقیدہ کی تردید نہیں ہوگی۔

(عقیدہ موت کیلئے دیکھو! الوقا: باب ۲۳، آیت ۵۶ تا ۵۲، باب ۲۴، آیت ۱۲ تا ۲۴)

مرزائی عذر نمبر ۲:

رفع اور نزول کا عقیدہ عیسائیوں کا متفقہ عقیدہ نہیں ہے کیونکہ متی اور یوحنا جو کہ صحابی ہیں انہوں نے اس عقیدہ کی ہرگز تصدیق نہیں کی کہ عیسیٰ علیہ السلام آسمان پر اٹھائے گئے۔ (خلاصہ ازالہ اوہام: ص ۴۱۹، ۴۲۰، روحانی خزائن: ج ۳، ص ۳۱۹)

جواب نمبر ۱:

غلط، بالکل غلط، یہ مرزا کی یا تو صریح کذب بیانی ہے یا اس کی جہالت، کیونکہ ان دونوں کتابوں میں اس عقیدہ کا ذکر موجود ہے، اس کے حوالے ماقبل گذر چکے ہیں۔

جواب نمبر ۲:

”دروغ گو را حافظہ نہ باشد“ کے مصداق مرزا قادیانی اپنی اسی کتاب

”ازالہ اوہام“ ص ۲۴۸ روحانی خزائن: ج ۳، ص ۲۲۵ پر تحریر کر چکا ہے:

نصاری کے تمام فرقے اور چاروں اناجیل اسی پر متفق ہیں کہ عیسیٰ علیہ السلام آسمان پر اٹھائے گئے۔“ اب مرزا خود تسلیم کر چکا ہے کہ تمام فرقے اور چاروں اناجیل اس عقیدہ پر متفق ہیں، لہذا اعتراض ہی ختم ہو گیا اور بہرا سوال غلیٰ حالہ قائم رہا، جس کا مرزائیوں کے پاس کوئی جواب نہیں ہے۔

مرزائی عذر نمبر ۳:

ایلیا نبی کے متعلق یہودیوں کا موجودہ عقیدہ ہے کہ وہ زندہ آسمانوں پر اٹھایا گیا ہے اور پھر دوبارہ نازل ہوگا۔ جسطرح عیسائیوں کا عیسیٰ علیہ السلام کے متعلق عقیدہ ہے، تو کیا یہ عقیدہ صحیح ہے یا غلط؟ اگر غلط ہے تو قرآن و حدیث سے اس کی تردید دکھائیں اور اگر تردید نہ پائی جاتی اور قرآن و حدیث خاموشی اختیار کریں تو تمہارے اصول کے مطابق ثابت ہوا کہ یہودیوں کا ایلیا کے بارے میں یہ عقیدہ ٹھیک ہے، جیسا کہ تم ہمیں عیسیٰ علیہ السلام کے بارے میں کہتے ہو۔

جواب نمبر ۱:

یہ اصول صرف ہمارے نزدیک ہی مسلم نہیں ہے بلکہ اسے خود مرزا صاحب نے بھی تسلیم کیا ہے، جیسا کہ حوالہ گذر چکا ہے۔ (ریویو آف ریلیجنز)

لہذا مرزا صاحب کے اس تسلیم شدہ اصول کے مطابق اگر قرآن مجید نے ایلیا علیہ السلام کی آمد ثانی کی تردید نہیں کی تو ثابت ہوا کہ ان کا یہ عقیدہ درست ہے، بقول

فصلت

مجھ ہے پاؤں یار کا زلف دراز میں لو آپ اپنے دام میں صیاد آ گیا

جواب نمبر ۲:

یہودیوں کے اس عقیدہ کی تردید کا مطالبہ قرآن وحدیث سے کرنا صریح حماقت اور جہالت ہے، اس لئے کہ ایلیا کا تذکرہ ایجابی اور سلبی رنگ میں قرآن وحدیث میں مذکور نہیں، لہذا اس کا محض بائبل میں ذکر ہونا کافی نہیں، بخلاف عیسیٰ علیہ السلام کے کہ ان کا ذکر قرآن وحدیث میں بڑی صراحت کے ساتھ موجود ہے۔ ایلیا کا عیسیٰ علیہ السلام پر قیاس کرنا غلط ہے، یہ قیاس، قیاس مع الفارق ہے۔

اعترض:

یہودی ایلیا کے بحمدہ آنے کے منتظر تھے حالانکہ ایلیا سے مراد ان کا مثیل یوحنا نبی تھا اسی طرح عیسیٰ سے مراد بھی ان کا مثیل مراد ہے نہ کہ بعینہ عیسیٰ بن مریم۔

جواب:

اس ساری کہانی کا دار و مدار بھی بائبل پر ہے جو عقلاً اور نقلاً محرف ہے۔

(تزیان القلوب: ص ۸، روحانی خزائن: ج ۱۵، ص ۱۴۲، ۱۴۳ مقدمہ دافع البلاء: ص ۱۹، روحانی خزائن:

۱۸، ص ۲۳۹، طبع جدید: ص ۳۷، چشمہ معرفت: ۲۵۵ روحانی خزائن: ج ۲۳، ص ۲۶۶)

قرآن وحدیث سے اس کی کوئی نظیر ہو تو پیش کیجئے جیسا کہ عیسیٰ علیہ السلام کی تصدیق قرآن وحدیث میں ہے۔

خلاصہ کلام:

کلام سابق سے یہ بات روز روشن سے زیادہ واضح ہو گئی کہ اصل بحث رفع و نزل کی ہے نہ کہ موت وحیات کی جس کو مرزائیوں نے اپنی چالاکی اور عیاری سے موضوع بحث بنا رکھا ہے۔

وجہ اول:

اس لئے کہ موت و حیات، رفع و نزول کو لازم ہے نہ کہ رفع و نزول، موت و حیات کو، لہذا اگر بحث کی جائے تو اس وقت تک تمام نہیں ہوگی جب تک حیات کے بعد رفع کو ثابت نہ کیا جائے اور موت کے بعد عدم رفع ثابت نہ کیا جائے، تو معلوم ہوا کہ اصل بحث رفع و نزول کی ہے۔

وجہ دوم:

اس لئے کہ رفع و نزول عیسائیوں کا عقیدہ ہے اگر یہ بھی مثل دوسرے عقائد کے غلط ہے تو قرآن و حدیث کو اس کی تردید کرنی چاہیے تھی حالانکہ قرآن و حدیث نے اس کی تردید نہیں، بلکہ ان کے اس عقیدہ کی تائید اور تصدیق کی ہے جسے ہم بعون اللہ قرآن و حدیث و اجماع امت اور اقوال مرزا سے ثابت کریں گے، اگر قرآن و حدیث اس عقیدے کی تائید میں کچھ بھی نہ کہے تو بھی مرزا کے مسلمہ اصول کے مطابق یہ عقیدہ صحیح ثابت ہو جاتا ہے۔

﴿اثبات رفع و نزول باقوال مرزا از روئے قرآن مجید﴾

حوالہ نمبر ۱:

”اب اس تحقیق سے ثابت ہے کہ مسیح ابن مریم کی آخری زمانہ میں آنے کی قرآن شریف میں پیش گوئی موجود ہے۔“ (ازالہ اوہام: حصہ دوم، ص ۶۷، روحانی خزائن: ج ۳، ص ۶۴) ۳

حوالہ نمبر ۲:

”هو انذی ارسل رسوله بالهدی و دین الحق“

ترجمہ: اللہ تعالیٰ وہ ذات ہے جس نے اپنے رسول کو ہدایت اور دین حق

دے کر بھیجا۔ (پارہ ۱۰، توبہ، ۵، آیت ۳۲: پارہ ۲۶، نوح، ۴، آیت ۲۸: پارہ ۲۸، صف، ۱، آیت ۹)

یہ آیت جسمانی اور سیاست ملکی کے طور پر مسیح کے حق میں پیش گوئی ہے اور جس غلبہ کاملہ دین اسلام کا وعدہ دیا گیا ہے وہ غلبہ مسیح کے ذریعہ سے ظہور میں آئے گا اور حضرت مسیح علیہ السلام دوبارہ اس دنیا میں تشریف لائیں گے تو ان کے ہاتھ سے دین اسلام جمیع آفاق اور اقطار میں پھیل جائے گا..... حضرت مسیح کی پیش گوئی متذکرہ بالا کا ظاہری اور جسمانی طور پر مصداق ہے اور یہ عاجز روحانی اور معنوی طور پر اس کا محل اور مورد ہے۔“ (حاشیہ براہین احمدیہ: حصہ چہارم، ص ۴۹۹، ۵۰۰، طبع قدیم، ص ۴۵۸، جدید، روحانی

خزائن: ج ۱، ص ۵۹۳، ۵۹۴، مثلہ چشمہ معرفت: ص ۸۳، روحانی خزائن: ج ۲، ص ۲۳، ۹۱)

حوالہ نمبر ۳:

”عسلی ربکم أن یرحمکم وإن عدتم عدنا.“ (پ ۱۵، ع، آیت ۸)

”یہ آیت اس مقام میں حضرت مسیح علیہ السلام کے جلالی طور پر ظاہر ہونے کا اشارہ ہے یعنی اگر طریق رفق اور نرمی اور لطف اور احسان کو قبول نہیں کریں گے اور حق محض جو دلائل واضحہ اور آیات بینہ سے کھل گیا ہے، اس سے سرکش رہیں گے تو وہ زمانہ بھی آنے والا ہے کہ جب خدا تعالیٰ مجرمین کے لئے شدت اور عنف اور قہر اور سختی کو استعمال میں لائے گا اور حضرت مسیح نہایت جلالیت کے ساتھ دنیا میں اتریں گے اور تمام راہوں اور سرڑکوں کو خس و خاشاک سے صاف کر دیں گے۔“

(حاشیہ براہین احمدیہ: حصہ ۴، ص ۵۰۵، روحانی خزائن: ج ۱، ص ۶۰۱، ۶۰۲)

مرزائی عذر:

ہم یہ تسلیم کرتے ہیں کہ مرزا نے براہین احمدیہ کے ان حوالوں میں عیسیٰ علیہ

السلام کی آمد ثانی کے عقیدہ کو صراحتاً تسلیم کیا ہے لیکن یہ محض رسمی طور پر لکھ دیا گیا ہے جیسا کہ مرزا نے اعجاز احمدی: ج ۱۹، ص ۷ پر اعتراف کیا ہے (روحانی خزائن: ج ۱۹، ص ۱۱۳) ۱۱۳۔
جواب نمبر ۱:

یہ عقیدہ رسمی نہیں بن سکتا اس لئے کہ مرزا نے اس کے ثابت کرنے میں آیات قرآنیہ پیش کی ہیں، جن سے ثابت ہوتا ہے کہ انہوں نے یہ عقیدہ رسمی طور پر نہیں لکھا بلکہ یہ قرآنی طور پر لکھا ہے۔

جواب نمبر ۲:

مرزا قادیانی نے جس کتاب میں یہ عقیدہ لکھا ہے وہ بغرض اصلاح و تجدید دین تالیف کی گئی ہے، مؤلف اس وقت خدائے تعالیٰ کی طرف سے مہم اور مامور تھا اور اس کتاب پر دس ہزار کا اشتہار بھی دیا گیا ہے۔ (تبلیغ رسالت مجموعہ اشتہارات: ج ۱، ص ۱۸، ۱۹۔ روحانی خزائن: ج ۱، ص ۲۳ تا ۵۲، ملحقہ براہین احمدیہ: ص ۱۸، ۱۹ و ملحقہ آئینہ کمالات اسلام: روحانی خزائن: ج ۵، ص ۲۷۔ دوسرے چشم آر یہ جدید: ص ۱۶۹، روحانی خزائن: ج ۲، ص ۳۱۹)

مجدد کی تعریف:

”جو لوگ خدا تعالیٰ کی طرف سے مجددیت کی قوت پاتے ہیں وہ نرے استخوان فروش نہیں ہوتے، بلکہ وہ واقعی طور پر نائب رسول اللہ ﷺ اور روحانی طور پر بنجانب کے خلیفہ ہوتے ہیں، خدا تعالیٰ انہیں ان تمام نعمتوں کا وارث بناتا ہے جو نبیوں اور رسولوں کو دی جاتی ہیں اور ان کی باتیں از قبیل جوشیدن ہوتی ہیں نہ محض از قبیل کوشیدن اور وہ حال سے بولتے ہیں نہ مجرد قال سے اور خدا تعالیٰ کے الہام کی تجلی ان کے دلوں پر ہوتی ہے اور وہ ہر ایک مشکل کے وقت روح القدس سے سکھلائے

جاتے ہیں اور ان کی گفتار کردار میں دنیا پرستی کی ملوثی نہیں ہوتی کیونکہ وہ بالکل مصفیٰ کیے گئے اور تمام وکمال کھینچے گئے ہیں۔“

(حاشیہ فتح اسلام: ص ۹، روحانی خزائن: ج ۳، ص ۷)

”وہ مجددِ خدا تعالیٰ کی طرف سے آئے گا یعنی علومِ لدنیہ اور آیاتِ سماویہ

کے ساتھ۔“ (ازالہ اوہام: ص ۱۵۴، روحانی خزائن: ج ۳، ص ۱۷۹)

جواب نمبر ۳:

یہ رسمی عقیدہ یا اجتہادی غلطی اس لئے بھی نہیں ہو سکتی کہ یہ کتاب بقول مرزا صاحب نبی اکرم ﷺ کے ہاتھوں میں پہنچ چکی ہے اور اس کا نام ”قطبی“ بتایا گیا ہے یعنی قطب ستارہ کی طرح غیر متزلزل اور مستحکم ہے۔ (براہین احمدیہ قدیم ایڈیشن: ص ۲۳۹، روحانی خزائن: ج ۱، ص ۲۷۵) تو اگر اس کے اس عقیدہ کو رسمی عقیدہ یا اجتہادی غلطی کہہ کر غلط قرار دیا گیا تو یہ قطبی نہیں رہے گی اور اس کے دلائل مستحکم اور غیر متزلزل نہیں ہوں گے، خصوصاً جب کہ نبی اکرم ﷺ کے مبارک ہاتھوں میں آچکی اور آپ کی مبارک نظر سے گزر چکی تو آپ نے ایسی فاش غلطی جو مرزا صاحب کے نزدیک شرکِ عظیم ہے و کس طرح نظر انداز کر دیا۔

دیکھو! مرزا کے نزدیک عیسیٰ علیہ السلام کو زندہ ماننا شرکِ عظیم ہے:

”فمن سوء الأدب أن يقال إن عيسى مامات إن هو إلا شرك عظيم، يأكل الحسنة ويخالف الحصات بل هو توفي كمثل إخوانه ومات كمثل أهل زمانه وأن عقيدة حياته قد جاءت في المسلمين من الملة النصرانية.“ (الاستفتاء في حقیقت الوحی: ص ۳۹، روحانی خزائن: ج ۲۲، ص ۶۶۰)

جواب نمبر ۴:

یہ اجتہادی غلطی اس لیے بھی نہیں بن سکتی کہ مرزا صاحب خود تسلیم کرتے ہیں کہ ہم نے اس کتاب میں کوئی دعویٰ اور کوئی دلیل اپنے قیاس سے نہیں لکھی۔

(حاشیہ براہین احمدیہ: حصہ دوم، ص ۹۹، روحانی خزائن: ج ۱، ص ۸۸)

اثبات رفع و نزول از روئے احادیث باقوال مرزا

حوالہ نمبر ۱:

”مسیح ابن مریم کے آنے کی پیش گوئی ایک اول درجہ کی پیش گوئی ہے جس کو سب نے بالاتفاق قبول کر لیا ہے اور جس قدر صحاح میں پیش گوئیاں لکھی گئی ہیں کوئی پیش گوئی اس کے ہم پہلو اور ہم وزن ثابت نہیں ہوتی، تو اتر کا اول درجہ اس کو حاصل ہے..... الخ۔“ (ازالہ اوہام: ص ۵۵۷، روحانی خزائن: ج ۳، ص ۴۰۰)

تواتر کی تعریف بھی مرزا صاحب کے زبانی سن لیجئے: ”تواتر ایسی چیز ہے کہ اگر غیر قوموں کی تواتر بخ کی رو سے بھی پایا جائے تو تب بھی ہمیں قبول کرنا ہی پڑتا ہے۔“ (ازالہ اوہام: ص ۵۵۶، روحانی خزائن: ج ۳، ص ۳۹۹)

حوالہ نمبر ۲:

”اب پہلے ہم صفائی بیان کیلئے یہ لکھنا چاہتے ہیں کہ بائبل اور ہماری احادیث اور اخبار کی کتابوں کی رو سے جن نبیوں کا اسی وجود عنصری کیسا تھ آسمان پر جتنا تصور کیا گیا ہے، وہ دونی ہیں ایک یوحنا جس کا نام ایلیا اور ادریس بھی ہے اور دوسرے مسیح ابن مریم جن کو عیسیٰ اور یسوع بھی کہتے ہیں، ان دونوں نبیوں کی نسبت

عہد قدیم اور جدید کے بعض صحیفے بیان کر رہے ہیں کہ وہ دونوں آسمان کی طرف اٹھائے گئے اور پھر کسی زمانہ میں زمین پر اتریں گے اور تم ان کو آسمان سے آتے دیکھو گے۔ انہی کتابوں سے کسی قدر ملتے جلتے الفاظ احادیث نبویہ میں بھی پائے جاتے

ہیں۔“ (توضیح المرام: ص ۳، روحانی خزائن: ج ۳، ص ۵۲، آئینہ کمالات اسلام: ص ۲۶۸، روحانی خزائن: ج ۵، ص ۲۶۸، براہین احمدیہ: ج ۴، ص ۲۱۳، روحانی خزائن: ج ۱، ص ۴۳۱، حاشیہ ہدایت القرآن: ص ۹)

حوالہ نمبر ۳:

”صحیح مسلم کی حدیث میں جو یہ لفظ موجود ہے کہ حضرت مسیح جب آسمان سے

اتریں گے تو ان کا لباس زرد رنگ کا ہوگا۔“ (ازالہ اوہام: ص ۸۱، روحانی خزائن: ج ۳، ص ۱۴۲)

وضاحت:

یہ حدیث صحیح مسلم میں نہیں بلکہ سنن ابی داؤد: ج ۲، کتاب الملاحم،

باب خروج الدجال میں مذکور ہے۔ قادیانیوں کیلئے چونکہ مرزا قادیانی کی تحریرات حجت ہیں اس لئے الزامی طور پر مذکورہ حوالہ لکھا جاتا ہے۔

اثبات رفع ونزول مسیح از روئے اجماع امت

(۱) ”حياة المسيح بجسمه إلى اليوم ونزوله من السماء بجسمه

العنصرى مما أجمع عليه الأمة وتواتره الأحاديث.“

(تفسير البحر المحیط: ج ۲، ص ۲۷۳)

(۲) ”والإجماع على أنه حي في السماء ينزل ويقتل الدجال

(تفسير جامع البيان: تحت آیت ابنی متوفیک)

ويؤيد الدين.“

(۳) ”الإجماع على أنه رفع ببدنه حياً قاله الحافظ ابن حجر في تلخيص الحبير.“

(۴) فتح الباری میں بھی ذکر ادریس میں حضرت مسیح کے نزول پر اجماع منقول ہے۔

(۵) تفسیر ابن کثیر میں تو اتر نزول کی صراحت کی گئی ہے۔

مرزائیوں کی شہادت کہ رفع و نزول عیسیٰ پر تمام مفسرین کا اجماع ہے، حافظ ابن حجر عسقلانی نے اپنی کتاب تلخیص الحبیر کے صفحہ ۳۱۹، ۳۲۰ پر عام مفسرین کا اجماع نقل کیا ہے۔
(عمل مصفی: ص ۱۶۴)

مرزائیوں کے نزدیک بھی حافظ ابن حجر عسقلانی آٹھویں صدی کے مجدد ہیں، یہ مجددین کی اس فہرست میں داخل ہیں جو کہ عمل مصفی کے صفحہ ۱۶۲ قدیم، ۱۱۷ء جدید سے شروع ہوتی ہے اور کتاب ہذا مرزا کی مصدقہ ہے۔

ایک اہم اصول:

مرزائیوں کے ساتھ بحث کرنے سے پہلے یہ طے کر لینا چاہیے کہ فریقین اگر آیات قرآنیہ کی تفسیر و تشریح اپنی مرضی و رائے سے کریں گے تو بحث کا کوئی فائدہ نہ ہوگا، تم اپنے معنی بیان کرو گے اور ہم اپنے، بحث کا حاصل کچھ نہ نکلے گا، اس لئے مناسب ہے کہ تیرہ صدیوں میں سے چند ایسے مفسرین و مجددین کا انتخاب کر لیں جن کی بات ہر دو فریق تسلیم کریں۔

چودھویں صدی کے مفسرین و مجددین کی بات بے شک نہ مانو، تیرہ صدیوں میں سے ایک مفسر و مجدد کا انتخاب کر لو، جس کا بیان کیا ہوا معنی اور تفسیر معتبر اور قول آخر مانی جائے گی اور مجددین میں سے ان مجددین کا انتخاب کرتے ہیں جو فریقین کے

نزدیک مسلم ہیں اور مرزائیوں کے مسلم مجددین کی فہرست کتاب ”عسل مصفی“ میں موجود ہے۔ (واضح ہو کہ یہ کتاب عسل مصفی وہ کتاب ہے جو مرزا صاحب کے ایک مرید مرزا خدا بخش نے لکھی اور ہر روز جو لکھی جاتی وہ باقاعدہ مرزا صاحب کو سنائی جاتی اگر کبھی وہ اتفاقاً مرزا صاحب کو نہ سناتا تو مرزا صاحب بڑے اہتمام کے ساتھ اس کے متعلق استفسار کرتے کہ آج تم نے مجھے اس کتاب کا مسودہ کیوں نہیں سنایا، غرضیکہ یہ پوری کتاب مرزا غلام احمد قادیانی نے پورے اہتمام کے ساتھ سنی، گویا یہ مرزا صاحب کی مصدقہ کتاب ہے اور اس کے اندر جو مجددین کی فہرست ہے وہ مرزا غلام احمد کے نزدیک بھی مسلم مجددین ہیں) اب ہم کتاب ”عسل مصفی“ سے وہ فہرست نقل کرتے ہیں۔ (عسل مصفی: ج ۱، ص ۱۶۲، طبع قادیان ۱۹۹۴ء، مصنفہ مرزا خدا بخش، ج ۱، ص ۱۱۷)

پہلی صدی میں اصحاب ذیل مجدد تسلیم کئے گئے ہیں:

(۱) عمر بن عبدالعزیز (۲) سالم (۳) قاسم (۴) مکحول۔

علاوہ ان کے اور بھی اس صدی کے مجدد مانے گئے ہیں چونکہ جو مجدد جامع صفات حسنہ ہوتا ہے وہ سب کا سردار اور فی الحقیقت وہی مجدد فی نفسہ مانا جاتا ہے اور باقی اس کی ذیل سمجھے جاتے ہیں، جیسے انبیاء بنی اسرائیل میں ایک نبی بڑا ہوتا تھا تو دوسرے اس کے تابع ہو کر کاروائی کرتے تھے، چنانچہ صدی اول کے مجدد متصف بجمع صفات حسنہ حضرت عمر بن عبدالعزیز تھے۔ (نجم الثاقب: ج ۲، ص ۹، قرۃ العیون، مجالس الاربار)

دوسری صدی کے مجدد اصحاب ذیل ہیں:

(۱) امام محمد بن ادریس ابو عبد اللہ شافعی (۲) احمد بن محمد بن حنبل شیبانی (۳) یحییٰ بن عون غطفانی (۴) اشہب بن عبدالعزیز بن داؤد قیس (۵) ابو عمرو مالکی مصری (۶)

خلیفہ مامون رشید بن ہارون (۷) قاضی حسن بن زیاد حنفی (۸) جنید بن محمد بغدادی صوفی (۹) سہل بن ابی سہل بن ریحلہ الشافعی (۱۰) بقول امام شعرانی حارث بن اسعد محاسبی ابو عبد اللہ صوفی بغدادی (۱۱) اور بقول قاضی القضاۃ علامہ عینی احمد بن خالد الخلال ابو جعفر حنبلی بغدادی۔ (نجم الثاقب: ج ۲، ص ۱۴، قرۃ العیون، مجالس الابرار)

تیسری صدی کے مجددین:

(۱) قاضی احمد بن شریح بغدادی شافعی (۲) ابوالحسن اشعری متکلم شافعی (۳) ابو جعفر طحاوی ازدی حنفی (۴) احمد بن شعیب (۵) ابو عبد الرحمن نسائی (۶) خلیفہ مقتدر باللہ عباسی (۷) حضرت شبلی صوفی (۸) عبید اللہ بن حسین (۹) ابوالحسن کرخی و صوفی حنفی (۱۰) امام بقی بن مخلد قرطبی مجدد اندلس اہل حدیث۔

چوتھی صدی کے مجددین:

(۱) امام ابو بکر باقلانی (۲) خلیفہ قادر باللہ عباسی (۳) ابو حامد اسفرانی (۴) حافظ ابو نعیم (۵) ابو بکر خوارزمی حنفی (۶) بقول شاہ ولی اللہ ابو عبد اللہ محمد بن عبد اللہ المعروف بالحاکم نیشاپوری (۷) امام بیہقی (۸) حضرت ابو طالب ولی اللہ صاحب قوت القلوب جو طبقہ صوفیاء سے ہیں (۹) حافظ احمد بن علی بن ثابت خطیب بغداد (۱۰) ابواسحاق شیرازی (۱۱) ابراہیم بن علی بن یوسف فقیہ المحدث۔

پانچویں صدی کے مجدد اصحاب:

(۱) محمد بن محمد ابو حامد امام غزالی (۲) بقول عینی و کرمانی حضرت راعونی حنفی (۳) خلیفہ مستظہر بالمدین مقتدی باللہ عباسی (۴) عبد اللہ محمد بن محمد انصاری ابو اسماعیل ہروی

(۵) ابوطاہر سلفی (۶) محمد بن احمد ابوبکر شمس الدین سرخسی فقیہ حنفی۔

چھٹی صدی کے مجددین:

(۱) محمد بن عبداللہ فخر الدین رازی (۲) علی بن محمد (۳) عز الدین بن کثیر (۴) امام رافعی شافعی صاحب زبدہ شرح شفا (۵) یحییٰ بن حبش بن میرک حضرت شہاب الدین سہروردی شہید امام طریقت (۶) یحییٰ بن اشرف بن حسن محی الدین لوزی (۷) حافظ عبدالرحمن ابن جوزی۔

ساتویں صدی کے مجدد اصحاب:

(۱) احمد بن عبدالحلیم نقی الدین ابن تیمیہ حنبلی (۲) تقی الدین ابن دقیق العید (۳) شاہ شرف الدین مخدوم بہائی سندھی (۴) حضرت معین الدین چشتی (۵) حافظ ابن القیم جوزی شمس الدین محمد بن ابی بکر بن ایوب بن سعد بن القیم الجوزی ورعی دمشقی حنبلی (۶) عبداللہ بن اسعد بن علی بن سلیمان بن خلاج ابو محمد عقیف الدین یافعی شافعی (۷) قاضی بدر الدین محمد بن عبداللہ اشبیلی حنفی دمشقی۔

آٹھویں صدی کے مجددین:

(۱) حافظ علی بن حجر عسقلانی شافعی (۲) حافظ زین الدین عراقی شافعی (۳) صالح بن عمر بن ارسلان قاضی بلقینی (۴) علامہ ناصر الدین شازلی بن سنت میل۔

نویں صدی کے مجدد اصحاب:

(۱) عبدالرحمن کمال الدین شافعی معروف بہ امام جلال الدین سیوطی (۲) محمد بن عبدالرحمن سخاوی شافعی (۳) سید محمد جوینپوری مہدی اور بقول بعض دسویں صدی کے مجدد ہیں۔

دسویں صدی کے مجدد اصحاب یہ ہیں:

(۱) ملا علی قاری (۲) محمد طاہر فتنی گجراتی، محی الدین محی السنہ (۳) حضرت علی بن حسام الدین معروف بہ علی متقی ہندی مکی۔

گیارہویں صدی کے مجددین:

(۱) عالم گیر بادشاہ غازی اورنگ زیب (۲) حضرت آدم صوفی (۳) شیخ احمد بن عبد الاحد بن زین العابدین فاروقی سرہندی معروف بامام ربانی مجدد الف ثانی۔

بارہویں صدی کے مجدد اصحاب ذیل ہیں:

(۱) محمد بن عبدالوہاب بن سلیمان نجدی (۲) مرزا مظہر جان جاناں دہلوی (۳) سید عبدالقادر بن احمد بن عبدالقادر حسنی کوکیانی (۴) حضرت احمد شاہ ولی اللہ صاحب محدث دہلوی (۵) امام شوکانی (۶) علامہ سید محمد بن اسماعیل امیر یمن (۷) محمد حیات بن ملازیہ سندھی مدنی۔

تیرہویں صدی کے مجددین:

(۱) سید احمد بریلوی (۲) شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی (۳) مولوی محمد اسماعیل شہید دہلوی (۴) بعض کے نزدیک شاہ رفیع الدین صاحب بھی مجدد ہیں (۵) بعض نے شاہ عبدالقادر کو مجدد تسلیم کیا ہے، ہم اس کا انکار نہیں کر سکتے کہ بعض ممالک میں بعض بزرگ ایسے بھی ہوں گے جن کو مجدد مانا گیا ہو اور ہمیں اطلاع نہ ملی ہو۔

مرزائی سوال:

مرزائی عموماً سوال کرتے ہیں کہ چودہویں صدی کا مجدد کون ہے، واضح ہو

کہ ان کے نزدیک آنجہانی مرزا غلام احمد قادیانی ہی چودہویں صدی کا مجدد ہے۔

جواب:

ہم جواب میں چودہویں صدی کے مجددین کے ضمن میں یہ نام پیش کرتے ہیں:

(۱) حضرت مولانا محمد قاسم نانوتوی بانی دارالعلوم دیوبند (۲) حکیم الامت حضرت مولانا اشرف علی تھانوی (۳) مفسر قرآن حضرت مولانا حسین علی (۴) شیخ العرب والعجم حضرت مولانا حسین احمد مدنی (۵) حضرت مولانا محمد الیاس کاندھلوی بانی تبلیغ جماعت (۶) سید المحمد ثین حضرت مولانا سید علامہ انور شاہ کشمیری (۷) شیخ التفسیر حضرت مولانا احمد علی لاہوری (۸) حضرت شاہ عبدالقادر راپوری (۹) حضرت خلیفہ غلام محمد، دین پور شریف۔

نوٹ: مرزا خدا بخش کی اس دی گئی فہرست میں تیرہ صدیوں کے مجددین کی تعداد اکیاسی بنتی ہے۔

کتاب غسل مصفیٰ کی تائید و توثیق:

واضح ہو کہ مولوی خدا بخش مصنف کتاب ”غسل مصفیٰ“ اپنی اس کتاب کے صفحہ ۶، ۷ پر لکھتا ہے کہ میری اس کتاب کو حکیم نور الدین بھیروی، مولوی عبدالکریم سیالکوٹی، مولوی محمد احسن امر وہی نے کونہایت ہی پسند فرمایا۔ آگے لکھتا ہے: ”حضرت مرزا غلام احمد قادیانی رئیس قادیان مسیح موعود مہدی معہود علیہ الصلوٰۃ والسلام (نعوذ باللہ العظیم) نے بھی اس ناچیز رسالے کو عزت کی نگاہ سے دیکھا اور اس کے سننے سے اظہار خوشی فرمایا۔ سو دوسری وجہ جو اس کتاب کے لکھنے کی محرک ہوئی وہ یہی ہے کہ خود ہادی امام میری ناچیز خدمت کو نظر قبولیت سے دیکھتے ہیں۔“ (غسل مصفیٰ: ج ۱، ص ۷)

دلائل اثبات رفع ونزول از روئے قرآن مجید

آیت نمبر ۱:

”هو الذی أرسل رسوله بالهدی و دین الحق لیظهره علی الدین

کله۔“ (حاشیہ براہین احمدیہ: ج ۴، ص ۴۵۹، ایڈیشن قدیم: ص ۴۹۹، روحانی خزائن: ج ۱، ص ۵۹۳) =

آیت نمبر ۲:

”عسی ربکم أن یرحمکم۔“

(حاشیہ براہین احمدیہ: ج ۴، روحانی خزائن: ج ۱، ص ۶۰۱، قدیم ایڈیشن ص ۵۰۵) =

آیت نمبر ۳:

”ومکروا ومکر اللہ واللہ خیر الماکرین۔“ (سورۃ آل عمران، ع ۵، آیت ۵۴)

ترجمہ: اور انہوں نے خفیہ تدبیر کی اور اللہ نے بھی خفیہ تدبیر کی اور اللہ تدبیر کرنے والوں میں بہتر تدبیر کرنے والے ہیں۔

طرز استدلال:

یہود نامسعود کی تدبیر حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو قتل کرنے کی تھی اور انہوں نے آپ کو قتل کرنے کی پوری کوشش کی جس کا اللہ تعالیٰ نے ”ومکروا“ میں ذکر فرمایا ان کے مقابلہ میں اللہ تعالیٰ نے اپنی تدبیر کا ذکر فرمایا اور اپنی تدبیر کو بہتر بتایا، ان کی تدبیر ناکام ہو گئی اور اللہ تعالیٰ کی تدبیر غالب ہو گئی، چنانچہ ”یہوداء اسکر یوطی“ جو کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے حواریوں میں سے تھا، تیس روپے لیکر حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو پکڑوانے والے کیلئے اس مکان میں داخل ہوا، اللہ تعالیٰ نے اسے حضرت

عیسیٰ کی شکل میں تبدیل کر دیا اور عیسیٰ کو اپنی کمال قدرت سے آسمان پر اٹھالیا۔
 مذکورہ بالا آیت کی تمام مفسرین نے یہی تفسیر بیان کی ہے اور اللہ تعالیٰ کی
 اس تدبیر کا ذکر کیا ہے کوئی ایک مفسر یا مجدد پیش نہیں کیا جاسکتا جس نے یہاں پر
 عیسائیوں اور مرزائیوں کی تدبیر بیان کی ہو۔

نکتہ:

”مکر“ کہتے ہیں لطیف خفیہ تدبیر کو۔ اگر اچھے مقصد کیلئے ہو تو اچھا ہے اور برائی
 کیلئے ہو تو برا ہے۔ اسی لئے ”ولا یحییق المکر السینی الا باہلہ“ میں
 مکر کے ساتھ سینی کی قید لگائی ہے اور یہاں خدا تعالیٰ کو خیر الماکرین کہا۔
 مطلب یہ ہے کہ یہود نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے خلاف طرح طرح کی سازشیں
 اور خفیہ تدبیریں شروع کر دیں، حتیٰ کہ بادشاہ کے کان بھر دیے کہ یہ شخص (معاذ اللہ) ملحد
 ہے، تورات کو بدلنا چاہتا ہے، سب کو بد دین بنا کر چھوڑے گا۔ اس نے مسیح علیہ السلام کی
 گرفتاری کا حکم دے دیا، ادھر یہ ہو رہا تھا اور ادھر حق تعالیٰ کی لطیف اور خفیہ تدبیر ان کے
 توڑ میں اپنا کام کر رہی تھی، جس کا آگے ذکر آئے گا۔ بیشک خدا کی تدبیر سب سے بہتر
 اور مضبوط ہے جسے کوئی توڑ نہیں سکتا۔ (تفسیر عثمانی: از علامہ شبیر احمد عثمانی، ص ۷۱)

آیت نمبر ۴:

”إذ قال الله يا عيسى إني متوفيك..... الخ.“ (آل عمران: ۶۷، آیت ۵۵)
 ترجمہ: اے عیسیٰ! بے شک میں تجھے لینے والا ہوں اور تجھے اپنی طرف
 اٹھانے والا ہوں۔

یہ آیت بھی عیسیٰ علیہ السلام کی حیات اور رفع جسمانی کی صریح دلیل ہے، اس

میں اللہ تعالیٰ نے یہودیوں کی تدبیر کے بالمقابل عیسیٰ کو تسلی دیتے ہوئے ان سے چار وعدے فرمائے ہیں:

- (۱) تجھے وفات دوں گا، یہودی قتل نہیں کر سکیں گے۔
- (۲) اس وقت تجھے اپنی طرف اٹھالوں گا۔
- (۳) کفار یعنی یہود سے تجھے پاک کروں گا۔
- (۴) تیرے متبعین کو تیرے دشمنوں پر قیامت تک غالب رکھوں گا۔

یہ چار وعدے حضرت عیسیٰ علیہ السلام سے اللہ تعالیٰ نے اس وقت کئے جب یہودنا مسعود آپ کے قتل کا منصوبہ تیار کر چکے تھے یہاں پر ”رافعک“ میں جو رفع کا وعدہ ہے وہ بالاتفاق تمام مجددین و مفسرین رفع جسمانی ہے، مرزا غلام احمد قادیانی کذاب سے قبل جس قدر مجددین گذرے ہیں، کوئی ایک مجدد بھی ایسا پیش نہیں کیا جاسکتا جس نے یہاں رفع سے مراد رفع درجات یا رفع روحانی لیا ہو، البتہ ”متوفیک“ کے معنی میں علماء کرام کی دورائے ہیں۔ اکثر علماء نے اس کا معنی پورا پورا لینے کا کیا ہے یعنی جسد مع الروح کیونکہ یہی ”توفی“ کا حقیقی معنی ہے۔ بعض علماء نے متوفیک کا معنی ”ممیتک“ لیا ہے، جیسا کہ بخاری شریف میں حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ عنہما سے منقول ہے لیکن یہ بھی ہمیں مضرب نہیں ہے، اس لئے کہ جن حضرات نے ”توفی“ کا معنی موت کا لیا ہے وہ اس میں تقدیم و تاخیر کے قائل ہیں یعنی ”ممیتک عند انقضاء أجلک و رافعک الآن“ میں تجھے ماروں گا جب تیری موت کا وقت مقرر ہوگا اور اب تجھے اٹھانے والا ہوں، چنانچہ ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں: ”متوفیک: ممیتک.....“۔ قولہ: ممیتک

محمول علیٰ وفاء عیسیٰ علیہ السلام فی آخر الزمان۔“ (تفسیر ابن عباس)

ہمارا دعویٰ ہے کہ واؤ ترتیب کیلئے نہیں ہوتی، یہاں بھی واؤ ہے اور ترتیب ملحوظ نہیں ہے، اس کے برخلاف مرزا نے لکھا: ”قرآن مجید کی ترتیب کو اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کا کام نہیں ہے کیا اللہ تعالیٰ کو یہ معلوم نہ تھا کہ وہ صحیح ترتیب سے کلام فرمادیتے۔ اے مسلمان مولویو! تمہیں اللہ تعالیٰ کے کلام میں تغیر و تبدل کرنے سے شرم نہیں آتی۔“ (خلاصہ عبارت ازالہ اوہام: روحانی خزائن: ج ۳، ص ۳۳۵ تا ۳۱۱)

جواب نمبر ۱:

تمام علماء نحو اس بات پر متفق ہیں کہ واؤ ترتیب کیلئے نہیں ہوتی بلکہ مطلق جمع کیلئے ہوتی ہے، بخلاف ثم اور فاء کے۔ شرح مانۃ عامل کا طالب علم بھی اس سے آگاہ ہے۔

جواب نمبر ۲:

قرآن مجید میں اس طرح کی کئی مثالیں موجود ہیں جن سے ثابت ہوتا ہے کہ ”واؤ“ ہمیشہ ترتیب کیلئے نہیں ہوتی، جیسا کہ حضرت مریم کو فرمایا:

”واسجدی وارکعی“ ترجمہ: اور سجدہ کیا کر اور رکوع کیا کر۔ (پ ۳، آل عمران ۳۴، ۵۷)

”فأخذہ اللہ نکال الآخرة والأولیٰ“ ترجمہ: پس اللہ تعالیٰ نے اس کو دنیا و آخرت کے عذاب میں پکڑا۔ (پ ۳۰، النازعات ۲۵، ۱۷)

جواب نمبر ۳:

اس پوری آیت میں مرزائیوں کے نزدیک بھی ترتیب ٹھیک نہیں ہے کیونکہ مرزائیوں کی تفسیر کے مطابق آیت کا معنی یوں ہوگا:

”اے عیسیٰ! میں تجھے پہلے موت دینے والا ہوں اس کے بعد تیرا روحانی

رفع یا رفع درجات کروں گا، اس کے بعد تجھے کافروں سے پاک کروں گا اور اس کے بعد تیرے متبعین کو تیرے دشمنوں پر غالب کروں گا۔“

اب مرزائیوں کے خیال کے مطابق عیسیٰ علیہ السلام کی وفات کشمیر کی طرف ہجرت کرنے کے بعد واقعہ صلیب سے ستاسی سال بعد کشمیر میں ہوئی، تو اب ”مطهرک من الذین کفروا“ ترجمہ: میں تجھے کافروں سے پاک کروں گا، پہلے ہو گیا اور وفات اور رفع ستاسی برس بعد ہوا، جس سے معلوم ہوا کہ ترتیب مرزائیوں کے نزدیک بھی قائم نہ رہی، واقعہ کے طور پر تطہیر پہلے ہوئی اور اس کے بعد وفات پھر رفع اور پھر غلبہ۔

الجھا ہے پاؤں یا ر کا زلف دراز میں
لو آپ اپنے دام میں صیاد آگیا

جواب نمبر ۴:

کئی ایک مفسرین نے یہاں ترتیب کو الٹ کر تفسیر کی ہے جیسا کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کی تفسیر میں گذر چکا ہے۔

جواب نمبر ۵:

عیسائی عیسیٰ علیہ السلام کے متعلق افراط کا شکار ہوئے اور انہیں الہ تک بنادیا اور یہود تفریط کے قائل ہوئے تو درجہ نبوت سے بھی نیچے گرا دیا۔ خدا تعالیٰ کو دونوں کی تردید کرنا مقصود تھی، عیسائیوں نے شرک کیا تھا اور یہود نے گستاخی رسول، چونکہ شرک بہر حال گستاخی رسول سے بڑا جرم ہے اس لئے اللہ تعالیٰ نے پہلے اس کی تردید کی لفظ

”متوفیک“ سے، کہ میں تجھے موت دوں گا۔ مطلب صاف ظاہر ہے کہ جس پر موت آتی ہے وہ اللہ اور معبود نہیں ہو سکتا، اس کے بعد یہود کی تردید ”ورافعک الی“ سے کی یعنی تم نے میرے رسول کی شان میں کمی کی میں نے تو ان کو اوپر اٹھالیا اور اوپر اٹھانے سے ان کی رفعت شان ظاہر ہوئی۔

بحث لفظ ”توفی“

اس لفظ کا مادہ ”وفی“ ہے یعنی جب یہ مادہ باب تفعّل میں چلا جائے تو اس کے حقیقی معنی پورا پورا لینے کے ہوں گے جیسا کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا:

”أتوفیت الثمن“ ہاں موت اور نیند کے معنی میں بھی مجازاً استعمال ہوتا ہے جبکہ وہاں کوئی قرینہ موجود ہو جیسے ”هو الذی یتوفاکم باللیل“ (وہی ہے جو تمہیں رات کو موت دیتا ہے) (پارہ ۷، الانعام ۱۳، ع ۷) اسی طرح ”اللہ یتوفی الأنفس حین موتھا والتی لم تمت فی منامھا“ ترجمہ: اللہ تعالیٰ جانوں کو ان کی موت کے نزدیک قبض کر لیتا ہے اور جو ابھی نہیں مرے ان کی جان نیند میں قبض کر لیتا ہے۔ (پ ۲۳، الزمر ۴۲، ع ۵)

یہ آیات اس بات کی صریح دلیل ہیں کہ ”توفی“ کا حقیقی معنی موت نہیں ہے، اگر اس کا حقیقی معنی موت ہوتا تو موت اور توفی کا تقابل درست نہ تھا یہاں آیت میں توفی کے ساتھ موت اور عدم موت دونوں جمع ہو رہی ہیں۔

توفی کا معنی از کتب سلف:

”ستوفیک ورافعک ای علی التقدیم والتاخیر وقد یکون

الوفاۃ قبضاً لیس بموت۔“ (مجمع البحر: ص ۳۵۴، ج ۲، منقول از غسل مصفی: ج ۱، ص ۱۷۵)

(۲) ”فلما توفیتنی الخ أخذ الشیء وافیاً والموت نوع منه۔“
(تفسیر مانی: ج ۱، غسل مصفی: ج ۱، ص ۱۸۷)

(۳) ”یستعمل التوفی فی أخذ الشیء وافیاً أى کاملاً والموت نوع منه۔“ (حاشیہ شیخ احمد صادی مالکی علی جلالین: ص ۳۱۵ منقول از غسل مصفی: ص ۱۸۷)

توفی کے معنی پر مرزا قادیانی کا چیلنج

حوالہ نمبر ۱:

”توفی باب تفعل ہو، اللہ فاعل ہو، ذی روح مفعول ہو، لیل اور نسوم کا قرینہ بھی نہ ہو تو وہاں قبض روح بمعنی موت ہی ہوگا جو اس کے خلاف دکھلاوے اسکو مبلغ ہزار روپیہ انعام دیا جائے گا۔“ (تحدہ گولڈویہ: ص ۳۵، روحانی خزائن: ج ۱، ص ۱۶۲، مثلاً ایام الصلح: ص ۱۳۹، روحانی خزائن: ج ۱، ص ۳۸۴) (ازالہ اوہام: حصہ دوم ص ۹۱، روحانی خزائن: ج ۳، ص ۶۰۳)

جواب نمبر ۱:

یہ محض مرزا کا من گھڑت قاعدہ ہے، کسی امام لغت نے یہ قاعدہ تحریر نہیں کیا اگر کوئی قادیانی کسی امام لغت سے یہ قاعدہ دکھا دے تو ہم اسے دس ہزار روپیہ انعام دیں گے۔

جواب نمبر ۲:

مرزا کا یہ من گھڑت قاعدہ اس کی اپنی تحریر سے ٹوٹ رہا ہے۔ براہین احمدیہ

حصہ ۲ ص ۵۲۰ میں متوفیک کا معنی لکھا ہے: ”میں تجھ کو پوری نعمت دوں گا۔“

(حاشیہ براہین احمدیہ: ص ۵۲۰، روحانی خزائن: ج ۱، ص ۶۲۰)

حوالہ نمبر ۲:

براہین احمدیہ کا وہ الہام یعنی یاعیسیٰ انی متوفیک الخ۔ جو سترہ برس سے شائع ہو چکا ہے اس کے اس وقت خوب معنی کھلے یعنی یہ الہام حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو اس وقت بطور تسلی ہوا تھا جب یہود ان کو مصلوب کرنے کی کوشش کر رہے تھے اور اس جگہ بجائے یہود، ہنود کوشش کر رہے ہیں اور الہام کے یہ معنی ہیں کہ میں تجھے ایسی ذلیل اور لغتی موتوں سے بچاؤں گا۔ (حاشیہ سراج منیر: ص ۶۱، روحانی خزائن: ج ۱۲، ص ۲۳)

۴۹

☆ انعامی حوالہ ☆

جواب:

”عن ابن عمر وإذا رمى الجمار لا يدري أحد ما له حتى يتوفاه الله يوم القيامة.“ (الترغيب والترہیب: ج ۲، ص ۱۰۳، طبع دار الفکر، باب الترغیب فی ری الجمار، وما جاء فی رفعها، رواہ البزازی و الطبرانی وابن حبان واللفظ له) اس حدیث شریف میں مرزائیوں کی تمام شرائط موجود ہیں، مگر ”توفی“ کا معنی موت نہیں ہے۔

﴿ ہمارا چیلنج ﴾

ہمارا دعویٰ ہے کہ اگر توفی باب تفعل سے ہو، اللہ اس میں فاعل ہو اور ذی روح اس کا مفعول ہو جو بن باپ پیدا ہوا ہو وہاں پر توفی کا معنی پورا پورا لینا اور اٹھانا ہوگا، موت کا معنی نہیں ہے، کوئی مرزائی ”مرد میدان“ ہے جو ہمارے اس قاعدے کو توڑ کر منہ مانگا انعام حاصل کرے، اگر مرزائی کہیں کہ آپ کا یہ قاعدہ کہاں لکھا ہوا ہے؟ تو جواب یہ ہے کہ علم النحو کی جس کتاب میں مرزا کا قاعدہ لکھا ہوا ہے اسی کتاب میں ساتھ یہ بھی لکھا ہوا ہے۔

آیت نمبر ۵:

”وما قتلوه یقیناً بل رفعہ اللہ الیہ وکان اللہ عزیزاً حکیماً۔“
(پارہ ۶ سورۃ النساء ۱۵۷، ۱۵۸، ۲۲۷) ترجمہ: اور انہوں نے اس (عیسیٰ علیہ السلام) کو نہیں مارا یقیناً، بلکہ اللہ تعالیٰ نے آپ کو اپنی طرف اٹھالیا اور اللہ تعالیٰ غالب حکمت والا ہے۔

حکیم نور الدین نے اس آیت کا ترجمہ یہ کیا ہے: ”بلکہ اللہ تعالیٰ نے اس کو

اپنی طرف اٹھالیا۔“ (حاشیہ فصل الخطاب ص ۲۱۲)

یہ آیت بھی حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے رفع جسمانی اور حیات کی صریح دلیل ہے۔

نکتہ: یہودیوں کی طرف سے قتل کا فعل واقع نہیں ہوا تھا بلکہ یہ محض ان کا ایک جھوٹا دعویٰ تھا، تو اللہ تعالیٰ نے ان کے ملعون ہونے کے من جملہ اسباب میں سے ان کے اس قول کو لعنتی ہونے کا سبب بتایا ہے نہ کہ فعل کو، اس لئے ”وقتلہم“ نہیں فرمایا بلکہ ”وقولہم“ فرمایا۔

مرزائی عذر:

اس آیت میں رفع سے مراد رفع روحانی اور رفع درجات ہے، کیونکہ یہودیوں کے نزدیک صلیب کی موت لعنتی شمار ہوتی ہے تو یہاں اللہ تعالیٰ نے یہودیوں کے جواب میں فرمایا کہ وہ ان کو ذلیل نہیں کر سکے بلکہ ہم نے ان کے درجات بلند کر دیئے۔

جواب نمبر ۱:

یہ غلط، بالکل غلط ہے، ہم پورے دعویٰ سے کہتے ہیں بلکہ ہمارا امت مرزا سیہ کو چیخ ہے کہ مرزا قادیانی سے پہلے تیرہ صدیوں کے مسلمہ بین الفریقین جس قدر مجدد

اور مفسر گذرے ہیں، ان میں سے کسی ایک نے بھی یہاں رفع سے مراد رفع درجات یا روحانی رفع نہیں لیا، سب نے بالاتفاق یہاں رفع سے مراد اسی جسم غصری سے آسمانوں پر اٹھایا جانا مراد لیا ہے۔ فانولر فالتک لاکتک صاوفن۔
جواب نمبر ۲:

یہ تمہارا مفروضہ کہ صلیب کی موت یعنی موت ہوتی ہے، سراسر غلط اور یہودیانہ نظریہ ہے۔ اول یہ ہے کہ اس کا دار و مدار بائبل پر ہے جو مخرف ہے۔ دوم اس لئے کہ انہوں نے اپنے رائج طریقہ سے کئی ایک انبیاء علیہم السلام کو قتل کیا ہے، جیسا کہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں "و یقتلون الانبیاء بغير حق" ترجمہ: اور وہ انبیاء کو ناحق مار ڈالتے تھے۔ اور یہ ظاہر ہے کہ ان انبیاء کو جنہیں وہ برحق نہیں مانتے تھے، اپنے رائج طریقہ یعنی صلیب کے ذریعہ ختم کرتے تھے یعنی قتل کرتے تھے، تو وہاں اللہ تعالیٰ نے ان کا رفع کیوں نہیں بیان کیا بلکہ ان کے رفع کا ذکر تک بھی نہیں کیا جب کہ ان کا قتل وقوع میں آچکا ہے اور یہ قتل وقوع میں بھی نہیں آیا محض یہودیوں کا قتل کا قول ہے۔
جواب نمبر ۳:

یہاں رفع روحانی اس لئے بھی نہیں ہو سکتا کہ یہاں پر چار جگہ واحد مذکر غائب کی ضمیر آئی ہے، جن میں تین ضمیروں کا مرجع بالاتفاق عیسیٰ بن مریم جسد مع الروح ہے، ان ضمیروں کا مرجع نہ صرف جسد ہے اور نہ صرف روح، کیونکہ قتل او ر صلیب کا قتل تب ہی واقع ہو سکتا ہے جب جسد اور روح اکٹھے ہوں تو لا محالہ رفع کی ضمیر کا مرجع بھی جسد مع الروح ہی ہو گا نہ کہ فقط روح نیز یہاں پر "کان اللہ

عزیزاً حکیماناً۔“ کا جملہ اس بات کی قوی دلیل ہے کہ یہاں رفع جسمانی ہی ہے ورنہ رفع روحانی کیلئے ان صفات کے لانے کی ضرورت نہیں تھی اور یہ اللہ تعالیٰ کے کلام میں زائد جملہ ہو جائے گا۔

مرزائی عذر:

عیسیٰ علیہ السلام آسمان پر کیسے جاسکتے ہیں؟ اول: تو اس میں کئی ناری کڑے ہیں، دوم: اس لئے کہ جب نبی اکرم ﷺ سے مشرکین نے کہا کہ آپ آسمانوں پر جائیں تب ہم آپ پر ایمان لائیں گے..... الخ تو جناب نبی اکرم ﷺ نے جواب میں فرمایا اھل کنت إلا بشرأ رسولاً (میں تو صرف بشر رسول ہوں) (پارہ ۱۵ ج ۱ اسرائیل: ۱۰ ع ۱۰)

جواب:

عیسیٰ علیہ السلام اسی طرح چلے گئے جیسے موسیٰ علیہ السلام چلے گئے۔

(بحوالہ نور الحق: ص ۵۱، روحانی خزائن: ج ۸، ص ۶۹) ذیل میں ملاحظہ فرمائیں۔

☆ ایٹم بم بمبھرا ☆

”هذا هو موسى فتى الله الذى اُشار الله فى كتابه الى حياته وقرض علينا ان نؤمن بانه حى فى السماء ولم يموت وليس من الميتين.“

(نور الحق: ص ۵۰، روحانی خزائن: ج ۸، ص ۶۸، ۶۹)

مرزائی اعتراض:

مرزائی محمونا اس کے جواب میں کہتے ہیں کہ یہاں ”حی فی السماء“

سے مراد روحانی حیات ہے اور آگے ”لم يموت“ سے نفی روحانی موت کی ہو رہی ہے۔

جواب نمبر ۱:

کیا کوئی شخص ان کی روحانی موت کا قائل ہے کہ تم اس کو ثابت کر رہے ہو روحانی حیات تو کفار کو بھی حاصل ہے۔

جواب نمبر ۲:

آگے اسی حوالہ میں مرزا نے حضرت موسیٰ کلیم اللہ علیہ السلام کا حضرت عیسیٰ علیہ السلام سے تقابل کیا ہے کہ موسیٰ تو بے شک زندہ ہیں، مگر عیسیٰ کے بارے میں ہمیں آیات سے ثبوت ملتا ہے کہ وہ فوت ہو چکے ہیں، جس طرح کہ آگے حوالہ میں مذکور ہے ”ولا تجد مثل هذه الآيات في شأن عيسى“ تو ہم پوچھتے ہیں کہ اس تقابل سے تو معلوم ہوتا ہے کہ عیسیٰ پر روحانی موت آگئی حالانکہ روحانی موت کسی پر بھی واقع نہیں ہوتی تقابل تب ہی درست بن سکتا ہے، جب موسیٰ کی جسمانی حیات مراد لی جائے۔

☆ ایٹم بم حوالہ نمبر ۲ ☆

”بل حيلة كلیم الله ثابت بنص القرآن الكريم ألا تقرأ في القرآن ما قال الله تعالى وعز وجل: ”ولا تكن في مرية من لقائه“ وأنت تعلم أن هذه الآية نزلت في موسى فہی دلیل صریح علی حیاة موسیٰ علیہ السلام لأنه لقی رسول الله ﷺ والأموات لا یلاقون الأحياء ولا تجد مثل هذه الآيات في شأن عيسى علیہ السلام نعم جاء ذكر وفاته في مقامات شتى فتدبر

فإن الله يحب المتدبرين .“ (حمانۃ البشری: ص ۳۵، روحانی خزائن: ج ۷، ص ۲۲۱، ۲۲۲)

جواب نمبر ۲:

یہاں پر بحث جانے کی نہیں بلکہ لیجانے کی ہے ہم بھی مانتے ہیں کہ عیسیٰ علیہ السلام تو کیا کوئی نبی بھی آسمانوں پر نہیں جاسکتا، سوال یہ ہے کہ کیا اللہ تعالیٰ لے جاسکتے ہیں یا نہیں؟ جناب نبی کریم ﷺ نے زیادہ سے زیادہ اس جواب میں اپنی بشریت کے اقرار میں خود جانے کی نفی کی ہے، نہ کہ اللہ تعالیٰ کے لے جانے کی۔ دوسری جگہ اللہ تعالیٰ حضور اکرم ﷺ کے لے جانے کا ذکر فرماتے ہیں: ”سبحان الذی أسرى بعبده الخ.“ یہاں بھی رفع میں فاعل اللہ تعالیٰ ہے۔

مرزائی اعتراض:

آیت مذکورہ میں بل ابطالیہ مراد لینا بالکل غلط ہے؛ کیونکہ قرآن مجید کلام اللہ ہے اور اللہ تعالیٰ کے کلام میں بل ابطالیہ نہیں آسکتا۔

جواب:

جن نحویوں نے یہ بات کہی ہے انہوں نے اس بات کی بھی تصریح کر دی ہے کہ جب اللہ تعالیٰ کفار کا قول نقل کریں تو ان کی تردید میں بل ابطالیہ آتا ہے جیسا کہ احمدیہ پاکٹ بک والے مرزائی نے خود ص ۳۳۰ پر نقل کیا ہے: قرآن مجید میں کئی مقامات پر بل ابطالیہ استعمال کیا گیا ہے، مثلاً: ”وقالوا اتخذ الله ولدا سبحانه بل له مافى السموات والأرض كل له قانتون.“ (پارہ ۱ آیت ۱۱۶، ع ۱۳۶) ترجمہ: اور انہوں نے کہا کہ اللہ تعالیٰ نے اولاد پکڑی، پاکی ہے اس

کو بلکہ اسی کیلئے ہے جو کچھ آسمانوں اور زمینوں میں ہے سب کچھ اسی کے فرمانبردار ہیں۔

”وقالوا اتخذ الرحمن ولدا سبحانه بل عباد مكرمون۔“

(پارہ ۷ الانبیاء: آیت ۲۹) ترجمہ: اور انہوں نے کہا کہ الرحمن نے اولاد پکڑی وہ اولاد سے پاک ہے بلکہ جن کو تم اولاد بتاتے ہو، وہ مکرم بندے ہیں۔

”أم يقولون افتری بل هو الحق من ربک۔“ ترجمہ: کیا وہ کہتے ہیں کہ جھوٹ باندھ لیا ہے بلکہ وہ تیرے پروردگار کی طرف سے حق ہے۔
فائدہ:

بطل ابطالیہ یا اضرابیہ جس کلام میں آتا ہے اس میں مل کے ماقبل اور مابعد والے مضمون میں منافات ہوتی ہے ورنہ مل ابطالیہ بے سود ہے، اب تنازعہ فیہ آیت میں اس کے مابعد سے اگر رفع درجات مراد لیا جائے تو اس کی ماقبل سے منافات نہیں ہاں! رفع حیا اور قل میں منافات ہے۔

مرزائی اعتراض:

یہ ضروری نہیں کہ رفعہ میں ضمیر کا مرجع حضرت عیسیٰ علیہ السلام جسد مع الروح ہوں جیسا کہ قرآن مجید میں وارد ہے: ”ثم أماته فأقبره۔“ یہاں دو ضمیریں آئی ہیں جو انسان کی طرف لوثی ہیں پہلی ضمیر جسد مع الروح کی طرف اور دوسری ضمیر صرف جسد یا روح کی طرف۔

جواب نمبر ۱:

اب مندرجہ بالا آیت میں موت واقع ہونے کے بعد جبکہ جسد اور روح میں انفصال ہو گیا تو لامحالہ دوسری ضمیر کا مرجع یا جسد ہو گا یا فقط روح، دونوں نہیں بن سکتے، بخلاف متنازعہ فیہ آیت کے کہ اس میں قتل اور صلیب یعنی موت کی نفی کے بعد رفع کے ساتھ ضمیر آرہی ہے تو لامحالہ یہاں رفع جسد مع الروح ہو گا نہ کہ فقط روح کا لہذا یہ قیاس، قیاس مع الفارق ہے۔

جواب نمبر ۲:

یہاں ”أقبرہ“ میں ضمیر جسد مع الروح انسان کی طرف لوٹ رہی ہے اور یہاں پر انسان کے مختلف حالات ذکر ہو رہے ہیں۔

مرزا کی اعتراض:

رفعہ میں ضمیر کا مرجع صنعت استخدا م ہے۔

جواب:

یہ مرزا کیوں کی جہالت اور کور علمی کا بین ثبوت ہے اگر انہیں صنعت استخدا م کی تعریف معلوم ہوتی تو وہ اس قسم کی جہالت کا ثبوت نہ دیتے۔

صنعت استخدا م اسے کہتے ہیں کہ ایک لفظ جس کے دو معنی ہوں، لفظ سے

ایک معنی مراد لیا جائے اور جب اس لفظ کی طرف کوئی ضمیر لوٹائی جائے تو اس سے دوسرا

معنی مراد لیا جائے یا ایک لفظ کے دو معنی ہوں اس کی طرف دو ضمیریں لوٹائی جائیں

ایک ضمیر سے ایک معنی اور دوسری ضمیر سے دوسرا معنی مراد لیا جائے (دیکھو مختصر المعانی وغیرہ

ص ۷۷) یہاں پر عیسیٰ بن مریم کے دو معنی نہیں کہ صنعت استخدا م بن سکے۔

مرزائی اعتراض:

إلیہ سے مراد آسمانوں پر لینا درست نہیں کیونکہ اللہ تعالیٰ تو ہر جگہ موجود ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں: ”فأینما تولوا فثم وجه الله“ یعنی پس جدھر کو منہ کروادھر ہی اللہ تعالیٰ کی ذات ہے (پارہ ۱، ع ۱۳، البقرہ ۱۱۵) ”وهو الله فسی السماء إله وفي الأرض إله“ ترجمہ: اور اللہ ہی کی ذات ہے جو زمینوں میں بھی معبود ہے اور آسمانوں میں بھی معبود ہے۔ (پارہ ۲۵، ع ۱۳، آیت ۸۴)

جواب نمبر ۱:

إلیہ سے مراد الی السماء ہے، جیسا کہ مرزا صاحب خود تسلیم کرتے ہیں: ”ہر ایک نبی اپنے درجہ کے موافق آسمانوں کی طرف اٹھایا جاتا ہے اور اپنے قرب کے انداز کے موافق رفیع سے حصہ لیتا ہے اور انبیاء و اولیاء کی روح اگرچہ دنیوی حیات کے زمانہ میں زمین پر ہو مگر پھر بھی اس آسمان سے کا تعلق ہوتا ہے جو اس کی روح کیلئے حذر رفع ٹھہرایا گیا ہے اور موت کے بعد وہ روح اس آسمان میں جا ٹھہرتی ہے جو اس کیلئے حذر رفع مقرر کیا گیا ہے۔“ (ازالہ اوہام، ۳، روحانی خزائن، ج ۳، ص ۲۷۶)

اب اس حوالہ سے ثابت ہو گیا کہ إلیہ سے مراد آسمان ہے لہذا حذر رفع میں قادیانیوں اور ہمارا کوئی اختلاف نہ ہوا بلکہ اختلاف مرفوع شے میں ہے کہ اٹھائی کون سی چیز گئی ہے فقط روح یا جسد مع الروح۔ اس کا جواب بے ابطالیہ میں موجود ہے کیونکہ بے ابطالیہ کے ماقبل اور مابعد میں ضدیت ہے اور ضدیت کیلئے وحدت زمانی ضروری ہے لہذا عدم موت اور رفع کا زمانہ بھی ایک ہونا چاہیے اور آپ کے نزدیک عدم موت اور رفع کے درمیان ۸۷ برس کا طویل فاصلہ ہے۔

جواب نمبر ۲:

اصل بات یہ ہے کہ بلندی کی نسبت اللہ تعالیٰ اپنی طرف کرتے ہیں چونکہ اللہ تعالیٰ کی ذات بلند اور ارفع ہے جیسے فرمایا: ”إليه يصعد الكلم الطيب“ یہاں بھی اِلَیْہ سے مراد آسمان ہی ہے۔

جواب نمبر ۳:

قرآن خود گواہی دے رہا ہے کہ اللہ تعالیٰ آسمانوں میں ہے ”أء منتهم من فی السماء أن یخسف بکم الأرض الخ. ترجمہ: کیا تم نڈر ہو اس ذات سے جو آسمان میں ہے کہ تم سب کو زمین میں دھنسا دے۔ (پارہ ۲۹، الملک ۱۶)

جواب نمبر ۴:

مرزا کا الہام ہے:

(۱) ”فرزند دل بند گرامی ارجمند مظہر الاول والآخر مظہر الحق والعلا کان اللہ نزل من السماء.“ (تذکرہ: ص ۱۸۴، ۱۸۳، طبع دوم، مسئلہ ازالہ اوہام: ص ۱۵۶، روحانی خزائن: ج ۳، ص ۱۸۰)

(۲) ”جرى الله فى حلل الأنبياء.“ (تذکرہ: ص ۸۱)

”کان اللہ نزل من السماء.“ (تذکرہ: ص ۶۴۶، مجموعہ اشتہارات: ج ۱، ص ۱۰۱) اس الہام سے معلوم ہوا کہ مرزا صاحب کے نزدیک اللہ تعالیٰ آسمانوں پر ہے۔

جواب نمبر ۵:

خود مرزا کا قول ہے: ”ألا يعلمون أن المسيح ينزل من

السماء بجميع علومه ولا يأخذ شيئا من الأرض ما لم يمش
يشعرون۔“ (آئینہ کمالات اسلام روحانی خزائن ج ۵ ص ۴۰۹)

مرزا کی اعتراض:

”إذا تواضع العبد رفعه الله إلى السماء السابعة۔“ دیکھئے!

اس میں رفع جسمانی مراد نہیں بلکہ روحانی مراد ہے حالانکہ یہ حدیث بعینہ بل رفعہ
اللہ کی طرح ہے۔

جواب نمبر ۱:

یہاں رفع سے پہلے تواضع کا قرینہ موجود ہے لہذا یہاں پر رفع درجات ہی
مراد ہوگا نیز یہ قیاس مع الفارق ہے کیونکہ یہ آیت کے مشابہ نہیں کیونکہ آیت میں تو پہلے
قتل کی نفی موجود ہے، قتل کی نفی کے بعد تو رفع جسمانی ہوگا بخلاف اس کے کہ یہاں نہ
قتل کا ذکر ہے اور نہ بل ابطالیہ موجود ہے اسی طرح باقی تمام جگہوں میں سمجھیں
جہاں جہاں رفع درجات مراد ہوگا وہاں کوئی نہ کوئی قرینہ ضرور موجود ہوگا۔

جواب نمبر ۲:

کسی مقام میں رفع سے رفع درجات یا رفع روحانی پائے جانے سے یہ
کیسے ثابت ہو گیا کہ متنازع فیہ آیات میں بھی رفع سے مراد روحانی رفع ہے، ہم بلا
خوف تردید یہ کہہ چکے ہیں کہ اس آیت میں کسی ایک مسلم مفسر یا مجدد نے رفع روحانی
مراد نہیں لیا اگر ہمت ہے تو مرزا کے علاوہ اس سے قبل کسی مجدد کا نام پیش کرو۔

آیت نمبر ۶:

”وإن من أهل الكتاب إلا ليؤمنن به قبل موته الخ۔“ اور اہل

کتاب میں سے ہر ایک اس (عیسیٰ پر یعنی آپ کے زندہ ہونے) پر ایمان لائے گا
آپ (عیسیٰ) کی موت سے پہلے اور آپ قیامت کے دن ان پر گواہ ہوں گے۔“
(پارہ ۶، النساء، ۱۵۹، ع ۲۲)

آیت مذکورہ میں بہ اور موتہ دونوں ضمیروں کا مرجع عیسیٰ علیہ السلام ہیں
اور آیت کا مطلب ہے کہ آئندہ زمانہ میں جس قدر اہل کتاب موجود ہوں گے تمام
کے تمام عیسیٰ علیہ السلام پر ان کی موت سے قبل ان پر ایمان لائیں گے، یہ آیت اس
بات کی صریح دلیل ہے کہ عیسیٰ علیہ السلام اب تک فوت نہیں ہوئے اور وہ قیامت کے
قریب دوبارہ تشریف لائیں گے۔ تمام مفسرین نے آیت مذکورہ کا یہی معنی بیان کیا
ہے دیکھئے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے جب یہ حدیث بیان کی :

”وَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ لَيُوشِكُنَ أَنْ يَنْزَلَ فِيكُمْ الخ.“

تو اس کے بعد فرمایا ”وَأِنْ شِئْتُمْ فَأَقْرَأُوا“ وَأِنْ مِنْ أَهْلِ الْكِتَابِ إِلَّا
لَيُؤْمِنَنَّ بِهِ الخ.“ حضرت ابو ہریرہ صحابی رسول نے حدیث رسول بیان
کرنے کے بعد یہ آیت بطور استشہاد پیش کی جس سے آیت کی تفسیر واضح ہو گئی، صحابی
رسول ﷺ کی اس تفسیر کے بعد کسی انسان کی تفسیر جو اس کے خلاف ہو اس کی کوئی
 وقعت نہیں اور درحقیقت یہ تفسیر حضرت ابو ہریرہ کی نہیں بلکہ یہ حضور ﷺ کی تفسیر ہے
یونکہ ایسے مقامات میں ابو ہریرہ اپنے قیاس سے کچھ نہیں کہہ سکتے، ان کی اکثر عادت
شریعہ یہ تھی کہ کسی حدیث کے بیان کرنے کے بعد وہ استشہاد کے طور پر کبھی تو فرماتے
”قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ وَأِنْ شِئْتُمْ فَأَقْرَأُوا“ اور کبھی ”قَالَ رَسُولُ
اللَّهِ“ نہیں کہتے تھے صرف ”إِنْ شِئْتُمْ“ کہہ دیتے تھے۔ نیز دیکھئے اکابر سلف

نے نزول عیسیٰ علیہ السلام پر آیت مذکورہ کو ہی دلیل کے طور پر پیش کیا ہے۔

حوالہ نمبر ۱:

”فإن قيل فما الدليل على نزول عيسى عليه السلام من القرآن فالجواب الدليل على نزوله قوله تعالى 'وإن من أهل الكتاب إلا ليؤمنن به قبل موته.' (البقرة والجواهر للعلامة شعراني، ج ۲، ص ۵۶۷، مطبوع مصر) ۛ

حوالہ نمبر ۲:

”ونزول عيسى من السماء كما قال الله تعالى وأنه أي عيسى لعلم للساعة أي علامة القيامة، وقال الله تعالى: وإن من أهل الكتاب إلا ليؤمنن به قبل موته أي قبل موت عيسى بعد نزوله عند قيام الساعة فيصير الملل ملة واحدة.“ (شرح فقہ اکبر از ملا علی قاری، ص ۱۳۶) ۛ

مرزا ابی اعتراف:

بعض مفسرین نے قبل موته کی ضمیر کا مرجع اہل کتاب کو بنایا ہے اور یہ قراءۃ شاذہ کے موافق بھی ہے۔ قراءۃ شاذہ ”قبل موتہم“ ہے۔

جواب نمبر ۱:

حضرت ابو ہریرہؓ کی تفسیر کے بعد کسی اور تفسیر کی کوئی حاجت نہیں اور نہ کسی پر

اعتماد ہے۔

جواب نمبر ۲:

جن حضرات نے ضمیر کا مرجع اہل کتاب کو بنایا ہے وہ اس کے باوجود عیسیٰ

علیہ السلام کے رفع جسمانی اور آمد ثانی کے تمام امت کی طرح قائل ہیں لہذا ان کا اہل کتاب کو مرجع بنانا ہمیں مضرب نہیں ہے۔

جواب نمبر ۳:

حکیم نور الدین بھیروی نے متنازعہ فیہ آیت کا ترجمہ اپنی کتاب ”فصل الخطاب بمقدمہ اہل الکتاب“ حصہ دوم، ص ۳۱۴ میں یوں کیا ہے: ”اور نہیں کوئی اہل کتاب سے مگر البتہ ایمان لائے گا ساتھ اس کے پہلے موت اس کی کے اور دن قیامت کے ہوگا اوپر ان کے گواہ۔“ ملاحظہ فرمائیے! ان دونوں جگہوں میں کس صراحت کے ساتھ مرجع حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو بنایا گیا ہے۔

کتاب فصل الخطاب کی تعریف و توثیق:

اس کتاب کی تعریف و توثیق مرزا صاحب کی زبانی مرزا صاحب کی کتاب آئینہ کمالات اسلام: ص ۵۸۴، روحانی خزائن: ج ۵، ص ۵۱۴ میں ملاحظہ فرمائیں نیز کتاب فصل الخطاب کے مقدمہ ص ۶ تا ۷ میں بھی ملاحظہ فرمائیں۔

آیت نمبر ۷:

”وَإِنَّهُ لَعَلَّمَ لِّلسَّاعَةِ فَلَا تَمْتَرُن بَهَا..... الخ.“ اور بے شک وہ

قیامت کی نشانی ہے پس اس میں شک مت کرو۔ (پارہ ۲۵، الخرف ۶۱، ۶۲)

یہ آیت بھی حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے قرب قیامت کے وقت نازل ہونے کی صریح دلیل ہے، جیسا کہ تمام مفسرین نے انہ کی ضمیر کا مرجع عیسیٰ علیہ السلام بتاتے ہوئے لکھا ہے کہ قیامت کی نشانیوں میں سے عیسیٰ علیہ السلام کا دوبارہ آنا ہے

اور اس طرح شاہ عبدالقادر صاحب نے جو مرزا کے نزدیک تیرہویں صدی کے مجدد ہیں، یہ ترجمہ کیا کہ حضرت عیسیٰ کا آنا نشان قیامت ہے اور اس طرح ملا علی قاری نے فقہ اکبر: ص ۱۴۶ پر اس آیت کو نزول عیسیٰ علیہ السلام پر بطور دلیل پیش کیا ہے اور مرزا قادیانی نے بھی اپنی کتاب ”اعجاز احمدی“ میں ضمیر کا مرجع عیسیٰ علیہ السلام کو بنایا ہے (اعجاز احمدی بنام ضمیمہ نزول مسیح: ص ۲۱، روحانی خزائن: ج ۱۹، ص ۱۳۰) ۛ

آیت نمبر ۸:

”وَيَكَلِّمُ النَّاسَ فِي الْمَهْدِ وَكَهْلًا..... الخ.“ ترجمہ: اور وہ (عیسیٰ) لوگوں سے کلام کریں گے گود میں بھی اور بڑھاپے میں بھی۔ (سورہ مریم)

واقعہ رفع یا صلیب یا قتل بالاتفاق قبل الکہولت عالم جوانی میں ہوا ہے پس ضروری ہے کہ وہ دوبارہ نازل ہوں تاکہ زمانہ کہولت کی گفتگو بھی صحیح ہو جائے اب مہد میں کلام کرنا خارق عادت ہے جیسا کہ مرزا صاحب نے ”ترياق القلوب ص ۸۹، روحانی خزائن: ج ۱۵، ص ۲۱۷، ۲۱۸“ میں تسلیم کیا ہے اور کہا ہے کہ عیسیٰ علیہ السلام نے مہد میں کلام کی تو میرے بیٹے نے دو مرتبہ ماں کے پیٹ میں باتیں کیں تو مہد کی طرح زمانہ کہولت کی کلام بھی خارق عادت ہوئی چاہیے اور وہ تب ہی ہو سکتا ہے جب ان کا دوبارہ نزول مانا جائے ورنہ زمانہ کہولت میں ہر ایک بات کرتا ہے تو پھر احسان کیسے ہوا۔ ”هو قول الحسين بن الفضل البجلي: أن المراد بقوله وكهلاً أن يكون كهلاً بعد أن ينزل من السماء في آخر الزمان ويكلم الناس ويقتل الدجال قال الحسين بن الفضل: وفي هذه الآية نص في أنه عليه السلام سينزل إلى الأرض۔“

کما قیل۔

دندان تو جملہ در د ہانند

ہشمان تو زیر آبرو ہا نند

یہ کلام کسی نے اپنے محبوب کی تعریف میں کہا تھا کہ تیرے سارے دانت منہ کہ اندر ہیں اور تیری آنکھیں ابروؤں کے نیچے ہیں تو یہ کوئی خاص تعریف کی بات نہیں ہے اور جس طرح یہ کلام تعریف نہیں بن سکتا اسی طرح اگر ویکلم الناس فی المسد وکھلا کو خارق عادت نہ مانا جائے تو وہ بھی اسی طرح بے معنی ہو جائے گا کیونکہ کہولت اگر پہلے کی مراد لی جائے تو پھر تو ہر ایک کہولت کے زمانہ میں کلام کرتا ہے پھر یہ احسان خدا نے کا ہے کو جتلیا احسان تب ہی بنتا ہے جبکہ اسے خارق عادت مانا جائے اور خارق عادت تب ہی ہو سکتا ہے جبکہ دوبارہ نزول کے بعد کہولت کے زمانہ میں ان کا کلام مانا جائے جیسا کہ مفسرین نے صراحت کر دی ہے۔
آیت نمبر ۹:

”إذ كففت بنی اسرائیل عنک..... الخ“ اور جب ہم نے بنی اسرائیل کو تجھے (نقصان پہنچانے) سے روک دیا۔ (پارہ ۷، المائدہ ۱۱۰، ع ۱۵)

یہ بھی قیامت کے روز اللہ تعالیٰ عیسیٰ علیہ السلام کو اپنے احسانات گنواتے ہوئے فرمائیں گے اگر رفع اور نزول نہ مانا جائے تو کف نہیں ہو سکتا کیا کف ایسا ہوا کہ ان کو اتنا مارا کہ وہ بے ہوش ہو گئے پسلی چھیدی گئی، کانٹوں کا تاج پہنایا گیا حتیٰ کہ سوئی پر چڑھا دیا گیا لہذا ماننا پڑے گا کہ ان کو بالکل دشمنوں سے محفوظ رکھ کر آسمانوں پر اٹھا کر بنی اسرائیل سے بچالیا۔

آیت نمبر ۱۰:

”وَإِذْ عَلَّمْتُكَ الْكِتَابَ وَالْحِكْمَةَ.....الخ“ اور جب (اے عیسیٰ) میں نے تجھے کتاب اور حکمت کی تعلیم دی۔
 ﴿پارہ ۷، المائدہ ۱۱۰، ع ۱۵﴾

یہاں بھی اللہ تعالیٰ قیامت کے دن احسان جتلاتے ہوئے یہ احسان یاد دلائیں گے کہ میں نے تجھے قرآن کریم اور سنت کی تعلیم دی بلکہ عیسیٰ علیہ السلام کے پیدا ہونے سے پہلے ہی ان کی والدہ کو بطور بشارت یہ بات فرمادی تھی کہ تیرے بیٹے کو قرآن کریم کی تعلیم دوں گا اگر انہوں نے دوبارہ اس وقت میں نہیں آنا تھا تو انہیں قرآن سکھانے کی کیا ضرورت تھی؟ کیا انبیاء سابقین میں سے کسی اور نبی کو بھی قرآن کی تعلیم دی گئی ہے؟ لہذا اس سے صاف اور واضح طور پر معلوم ہو گیا کہ عیسیٰ علیہ السلام نے دوبارہ اس امت محمدیہ میں تشریف لانا ہے اور حضور ﷺ کی شریعت کی تابعداری کرنی ہے اس لئے خصوصیت سے آپ کو قرآن کی تعلیم دی اور پھر قیامت کے روز بطور احسان کے ذکر فرمائیں گے بلکہ پیدا ہونے سے پہلے بھی اس احسان عظیم کو ان کی والدہ کے سامنے بطور پیش گوئی بیان فرمایا۔

فائدہ عظیمہ:

اس آیت سے قادیانیوں کے ایک وسوسہ اور شبہ کا ازالہ ہو گیا جو وہ کہا کرتے ہیں کہ عیسیٰ علیہ السلام بقول تمہارے اس امت میں دوبارہ تشریف لائیں گے تو کیا وہ کسی مولوی کے پاس قرآن پڑھنے بیٹھیں گے یا ان کیلئے جبرائیل امین نازل ہوں گے کیونکہ انہوں نے زمین پر تو قرآن پڑھا نہیں تو یہ آیت مذکورہ میں اس شبہ کا ازالہ ہو

گیا کہ اللہ تعالیٰ عیسیٰ علیہ السلام کو قرآن مجید کی تعلیم دیں گے جیسا کہ تورات و انجیل کی خود اللہ تعالیٰ نے تعلیم دی۔ تِلْكَ عَشْرَةٌ كَامِلَةٌ

﴿رفع و نزول کا اثبات احادیث نبویہ سے﴾

حدیث نمبر ۱:

”عن عبد الله بن عمر قال قال رسول الله ﷺ: ينزل عيسى ابن مريم إلى الأرض فيتزوج ويولد له ويمكث خمسا وأربعين سنة ثم يموت فيدفن معي في قبري۔“ (باب نزول عیسیٰ، فصل ثالث مشکوٰۃ شریف: ص ۴۸۰)

مرزا اس کی تائید میں لکھتا ہے کہ ظاہر حدیث پر عمل کریں ”تو ممکن ہے کہ کوئی مثل مسیح ایسا بھی ہو جو آنحضرت ﷺ کے روضہ کے پاس مدفون ہو۔“

ح (حاشیہ ازالہ اوہام: حصہ دوم، ۴۷، روحانی خزائن: ص ۳۵۲، ج ۳)

مرزا کی اس عبارت سے واضح ہو گیا کہ قبر سے مراد یہاں پر روضہ ہے لہذا مرزائیوں کا اعتراض رفع ہو گیا دوسری بات یہ بھی واضح ہو گئی کہ مرزا نے اس حدیث کو صحیح بھی تسلیم کر لیا ہے۔

نیز دیکھو اس میں ”فیتزوج ویولد له“ کو صحیح تسلیم کر رہا ہے۔ ”اس پیش گوئی کی تصدیق کیلئے جناب رسول ﷺ نے بھی پہلے سے ایک پیش گوئی فرمائی ہے کہ فیتزوج ویولد له یعنی وہ مسیح موعود بیوی کرے گا اور نیز وہ صاحب اولاد ہوگا۔“

ع (حاشیہ ضمیمہ انجام آتھم: ص ۵۳، روحانی خزائن: ج ۱۱، ص ۳۳۷)

حدیث نمبر ۲:

”إذ ابعت الله عيسى ابن مريم فينزل عند المنارة البيضاء

الشرقی دمشق بین مہز و دتین واضعا کفہ علی أجنحة ملکین
..... فیطلبہ حتی یدرکہ بباب لد فیقتلہ -“

(مشکوٰۃ: فصل اول، باب علامات بین یدی الساعۃ)

ترجمہ: اچانک اللہ تعالیٰ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو مبعوث فرمائیں گے وہ دمشق کی جامع مسجد کے سفید مشرقی مینار پر اتریں گے وہ دوزرد چادریں پہنے ہوں گے اور اپنے دونوں ہاتھوں کو دو فرشتوں کے بازوؤں پر رکھے ہوئے ہوں گے..... پھر وہ دجال کی تلاش میں نکلیں گے تاآنکہ اسے باب لد کے مقام پر پائیں گے، پھر اسے قتل کر دیں گے۔

(ازالہ اوہام: طبع اول: ص ۲۰، طبع دوم: ص ۹۱، طبع پنجم: ص ۹۵، روحانی خزائن: ص ۲۰۹، ج ۳ حاشیہ والا صفحہ ۵)

مرزائی ”لد“ کا مطلب لدھیانہ لیتے ہیں یہاں پر مرزا صاحب نے خود لد سے مراد بیت المقدس کے دیہات سے ایک گاؤں تسلیم کیا ہے۔

(بحوالہ حمانۃ البشری: ص ۲۲، ازالہ اوہام: ص ۲۲۰، روحانی خزائن: ج ۳، ص ۲۰۹)

حدیث نمبر ۳:

”عن جابر رضی اللہ عنہ قال..... فینزل عیسیٰ بن مریم فیقول
أمیرہم: تعال صل لنا فیقول: لا، إن بعضکم علی بعض أسراء
تکرمۃ اللہ هذه الأمة -“ (مشکوٰۃ: باب نزول عیسیٰ علیہ السلام)

ترجمہ: عیسیٰ علیہ السلام نازل ہوں گے تو مسلمانوں کے امیر ان سے کہیں گے کہ
آئیے! نماز پڑھائیے وہ فرمائیں گے نہیں تم میں سے بعض بعض پر امیر ہیں یہ اللہ کا
اس امت کیلئے اعزاز ہے۔“

اس حدیث نے مرزائیوں کی تمام تاویلات و اہیہ اور خیالات باطلہ کا بخوبی
قلع قمع کر دیا اور روز روشن کی مانند واضح کر دیا کہ مسیح آنے والا وہی اسرائیلی نبی ہے نہ

کہ اس امت کا کوئی اور شخص نیز مہدی اور عیسیٰ دونوں علیحدہ علیحدہ شخصیتیں ہیں نہ کہ ایک جس طرح قادیانی کہتے ہیں، مسیح اور مہدی ایک ہی شخص کے نام ہیں جو مرزا ہے اور دلیل یہ دیتے ہیں ”لامہدی الایسیٰ“ اس کا جواب یہ ہے کہ یہ ابن ماجہ کی روایت ہے جو سند کے اعتبار سے بالکل ساقط اور غیر معتبر ہے۔

علاوہ ازیں خود مرزا نے لکھا ہے ”اس لیے ماننا پڑا ہے کہ مسیح موعود اور مہدی اور دجال تینوں مشرق میں ہی ظاہر ہوں گے۔“ (تحدہ گولڈیہ: ص ۴۷، روحانی خزائن: ۳ ص ۱۶۷، ج ۱۷) لفظ ”تینوں“ سے پتہ چلتا ہے کہ دونوں علیحدہ علیحدہ شخصیات ہیں اور سابقہ حدیث بذات خود اس بات کا علیحدہ ثبوت ہے کہ یہ دونوں الگ الگ شخصیات ہیں۔

حدیث نمبر ۴:

”وعن الحسن البصری قال قال رسول الله ﷺ لليهود: إن عيسى لم يمت وإنه راجع إليكم قبل يوم القيامة۔“ (درمنثور: ج ۲ ص ۲۲۵، طبع دار الفکر) ترجمہ: ”حسن بصری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے یہود کو فرمایا بے شک عیسیٰ علیہ السلام نہیں مرے اور بے شک وہ تمہاری طرف قیامت سے پہلے لوٹ کر آنے والے ہیں۔“

یہ حدیث حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی عدم موت اور مراجعت کا قطعی ثبوت ہے۔

اعتراض:

یہ حدیث حسن بصری سے مروی ہے اور درمیان میں کسی صحابی کا واسطہ نہیں ہے لہذا امر سل ہے اس لئے اس درجہ کی نہیں کہ اس سے استدلال کیا جاسکے۔

جواب نمبر ۱:

حضرت حسن بصری کی مرسلات حجت ہیں اور حکم مرفوع متصل میں ہیں ان کے استاد حضرت علی رضی اللہ عنہ ہیں۔

جواب نمبر ۲:

تم اس کے مخالف کوئی مرفوع حدیث دکھا دو جس میں ہو کہ حضور ﷺ نے فرمایا ہو ان عیسیٰ مات بلکہ ضعیف ہی دکھا دو جس میں موت کی تصریح موجود ہو۔

حدیث نمبر ۵:

”أَلَسْتُمْ تَعْلَمُونَ أَنَّ رَبَّنَا حَيٌّ لَا يَمُوتُ وَأَنَّ عِيسَى يَأْتِي عَلَيْهِ الْفَنَاءُ۔“ (صحیح مسلم: جلد ۱، ص ۸۷، طبری: ج ۳، ص ۲۸۹)

ترجمہ: کیا تم نہیں جانتے کہ ہمارا پروردگار زندہ ہے، نہیں مرے گا اور بے شک عیسیٰ علیہ السلام پر فنا آنے والی ہے یا آئے گی۔

یہ حضور ﷺ نے اس وقت فرمایا جبکہ عیسائیوں کے ساتھ مناظرہ ہوا آپ نے فرمایا کہ تم عیسیٰ کو کس طرح الوہیت کا درجہ دیتے ہو جبکہ ان پر فنا آئے گی اس میں آپ نے مضارع کا صیغہ استعمال فرمایا جو استقبال پر دال ہے اگر واقعی فوت ہو چکے ہوتے تو حضور ﷺ فرماتے ”أَتَىٰ عَلَيْهِ الْفَنَاءُ۔“

حدیث نمبر ۶:

”يَحْدُثُ أَبُو هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: وَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ لِيَهْلَنَ

ابن مریم بفع روحاء حاجاً أو معتمراً أو يثنيهما۔“

(صحیح مسلم: ج ۱، ص ۱۰۰۰)

ترجمہ: اس میں حضور ﷺ نے قسم کھا کر یہ مسئلہ بیان فرمایا اور قسم کے متعلق مرزا صاحب کا حوالہ گذار چکا ہے کہ اس میں تاویل نہیں چل سکتی اور ظاہر پر محمول ہوتی ہے۔
حدیث نمبر ۷:

”أنا أولى الناس بعيسى ابن مريم في الأولى والآخرة، الأنبياء إخوة من العللات وأمهاتهم شتى ودينهم واحد وليس بيننا نبي. في رواية لأنه لم يكن بيني وبينه نبي وأنه نازل وإذا رأيتموه فاعرفوه الخ“ (حقیقت نبوة: مصنفہ مرزا محمود، ص ۱۸۸، سنن ابی داؤد: ج ۲، ص ۲۳۸)

ترجمہ: دنیا اور آخرت میں میرے سب سے زیادہ قریب عیسیٰ علیہ السلام ہیں تمام انبیاء باپ شریک بھائی ہیں اور ان کی مائیں جدا جدا ہیں، اور ان کا دین ایک ہے اور ہمارے درمیان کوئی نبی نہیں ہے اور ایک روایت میں ہے کہ میرے اور عیسیٰ علیہ السلام کے درمیان کوئی نبی نہیں ہے اور بے شک وہ نازل ہونے والے ہیں اور جب تم ان کو دیکھو گے تو پہچان لو گے۔

☆ ہمارا چیلنج ☆

مذکورہ بالا حدیث سے عیسیٰ علیہ السلام کے متعلق بڑی صراحت سے یہ چند الفاظ ثابت ہوتے ہیں: ’ینزل، یموت، یدفن، یأتی علیہ الفناء‘ یہ تمام مضارع کے صیغے ہیں جو عیسیٰ علیہ السلام کی آمد ثانی اور عدم موت پر صریح دلیل ہیں اگر یہ درست نہیں تو ہم روئے زمین کے تمام مرزائیوں کو چیلنج کرتے ہیں کہ وہ ان

الفاظ کے برعکس ان کی نفی اور ضد ثابت کریں، جیسے یَنْزِل کے بجائے لَا یَنْزِل ،
 یموت کے بجائے مات، یدفن کی جگہ دفن، یَأْتِی علیہ الفناء کی جگہ
 أَتٰی علیہ الفناء ، لم یمت کی جگہ مات ، رفعہ کی جگہ ما رفعہ یا لم
 یرفع ، ان الفاظ میں سے کوئی ایک لفظ بھی حضور ﷺ کی صحیح حدیث سے کوئی مرزائی
 ثابت کرے اور منہ مانگا انعام حاصل کرے۔ اور حدیث سے یہ بھی ثابت ہو گیا کہ
 عیسیٰ ہی نازل ہوں گے یعنی ابن مریم ہی نازل ہوں گے جبکہ مرزا تو ابن چراغ بی بی
 ہے کیونکہ یہ حدیث قسم سے بیان ہو رہی ہے اور مرزا قادیانی کے اصول کے مطابق
 اس میں کسی قسم کی تاویل نہیں ہو سکتی۔ (حماسۃ البشری: ص ۲۶، روحانی خزائن: ج ۷، ص ۱۹۲)

تردید دلائل وفات مسیح علیہ السلام

آیت نمبر ۱:

”فلما توفیتنی کنت أنت الرقیب علیہم وأنت علی کل
 شیء شہید“ پس جب تو نے مجھے قبض کیا (میری جان قبض کی) تو تو ہی ان پر
 نگہبان تھا اور ہر چیز پر گواہ ہے۔ (پارہ ۷، المائدہ ۱۱۷)

مرزائی استدلال:

یہ آیت اس بات کی صریح دلیل ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام فوت ہو چکے
 ہیں اگر ہم فوت شدہ تسلیم نہ کریں تو یہ اعتراض لازم آئے گا کہ اب جو عیسائی بگڑے
 ہوئے ہیں ان کے وہ ذمہ دار ہیں کیونکہ فرماتے ہیں کہ جب تک کہ میں ان میں زندہ

تھامیں ذمہ دار تھا لیکن جب تو نے مجھے وفات دی تو میں ذمہ دار نہیں رہا، اس جواب سے معلوم ہوا کہ وہ اب فوت ہو چکے ہیں ورنہ ماننا پڑے گا کہ وہ موجودہ بگڑے ہوئے تمام عیسائیوں کے ذمہ دار ہیں کیونکہ وہ صاف صاف فرماتے ہیں کہ توفی سے پہلے کی زندگی کا میں ذمہ دار ہوں اور توفی کے بعد کا ذمہ دار نہیں۔ نیز جب بقول تمہارے عیسیٰ علیہ السلام دوبارہ اپنی بگڑی ہوئی امت میں آئیں گے اور ان کو دیکھیں گے بگڑے ہوئے تو قیامت کے روز اللہ کے سامنے کس طرح لاعلمی کا اظہار کر سکیں گے یہ تو نعوذ باللہ جھوٹ بنتا ہے۔

جواب نمبر ۱:

آیت مذکورہ میں توفیتی کا معنی وفات اور موت نہیں بلکہ رفعتنی و قبضتنی کے معنی ہیں اور تمام مفسرین نے آیت مذکور کے یہی معنی کئے ہیں، کوئی ایک مفسر یا مجدد بھی ایسا نہیں ملتا جس نے اس آیت سے وفات مسیح ثابت کی ہو۔ فانزلناکم فانکس صاف ہے۔

جواب نمبر ۲:

آیت مذکورہ میں تقابل موت و حیات نہیں بلکہ موجودگی اور عدم موجودگی کا ہے جس پر ”ما دمت فیہم“ کے الفاظ صریح دلیل ہیں کہ ”ما دمت حیا“ نہیں فرمایا، معلوم ہوا کہ وہ اپنے زمانہ موجودگی کے ذمہ دار ہیں اور عدم موجودگی کے ذمہ دار نہیں بلکہ یہ الفاظ اس بات کے مشعر ہیں کہ عیسیٰ علیہ السلام کی حیات میں کوئی زمانہ ایسا بھی ہونا چاہیے کہ جس میں آپ ان کے اندر موجود نہ ہوں اور زندہ ہوں۔

جواب نمبر ۳:

یہ بات غلط ہے کہ بگاڑ میں حد فاصل موت ہے جیسا کہ مرزا ائی بتاتے ہیں بلکہ موجودگی اور عدم موجودگی ہے جیسا کہ مرزا ائی تحریرات اس پر شاہد ہیں کہ عیسائی عیسیٰ علیہ السلام کی زندگی ہی میں ہجرت الی کشمیر کے زمانہ میں جبکہ وہ ان کے اندر موجود نہ تھے بگڑ گئے تھے لہذا معلوم ہوا کہ بگاڑ اور عدم بگاڑ میں حد فاصل موجودگی اور عدم موجودگی ہے نہ موت و حیات۔ مرزا صاحب حضرت عیسیٰ علیہ السلام اور یہود کا مکالمہ نقل کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ اس میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام اپنے خدا ہونے کا ثبوت دے رہے ہیں (چشمہ معرفت: حصہ ۲، ص ۲۵۴، روحانی خزائن: ج ۲۳، ص ۲۶۶) ۴

مرزا خود تسلیم کرتا ہے کہ انجیل پر ابھی تیس برس بھی نہیں گزرے تھے کہ بجائے خدا کی پرستش کے ایک عاجز انسان کی پرستش نے جگہ لے لی یعنی عیسیٰ علیہ السلام خدا بنائے گئے اور تمام نیک اعمال کو چھوڑ کر ذریعہ معافی گناہ یہ ٹھہرا دیا گیا کہ ان کے مصلوب ہونے پر خدا کے بیٹے ہونے پر لایا جائے۔

اب اس عبارت میں صاف طور پر معلوم ہو رہا ہے کہ بگاڑ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی زندگی ہی میں ہو گیا تھا کیونکہ واقعہ صلیب تینتیس برس کی عمر میں ہوا ہے، جیسا کہ مرزا صاحب لکھتے ہیں:

(تحفہ گولڈویہ: ص ۱۲۷، روحانی خزائن: ج ۱۷، ص ۳۱۱) ”لیکن ہر ایک کو معلوم ہے کہ واقعہ صلیب ۵ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو پیش آیا تھا جبکہ آپ کی عمر ۳۳ برس اور چھ ماہ تھی۔“ واقعہ صلیب کے بعد انجیل کا نازل ہونا کہیں بھی ثابت نہیں، تو ان دونوں حوالوں کے

ملانے سے ثابت ہوا کہ عیسیٰ علیہ السلام کی تریسٹھ سال کی عمر میں ہی عیسائی بگڑ گئے تھے اور بقول مرزا آپ کی عمر ایک سو بیس سال ہوئی ہے، جس سے معلوم ہوا کہ تقریباً ستاون سال کے طویل عرصہ آپ کی زندگی ہی میں عیسائی بگڑتے رہے۔

نتیجہ یہ نکلا کہ بگاڑ میں حد فاصل موت نہ رہی بلکہ آپ کی زندگی ہی میں ان کی عدم موجودگی کے زمانہ میں عیسائی بگڑ گئے تھے۔ **فہو المقصود**

مرزائی اعتراض:

بقول آپ کے جب عیسیٰ علیہ السلام دوبارہ اس دنیا میں اپنی بگڑی ہوئی قوم کے اندر تشریف لائیں گے اور انکی زبوں حالی ملاحظہ فرمائیں گے تو وہ قیامت کے روز اللہ تعالیٰ کے سامنے کس طرح لاعلمی کا اظہار کر سکیں گے، یہ تو غلط بیانی اور صریح جھوٹ ہوگا جو ان کی شان رفیع سے مستبعد ہے، لہذا معلوم ہوا کہ وہ فوت ہو چکے ہیں اور انہیں اپنی بگڑی ہوئی امت کا کوئی علم نہیں ہوگا۔

جواب نمبر ۱:

عیسیٰ علیہ السلام سے سوال یا لاعلمی کا نہیں ہوگا بلکہ کہنے یا نہ کہنے کا ہوگا، یہ مرزائیوں کا صریح دھوکہ اور غلط بیانی ہے، ذرا قرآن مجید ملاحظہ فرمائیں:

”ء أنت قلت للناس اتخذوني وأسى إلهين من دون الله قال سبحانك ما يكون لي أن أقول ما ليس لي بحق الخ.“ (پارہ ۷، المائدہ ۱۱۶، ۶ع) ترجمہ: کیا تو نے لوگوں کو کہا تھا کہ مجھے اور میری ماں کو اللہ کے سوا دو معبود بنالو؟ کہے گا پاک ہے تو، میرے لائق نہیں کہ میں وہ چیز کہوں جو میرے لئے

حق نہیں۔

دیکھئے! یہاں پر کیسی تصریح موجود ہے کہ سوال کہنے کے متعلق ہے جواب میں بھی کہنے کی نفی ہے، نہ یہاں علم کا سوال ہے اور نہ علم کی نفی ہے، ہاں! نفی یہاں مافی نفسک کے علم کی ہے نہ کہ ان کے بگاڑ کے علم کی نفی۔

جواب نمبر ۲:

اگر عیسیٰ علیہ السلام کے جواب میں علم کی نفی پائی جائے تو بھی کوئی قابل اعتراض بات نہیں ہے، آپ ذرا اس مکالمے سے پہلے ذرا اس مکالمے کو ملاحظہ فرمائیں جو تمام انبیاء سے ہو رہا ہے جبکہ تمام نبی اللہ تعالیٰ کے حضور میں اپنی لاعلمی کا اظہار کر رہے ہیں، حالانکہ تمام نبی اچھی طرح جانتے ہیں کہ انکی امتوں نے انہیں کیا جواب دیا تھا۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

”یوم یجمع اللہ الرسل فیقول ماذا أجبتم قالوا لا علم لنا إنک أنت علام الغیوب.“ ترجمہ: جس دن اللہ تعالیٰ تمام پیغمبروں کو اکٹھا فرمائیں گے، پس فرمائیں گے، تم کیا جواب دیے گئے تھے؟ عرض کریں گے کہ ہمیں علم نہیں، بے شک تو ہی غیبوں کا جاننے والا ہے۔

(پارہ ۷، المائدہ ۱۰۹، ع ۵)

جواب نمبر ۳:

مرزا صاحب خود تسلیم کر رہے ہیں کہ عیسیٰ علیہ السلام کو قیامت سے قبل ہی اپنی امت کے بگاڑ کا علم ہو جائے گا، لہذا اب آپ بتائیں جب انہیں قیامت سے قبل علم ہو چکا تو ان کا نفی علم کا جواب کیسے درست ہوگا؟ فما هو جوابکم فہو جوابنا

حوالہ نمبر ۱:

”میرے پر یہ کشفاً ظاہر کیا گیا کہ یہ زہر ناک ہوا جو عیسائی قوم میں پھیل گئی ہے، حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو اس کی خبر دی گئی۔“

۵ (آئینہ کمالات اسلام: روحانی خزائن: ج ۵، ص ۲۵۴)

حوالہ نمبر ۲:

”خدائے تعالیٰ نے اس عیسائی فتنہ کے وقت میں یہ فتنہ حضرت مسیح کو دکھایا یعنی ان کو آسمانوں پر اس کی اطلاع دے دی کہ تیری قوم اور تیری امت نے اس طوفان کو برپا کیا ہے۔“ (حاشیہ آئینہ کمالات اسلام: روحانی خزائن: ج ۵، ص ۲۶۸)

۵

مرزائی اعتراض:

یہاں ”توفیتنی“ کا معنی موت ہی ہے، جیسا کہ بخاری شریف میں آتا ہے کہ حضور نبی کریم ﷺ کے سامنے جب چند لوگوں کو جہنم کی طرف لے جایا جائے گا تو آپ نے فرمایا میں اس وقت کہوں گا جیسا کہ عبد صالح نے کہا تھا اقول کما قال العبد الصالح جب حضور ﷺ توفیتنی کا لفظ بولیں گے تو یہاں بالاتفاق مراد موت ہے اسی سے معلوم ہوا کہ عیسیٰ علیہ السلام کے مقولہ میں بھی اس سے مراد موت ہے۔

جواب نمبر ۱:

یہاں بھی مرزائیوں نے اپنی روایتی بے ایمانی، دجل یا اپنی جہالت کا ثبوت دیا ہے، یہاں عیسیٰ علیہ السلام اور حضور ﷺ دونوں غیر غیر ہیں جس پر ”کما“ کا لفظ

تشبیہ دلالت کر رہا ہے کیونکہ مشبہ اور مشبہ بہ میں مغایرت ضروری ہے اگر حضور ﷺ کا مقولہ بھی وہی مقولہ ہوتا تو آپ کما کی بجائے ما کا لفظ استعمال فرماتے، حضور ﷺ نے جو حدیث میں فلما توفیتنی پڑھا ہے وہ آپ کا مقولہ نہیں بلکہ عیسیٰ علیہ السلام کا مقولہ ہے۔ کما کا لفظ تغایر چاہتا ہے ورنہ کما کا مفہوم باطل ہو جاتا ہے، جیسے: ”کما ارسلنا الی فرعون رسولاً..... الخ۔“

ترجمہ: جیسا کہ ہم نے فرعون کی طرف رسول بھیجا (تحدہ گولڈ ویہ: ص ۱۲۳، روحانی خزائن: ص ۳۰۵، ج ۱۷)

جواب نمبر ۲:

اگر عیسیٰ علیہ السلام اور حضور نبی اکرم ﷺ کا مقولہ ایک مان بھی لیا جائے تب بھی تشبیہ کی وجہ سے ان کے معنی میں مغایرت پیدا کرنی پڑے گی، لہذا عیسیٰ علیہ السلام جب بولیں گے تو معنی رفع ہوگا اور حضور ﷺ بولیں گے تو معنی موت ہوگا۔ مرزا بھی یہ قاعدہ مانتا ہے کہ: ”مشبہ اور مشبہ بہ میں کچھ مغایرت ضروری ہے“

(تحدہ گولڈ ویہ: ص ۶۳، روحانی خزائن: ص ۱۹۳، ج ۱۷)

جواب نمبر ۳:

کیا یہ ضروری ہے کہ جب ایک لفظ دو مختلف شخصیتوں پر بولا گیا ہو تو اس کا معنی ایک ہی لیا جائے؟ کیوں نہ دونوں شخصیتوں کیلئے علیحدہ علیحدہ ان کے مناسب معنی لیا جائے، ایک ہی لفظ جب دو مختلف اشخاص پر بولا جائے تو حسب حیثیت و شخصیت اسکے جدا جدا معنی ہو سکتے ہیں۔ دیکھئے عیسیٰ علیہ السلام اپنے حق میں نفس کا لفظ بولتے ہیں اور خدا کیلئے بھی ”تعلم ما فی نفسی ولا أعلم ما فی نفسک“ تو کیا خدا اور مسیح کا نفس ایک طرح کا ہے؟ ٹھیک اسی طرح حضرت مسیح

کی توفی، أخذ الشیء وافیاً ہے کیونکہ اگر موت مراد لی جائے تو نصوص صریحہ جن میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی حیات کا ذکر ہے ان کے خلاف ہوگا۔

جواب نمبر ۴:

ہم پیچھے ”براہین احمدیہ“ اور ”سراج منیر“ کے حوالہ سے ثابت کر چکے ہیں کہ یہاں ”توفی“ کا معنی موت نہیں بلکہ پوری نعمت دینے یا ذلیل اور لعنتی موتوں سے بچانے کے ہیں، تو مرزا کے اس معنی کے مطابق آیت کا معنی یہ ہوگا کہ ”اے اللہ جب تو نے مجھے اپنی غالب تدبیر سے ذلیل اور لعنتی موتوں سے بچالیا اور انکی تدبیروں کو خاک میں بدل دیا یعنی مجھے آسمانوں پر اٹھالیا تو پھر اس کے بعد تو نگران ہے اور میں تو اس وقت تک نگران اور ذمہ دار ہوں جب تک ان میں موجود رہا۔“

دلیل از مرزا قادیانی بر نزول عیسیٰ علیہ السلام

”إن المسيح ينزل من السماء بجميع علومه ولا يأخذ شيئاً من الأرض. بالهم لا يشعرون.“ (آئینہ کمالات اسلام، ص ۴۰۹، روحانی خزائن، ص ۴۰۹، ج ۵) ۵

اس عبارت سے یہ بھی واضح ہو گیا کہ عیسیٰ علیہ السلام آسمان سے ہی شریعت محمدیٰ اور تمام علوم اسلامیہ حاصل کر کے آئیں گے اور زمین میں کسی کے شاگرد نہیں ہوں گے، دیکھو! مرزا کہتا ہے: ”ما أنا إلا كالقرآن“ (تذکرہ، ص ۶۲۸) ۶

”وما ينطق عن الهوى إن هو إلا وحى يوحى.“ (تذکرہ، ص ۳۸۸) ۷

آیت نمبر ۲:

”ما المسيح ابن مريم إلا رسول قد خلت من قبله الرسل“ (پارہ ۶، ص ۱۳۴)

ترجمہ: مسیح ابن مریم صرف رسول ہیں اور آپ سے پہلے رسول گذر چکے۔
آیت نمبر ۳:

”وما محمد إلا رسول قد خلت من قبله الرسل“ (پارہ ۲، آیت ۱۳۳، ۶۷)
ان دونوں آیتوں سے ثابت ہوا کہ جس طرح عیسیٰ علیہ السلام سے پہلے تمام
رسول فوت ہو چکے ہیں اسی طرح نبی اکرم ﷺ سے پہلے بھی تمام رسول فوت ہو چکے
ہیں، جس سے نتیجہ نکلا کہ عیسیٰ علیہ السلام بھی فوت ہو چکے ہیں۔

جواب نمبر ۱:

کسی مفسر یا مجدد نے یہ معنی مراد نہیں لئے کہ حضور ﷺ سے پہلے تمام نبی
فوت ہو چکے ہیں اور عیسیٰ علیہ السلام بھی فوت ہو چکے ہیں، اگر ہمت ہے تو کسی ایک
مجدد کا نام پیش کرو! جس نے اس آیت کا مطلب یہ لکھا ہو کہ عیسیٰ علیہ السلام فوت
ہو چکے ہیں۔

جواب نمبر ۲:

یہاں ”خلت“ کے معنی ”مضت“ ہیں، جیسا کہ تمام مفسرین نے
اس کے یہی معنی کئے ہیں۔ قرآن میں اس کے نظائر موجود ہیں جن میں معنی موت کے
نہیں، مثلاً: ”وإذا خلوا عضوا عليكم الأنامل من الغيظ قل موتوا
بغيطكم“ (پارہ ۲، آل عمران، ۱۲۷)

ترجمہ: اور جب علیحدہ ہوتے ہیں تو اپنی انگلیاں غصے سے کاٹتے ہیں، آپ فرما دیجئے کہ
اپنے غصے میں مر جاؤ۔ ”كذلك أرسلناك في أمة قد خلت من قبلها
أمم.“ (آیت ۱۱۹) حالانکہ اس وقت بھی بگڑی ہوئی امتیں موجود تھیں۔

اعتراض:

ہم مانتے ہیں کہ ”خلت“ کا معنی ”مضت“ ہے لیکن قرآن مجید نے خود اس کی تصریح کر دی ہے، فرمایا: ”فإن مات أو قتل“ اس میں موت اور قتل میں حصہ لیا۔ معلوم ہوا کہ حضور ﷺ سے قبل بھی تمام انبیاء علیہم السلام کا ان دو افراد ہی میں حصہ ہے یعنی وہ قتل ہوئے ہیں یا مر گئے ہیں، نیز حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے بھی حضور نبی کریم ﷺ کی وفات کے موقع پر خطبہ پڑھ کر متعین فرمادیا کہ یہاں ”خلت“ کا معنی موت ہے۔ فرمایا: ”من كان منكم بعد محمداً فإن محمداً قد مات ومن كان منكم بعد الله فهو حي لا يمتوت۔“

جواب:

ہم کہتے ہیں کہ معنی بحال ہے کیونکہ جو خطبہ اس وقت پڑھا گیا ہے اس میں تو رفع مسج کا ذکر ہے، مرزا لکھتا ہے:

”الملل والنحل: لعلامہ شہرستانى، ج ۳، ص ۵ میں اس قصہ کے متعلق یہ عبارت ہے: ”قال عمر بن الخطاب رضى الله عنه: من قال: إن محمداً مات فقتلته بسيفى هذا وإنما رفع إلى السماء كما رفع عيسى ابن مريم عليه السلام۔“ (تخفہ غزنویہ: ص ۲۸، روحانی خزائن: ص ۵۸۰ تا ۵۸۱، ج ۱۵)

حریق استدلال:

حضرت عمر نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے رفع کو مقبوس علیہ بنایا ہے جو کہ مسلم تھا اور حضور ﷺ کے رفع کو مقبوس بنایا، اب جواب میں حضرت ابو بکر صدیق نے

تردید صرف مقیس کی کی ہے، حالانکہ اگر مقیس علیہ غلط ہوتا تو پہلے اس کی تردید کرتے، مقیس کی خود بخود تردید ہو جاتی ہے، ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کا مقیس علیہ کی تردید نہ کرنا اور تمام صحابہ رضی اللہ عنہم کا اس پر سکوت کرنا اس سے رفع عیسیٰ پر تمام صحابہ رضی اللہ عنہم کا اجماع ہو گیا۔ نیز یہاں پر اختلاف بھی رفع جسمانی میں تھا کیونکہ حضور ﷺ کا روحانی رفع تو ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ بھی مانتے تھے کیوں کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ تو حضور ﷺ کی وفات کے ہی منکر تھے اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے رفع پر قیاس کر رہے تھے تو معلوم ہوا کہ وہ عیسیٰ علیہ السلام کی وفات کے بھی منکر تھے تو وفات کے انکار سے رفع جسمانی ہوا نہ کہ روحانی، باقی رہا یہ اعتراض کہ جسد اطہر کے موجود ہوتے ہوئے حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے یہ بات کیوں کہی۔ (تحدہ غزنویہ: ج ۵۵، روحانی خزائن: ج ۵۸۸، ۱۵ ج) ۱۵

جواب نمبر ۳:

مرزا نے ”خلت“ کا معنی یہاں موت نہیں کیا یعنی مسیح ابن مریم میں اس سے زیادہ کوئی بات نہیں کہ وہ صرف ایک رسول ہے اور اس سے پہلے بھی رسول ہی آتے رہے ہیں۔ (جنگ مقدس: ج ۷، روحانی خزائن: ج ۸۹، ۶ ج) ۱۶

جواب نمبر ۴:

اگر ”خلت“ کے عموم میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام بھی داخل ہیں تو مرزائی صاحبان بتائیں ”ولقد أرسلنا رسلاً من قبلك وجعلنا أزواجاً وذريةً..... الخ.“ کیا اس آیت کے مطابق جبکہ تمام رسولوں کیلئے ان کی بیویاں اور اولاد ثابت ہو رہے ہیں کیا اس عموم میں عیسیٰ علیہ السلام بھی داخل ہیں؟ اور ان کیلئے بھی اولاد ہے؟ اگر وہ اس عموم سے خارج ہیں تو اسی طرح آیت متنازعہ فیہ میں بھی سمجھ

میں۔ اسی طرح ہر انسان کیلئے کہا گیا کہ اس کو جوڑے سے ہم نے پیدا کیا اور نطفے سے پیدا کیا ہے۔ عیسیٰ علیہ السلام بھی انسان ہیں اور وہ اس عموم سے خارج ہیں، اسی طرح متنازعہ فیہ آیت میں سمجھ لیں۔

جواب نمبر ۵:

اگر اس آیت سے عیسیٰ علیہ السلام کی وفات ثابت ہوتی ہے تو موسیٰ علیہ السلام کیسے زندہ ہیں؟؟ ماہو جوابکم فہو جوابنا۔

آیت نمبر ۴:

”کانا یا کلان الطعام“ ترجمہ: اور وہ دونوں کھانا کھاتے تھے۔

(پارہ ۶، المائدہ، ۷۵)

جب حضرت مریم علیہا السلام کا طعام موت سے بند ہے تو حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا بھی موت سے بند ہے، اگر زندہ ہیں تو بتلایا جائے کہ وہ کیا کھاتے ہیں یا پیتے ہیں؟؟

جواب نمبر ۱:

جو کھانا حضرت موسیٰ علیہ السلام کھاتے ہیں وہی حضرت عیسیٰ علیہ السلام

کھاتے ہیں۔

جواب نمبر ۲:

اس ظاہری کھانے کے علاوہ بھی اللہ کے نیک بندے زندہ رہ سکتے ہیں جن

کا طعام یاد الہی ہوتا ہے۔ مرزا صاحب لکھتے ہیں: ”اس درجہ پر مومن کی روٹی خدا ہوتا

ہے جس کے کھانے پر اس کی زندگی موقوف ہے اور مومن کا پانی بھی خدا ہوتا ہے جس کے پینے سے وہ موت سے بچ جاتا ہے اور اسکی ٹھنڈی ہوا بھی خدا ہوتا ہے۔“

(براہین احمدیہ حصہ ۵: ص ۵۷، روحانی خزائن: ص ۲۱۶، ج ۲)

۱۷۱

جواب نمبر ۳:

”قال العلامة الشعرانی فی الیواقیت والجواهر: ”إن قيل فما الجواب عن استغنائه عن الطعام والشراب مدة رفعه فإن الله تعالى قال: وما جعلناهم جسداً لايأكلون الطعام فالجواب أن الطعام إنما جعل قوتاً لمن يعيش في الأرض لأنه مسلط عليه الهواء الحار والبارد فينحل بدنه فإذا انحل عوّضه الله تعالى بالغذاء إجراءً؛ لعادته في هذه الخطة الغبراء وأما من رفعه الله إلى السماء فإنه يلفظه بقدرة و يغنيه عن الطعام والشراب كما أغنى الملائكة عنهما فيكون حينئذ طعامه التسبيح وشرابه التهليل كما قاله رسول الله ﷺ إني أبيت عند ربي يطعمني ويسقيني.“

(الیواقیت والجواهر: ج ۲، ص ۵۶۸)

۱۷۲

جواب نمبر ۴:

جو خوراک آدم علیہ السلام کی تھی وہی عیسیٰ علیہ السلام کی ہے۔ کما قال اللہ تعالیٰ: ”إن مثل عیسیٰ عند اللہ کمثل آدم.“ ترجمہ: بے شک اللہ تعالیٰ کے نزدیک عیسیٰ کی مثال آدم کی مثال کی طرح ہے۔ (پارہ ۲، آل عمران، آیت ۵۹)

جواب نمبر ۵:

اصل بات یہ ہے کہ یہ آیت حضرت عیسیٰ علیہ السلام اور مریم علیہا السلام کی الوہیت توڑنے کیلئے بطور دلیل پیش کی گئی ہے کہ جو کہ کھانے پینے کا محتاج ہو وہ اللہ کیسے بن سکتا ہے، تو الوہیت کی تردید کیلئے ایک دو دفعہ کا کھانا بھی کافی ہے، اگر ہم کہیں کہ مرزا صاحب اور اسکی بیوی اکٹھے کھانا کھایا کرتے تھے تو کیا اس سے یہ بھی ثابت ہو جائے گا کہ اس کی بیوی بھی مرگئی ہے؟ حالانکہ وہ اس کے بعد بڑی مدت تک زندہ رہی۔

آیت نمبر ۵:

”وَأَوْصَانِي بِالصَّلَاةِ وَالزَّكَاةِ مَا دُمْتُ حَيًّا“ (پارہ ۱۶، مریم، آیت ۳۱)
اس آیت سے بھی معلوم ہوتا ہے کہ عیسیٰ علیہ السلام فوت ہو چکے ہیں، اگر وہ زندہ ہیں تو بتائیے! کہ وہ زکوٰۃ کس کو دیتے ہیں؟ اور نماز کس طرف منہ کر کے پڑھتے ہیں؟

جواب نمبر ۱:

جب حضرت موسیٰ علیہ السلام نماز پڑھتے ہیں تو ساتھ ساتھ عیسیٰ علیہ السلام بھی پڑھ لیتے ہیں اور جن غریبوں اور مسکینوں کو زکوٰۃ حضرت موسیٰ علیہ السلام دیتے ہوں گے انہیں عیسیٰ علیہ السلام بھی دیتے ہوں گے۔

جواب نمبر ۲:

حضرت عیسیٰ علیہ السلام کیلئے نصاب آپ ثابت کر دیں! غریب فقراء ہم بتائیں گے۔ نیز یہ بتائیے کہ بچپن میں وہ کیسے نماز پڑھتے تھے اور کن لوگوں کو زکوٰۃ

دیتے تھے؟ کیونکہ وہ تو بچپن سے کہہ رہے ہیں ”وَأَوْصَانِي بِالصَّلَاةِ وَالزَّكَاةِ“
جواب نمبر ۳:

اصل بات یہ ہے کہ نماز کی فرضیت چند شرائط کے ساتھ مشروط ہے۔ جب تک وہ شرائط نہ پائی جائیں تب تک نماز اور زکوٰۃ فرض نہیں ہوتی۔ کیا ہر مسلمان پر ہر وقت نماز اور زکوٰۃ فرض ہے؟ نماز فرض ہوتی ہے، جب وقت ہو، جب انسان عاقل بالغ ہو، اور زکوٰۃ فرض ہوتی ہے، جب صاحب نصاب ہو۔ حولان حول ہو۔ کیا عیسیٰ علیہ السلام نے یہاں دنیا میں رہتے ہوئے کبھی زکوٰۃ دی تھی؟ انہوں نے نہایت غربت اور عاجزی کی زندگی گزاری ہے، ان کے پاس اتنا مال ہی جمع نہیں ہوتا تھا کہ وہ زکوٰۃ دیں۔

تردید دلائل وفات عیسیٰ علیہ السلام از احادیث

حدیث نمبر ۱:

مرزائی عموماً وفات مسیح علیہ السلام پر یہ دلیل بڑے زور شور سے پیش کرتے ہیں کہ ”عن عائشة رضی اللہ عنہا: أن عیسیٰ بن مریم عاش عشرين ومائة سنة“
(رواہ الحاکم فی المستدرک)

جواب نمبر ۱:

یہ حدیث شریف قابل استتہاد نہیں ہے کیونکہ اس میں ابن لہیعہ ایک راوی ہے جو بالاتفاق ضعیف اور ناقابل اعتبار ہے۔

جواب نمبر ۲:

یہ حدیث عقلاً روایتاً اور درایتاً محال ہے کیونکہ اس حدیث کے شروع میں یہ مضمون ہے کہ ہر بعد میں آنے والا نبی پہلے نبی سے آدھی عمر پاتا ہے، اب اگر عیسیٰ سے دس بیس انبیاء اوپر شمار کئے جائیں تو ان کی عمر لاکھوں کروڑوں سال تک پہنچ جائے گی اگر آدم علیہ السلام تک چلیں تو آدم علیہ السلام کی عمر اس حساب سے اتنی بنے گی کہ موجودہ دور میں حساب کرنے والے تمام کمپیوٹر اور کیلکولیٹر سب فیل ہو جائیں گے۔ حساب کرنے سے معلوم ہوا کہ اس طرح حضرت عیسیٰ علیہ السلام سے اوپر بیسویں نبی کی عمر ۶ کروڑ ۲۹ لاکھ ۱۴ ہزار ۵ سو ۶۰ سال بنتی ہے، جو عقلاً اور نقلاً محال ہے۔

جواب نمبر ۳:

اگر اس حدیث کو صحیح تسلیم کیا جائے تو اس حدیث کا معنی اور مفہوم ایسا لینا ہوگا جو دوسری احادیث صحیحہ متواترہ کے خلاف نہ ہو، چنانچہ ملا علی قاریؒ نے اس حدیث کی دوسری احادیث صحیحہ سے یوں تطبیق دی ہے کہ آپ کی نبوت سے قبل کی عمر چالیس سال، نبوت کی عمر تینیس سال، دوبارہ دنیا میں تشریف لانے کے بعد پینتالیس سال، اس اعتبار سے مجموعی عمر ۱۱۸ سال ہوئی اور کسروالے سال ملا کر ۱۲۰ سال بن جائے گی اور جس روایت میں آتا ہے کہ عیسیٰ علیہ السلام سات سال زندہ رہیں گے اس سے مراد دجال کے قتل کے بعد سات سال ہیں۔

جواب نمبر ۴:

اگر یہ حدیث صحیح ہے تو مرزا قادیانی جھوٹا ہے، اس حدیث کی روشنی میں اس

کی عمر ۳۲، ۳۱ سال ہونی چاہیے جبکہ اس کی عمر ۷۰ سال کے قریب بنتی ہے۔

حدیث نمبر ۲:

”لو کان موسیٰ و عیسیٰ حیین لما وسعها إلا اتباعی“

جواب نمبر ۱:

یہ حدیث درست ہے تو آپ کے بھی خلاف ہوئی کیونکہ اس سے معلوم ہوا کہ موسیٰ علیہ السلام زندہ نہیں ہیں اور مرزا قادیانی موسیٰ علیہ السلام کی زندگی کا قائل ہے۔ (حوالہ گذر چکا ہے)

جواب نمبر ۲:

اس حدیث کی کوئی سند نہیں، یہ ایک بے سند مردود قول ہے، اگر کچھ طاقت ہے تو اس کی سند پیش کریں۔

جواب نمبر ۳:

صحیح روایت جو سند کے اعتبار سے مشکوٰۃ میں موجود ہے اس میں صرف حضرت موسیٰ علیہ السلام کا نام ہے ”لو کان موسیٰ حیاً لما وسعه إلا اتباعی“ (مشکوٰۃ ص ۲۰)

حدیث نمبر ۳:

شرح فقہ اکبر کی روایت پیش کی جاتی ہے جس میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا نام آتا ہے ”لو کان عیسیٰ حیاً لما وسعه إلا اتباعی“

جواب:

یہ کاتب کی غلطی ہے۔ ہندوستانی نسخوں میں عیسیٰ علیہ السلام کی جگہ موسیٰ علیہ

اسلام کا نام ہے، اس غلطی پر فقہ اکبر کی اندرونی شہادتیں موجود ہیں، خاص کر مصنف
شرح فقہ اکبر ملا علی قاری حیات مسیح کے قائل ہیں۔ (شرح شفاء اور تذکرۃ الموضوعات)
تین جواب:

(۱) غیرت کی جا ہے موسیٰ زندہ ہوا آسمان پر

مدفون ہوزمین میں شاہ جہاں ہمارا

(۲) مصطفیٰ زیر زمین عیسیٰ نہاں بر آسماں

زیر دریا در شور بالا حباب نا تو اں

(۳) ام تری البحر یعلو افوقہ جب

وستقر باقصی قعرہ الدرر

مرزائیوں کی حالت زار:

مرزائی عموماً ایک معمولی سی بات لے کر اس میں رکیک تاویلیں کر کے اپنا الو
سیدھا کرنیکی کوشش کرتے ہیں، کسی نے سچ کہا: ”ڈوبتے کو تینکے کا سہارا“۔ مرزائیوں
کی اس حالت زار پر یہ رباعی بالکل فٹ ہے جو اخبار جنگ ۲۱ مارچ ۱۹۶۵ء سے
ماخوذ ہے:

یہ سب آثار ہیں جہل و جنوں کے

یہ سب اطوار ہیں زار و زبوں کے

یہ چاروں لفظ ہیں مکر و فسوں کے

اگر، لیکن، چنانچہ اور چونکہ

﴿ باب پنجم ﴾

بحث ثالث

مسئلہ ختم نبوت و اجرائے نبوت

تنقیح موضوع:

جب کوئی مرزائی اجرائے نبوت کے موضوع پر گفتگو کرے، بحث شروع کرنے سے قبل یہ ضروری ہے کہ پہلے موضوع اور دعویٰ کو منقح کر لیں، جب تک دعویٰ واضح نہ ہو جائے کسی قسم کی بحث کرنا بالکل بے سود ہے۔

واضح ہو کہ مرزائی مطلق اجرائے نبوت کے قائل نہیں بلکہ ایک خاص قسم کی نبوت کے حضور ﷺ کے بعد جاری ہونے کے قائل ہیں، لہذا ضروری ہے کہ پہلے اس خاص قسم کو واضح کیا جائے جو ان کے نزدیک جاری ہے پھر اس خاص دعویٰ کے مطابق اس قسم کی خاص دلیل کا مطالبہ کیا جائے کیونکہ دعویٰ اور دلیل میں مطابقت ضروری ہے ورنہ یہ کھلی بددیانتی ہے کہ دعویٰ خاص اور دلیل اس کیلئے کوئی عام پیش کی جائے، ہم بلا خوف تردید دعویٰ کرتے ہیں کہ قادیانی اپنے خاص دعویٰ کے مطابق قرآن و حدیث سے ایک بھی صحیح دلیل پیش نہیں کر سکتے۔

قادیانیوں کے نزدیک نبوت کی اقسام

حوالہ نمبر:

”میں نبیوں کی تین اقسام مانتا ہوں۔ ایک جو شریعت لانے والے ہوں، دوسرا جو

شریعت نہیں لائے لیکن ان کو نبوت بلا واسطہ ملتی ہے اور کام وہ پہلی امت کا ہی کرتے ہیں جیسے سلیمان و زکریا اور یحییٰ علیہم السلام اور ایک جو نہ شریعت لائے اور نہ ان کو بلا واسطہ نبوت ملتی ہے لیکن وہ پہلے نبی کی اتباع سے نبی ہوتے ہیں۔“

(قول فیصل: ص ۱۴، مصنفہ مرزا بشیر الدین محمود)

۳۴

حوالہ نمبر ۲:

”اس جگہ یاد رہے کہ نبوت مختلف نوع پر ہے اور آج تک نبوت تین قسم پر ظاہر ہو چکی ہے:

- (۱) تشریعی نبوت: ایسی نبوت کو مسیح موعود نے حقیقی نبوت سے پکارا ہے۔
- (۲) وہ نبوت جس کیلئے تشریعی یا حقیقی ہونا ضروری نہیں، ایسی نبوت حضرت مسیح موعود کی اصطلاح میں مستقل نبوت ہے۔
- (۳) ظلی اور امتی نبی: حضور ﷺ سے مستقل اور حقیقی نبوتوں کا دروازہ بند ہو گیا اور ظلی نبوت کا دروازہ کھولا گیا۔“ (مسئلہ کفر و اسلام کی حقیقت: ص ۳۱، مصنفہ مرزا بشیر احمد ایم اے)

حوالہ نمبر ۳:

”انبیائے کرام علیہم السلام دو قسم کے ہوتے ہیں: (۱) تشریعی (۲) غیر تشریعی۔ پھر غیر تشریعی بھی دو قسم کے ہوتے ہیں: (۱) براہ راست نبوت پانے والے۔ (۲) نبی تشریعی کی اتباع سے نبوت کے حاصل کرنے والے۔ آنحضرت ﷺ کے پیشتر صرف پہلی دو قسم کے نبی آتے تھے۔“

(مباحثہ راولپنڈی: ص ۱۷۵)

تبصرہ:

۳۵

مذکورہ بالا حوالہ جات سے قادیانیوں کا دعویٰ واضح ہو گیا کہ ان کے نزدیک

نبوت کی تین قسمیں ہیں، جن میں سے دو بند ہیں اور ایک خاص قسم (ظلی بروزی) جو کہ نبی اکرم ﷺ کی اتباع سے حاصل ہوتی ہے، وہ جاری ہے۔ لہذا اب خاص دعویٰ کے مطابق ان سے خاص دلیل کا مطالبہ ہونا چاہیے اسی طرح ان حوالہ جات سے یہ بات بھی معلوم ہوئی کہ یہ خاص قسم حضور ﷺ کے بعد جاری ہوئی ہے، لہذا دلیل ایسی ہو جس سے یہ ثابت ہو جائے کہ حضور ﷺ کے بعد یہ خاص قسم جاری ہوئی ہے، نیز اس سے یہ بات واضح ہو گئی کہ نبوت وہی نہیں ہوگی بلکہ کسی ہوگی، کیونکہ جب یہ اتباع سے حاصل ہوگی تو یہ کسی ہو جائے گی نہ کہ وہی۔ اب ان تنقیحات ثلاثہ کے بعد جب کوئی قادیانی اپنے دعویٰ کے ثبوت میں کوئی دلیل پیش کرے تو دیکھو! کہ کیا یہ دعویٰ کے مطابق ہے؟ یعنی کیا اس سے ظلی بروزی خاص قسم کی نبوت جاری ہوتی ہے یا عام؟ اور کیا اس میں حضور ﷺ کے بعد اس نبوت کا ذکر ہے یا مطلق؟ اور کیا اس سے نبوت وہی ثابت ہوتی ہے یا کسی؟ ہم بلا خوف تردد دعویٰ سے یہ کہہ سکتے ہیں کہ ان تنقیحات ثلاثہ کے مطابق وہ اپنے دعویٰ پر ایک دلیل بھی پیش نہیں کر سکتے۔

ایک ضروری تنبیہ:

قادیانیوں کی سب سے بڑی عیاری یہ ہے کہ دعویٰ تو اس خاص قسم کی نبوت کا ہے لیکن وہ عام موضوع اجرائے نبوت رکھ کر بحث شروع کر دیتے ہیں اور ایسے عام دلائل پیش کرتے ہیں جو ان کے خاص دعویٰ کے مطابق نہیں ہوتے بلکہ وہ دلائل ان کے اپنے مسلمات کے خلاف ہوتے ہیں۔

نوٹ:

اکثر اوقات مرزائی امکان نبوت کی بحث چھیڑ دیتے ہیں یہاں امکان کی

بحث نہیں ہے وقوع کی بحث ہے اگر وہ امکان کی بحث چھیڑیں تو تریاق القلوب کی درج ذیل عبارت پیش کریں:

”مثلاً ایک شخص جو قوم کا چوہڑا یعنی بھنگی ہے اور ایک گاؤں کے شریف مسلمانوں کی تیس چالیس سال سے خدمت کرتا ہے کہ دو وقت ان کے گھروں کی گندی نالیوں کو صاف کرنے آتا ہے اور ان کے پاخانوں کی نجاست اٹھاتا ہے اور ایک دو دفعہ چوری میں بھی پکڑا گیا اور چند دفعہ زنا میں گرفتار ہو کر اس کی رسوائی ہو چکی ہے اور چند سال جیل خانہ میں قید بھی رہ چکا ہے اور چند دفعہ ایسے برے کاموں پر گاؤں کے نمبرداروں نے اس کو جوتے بھی مارے ہیں اور اس کی ماں اور دادیاں اور نانیاں ہمیشہ سے ایسے ہی نجس کام میں مشغول رہی ہیں اور سب مردار کھاتے اور گوہ (پاخانہ) اٹھاتے ہیں اب خدا کی قدرت پر خیال کر کے ممکن تو ہے کہ وہ اپنے کاموں سے تائب ہو کر مسلمان ہو جائے اور پھر یہ بھی ممکن ہے کہ خدا تعالیٰ کا ایسا فضل اس پر ہو کہ وہ نبی اور رسول بھی بن جائے اور اسی گاؤں کے شریف لوگوں کی طرف دعوت کا پیغام لے کر آوے اور کہے کہ جو شخص تم میں سے میری اطاعت نہیں کرے گا خدا سے جہنم میں ڈالے گا، لیکن باوجود اس امکان کے جب سے دنیا پیدا ہوئی ہے کبھی خدا نے ایسا نہیں کیا۔“ (تریاق القلوب: حصہ ۶۷، روحانی خزائن: ج ۲۹/۲۸، ج ۱۵)

جب یہ عبارت پڑھیں، تو ساری پڑھ دیں، کیونکہ عموماً تھوڑی سی عبارت پڑھنے کے بعد مرزائی کہتے ہیں کہ آگے پڑھو! اور مجمع پر براثر ڈالتے ہیں۔ یہاں پر یہ واقعہ بھی ملحوظ خاطر رہے جب حضرت ابوسفیان زمانہ جاہلیت میں تجارتی سفر پر روم گئے تھے اور قیصر روم نے انہیں اپنے دربار میں بلا کر سوال پوچھے تھے، جن میں سے

ایک سوال حضور ﷺ کے خاندان کے بارے میں بھی تھا جس کا انہوں نے جواب دیا تھا کہ وہ ایک بلند مرتبہ خاندان سے تعلق رکھتے ہیں اور قیصر روم کا اس پر تبصرہ یہ تھا کہ انبیاء عالی نسب قوموں سے ہی مبعوث کیے جاتے ہیں۔ (صحیح البخاری: ج ۱، ص ۴)

اجرائے نبوت پر مرزائیوں کے دلائل

آیت نمبر ۱:

(۱) ”یا بنی آدم إنا یا تینکم رسل منکم یقصون الخ.“
ترجمہ: اے بنی آدم! اگر تمہارے پاس تم میں سے رسول آئیں بیان کریں الخ
(پارہ ۸، اعراف، آیت ۳۵)

جواب نمبر ۱:

آپ کی دلیل دعویٰ کے مطابق نہیں کیونکہ رسول کا لفظ عام ہے۔ مرزا صاحب خود تسلیم کرتے ہیں کہ: ”رسول کا لفظ عام ہے جس میں رسول اور نبی اور محدث داخل ہیں۔“
(آئینہ کمالات اسلام: روحانی خزائن: ص ۳۲۲، ج ۵)

جواب نمبر ۲:

اگر یہ اجرائے نبوت کی دلیل ہے تو اس میں تینوں قسمیں جاری ثابت ہو جائیں گی حالانکہ تم خود دو قسمیں بند مان چکے ہو، لہذا یہ آیت تمہارے بھی اسی طرح خلاف ہے جس طرح ہمارے خلاف ہے۔ ماحو جو لکھ فہو جو لکھ

جواب نمبر ۳:

اگر یہ اجرائے نبوت کی دلیل ہے تو اس سے ثابت ہوگا کہ عیسائی، ہندو، سکھ حتیٰ کہ کوئی بھی مذہب، فرقہ یا قوم کا نبی ہو سکتا ہے کیونکہ بنی آدم میں سب شمار ہیں۔

جواب نمبر ۴:

اگر یہ آیت اجرائے نبوت کیلئے دلیل مان بھی لی جائے تو مرزا صاحب پھر بھی نبی نہیں بن سکتے کیونکہ بقول اپنے آدم کی اولاد ہی نہیں مرزا صاحب فرماتے ہیں:

کرم خاکی ہوں مرے پیارے نہ آدم زاد ہوں

ہوں بشر کی جائے نفرت اور انسانوں کی عار

(برائین احمدیہ: حصہ پنجم، ص ۹۷، روحانی خزائن، ص ۱۲۷، ۱۲۸)

انروہی آدم میں سے تھا جیسا کہ ظاہر ہے تو پھر اس نے یہ جھوٹ بولنا اور جھوٹ بولنے والا بھی نبی نہیں ہو سکتا۔ رہی کس نفسی والی تاویل، تو وہ بھی نہیں ہو سکتی کیونکہ کسی کس نفسی کسی عقل مند انسان نے آج تک نہیں کی، باقی اس کی کس نفسی کی حقیقت اس کے دیگر مذاوی اور تعلیمات سے واضح ہے، سنئے! مرزا صاحب کی تعلیمات:

(۱)

بن مریم کے ذکر کو چھوڑو

اس سے بہتر غلام احمد ہے

(دافع البلاء، ص ۲۰، روحانی خزائن، ص ۲۴۰، ج ۱۸)

استاد محترم مولانا محمد حیات رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا:

ابن ملجم کے ذکر کو چھوڑو

اس سے بدتر غلام احمد ہے

(۲)

روضۂ آدم کہ جو تھا نامکمل اب تک

میرے آنے سے ہوا کامل بکلمہ برگ و بار

(برائین احمدیہ: روحانی خزائن، ص ۱۴۴، ج ۲۱)

(۳)

کر بلائے است سیر ہر آنم
صد حسین است در گریباںم

(۴)

آدم نیز احمد مختار در برم جامہ ہمد ابرار

(۵)

آنچہ داد است ہر نبی را جام
داد آں جام مرا بتام

(نزل مسج: ص ۹۶، روحانی خزائن: ص ۴۷۷، ج ۱۸) ۴

(۶)

انبیاء گرچہ بودہ اند بے
من بعرفان نہ کمتر ز کے

(نزل مسج: ص ۹۹، روحانی خزائن: ص ۴۷۷، ج ۱۸) ۴

جواب نمبر ۵:

یہ اجرائے نبوت کی دلیل ہے تو مرزا صاحب کو پیش کرنی چاہیے، حالانکہ
مرزا نے کسی کتاب میں بھی اس آیت کو پیش نہیں کیا۔ کوئی مرزائی اگر مرزا کی کتاب
سے یہ دلیل ثابت کر دے تو منہ مانگا انعام حاصل کرے۔

جواب نمبر ۶:

اصل تحقیقی جواب یہ کہ عبارت کا سیاق و سباق دیکھنے سے یہ بات روز روشن

سے زیادہ واضح ہو گئی ہے کہ یہاں پر حکایت ماضی کی ہے، چنانچہ یہاں سے دور کو ع قبل حضرت آدم علیہ السلام اور حضرت حوا علیہا السلام کی پیدائش کا ذکر ہے، تمام واقعہ بڑی تفصیل سے اللہ تعالیٰ بیان فرماتے ہیں اور اس ضمن میں یہ ارشاد ہوتا ہے کہ نے حضرت آدم علیہ السلام کو مع ان کے رفقاء کے زمین پر اتار دیا تو ان کو یہ خطاب کیا گیا۔ اس صورت میں چار جگہوں پر بنی آدم سے خطاب کیا گیا ہے:

(۱) ”یا بنی آدم قد أنزلنا علیکم لباساً..... الخ“

ترجمہ: اے بنی آدم! تحقیق ہم نے تم پر لباس نازل کیا۔“ (پارہ ۸، اعراف، آیت ۲۶)

(۲) ”یا بنی آدم لا یفتنکم الشیطان..... الخ“

ترجمہ: اے بنی آدم! تمہیں شیطان نہ بہکاوے۔ (پارہ ۸، اعراف، آیت ۳۱)

(۳) ”یا بنی آدم إماما یتینکم..... الخ“

ترجمہ: اے بنی آدم! اگر تمہارے پاس تم میں سے رسول آئیں۔ (پارہ ۸، اعراف، آیت ۵۵)

(۴) ”یا بنی آدم خذوا زینتکم عند کل مسجد.“

ترجمہ: اے بنی آدم! ہر نماز کے وقت اپنی زینت حاصل کرو۔ (پارہ ۸، اعراف، آیت ۳۱)

ان چار جگہوں پر اس وقت اولاد آدم کو خطاب کیا گیا ہے اور یہ حضور ﷺ

کے سامنے ماضی کی حکایت کی گئی ہے، حضور ﷺ یا آپ کی امت کو خطاب نہیں ہوا۔

یونہی آپ کی امت کو ”یا ایہا الناس“ سے خطاب کیا جاتا ہے۔ ”یا بنی آدم“

سے اس امت کو خطاب نہیں کیا گیا۔ ہاں! اگر پہلے حکم کا نسخہ نہ ہو اور اس حکم میں یہ

امت بھی شامل ہو جائے تو یہ علیحدہ بات ہے، چنانچہ اس کے بعد اس وعدہ کے مطابق

جو اللہ تعالیٰ نے رسول بھیجے ہیں ان میں سے بعض کا تذکرہ تفصیلاً بیان کیا ہے، جیسے:

”ولقد أرسلنا نوحاً“ وغیرہ اس سلسلہ کو بیان کرتے کرتے آگے چل کر فرمایا:
 ”ثم بعثنا من بعدهم موسى“ پھر دور تک موسیٰ علیہ السلام کا تذکرہ چلا گیا
 حتیٰ کہ نبی کریم ﷺ تک اس سلسلہ کو پہنچا دیا اور پھر نبی کریم ﷺ کا تذکرہ یوں فرمایا:
 ”قل يا أيها الناس إني رسول الله إليكم جميعاً.“ اے نبی ﷺ!
 فرمادیتجئے میں تم سب کی طرف اللہ کا رسول ہوں۔ (پارہ ۹، اعراف، آیت ۱۵۸) اور اسی
 طرح مختلف مقامات میں اعلان کروائے ”وما أرسلناك إلا كافة للناس.“

ترجمہ: اور نہیں بھیجا ہم نے آپ کو مگر تمام لوگوں کیلئے۔ (پارہ ۲۲، سورہ سباء، آیت ۲۸)

”وما أرسلناك إلا رحمة للعالمين، ما كان محمد أباً أحد من
 رجالكم ولكن رسول الله وخاتم النبيين.“

ترجمہ: محمد ﷺ تمہارے مردوں میں سے کسی کے باپ نہیں، لیکن اللہ کے رسول ہیں
 اور تمام نبیوں کو ختم کرنے والے ہیں اور انہی آیات کی وضاحت کرتے ہوئے فرمایا: ”

إن الرسالة والنبوة قد انقطعت فلا رسول بعدى ولا نبي.“ تو اس
 سے معلوم ہوا کہ اللہ تعالیٰ نے آدم علیہ السلام کو نازل کرنے کے بعد رسولوں کے بھیجنے کا
 وعدہ فرمایا تھا اور پھر اس کے بعد اپنے وعدے کے مطابق جن رسولوں کو بھیجا ان کی
 ایک مختصر تاریخ بیان کی حتیٰ کہ اس رسالت کو حضور ﷺ تک پہنچا کر آپ پر نبوت و
 رسالت کے سلسلہ کو ختم فرمایا۔

جواب نمبر ۷:

اگر اس آیت سے نبوت جاری ثابت ہوتی ہے تو اس قسم کی یہ آیت بھی موجود

ہے: ”إما يأتينكم مني هدى فمن تبع هداي فلا خوف عليهم

الخ ... اس آیت میں بھی وہی ”یأتینکم“ ہے اور اس کا سیاق و سباق بھی وہی ہے اگر اس آیت سے نبوت و رسالت جارے ہوتی ہے تو اس آیت سے شریعت جاری ہو رہی ہے، حالانکہ وہ تمہارے نزدیک بھی بند ہے۔ ما ہو جوابکم فہو جوابنا
مرزائی اعتراض:

ہم تسلیم کرتے ہیں کہ اس آیت سے شریعت کا جاری ہونا ثابت ہوتا ہے
”لین“ ”الیوم اکملت لکم دینکم الخ.“ اس آیت سے ثابت ہو گیا کہ
دین اور شریعت مکمل ہو چکی ہے لہذا اب کسی قسم کی نئی شریعت کی ضرورت نہیں رہی۔
الجواب:

جیسے اس آیت سے یہ ثابت ہوا کہ شریعت مکمل ہو گئی مزید شریعت کی
ضرورت نہیں رہی، اسی طرح آیت خاتم النبیین سے یہ ثابت ہو گیا کہ سلسلہ نبوت
و رسالت بھی ختم ہو گیا۔
آیت نمبر ۲:

”اللہ یصطفیٰ من الملائکتہ رسلاً ومن الناس“ ترجمہ: بے شک اللہ
تعالیٰ فرشتوں اور آدمیوں میں سے پیغام پہنچانے والوں کو چن لیتا ہے۔“
(پارہ ۱، الحج، ع ۱۰، آیت ۷۵)

طرز استدلال:

اس آیت سے واضح طور پر معلوم ہو رہا ہے کہ نبوت اور رسالت کا سلسلہ
جاری ہے۔ ”یصطفیٰ“ مضارع کا صیغہ ہے جو حال اور استقبال پر دلالت کرتا
ہے جس سے معلوم ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ فرشتوں اور لوگوں سے رسول چنتا رہے گا لہذا

ہمارا مدعا ثابت ہوا۔

جواب نمبر ۱:

یہ دلیل بھی دعویٰ کے مطابق نہیں، مطابقت ثابت کیجئے! دعویٰ خاص ہے اور

دلیل عام ہے، کیونکہ رسول کا لفظ مرزا صاحب کے نزدیک عام ہے۔

(آئینہ کمالات اسلام، ص ۳۲۲، روحانی خزائن، ج ۵، ص ۱۷۱، ۱۷۸، روحانی خزائن، ج ۱۳، ص ۱۳)

یہاں عام لفظ کو کسی خاص معنی میں محدود کرنا صریح شرارت ہے، مرزا

اصحاب خود تسلیم کرتے ہیں: ”ایک عام لفظ کو کسی خاص معنی میں محدود کرنا صریح

شرارت ہے۔“ (نور القرآن، ص ۶۹، ج ۲، روحانی خزائن، ج ۴، ص ۹)

جواب نمبر ۲:

یہاں پر اللہ تعالیٰ نے ”یصطفیٰ“ فرمایا ہے جس سے معلوم ہوتا ہے کہ

اللہ تعالیٰ چنے گا، حالانکہ تم جس نبوت کے اجراء کے قائل ہو وہ اللہ تعالیٰ کی اصطفا

سے نہیں بلکہ اطاعت سے (کسی) ہوگی۔

جواب نمبر ۳:

آپ کا دعویٰ حضور ﷺ کے بعد نبوت جاری ہونے کا ہے، اس میں حضور کا

کوئی ذکر نہیں بلکہ مطلق ہے لہذا اس اعتبار سے دعویٰ آپ کی دلیل کے مطابق نہیں رہا۔

آیت نمبر ۳:

”من یطع الله والرسول فأولئك مع الذين أنعم الله عليهم من

النبيين والصدیقین والشهداء والصالحین“ (پارہ ۵، النساء، ع ۸، آیت ۶۵)

ترجمہ: جو کوئی اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول کی فرمانبرداری کرے پس یہ لوگ ان لوگوں کے ساتھ ہوں گے جن پر اللہ تعالیٰ نے نعمت کی پیغمبروں اور صدیقین اور شہداء اور صالحین۔

طرز استدلال:

اس آیت سے بھی معلوم ہوتا ہے کہ حضور ﷺ کی امت کو آپ کی اطاعت سے نبوت حاصل ہوتی ہے جس طرح آپ کی اطاعت سے امت میں صالح شہید اور صدیق ہوتے ہیں اسی طرح آپ کی اطاعت سے نبی بھی ہوتے ہیں اور یہی ہمارا دعویٰ ہے کہ آپ کی اطاعت والی نبوت جاری ہے لہذا ہمارے دعویٰ کیلئے یہ صریح دلیل ہے کیونکہ بالاتفاق حضور ﷺ کی اطاعت سے تین درجے ہوتے ہیں۔ اس لئے آیت کا یہ معنی کرتے درست نہیں ہوگا کہ اللہ اور اس کے رسول کی اطاعت کرنے والے ان چار قسم کے لوگوں کے ساتھ ہونگے اور انہیں ان کی رفاقت حاصل ہوگی بلکہ جب تین درجہ اطاعت سے حاصل ہوتے ہیں تو چوتھا درجہ بھی اطاعت سے حاصل ہوگا وہ نبوت کا درجہ ہے اور یہاں پر ”مع“ کا معنی وہی ہے جو ”توفنا مع الابرار“ میں ہے۔

جواب نمبر ۱:

کسی ایک مجدد یا مفسر سے اپنے معنی کی توثیق پیش کریں۔

جواب نمبر ۲:

دلیل دعویٰ کے مطابق نہیں ”یونکہ“ ”النَّبیین“ کا لفظ نبیوں کی تمام اقسام کو شامل ہے اگر اطاعت سے نبوت حاصل ہو رہی ہے تو وہ ہر قسم کی ہوگی اور یہ تمہارے اپنے عقیدے اور دعویٰ کے خلاف ہے۔

جواب نمبر ۳:

آیت کے شان نزول سے آیت کا مطلب بخوبی واضح ہو رہا ہے، شان نزول یہ ہے کہ حضرت محمد ﷺ کے ایک غلام حضرت ثوبان رضی اللہ عنہ نے عرض کی کہ یا رسول اللہ ﷺ! قیامت کے روز آپ بہت بلند مقام پر ہوں گے اور ہم خدا جانے کہاں ہوں گے، کیا ہماری آپ سے ملاقات ہو سکے گی؟ اور ہم اپنی آنکھوں کو آپ کے دیدار سے ٹھنڈا کر سکیں گے دنیا میں تو جب تھوڑی دیر بھی ہم آپ سے جدا ہوتے ہیں تو آپ کی جدائی قابل برداشت نہیں ہوتی، اس پر یہ آیت نازل ہوئی کہ اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول کی اطاعت کرنے والوں کو ان نیک لوگوں کی رفاقت حاصل ہوگی اس سے معلوم ہوا کہ یہاں درجات کا ذکر نہیں ہے بلکہ محض رفاقت کا ذکر ہے۔

جواب نمبر ۴:

بخاری اور مسلم میں ایک حدیث ہے جو بعینہ اس آیت کی طرح ہے فرمایا:

”التاجر الصدوق مع النبین والصدیقین والشهداء والصالحین۔“

تو کیا یہاں پر یہ مطلب ہوگا کہ سچا تاجر بھی نبی اور صدیق بن جائے گا یا یہ مطلب ہے کہ سچے تاجروں کو ان لوگوں کی رفاقت نصیب ہوگی۔

مرزائی اعتراض:

اگر آیت میں درجات کا ذکر نہیں اور محض رفاقت کا ذکر ہے تو آپ نے تین درجے صدیق، شہید اور صالح سے نکال لیے کیونکہ بقول آپ کے اس آیت کا معنی

یوں ہوگا کہ جو اللہ اور اس کے رسول کی اطاعت کرے گا وہ نبیوں کے ساتھ ہوگا وہ خود نبی نہیں ہوگا اور اسی طرح وہ صدیقیوں کے ساتھ ہوگا خود صدیق نہیں بنے گا حالانکہ اس طرح تمہارے نزدیک بھی نہیں۔

جواب نمبر ۱:

اس آیت میں اس بات کا قطعاً ذکر نہیں ہے کہ کوئی شخص اطاعت کر کے نبی یا صدیق یا شہید ہوگا یا نہیں بلکہ یہاں مقصود صرف اطاعت کا نتیجہ بیان کرنا ہے کہ جو اطاعت کرے گا اس کو ان حضرات کے ساتھ رفاقت فی المکان حاصل ہوگی۔

جواب نمبر ۲:

ہم جو یہ سمجھتے ہیں کہ اطاعت کرنے سے نبی نہیں ہوگا یہ مقدمہ اس آیت سے نہیں بلکہ دوسری آیتوں کی بناء پر ہے، جیسے خاتم النبیین والی آیت، کیونکہ خاتم الصدیقین اور خاتم الشہداء اور خاتم الصالحین کی کوئی آیت نہیں ہے، اگر اس طرح خاتم النبیین کی آیت بھی نہ ہوتی تو ہم نبوت بھی مان لیتے، لیکن نبوت کا درجہ ماننے سے یہ آیت اور اس جیسی اور نصوص صریحہ اور احادیث صحیحہ مانع ہیں۔

جواب نمبر ۳:

اطاعت سے تین درجے جو ہم مانتے ہیں، وہ اس آیت سے نہیں مانتے کیونکہ اس آیت میں درجات کا ذکر ہی نہیں وہ دوسری آیتوں سے مانتے ہیں جن میں درجات کا ذکر ہے اور جن آیات میں درجات بیان کئے گئے ہیں وہاں نبوت کا درجہ نہیں دیکھتے، اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں: ”وَالَّذِينَ آمَنُوا بِاللّٰهِ وَرَسُولِهِ أُولَٰئِكَ هُم“

الصديقون والشهداء عند ربهم۔“ اور جو لوگ اللہ اور اس کے رسول پر ایمان لائے یہ لوگ ہیں صدیق اور شہداء اپنے رب کے نزدیک (پارہ ۲۷، الحدید ۲۷، آیت ۱۹) دیکھئے! یہاں درجوں کا ذکر ہو رہا ہے رفاقت اور معیت کا ذکر نہیں ہے تو یہاں ”أولئك هم النبیون“ نہیں فرمایا بلکہ صدیقون اور شہداء فرمایا۔

جواب نمبر ۴:

اگر بقول آپ کے اطاعت سے یہ درجات حاصل ہوتے ہیں تو ہم سوال کرتے ہیں کہ یہ درجات کیسے ہیں؟ کیا حقیقی یا ظلی یا بروزی؟ اگر اطاعت سے نبی ظلی اور بروزی بنتے ہیں تو صدیق، شہید اور صالح بھی ظلی اور بروزی ہونے چاہئیں اور اگر وہ تین درجے حقیقی ہیں تو نبی بھی حقیقی ہونا چاہیے، یہ کہاں کا انصاف ہے کہ جب اطاعت کرنے سے یہ چار درجے حاصل ہوتے ہیں ان میں سے تین تو حقیقی ہوں اور ایک ظلی بروزی ہو، یا چاروں حقیقی مانو یا چاروں ظلی و بروزی۔ اور اگر کہو کہ ظلی و بروزی، صدیق و شہید نہیں ہوتے، اول تو یہ مسلم نہیں، اگر مان بھی لیا جائے تو ہم کہتے ہیں کہ ظلی بروزی نبی بھی کوئی نہیں یہ بھی تمہاری جدید اصطلاح ہے۔ اور اگر کہو کہ ظلی شہید ہوتے ہیں تو ہم پوچھتے ہیں کیا ظلی حقیقی اور شہید کا حکم ایک ہے؟ اور یہ ظاہر ہے کہ حکم ایک نہیں کیونکہ مطون اور غریق وغیرہ شہداء کو غسل دیا جاتا ہے حالانکہ حقیقی شہید کو غسل نہیں دیا جاتا، معلوم ہوا کہ حکم ایک نہیں اور تمہارے نزدیک ظلی نبی کے احکام وہی ہیں جو حقیقی نبی کے ہیں کیونکہ تمہارے نزدیک ظلی نبی کا منکر کافر ہے۔

(حقیقت الوحی: ص ۱۶۷، روحانی خزائن: ص ۱۶۷، ج ۲۲ آئینہ کمالات اسلام: ص ۳۵، روحانی خزائن: ج ۳)

مرزائی اعتراض:

یہاں مع بمعنی من ہے۔

جواب نمبر ۱:

اول تو ہم یہ تسلیم ہی نہیں کرتے کہ مع بمعنی من کے ہوتا ہے کیونکہ کلام عرب میں مع، من کے معنی میں استعمال نہیں ہوتا، اگر یہ من کے معنی میں ہوتا تو مع پر من داخل نہ ہو سکتا حالانکہ کلام عرب میں اس کا ثبوت ملتا ہے، دیکھو! لغت کی مشہور کتاب ”المصباح المنیر: ودخول من علیہ نحو جئت (من معہ)“ یعنی عرب ”جنت من مع القوم“ بولتے ہیں پس مع پر من کا داخل ہونا اس بات کا مشعر ہے کہ مع کبھی من کے معنی میں نہیں آتا۔ باقی رہی وہ آیات جوۃ دینیوں نے معالطہ دیتے ہوئے پیش کی ہیں ان میں سے کسی ایک آیت میں بھی مع، من کے معنوں میں نہیں ہے۔ دیکھئے! ”وتوفنا مع الأبرار“ کی تفسیر میں مشہور مفسر امام رازی کیا معنی کرتے ہیں:

”وفاتهم معهم ہی أن تموتوا علی مثل أعمالهم حتی یکونوا فی درجاتهم يوم القيامة قد يقول الرجل أنا مع الشافعی فی هذه المسئلة ويرید به کونه مساوياً له فی ذلك الاعتقاد.“
(تفسیر کبیر: ج ۹، ص ۱۳۶، طبع دار الکتب العلمیہ طہران)

ع

جواب نمبر ۲:

اگر ہم تسلیم بھی کر لیں کہ مع، من کے معنی میں بھی کسی جگہ استعمال ہوتا

ہے تو اس سے یہ کیسے لازم آگیا کہ اس آیت میں بھی مع، من کے معنی میں ہے یہاں پر کسی ایک مفسر نے بھی یہ معنی نہیں لئے۔

جواب نمبر ۳:

جب کوئی لفظ دو معنوں میں مستعمل ہو تو دیکھا جاتا ہے کہ حقیقت کس میں ہے اور مجاز کس میں جب تک حقیقت متعذر نہ ہو تو مجاز کی طرف رجوع نہیں کیا جاتا مع معیت اور رفاقت کے معنی میں حقیقت ہے اور یہاں حقیقت متعذر نہیں ہے، بلکہ ”وَحَسَنَ أَوْلَئِكَ رَفِيقًا“ کا جملہ صاف اور صریح دلالت کر رہا ہے کہ یہاں معیت کے معنی میں ہے ورنہ یہ جملہ کلام الہی میں بالکل بے فائدہ اور زائد ہوگا کیونکہ جب اطاعت کرنے سے وہ لوگ خود نبی اور صدیق بن گئے تو پھر یہ کہنے کی کیا ضرورتی ہے کہ ان لوگوں کی رفاقت اچھی ہوگی۔

جواب نمبر ۴:

اگر مع کا معنی من لیا جائے تو درج ذیل آیات کا کیا معنی ہوگا:

”محمد رسول الله والذين معه الخ.“ اور ”إن الله مع الصابرين.“

جواب نمبر ۵:

مشہور مفسر امام رازی جو مرزا کے نزدیک چھٹی صدی کے مجدد ہیں انہوں نے تمہارے معنی کی صریح اور واضح تردید کی ہے، چنانچہ وہ فرماتے ہیں:

”ومعلوم أنه ليس المراد من كون هؤلاء معهم هو

أَنَّهُ يَكُونُونَ فِي عَيْنِ تِلْكَ الدَّرَجَاتِ لِأَن هَذَا مَمْتَنَعٌ .“

(تفسیر کبیر: ج ۱۰، ص ۱۷۱، طبع دارالکتب العلمیہ طہران)

جواب نمبر ۶:

مرزا نے خود اقرار کیا کہ اطاعت کرنے سے اور فنا فی الرسول ہو جانے سے نبوت نہیں ملتی بلکہ زیادہ سے زیادہ محدثیت کا درجہ حاصل ہو سکتا ہے اس سے نہیں بڑھ سکتا۔

حوالہ نمبر ۱:

”جب کسی کی حالت اس نوبت تک پہنچ جائے (جو اس سے قبل مذکور ہو چکی ہے) تو اس کا معاملہ اس عالم سے وراء الوراء ہو جاتا ہے اور ان تمام ہدایتوں اور مقامات عالیہ کو ظلی طور پر پالیتا ہے جو اس سے پہلے نبیوں اور رسولوں کو ملے تھے اور انبیاء اور رسل کا وارث اور نائب ہو جاتا ہے۔ وہ حقیقت جو انبیاء میں معجزہ کے نام سے موسوم ہوتی ہے وہ اس میں کرامت کے نام سے ظاہر ہو جاتی ہے اور وہی حقیقت جو انبیاء میں عصمت کے نام سے نامزد کی جاتی ہے اس میں محفوظیت کے نام سے پکاری جاتی ہے اور وہی حقیقت جو انبیاء میں نبوت کے نام سے بولی جاتی ہے اس میں محدثیت کے پیرایہ میں ظہور پکڑتی ہے حقیقت ایک ہی ہے لیکن باعث شدت اور ضعف رجب کے مختلف نام رکھے جاتے ہیں۔ اس لئے آنحضرت ﷺ کے ملفوظات مبارکہ اثنارہ فرما رہے ہیں کہ محدث نبی بالقوہ ہوتا ہے، اور اگر باب نبوت مسدود نہ ہوتا تو ہر ایک محدث نے وجود میں قوت اور استعداد نبی ہونے کی رکھتا تھا اور اس قوت

اور استعداد کے لحاظ سے محدث کا حمل نبی پر جائز ہے یعنی کہہ سکتے ہیں ”المحدث نبی“ جیسا کہ کہہ سکتے ہیں:

العنب خمر نظر أعلی القوة والاستعداد ومثل هذا الحمل شائع متعارف فی عبارات القوم وقد جرت المحاورات علی ذلك كما لا يخفى علی كل ذكی عالم مطلع علی كتب الأدب.

(ریو یو آف ریلیجز: اپریل ۱۹۰۳ء بعنوان اسلام کی برکات، آئینہ کمالات اسلام: ص ۲۳۷، ۲۳۸، روحانی خزائن: ج ۵، ص ۲۳۷، ۲۳۸)

اس عبارت سے واضح ہو گیا کہ ظلی نبوت بھی درحقیقت محدثیت ہی ہے اور ظلی نبی جو کامل اتباع سے بنتا ہے وہ حقیقت میں محدث ہے لہذا قادیانیوں کا یہ کہنا کہ اتباع اور اطاعت سے نبوت حاصل ہو جاتی ہے غلط ٹھہرا۔ یہاں پر مرزا محدث کا حمل جو نبی پر کر رہے ہیں اور ”المحدث نبی“ کہہ رہے ہیں وہ محض اس کی قوت اور استعداد کے لحاظ سے ہے۔

جیسا کہ عنب کا حمل قوت اور استعداد کے لحاظ سے خمر پر ہوتا ہے، تو اب ظاہر ہے کہ یہ حمل اگرچہ جائز ہے لیکن ان کے احکام مختلف ہیں، جیسا کہ عنب اور خمر کے احکام مختلف ہیں اسی طرح محدث جس کو بالقوت ہم نبی کہہ رہے ہیں اس کے احکام نبی سے مختلف ہونے چاہئیں۔ لہذا یہ بات ثابت ہو گئی کہ اطاعت کرنے سے مرزا کے نزدیک جو نبوت حاصل ہوتی ہے وہ محدثیت ہی ہے جس کا انکار کفر نہیں اور اطاعت سے اس مقام کے حاصل ہونے میں کوئی نزاع نہیں ہے۔

حوالہ نمبر ۲:

”حضرت عمر کا وجود ظلی طور پر گویا آنجناب ﷺ کا وجود ہی تھا۔“

(ایامِ صالح: ص ۳۵، روحانی خزائن: ص ۲۶۵، ج ۱۳)

حوالہ نمبر ۳:

”صد ہا لوگ ایسے گذرے ہیں جن میں حقیقت محمدیہ متحقق تھی اور عند اللہ ظلی

مصور پر ان کا نام محمد یا احمد تھا۔“ (آئینہ کمالات اسلام: ج ۵، ص ۳۴۶، روحانی خزائن: ص ۳۴۶، ج ۵)

نتیجہ:

مذکورہ بالا حوالوں سے بھی یہ بات واضح ہو گئی کہ اتباع اور اطاعت سے نبی نہیں ہو سکتے جبکہ بقول ان کے صد ہا شخص ایسے گذر چکے ہیں جن کا نام ظلی طور پر محمد اور احمد تھا اور حضرت عمر کا وجود بھی ظلی طور پر حضور کا ہی وجود تھا۔ تو کیا ان میں سے کسی ایک نے بھی نبوت کا دعویٰ کیا؟ اور کوئی اپنی علیحدہ جماعت یا امت بنائی؟ یا اپنے مفسرین کو کافرا جہنمی کہا؟ فعلیکم البیان بالبرہان۔

جواب نمبر ۷:

امت میں سے سب سے اونچا مقام صدیقیت کا ہے شہید اور صالح اس سے نیچے کے مقام ہیں اطاعت کرنے سے یہ امت والے ہی مراتب حاصل ہو سکتے ہیں نہ کہ وہ خود نبی بن جائے کیونکہ ہم دیکھتے ہیں کہ صحابہ کرام کی جماعت جو حضور ﷺ کی پوری پوری تبع اور مطیع ہے جن کو دنیا ہی میں اللہ تعالیٰ نے راضی ہو کر جنت کے سرفراز قرار دیے اور ایسی اتباع کا نمونہ پیش کیا کہ قیامت تک امت میں اس کی نظیر نہیں پائی جاسکتی اور بقول مرزا ان میں حقیقت محمدیہ متحقق ہو چکی تھی اور حضور بھی ان کے متحقق شدہ فرما رہے ہیں: ”لَوْ كَانَ بَعْدِي نَبِيٌّ لَكَانَ عَمْرًا“ اور

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے بارے میں فرمایا: ”أبو بکر خیر الناس بعدی إلا إن یکون نبی.“ لیکن اس کے باوجود صحابہ کرام میں سے کوئی بھی نبوت کے مقام پر فائز نہ ہوا اور کسی نے نبوت کا دعویٰ نہ کیا بلکہ حضرت ابوبکر جیسے صدیق رہے اور عمر جیسے شہید اور محدث بنے نبی تو کوئی بھی نہ بن سکا اب امت میں کون دعویٰ کر سکتا ہے کہ اس نے ان حضرات سے بڑھ کر اتباع کی ہے اور نبوت کے مقام پر پہنچ گیا ہے۔

جواب نمبر ۸:

اگر اطاعت سے نبوت ملتی ہے تو سوال پیدا ہوتا ہے کہ حضرت ابوبکر اور حضرت عمر کو کیوں نہیں ملی کیا وہ قیامت کے روز اللہ تعالیٰ سے یہ سوال کرنے میں حق بجانب نہیں ہونگے کہ اے اللہ تو نے اطاعت سے نبوت عطا کرنی تھی تو ہم نے جبکہ تیرے رسول پر اپنی جانیں، مال اور اولاد ہر چیز قربان کر دی تھی، پھر ہم نے کیا قصور کیا تھا کہ نبوت کے بلند اور اعلیٰ ترین منصب پر ہمیں سرفراز نہ فرمایا؟ کیا تیرے انصاف کا یہی تقاضا تھا کہ ایک انسان جس کا ایمان بھی محل نزاع میں ہے اور انگریزوں کا جاسوس اور ایجنٹ بھی تھا اور بجائے حضور ﷺ کی اطاعت کے انگریز کی اطاعت کو فرض سمجھتا تھا اس کو یہ مقام عطا کر دیا؟

۔ ناطقہ سر بگربیاں ہے اسے کیا کہیے

مرزا صاحب اور اطاعت انگریز:

”سو میرا مذہب جس کو میں بار بار ظاہر کرتا ہوں یہی ہے کہ اسلام کے

دو حصے ہیں ایک یہ کہ خدا تعالیٰ کی اطاعت کریں اور دوسرے اس سلطنت کی جس نے من قائم کیا ہو جس نے ظالموں کے ہاتھ سے اپنے سایہ میں ہمیں پناہ دی ہو، سو وہ سلطنت برطانیہ ہے۔“ (شہادۃ القرآن: ص ۸۴، روحانی خزائن: ص ۳۸۰، ج ۶)

مرزا کی اعتراض:

ہم نے جو معنی کیا ہے امام راغب ہمارے معنی کی تائید کرتے ہیں کیونکہ وہ فرماتے ہیں: ”قال الراغب ممن أنعم عليهم من الفرق الأربع في المنزلة والثواب النبي بالنبي والصدیق بالصدیق والشهید بالشهید والصالح بالصالح وأجاز الراغب أن يتعلق من النبیین لقوله ومن يطع الله والرسول أي من النبیین ومن بعدهم.“ (البحر المحیط: ج ۳ ص ۲۸۷)

دیکھئے! اس عبارت سے صاف واضح ہو رہا ہے کہ ”من النبیین“ کو ”من يطع الله“ کے متعلق کریں گے، تو معنی یہ ہوگا کہ نبیوں میں سے جو اللہ اور اس کے رسول کی اطاعت کرے گا وہ ایسا ہوگا۔ تو معلوم ہوا کہ اس امت میں بھی کچھ نبی ہونے چاہئیں جو رسول کی اطاعت کرنے والے ہوں، اگر نبوت کا دروازہ بند ہے تو اس آیت کے مطابق وہ کون سا نبی ہوگا جو رسول اللہ کی اطاعت کرے گا۔

جواب نمبر ۱:

یہ عبارت امام راغب کی کسی کتاب میں نہیں ہے، اگر ہمت ہے تو امام راغب کی وہ کتاب پیش کرو جس میں یہ عبارت درج ہے۔

جواب نمبر ۲:

یہ قادیانیوں کا صریح دجل ہے اور اس حوالہ کے پیش کرنے میں بھی نبیوں

نے اپنے روایتی دہل و فریب سے کام لیا ہے، حوالہ ہذا تفسیر بحر محیط علامہ اندلسی کی کتاب سے پیش کیا ہے، حالانکہ علامہ اندلسی نے یہ قول نقل کر کے اس کی سخت ترین الفاظ میں تردید فرمائی ہے، چنانچہ وہ فرماتے ہیں:

”وهذا الوجه الذي هو عنده ظاهر فاسد من جهة

المعنى أو من جهة النحو.“ (البحر المحیط: ج ۳، ص ۲۸۷)

یعنی نحوی غلطی یہ ہے کہ ”من النبیین“ جزاء کا جزء ہے اور یہاں اسے شرط کا جزء قرار دیا جا رہا ہے اور معنوی غلطی یہ ہے کہ یہ عبارت ختم نبوت کے خلاف ہے۔ ظاہر ہے کہ علامہ راغب جیسا فاضل شخص یہ غلطی نہیں کر سکتا، یہ عبارت ان کی طرف غلط منسوب ہے۔

جواب نمبر ۳:

امام راغب کے قول کو صحیح بھی تسلیم کر لیا جائے تو بھی ہمارے مخالف نہیں ہے کیونکہ تمام انبیاء حضور ﷺ کے امتی اور متبع ہیں، دیکھئے! شب معراج میں تمام انبیاء علیہم السلام نے آپ کی اتباع اور اقتداء کی اور بیت المقدس میں آپ کی امامت میں نماز ادا کی، اس کے علاوہ انبیاء سابقین اور بنی اسرائیل سلسلہ کے آخری نبی سیدنا عیسیٰ علیہ السلام آیات قرآنی اور احادیث نبویہ کی رو سے قیامت سے قبل اس امت میں تشریف لائیں گے اور آپ ﷺ کی شریعت کی اتباع اور اطاعت کریں گے۔ لہذا انبیاء میں سے ایک فرد کامل ابائل گیا جو آپ کی اتباع اور اقتداء کرے گا۔

ہمارا سوال:

کیا نبوت وہی ہے یا کبھی؟ اگر کہو کہ نبوت وہی ہے تو تمہارا استدلال ختم۔

کیونکہ تم جس نبوت کے قائل ہو (یعنی کہ وہ اطاعت سے حاصل ہوتی ہے) وہ تو کسی ہے
 بورا اگر کہو کہ ہے تو وہی لیکن کسب کو دخل ہے جیسا کہ ”یہب لمن ینشاء انائاً۔“
 تو اس کا جواب یہ ہے کہ اول تو جب اس میں کسب کا دخل ہے، تو وہ کسی بھی ہوگی،
 صرف وہی نہیں اور کسی نبوت غلط ہے جیسا کہ آئندہ واضح کیا جاتا ہے۔ باقی جو آیت
 آپ نے پیش کی ہے، اول تو وہ قیاس، قیاس مع الفارق ہے۔ کہاں اولاد کا پیدا ہونا
 اور کہاں نبوت کا عطا ہونا۔ دوسرے یہ بھی غلط ہے کہ یہاں کسب کو دخل ہے بلکہ ہم
 کہتے ہیں کہ یہاں کسب کو کوئی دخل نہیں ہے بلکہ جیسا کہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ یہ محض
 بہہ ہے کیونکہ اگر وہ نہ چاہتے تو زوجین ساری عمر کسب کرتے رہیں اور ان کو کوئی چیز نہ
 دے اور اگر چاہے تو جہاں مطلقاً کسب نہ ہو وہاں دیدے، جیسا کہ حوا علیہا السلام اور
 عیسیٰ علیہ السلام۔

جواب نمبر ۲:

اگر نبوت کسی مانی جائے تو عصمت باقی نہیں رہتی۔

جواب نمبر ۳:

حوالہ نمبر ۱:

علامہ شعرانی فرماتے ہیں: ”فإن قلت: فهل النبوة مكتسبة أو
 موهوبة فالجواب ليست النبوة مكتسبة حتى يتوصل إليها
 بالنسك والرياضات كما ظنه جماعة من الحمقى (كالقاديانية)
 وقد أفتى المالكية وغيرهم بكفر من قال: إن النبوة مكتسبة“
 (الایقوت والجواب: ج ۱، ص ۲۹۵، ۲۹۶، طبع مکتبۃ الاحیاء التراث العربی)

حوالہ نمبر ۲:

”من ادّعى نبوة أحد مع نبينا ﷺ أو بعده أو من ادّعى النبوة لنفسه أو جوّز اكتسابها والبلوغ بصفاء القلب إلى مرتبتها وكذلك من ادّعى منهم أنه يوحى إليه وإن لم يدع النبوة فهؤلاء كلهم كفار مكذبون للنبي ﷺ لأنه أخبر ﷺ أنه خاتم النبيين لاني بعده.“ (شرح شفاء للفاضل عياض، ج ۲، ص ۵۱۵، ۵۱۶، طبع بیروت)

امام رازیؒ کی تفسیر:

”ومعلوم أنه ليس المراد من كون هؤلاء ومعهم هو أنهم يكونون في عين تلك الدرجات لأن هذا ممتنع.“ (تفسیر کبیر، ص ۲۶۳)

امام رازیؒ مرزا کے نزدیک چھٹی صدی کے ایک مشہور اور مسلم مجدد ہیں۔ دیکھئے کس صراحت سے انہوں نے مرزائیوں کی تفسیر کی تردید کی ہے کہ ”فأولئك مع الذين“ سے مراد یہ نہیں کہ اطاعت کرنے سے ان کو وہ درجات حاصل ہوں گے کیونکہ یہ ممتنع ہے بلکہ اس سے مراد صرف ان کی صحبت ہے، جیسا کہ ہم کہتے ہیں۔

جواب نمبر ۴:

”أن رسول الله ﷺ كان يدعو قرب وفاته، اللهم بالرفيق الأعلى مع الذين أنعمت عليهم من النبيين والصديقين والشهداء والصالحين هل المراد منه أن يصير من النبيين الخ وهو نبي ورسول عظيم من قبل، بل معناه أن الرسول كان

يطلب عن ربه الرؤف الرحيم أن ينقله من دار الدنيا إلى جواره
حيث يحصل له رفقه الأنبياء والصديقين .“

جواب نمبر ۵:

اس آیت میں ”من يقطع الله ورسوله“ میں ”من“ عام ہے جو
کہ مذکر مؤنث دونوں کو شامل ہے اس آیت سے کوئی عورت بھی نبی ہونے پر استدلال
کر سکتی ہے، حالانکہ قادیانی بھی اس کے قائل نہیں۔ ماحو جو ابکم فرسو جو ابنا
نبوت کے کسی نہ ہونے کے بارے میں مرزا کا اعتراف:
حوالہ نمبر ۱:

”اور اس میں کوئی شک نہیں کہ محدثیت محض وہی ہے کسب سے حاصل نہیں ہو سکتی جیسا کہ
نبوت سب سے حاصل نہیں ہو سکتی۔“ (ترجمہ حمادۃ البشری، ص ۸۲، روحانی خزائن، ص ۳۰۱، ج ۷)
حوالہ نمبر ۲:

”صراط الذين أنعمت عليهم“ اس آیت کا خلاصہ یہ ہے کہ جس شخص کو
یہ مرتبہ ملا انعام کے طور پر ملا یعنی محض فضل سے نہ کسی عمل کا اجر۔“
(چشمہ مسیحی، ص ۴۲، روحانی خزائن، ص ۳۶۵، ج ۲۰)
فائدہ:

یہ آنحضرت ﷺ کی ختم نبوت کا اعجاز ہے کہ مرزا اپنے ہی مسلمات کے
خلاف لکھ گیا اسی لیے کہا گیا ہے کہ ”جادوہ جو سر چڑھ کر بولے“
لفظ خاتم کا معنی:

قادیانی حضرات لفظ خاتم کے مختلف معنی کرتے ہیں، کبھی تو اس کا معنی ”مہر

لگانے“ کا اور کبھی ”خاتم المحدثین والشعراء“ کی طرح ”افضل النبیین“ معنی کرتے ہیں۔ لیکن ہم کہتے ہیں کہ مرزا نے یہی خاتم کا لفظ اپنی متعدد کتابوں میں استعمال کیا ہے اور تمام جگہوں میں اس کا معنی آخری ہی لیا ہے، مثلاً:

(۱) ”خدا کی کتابوں میں مسیح موعود کے کئی نام ہیں، من جملہ ان کے ایک نام خاتم الخلفاء ہے یعنی ایسا خلیفہ جو سب سے آخر آنے والا ہے۔“ (حاشیہ چشمہ معرفت: ص ۳۱۸، ج ۱ روحانی خزائن: ج ۲۳، ص ۳۳۳)

(۲) ”میں اس رسول پر دلی صدق سے ایمان لایا ہوں اور جانتا ہوں کہ تمام نبوتیں اس پر ختم ہیں، اس کی شریعت خاتم الشرائع ہے۔“ (حاشیہ چشمہ معرفت: ص ۳۲۴، روحانی خزائن: ج ۲۳، ص ۳۴۰)

(۳) ”ہم پختہ یقین کے ساتھ اس بات پر ایمان رکھتے ہیں کہ قرآن شریف خاتم کتب سماوی ہے۔“ (ازالہ اوہام: ص ۱۳۷، روحانی خزائن: ج ۳، ص ۱۷۰)

(۴) ”وہ اس امت کا خاتم الاولیاء ہے جیسا کہ سلسلہ موسویہ کے خلیفوں میں حضرت عیسیٰ خاتم الانبیاء ہے۔“ (تختہ گولڑویہ: ص ۲۵، روحانی خزائن: ج ۱۷، ص ۱۲۷)

مرزا صاحب نے مذکورہ بالا تمام جگہوں میں خاتم کا معنی آخری لیا ہے جو واضح طور پر ہماری تائید کرتا ہے۔

(۵) مرزا صاحب اپنی پیدائش کا ذکر کرتے ہوئے کہتے ہیں کہ میں اور میری بہن جنت اکٹھے پیدا ہوئے تھے پہلے وہ لڑکی پیٹ میں سے نکلی تھی اور بعد اس کے پھر میں نکلا تھا اور

میں اپنے والدین کے ہاں خاتم الاولاد تھا میرے بعد کوئی لڑکا یا لڑکی نہیں پیدا ہوا۔“ (تریاق

القلوب: ص ۱۵۷، قدیم، ص ۳۰۰، جدید، روحانی خزائن: ج ۱۵، ص ۴۷۹، ضمیمہ براہین احمدیہ: حصہ پنجم، ص ۸۶،

روحانی خزائن: ج ۲۱، ص ۱۱۲)

(۶) ”اور نیز یہ راز بھی کہ آخیر پر بنی اسرائیل کے خاتم الانبیاء کا نام جو عیسیٰ ہے اور اسلام کے خاتم الانبیاء کا نام جو احمد اور محمد ہے۔“ (خاتمہ ضمیمہ براہین احمدیہ: حصہ پنجم، روحانی خزائن: ج ۲۱، ص ۴۱۲)

یہاں بھی مرزا نے خاتم الاولاد اور خاتم الانبیاء سے مراد آخری کے لئے ہیں اور خاتم الاولاد کا معنی یہ کیا ہے کہ میرے بعد میرے ماں باپ کے ہاں اور کوئی لڑکا یا لڑکی پیدا نہیں ہوا، جس کا صاف معنی یہ ہے کہ یہ اپنے ماں باپ کا آخری لڑکا ہے اسی طرح خاتم النبیین میں بھی یہی معنی ہوگا کہ آپ ﷺ آخری نبی ہیں آپ کے بعد کوئی نبی نہیں ہوگا، جیسا کہ مرزا صاحب کی پیدائش کے بعد مرزا کے والدین کے ہاں کوئی لڑکا لڑکی نہیں ہوا اس سے ان کے ایک اور شبہ کا ازالہ بھی ہو گیا۔

شبہ:

اگر حضور ﷺ آخری نبی ہیں تو پھر عیسیٰ علیہ السلام کیسے آئیں گے؟ جب وہ آئیں گے تو آخری نبی وہ بن جائیں گے، اس سے ثابت ہوا کہ یا تو عیسیٰ علیہ السلام فوت ہو چکے ہیں یا حضور ﷺ خاتم النبیین یعنی آخری نبی نہیں ہیں۔

جواب:

مذکورہ بالا حوالہ سے قادیانیوں کا یہ شبہ بھی ہبائے مستنثورا ہو گیا کہ حضور ﷺ کے آخری نبی ہونے سے یہ کیسے لازم آ گیا کہ عیسیٰ علیہ السلام فوت ہو گئے ہیں اور اگر وہ فوت نہیں ہوئے تو حضور ﷺ آخری نبی نہیں، دیکھئے! مرزا صاحب خاتم الاولاد ہیں اور اس کا بڑا بھائی غلام قادر زندہ موجود تھا، مرزا غلام احمد اپنے ماں باپ کا آخری لڑکا بھی ہے اور اس کا بڑا بھائی زندہ موجود بھی ہے، نہ تو اس کے آخری ہونے

سے یہ لازم آیا کہ اس کا بڑا بھائی ضرور مر ہی چکا ہے اور نہ بڑے بھائی کے زندہ ہونے سے مرزا کے آخری ہونے میں کوئی فرق پڑا۔ اسی طرح عیسیٰ علیہ السلام کو بھی سمجھ لیجئے ان کے زندہ رہنے سے حضور ﷺ کی خاتمیت میں کوئی فرق نہیں پڑتا اگر کسی والد کے چار بیٹے یا کسی استاد کے کئی شاگرد یا کسی پیر کے کئی مرید ہوں، ان کا پہلا بیٹا زندہ ہو اور آخری مر جائے تو اس کے زندہ رہنے سے یہ لازم نہیں آتا کہ وہ آخری مر جانے والا بیٹا آخری نہ ہو۔

نہایت ضروری حوالہ:

متنازع فیہ آیت کا ترجمہ مرزانے ”نبیوں کا ختم کرنے والا“ کیا ہے نہ کہ مہر یا افضل ”یعنی محمد ﷺ تم میں سے کسی مرد کا باپ نہیں ہے مگر وہ رسول اللہ ہے اور ختم کرنے والا ہے نبیوں کا۔“

۵

(ازالہ اوہام: حصہ دوم، ص ۶۱۴، روحانی خزائن: ج ۳، ص ۴۳۱)

لانی بعدی پر اعتراضات مع اجوبہ

اعتراض نمبر ۱:

لانی بعدی سے مراد یہ ہے کہ میرے بعد کوئی صاحب شریعت نبی نہیں ہوگا جیسا کہ اکثر علماء کی تصریحات سے یہی معلوم ہوتا ہے کہ آپ کے بعد کوئی صاحب شریعت نبی نہیں ہو سکتا نبی کریم ﷺ کی مراد بھی یہی معلوم ہوتی ہے کیونکہ آپ نے عیسیٰ علیہ السلام کی آمد بتلائی ہے اس سے معلوم ہوا کہ لانی میں عام نفی مراد نہیں ہے۔

جواب نمبر ۱:

یہاں پر ”لا“ نفی جنس کا ہے اور نفی عام ہے جیسا کہ مرزا نے خود تسلیم کیا ہے
 :”أَلَا تَعْلَمُ أَنَّ الرَّبَّ الرَّحِيمَ الْمُتَفَضَّلَ سَمَّى نَبِيَنَا ﷺ خَاتَمَ
 النَّبِيِّينَ بِغَيْرِ اسْتِثْنَاءٍ وَفَسَّرَهُ نَبِيْنَا ﷺ فِي قَوْلِهِ لَا نَبِيَّ بَعْدِي بَيَانٍ
 وَاضِحٍ لِلطَّالِبِينَ وَلَوْ جُوزَنَا ظُهُورَ نَبِيٍّ بَعْدَ نَبِيْنَا ﷺ لَجُوزَنَا انْفِتَاحَ
 بَابِ وَحْيِ النَّبُوَّةِ بَعْدَ تَغْلِيْقِهَا وَهَذَا خَلْفٌ كَمَا لَا يَخْفَى عَلَى
 الْمُسْلِمِينَ وَكَيْفَ يَجِئُ نَبِيٌّ بَعْدَ رَسُولِنَا ﷺ وَقَدْ انْقَطَعَ الْوَحْيُ
 بَعْدَ وَفَاتِهِ وَخَتَمَ اللَّهُ بِهِ النَّبِيِّينَ -“

(حملة البشرى: ص ۲۰، مطبوعہ ۱۸۹۴ء، روحانی خزائن: ج ۷، ص ۲۰۰)

جواب نمبر ۲:

مرزا صاحب نے کس صراحت کے ساتھ ”خاتم النبیین“ اور ”لا
 نبی بعدی“ کا وہی ترجمہ اور مفہوم لیا ہے جو ہم لیتے ہیں، باقی رہا عیسیٰ علیہ السلام
 والا اعتراض تو اس کا جواب گزر چکا ہے، ان کی آمد سے کسی قسم کا فرق نہیں پڑتا کیونکہ
 ان کے دوبارہ آنے سے انبیاء کی فہرست میں کسی قسم کا اضافہ نہیں ہوگا۔

جواب نمبر ۳:

جیسے ”لا إله إلا الله“ میں اللہ کے بعد اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی ظلی
 بروزی خدا نہیں اسی طرح ”لا نبی بعدی“ میں بھی یہی مفہوم ہوگا۔

اعتراض:

یہاں پر متکلم کی مراد دیکھنی چاہیے، مراد متکلم یہی ہے کہ آپ کے بعد صاحب

شریعت نبی کوئی نہیں ہوگا، ہر کلام میں متکلم کی مراد کا لحاظ رکھنا ضروری ہوتا ہے۔

جواب:

ہم کہتے ہیں کہ متکلم کی مراد بھی وہی ہے جو ہم بیان کرتے ہیں اور نزاع صرف لفظی ہے، جیسا کہ مرزا نے اپنی کتاب چشمہ معرفت: ص ۱۸۰، روحانی خزائن: ج ۲۳، ص ۱۸۹ پر تحریر کیا ہے (واضح ہو کہ یہ کتاب مرزا کی موت سے چھ دن قبل ۲۰ مئی ۱۹۰۸ء کو چھپی)۔ ”اور ہم میں اور ہمارے مخالف مسلمانوں میں صرف لفظی نزاع ہے اور وہ یہ کہ ہم خدا کے ان کلمات کو جو نبوت یعنی پیش گوئیوں پر مشتمل ہوں، نبوت کے اسم سے موسوم کرتے ہیں اور ایسا شخص جس کو بکثرت ایسی پیش گوئیاں بذریعہ وحی دی جائیں یعنی اس قدر کہ اس کے زمانہ میں اسکی کوئی نظیر نہ ہو، اس کا نام ہم نبی رکھتے ہیں کیونکہ نبی اس کو کہتے ہیں جو خدا کے الہام سے بکثرت آئندہ کی خبریں دے، مگر ہمارے مخالف مسلمان مکالمہ الہیہ کے قائل ہیں لیکن اپنی نادانی سے ایسے مکالمات کو جو بکثرت پیش گوئیوں پر مشتمل ہوں، نبوت کے نام سے موسوم نہیں کرتے حالانکہ نبوت صرف آئندہ کی خبر دینے کو کہتے ہیں جو بذریعہ وحی والہام ہو اور ہم سب اس بات پر اتفاق رکھتے ہیں کہ شریعت قرآن شریف پر ختم ہوگئی ہے، صرف مبشرات یعنی پیش گوئیاں باقی ہیں۔“ (چشمہ معرفت: حصہ دوم، ص ۱۸۰، روحانی خزائن: ج ۲۳ ص ۱۸۹)

اعتراض:

”لانی بعدی“ کا یہ مطلب ہے کہ میرے مد مقابل اور مخالف ہو کر کوئی نبی نہیں

آسکتا، جیسا کہ حدیث ”فاولتھا کذا بین یخر جان بعدی“ سے ثابت ہو رہا ہے۔

جواب نمبر ۱:

”بعدی“ سے مراد ”میری بعثت کے بعد“ ہے خواہ زندگی میں ہو یا زندگی کے بعد، جیسا کہ قرآن مجید میں اسی لفظ کا استعمال ہوا ہے اور وہاں موت مراد نہیں بلکہ زندگی کے متعلق استعمال ہوا ہے، جیسے: ”بئس ما خلفتمونی من بعدی“ اور آیت ”وقفینا من بعده الرسل“ سے معلوم ہوتا ہے، کیونکہ حضرت موسیٰ کی زندگی ہی میں کئی نبی موجود تھے، نیز ”بعدی“ کا معنی خود مرزا نے ”زمانہ“ کا کیا ہے ”مقابلہ“ کا نہیں کیا۔

(کتاب البریہ: روحانی خزائن: ج ۱۳، ص ۲۱۷، ۲۱۸)

”کوئی نبی نبوت کے حقیقی معنوں کی رو سے آنحضرت ﷺ کے بعد تشریف لاوے۔“

(انجام آتھم: ص ۲۷، ۲۸ روحانی خزائن: ج ۱۱، ص ۲۷، حمامۃ البشری ص ۲۰، روحانی خزائن: ج ۷، ص ۲۰۰)

جواب نمبر ۲:

لفظ ”بعدی“ کا مخالفت یا مقابلہ کے معنی میں استعمال ہونے سے یہ لازم نہیں آتا کہ یہاں بھی یہی معنی مراد ہوں، اگر آپ میں ہمت ہو تو کسی قرینہ سے ثابت کریں کہ یہاں یہی معنی ہے یا کسی مسلم مجدد نے یہ معنی کئے ہوں۔

اقوال بزرگان بر اجرائے نبوت و جوابات آل

(۱) مرزائی جس قدر بزرگوں کے اقوال اجرائے نبوت کے ثبوت میں پیش کرتے ہیں، ان میں اکثر و بیشتر میں دجل و تلپیس سے کام لیا جاتا ہے، انہی بزرگوں کی ختم نبوت کے متعلق تصریحات موجود ہیں۔

(۲) جو عبارتیں مرزائی پیش کرتے ہیں، جن سے وہ نبوت جاری ثابت کرتے

ہیں ان تمام سے مقصد یہ ہے کہ ان کی تصریحات سے معلوم ہوتا ہے کہ ان کے نزدیک عیسیٰ علیہ السلام کی آمد ثانی چونکہ یقینی ہے اور وہ حضور ﷺ کی شریعت کے تابع ہوں گے، اس لئے وہ یوں کہہ دیتے ہیں کہ حضور ﷺ کے بعد کوئی ایسا نبی نہیں آ سکتا جو آپ کی شریعت کو منسوخ کرے بلکہ آپ کا تابع ہو کر آ سکتا ہے اس سے مراد ان کی صرف عیسیٰ علیہ السلام ہی ہوتے ہیں نہ یہ کہ کوئی قاعدے کے طور پر وہ پیش کرتے ہیں۔ تفصیل کیلئے علامہ خالد محمود کی کتاب ”عقیدۃ الأمتہ فی معنی ختم النبوة“ اور مولانا محمد نافع کا رسالہ ”ختم نبوت اور سلف صالحین“ ملاحظہ ہو۔

(۳) سلف صالحین کی جس قدر عبارتیں پیش کی جاتی ہیں ان کا مقصد یہ ہرگز نہیں کہ حضور کے بعد نبوت جاری ہے، بلکہ مرزا صاحب خود تسلیم کرتے ہیں کہ سلف صالحین محدثیت اور مجددیت کے قائل ہیں۔ مرزا نے اپنے مرنے سے ایک دن قبل ۲۵ مئی ۱۹۰۸ء بوقت ظہر ایک سرحدی پٹھان کے اعتراض کا جواب دیتے ہوئے کہا :

”میں کسی نئی نبوت کا قائل نہیں، بلکہ جس قسم کی نبوت کے قائل شیخ ابن العربی وغیرہ ہیں میں بھی اسی قسم کی نبوت کا قائل ہوں اور اس کی ضرورت ہے۔“

اور یہ بالکل واضح ہے کہ یہ حضرات مجددیت اور محدثیت کے قائل تھے، اگر یہ نبوت کے قائل ہوتے تو یہ لوگ اپنے پر ایمان لانے کی دعوت دیتے اور اپنے منکرین کو کافر کہتے، حالانکہ ان میں سے کوئی بھی بات نہیں ہے۔

﴿باب ششم﴾

صداقت مرزا پرادلہ اور ان کے جوابات دلیل اول:

”فقد لبثت فیکم عمراً من قبلہ.“ مرزائی کہتے ہیں کہ جس طرح نبی کریم ﷺ نے اپنی نبوت سے قبل کی زندگی جو کفار میں گزاری تھی کو بطور دلیل پیش کیا اسی طرح مرزا صاحب کی بھی نبوت سے قبل کی زندگی بے داغ ہے، بعد کی زندگی پر الزامات لگائے گئے، مگر چونکہ اس وقت مخالفت تھی اس لئے الزامات لگائے گئے، تو مرزا کی پہلی زندگی دیکھنے سے پتہ چلتا ہے کہ وہ بے داغ ہے اور مرزا صاحب خدا کے سچے نبی ہیں۔
جواب نمبر ۱:

نبی کی ساری زندگی پاک اور بے داغ ہوتی ہے، بعد کی زندگی سے بحث سے فرار اختیار کرنا اس پر دال ہے کہ اس کی زندگی میں ضرور کچھ کالا کالا ہے۔
جواب نمبر ۲:

مرزا نے اپنی پہلی زندگی میں انگریز کی عدالت میں مقدمہ لڑ کر وراثت حاصل کی، حالانکہ نبی کسی کا وارث نہیں ہو سکتا۔ ”نحن معشر الأنبياء لانرث ولا نورث“
جواب نمبر ۳:

آپ کا یہ صغریٰ اور کبریٰ ہی مسلم نہیں، یہ تو بالکل صحیح ہے کہ نبی کی نبوت سے

پہلے کی زندگی بھی پاک و صاف اور بے داغ ہوتی ہے اور دعوائے نبوت سے بعد کی زندگی بھی پاک و صاف ہوتی ہے لیکن یہ ضروری نہیں کہ جس کی پہلی زندگی پاک و صاف اور بے عیب ہو وہ نبی بھی ہو جائے، جس طرح نبی کیلئے ضروری ہے کہ وہ شاعر نہ ہو، وہ کسی سے لکھنا پڑھنا نہ سیکھے، جو جھوٹ نہ بولتا ہو لیکن یہ تو ضروری نہیں کہ جو شاعر نہ ہو یا لکھنا پڑھنا نہ جانتا ہو یا جھوٹ نہ بولتا ہو وہ نبی بھی ہو جائے۔
جواب نمبر ۴:

مرزا قادیانی نے خود تسلیم کیا ہے کہ انبیاء علیہم السلام کے سوا کوئی معصوم نہیں اور نہ میں معصوم ہوں، ملاحظہ ہو: ”لیکن افسوس کہ بنا لوی صاحب نے یہ نہ سمجھا کہ نہ مجھے اور نہ کسی انسان کو بعد انبیاء علیہم السلام کے معصوم ہونے کا دعویٰ ہے۔“

(کرامات الصادقین: ص ۵، روحانی خزائن: ج ۷، ص ۴۷)

جواب نمبر ۵:

مرزا قادیانی خود اقرار کرتا ہے کہ میں نے بہت عرصہ گم نامی کا گزارا ہے، کہتا ہے: ”یہ اس زمانہ کے الہام ہیں جس پر تیس برس سے زیادہ عرصہ گزر چکا ہے اور یہ تمام الہام ”براہین احمدیہ“ میں شائع ہو چکے ہیں جن کے شائع ہونے پر اب ۲۶ برس سے زیادہ عرصہ گزر گیا اور یہ وہ زمانہ تھا جس میں مجھے کوئی بھی نہیں جانتا تھا نہ کوئی موافق تھا نہ مخالف، کیونکہ میں اس زمانہ میں کچھ بھی چیز نہ تھا اور ایک أحد من الناس اور زاویہ گمنامی میں پوشیدہ تھا..... بلکہ اس قصبہ کے تمام لوگ اور دوسرے ہزار ہا لوگ جانتے ہیں کہ اس زمانہ میں درحقیقت میں اس مردہ کی طرح تھا جو قبر میں صد ہا سال سے مدفون ہو اور کوئی نہ جانتا ہو کہ یہ کس کی قبر ہے۔“

(تتبع حقیقت الوحی: ص ۲۷، ۲۸، روحانی خزائن: ج ۲۲، ص ۳۵۹، ۳۶۱)

جب مرزا قادیانی بقول اپنے ایسا گناہ تھا کہ اس کا نہ کوئی مخالف تھا نہ موافق بلکہ وہ ایک مردے کی طرح تھا جو صد ہا سال سے قبر میں مدفون ہو، تو اب ایسی زندگی کا بطور صفائی و دعویٰ پیش کرنا کیسے صحیح ہو سکتا ہے؟

جواب نمبر ۶: (ماں کی نافرمانی)

”بیان کیا مجھ سے والدہ صاحبہ نے کہ بعض بوڑھی عورتوں نے مجھ سے بیان کیا کہ ایک دفعہ بچپن میں حضرت صاحب نے اپنی والدہ سے روٹی کے ساتھ کچھ کھانے کو مانگا انہوں نے کوئی چیز شاید گڑ بتایا کہ یہ لے لو، حضرت نے کہا کہ میں یہ نہیں لیتا انہوں نے کوئی اور چیز بتائی، حضرت صاحب نے اس پر بھی وہی جواب دیا وہ اس وقت کسی بات پر چڑی ہوئی بیٹھی تھیں، سختی سے کہنے لگیں کہ جاؤ پھر راکھ سے روٹی کھاؤ، حضرت روٹی پر راکھ ڈال کر بیٹھ گئے اور گھر میں ایک لطیفہ ہو گیا۔“

ج (سیرۃ المہدی: حصہ اول، ص ۲۳۵، روایت ۲۳۵)

ہر عقل مند بخوبی سمجھ سکتا ہے کہ مرزا کی ماں کا مقصود ہرگز یہ نہیں تھا کہ تم سچ مچ راکھ ہی سے روٹی کھاؤ، بلکہ بطور زجر کہا گیا تھا اور جہاں اس حوالہ سے مرزا صاحب کی بے وقوفی ثابت ہو رہی ہے وہاں مرزا صاحب کی ماں کی نافرمانی بھی ثابت ہو رہی ہے۔ اب بتائیے کوئی نبی اپنی ماں کی نافرمانی کر سکتا ہے؟ اور وہ بھی معروف کام میں **جواب نمبر ۷:**

”بیان کیا مجھ سے حضرت والدہ صاحبہ نے کہ ایک دفعہ اپنی جوانی کے زمانہ میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام تمہارے دادا کی پنشن وصول کرنے گئے تو پیچھے پیچھے مرزا امام احمدین چلا گیا۔ جب آپ نے پنشن وصول کر لی تو وہ آپ کو پھسلا کر اور

دھوکہ دے کر بجائے قادیان لانے کے باہر لے گیا اور ادھر ادھر پھرتا رہا پھر جب اس نے سارا روپیہ اڑا کر ختم کر دیا تو آپ کو چھوڑ کر کہیں اور چلا گیا۔ حضرت مسیح موعود اس شرم سے واپس گھر نہیں آئے..... الخ۔“ (سیرۃ المہدی: حصہ اول، ص ۴۳، روایت نمبر ۴۹) ۲۹

واضح ہو کہ مرزا کی عمر اس وقت ۲۴/۲۵ سال تھی کیونکہ پیدائش (کتاب البریہ: ۵۹ ص ۱۵۹، روحانی خزائن: ج ۳، ص ۱۷۷) ۱۸۳۹ء یا ۱۸۴۰ء ہے اور تاریخ ملازمت (سیرۃ المہدی: ج ۳ ص ۱۵۴) ۱۸۶۴ء ہے۔ نیز واضح ہو کہ یہ پنشن کی رقم معمولی رقم نہ تھی بلکہ سات صد روپیہ تھی جو آجکل کے ساتھ لاکھ کے برابر ہو سکتی ہے۔

اب مرزا صاحب کی عمر کو ملحوظ رکھتے ہوئے اور اتنی خطیر رقم کو بھی ذہن میں رکھتے ہوئے خط کشیدہ الفاظ پر غور فرمائیں کہ آخر اتنی رقم کہاں کہاں خرچ ہوئی؟ کیا حضرت صاحب اس وقت بچے تھے کہ امام دین آپ کو بہلا پھسلا کر اور دھوکہ دے کر کہیں اور لے گیا اور ادھر ادھر پھرانے کا کیا مطلب ہے؟ اگر مرزا صاحب اتنے بھولے اور چھوٹے تھے تو گھر والوں نے اتنی بڑی رقم لینے کیلئے انہیں کیوں بھیجا؟ ذرا غور فرمائیں! کہ یہ لفظ کہاں کہاں کی غمازی کرتا ہے؟ پھر سوچیں! کہ یہ روپیہ کوئی نیک کام میں خرچ نہیں ہوا بلکہ ”اڑا یا گیا“ اور اڑانا وہاں ہی بولا جاتا ہے جہاں کار خیر نہ ہو۔ ہم مرزائیوں سے سوال کرتے ہیں کہ آپ اس سات صد روپے کا حساب دیں کہ کہاں خرچ ہوا؟ بصورت دیگر آپ کے نبی کی عصمت باقی نہیں رہتی اور آپ کا دعویٰ باطل ہو جاتا ہے کہ مرزا صاحب کی نبوت سے قبل کی زندگی بالکل بے داغ تھی۔

جواب نمبر ۸:

نبی کریم ﷺ نے سب سے پہلے اپنے گھر کے آدمیوں کو بلا کر ان کے

سرمے اپنی صفائی کا اعلان کیا انہوں نے یک زبان ہو کر اعلان کیا کہ ”جربناك مراراً فما وجدنا فيك إلا صدقاً“ یعنی ہم نے آپ کو بار بار آزمایا پس ہم نے تجھ میں سچائی کے سوا کچھ نہیں پایا۔ اس کے برعکس مرزا قادیانی اپنی صفائی میں مولوی محمد حسین پیش کرتا ہے جو کہ کچھ تھوڑا عرصہ اس کے ساتھ رہا تھا، حالانکہ وہ مرزا قادیانی کے شہر کارہنے والا بھی نہ تھا۔ حضور اکرم ﷺ کی صفائی تو آپ کے قبیلے کے سردار ابوسفیان نے ہر قل بادشاہ کے سامنے اس وقت پیش کی تھی جبکہ ابھی انہوں نے اسلام قبول نہیں کیا تھا اور اسی طرح حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا جو آپ کی رفیقہ حیات تھیں، انہوں نے آپ کی پہلی زندگی کی صفائی پیش کی، جبکہ آپ کی طرف پہلی دفعہ جبرائیل امین آئے تھے اور آپ ﷺ کی آخری زندگی کی صفائی حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا پیش کر رہی ہیں فرماتی ہیں ”کان خلقه القرآن“ آپ کا اخلاق قرآن ہے۔

اب مرزا قادیانی کی بیویوں کی گواہی و حالت سنیں، مرزا قادیانی اپنی پہلی بیوی فضل احمد اور سلطان احمد کی ماں المعروف ”بھجے دی ماں“ سے فضل احمد کی پیدائش کے بعد تقریباً ۳۳ سال عملاً مجرور رہا، نہ اسے طلاق دی اور نہ ہی اسے بیوی کی طرح بسایا بلکہ عملاً مجرورہ کراۓت کریمہ ”ولا تذروها كالمعلقة“ کی صریح مخالفت کی اس طرح ”عاشروهن بالمعروف ولا تميلواكل الميل“ کی بھی صریح مخالفت ہوئی۔

حوالہ نمبر ۱:

”بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ حافظ نور محمد صاحب متوطن فیض اللہ چک نے مجھ سے بیان کیا کہ حضرت مسیح موعودؑ کوئی دفعہ فرمایا کرتے تھے کہ سلطان احمد (مرزا سلطان احمد صاحب) ہم سے سولہ سال چھوٹا ہے اور فضل احمد بیس برس اور اس کے بعد ہمارا اپنے

گھر سے کوئی تعلق نہیں رہا۔“

حوالہ نمبر ۲:

”بیان کیا مجھ سے حضرت والدہ صاحبہ نے کہ حضرت مسیح موعود کو اوائل سے ہی مرزا فضل احمد کی والدہ سے جن کو لوگ عام طور پر ”بھجے دی ماں“ کہا کرتے تھے بے تعلقی سی تھی، جس کی وجہ یہ تھی کہ حضرت صاحب کے رشتہ داروں کو دین سے سخت بے رغبتی تھی اور ان کا ان کی طرف میلان تھا اور وہ اسی رنگ میں رنگین تھیں اس لئے حضرت مسیح موعود نے ان سے مباشرت ترک کر دی تھی۔“ (سیرۃ المہدی: حصہ اول، ص ۳۳، ۳۴، روایت ۴۱)

۳۹۱، ۳۹۵

اس حوالہ کی چند سطور کے بعد لکھا ہے ”حتیٰ کہ محمدی بیگم کا سوال اٹھا اور آپ کے رشتہ داروں نے مخالفت کر کے محمدی بیگم کا نکاح دوسری جگہ کر دیا اور فضل احمد کی والدہ نے (مرزا کی دوسری بیوی) ان سے قطع تعلق نہ کیا بلکہ ان کے ساتھ رہیں، تب حضرت صاحب نے ان کو طلاق دے دی۔“ (سیرۃ المہدی: حصہ اول، ص ۳۴، روایت ۴۱)

۱۹۱

نوٹ:

مرزا نے دوسری شادی نصرت جہاں بیگم سے ۱۸۸۴ء میں کی تھی اور بھجے کی ماں کو ۱۸۹۲ء میں طلاق دی تھی اور ۱۸۹۲ء میں محمدی بیگم کا نکاح سلطان احمد سے ہوا۔

دلیل ثانی:

قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ نے یہ ارشاد فرمایا: ”وَلَوْ تَقَوَّلَ عَلَيْنَا بَعْضُ الْأَقَاوِيلِ لَأَخَذْنَا مِنْهُ بِالْيَمِينِ ثُمَّ لَقَطَعْنَا مِنْهُ الْوَتِينَ“. ترجمہ: اگر محمد مصطفیٰ ﷺ مجھ پر کوئی جھوٹا افتراء باندھیں، میں ان کی شہ رگ کاٹ کر ہلاک کر دیتا۔

۱۷ سے ثابت ہوا کہ اگر مرزا قادیانی خدا تعالیٰ پر جھوٹا افتراء کرتا تھا تو اسے ۲۳ سال کے اندر اندر ہلاک کر دیا جاتا اور اسکی شہ رگ کاٹ دی جاتی کیونکہ نبی اکرم ﷺ دعویٰ نبوت کے بعد ۲۳ سال تک بقید حیات رہے۔

جواب نمبر ۱:

اس آیت کا سیاق و سباق دیکھیں تو بات واضح ہو جائے گی کہ اللہ تعالیٰ کا یہ ارشاد کسی قاعدہ کلیہ کے طور پر نہیں بلکہ یہ قضیہ شخصہ ہے اور صرف حضور ﷺ کے متعلق یہ بات کہی جا رہی ہے اور یہ بھی اس بناء پر کہ بائبل میں موجود تھا کہ اگر آنے والا پیغمبر اپنی طرف سے کوئی جھوٹا الہام یا نبوت کا دعویٰ کرے تو وہ جلد ماریا جائے گا:

”میں ان کیلئے ان ہی بھائیوں میں سے تیری مانند ایک نبی برپا کروں گا اور اپنا کلام اس کے منہ میں ڈالوں گا اور جو کچھ اسے حکم دوں گا، وہی ان سے کہے گا اور جو کوئی میری باتوں کو جن کو وہ میرا نام لے کر کہے گا نہ سنے تو میں ان کا حساب ان سے لوں گا، لیکن جو نبی گستاخ بن کر کوئی ایسی بات میرے نام سے کہے جس کے کہنے کا میں نے اس کو حکم نہیں دیا اور معبودوں کے نام سے کچھ کہے تو وہ نبی قتل کیا جائے۔“

(کتب استثناء: ۲۰ تا ۱۸)

جواب نمبر ۲:

اگر مرزا قادیانی اور اس کے متبعین کے اس اصول کو تسلیم کر لیا جائے تو کئی سچے نبی معوذ باللہ جھوٹے بن جائیں گے اور کئی جھوٹے نبی سچے ہو جائیں گے۔

حضرت یحییٰ اور ان کے علاوہ کئی اور اسرائیلی پیغمبر بہت تھوڑی عمر میں یعنی

۲۳ سال کی مدت کے اندر اندر شہید کر دیے گئے۔ مرزا کے اصول کے مطابق یحییٰ

نگے گا، پہلے مرزا کے سچائی ہونے کا ثبوت پیش کرو۔

مرزائی عذر:

مرزا پر جب علماء نے اعتراض کیا کہ بعض ایسے مفتری بھی ہیں جو ۲۳ سال کے اندر اندر ہلاک نہ ہوئے، جیسے اکبر بادشاہ اور روشن دین جالندھری وغیرہ۔ اگر ۲۳ سال کے اندر ہلاک ہونا ضروری ہے تو یہ حضرات جنہوں نے نبوت کے جھوٹے دعوے کیے تھے ۲۳ سال کے اندر اندر ہلاک کیوں نہ ہوئے؟

تو مرزا قادیانی نے اس کا یہ جواب دیا کہ جن جھوٹوں کے آپ نام پیش کرتے ہیں آپ ثابت کریں کہ انہوں نے نبوت کا دعویٰ بھی کیا ہو اور اپنے پرہیزی نازل ہونے کا بھی دعویٰ کیا ہو پھر وہ ۲۳ سال تک زندہ رہے ہوں۔ کیونکہ ہماری تمام بحث وحی نبوت میں ہے (مطلق دعوے میں نہیں۔ ناقل)۔

(ضمیمہ اربعین ۲۳ ص ۱۱، روحانی خزائن ج ۱ ص ۱۷۷، ضمیمہ کلاذیہ ص ۶۲۲، روحانی خزائن ج ۱ ص ۱۷۷)

”اس مقام سے ثابت ہوتا ہے کہ خدا تعالیٰ کی تمام پاک کتابیں اس بات پر متفق ہیں کہ جھوٹا نبی ہلاک کیا جاتا ہے اب اس کے مقابل یہ پیش کرنا کہ اکبر بادشاہ نے نبوت کا دعویٰ کیا یا روشن دین جالندھری نے دعویٰ کیا یا کسی اور شخص نے دعویٰ کیا اور وہ ہلاک نہیں ہوئے یہ دوسری حماقت ہے جو ظاہر کی جاتی ہے، بھلا اگر یہ سچ ہے کہ ان لوگوں نے نبوت کے دعوے کیے اور ۲۳ برس تک ہلاک نہ ہوئے تو پہلے ان لوگوں کو خاص تحریر سے ان کا دعویٰ ثابت کرنا چاہیے اور وہ الہام پیش کرنا چاہیے جو الہام انہوں نے خدا کے نام پر لوگوں کو سنایا یعنی یہ کہا کہ ان لفظوں کے ساتھ میرے پرہیزی نازل ہوئی ہے کہ میں خدا کا رسول ہوں اصل لفظ ان کی وحی کے کامل ثبوت کے ساتھ

پیش کرنے چاہئیں، کیونکہ ہماری تمام بحث وحی نبوت میں ہے۔“
الجواب:

یہ عبارت ہمارے حق میں ہے کیوں کہ اگر تمام بحث وحی نبوت میں مانی جائے تو مرزا نے ۱۹۰۱ء میں دعویٰ کیا اور ۱۹۰۸ء میں مر گیا اور اپنی تحریر سے اس کے کذب پر مہر لگ گئی۔

۔ الجھا ہے پاؤں یا رکازلف دراز میں

لو آپ اپنے دام میں صیاد آگیا

دلیل ثالث:

پیغمبر خدا ﷺ نے فرمایا کہ مہدی کی نشانی یہ ہے کہ اس کے زمانہ میں رمضان المبارک کے مہینہ میں چاند اور سورج گرہن ہوگا یہ نشان مرزا قادیانی پر پورا ہوتا ہے، جس سے ثابت ہوا کہ مرزا قادیانی حدیث نبوی کے مطابق سچا مہدی ہے۔
(ہقیقۃ الوحی: ص ۱۹۴، روحانی خزائن: ج ۲۲، ص ۲۰۲)

جواب نمبر ۱:

قادیانی جس روایت کو حدیث نبوی بنا کر پیش کرتے ہیں یہ سراسر جھوٹ ہے، پیغمبر خدا پر بہتان عظیم ہے اور صریح دھوکہ ہے۔ یہ حدیث رسول نہیں بلکہ امام محمد باقر کا قول ہے جو دارقطنی نے اپنی کتاب میں نقل کیا ہے۔

جواب نمبر ۲:

امام محمد باقر کا یہ قول سند کے لحاظ سے انتہائی ساقط اور مردود ہے یہ قول بمع سند، یوں ہے: ”عن عمرو بن شمر عن جابر عن محمد بن علی قال:

إن لمهديننا آيتين لم تكونا منذ خلق السموات والأرض
تنكسف القمر لأول ليلة من رمضان وتنكسف الشمس في
النصف منه ولم تكونا منذ خلق الله السموات والأرض.

(دارقطنی: ج ۱، الجزء الثاني، ص ۴۵، طبع دار الفکر)

اس عبارت میں پہلا راوی عمرو بن شمر ہے جس کے متعلق میزان الاعتدال
میں لکھا ہے: ”لیس بشیء زائع، کذاب، رافضی، یشتبہ الصحابة
ویروی الموضوعات عن الثقات، منکر الحدیث، لایکتب
حدیثه، متروک الحدیث۔“

(میزان الاعتدال: ج ۳، ص ۳۶۸، ۳۶۹، دار المعرفہ)
علامہ شمس الدین ذہبی جو بن رجال کے امام ہیں وہ اس راوی کی مذمت میں
نوجملے لکھتے ہیں جن سے واضح ہوتا ہے کہ اس راوی کی روایت ہرگز قابل اعتبار نہیں۔
دوسرا راوی ہے جابر، اس نام کے بہت سے راوی ہیں جن میں ایک جابر
بھٹی ہے جس کے متعلق امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ مجھے جس قدر جھوٹے
لوگ ملے ہیں، جابر بھٹی سے زیادہ جھوٹا کوئی نہیں ملا۔

تیسرا راوی محمد بن علی ہے، اس نام کے بہت سے راوی گذرے ہیں اس کی
کوئی دلیل نہیں کہ اس محمد بن علی سے مراد محمد باقر ہی ہوں۔ کیونکہ عمرو بن شمر کی عادت
تھی ”یروی الموضوعات عن الثقات“ کہ وہ موضوع روایت ثقہ راویوں کی
طرف منسوب کر کے روایت کیا کرتا تھا۔ جس روایت کی سند کا یہ حال ہو وہ کیسے قابل
حجت ہو سکتی ہے۔

جواب نمبر ۳:

بفرض محال اگر اسے امام محمد باقر کا صحیح قول مان لیا جائے تو مرزا قادیانی پھر بھی جھوٹا ہے کیونکہ مرزا قادیانی کے زمانہ میں رمضان کی جن تاریخوں میں یہ گرہن لگا تھا وہ اس قول کے مطابق نہیں ہے۔ مرزا قادیانی کے زمانہ میں رمضان کی تیرہ تاریخ کو چاند گرہن اور اٹھائیس تاریخ کو سورج گرہن لگا تھا۔ حالانکہ اس قول کے مطابق مہدی کی نشانی یہ ہے کہ اس زمانہ میں چاند گرہن رمضان المبارک کی پہلی تاریخ کو اور سورج گرہن پندرہ تاریخ کو لگے گا۔

مرزائی عذر:

قانون قدرت یہ ہے کہ چاند گرہن ہمیشہ تیرہ، چودہ، پندرہ چاند کی تاریخوں میں سے کسی ایک تاریخ میں لگتا ہے اور سورج گرہن چاند کی ستائیس، اٹھائیس اور انتیس میں سے کسی ایک تاریخ کو لگتا ہے۔ آج تک چاند کی پہلی تاریخ میں چاند گرہن اور پندرہ تاریخ میں سورج گرہن نہیں لگا۔ لہذا امام محمد باقرؑ کے قول میں ”لأول ليلة من رمضان“ سے مراد گرہن کی ان راتوں میں سے پہلی رات یعنی تیرہویں کی رات مراد ہے اور ”فی النصف منه“ سے مراد سورج گرہن کی تین تاریخوں میں سے درمیانی تاریخ یعنی اٹھائیس مراد ہے اور مرزا صاحب کے زمانہ میں رمضان کی تیرہ کو چاند گرہن اور اٹھائیس کو سورج گرہن لگا تو یہ گرہن امام محمد باقرؑ کے قول کے مطابق ہو گیا۔

جواب نمبر ۱:

روایت کے الفاظ اس بے ہودہ تاویل کے ہرگز متحمل نہیں ہو سکتے۔ آپ

نے فرمایا ”لأول ليلة من رمضان“ نہ کہ ”اول ليلة من ليالى الكسوف“۔ تیرہ رمضان کو کوئی اہمق بھی اول رمضان نہیں کہتا اور نہ ہی ”فی النصف منہ“ سے اٹھائیس تاریخ مراد لی جاسکتی ہے۔ اٹھائیس تاریخ ہستائیس، اٹھائیس، اسیس تاریخوں میں درمیانی کہلا سکتی ہے، ان تاریخوں کی نصف نہیں ہو سکتی، اور نہ ہی کوئی اہمق اٹھائیس تاریخ کو نصف رمضان کہہ سکتا ہے۔

جواب نمبر ۲:

مرزا قادیانی کی یہ تاویل اس لئے بھی باطل ہے کہ اس قول میں دو مرتبہ یہ جملہ آیا ہے: ”لم تكونا منذ خلق الله السموات والأرض“ یعنی ہمارے مہدی کے یہ دونشان ایسے ہوں گے کہ جب سے آسمان وزمین بنے ہیں تب سے ایسے نشان ظاہر نہیں ہوئے ہوں گے۔

یہ قول اسی صورت میں صحیح ہو سکتا ہے کہ جب اسے ظاہری الفاظ کے مطابق رکھا جائے، اول ”ليلة“ سے یکم رمضان اور ”نصف منہ“ سے پندرہ رمضان مراد لی جائے، کیونکہ جب سے آسمان وزمین بنے ہیں ان تاریخوں میں چاند اور سورج ک کو بھی گرہن نہیں لگا۔ تیرہ رمضان کو چاند گرہن اور اٹھائیس رمضان کو سورج گرہن مرزا قادیانی سے قبل ہزاروں مرتبہ لگ چکا ہے، مرزا سے قبل ۴۵ سال کے عرصہ میں تین مرتبہ رمضان کی انہی تاریخوں میں گرہن لگ چکا ہے۔ مسٹر کیتھ کی کتاب ”ویوز آف ڈی گلوبز“ اور ”حدائق النجوم“ میں اٹھارہ سو ایک سے لے کر ۱۹۰۰ء تک ایک صدی کے گرہنوں کی فہرست دی گئی ہے جس میں سے ۴۵ سالوں کی فہرست اس کتاب یعنی ”شہادت آسمانی“ مولفہ مولانا سید ابوالاحمد رحمانی میں صفحہ ۱۵ سے ۲۲ تک

درج ہے۔

ایک اہم قاعدہ:

انسائیکلو پیڈیا برٹانیکا کی ۲۷ ویں جلد میں گرہن کے متعلق حضرت عیسیٰ علیہ السلام سے سات سو تریسٹھ برس پہلے سے ۱۹۰۱ء تک کا تجربہ لکھا ہے جس کے بعد وہ لکھتے ہیں کہ ہر ثابت شدہ یا مانا ہوا گہن ۲۲۳ برس قبل اور بعد اس قسم کا گہن ہوتا ہے یعنی وہ مانا ہوا گہن جس وقت اور جس مہینہ میں جس طور کا ہوگا ۲۲۳ برس سے قبل اور بعد بھی ان ہی خصوصیات کے ساتھ ویسا ہی دوسرا گہن ہوگا۔ اب اس حساب کی روشنی میں آپ غور کریں! جب ۱۲۶ھ سے ۱۳۱۲ھ تک چھیالیس برس میں تین مرتبہ گرہنوں کا اجتماع رمضان کی تیرہ اور اٹھائیس کو ہوا، اس قاعدے کو جاری کر کے دیکھا جائے کہ کس وقت میں گرہنوں کا اجتماع رمضان کی تیرہ اور اٹھائیس کو ہوا ہے۔ ذیل میں اس کا حساب پیش کر کے چند مدعیوں کے نام جو میرے علم میں ہیں پیش کئے جاتے ہیں، اس واقع میں کتنے ہوئے ہیں اس سے زیادہ ماہرین تاریخ جان سکتے ہیں۔

(۱) ۱۱ھ مطابق ۳۶ء رمضان کی تیرہ اور اٹھائیس تاریخوں کو گرہن لگا اور اس وقت ظریف نامی بادشاہ مدعی موجود تھا، یہ صاحب شریعت نبی ہونے کا مدعی تھا، ۱۲۶ھ میں مراٹوا اس کا بیٹا صالح بادشاہ ہوا۔

(۲) ۳۳۶ھ مطابق ۹۵۹ء رمضان کی انہی تاریخوں میں گرہن لگا، اس وقت ابو منصور

عیسیٰ مدعی نبوت موجود تھا، تفصیل کے لئے کتاب ”دوسری شہادت آسمانی: ص ۸۳، ۸۴“ ملاحظہ فرمائیں۔ دوسرے نقشے کے مطابق پہلا گرہن ۱۶۱ھ مطابق ۷۷۹ء

رمضان کی انہی تاریخوں میں لگا۔ اس وقت صالح نامی مدعی نبوت موجود تھا اور اس

صالح کے زمانہ میں مرزا قادیانی کی طرح دو مرتبہ رمضان کی ان تاریخوں میں گرہن لگا ہے یعنی ۱۶۱ھ اور ۱۶۲ھ کا ظہور ہندوستان میں نہ ہوا بلکہ امریکہ میں ہوا، اس وقت ”مسٹر ڈوئی“ وہاں مسیح موعود ہونے کا جھوٹا مدعی تھا۔

(۳) اس کے بعد ایک گرہن ۱۶۲ھ مطابق ۷۸۰ء میں لگا جس میں صالح مدعی تھا اور دوسرا گرہن ۱۳۱۲ھ مطابق ۱۸۹۵ء میں لگا جس میں مرزا قادیانی جھوٹا مدعی نبوت تھا۔ اس نقشہ کا خلاصہ یہ ہے کہ ۳۵ سال میں سورج گرہن اور چاند گرہن تین مرتبہ رمضان المبارک میں اکٹھے لگے، تاریخیں حسب ذیل ہیں:

پہلا اجتماع:

پہلا چاند گرہن ۱۳ رمضان ۱۲۶۷ھ مطابق ۱۳ جولائی ۱۸۵۱ء اور سورج گرہن ۲۸ جولائی ۱۸۵۱ء مطابق ۲۸ رمضان ۱۲۶۷ھ کو لگا۔

دوسرا اجتماع:

چاند گرہن ۲۱ مارچ ۱۸۹۳ء مطابق ۱۳ رمضان ۱۳۱۱ھ، سورج گرہن ۶ اپریل ۱۸۹۳ء مطابق ۲۸ رمضان ۱۳۱۱ھ

تیسرا اجتماع:

چاند گرہن ۱۱ مارچ ۱۸۹۵ء مطابق ۱۳ رمضان ۱۳۱۲ھ اور سورج گرہن ۲۶ مارچ ۱۸۹۵ء مطابق ۲۸ رمضان ۱۳۱۲ھ۔

واضح رہے کہ ان ۳۵ سالوں میں صرف مرزا قادیانی ہی نہیں بلکہ اور بھی مسیح یابی ہونے کے مدعی موجود تھے جس کی تفصیل کتاب ”دوسری شہادت آسمانی“ میں

دیکھی جاسکتی ہے۔

﴿خلاصہ بحث﴾

ہر ایک ذی علم سمجھتا ہے کہ اگر اس اجتماع کو نشان قرار دیا جائے گا تو صرف ایک نشان ثابت ہوگا اور حدیث میں نہایت صاف طور سے دونشانوں کی پیش گوئی کی گئی ہے اور ہر ایک نشان کو بے نظیر کہا ہے۔ اس لئے اگر ۱۳ اور ۲۸ رمضان کو گہن ہونا نشان ہے تو حدیث کے بموجب ہر ایک گہن کو نشان ہونا چاہیے اور ہر ایک کو بے نظیر ہونا چاہیے، مگر مذکورہ فہرست سے ظاہر ہے کہ ۹۰ برس کے عرصہ میں چاند گرہن رمضان کی ۱۳ تاریخ کو پانچ مرتبہ یعنی ۱۲۶۳ھ، ۱۲۶۷ھ، ۱۲۹۱ھ، ۱۳۱۰ھ، ۱۳۱۱ھ، ۱۳۱۲ھ ہوا ہے۔ اور سورج گرہن اٹھائیس رمضان کو ۴۶ برس میں چھ مرتبہ ہوا ہے، اور ان دونوں کا اجتماع ان تاریخوں میں تین مرتبہ ہوا۔ پھر کیا ایسے ہی گہن نشان و معجزہ ہو سکتے ہیں؟ ذرا ہوش کر کے جواب دو! (دوسری شہادت آسانی: ص ۱۴، حاشیہ ۲)

پینتالیس برس کی قلیل مدت میں گہنوں کا نقشہ

تاریخ	چاند گرہن	سورج گرہن	۱۸۵۱	۱۲۶۷	جولائی ۱۳	۱۳	۱۲۶۳	۲۸	۱۲۹۱	۱۳۱۰	۱۳۱۱	۱۳۱۲
۱	چاند	جزئی	۱۸۵۱	۱۲۶۷	جولائی ۱۳	۱۳	۱۲۶۳	۲۸	۱۲۹۱	۱۳۱۰	۱۳۱۱	۱۳۱۲
۲	چاند	جزئی	۱۸۹۴	۱۳۱۱	مارچ ۲۱	۱۲	۱۲۶۳	۲۸	۱۲۹۱	۱۳۱۰	۱۳۱۱	۱۳۱۲
۳	چاند	کلی	۱۸۹۵	۱۳۱۲	مارچ ۱۱	۱۳	۱۲۶۳	۲۸	۱۲۹۱	۱۳۱۰	۱۳۱۱	۱۳۱۲

﴿ متفرقات ﴾

(۱) بیان کیا مجھ سے والدہ صاحبہ نے کہ ایک دفعہ حضرت صاحب سنا تے تھے کہ جب میں بچہ ہوتا تھا، ایک دفعہ بعض بچوں نے مجھے کہا کہ جاؤ، گھر سے بیٹھالادو، میں گھر میں آیا اور بغیر کسی سے پوچھنے کے ایک برتن میں سے سفید بورا (چینی) اپنی جیبوں میں بھر کر باہر لے گیا اور راستہ میں ایک مٹھی بھر کر منہ میں ڈال لی بس پھر کیا تھا میرا دم رک گیا اور بڑی تکلیف ہوئی کیونکہ معلوم ہوا کہ جسے میں نے سفید بورا سمجھ کر جیبوں میں

بھرا تھا وہ بورا نہ تھا بلکہ پسا ہوا نمک تھا۔ (سیرۃ المہدی: حصہ اول، ص ۲۳۴، روایت نمبر ۲۳۴) ۵

(۲) براہین احمدیہ کی ابتدا میں مرزا کے ایک مرید معراج الدین عمر مرزائی نے مرزا صاحب کے حالات لکھے ہیں، لکھتا ہے: ”اگر کبھی اتفاق سے ان سے (مرزا کے والد سے) کوئی دریافت کرتا کہ مرزا غلام احمد کہاں ہے تو وہ یہ جواب دیتے کہ مسجد میں جا کر سقاوہ کی ٹوٹی میں تلاش کرو اگر وہاں نہ ملے تو مایوس ہو کر واپس مت آنا، مسجد کے اندر چلے جانا اور وہاں کسی گوشہ میں تلاش کرنا اگر وہاں بھی نہ ملے تو پھر بھی ناامید ہو کر لوٹ مت آنا، کسی صف میں دیکھنا کہ کوئی اسکو پلیٹ کر کھڑا کر گیا ہوگا، کیونکہ وہ تو زندگی میں مرا ہوا ہے اور اگر کوئی اسے صف میں پلیٹ دے تو وہ آگے سے حرکت بھی نہیں کرے گا۔ آپ کو شیرینی سے بہت پیار ہے اور مرض بول بھی عرصہ سے آپ کو لگی ہوئی ہے اس زمانہ میں آپ مٹی کے ڈھیلے بعض وقت جیب میں رکھتے تھے اور اسی جیب میں گڑ کے ڈھیلے بھی رکھ لیا کرتے تھے، اسی قسم کی اور بھی بہت سی باتیں ہیں جو اس بات پر شاہد ناطق ہیں کہ آپ کو اپنے یار ازل کی محبت میں ایسی محویت تھی کہ جس

کے باعث سے اس دنیا سے بالکل بے خبر ہو رہے تھے۔“

- ۲۵ (حالات مرزا از معراج الدین، ملحقہ براہین احمدیہ: ص ۶۷، طبع قدیم)
- (۳) ”ایک دفعہ کوئی شخص آپ کیلئے گرگابی لے آیا اور آپ نے پہن لی مگر اسکے لئے سیدھے پاؤں کا آپ کو پتہ نہیں چلتا تھا، کئی دفعہ اٹی پہن لیتے تھے..... والدہ صاحبہ نے فرمایا کہ میں نے آپ کی سہولت کے واسطے لئے سیدھے پاؤں کی شناخت کیلئے نشان لگا دیے تھے مگر باوجود اسکے آپ الناسیدھا پہن لیتے تھے۔“ (سیرۃ المہدی: ص ۶۷، حصہ اول، روایت ۸۳)
- ۲۶ (۴) بارہا دیکھا گیا کہ بٹن اپنا کاج چھوڑ کر دوسرے ہی میں لگے ہوئے ہوتے تھے بلکہ صدری کے بٹن کوٹ کے کاجوں میں لگائے گئے دیکھے گئے۔

- ۲۷ (سیرۃ المہدی: حصہ دوم، ص ۱۲۶، روایت ۴۴۴)
- (۵) ڈاکٹر میر محمد اسماعیل صاحب نے مجھ سے بیان کیا کہ حضرت مسیح موعود اپنی جسمانی عادات میں ایسے سادہ تھے کہ بعض دفعہ جب حضور جراب پہنتے تھے تو بے تو جہی کے عالم میں اسکی ایڑی پاؤں کے تلے کی طرف نہیں بلکہ اوپر کی طرف ہو جاتی تھی اور بارہا ایک کاج کا بٹن دوسرے کاج میں لگا ہوتا تھا اور بعض اوقات کوئی دوست حضور کے گرگابی ہدیہ لاتا تو آپ بسا اوقات دایاں پاؤں بائیں میں ڈال لیتے تھے اور بائیں دائیں میں، چنانچہ اس تکلیف کی وجہ سے آپ دیسی جوتی پہنتے تھے۔ اسی طرح کھانا کھانے کا یہ حال تھا کہ خود فرمایا کرتے تھے کہ ہمیں تو اس وقت پتہ لگتا ہے کہ کیا کھا رہے ہیں جب کھاتے کھاتے کوئی کنکر وغیرہ کا ریزہ دانت کے نیچے آ جاتا۔

- ۲۸ (سیرۃ المہدی: حصہ دوم، ص ۵۸، روایت ۳۷۵)
- (۶) بارہا جراب اس طرح پہن لیتے کہ پیر پڑھیک نہ چڑھتی کبھی تو سرا آگے لٹکتا رہتا

اور کبھی جراب کی ایڑی کی جگہ پیر کی پشت پر آ جاتی کبھی ایک جراب سیدھی دوسری الٹی
اگر جراب کہیں سے پھٹ جاتی تو بھی مسح جائز رکھتے..... جوتی اگر تنگ ہوتی تو ایڑی
بٹھا لیتے۔ (سیرۃ الہدی: حصہ دوم، ص ۱۲۷، ۱۲۸ روایت ۳۳۳)

مرزائی عذر:

مرزائی ان روایات کا جواب یہ دیتے ہیں کہ یہ ان کی سادگی پر دلالت کرتی
ہیں، اب ذرا دوسرا رخ ملاحظہ فرمائیں! کہ وہ کس قدر ماہر تھا۔

”بیان کیا مجھ سے میاں عبداللہ صاحب سنوری نے کہ مدت کی بات ہے جب
میاں ظفر احمد صاحب کپور تھلوی کی پہلی بیوی فوت ہو گئی اور ان کو دوسری بیوی کی تلاش
ہوئی تو ایک دفعہ حضرت صاحب نے ان سے کہا کہ ہمارے گھر میں دولڑکیاں رہتی ہیں
ان کو میں لاتا ہوں، آپ ان کو دیکھ لیں پھر ان میں سے جو آپ کو پسند ہو اس سے آپ کی
شادی کر دی جائے۔ چنانچہ حضرت صاحب گئے اور ان دولڑکیوں کو بلا کر کمرہ کے باہر کھڑا
کر دیا اور پھر اندر آ کر کہا کہ وہ باہر کھڑی ہیں آپ چک کے اندر سے دیکھ لیں، چنانچہ
میاں ظفر احمد صاحب نے ان کو دیکھ لیا، پھر حضرت صاحب نے ان کو رخصت کر دیا، اس
کے بعد میاں ظفر صاحب سے پوچھنے لگے کہ اب بتاؤ! کون سی لڑکی پسند ہے وہ نام تو کسی
کا جانتے نہ تھے اس لیے انہوں نے کہا کہ جس کا منہ لمبا ہے وہ اچھی ہے، اس کے بعد
حضرت صاحب نے میری رائے لی، میں نے عرض کیا کہ حضور میں نے تو نہیں دیکھا
، پھر آپ خود فرمانے لگے کہ ہمارے خیال میں تو دوسری لڑکی بہتر ہے جس کا منہ گول ہے،
پھر فرمایا جس شخص کا چہرہ لمبا ہوتا ہو وہ بیمار ہی وغیرہ کے بعد عموماً بد نما ہو جاتا ہے لیکن گول

چہرہ کی خوبصورتی قائم رہتی ہے۔ (سیرۃ المہدی: حصہ اول، ص ۲۵۹، روایت نمبر ۲۶۸)

۱۷

غیر محرم عورتیں اور مرزا قادیانی

تصویر کا ایک رخ

(۱) ہمارے سید و مولیٰ افضل الانبیاء خیر الاصفیاء محمد مصطفیٰ ﷺ کا تقویٰ دیکھئے! کہ وہ ان عورتوں کے ہاتھ سے بھی ہاتھ نہیں ملاتے تھے جو پاک دامن اور نیک بخت ہوتی تھیں اور بیعت کر لینے کے لئے آتی تھیں بلکہ دور بٹھا کر تلقین توبہ کرتے تھے۔

۱۸

(نور القرآن: ج ۲، ص ۷۷، روحانی خزائن: ج ۹، ص ۴۴۹)

(۲) بسم اللہ الرحمن الرحیم: مولوی شیر علی صاحب نے مجھ سے بیان کیا کہ ایک دفعہ ڈاکٹر محمد اسماعیل خاں صاحب مرحوم نے حضرت مسیح موعود سے عرض کیا کہ میرے ساتھ شفا خانہ میں ایک انگریز لیڈی ڈاکٹر کام کرتی ہے اور وہ ایک بوڑھی عورت ہے، وہ کبھی کبھی میرے ساتھ مصافحہ کرتی ہے اس کے متعلق کیا حکم ہے۔ حضرت صاحب نے فرمایا کہ یہ تو جائز نہیں ہے آپ کو عذر کر دینا چاہیے کہ ہمارے مذہب میں یہ جائز نہیں۔ (سیرۃ المہدی: حصہ دوم، ص ۷۶، روایت ۴۰۱)

۱۹

(۳) ”عورتوں کو چاہیے کہ اپنے خاوندوں کا مال نہ چروائیں اور نامحرم سے اپنے تئیں بچاویں اور یاد رکھنا چاہیے کہ بغیر خاوند اور ایسے لوگوں کے جن کے ساتھ نکاح جائز نہیں اور جتنے مرد ہیں ان سے پردہ کرنا ضروری ہے۔“

۲۰

(تبلیغ رسالت: ج ۱، ص ۴۰، مجموعہ اشتہارات: ج ۱، ص ۶۹)

(۴) ”یہ اسلام کی اعلیٰ تعلیم کا ایک نمونہ ہے کہ ہرگز قصداً کسی عورت کی طرف نظر اٹھا

کرنہ دیکھو کہ یہ بد نظری کا پیش خیمہ ہے۔“

(نور القرآن نمبر ۲، ص ۲۱، مطبوعہ الشریک للاسلامیہ چناب نگر (ربوہ)، روحانی خزائن، ج ۹، ص ۴۷۷)

﴿تصویر کا دوسرا رخ﴾

(۱) اس سلسلہ میں اس سے قبل ایک حوالہ گذر چکا ہے گول منہ والی اور لمبے منہ والی لڑکی

(۲) ”مائی رسول بی بی صاحبہ بیوہ حافظ حامد علی صاحب مرحوم نے بواسطہ مولوی عبد

الرحمان صاحب جٹ مولوی فاضل مجھ سے بیان کیا کہ ایک زمانہ میں حضرت مسیح موعود

کے وقت میں میں اور اہلیہ بابوشاہ دین رات کا پہرہ دیتی تھیں اور حضرت صاحب نے

فرمایا ہوا تھا کہ اگر میں سوتے میں کوئی بات کیا کروں تو مجھے جگا دیا کرو! ایک دن کا واقعہ

ہے کہ میں نے آپ کی زبان پر کوئی الفاظ جاری ہوتے ہوئے سنے اور آپ کو جگا دیا اس

وقت رات کے بارہ بجے تھے ان ایام میں عام طور پر پہرہ پر مائی فوجنشیانی اہلیہ منشی محمد دین

گو جرانوالہ اور اہلیہ بابوشاہ دین ہوتی تھیں۔“ (سیرۃ المہدی: حصہ سوم، ص ۲۱۳، روایت ۷۸۶)

(۳) بسم اللہ الرحمن الرحیم: ڈاکٹر سید عبدالستار شاہ صاحب نے مجھ سے بذریعہ تحریر

بیان کیا کہ مجھ سے میری لڑکی زینب نے بیان کیا کہ میں تین ماہ کے قریب حضرت

اقدس کی خدمت میں رہی ہوں۔ گرمیوں میں پنکھا وغیرہ اور اسی طرح کی خدمت

کرتی تھی، بسا اوقات ایسا ہوتا کہ نصف رات یا اس سے زیادہ مجھ کو پنکھا ہلاتے گزر

جاتی تھی، مجھ کو اس اثناء میں کسی قسم کی تھکان اور تکلیف محسوس نہیں ہوتی تھی بلکہ خوشی

سے دل بھر جاتا تھا دو دفعہ ایسا موقع آیا کہ عشاء کی نماز سے لے کر صبح کی اذان تک

مجھے ساری رات خدمت کرنے کا موقع ملا پھر بھی اس حالت میں مجھ کو نہ نیند نہ غنودگی

اور نہ تھکان معلوم ہوتی بلکہ خوشی اور سرور پیدا ہوتا تھا۔ اسی طرح جب مبارک احمد

صاحب نے فرمایا کہ نہ نب اس قدر خدمت کرتی ہے کہ ہمیں اس سے شرمندہ ہونا پڑے۔

(سیرۃ المہدی: حصہ سوم، ص ۲۷۲، ۲۷۳، روایت نمبر ۹۱۰)

(۴) صاحب الزمان الرحیم: ڈاکٹر میر محمد اسماعیل صاحب نے مجھ سے بیان کیا کہ حضرت امام مہدیین نے ایک دن سنایا کہ حضرت صاحب کے ہاں ایک بوڑھی ملازمہ مسماہ مرثیہ تھی وہ ایک رات جبکہ خوب سردی پڑ رہی تھی حضور کو دبانے بیٹھی، چونکہ وہ لحاف نے اوپر سے دباتی تھی اس لیے اسے یہ پتہ نہ لگا کہ جس چیز کو میں دبا رہی ہوں وہ حسد کی انگلیں نہیں بلکہ پلنگ کی پٹی ہے، تھوڑی دیر کے بعد حضرت صاحب نے فرمایا: بھانوی! آج ہی سردی ہے۔ بھانوی کہنے لگی: ”ہاں جی! تدمے تے تہاؤں لہاں گندی ہوئی ہیں۔ ہو یاں ایں“ یعنی جی ہاں! جیسی تو آپ کی لاتیں لکڑی کی طرح سخت ہوتی ہیں۔

(سیرۃ المہدی: حصہ سوم، ص ۲۱۰، روایت ۷۸۰)

(۵) حضور کو دہرہ کی خدمت (پاؤں دبانے کی) بہت پسند تھی۔ حضور نے ایک دفعہ مرحومہ کو کھانے کے لیے فرمایا: اللہ تجھے اولاد دے۔ حضور کی دعا سے مرحومہ کے چھ بچے ہوئے، ایک بیٹے کی اور پانچ لڑکے پیدا ہوئے۔ (الفضل: ۲۰ مارچ ۱۹۲۸ء)

نوٹ:

مرحومہ عائشہ نام کی ایک کنواری دوشیزہ تھی، جو پندرہ سال کی عمر میں مرزا صاحب کی خدمت میں بھیجی گئی، تقریباً دو سال مرزا صاحب کی خدمت میں رہی اور ان کے پاس دبیائے رتی تھی، بعد میں مرزا صاحب نے اس کی شادی کر دی لیکن یہ شرط تھی کہ اسے قادیان سے باہر نہ لے جایا جائے۔

ضمیمہ

﴿مرزا غلام احمد قادیانی اور اس کے پیروکار کافر کیوں؟﴾

(محمد خالد قریشی)

سابق معلم درجہ تخصص فی رد القادیانیہ

مرزا غلام احمد قادیانی اور اس کے پیروکاروں کے کفر میں کسی مسلمان کو شک نہیں رہا۔ پاکستان سمیت دنیا کے تقریباً جمیع مسلم ممالک نے مرزائیوں کے کفر کے احکامات جاری کر دیے ہیں اور مسلمان علماء، فقہاء تو مرزا کے دوسرے مرزائیوں کے کفر کی قلعی کھولتے آرہے ہیں۔

قادیانی اسلام کا لبادہ اوڑھ کر اسلام کے نام پر اپنے باطل اور کفریہ عقائد کی تبلیغ اور اشاعت اور امت مسلمہ کے مفادات سے غداری کرتے ہیں اور عالم اسلام میں استعمار اور اسرائیل کی اتھکنٹی کا کام سرانجام دیتے ہیں، انکی انہی ناپاک سازشوں اور اسلام دشمنی کی بناء پر مکہ مکرمہ میں ۱۰ اپریل ۱۹۷۲ء کو پورے عالم اسلام کی ایک سو چار (۱۰۴) تنظیموں کا اجتماع ہوا جس میں دس اپریل ۱۹۷۲ء کو ان تمام تنظیموں کے اجتماع میں ایک مشترکہ قرارداد پاس کی گئی جس میں قادیانیوں کو غیر مسلم قرار دیا گیا۔

چنانچہ حکومت پاکستان نے بھی ۷ ستمبر ۱۹۷۲ء قومی اسمبلی نے ایک قرارداد کے ذریعے قادیانیوں کو غیر مسلم اقلیت قرار دے کر رابطہ عالم اسلامی کے فیصلہ کی تائید کی۔ ذیل میں مختصراً قادیانیوں کے کفر کی چند وجوہات درج کی جاتی ہیں۔

(۱) مرزا کا دعویٰ نبوت:

امت مسلمہ کا اس بات پر عہد صحابہ سے آج تک اجماع چلا آ رہا ہے کہ آنحضرت ﷺ کے آخری نبی ہیں اور آپ کے بعد مدعی نبوت کافر ہے۔ چنانچہ ملا علی قاری (م ۱۰۱۶ھ) شرح فقہ اکبر میں ص ۲۰۲ پر لکھتے ہیں ”دعوی النبوة بعد نبینا ﷺ کفر بالاجماع“ یعنی اس بات پر امت کا کامل اجماع ہے کہ حضرت محمد ﷺ کے بعد نبوت کا دعویٰ کرنا کفر ہے۔ اور مرزا نے جس وقت تک دعویٰ نبوت نہیں کیا تھا اس وقت وہ بھی مدعی نبوت کو کافر سمجھتا تھا چنانچہ اپنی کتاب حبابۃ البشری: ص ۷۹، روحانی خزائن: ص ۲۹۷، ج ۷، پر لکھتا ہے:

”وما کان لى أن ادعى النبوة وأخرج من الإسلام وألحق بقوم کافرين.“

ترجمہ: میرا کیا حق ہے کہ میں نبوت کا دعویٰ کروں اور اسلام سے خارج ہو جاؤں اور کفار سے جا ملوں۔

مگر جب مرزا کو اس مقام پر فائز ہونے کا شوق ہوا تو اس وقت نہ اس نے اسلام اور اہل اسلام کا فتویٰ دیکھا اور نہ اپنے ہی گریبان میں جھانک کر دیکھا بلکہ فوراً کہہ اٹھا:

(۱) ”میں رسول اور نبی ہوں۔“ (نزل سبج: ص ۷، روحانی خزائن: ج ۱۸، ص ۳۸۱)

(۲) ”سچا خدا وہی خدا ہے جس نے قادیان میں اپنا رسول بھیجا۔“

(دافع البلاء: ص ۱۱، روحانی خزائن: ج ۱۸، ص ۲۳۱)

(۳) محمد رسول اللہ والذین معہ اس وحی الہی میں میرا نام محمد رکھا گیا

۴ ہے اور رسول بھی۔ (ایک غلطی کا ازالہ: ص ۳، روحانی خزائن: ج ۱۸، ص ۲۰۷)

(۴) ”اور میں اس خدا کی قسم کھا کر کہتا ہوں جس کے ہاتھ میں میری جان ہے کہ اسی نے مجھے

بھیجا ہے اور اسی نے میرا نام نبی رکھا ہے۔“ (حقیقت الوحی: ص ۶۸، روحانی خزائن: ج ۲۲، ص ۵۰۳)

۴ (۲) تو ہین انبیاء کرام:

انبیاء کرام علیہم السلام کی توہین کفر ہے اور یہ کفر ایک بدیہی بات ہے کسی دلیل کا محتاج نہیں۔ مرزا قادیانی ہی کی زبانی سنئے:

(۱) ”اسلام میں کسی نبی کی تحقیر کفر ہے اور سب پر ایمان لانا فرض ہے۔“

۴ (چشمہ معرفت: ص ۱۸، روحانی خزائن: ج ۲۳، ص ۳۹۰)

(۲) وہ شخص بڑا ہی خبیث اور مطعون اور بد ذات ہے جو خدا کے برگزیدہ و مقدس

۴ لوگوں کو گالیاں دیتا ہے۔ (البلاغ السین: ص ۱۹)

اب مرزا کی طرف سے توہین انبیاء مختصر ملاحظہ فرماویں:

(۱) ”شیطانی کلمہ کا دخل انبیاء اور رسولوں کی وحی میں بھی پایا جاتا ہے۔“

۵ (ازالہ اوہام: حصہ ۲، ص ۶۲۸، روحانی خزائن: ج ۳، ص ۴۳۹)

۵ (۲) چار سو انبیاء کی پیش گوئی جھوٹی نکلی۔ (ازالہ اوہام: ص ۶۲۹، روحانی خزائن: ج ۳، ص ۴۳۹)

(۳) چوہرہ، بھنگی اور حرام زادہ بھی نبی اور رسول ہو سکتا ہے۔

۵ (ترویقات القلوب: ص ۶۷، روحانی خزائن: ج ۱۵، ص ۲۷۹)

(۴) سورۃ روم کی پیش گوئی صاف صاف ظاہر کر رہی ہے کہ جو کچھ آنحضرت ﷺ

نے اپنے اجتہاد سے پیش گوئی کا محل و مصداق سمجھا تھا وہ غلط نکلا۔

۵ (ازالہ اوہام: حصہ ۲، ص ۶۸۹، روحانی خزائن: ج ۳، ص ۴۷۲)

(۵) ”خدا تعالیٰ نے آنحضرت ﷺ کو چھپانے کیلئے ایک ایسی ذلیل جگہ تجویز کی جو

نہایت متعفن اور نگاہ اور تار یک اور حشرات الارض کی نجاست کی جگہ تھی۔“

✚ (حاشیہ تفسیر کوڑوہ: ص ۷۰، روحانی خزائن: ج ۱۷، ص ۲۰۵)

(۶) ”حضرت عیسیٰ (علیہ السلام) نے خود اخلاقی تعلیم پر عمل نہیں کیا..... مگر خود اس

قدر ہدایتی میں بڑھ گئے کہ یہودی بزرگوں کو ولد الحرام تک کہہ دیا اور ہر ایک وعظ میں

یہودی علماء کو خفت و خجست گالیاں دیں۔“ (چشمہ سحیح: ص ۱۱، روحانی خزائن: ج ۲۰، ص ۳۴۶)

(۷) (یعنی حضرت عیسیٰ) اس لئے اپنے تئیں نیک نہیں کہہ سکا کہ لوگ جانتے

تھے کہ یہ شخص شرابی کہانی ہے اور خراب چال چلن کا ہے۔

✚ (حاشیہ سہم: ص ۱۷۲، روحانی خزائن: ج ۱۰، ص ۲۹۶)

(۸) ”حضرت عیسیٰ شراب پیا کرتے تھے شاید کسی بیماری کی وجہ سے یا پرانی عادت کی

وجہ سے۔“ (کشتی نوح: ص ۶۶، جلد ۶۵، تہذیب، حاشیہ روحانی خزائن: ج ۱۹، ص ۷۱)

(۹) ”آپ (حضرت عیسیٰ) کو گالیاں دینے اور ہدایتی کی اکثر عادت تھی آپ کو کسی

قدر جھوٹ بولنے کی بھی عادت تھی۔“ (حاشیہ فیضانِ انعام: ص ۵، روحانی خزائن: ج ۱۱، ص ۲۸۹)

(۱۰) ”آپ (حضرت عیسیٰ) کا خاندان بھی نہایت پاک اور مطہر ہے تین دادیاں

اور نانیاں آپ کی زنا کار اور کسی عورتیں تھیں جن کے خون سے آپ کا وجود ظہور

پزیر ہوا۔“ (حاشیہ فیضانِ انعام: ص ۷، روحانی خزائن: ج ۱۱، ص ۲۹۱)

(۱۱) ”لیکن مسیح کی راست بازی اپنے زمانہ میں دوسرے راست بازوں سے بڑھ کر

ثابت نہیں ہوتی بلکہ یحییٰ نبی کو اس پر ایک فضیلت ہے کیونکہ وہ شراب نہیں پیتا تھا اور

کبھی نہیں سنا گیا کہ کسی فاحشہ عورت نے آکر اپنی کمائی کے مال سے اس کے سر پر عطر

ملا تھا یا ہاتھوں اور اپنے سر کے بالوں سے اس کے بدن کو چھوا تھا یا کوئی بے تعلق جوان

عورت اس کی خدمت کرتی تھی اسی وجہ سے خدا نے قرآن میں یحییٰ کا نام حضور رکھا۔
 مسیح کا یہ نام نہ رکھا کیونکہ ایسے قصبے اس نام کے رکھنے سے مانع تھے۔“

(دافع البلاء: ص ۴، روحانی خزائن: ج ۱۸، ص ۲۰) ۴

۳) حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے رفع و نزول کا انکار:

امت مسلمہ کا چودہ سو برس سے اجماعی عقیدہ ہے کہ رب العزت نے
 حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو بحسدہ العنصری آسمان پر اٹھالیا ہے اور قرب قیامت
 میں ان کا نزول ہوگا اور وہ دجال کو قتل کریں گے اور دین اسلام کی تائید کریں گے،
 چنانچہ تفسیر البحر المحیط: ج ۲، ص ۲۷ پر مذکور ہے: ”حياة المسيح بجسمه إلى
 اليوم و نزوله من السماء بجسمه العنصری مما أجمع عليه الأمة
 وتواتر به الأحادیث۔“

ترجمہ: حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے اس وقت تک زندہ ہونے اور اسی جسم عنصری کے
 ساتھ نازل ہونے کا عقیدہ ایسا عقیدہ ہے جس پر امت کا اجماع ہے اور احادیث
 متواترہ سے ثابت ہے۔ چنانچہ ۱۸۹۲ء تک مرزا کا یہی عقیدہ تھا بلکہ اس نے آیات
 قرآنیہ سے استدلال کر کے اس عقیدہ کو ثابت کیا ہے مگر جب خود مسیح ابن مریم بننے کا
 شوق ہوا تو اس عقیدہ سے منحرف ہو کر یوں گویا ہوا:

(۱) حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی واپسی اور ان کی حیات کا عقیدہ عیسائیوں کی عبارت
 آرائی اور ان کی اختراع پر دازی ہے اور مسلمانوں میں سے جو لوگ حضرت عیسیٰ کے
 اترنے کا گمان کرتے ہیں لاریب انہوں نے حق کی پیروی نہیں کی بلکہ وہ گمراہی کی
 وادیوں میں سرگرداں ہیں۔

(۲) یہ کہنا کہ عیسیٰ نہیں مرے سوء ادبی اور شرک عظیم ہے جو عقل ورائے کے خلاف ہے اور نیکیوں کو کھا جانے والی چیز ہے بلکہ وہ اپنے دوسرے بھائیوں کی طرح وفات پا گیا ہے اور اپنے اہل زمان کی طرح ہو گیا اور اسکی حیات کا عقیدہ عیسائیوں سے آیا ہوا ہے

(مخلص از ضمیر حقیقت الوحی: باب الاعتقاد، ص ۳۹، روحانی خزائن: ج ۲۲، ص ۶۶۰)

(۳) ”حضرت عیسیٰ فوت ہو چکے ہیں اور ان کا زندہ آسمان پر مع جسم غضری جانا اور اب تک زندہ ہونا اور پھر کسی وقت مع جسم غضری زمین پر آنا یہ سب ان پر تہمتیں ہیں۔“
(ضمیمہ براہین احمدیہ: حصہ ۵، ص ۲۳۰ قدیم، روحانی خزائن: ج ۲۱، ص ۴۰۶)

(۴) ”مگر یہ بات (رفع و نزول عیسیٰ بحسد غضری، ناقلاً) یا تو بالکل جھوٹا منصوبہ اور یا کسی مراقی عورت کا وہم تھا۔“ (حاشیہ کتاب البریہ: ص ۲۳۹، روحانی خزائن: ج ۱۳، ص ۲۷۴)

(۴) حرمت جہاد:

آنحضرت ﷺ کا فرمان ہے: ”الجهاد ماض إلى يوم القيامة.“ ترجمہ: جہاد (قرب) یوم قیامت تک جاری رہے گا۔ یعنی جس وقت تک دنیا میں طاغوتی طاقتیں موجود ہیں اس وقت تک جہاد جاری رہے گا اور جب عیسیٰ کے نزول کے بعد باطل اور طاغوتی قوتیں ختم ہو جائیں گی تو پھر جہاد بھی ختم ہو جائے گا کیونکہ جہاد ہوتا ہے کفار اور اہل باطل سے جبکہ اس وقت کفار اور اہل باطل کا خاتمہ ہو جائے گا۔

انگریزوں نے جب ہندوستان پر اپنا طاغوتی قدم رکھا تو مسلم مجاہدین نے ان کا بھرپور مقابلہ کیا، جس کے باعث اس کا مستقبل ہندوستان میں خطرے میں پڑ گیا، چنانچہ مسلمانوں کے ازلی غدار مرزا غلام مرتضیٰ نے ۱۸۵۷ء کی جنگ آزادی میں

۶۳ گھوڑے اور ۶۴ شہسوار بھیج کر مسلمانوں کے خلاف انگریزوں کی مدد کی اور پھر بھی جب کچھ نہ بنا اور مسلمانوں کے دلوں سے جذبہ جہاد ختم نہ ہوا تو اس خاندان کے ایک ”چشم و چراغ“ نے اسلام اور مسلمانوں کا لبادہ اوڑھ کر اپنے آقاؤں کے مستقبل کو پر امید اور خالی از خطرات بنانے کے لئے جہاد کے منسوخ ہونے کا اعلان کر دیا، مگر الحمد للہ پھر بھی نہ تو وہ انگریز ہی یہاں قرار پاسکا اور نہ اس کا خود کاشتہ پودا۔ چنانچہ مرزا غلام احمد خود قطر از ہے:

(۱) ”آج سے دین کیلئے لڑنا حرام کیا گیا اب اس کے بعد جو دین کے لئے تلوار اٹھاتا ہے اور غازی نام رکھا کر کافروں کو قتل کرتا ہے وہ خدا اور اس کے رسول کا نافرمان ہے۔“ (اشہار چندہ منارۃ السج، ص ۱۳، ت، ضمیرہ خطبہ الہامیہ: روحانی خزائن، ج ۱۶، ص ۱۷)

(۲) ”میں نے بیسیوں کتابیں عربی، فارسی اور اردو میں اس غرض سے تالیف کی ہیں کہ اس گورنمنٹ محسنہ (برطانیہ، ناقل) سے ہرگز جہاد درست نہیں۔“

(۳) ”ہر ایک شخص جو میری بیعت کرتا ہے اور مجھ کو مسیح موعود مانتا ہے اسی روز سے اسکو یہ عقیدہ رکھنا پڑتا ہے کہ اس زمانے میں جہاد قطعاً حرام ہے۔“

(۴) ”اب چھوڑ دو جہاد کا اے دوستو خیال

دین کیلئے حرام ہے اب جنگ اور قتال
دشمن ہے وہ خدا کا جو کرتا ہے اب جہاد
منکر نبی کا ہے جو یہ رکھتا ہے اعتقاد
(ضمیرہ تحذیر کاویہ: ص ۲۶، ۲۷، روحانی خزائن، ج ۱۷، ص ۷۷، ۷۸)

۵) انکار معجزات:

اللہ تعالیٰ اپنے مقرب بندوں کو ان کی تصدیق کیلئے خاص نشان عطا فرماتے ہیں، اگر انبیاء کو یہ نشانات دیے جائیں تو معجزات کہلاتے ہیں اور اگر امت میں سے کسی نیک شخص سے یہ نشانات ظاہر ہوں تو کرامات کہلاتے ہیں۔ مرزا غلام احمد قادیانی انبیاء کرام کے معجزات کو بھی تسلیم نہیں کرتا ہے، خصوصاً حضرت عیسیٰ کے معجزات کا منکر ہے جن کی بابت ارشادِ باری ہے: ”إِنِّي قَدْ جِئْتُكُمْ بِآيَةٍ مِنْ رَبِّكُمْ أَنِّي أَخْلَقُ لَكُمْ مِنَ الطِّينِ كَهَيْئَةِ الطَّيْرِ فَأَنْفِخُ فِيهِ فَيَكُونُ طَيْرًا بِإِذْنِ اللَّهِ وَأُبْرِئُ الْأَكْمَهَ وَالْأَبْرَصَ وَأُحْيِي الْمَوْتَى بِإِذْنِ اللَّهِ وَأَنْبِئُكُمْ بِمَا تَأْكُلُونَ وَمَا تَدْخِرُونَ فِي بُيُوتِكُمْ إِنَّ فِي ذَلِكَ لَآيَةً لَكُمْ إِنْ كُنْتُمْ مُؤْمِنِينَ“ (پارہ ۳، آل عمران، آیت ۴۹)

ترجمہ: میں تمہارے پاس تمہارے رب کی نشانیاں لایا ہوں کہ میں تمہارے لیے مٹی کے پرندے کی صورت بناتا ہوں پھر اس میں پھونک مارتا ہوں تو اللہ تعالیٰ کے حکم سے اڑتا ہوا جانور ہو جاتا ہے اور میں اللہ تعالیٰ کے حکم سے مادرِ زاد اندھے اور کوزھی کو تندرست کرتا ہوں اور مردوں کو زندہ کرتا ہوں اور جو کچھ تم کھاتے ہو اور جو کچھ تم اپنے گھروں میں ذخیرہ کرتے ہو اس کی تمہیں خبر دیتا ہوں اگر تم مومن ہو تو یقیناً اس میں تمہارے لیے نشانی موجود ہے۔

اب معجزات مسیح اور مرزا غلام احمد قادیانی کی بے ایمانی واضح ہو:

(۱) ”عیسائیوں نے بہت سے آپ کے معجزات لکھے ہیں مگر حق بات یہ ہے کہ آپ

۴ سے کوئی مجروح نہیں ہوا۔“ (حاشیہ ضمیر اہام: ج ۶، روحانی خزائن: ج ۱۱، ص ۲۹۰)

(۲) ”مسح کے معجزات تو اس تالاب کی وجہ سے بے رونق اور بے قدر تھے جو مسح کی ولادت سے بھی پہلے مظہر عجائبات تھا جس میں ہر قسم کے بیمار اور تمام مہذوم، مفلوج، مبرؤس وغیرہ ایک ہی غوطہ مار کر اچھے ہو جاتے تھے۔“

۵ (حاشیہ ازالہ اوہام: ج ۳۲، روحانی خزائن: ج ۳، ص ۲۶۳)

(۳) ”یہ اعتقاد بالکل غلط اور فاسد اور مشرکانہ خیال ہے کہ مسح مٹی کے پرندے بنا کر اور ان میں پھونک مار کر انہیں سچ سج کے جانور بنادیتا تھا نہیں، بلکہ صرف عمل الترب تھا جو روح کی قوت سے ترقی پذیر ہو گیا تھا۔“

۵ (حاشیہ ازالہ اوہام: ج ۳۲، روحانی خزائن: ج ۳، ص ۲۶۳)

(۴) ”ما سو اس کے یہ بھی قرین قیاس ہے کہ ایسے ایسے اعجاز طریق عمل الترب یعنی مسمریزی طریق سے بطور لہو لعب نہ بطور حقیقت ظہور میں آسکیں کیونکہ عمل الترب میں جس کو زمانہ حال میں مسمریزم کہتے ہیں ایسے ایسے عجائبات ہیں کہ اس میں پوری پوری مشق کرنے والے اپنی روح کی گرمی دوسری چیزوں پر ڈال کر ان چیزوں کو زندہ کے موافق کر دکھاتے ہیں۔“ (حاشیہ ازالہ اوہام: ج ۳۰۵، روحانی خزائن: ج ۳، ص ۲۵۵، ۲۵۶)

(۵) ”مگر یاد رکھنا چاہیے کہ یہ عمل (عمل الترب) ایسا قدر کے لائق نہیں جیسا کہ عوام الناس اسکو خیال کرتے ہیں اگر یہ عاجز اس عمل کو کمرودہ اور قابل نفرت نہ سمجھتا تو خدائے تعالیٰ کے فضل و توفیق سے امید قوی رکھتا تھا کہ ان عجوبہ نمایوں میں حضرت مسیح ابن مریم سے کم نہ رہتا۔“ (حاشیہ ازالہ اوہام: ج ۳۰۹، روحانی خزائن: ج ۳، ص ۲۵۷، ۲۵۸)

(۶) ”مگر چونکہ قرآن شریف اکثر استعارات سے بھرا ہوا ہے اس لیے ان آیات کے

روحانی طور پر معنی بھی کر سکتے ہیں کہ مٹی کی چڑیوں سے مراد وہ آدمی اور نادان لوگ ہیں جن کو حضرت عیسیٰ نے اپنا رفیق بنایا، گویا اپنی صحبت میں لے کر پرندوں کی صورت کا خاکہ کھینچا پھر ہدایت کی روح ان میں پھونک دی جس سے وہ پرواز کرنے لگے۔“

(حاشیہ ازالہ اوہام: ص ۳۰۴، روحانی خزائن: ج ۳، ص ۲۵۵)

(۷) ”سو کچھ تعجب کی جگہ نہیں کہ خدا تعالیٰ نے حضرت مسیح کو عقلی طور سے ایسے طریق پر اطلاع دے دی ہو جو ایک مٹی کا کھلونا کسی کل کے دبانے یا کسی پھونک مارنے کے طور پر ایسا پرواز کرتا ہو جیسے پرندہ پرواز کرتا ہے یا اگر پرواز نہیں تو پیروں سے چلتا ہو کیونکہ حضرت مسیح ابن مریم اپنے باپ یوسف کے ساتھ بائیس برس کی مدت تک نجاری کا کام بھی کرتے رہے ہیں اور ظاہر ہے کہ بڑھئی کا کام درحقیقت ایک ایسا کام ہے جس میں کلوں کے ایجاد کرنے اور طرح طرح کی صنعتوں کے بنانے میں عقل تیز ہو جاتی ہے۔“

(حاشیہ ازالہ اوہام: ص ۳۰۴، روحانی خزائن: ج ۳، ص ۲۵۴)

(۸) ”یہ بھی ممکن ہے کہ مسیح ایسے کام کیلئے اس تالاب کی مٹی لاتا تھا جس میں روح القدس کی تاثیر رکھی گئی تھی بہر حال یہ معجزہ (پرندے بنا کر اڑانے کا، ناقل) صرف ایک کھیل کی قسم میں سے تھا۔“

(حاشیہ ازالہ اوہام: ص ۳۲۲، روحانی خزائن: ج ۳، ص ۲۶۳)

کیا عجیب ہے قادیانی عقل و دانش کہ اگر روح القدس کی تاثیر تالاب میں ہو تو عین تو حید ہے، اس سے شرک کا واہمہ بھی نہیں ہو سکتا لیکن اگر وہی خارق عادت فعل معجزانہ طور پر حضرت عیسیٰ علیہ السلام سے صادر ہو تو شرک ہو جاتا ہے ”بنفس لفظ المین بدلا“ معجزہ کو کھیل سمجھنا صرف اسی کا کام ہو سکتا ہے جس کی عقل و دانش اس سے روٹھ گئی ہو اور وہ ارتداد کی تیتے صحرائیں بھٹک رہا ہو کیونکہ ان معجزات

کا ثبوت قرآن سے ملتا ہے اور منکر قرآن مرتد، زندیق اور کافر ہے۔

(۶) عیسیٰ علیہ السلام کے بن باپ پیدا ہونے سے انکار:

آیات قرآنیہ، احادیث صحیحہ اور اجماع امت سے یہ بات ثابت ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام بغیر باپ کے متولد ہوئے، چنانچہ جب آپ کی والدہ کو جبریل نے حضرت عیسیٰ کی پیدائش کی خوشخبری سنائی تو وہ قرآن کے الفاظ میں یوں فرمانے لگیں:

”قالت رب أننى يكون لى ولد ولم يمسسنى بشر قال كذلك الله يخلق ما يشاء.“ ترجمہ: یعنی انہوں نے کہا اے میرے پروردگار، مجھے بچہ کیسے ہوگا حالانکہ مجھے کسی بھی بشر نے نہیں چھوا ہے۔ فرمایا کہ اللہ کا کام ایسا ہی ہوتا ہے وہ جو چاہتا ہے پیدا کرتا ہے۔

مگر قادیانی ہیں کہ نہ تو قرآن کو دیکھا اور نہ احادیث نبویہ کو اور نہ اجماع

مت نہ پرودہ۔ کافر بننے کے شوق میں ان سب باتوں کو بھلا کر حضرت عیسیٰ کو یوسف نجار کا بیٹا (اور وہ بھی ناجائز حمل سے) نعوذ باللہ قرار دیا۔ مختصر اُملًا حظہ ہو:

(۱) ”وہ شخص جو مجھے کہتا ہے کہ میں مسیح ابن مریم کی عزت نہیں کرتا بلکہ مسیح تو مسیح، میں تو اس کے چاروں بھائیوں کی بھی عزت کرتا ہوں کیونکہ پانچوں ایک ہی ماں کے بیٹے ہیں، نہ صرف اسی قدر بلکہ میں تو حضرت مسیح کی دونوں حقیقی ہمشیروں کو بھی مقدسہ سمجھتا ہوں کیوں کہ یہ سب بزرگ مریم بتول کے پیٹ سے ہیں اور مریم وہ شان ہے جس نے ایک مدت تک اپنے تئیں نکاح سے روکا، پھر بزرگان قوم کے نہایت اصرار سے بیچہ حمل کے نکاح کر لیا۔“

(کشتی نوح: ج ۱، روحانی خزائن ج ۱۹، ص ۱۸)

(۲) ”حضرت مسیح ابن مریم اپنے باپ یوسف کے ساتھ بائیس برس کی مدت تک

نجاری کا کام بھی کرتے رہے۔“ (حاشیہ ازالہ ادھام، ج ۳۰، روحانی خزائن ج ۳، ص ۲۵۴، ۲۵۵)

(۳) یسوع مسیح کے چار بھائی اور دو بہنیں تھیں یہ سب یسوع کے حقیقی بھائی اور حقیقی بہنیں تھیں یعنی سب یوسف اور مریم کی اولاد تھیں۔“

(ماشہ نعتی نوح: ص ۱۶، روحانی خزائن: ج ۱۹، ص ۱۸)

(۴) ”آپ کی انہی حرکات سے آپ کے حقیقی بھائی آپ سے سخت ناراض رہتے تھے۔“

(ضمیمہ انجام اعظم: ص ۶، روحانی خزائن: ج ۱۱، ص ۲۹۰)

(۵) مسلمانان عالم قادیانیوں کی چشم کور میں:

دجال قادیان نے جہاں پر سکھوں اور ہندوؤں کو گالیاں دی ہیں وہاں علمائے اسلام، صوفیائے کرام، صحابہ کرام اور انبیائے کرام کو بھی فحش گالیاں دی ہیں اور طرفہ یہ کہ مرزا کی ان فحش گالیوں سے پورے عالم میں کوئی مسلمان بھی نہ بچ سکا ہے۔ مزید برآں یہ کہ اس نے اور اسکے پیروکاروں نے مسلمانوں کو کافر کہہ کر آنحضرت ﷺ کے فرمان عالی شان کے مطابق اپنے کفر کی تاکید مہر ثبت کر دی ہے۔ ملاحظہ ہو:

(۱) ”تلك كتب ينظر إليها كل مسلم بعين المحبة والمودة ويتنفع عن معارفها ويقبلني ويصدق دعوتي إلا ذرية البغايا الذين ختم الله على قلوبهم فهم لا يقبلون.“

ترجمہ: یہ میری کتابیں ہیں جن کو ہر مسلمان محبت اور دوستی کی نظر سے دیکھتا ہے اور ان کتابوں میں، میں نے جو معرفت کی باتیں لکھی ہیں ان سے نفع اٹھاتا ہے مجھے قبول کرتا ہے اور میری دعوت کی تصدیق کرتا ہے، مگر تجریوں کی اولاد کہ جن کے دلوں پر

اللہ نے مہر لگا دی ہے اور روئیں مانتے۔ (آئینہ کلام اسلام: روحانی خزائن: ج ۵، ص ۵۲۷)

(۲) ”اب ظاہر ہے کہ ان الہامات میں میری نسبت بار بار بیان کیا گیا ہے کہ یہ خدا کا فرستادہ، خدا کا مامور، خدا کا امین اور خدا کی طرف سے آیا ہے، جو کچھ کہتا ہے اس پر ایمان لاؤ اور اس کا دشمن جہنمی ہے۔“ (انجام آقہم: ص ۶۲، روحانی خزائن: ج ۱۱، ص ۶۲)

(۳) (مجھے خدا کا الہام ہے): ”جو شخص تیری پیروی نہ کرے گا اور تیری بیعت میں داخل نہیں ہوگا اور تیرا مخالف رہے گا، وہ خدا اور رسول کی نافرمانی کرنے والا اور جہنمی ہے۔“ (اشتہار معیار الاخیار: از مرزا قادیانی، ص ۸، مجموعہ اشتہارات: ج ۳، ص ۲۷۵)

(۴) ”خدا تعالیٰ نے میرے پر ظاہر کیا ہے کہ ہر ایک شخص جس کو میری دعوت پہنچی ہے اور اس نے مجھے قبول نہیں کیا وہ مسلمان نہیں اور خدا کے نزدیک قابل مواخذہ ہے۔“

(مرزا قادیانی کا خط امام ڈاکٹر عبدالحکیم خان: تذکرہ: طبع دوم، ص ۶۰۰)

(۵) ”ہمارا یہ فرض ہے کہ غیر احمدیوں کو مسلمان نہ سمجھیں اور ان کے پیچھے نماز نہ پڑھیں کیونکہ وہ ہمارے نزدیک خدا تعالیٰ کے ایک نبی کے منکر ہیں یہ دین کا معاملہ ہے اس میں کسی کا اپنا اختیار نہیں کہ کچھ کر سکے۔“ (انوار خلافت: از مرزا محمود احمد قادیانی، ص ۹۰)

(۶) ”کل مسلمان جو حضرت مسیح موعود کی بیعت میں شامل نہیں ہوئے خواہ انہوں نے حضرت مسیح موعود کا نام بھی نہیں سنا وہ کافر اور دائرہ اسلام سے خارج ہیں میں تسلیم کرتا ہوں کہ میرے یہ عقائد ہیں۔“ (آئینہ صداقت: از مرزا محمود احمد خلیفہ قادیان، ص ۳۵)

(۷) ہر ایک یہ شخص جو موسیٰ علیہ السلام کو مانتا ہے مگر عیسیٰ علیہ السلام کو نہیں مانتا یا عیسیٰ علیہ السلام کو مانتا ہے، مگر محمد ﷺ کو نہیں مانتا یا محمد ﷺ کو مانتا ہے، مگر مسیح موعود (دجال) کو نہیں مانتا وہ نہ صرف کافر بلکہ پکا کافر اور دائرہ اسلام سے خارج ہے۔

(کلمۃ فصل: مرزا بشیر احمد ایم اے پسر مرزا قادیانی، ص ۱۱۰)

مرزا غلام احمد قادیانی اور اس کے پیروؤں کے کفر کی صرف چند وجوہات اور وہ بھی مختصر تحریر کی ہیں اللہ تعالیٰ نفس ارتداد کے ان اسیروں کو راہ ہدایت نصیب فرمائے اور اس مختصر سی محنت کو ان کیلئے ذریعہ ہدایت اور راقم کیلئے ذریعہ نجات بنائے!!

واللہ المستعان و علیہ التکلیف

﴿مرزا قادیانی کے جھوٹا ہونے پر دس عقلی دلائل﴾

یوں تو بے شمار دلائل عقلیہ مرزا کے جھوٹا ہونے پر شاہد ہیں مگر صرف دس عقلی دلائل کذب مرزا پر پیش کئے جاتے ہیں:

(۱) نبی کا دینی علوم میں کوئی بشر استاد نہیں ہوتا ہے جبکہ مرزا کے کئی استاد ہیں جن میں سے فضل الہی، فضل احمد اور گل علی شاہ خاص طور پر قابل ذکر ہیں جن سے قرآن مجید و دیگر علوم پڑھے۔ (حاشیہ کتاب البریہ ص ۱۶۱ تا ۱۶۴، ۱۷۷، ۱۷۸، ۱۷۹، ۱۸۰، ۱۸۱، ۱۸۲)

(۲) جس ملک اور شہر میں نبی ہوتا ہے اس میں عذاب الہی نہیں نازل ہوتا ”ماکان اللہ لیعذبہم و أنت فیہم“ جبکہ مرزا کی زندگی میں قادیان میں سخت زلزلہ آیا اور طاعون جیسی موزی مرض نے قادیان والوں کو آ پکڑا۔

(حقیقت الوحی ص ۲۴۴، روحانی خزائن ج ۲۲ ص ۸۷)

(۳) نبی کبھی وعدہ خلافی نہیں کرتا۔ جبکہ مرزا نے وعدہ خلافی کی وہ مثالیں قائم کیں کہ إذا وعد أخلف کا عظیم مصداق ٹھہرا ہے مثلاً براہین احمدیہ کی پچاس جلدوں کی قیمت وصول کر کے صرف پانچ جلدیں لکھیں اور یہ کہنے لگا کہ اول پچاس جلدیں لکھنے کا ارادہ تھا مگر اب صرف پانچ پراکتفا کیا ہے کیونکہ پچاس اور پانچ میں صرف صفر کا فرق ہے،

(۴) نبی کسی پر لعنت نہیں کرتا۔ آنحضرتؐ کا فرمان ہے ”إِنِّي لَمْ أَبْعَثْ لِعَانًا وَلَكِنْ بَعَثْتُ دَاعِيًا وَرَحْمَةً اللّٰهُمَّ اهْدِ قَوْمِي فَإِنَّهُمْ لَا يَعْلَمُونَ۔“ جبکہ مرزا لعنتوں کی مشین گن تھا اور کئی شخصیات پر اس نے اپنی لعنتی مشین گن سے لعنتوں کی بوچھاڑ کی ہے مثلاً اس نے اپنی کتاب نور الحق: ص ۱۵۸ تا ۱۶۲، روحانی خزائن: ج ۸، ص ۱۵۸ تا ۱۶۲ میں ایک ہزار مرتبہ گن کر لعنت کا لفظ لکھا ہے (ممکن ہے یہ مرزائیوں کا درود ہزاری ہو)۔

(۵) مرزا کہتا ہے کہ سیدنا عیسیٰ علیہ السلام کی عمر ۱۲۰ برس تھی اور آنحضرتؐ کی عمر آپ کی عمر کے تقریباً نصف یعنی ۶۳ سال ہوئی اب اس قانون کے تحت مرزا قادیانی کی عمر آنحضرت ﷺ کی عمر کے نصف یعنی ۳۲ سال ہونی چاہیے مگر اسکی عمر ۶۹ برس ہوئی (۶) ”ہجرت بھی انبیاء کرام کی سنت ہے۔“

(سیرۃ امجدی: حصہ اول، روایت ۱۳۵)

مگر مرزا نے بھی ہجرت نہیں کی بلکہ اپنے وقت کے کافر ظالم انگریز حکمران کے قصیدے لکھتا رہا ہے۔

(۷) نبی امی ہوتا ہے، لکھنا پڑھنا نہیں جانتا۔ کتابیں تصنیف نہیں کرتا بلکہ اس پر خدا تعالیٰ کی طرف سے کتابیں نازل ہوتی ہیں، مرزا قادیانی پڑھتا لکھتا رہا ہے اس کی چوراسی تصنیفات ہیں جن پر قادیانی اپنی جہالت سے فخر کرتے ہیں، الٹی مت ماری گئی۔

(۸) نبی شاعر نہیں ہوتا، جبکہ مرزا قادیانی نے سینکڑوں شعر لکھے اور کہے ہیں، بطور نمونہ اس کا ایک شعر ملاحظہ ہو:

کرم خاکی ہوں مرے پیارے نہ آدم زاد ہوں

ہوں بشر کی جائے نفرت اور انسانوں کی عار

۳

(درمبین: ص ۹۲، براہین احمدیہ: حصہ پنجم، ردحانی خزائن: ج ۲۱، ص ۱۲۷)

(۹) نبی اپنے ارادہ اور وعدہ میں کبھی ناکام نہیں ہوتا کیونکہ نصرت ایزدی اس کے ساتھ ہوتی ہے مگر مرزا اپنے سینکڑوں ارادوں اور وعدوں میں ناکام و نامراد ہوا۔ بطور مثال محمدی بیگم کے ساتھ نکاح کا ارادہ بزعم مرزا خدائی وعدہ آسمانوں پر نکاح یاد رکھنے کے قابل ہے۔

(۱۰) نبی جس جگہ فوت ہوتا ہے اسے اسی مقام میں دفن کیا جاتا ہے۔

”فإذا توفى الله عز وجل نبياً قط إلا دفن حيث يقبض

روحه۔“ (کنز العمال: ج ۶ جزء ۱۱، ص ۲۱۵، طبع دارالکتب العلمیہ بیروت)

”ما قبض الله تعالى نبياً إلا فى الموضع الذى يحب أن

يدفن فيه“ (ایضاً)

مگر مرزا کے ساتھ اسکے الٹ ہوا کہ لاہور میں ۲۶ مئی ۱۹۰۸ء بروز منگل
بمرض ہیضہ فوت ہوا اور پھر مال گاڑی میں (جس میں گدھے، کتے اور خنزیر، بچھر، اور
کوئلہ وغیرہ لاد کر ایک جگہ سے دوسری جگہ لے جاتے ہیں) لاد کر قادیان میں دفن کیا
گیا۔ بالآخر

۔ پٹنچی وہیں پہ خاک جہاں کا خیر تھا

وَمَا عَلَيْنَا إِلَّا الْبَلَاغُ

چند کتب جن کا حاصل کرنا ضروری ہے

- (۱) شہادۃ القرآن
- (۲) توضیح الکلام فی حیات عیسیٰ علیہ السلام
- (۳) کلمۃ اللہ فی حیات روح اللہ
- (۴) سیف چشتیانی
- (۵) عقیدۃ الاسلام فی حیات عیسیٰ علیہ السلام
- (۶) العبرۃ الناظر فی نزول عیسیٰ علیہ السلام قبل الآخرہ
- (۷) نزول عیسیٰ علیہ السلام
- (۸) التصریح بما تو اتر فی نزول المسیح
- (۹) ختم نبوت کامل
- (۱۰) انبی الخاتم
- (۱۱) ختم نبوت عقل کی روشنی میں
- (۱۲) عقیدت الامت فی معنی ختم نبوت
- (۱۳) تاریخ محاسبہ قادیانیت
- (۱۴) عقیدہ ختم نبوت اور سلف صالحین
- (۱۵) قادیانی مذہب کا علمی محاسبہ
- (۱۶) قادیانی قول و فعل
- (۱۷) رئیس قادیان
- (۱۸) الکافی علی الغاویۃ
- (۱۹) حرف مجرمانہ
- از مولانا محمد ابراہیم سیالکوٹی
- از مولانا نظام الدین کوبائی
- از مولانا محمد ادریس کاندھلوی
- از پیر مہر علی شاہ صاحب گولڑوی
- از مولانا سید محمد انور شاہ کاشمیری
- از علامہ زاہد کوشری (حنفی مصری)
- از مولانا محمد بدر عالم صاحب میرٹھی
- از حضرت علامہ انور شاہ کاشمیری
- از مولانا مفتی محمد شفیع صاحب
- از مولانا مناظر احسن صاحب گیلانی
- از مولانا محمد اسحاق سندھیلو
- از علامہ خالد محمود صاحب
- از پروفیسر خالد شبیر احمد
- از مولانا محمد نافع صاحب
- از پروفیسر محمد الیاس برنی
- از پروفیسر محمد الیاس برنی
- از مولانا محمد رفیق صاحب دلاوری
- از مولانا محمد عالم صاحب عاصی
- از پروفیسر غلام جیلانی برق

- (۲۰) قادیانیت از مولانا سید ابوالحسن علی الندوی
- (۲۱) اسلام اور مرزائیت از علامہ احسان الہی ظہیر
- (۲۲) محمدیہ پاکٹ بک بجواب احمدیہ پاکٹ بک از مولانا محمد عبداللہ معمار
- (۲۳) اسلام اور قادیانیت از مولانا عبد الغنی صاحب پٹیا لوی
- (۲۴) فاتح قادیان از مولانا ثناء اللہ امرتسری
- (۲۵) چراغ ہدایت از مولانا محمد چراغ صاحب
- (۲۶) حرف اقبال از لطیف شیروانی
- (۲۷) روئید اقدمہ بہاولپور (تین جلد)
- (۲۸) قادیانی نبوت از مولانا عتیق الرحمن تائب
- (۲۹) قادیانی فتنہ از مولانا عتیق الرحمن تائب
- (۳۰) اسلام اور قادیانیت از مولانا مشتاق احمد
- (۳۱) آئینہ قادیانیت از مولانا مشتاق احمد
- (۳۲) تحفہ قادیانیت (چار جلدیں) از مولانا محمد یوسف لدھیانوی شہید
- (۳۳) رد قادیانیت کے زریں اصول از مولانا منظور احمد چنیوٹی
- (۳۴) احتساب قادیانیت (جلد اول) از مولانا لال حسین اختر
- (۳۵) احتساب قادیانیت (جلد دوم) از مولانا محمد اوریس کاندھلوی
- (۳۶) احتساب قادیانیت (جلد سوم) از مولانا حبیب اللہ کلرک امرتسری
- (۳۷) احتساب قادیانیت (جلد چہارم) از علامہ کشمیری، مولانا تھانوی اور مولانا بدر عالم میرٹھی
- (۳۸) احتساب قادیانیت (جلد پنجم، ششم) از مولانا منت اللہ رحمانی
- (۳۹) تحریک ختم نبوت از آغا شورش کاشمیری
- (۴۰) پارلیمنٹ میں قادیانی شکست مولانا اللہ وسایا

مرزا قادیانی کی کتب کا اجمالی تعارف

نام کتاب	سن اشاعت	نام کتاب	سن اشاعت
برائین احمدیہ جلد اول و دوم	۱۸۸۰	کرامات الصادقین	۱۸۹۳
برائین احمدیہ جلد سوم	۱۸۸۲	حماتہ البشری	۱۸۹۳
برائین احمدیہ جلد چہارم	۱۸۸۴	نور الحق جلد اول	۱۸۹۳
پرانی تحریریں	۱۸۸۹، ۱۸۷۹	نور الحق جلد ثانی	۱۸۹۴
سرمہ چشم آریہ	۱۸۸۶	اتمام الحجہ	۱۸۹۴
شخصہ حق	۱۹۲۳	سرا خلفانہ	۱۸۹۴
سبز اشتہار	۱۸۸۸	انوار الاسلام	۱۸۹۴
فتح الاسلام	۱۸۹۱	من الرحمن	۱۸۹۵
توضیح مرام	۱۸۹۰، ۱۸۹۱	ضیاء الحق	۱۸۹۵
ازالہ اوہام جلد اول و دوم ۱۸۹۱		نور القرآن نمبر ۱	۱۸۹۵
الحق مباحثہ لدھیانہ	۱۸۹۱	نور القرآن نمبر ۲	۱۸۹۵
الحق مباحثہ دہلی	۱۸۹۱	معیار المذہب	۱۸۹۵
آسمانی فیصلہ	۱۸۹۱	آریہ دھرم	۱۸۹۵
نشان آسمانی	۱۸۹۱، ۱۸۹۲	ست بچن	۱۸۹۵
آئینہ کمالات اسلام	۱۸۹۳	اسلامی اصول کی فلاسفی	۱۸۹۶
برکات الدعا	۱۸۹۳	انجام آتھم	۱۸۹۶
حجۃ الاسلام	۱۸۹۳	سراج منیر	۱۸۹۷
جنگ مقدس	۱۸۹۳	حجۃ اللہ	۱۸۹۷
شہادۃ القرآن	۱۸۹۳	تحفہ قیصریہ	۱۸۹۷
تحفہ بغداد	۱۸۹۳	محمود کی آئین	۱۸۹۷
زبان مسیح	۱۹۰۲	کتاب البریہ	۱۸۹۸

۱۸۹۸	البلاغ فریاد درود	۱۹۰۲	تحفۃ الندوی
۱۸۹۸	ضرورت الامام	۱۹۰۲	اعجاز احمدی
۱۸۹۸	نجم الہدیٰ	۱۹۰۲	حکم ربانی کا ریویو
۱۸۹۸	راز حقیقت	۱۹۰۳	مواہب الرحمن
۱۸۹۸	کشف الغطا	۱۹۰۳	نسیم دعوت
۱۸۹۸	ایام الصلح	۱۹۰۳	سنا تن دھرم
۱۸۹۹	حقیقت الوحی	۱۹۰۳	تذکرۃ الشہادتین
۱۸۹۹	مسیح ہندوستان میں	۱۹۰۳	سیرت الابدال
۱۸۹۹	ستارہ قیصرہ	۱۹۰۴	لیکچر لاہور
۱۹۰۲/۱۸۹۹	تریاق القلوب	۱۹۰۴/۱۹۰۳	لیکچر سیالکوٹ
۱۹۰۰	تحفہ غزنویہ	۱۹۰۵	لیکچر لدھیانہ
۱۹۰۰	روئیداد جلسہ ودعا	۱۹۰۵	براہین احمدیہ جلد پنجم
۱۹۰۱/۱۹۰۰	خطبہ الہامیہ	۱۹۰۵	الوصیت
۱۹۰۰	لجہ النور	۱۹۰۵	احمدی اور غیر احمدی میں فرق
۱۹۰۰	رسالہ جہاد	۱۹۰۶	ضمیمہ الوصیت
۱۹۰۲/۱۹۰۰	تحفہ گولڈزیہ	۱۹۰۶	چشمہ مسیحی
۱۹۰۰	اربعین	۱۹۰۶	تجلیات الہیہ
۱۹۰۱	اعجاز المسیح	۱۹۰۷	قادیان کے آریہ اور ہم
۱۹۰۱	ایک غلطی کا ازالہ	۱۹۰۷	حقیقت الوحی
۱۹۰۲	دافع البلاء	۱۹۰۸	چشمہ معرفت
۱۹۰۲	الہدیٰ والتبصرۃ لمن یریٰ	۱۹۰۸	پیغام صلح

۱۸۹۷

سراج دین عیسائی کے چار سوالوں کے جواب

منقول از مطبوعہ اشتہار اجمالی تعارف دار الفضل چناب نگر (ربوہ)

ادارہ مرکزیہ دعوت و ارشاد کی مطبوعات

- | نمبر شمار | نام کتاب |
|-----------|--|
| (۱) | چودہ میزائل از مولانا منظور احمد چنیوٹی |
| (۲) | فتویٰ حیات مسیح ایضاً |
| (۳) | معرکہ حق و باطل (قادیانیت کے خلاف ہائیکورٹ سپریم کورٹ کے تاریخی فیصلے۔ |
| (۴) | القادیانی و معتقدانہ (عربی) از مولانا منظور احمد چنیوٹی |
| (۵) | قادیانی اور ان کے عقائد ایضاً |
| (۶) | انگریزی نبی ایضاً |
| (۷) | تصویر کے دورخ ایضاً |
| (۸) | دورہ یورپ و افریقہ ایضاً |
| (۹) | حرف ناقدانہ بجواب اک حرف ناصحانہ ایضاً |
| (۱۰) | ابن مریم زندہ ہیں حق کی قسم از مولانا محمد ابراہیم |
| (۱۱) | الحق الصریح فی حیۃ المسیح ایضاً |
| (۱۲) | مناظرہ ناروے از مولانا منظور احمد چنیوٹی |
| (۱۳) | لو آپ اپنے دام میں صیاد آ گیا ایضاً |
| (۱۴) | ملت اسلامیہ کے خلاف قادیانی سازشیں ایضاً |
| (۱۵) | رد قادیانیت کے زریں اصول ایضاً |
| (۱۶) | QADIANI AND HIS FAITH ایضاً |
| (۱۷) | THE DOUBLE DEALER ایضاً |
| (۱۸) | مرزا طاہر کی لاکھوں، کروڑوں بیعتیں ایضاً |
| (۱۹) | ربوہ سے چناب نگر تک از مولانا محمد الیاس چنیوٹی |
| (۲۰) | جب پنجاب اسمبلی نے ربوہ کا نام چناب نگر رکھا از مولانا منظور احمد چنیوٹی |

روقا دیانیت کے زریں اصول

مولانا منظور احمد چنیوٹی

دوسرا ایڈیشن مع اسکیں شدہ حوالہ جات و ضمیمہ مفیدہ

تحفظ ختم نبوت کے محاذ کے ایک بہتر سالہ بوڑھے جرنیل کی زندگی کا حاصل ہے جس نے ربوہ کے پڑوس..... چنیوٹ میں بیٹھ کر..... دماغ کی وسعتوں سے قادیانیت کا مشاہدہ کیا..... ول کی اٹھاہ گہرائیوں سے اسے محسوس کیا..... نصف صدی سے زائد عرصہ تک جھوٹی نبوت سے ایک زبردست جنگ لڑی..... جو تاریخ تحفظ ختم نبوت کا ایک درخشاں باب ہے..... قوت عشق سے پرواز کر کے..... دنیا بھر میں جعلی نبوت کا تعاقب کیا..... اسے غائب و غاسر کیا..... اور دہریس ”لا نبی بعدی“ سے چراغاں کیا..... !!

یہ کتاب روفاقہ قادیانیت کا انسائیکلو پیڈیا اور مرزا قادیانی کا شناختی کارڈ ہے۔

اس کتاب میں..... حقانیت عقیدہ ختم نبوت پر قرآن وحدیث کے فواد دی دلائل

حیات ونزول مسیح علیہ السلام پر آفتاب سے روشن براہین کا انبار

اس کتاب میں..... قادیانی دجل و تلمیس اور ان کے پیدا کردہ شکوک وشبہات کا علمی ریمانڈ

کا ہر لفظ قادیانیت کی جھوٹی زبان پر دکھتا ہوا انگارہ

کی ہر ہر سطر قادیانیت کے سینے کو پھاڑتا ہوا تیر

کا ہر ہر صفحہ قادیانیت کو صفحہ ہستی سے مٹانے کا نقیب

اس کتاب

اس کتاب میں

قادیانیت ہر سمت سے بے نقاب..... مرزا قادیانی ہر پہلو سے بے حجاب

محرم اور آئینہ روبرو..... فرنگیت اور قادیانیت دو

یہ کتاب القاب انہیں..... جن پر مرزا قادیانیت سے روئے ہوئی (۱۱۱)

ہر مسلمان گھرانے کی ضرورت..... ہر مجاہد ختم نبوت کی احتیاج

پڑھیے اور تحفظ ختم نبوت کیلئے آگے بڑھیے

کتاب گھر السادات سینٹر بالمقابل دارالافتاء والارشاد ناظم آباد نمبر ۴ کراچی

عکسی ضمیمہ

کتاب میں دیے گئے تمام حوالہ جات کا عکس



قادیانیت دستاویزی ثبوتوں کے حصار میں

مرتبین:	زیر نگرانی:
۱۔ احمد	مفتی ابولبابہ شاہ منصور
۲۔ آصف محمود	زید مجدہم
۳۔ عبدالقہار	
۴۔ فیصل احمد	
۵۔ مدرثر الاسلام	
۶۔ مشتاق احمد	

یہ تمام طلبہ درجہ تخصص سال ۱۴۲۴ھ کے شرکاء تھے۔

اشاریہ

- ۱۔ ایک کتاب سے متعلق تمام حوالہ جات اکٹھے ہیں۔ مطلوبہ صفحے کو اسی کتاب کے سرورق کے بعد تلاش فرمائیے۔
- ۲۔ کتاب میں موجود ہر حوالے کے ساتھ سطروں کے باہر لکھا گیا صفحہ نمبر اس ضمیمہ کا ہے، اس کے ذریعے متعلقہ صفحہ پر آپ کو متعلقہ حوالہ خط کشیدہ مل جائے گا۔
- ۳۔ چونکہ اصل مقصد قادیانی مآخذ کا ثبوت پیش کرنا تھا، اہل سنت کی کتب ضمن میں آگئی ہیں، اس لئے قادیانی کتب کے حوالہ جات پہلے دیے گئے ہیں اور اہل سنت والجماعت کی کتب کے عکس بعد میں۔
- ۴۔ قادیانی مآخذ کی ترتیب پہلے مرزا صاحب کی تالیفات کے مجموعے ”روحانی خزائن“ کی ترتیب پر رکھی گئی تھی بعد ازاں دیگر کتب کی شمولیت کی وجہ سے انہیں حروف تہجی کی ترتیب کے مطابق کر دیا گیا۔ اور اہل سنت کی کتب کی ترتیب مضامین کے اعتبار سے ہے یعنی پہلے تفسیر پھر حدیث پھر فقہ..... الخ

فہرست ٹائٹل ضمیمہ

نمبر شمار	عنوانات	صفحہ نمبر
۱	روحانی خزائن جلد ۱	۱
۲	برائین احمدیہ حصہ اول	۲
۳	برائین احمدیہ حصہ دوم	۴
۴	برائین احمدیہ حصہ سوم	۶
۵	برائین احمدیہ احمدیہ حصہ چہارم	۹
۶	روحانی خزائن جلد ۲	۱۷
۷	شخصہ حق	۱۸
۸	روحانی خزائن جلد ۳	۲۰
۹	فتح اسلام	۲۱
۱۰	توضیح المرام	۲۳
۱۱	ازالہ اوہام حصہ اول	۲۵
۱۲	ازالہ اوہام حصہ دوم	۴۵
۱۳	روحانی خزائن جلد ۵	۴۹
۱۴	آئینہ کمالات اسلام	۶۰
۱۵	روحانی خزائن جلد ۶	۸۱

نمبر شمار	عنوانات	صفحہ نمبر
۱۶	جنگ مقدس	۸۲
۱۷	شہادت القرآن	۸۷
۱۸	روحانی خزائن جلد ۷	۹۳
۱۹	کرامات الصادقین	۹۴
۲۰	حماتہ البشری	۹۶
۲۱	روحانی خزائن جلد ۸	۱۰۴
۲۲	نور الحق حصہ اول	۱۰۵
۲۳	نور الحق حصہ دوم	۱۱۴
۲۴	اتمام الحجۃ	۱۱۷
۲۵	روحانی خزائن جلد ۹	۱۱۹
۲۶	انوار الاسلام	۱۲۰
۲۷	نور القرآن حصہ دوم	۱۲۲
۲۸	روحانی خزائن جلد ۱۰	۱۲۶
۲۹	ست بچن	۱۲۷
۳۰	روحانی خزائن جلد ۱۱	۱۳۰
۳۱	انجام آہم	۱۳۱
۳۲	روحانی خزائن جلد ۱۲	۱۳۷
۳۳	سراج منیر	۱۳۸
۳۴	روحانی خزائن جلد ۱۳	۱۵۰

نمبر شمار	عنوانات	صفحہ نمبر
۳۵	کتاب البریہ	۱۵۱
۳۶	روحانی خزائن جلد ۱۳	۱۷۰
۳۷	نجم الہدیٰ	۱۷۱
۳۸	ایام الصلح	۱۷۳
۳۹	روحانی خزائن جلد ۱۵	۱۷۸
۴۰	تریاق القلوب	۱۷۹
۴۱	تحفہ غفرانویہ	۱۹۲
۴۲	روحانی خزائن جلد ۱۶	۱۹۶
۴۳	خطبہ الہامیہ	۱۹۷
۴۴	روحانی خزائن جلد ۱۷	۲۰۰
۴۵	گورنمنٹ انگریزی اور جہاد	۲۰۱
۴۶	تحفہ گولڑویہ	۲۰۳
۴۷	اربعین مکمل چار حصے	۲۱۵
۴۸	روحانی خزائن جلد ۱۸	۲۲۲
۴۹	ایک غلطی کا ازالہ	۲۲۵
۵۰	دافع البلاء	۲۲۸
۵۱	نزول المسیح	۲۳۲
۵۲	روحانی خزائن جلد ۱۹	۲۳۳
۵۳	کشتی نوح	۲۴۴

نمبر شمار	عنوانات	صفحہ نمبر
۵۴	اعجاز احمدی	۲۵۰
۵۵	مواہب الرحمن	۲۶۰
۵۶	روحانی خزائن جلد ۲۰	۲۶۲
۵۷	پشمہ مسیحی	۲۶۳
۵۸	روحانی خزائن جلد ۲۱	۲۶۶
۵۹	براہین احمدیہ حصہ پنجم	۲۶۷
۶۰	روحانی خزائن جلد ۲۲	۲۷۹
۶۱	حقیقت الوحی	۲۸۰
۶۲	روحانی خزائن جلد ۲۳	۲۹۸
۶۳	پشمہ معرفت حصہ اول، دوم	۲۹۹
۶۴	ملفوظات جلد ۲	۳۰۸
۶۵	مجموعہ اشتہارات جلد ۱	۳۱۰
۶۶	مجموعہ اشتہارات جلد ۲	۳۱۶
۶۷	مجموعہ اشتہارات جلد ۳	۳۱۹
۶۸	احمدی اور غیر احمدی میں فرق	۳۲۳
۶۹	احمدیہ پاکٹ بک	۳۲۵
۷۰	اربعین (طبع قدیم)	۳۲۷
۷۱	اسلامی قربانی	۳۲۹
۷۲	البلاغ المبین	۳۳۱

نمبر شمار	عنوانات	صفحة نمبر
٤٣	الفضل	٣٣٣
٤٤	القول الفيصل	٣٣٨
٤٥	انوار خلافت	٣٥٠
٤٦	آئینه صداقت	٣٥١
٤٧	براهین احمدیہ (قدیم)	٣٥٣
٤٨	تذکرہ	٣٥٥
٤٩	حقیقت النبوة	٣٨٢
٨٠	حیات ناصر	٣٨٦
٨١	خطوط امام بنام غلام	٣٨٨
٨٢	دعوة الامیر	٣٩٠
٨٣	سیرت المہدی (حصہ اول)	٣٩٣
٨٤	سیرت المہدی (حصہ دوم)	٤٠٩
٨٥	سیرت المہدی (حصہ سوم)	٤١٧
٨٦	عسل مصفی	٤٢٣
٨٧	فصل الخطاب	٤٣٠
٨٨	کلمۃ الفصل	٤٣٢
٨٩	مباحثہ راولپنڈی	٤٣٨
٩٠	انجیل	٤٤٠
٩١	تفسیر ابن عباس	٤٥٢

نمبر شمار	عنوانات	صفحہ نمبر
۹۲	تفسیر البحر المحیط	۴۵۷
۹۳	تفسیر الدر المنثور	۴۵۹
۹۴	تفسیر کبیر جلد ۸	۴۶۱
۹۵	تفسیر کبیر جلد ۹	۴۶۳
۹۶	تفسیر کبیر جلد ۱۰	۴۶۵
۹۷	تفسیر جامع البیان جلد ۳	۴۶۷
۹۸	الترغیب والترہیب جلد ۲	۴۶۹
۹۹	سنن الدار قطنی	۴۷۱
۱۰۰	کنز العمال جلد ۱۱	۴۷۳
۱۰۱	میزان الاعتدال جلد ۳	۴۷۵
۱۰۲	ایواقیت والجواہر حصہ اول	۴۷۸
۱۰۳	ایواقیت والجواہر حصہ دوم	۴۸۱
۱۰۴	شرح الشفاء حصہ دوم	۴۸۴
۱۰۵	شرح فقہ اکبر	۴۸۷
۱۰۶	المصباح المنیر حصہ دوم	۴۸۹
۱۰۷	دوسری شہادت آسمانی	۴۹۱
۱۰۸	محمدیہ پاکٹ بک	۵۰۳

روحانی خزائن

تصنیفات

حضرت میرزا غلام احمد قادیانی
 مسیح موعود و مہدی مہمود علیہ السلام

جلد ۱

برائے اہل حق

چار حصے

دُنایا میں طبعِ اَوَّل حصہ اول

جَاءَ الْحَقُّ وَزَهَقَ الْبَاطِلُ إِنَّ الْبَاطِلَ كَانَ زَهُوقًا
بفضلِ عظیمِ حضرتِ اَدی عالمِ عالمین و در محبتِ عظیمِ رہنما گشتگانِ کمالِ ابرارِ مجسم بہ

براہینِ احمدیہ

ملقب بہ
البرہین الاحمیریہ علی حقیقتِ کتابِ اللہ القرآن و النبوءۃ المحمدیہ

جس کو فخرِ اہل اسلام پنجاب میرزا غلام احمد صاحبِ اہلسنن و اہل علم و ادب
ضلع گورداسپور پنجاب دامِ اقبالہم نے کمالِ تحقیق و ترقیق سے تالیف کی ہے
منکرینِ اسلام پر سختِ اسلم پوری کرنے کیلئے جو عقدِ اعمام دس ہزار روپیہ شائع کیا

امرسر پنجاب

سفیر ہند پریس میں در سنہ ۱۸۸۰ء طبع ہوئی

امیر علی دولہ پرنٹر

خلق جمیع پناہ و سایہ کس
 ہست یا دت کلید ہر کارے
 ہر کہ نالد بدر گہست بہ نیباز
 لطف تو ترک طالبان نکند
 ہر کہ با ذات تو سرے دارد
 زینکہ چل کار بر تو بگذارد
 ذات پاکت بس ست یار یکے
 ہر کہ پوشیدہ با تو در سازد
 ہر کہ گیرد درت بصدق و حسن
 ہر کہ راحت گرفت کارش شد
 ہر کہ راہ تو جست یافته است
 دانکہ از ظلمت قربت تو رسید
 اے خداوند من گناہم بخش
 روشنی بخش در دل و جانم
 دلستانی و دلربائی کن
 در دوحالم مرا عزیز توئی
 دل پندہ ہمہ تو ہستی و بس
 خاطرے بہ تو خاطر آزارے
 بخت گم کردہ ما بسا بد باز
 کس بکار رہت زایل نکند
 پشت بروئے دیگرے دارد
 رو بہ اغیار از چہ رو آرد
 دل یکے جان یکے نگار یکے
 رحمت آشکار بنوازد
 از در و بام او ببارد نور
 صد امیدے بروز گارش شد
 تافت آل رو کہ سزنا فتنہ است
 بر در ہر کہ رفت ذلت دید
 سوئے در گاہ و خویش را ہم بخش
 پاک کن از گناہ و پہناںم
 بہ نگاہ گرہ کشاں کن
 و آنچہ میخواہم از تو نیز توئی

کہ کہ محمد اعتریف اس قادر مطلق کی ذات کے لائق ہے کہ جس نے ساری
 صفتیں جو ہم بغیر کسی مادہ اور ہیولی کے اپنے ہی حکم اور امر سے پیدا کر کے اپنی
 قدرت عظیمہ کا نمونہ دکھلایا اور تمام نفوس قدسیہ انبیاء کو بغیر کسی استاد اور
 تلمیذ کے آپ ہی تعلیم اور تادیب فرما کر اپنے فیوض قدیمہ کا نشان ظاہر فرمایا
 جس جس مانند کیا وہی خدا تعالیٰ وہ ذات ہے کہ جس نے بغیر کسی استعانت کے

جَاءَ الْحَقُّ وَزَهَقَ الْبَاطِلُ إِنَّ الْبَاطِلَ كَانَ زَهُوقًا

بفضل عظیم حضرت ہادی عالم و عالمیان و رحمت عظیم رہنمائے گمشدگان کتاب الجواب سوم بہ

ابراہیم احمدیہ

ملقب بہ

ابراہیم الاحمدیہ علی حقیقت کتاب اللہ القرآن والنبیۃ المحمدیہ

جس کو فخر اہل اسلام پنجاب جناب میرزا غلام احمد ضار میں عظم قادیان
ضلع گورداسپور پنجاب ام اقبالہم نے کمال تحقیق اور تدقیق سے تالیف کر کے
منکرین اسلام پر حجت اسلام پوری کر کے کیلئے بوجہ انعام دس ہزار روپیہ لکھا

امرتسر پنجاب

سفیر ہند پریس در سال ۱۸۸۰ء طبع ہوئی

میں یہ بات غیر ممکن ہو جاتی ہے جو ناظرین اس کتاب کے کہ جن کے پاس فریق ثانی کی کتاب موجود نہیں کسی بات کو صحیح طور پر سمجھ سکیں یا کسی رائے کے ظاہر کرنے کا موقعہ پائیں۔ پس چونکہ یہ کتاب اعلیٰ درجہ کی کتاب ہے کہ جس میں بہ نیت اتمامِ نجات کے پورا پورا جواب دینے والے کو انعام کثیر دینے کا وعدہ کیا گیا ہے۔ تو ایسی کتاب کے مقابلہ پر فریب اور یہ یس کو استعمال میں لانا ایک بے جا اور بے سود چالاک ہے۔ لہذا اب کمال تاکید لکھا جاتا ہے کہ صفحہ ۱۱۱ میں ہے اور صرف اسی حالت میں کوئی رد نہ لکھنے والا شرائط الشہارہ سے استفادہ اٹھا سکتا ہے کہ جو تقریر ہمارے منہ سے نکلی ہے اور جو طرز عبارت ہماری کتاب میں مندرج ہے وہ سب کامل طور پر بترتیبہ و بالفاظہ بیان کرے۔

صومہ یہ بھی ہر ایک صاحب پر روشن رہے کہ ہم نے اس کتاب میں جس قدر باتیں حجت قرآن مجید اور میں صوفیہ رسالت حضرت خاتم الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم لکھی ہیں اور جو عقل و محاسن قرآن شریف کے اور آیات بینات منجانب اللہ ہونے اس کتاب کی کتاب ہمارے منہ سے نکلی ہیں یا جس طور کا اس کی نسبت کوئی دعویٰ کیا ہے۔ وہ سب دلیل و قیود میں تقدس کتاب سے ماخوذ اور مستنبط ہیں یعنی دعویٰ بھی وہی لکھا ہے جو کتاب کے منہ سے نکلا ہے۔ اور دلیل بھی وہی لکھی ہے جو اسی پاک کتاب نے اس کی حجت و ثبوت فرمایا ہے نہ ہم نے فقط اپنے ہی قیاس سے کوئی دلیل لکھی ہے اور نہ کوئی عقل و قیاس سے جو یہ ہو جائے سب آیات کہ جن سے ہماری دلائل اور دعاوی ماخوذ ہیں۔ یہ بات کہ جس میں جو صاحب مقابلہ ہماری دلائل کے کچھ اپنی کتاب کے متعلق لکھنا چاہتے ہیں کہ ان کو یہ حق ہے۔ تو ان پر بھی لازم ہے جو یہ بندی اسی طریق معبود ہمارے کے کہ جس میں جس بھی دعویٰ اور دلیل نفس کتاب اور اصول کتاب کے اثبات کی نسبت میں کوئی کتاب میں مندرج ہو۔ وہی دعویٰ اور دلیل کہ دلیل سے مستند ہو جائے۔ جس کو عقل و قیاس کے مطالب کے اثبات میں پیش کیا کرتے

جاء الحق وزهق الباطل ان الباطل كان زهوقا

بفضل عظیم حضرت ادری عالم عالمیان و حجت عظیم رہنما لکھنؤی کتاب جواب سوم

برائیدین احمدیہ

ملقب بہ

البراہین الاحمدیہ علی حقیقت کتاب البشیر القرآن و النبوة المحمدیہ

جس کو فرزند اسلام بنیاد بنیاد میوزا اعلیٰ احمد صائیں اعظم قادیان
خلع گھمسا پر بنیاد دام قباہم نے کمال تحقیق اور ترقی سے یافین کر کے
سکرین مقام رحمت اسلام پوری کر کے لئے بومہ انعام دس ہزار روپیہ پیش کیا

امیر تسمت بنیاد

سفیر ہند پریس میں در ۱۸۸۲ء طبع ہوئی

یونانی، لاطینی، انگریزی، سنسکرت وغیرہ سے کسی قدر دینی صداقتیں

ہیں کراہیں، مگر اور عاجز اور ذلیل آدمی کی طرح سیدھا سہارے اور بھروسہ اور برداشت اور طاعت اور خلوص کو صادق لوگوں کی طرح اختیار کر کے نہ انشاء اللہ لینے مطلب کو پاوے۔ اور اگر اب بھی کوئی منہ پھیرے تو وہ خود اپنی بے ایمانی پر آپ گواہ ہے۔ بعض کو یہ نظر ہو جب دیکھتے ہیں کہ خدا کے نبیوں اور رسولوں کو بھی تکالیف پیش آتی تھیں۔ تو ان پر وہ یہ غرہ پیش کرتے ہیں کہ اگر اقتدار الوہیت کے حوالہ دہی نہیں ہوں گا نشان سمجھا گیا ہے۔ نبیوں کے مثالی حال ہوتا تو ان کو تکلیفیں کیوں پیش آتیں اور کیوں

اسی زمانے کے قریب کہ جب یہ ضعیف اپنی عمر کے پہلے حصہ میں ہندو تحصیل علم میں مشغول تھا جناب خاتم الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کو خواب میں دیکھا اور اس وقت اس عاجز کے پاس میں ایک دینی کتاب تھی کہ خود اس عاجز کی تالیف معلوم ہوتی تھی۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کتاب کو دیکھ کر عربی زبان میں پوچھا کہ تو نے اس کتاب کا کیا نام رکھا ہے۔ خاکسار نے عرض کیا کہ اس کا نام میں نے قطبی رکھا ہے جس نام کی تعبیر اب اس اشتہار کی کتاب کی تالیف ہونے پر چلی کہ وہ اسی کتاب ہے کہ جو قطب ستارہ کی طرح غیر متزلزل اور حکم ہے جس کے کامل استحکام کو پیش کر کے دس ہزار روپیہ کا اشتہار دیا گیا ہے۔ عرض آنحضرت نے وہ

کتاب مجھ سے لی۔ اور جب وہ کتاب حضرت مقدس نبوی کے ہاتھ میں آئی تو آنجناب کا ہاتھ مبارک اٹھنے ہی ایک نہایت خوش رنگ اور خوبصورت میوہ بن گئی کہ جو امرود سے شاہد تھا مگر بعد نزل توڑ تھا۔ آنحضرت نے جب اس میوہ کو تقسیم کرنے کیلئے قاش قاش کرنا چاہا تو اس قدر اس میں سے شہد نکلا کہ آنجناب کا ہاتھ مبارک مرنے تک شہد سے بھر گیا۔ تب ایک مردہ کہ جو دروازہ سے باہر پڑا تھا۔ آنحضرت کے معجزہ سے زندہ ہو کر اس عاجز کے پیچھے اکھڑا ہوا اور یہ عاجز آنحضرت کے سامنے کھڑا تھا جیسے ایک مستغیث حاکم کے سامنے کھڑا ہوتا ہے۔ اور آنحضرت بڑے جاہ و جلال اور ملکمانہ شان سے ایک زبردست پہنوال کی طرح کرسی پر جلوس فرما رہے تھے۔ پھر خلاصہ کلام یہ کہ ایک قاش آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے

محال کر پیش کریں یا اپنی ہی عقل کے زور سے کوئی الہیات کا نہایت باریک دقیقہ پیدا

سب سے زیادہ انہیں پر مصیبتیں پڑتیں لیکن یہ دوسرے بالکل بے اصل ہے جو سراسر کم تو جہی سے پیدا ہوتا ہے۔ الہامی نمبروں کا قاعدہ طور پر بیان ہر نلشے دیگر ہے اور انبیاء کی مصیبتیں ایک دوسرا امر ہے کہ جو انواع انعام کی حکمتوں پر مشتمل ہے۔ اور حقیقت حال پر مطلع ہونے سے کہیں معلوم ہوگا کہ وہ مصیبتیں اصل میں مصیبتیں نہیں۔ بلکہ بڑی بڑی نعمتیں ہیں کہ جو انہیں کو دی جاتی ہیں جن پر خدا کا فضل اور کرم ہوتا ہے۔ اور یہ الہامی نعمتیں ہیں کہ جن میں بقید اور تمام دنیا کو فائدہ ہے۔ اس جگہ تحقیق کلام یہ ہے کہ انبیاء

مجھ کو اس غرض سے دی کہ تائیں اس شخص کو دلوں کے جوئے سرے زندہ ہوئے۔ اعدائی تمام قاشیں میرے دامن میں ڈال دیں اور وہ ایک قاش میں نے اس نئے زندہ کو دیدی اور اس نے وہیں کھائی پھر جب وہ نیا زندہ اپنی قاش کھا چکا۔ تو میں نے دیکھا کہ آنحضرت کی کرسی مبارک اپنے پہلے مکان سے بہت ہی اونچی ہو گئی۔ اور جیسے آفتاب کی کرنیں چھوٹی ہیں ایسا ہی آنحضرت کی پیشانی مبارک اتنا اتر چکے تھے کہ جو دین اسلام کی تازگی اور ترقی کی طرف اشارت تھی تب اسی نور کے شاہدہ کرتے کرتے آنکھ کھل گئی۔ **بِالْحَمْدِ لِلّٰہِ عَلٰی ذٰلِکَ**۔ یہ وہ خواب ہے کہ تقریباً دوسرا آدمی کو انہیں دنوں میں سنائی گئی تھی جن میں سے بچاؤ یا کم و بیش جہد و بھی ہیں کہ جو اکثر ان میں سے بھی تک صحیح و سلامت ہیں اور وہ تمام لوگ خوب جانتے ہیں کہ اس زمانے میں برائین احمدیہ کی تالیف کا ابھی نام و نشان نہ تھا اور نہ یہ امر کو خاطر تھا کہ کوئی دینی کتاب بنا کر اس کے استحکام اور سچائی ظاہر کرنے کے لئے دس ہزار روپیہ کا استہوار دیا جائے۔ لیکن ظاہر ہے کہ اب وہ باتیں جن پر خواب دلالت کرتی ہے کسی قدر پوری ہو گئیں۔ اور جس قطبیت کے اسم سے اس وقت کی خواب میں کتاب کو کوہل کیا گیا تھا۔ اسی قطبیت کو اب مخالفوں کے مقابلے پر بعد ازاں اندام کثیر پیش کر کے تحت اسلام ان پر پوری کی گئی ہے۔ اور جس قدر اجزا اس خواب کے ابھی تک ظہور میں نہیں آئے ان کے ظہور کا سب کو منتظر رہنا چاہیے کہ آسمانی باتیں کبھی مل نہیں سکتیں۔

جلد چہارم

جَاءَ الْحَقُّ وَزَهَقَ الْبَاطِلُ إِنَّ الْبَاطِلَ كَانَ زَهُوقًا

ملقب بہ

الْبَرَاهِينُ الْأَحْمَدِيَّةُ عَلَى حَقِّيَّةِ كِتَابِ اللَّهِ الْقُرْآنِ وَالنَّبُوَّةِ الْمُحَمَّدِيَّةِ

جسکو فخر اہل اسلام پنجاب جناب میرزا غلام احمد صاحب دین اعظم قادیان ضلع گورداسپور پنجاب ام فیض
نے کمال تحقیق اور تدقیق سے تالیف کر کے منکر بن اسلام پر محبت اسلام پوری کرنے کے لئے

بہارِ عام دس ہزار روپیہ شائع کیا۔

مطلع ریاض بندہ تسمیں باہتمام کترین محمد حسین مراد آبادی ۱۸۸۲ء میں طبع ہوئی

حقہ بھی پائی جائے۔ ابتدا میں جب خدا نے انسان کو پیدا کیا۔ اُس وقت بذریعہ الہام پولیوں کی تعلیم کرنا ایسا امر تھا۔ کہ جس میں دونوں طور

دلی عاجزی کے ساتھ امداد الہی چاہتا ہے۔ اور نہ اس کی روحانی حالت درست ہوتی ہے۔ بلکہ اس کے ہونٹوں میں دُعا اور اس کے دل میں غفلت یا ریاء ہوتی ہے۔ یا کبھی ایسا بھی ہوتا ہے کہ خدا اس کی دُعا کو سن تو لیتا ہے۔ اور اس کے لئے جو کچھ اپنی حکمت کاملہ کے رُوسے مناسب اور اصلح دیکھتا ہے عطا بھی فرماتا ہے لیکن نادان انسان خدا کی ان الطافِ خفیہ کو شناخت نہیں کرتا۔ اور باعث اپنے جہل اور بے خبری کے شکوہ اور شکایت شروع کر دیتا ہے۔ اور اس آیت کے مضمون کو نہیں سمجھتا۔ عَسَىٰ اَنْ تَكُوْنُوْا شٰیْئًا مِّنْ فَضْلِہٖ اَوْ تَكُوْنُوْا لَہٗ عٰیْدًا ۚ وَ عَسٰی اَنْ یَّجِیْبُوْکُمْ ۚ وَ عَسٰی اَنْ یَّخْلُقَ لَکُمْ مِّنْ دُوْنِہٖ مَا تَعْلَمُوْنَ۔ یعنی یہ ممکن ہے کہ تم ایک چیز کو نبی سمجھو اور وہ اصل میں تمہارے لئے اچھی ہو اور ممکن ہے کہ تم ایک چیز کو دوست رکھو اور وہ اصل میں تمہارے لئے بُری ہو۔ اور خدا چیزوں کی اصل حقیقت کو جانتا ہے اور تم نہیں جانتے۔ اب ہماری اس تمام تقریر سے واضح ہے کہ بسم اللہ الرحمن الرحیم کس قدر عالی شان صداقت ہے جس میں حقیقی لوحِ اور عبودیت اور خلوص میں ترقی کرنے کا نہایت عمدہ سامان موجود ہے جس کی نظیر کسی اور کتاب میں نہیں پائی جاتی۔ اور اگر کسی کے زعم میں پائی جاتی ہے تو وہ اس صداقت کو مع تمام دوسری صداقتوں کے جو ہم نیچے لکھتے ہیں نکال کر پیش کرے۔

اس جگہ بعض کو نہ اندیش اور نادان دشمنوں نے ایک اعتراض بھی بسم اللہ کی بلاغت پر کیا ہے۔ ان معتز ضنین میں سے ایک صاحب تو پادری عماد الدین نام ہیں۔ جس نے اپنی کتاب ہدایت المسلمین میں اعتراض مندرجہ ذیل لکھا ہے۔ دوسرے صاحب باوا

نہیں کر سکتے مگر میرے بعد ایک دوسرا آئیوا لاسے وہ سب باتیں کھول دیگا اور علم دین کو بمرتبہ کمال پہنچائے گا سو حضرت مسیح تو انجیل کو ناقص کی ناقص ہی چھوڑ کر آسمانوں پر جا بیٹھے اور ایک عرصہ تک وہی ناقص کتاب لوگوں کے ہاتھ میں رہی اور پھر اسی ہی مضمون

کی شرائط موجود تھی۔ اول ذاتی قابلیت پہلے انسان میں جیسا کہ چاہیے الہام

۳۶۲

نرائن سنگھ نام وکیل امرتسری ہیں۔ جنہوں نے پادری کے اعتراض کو سچ سمجھ کر اپنے دلی
عناد کے تقاضا کی وجہ سے وہی پوچھ اعتراض اپنے رسالہ و دیباچہ کا شک میں درج کر دیا
ہے۔ سو ہم اس اعتراض کو مع جواب اس کے لئے لکھنا مناسب سمجھتے ہیں تا منصفین کو معلوم
ہو کہ غلط تعصب ہے ہمارے مخالفین کو کس درجہ کی کور باطنی اور نابینائی تک پہنچا دیا ہے۔
کہ جو نہایت درجہ کی روشنی ہے۔ وہ ان کو تاریکی دکھائی دیتی ہے۔ اور جو اعلیٰ درجہ کی
خوشبو ہے۔ وہ اس کو بدبو تصور کرتے ہیں۔ سو اب جاننا چاہیے کہ جو اعتراض لیسٹم اللہ
الرحمن الرحیم کی بلاغت پر مذکورہ بالا لوگوں نے کیلئے۔ وہ یہ ہے کہ الرحمن الرحیم جو
بسم اللہ میں واقع ہے یہ فصیح طرز پر نہیں۔ مگر رحیم الرحمن ہوتا۔ تو یہ فصیح اور صحیح طرز
تھی۔ جو کہ خدا کا نام ہے۔ عیسائوں نے رحمت کے ہے کہ جو اکثر اور عام ہے اور رحیم کا
فصل نسبت۔ رحیم کے رحمت کے لئے آتا ہے کہ جو قلیل اور خاص ہے۔ اور
رحمت کا کام یہ ہے کہ رحمت سے کثرت کی طرف منتقل ہو۔ نہ یہ کہ کثرت سے رحمت کی طرف
یہ اعتراض ہے کہ ان دونوں صفتوں نے جی انہیں بند کر کے اس کلام پر کیا ہے۔
جس کلام کی بلاغت کو عرب کے تمام اہل زبان جن میں بڑے بڑے شاعر بھی تھے باوجود سخت
حقارت کے تسلیم کر چکے ہیں۔ بلکہ بڑے بڑے معاند اس کلام کی شانِ عظیم سے نہایت درجہ
تعجب میں پڑ گئے۔ اور اکثر ان میں سے کہ جو فصیح اور بلیغ کلام کے اسلوب کو بخوبی جاننے
پہچاننے والے اور مذاق سخن سے عارف اور باالغاف تھے۔ وہ مزہ زبانی کو
طاقتِ انسانی سے باہر دیکھ کر ایک معجزہ عظیم یقین کر کے ایمان لے آئے جن کی شہادتیں

۳۶۳

کی پیشین گوئی کے بموجب قرآن شریف کو خدا نے نازل کیا اور ایسی جامع شریعت عطا
فرمائی جس میں نہ تو بہت کی طرح خواہ مخواہ ہر جگہ اور ہر محل میں دانست کے عوض دانست
نکالنا ضروری لکھا اور نہ انجیل کی طرح یہ حکم دیا کہ ہمیشہ اور ہر حالت میں دست دراز لوگوں
کے طمانچے کھانے چاہیے۔ بلکہ وہ کامل کلام عارضی خیالات سے ہٹ کر حقیقی نیکی کی طرف

۳۶۴

۴۹۹

تمہید ہشتم جو امر خارق عادت کسی ولی سے صادر ہوتا ہے۔ وہ تحقیق میں اُس قبوع کا معجزہ ہے جس کی وہ اُمت ہے اور یہ بدیہی اور

۴۹۹

کرتا و مطلق کہ جس کے علم قدیم سے ایک ذرہ معنی نہیں اور جس کی طرف کوئی نقصان اور سران عاید نہیں ہو سکتا۔ اور جو ہر ایک قسم کے جہل اور آلودگی اور ناتوانی اور غم اور حزن اور درد اور رنج اور گرفتاری سے پاک ہے وہ کیوں کر اُس چیز کا عین ہو سکتا ہے کہ جو

برجہ یقین کامل پہنچ کر مندر میں پھر بعد اسکے فرمایا۔ اِنَّا اَنْزَلْنَاهُ قُرْآنًا عَرَبِيًّا وَ بِالْحَقِّ اَنْزَلْنَاهُ وَ بِالْحَقِّ تَكْوَلُ۔ جَدَّ قَالَهُ وَ رَسُوْلُهُ وَ كَانَ اَمْرًا اَلَكُوْ مَقْصُوْلاً۔ یعنی ہم نے ان نشانوں اور عجائبات کو اور نیز اس الہام پر اجماعاً و بحقائق و قادیان کے قریب اُتارا ہے اور ضرورت حقہ کے ساتھ اُتارا ہے اور بغیر ذرت حقہ اُترا ہے۔ خدا اور اُس کے رسول نے خبر دی تھی کہ جو اپنے وقت پر پوری ہوئی اور جو کچھ خدا نے چاہا تھا وہ ہونا ہی تھا۔ یہ آخری فقرات اس بات کی طرف اشارہ ہے کہ اس شخص کے ظہور کیلئے حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اپنی حدیث متذکرہ بالا میں اشارہ فرما چکے ہیں اور خدا نے تعالیٰ اپنے کلام مقدس میں اشارہ فرما چکا ہے چنانچہ وہ اشارہ حقہ سوم کے الہامات میں بھی ہو چکا ہے اور قرآنی اشارہ اس آیت میں ہے۔ هُوَ الَّذِيْ اَوْسَلْ رَّسُوْلُهُ بِالْمُهْدَىٰ وَ دِيْنِ الْحَقِّ لِيُظْهِرَهُ عَلَى الدِّيْنِ كُلِّهِ۔ یہ آیت جسمانی اور سیاسی ملکی کے طور پر حضرت مسیح کے حق میں پیشگوئی ہے۔ اور جس غلبہ کاملہ دین اسلام کا وعدہ دیا گیا ہے و غلبہ مسیح کے ذریعہ سے ظہور میں آئے گا۔ اور جب حضرت مسیح علیہ السلام دوبارہ اس دنیا میں تشریف لائیں گے ان کے ہاتھ سے دین اسلام جمیع آفاق اور اقطار میں پھیل جائے گا۔ لیکن اس عاجز پر ظاہر کیا گیا ہے کہ یہ خاکسار اپنی غربت اور انکسار اور توکل اور اتارا و آیات اور انوار کے رُوسے مسیح کی پہلی زندگی کا نمونہ ہے اور اس عاجز کی فطرت اور مسیح کی فطرت باہم نہایت ہی متشابه واقع ہوئی ہے گویا ایک ہی جوہر کے دو ٹکڑے یا ایک ہی درخت کے دو پھل ہیں اور جندی اتحاد ہے کہ نظر کشفی میں نہایت ہی باریک امتیاز ہے اور نیز ظاہری طور پر

۴۹۹

ظاہر ہے کیونکہ جب کسی امر کا ظاہر ہونا کسی شخص اور کسی خاص کتاب کی متابعت

ان سب بلاؤں میں مبتلاء ہے۔ کیا انسان جس کی روحانی ترقیات کے لئے اس قدر حالات منتظر ہیں جن کا کوئی کنارہ نظر نہیں آتا۔ وہ اس ذات صاحب کمال تام سے مشابہ یا اس کا عین ہو سکتا ہے جس کے لئے کوئی حالت منتظرہ باقی نہیں، کیا جس کی

بھی ایک مشابہت ہے اور وہ یوں کہ مسیح ایک کامل و عظیم الشان نبی عیسیٰ موسیٰ کا تابع اور خادم دین تھا۔ اور اس کی تعمیل و نیت کی فرست ہے۔ اور یہ عاجز بھی اس حلیل الشان نبی کے حقہ خادمین میں سے ہے کہ جو سید الرسل اور سب رسولوں کا سر تاج ہے۔ اگر وہ آماد میں تو وہ احمد ہے۔ اور اگر وہ محمود ہیں تو وہ محمد ہے صلی اللہ علیہ وسلم۔ سو چونکہ اس عاجز کو حضرت مسیح سے مشابہت تامہ ہے اس لئے خداوند کریم نے مسیح کی پیشگوئی میں ابتداء سے اس عاجز کو بھی شریک کر رکھا ہے یعنی حضرت مسیح پیشگوئی متذکر

بالا کا ظاہری اور جسمانی طور پر مصداق ہے اور یہ عاجز روحانی اور معنوی طور پر اس کا محل اور مورد ہے یعنی روحانی طور پر دین اسلام کا غلبہ جو حج قاطعہ اور براہین ساطعہ پر موقوف ہے اس عاجز کے ذریعہ سے مقدّر ہے۔ گو اسکی زندگی میں یا بعد وفات ہو۔ اور اگرچہ دین اسلام اپنے دلائل حقہ کے رُو سے قدیم سے غالب چلا آیا ہے اور ابتداء سے اس کے مخالف رسوا اور ذلیل ہوتے چلے آئے ہیں۔ لیکن اس غلبہ کا مختلف فرقوں اور قوموں پر ظاہر ہونا ایک ایسے زمانہ کے آنے پر موقوف تھا کہ جو بیاعت کھل جانے راہوں کے تمام دنیا کو ممالک متحدہ کی طرح بنا تا ہو اور ایک ہی قوم کے حکم میں داخل کرتا ہو اور تمام اسباب اشاعت تعلیم اور تمام وسائل اشاعت دین کے بے شمار ہوں گے آسانی پیش کرتا ہو۔ اور اندرونی اور بیرونی طور پر تعلیم حقانی کے لئے نہایت مناسب اور موزوں ہو۔ سو اب وہی زمانہ ہے کیونکہ بیاعت کھل جانے راستوں اور مطلع ہونے ایک قوم کے دوسری قوم سے اور ایک ملک کے دوسرے ملک سے سامان تبلیغ کا بوجہ احسن میسر آ گیا ہے اور بوجہ انتظام ڈاک و ریل و تار و جہاز و وسائل متفرق اخبار وغیرہ کے دینی تالیفات کی اشاعت کے لئے بہت سی آسانیاں ہو گئی ہیں۔ غرض

نے منع کیا ہے اور اسی کتاب کا پابند رہتا ہے جو اُس کے شارع نے دی ہے تو

برخلاف قسم دوم کے کہ اُس میں انھماک جائز ہے اور جہتک ولایت کسی ولی کی قسم سوم تک نہیں پہنچتی عارضی ہے اور خطرات امن میں نہیں۔ وجہ یہ کہ جہتک انسان کی سرشت میں خدا کی محبت اور اُسکے غیر کی عداوت داخل نہیں تہیک کچھ رشتہ ظلم کا نہیں باقی ہے کیونکہ اُس نے حق ربوبیت کو

خَلَقَ آدَمَ فَأَكْرَمَهُ - پیدا کیا آدم کو پس اکرام کیا اُس کا۔ جَعَرِيَّ اللَّهُ فِي حُلَيْنِ الْأَنْبِيَاءِ - جری اللہ نبیوں کے حُلوں میں۔ اس فقرہ الہامی کے یہ معنی ہیں کہ منصب ارث و ہدایت اور مورد وحی الہی ہونے کا دراصل عقد انبیاء ہے اور ان کے غیر کو بطور مستعار ملتا ہے اور یہ عقد انبیاء اُمت محمدیہ کے بعض افراد کو بغرض تکمیل ناقصین عطا ہوتا ہے اور اسی کی طرف اشارہ ہے جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا عَلَاءُ أَهْلِ بَيْتِي كَأَيِّبَاءِ بَيْتِي إِسْرَآئِيلَ - پس یہ لوگ اگرچہ نبی نہیں پر نبیوں کا کام اُن کو سپرد کیا جاتا ہے۔ وَكُنْتُمْ عَلَى شَفَا حُفْرَةٍ فَأَنفَذْتُكُمْ فِيهَا - اور تمھے تم ایک گڑھے کے کنارہ پر سو اُس سے تم کو خلاصی بخشی یعنی خلاصی کا سامان عطا فرمایا

عَسَى رَبُّكُمْ أَنْ يَرْحَمَكُمْ عَلَيْكُمْ ذَرُونَا نَعْبُدْكُمْ وَأَجْعَلْنَا جَهَنَّمَ لِلْكَافِرِينَ حَصِيرًا - خدائے تعالیٰ کا ارادہ اس بات کی طرف منوجہ ہے جو تم پر رحم کرے۔ اور اگر تم نے گناہ اور سرکشی کی طرف رجوع کیا تو ہم بھی سزا اور عقوبت کی طرف رجوع کریں گے اور ہم نے جہنم کو کافروں کیلئے قید خانہ بنا رکھا ہے۔ یہ آیت اس مقام میں حضرت مسیح کے جلالی طور پر ظاہر ہونے کا اشارہ ہے یعنی اگر طریق رفیق اور نرمی اور لطف احسان کو قبول نہیں کریں گے اور حق محض جو دلائل واضحہ اور آیات بینہ سے کھل گیا ہے۔ اُس سے سرکش رہیں گے۔ تو وہ زمانہ بھی آنے والا ہے کہ جب

خدائے تعالیٰ بحرین کے لئے سدّت اور عنف اور قہر اور سختی کو استعمال میں لائے گا اور حضرت مسیح علیہ السلام نہایت جلالیت کے ساتھ دنیا پر اتریں گے اور تمام راہوں اور

وہ اس صورت میں بالکل اپنے نفس سے محو ہو کر اپنے شارع کی ذمہ داری

بسنہ چاہیے تھا اور انہیں کیا۔ اور لقاۃ تام حاصل کرنے سے ہنوز قاصر ہے۔ لیکن جب اس کی سرشت میں محبت الہی اور موافقت باللہ بخوبی داخل ہو گئی۔ یہاں تک کہ خدا اُس کے کلن ہو گیا جن سے وہ سنتا ہے۔ اور اُس کی آنکھیں ہر گھبراہٹ

سرکلن کو خوں و خاشاک سے صاف کر دیں گے اور کچ اور تاراست کا نام و نشان نہ رہے گا۔ اور عمل الہی گرجے کے قلم کو اپنی جہی قہری سے نیست و نابود کر دے گا۔ اور یہ وہ اس زمانہ میں جو رہا ہے جس کے واقع ہوا ہے یعنی اس وقت جلالی طور پر ہوا ہے تعالیٰ اور محبت کرے گا۔ اب بجائے اسکے جمالی طور پر یعنی رفق اور احسان کا تمام محبت کر رہا ہے۔

تَوْبُوا وَاصْلِحُوا وَاِلَى اللّٰهِ تَوَجَّهُوا وَعَلَى اللّٰهِ تَوَكَّلُوا وَاسْتَعِينُوا بِالْغَصَبِ وَ الصَّلٰوةِ۔ توبہ کرو اور فسق اور فجور اور کفر اور معصیت سے باز آؤ اور اپنے عمل کی اصلاح کرو اور خدا کی طرف متوجہ ہو جاؤ اور اس پر توکل کرو اور صبر اور صلوٰۃ کے ساتھ اُس سے مدد چاہو۔ کیونکہ نیکوں سے بدیاں دور ہو جاتی ہیں۔ بُشْرٰی نَکَ یا اَحْمَدِی۔ اَنْتَ مُرَادِی وَ مَعِی۔ غَرِشْتُ کَرَامَتُکَ بِسَیْرِی۔ خوشخبری ہو تجھے اے میرے احمد۔ تو میری مراد ہے اور میرے ساتھ ہے۔ میں نے تیری کرامت کو اپنے ہاتھ سے لگا لیا ہے۔ قُلْ لِّلْمُؤْمِنِیْنَ یُغْضُوْا مِنْ اَبْصَارِهِمْ وَ یَحْفَظُوْا اَفْوَاجَهُمْ ذٰلِکَ اَرْکٰی لَہُمْ۔ مؤمنین کو کہہ دے کہ اپنی آنکھیں نا محرموں سے بند رکھیں اور اپنی ستر گاہوں کو اور کانوں کو نالائق اُمروں سے بچا دیں۔ یہی اُن کی پاکیزگی کیلئے ضروری اور لازم ہے۔ یہ اس بات کی طرف اشارہ ہے کہ ہر ایک مومن کے لئے مہنیا سے پرہیز کرنا اور اپنے اعضاء کو ناجائز افعال سے محفوظ رکھنا لازم ہے۔ اور یہی طریق اس کی پاکیزگی کا مدار ہے۔

آيَاتِهِ لَعَلَّكُمْ تَهْتَدُونَ. البر والنبر سورة آل عمران. وَلَوْ لَا أَنْ تَصِيبَهُمْ
مُصِيبَةٌ بَعَا قَدَمَتْ أَيْدِيهِمْ فَيَقُولُوا رَبَّنَا لَوْ لَا أَرْسَلْتَ إِلَيْنَا
رَسُولًا فَتَتَّبِعَ آيَاتِكَ وَتَكُونَ مِنَ الْمُؤْمِنِينَ. وَلَوْ لَا دَفَعَ اللَّهُ
النَّاسَ بَعْضَهُمْ بِبَعْضٍ لَفَسَدَتِ الْأَرْضُ وَلَكِنَّ اللَّهَ ذُو فَضْلٍ

۵۲۵

۵۲۵

آیت میں تعلیم کی گئی ہے۔ جو فرمایا ہے۔ غیر المعصوب علیہم ولا الضالین۔
یہ وہ مرتبہ ہے جس میں انسان کو خدا کی محبت اور اس کے غیر کی عداوت
سرشت میں داخل ہو جاتی ہے۔ اور بطریق طبعیت اس میں قیام پڑتی ہے۔

ہرگز نہیں مانیں کہ جب تک خدا کو بخیر خود دیکھ نہ لیں۔ سفید بجز ضرر نہ ہلاکت کسی چیز کو باور نہیں کرتا
میرا اور تیرا دشمن ہے۔ کہہ خدا کا امر آیا ہے سو تم جلدی مت کرو۔ جب خدا کی مدد آئی تو کہا جائیگا
کہ کیا میں تمہارا خدا نہیں۔ کہیں گے کہ کیوں نہیں۔ اِنِّیْ مُتَوَقِّئُكَ وَرَافِعُكَ اِلٰی وَجْهِ عِلِّ
الَّذِیْنَ اَتَّبَعُوْكَ فَوْقَ الَّذِیْنَ کَفَرُوْا اِلٰی یَوْمِ الْقِیَامَةِ وَلَا تَهِنُوْا وَلَا تَحْزَنُوْا
كَانَ اللّٰهُ بِكُمْ رُءُوفًا رَّحِیْمًا۔ الْاٰیَاتِ اَوَّلِیَّاءِ اللّٰهُ لَا خَوْفٌ عَلَیْهِمْ وَلَا هُمْ
یَحْزَنُوْنَ۔ تَمُوتُ وَاَنْتَ اَرْضٌ مِّنْكَ فَاَدْخُلُوْا الْجَنَّةَ اِنْ شَاءَ اللّٰهُ اٰمِیْن۔
سَلَامٌ عَلَیْكُمْ طِبْتُمْ فَاَدْخُلُوْهَا اٰمِیْن۔ سَلَامٌ عَلَیْكَ جُعِلَتْ مَبَارَكًا۔
سَمِعَ اللّٰهُ اِنَّهُ سَمِیْعُ الدُّعَاۤءِ اَنْتَ مَبَارَكٌ فِی الدُّنْیَا وَالْاٰخِرَةِ۔ اَمْرًا
النَّاسِ دَبَّرَ كَانَتْ اِنْ رَبِّكَ تَعَالٰی لَمَّا یُرِیْدُ۔ اَذْکُرْ نِعْمَتِیْ اِلَیْیَ اَنْعَمْتُ
عَلَیْكَ وَاِنِّیْ فَضَّلْتُكَ عَلَی الْعٰلَمِیْنَ۔ یَا اَیُّهَا النَّفْسُ الْمُطْمَئِنَّةُ ارْجِعِیْ
اِلٰی رَبِّكِ رَاضِیَةً مَّرْضِیَّةً فَاَدْخُلِیْ فِیْ عِبَادِیْ وَاَدْخُلِیْ جَنَّتِیْ۔ مَن رَّبِّکُمْ
عَلَیْکُمْ وَاَحْسَنَ اِلٰی اَحْبَابِکُمْ وَعَلَمَکُمْ مَا لَمْ تَكُونُوْا تَعْلَمُوْنَ۔ وَاِنْ تَعْدُوا
نِعْمَةَ اللّٰهِ لَا تُحْصُوْهَا۔ میں تجھ کو پوری نعمت دوں گا اور اپنی طرف اطمینان لگا۔ اور جو
لوگ تیری متابعت اختیار کریں۔ یعنی حقیقی طور پر اللہ و رسول کے متبعین میں داخل
ہو جائیں۔ ان کو ان کے مخالفوں پر کجوائفاری ہیں۔ قیامت تک غلبہ بخشوں گا۔ یعنی

روحانی خزائن

تصنیفات

حضرت میرزا غلام احمد قادیانی
مسیح موعود و مہدی مہود علیہ السلام

جلد ۲

پُرانی تحریریں - مُرمّہ حشمِ آریہ
شعنِ حق - سبزا شستہ

لَنْ يَجْعَلَ اللَّهُ لِلْكَافِرِينَ عَلَى الْمُؤْمِنِينَ سَبِيلًا

قرآن شریف الجز و نجیم

یہ ہرگز نہیں ہوگا کہ کافر مومنوں کو ملزم کرنے کے لئے راہ پاسکیں۔

کتاب الاجاب

شخصہ حق

تین کا دوسرا نام یہ ہے

آریوں کی کسی قدر خدمت

اور

اُن کے ویدوں اور نکتہ چینوں کی کچھ ماہیت

یہ رسالہ جو تالیفات مرزا غلام احمد صفا مؤلف براہین احمدیہ میں سے ہے
اُس پر افترا رسالہ کا جواب ہے جو چند قادیان کے ہندوؤں کی طرف سے باملوداعاً
لیکھ رام پشاور کی چشمہ نور اترس میں چھپا تھا عوام فائدہ کے لئے مرزا صاحب
موصوف کی طرف سے

مطبع میرٹھ ہند اترس میں باہتمام شیخ نور احمد مالک مطبع طبع ہو کر شائع ہوا

عجیب قدرت دکھاتا ہے کہ جب امام مذکور بحالت زار نزار گھر واپس آیا تو اثر المام
برعکس پایا یعنی لڑکے کے آثار رو بصحت دیکھے غرض کہ مونہہ مغوس سے یہ کلمہ نکلنا ہی تھا
کہ دم بدم لڑکے کو آرام ہونے لگا۔ جب لوگوں نے عجیب الدعوات صاحب ریہ وہی
لفظ ہنرو کی لیاقت کا ہے اکی ہنسی اڑائی تو جواب دیا کہ المام غلط نہیں ہو سکتا۔
دایم یہ بچہ زندہ نہیں رہ سکتا۔ تمام ہوا قصہ پرا فزا کر یہ کا۔

اب دیکھنا چاہیے کہ وہ کب جو ولد الٰہی کھلتے ہیں وہ بھی بھوٹ بولتے ہوئے
شرطتے ہیں مگر اس آریہ میں اس قدر بھی شرم باقی نہ رہی جس قوم میں اس جنس کے
شریف و امین لوگ ہیں وہ کیا کچھ ترقیاں نہیں کریں گے۔ اب اس نیک ذات آریہ پر
فرق ہے کہ ایک جلسہ کر گرباے روبرو ہنستان کی تصدیق کراوے تا اصل راوی
کو حلف سے پوچھا جائے اور اس سے اصل ہنستان کے نئے نہ صرف ہم اس راوی کو حلف
دیں گے بد آپ بھی حلف اٹھائیں گے فریقین کے حلف کا یہ مضمون ہو گا کہ اگر
پچ پچ اپنے حافظہ کی پوری یادداشت سے بلا ذرہ کم و بیش میں نے بیان نہیں کیا تو
لے خدائے قادر مطلق اور اسے پریش سر سبکتی مان ایک سال تک اپنے فخر عظیم سے
ایسی میری بیخ کنی کر اور ایسا ہیبت ناک عذاب نازل فرما کہ دیکھنے والوں کو عبرت ہو
اور پھر اگر ایک سال تک آسمانی عذاب سے اصل راوی محفوظ رہا تو ہم اپنے جھوٹا ماننے کا خود شہار
دینے گے کیونکہ ہم جانتے ہیں کہ خدا تعالیٰ ایسے ہنستان صریح کو بے فیصلہ نہیں چھوڑے
گاہ یہ تو ہمارے لئے اور ایک ملہم من اللہ کے لئے ممکن بلکہ کثیر الوقوع ہے جو کوئی
نواب یا المام شنبہ طور پر معلوم ہو جس کی احتمالی طور پر کئی مٹنے کئے ہائیں مگر یہ فترا
کہ قطعی طور پر ہمیں المام ہو گیا کہ دین محمد جان محمد کا لڑکا اب مرے گا اس کی قبر کھودو

روحانی خزائن

تصنیفات

حضرت میرزا غلام احمد قادیانی

مسیح موعود و مہدی معہود علیہ السلام

جلد ۳

فتح اسلام - توضیح مرام

ازالہ اوہام

طوٹل بیچ اول

الحمد لله والمنة که رساله تالیف کرده مجتهد و مولانا شیخ الزمان مرزا علامہ
رئیس قادیان معلوم بہ

الہامی جسکی شائستگی سے ملوایا بہ ملوک طوطی کی قلمی شائستگی
الہامی جسکی شائستگی سے ملوایا بہ ملوک طوطی کی قلمی شائستگی

فتح اسلام

اور خدا تعالیٰ کے تجلی خاص کی بشارت
اور اُسکی پیروی کی راہوں اور اُسکی تائید کے
طریقوں کی طرف دعوت
جمادی الاول ۱۳۰۸ھ ہجری میں

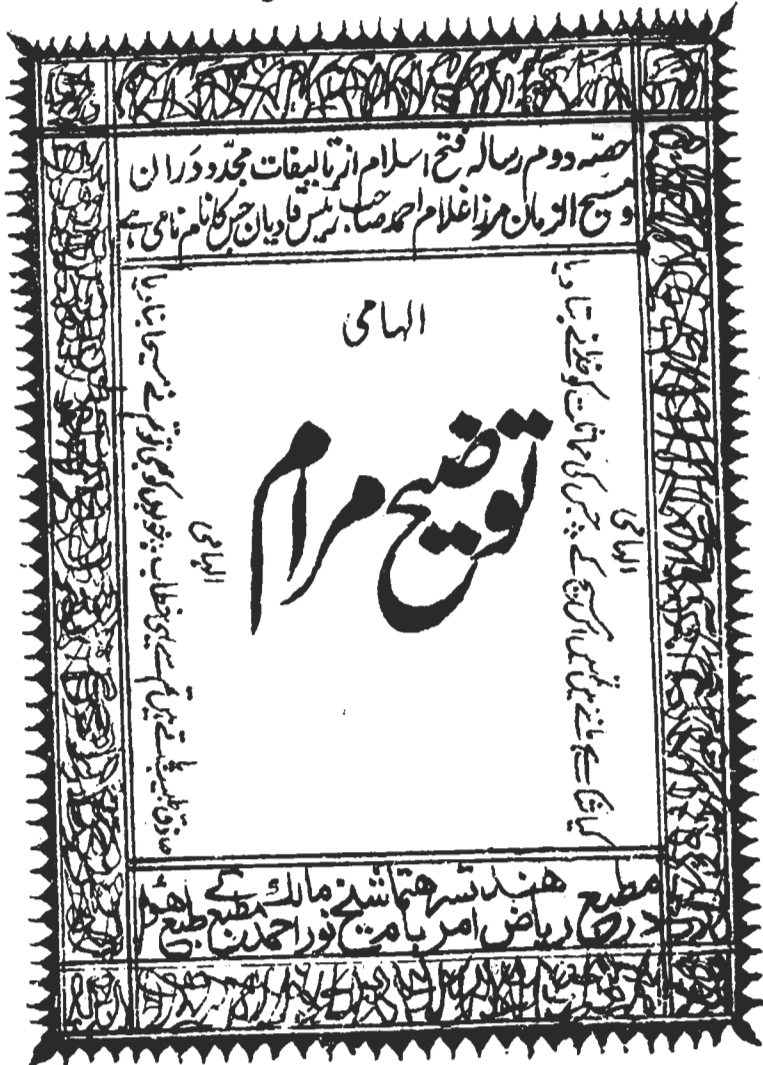
باہتمام شیخ مخدوم احمد مالک مطبع ریاض ہند میں طبع ہو کر پہلی بار
تسلیم پیام اور تمام حجت کی غرض سے بامروافہ الہی شائع کیا گیا۔

مکہ مکرمہ کا مقام اور ایمان اور یقین کے بڑھانے کا وقت ہے کہ خدا تعالیٰ نے اپنے فضل و کرم سے اپنے وعدہ کو پورا کر دیا اور اپنے رسول کی پیشگوئی میں ایک منٹ کا بھی فرق پڑنے نہیں دیا۔ اور نہ صرف اس پیشگوئی کو پورا کر کے دکھلایا بلکہ آئندہ کے لئے بھی ہزاروں پیشگوئیوں اور خوارق کا دروازہ کھول دیا۔ اگر تم ایماندار ہو تو شکر کرو اور شکر کے سجدات سناؤ کہ وہ زمانہ جس کا انتظار کرتے کرتے تمہارے بزرگ آباء و اجداد گزر گئے اور ہیشماروں میں اس کے ثبوت میں ہی سفر کر گئیں وہ وقت تم نے پایا۔ اب اس کی تکرار نہ کرنا اور اس سے فائدہ اٹھانا یا نہ اٹھانا تمہارے ہاتھ میں ہے۔ میں اس کو بار بار بیان کر رہا ہوں گا اور اس کے اظہار سے میں

مشغول ہوں رہا ہے کھانا یہ امور ایسے ہیں جن کو کامل اور واقعی طور پر تجدید دین کہا جائے بلکہ جو خدا کے طریق و شیطانی راہوں کی تجدید اور دین کا بہترین۔ قرآن شریف اور احادیث مجیدہ کو دنیا میں پھیلانا بیشک صحیح طریق ہے مگر یہی طور پر اور تکلف اور فکر اور غوص سے یہ کام کرنا اور اپنا نفسی طبعی طور پر حیرت اور قرآن کا مورد نہ ہونا ایسی ظاہری اور بے مغز خدمتیں ہر ایک با علم آدمی کر سکتا ہے اور ہمیشہ جاری ہیں۔ ان کو مجددیت کی کچھ علامت نہیں۔ یہ تمام امور خدا تعالیٰ کے نزدیک فقط استخوان فروشی پر اس طرح نہیں! اللہ جل شانہ فرماتا ہے: **يَمْ تَقُولُوا مَا آتَيْنَاكَ لَكُنْ كَبِيرٌ مَخْتَلِعًا عِنْدَ اللَّهِ اِنْ تَقُولُوا مَا لَا تَفْعَلُونَ** اور فرماتا ہے: **يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا عَلَيْكُمْ أَنْفُسَكُمْ لَا تَضُرُّكُمْ مَنْ ضَلَّ اِذَا اهْتَدَيْتُمْ** انہوں نے اندھے کو کیا راہ دکھلوں گا اور مجھدم و مفسدوں کے بدقول کو کیا صاف کریگا تجدید دین وہ پاک کیفیت ہے کہ اول عاشقانہ خوش کھاتہ اس پاک دل پائل ہوتی ہو جو مکالمہ الہی کے درمیان پہنچ گیا ہو۔ پھر وہ نثر میں جلدیاد کے

اس کی راہیت ہوتی ہو جو لوگ خدا تعالیٰ کی طرف سے تجدید کی قوت پاتے ہیں وہ نئے استخوان فروش نہیں ہوتے بلکہ وہ واقعی طور پر نائب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور روحانی طور پر اس کے خلیفہ ہوتے ہیں۔ خدا تعالیٰ ان میں ان تمام نعمتوں کا وارث بناتا ہے جو نبیوں اور رسولوں کو دی جاتی ہیں اور انکی باتیں از قبیل جوشیدہ ہوتی ہیں نہ محض اقبیل کو شیعہ۔ اور وہ حال میں ہوتے ہیں نہ مجبور و قال ہو اور خدا تعالیٰ کے الہام کی تجلی انکے لولہ ہوتی ہو اور وہ ہر ایک کی بقوت روح القدس پر کھڑے ہوتے ہیں اور انکی گفتار اور کردار میں نیا پرستی کی لہری نہیں ہوتی کیونکہ وہ کلمی مصفا کئے گئے اور تمام و کمال کھینچے گئے ہیں۔ منہما

ماٹل پیچ طبع اول



چاہیں گے پس مدعی ہو کر مقابل پر کھڑے ہو جائنا ان کے لئے سخت حجاب ہو جائے گا جس سے
 ہا ہر نکلا اور اپنی مشہور کردہ رائے سے رجوع کرنا ان کے لئے مشکل بلکہ محال ہو گا۔ کیونکہ ہمیشہ ہی
 دیکھا جاتا ہے کہ جب کوئی مولوی ایک رائے کو علی رؤس الارشاد ظاہر کر دیتا ہے اور اپنا فیصلہ
 ناطق اس کو قرار دیتا ہے تو پھر اس رائے سے خود کرنا اس کو موت سے بدتر دکھائی دیتا ہے۔ لہذا
 میں نے ترجیحاً شہید چاہا کہ قبل اس کے کہ وہ مقابل پر آکر ہٹ اور ضد کی بلا میں پھنس جاتیں
 آپ ہی ان کو ایسے صاف اور مدلل طور پر سمجھا دیا جائے کہ جو ایک دانا اور منصف اور طالب حق
 کی تسلی کیلئے کافی ہو۔ اگر بعد میں پھر لکھنے کی ضرورت پڑے گی تو شاید ایسے لوگوں کے لئے وہ
 ضرورت پیش آوے کہ جو غایت درجہ کے سادہ لوح اور غبی ہیں جن کو آسمانی کتابوں کے
 استعارات مصطلحات و دقائق تاویلات کی کچھ بھی خبر نہ ملے بلکہ سن نہیں اور لایمسہ
 کی نفی کے نیچے داخل ہیں۔

اب پہلے ہم صفاتی بیان کے لئے یہ لکھنا چاہتے ہیں کہ بائبل اور ہماری احادیث اور
 اخبار کی کتابوں کے رو سے جن نبیوں کا اسی وجود عصری کے ساتھ آسمان پر جانا تصور کیا گیا ہے
 وہ دو نبی ہیں ایک یوحنا جس کا نام ایلیا اور ادیس بھی ہے۔ دوسرے مسیح ابن مریم جن کو
 عیسیٰ اور یسوع بھی کہتے ہیں۔ ان دونوں نبیوں کی نسبت عمدت قدیم اور جدید کے بعض
 صحیفے بیان کر رہے ہیں کہ وہ دونوں آسمان کی طرف اٹھائے گئے اور پھر کسی زمانہ میں زمین پر
 اتریں گے اور تم ان کو آسمان سے آتے دیکھو گے۔ سچا ان ہی کتابوں سے کسی قدر ملتے جلتے
 الفاظ احادیث نبویہ میں بھی پائے جاتے ہیں لیکن حضرت ادیس کی نسبت جو بائبل میں
 یوحنا یا ایلیا کے نام سے پکارے گئے ہیں انجیل میں یہ فیصلہ دیا گیا ہے کہ یحییٰ ابن زکریا کے
 پیدا ہونے سے ان کا آسمان سے اترنا وقوع میں آگیا ہو چنانچہ حضرت مسیح صاف صاف
 الفاظ میں فرماتے ہیں کہ ”یوحنا جو آئیوا لہا تھا یہی ہے چاہو تو قبول کرو“ سو ایک نبی کے
 محکمہ سے ایک آسمان پر جانے والے اور پھر کس وقت اترنے والے یعنی یوحنا کا مقدمہ

حالانکہ وہ بجائے خود اپنے تئیں معذور سمجھتے تھے کیونکہ اُن کی بائبل کے ظاہری الفاظ پر نظر تھی۔ افسوس کہ ہمارے مسلمان بھائی بھی اسی گرداب میں پڑے ہوئے ہیں اور حضرت مسیح کی نسبت یہودیوں کی طرح اُن کے دلوں میں بھی یہی خیال جما ہوا ہے کہ ہم انہیں سچا آسمان پر اُترتے دیکھیں گے اور یہ عجوبہ ہم بحشم خود دیکھیں گے کہ حضرت مسیح زرد رنگ کی پوشاک پہنے ہوئے آسمانی سے اُترتے چلے آئے ہیں اور دائیں بائیں فرشتے اُن کے ساتھ ہیں اور تمام بازاری لوگ اور دیہت کے آدمی ایک بڑے میلے کی طرح اکٹھے ہو کر دُور سے اُن کو دیکھ رہے ہیں اور

فیه اختلافًا کثیرا۔ قل لواتبع اللہ اھو اعلم لفسدت السموات والارض
من فیہن ولیطلت حکمتہ وکان اللہ عنیزا حکیمًا۔ قل لو کان البھ
ملاذًا لبعیبات ربی لنعد البھ قبل ان تنفذ کلمات ربی ولو جئناکم مثلاً
مددًا۔ قل ان کنتم تحبون اللہ فاتبعونی یحبکم اللہ وکان اللہ غفورًا
رحیمًا پھر اس کے بعد الہام کیا گیا کہ ان علماء نے میرے گھر کو بدل ڈالا۔ میری عبادت گاہ

میں ان کے چولھے ہیں میری پرستش کی جگہ میں اُن کے پیالے اور ٹھونسیاں رکھی ہوئی ہیں اور جو بھوں کی طرح میرے نبی کی حدیثوں کو کتر رہے ہیں رٹھو ٹھیاں دو چھوٹی پیالیاں ہیں جن کو ہندوستان میں سکوریاں کہتے ہیں عبادت گاہ سے مراد اس الہام مذکورہ بالا جس میں قادیان میں نازل ہونے کا ذکر ہے ہوا تھا اس روز کشمی طور پر میں نے دیکھا کہ میرے بھائی صاحب مرحوم میرزا غلام قادر میرے قریب بیٹھ کر آواز بلند قرآن شریف پڑھ رہے ہیں اور پڑھتے پڑھتے انہوں نے ان فقرات کو پڑھا کہ انا انزلنہ قرآنًا من اللقا دیکان تو میں نے شک بہت تعجب کیا کہ کیا قابو لایاں گا نام ہی قرآن شریف میں لکھا ہے؟ تب انہوں نے کہا کہ یہ دیکھو لکھا ہوا ہے تب میں نے نظر ڈال کر جو دیکھا تو معلوم ہوا کہ فی الحقیقت قرآن شریف کے دائیں صفحہ میں شاید قریب نصف کے متن پر یہی الہامی عبارت لکھی ہوئی ہو کہ جسے تب میں نے اپنے دل میں کہا کہ اُن واقعی طور پر قادیان کا نام قرآن شریف میں ہے اور میں نے کہا کہ میں شہر محل کا نام اعزاز کے ساتھ قرآن شریف میں درج کیا گیا ہے مگر اور طریقہ اور قادیان یکشف حقا

افسوس کہ ہماری قوم کے لوگ استعارات کو حقیقت پر حمل کر کے سخت پیچیدگی میں پھنس گئے ہیں اور ایسی مشکلات کا سامنا نہیں پیش آگیا ہے کہ اب ان سے بآسانی نکلنا ان لوگوں کیلئے سخت دشوار ہے اور جو نکلنے کی راہیں ہیں وہ انہیں قبول نہیں کرتے۔ مثلاً صحیح مسلم کی حدیث میں جو یہ لفظ موجود ہے کہ حضرت یحییٰ جب آسمان سے اترینگے تو ان کا لباس زرد رنگ کا ہوگا اس لفظ کو ظاہری لباس پر حمل کرنا کیسا لغو خیال ہے زرد رنگ پہننے کی کوئی وجہ معلوم نہیں ہوتی لیکن اگر اس لفظ کو ایک کشفی استعارہ قرار دے کر معبرین کے مذاق اور تجار کے موافق اس کی تعبیر کرنا چاہیں

تک یہ کہ جب وہ صبح آئے گا تو مسلمانوں کی اندرونی حالت کو جو اس وقت بغایت دہریہ بگڑی ہوئی ہوگی ہفتی صبح تیغ سے درست کر دے گا اور ان کے روحانی افلاس اور باطنی ناداری کو بھی دور فرما کر جو اہر بات علوم و حقائق و معارف ان کے سامنے رکھ دے گا یہاں تک کہ وہ لوگ اس دولت کو لیتے لیتے تھک جائیں اور ان میں سے کوئی طالب حق روحانی طور پر مغفل اور نادار نہیں رہے گا بلکہ جس قدر سچائی کے بہرے کے لیے ہیں ان کو بشارت طیب فلا ملاقات کی اور شربت شیریں معرفت کا پلایا جائے گا اور علوم حدیث کے موتھ سے ان کی جھولیال پڑ کر دی جائیں گی اور جو مغرور اور لب لباب قرآن شریف کا ہے اس خطر کے بھرے ہونے شیشے ان کو دے جائیں گے۔

دوسری علامت خاصہ یہ ہے کہ جب وہ صبح موعود آئے گا تو صلیب کو توڑے گا اور خسرو بدول کو قتل کرے گا اور دجال ایک چشم کو قتل کر ڈالے گا اور جس کا فرنگ اس کے دم کی ہوا پیچھے گی وہ فی القور مر جائے گا سو اس علامت کی اصل حقیقت جو روحانی طور پر مراد رکھی گئی ہے یہ ہے کہ صبح دنیا میں اگر صلیبی مذہب کی شان قیامت کو اپنے پیروں کے پیچھے کھل ڈالے گا اور ان لوگوں کو جن میں خسرو بدول کی بے حیائی اور نوکوں کی بے شرمی اور تجاسٹ مخوری ہے ان پر غلائی قاطعہ کا ہتھیار چلا کر ان سب کا کام تمام کر دے گا اور وہ لوگ جو مروت دنیا کی ہنکھ رکھتے ہیں مگر دنیا کی آنکھ بکلی نلارو۔ بلکہ ایک بدنامیٹ اس میں نکلا ہوگا انکو قین جھنوں کی سیف قاطعہ سے طرز کر کے ان کی منکرانہ ہستی کا خاتمہ کر دے گا اور نہ صرف ایسے ایک چشم لوگ بلکہ ہر ایک کا فر جو دین محمدی کو بظنہ استحقار دیکھتا ہے سبھی دلائل کے جلالی دم سے روحانی طور پر مارا جائے گا۔ غرض یہ سب عبارتیں استعارہ کے طور پر واقع ہیں جو اس عاجز پر

خاتم النبیین و خیر المرسلین ہیں جن کے ہاتھ سے اکمل دین ہو چکا اور وہ نعمت بہتر تمام پہنچ چکی جس کے ذریعہ انسان راہ راست کو اختیار کر کے خدائے تعالیٰ تک پہنچ سکتا ہے اور ہم پختہ یقین کے ساتھ اس بات پر ایمان رکھتے ہیں کہ قرآن شریف خاتم کتب الہی ہے اور ایک شعبہ یا نقطہ اس کی شرائط اور حدود اور احکام اور اوامر سے زیادہ نہیں ہو سکتا اور نہ کم ہو سکتا ہے اور اب کوئی ایسی وحی یا ایسا الہام مطلوب اللہ نہیں ہو سکتا جو احکام فرقائی کی ترمیم یا تنسیخ یا کسی ایک حکم کے تبدیل یا تغیر کر سکتا ہو اگر کوئی ایسا خیال کرے تو وہ ہمارے نزدیک جماعت مومنین سے خارج اور محد اور کافر ہے اور ہمارا اس بات پر بھی ایمان ہے کہ ادنیٰ درجہ صراطِ مستقیم کا بھی بغیر اتباع ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ہرگز انسان کو حاصل نہیں ہو سکتا چہ جائیکہ راہ راست کے اعلیٰ مدارج بجز اقتدا اس امام الرسل کے حاصل ہو سکیں کوئی مرتبہ شرف و کمال کا اور کوئی مقام عزت اور قرب کا بجز سچی اور کامل متابعت اپنے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ہم ہرگز حاصل کر ہی نہیں سکتے ہمیں جو کچھ ملتا ہے غلطی اور غلط طور پر ملتا ہے اور ہم اس بات پر بھی ایمان رکھتے ہیں کہ جو راستباز اور کامل لوگ شرف صحبت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے مشرف ہو کر تکمیل منازل سلوک کر چکے ہیں ان کے کمالات کی نسبت بھی ہمارے کمالات اگر ہمیں حاصل ہوں بطور ظن کے واقع ہیں اور ان میں بعض ایسے جتنی فضائل ہیں جواب ہمیں کسی طرح سے حاصل نہیں ہو سکتے۔ غرض ہمارا ان تمام باتوں پر ایمان ہے جو قرآن شریف میں آئے ہیں اور جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم خدائے تعالیٰ کی طرف سے لائے اور تمام محدثات اور بدعات کو ہم ایک فاش ضلالت اور جہنم تک پہنچانے والی راہ یقین رکھتے ہیں مگر وہیں کہ ہماری قوم میں ایسے لوگ بہت ہیں جو بعض حقائق اور معارف قرآنیہ اور وقایع تاریخیہ کو جو اپنے وقت پر بذریعہ کشف والہام زیادہ تر صفائی سے کھلتے ہیں محدثات اور بدعات ہی حاصل کر لیتے ہیں حالانکہ معارف مخفیہ قرآن و حدیث ہمیشہ اہل کشف پر کھتے رہے ہیں

اور علما، وقت اُن کو قبضل کرتے رہے ہیں لیکن اس زمانہ کے اکثر علماء کی یہ عجیب عادت ہے کہ اگر خدائے تعالیٰ کا اہام ولایت جس کا کبھی سلسلہ منقطع نہیں اپنے وقت پر بعض مجلس کا شفات نبویہ اور استعالات سر بستہ قرآنہ کی کوئی تفسیر کرے تو نظر انکا ہاتھ ستر ادا اس کو دیکھتے ہیں حالانکہ مصلح میں ہمیشہ یہ حدیث پڑھتے ہیں کہ قرآن شریف کیلئے ظرو و بطن دونوں میں اور اس کے عجائبات قیامت تک ختم نہیں ہو سکتے اور ہمیشہ اپنے منہ سے اقرار کرتے ہیں کہ ائمہ و محدثین کشف و الامانات اولیاء کو حدیث صحیح کے قائم مقام سمجھتے رہے ہیں۔ ہم نے جو رسالہ فتح اسلام اور توضیح مرام میں اس اپنے کشفی و الہامی فقر کو شائع کیا ہے کہ

میں

کئی کو غور سے مراء ہی عاجز رہے ہیں نے سنا ہے کہ بعض ہمارے علماء اس پر بہت افرختہ ہوئے ہیں اور انہوں نے اس بیان کو ایسی بدعات میں سے سمجھ لیا ہے کہ جو خارج اجماع اور برائت عقیدہ متفق علیہا کے ہوتی ہیں حالانکہ ایسا کرنے میں ان کی بڑی غلطی ہے۔

اول تو یہ جانتا چاہیے کہ سچ کے نزول کا عقیدہ کوئی ایسا عقیدہ نہیں ہے جو ہماری ایمانیات کی کوئی جزو یا ہمارے دین کے رکنوں میں سے کوئی رکن ہو بلکہ خدا کا پیشگوئیوں میں سے یہ ایک پیشگوئی ہے جس کو حقیقت اسلام کے کچھ بھی تعلق نہیں جس زمانہ تک یہ پیشگوئی بیان نہیں کی گئی تھی اس زمانہ تک اسلام کچھ ناقص نہیں تھا اور جبکہ بیان کی گئی تو اس سے اسلام کچھ کامل نہیں ہو گیا۔ اور یہ پیشگوئیوں کے بارہ ہیں یہ ضروری نہیں کہ وہ ضروری اپنی ظاہری صورت میں ہی پوری ہوں بلکہ اکثر پیشگوئیاں میں ایسے ایسے سلسلہ شیعہ ہوتے ہیں کہ قبل از ظہور پیشگوئی خود ثابت کیا کہ وہی جن پر وہ وحی نازل ہو بھٹیں نہیں آسکتے چہ جائیکہ دوسرے لوگ ان کو یقینی طور پر سمجھ لیں۔ دیکھو جس حالت میں ہمارے سید و مولیٰ آپ اس بات کا اصرار کرتے ہیں کہ بعض پیشگوئیوں کو میں نے کسی اور صورت پر سمجھا اور ظہور اُن کا کسی اور صورت پر ہوا۔ تو پھر دوسرے لوگ گو فرض کے طور پر ساری اُمت ہی کیوں نہ ہو کب ایسا دعویٰ کر سکتے ہیں کہ ہماری سمجھ میں غلطی نہیں سلف صلح ہمیشہ اس طریق کو پسند کرتے رہے ہیں

بتلاویں کہ کس نے اس صدی کے سر پر خدا تعالیٰ سے الہام پا کر مجدد ہونے کا
دعویٰ کیا ہے یوں تو ہمیشہ دین کی تجدید ہو رہی ہے مگر حدیث کا تو یہ منشاء ہے کہ
وہ مجدد خلائے تعالیٰ کی طرف سے آئے گا یعنی علوم لکھنویہ و آیات
سماویہ کے ساتھ۔ اب بتلاویں کہ اگر بیجا جز حق پر نہیں ہے تو پھر کون آیا جس نے
اس چودھویں صدی کے سر پر مجدد ہونے کا ایسا دعویٰ کیا جیسا کہ اس عاجز نے کیا
کوئی الہامی دعاوی کے ساتھ تمام مخالفوں کے مقابل پر ایسا کھڑا ہوا جیسا کہ یہ عاجز
کھڑا ہوا۔ تفکروا و تندموا و اتقوا اللہ ولا تغلوا اور اگر یہ
عاجز مسیح موعود ہونے کے دعویٰ میں غلطی پر ہے تو آپ لوگ کچھ کوشش کریں کہ
سیح موعود جو آپ کے خیال میں ہے انہیں دنوں میں آسمان سے اتر آوے کیونکہ میں
اس وقت موجود ہوں مگر جس کے انتظار میں آپ لوگ ہیں وہ موجود نہیں اور میرے
دعویٰ کا ٹوٹنا صرف اسی صورت میں متصور ہے کہ اب وہ آسمان سے اتر ہی آوے۔
تین ملزم ٹھہر سکوں۔ آپ لوگ اگر سیح پر ہیں تو سب مل کر دعا کریں کہ مسیح ابن مریم جلد آسمان
سے اترتے دکھائی دیں اگر آپ حق پر ہیں تو یہ دعا قبول ہو جائے گی کیونکہ اہل حق کی دعا
بیطین کے مقابل پر قبول ہو جایا کرتی ہے لیکن آپ یقیناً سمجھیں کہ یہ دعا ہرگز قبول
نہیں ہوگی کیونکہ آپ غلطی پر ہیں سیح تو آچکا لیکن آپ نے اس کو شناخت نہیں کیا اب یہ
میس موعود آپ کی ہرگز پوری نہیں ہوگی یہ زمانہ گزر جائے گا اور کوئی ان میں سے
کو اترتے نہیں دیکھے گا۔

حالانکہ تیرھویں صدی کے اکثر علماء چودھویں صدی میں اس کا بطور معین کر گئے
ہیں اور بعض تو چودھویں صدی والوں کو بطور وصیت یہ بھی کہہ گئے ہیں کہ اگر ان کا زمانہ
پاؤ تو ہمارا اسلام علیکم انہیں کو شاہ ولی اللہ صاحب رحمہ اللہ میں بھی نہیں ہی کہیں۔
بالآخر ہم یہ بھی فلسا ہر کرنا چاہتے ہیں کہ ہمیں اس سے انکار نہیں کہ ہمارے بعد کوئی اور بھی

سیح کا شیل بن کر آوے کیونکہ نبیوں کے مثیل ہمیشہ دنیا میں ہوتے رہتے ہیں
 بلکہ خدا نے تعالیٰ نے ایک قطعی اور یقینی پیش گوئی میں میرے پر ظاہر کر رکھا ہے کہ میری
 ہی ذریعہ سے ایک شخص پیدا ہو گا جس کو کئی باتوں میں سیح سے مشابہت ہوگی وہ اسما
 سے اترے گا اور زمین والہ کی راہ سیدھی کرے گا وہ امیروں کو رستگاری بخشیگا
 اور ان کو جو شبہات کے زنجیروں میں مقید ہیں رانی دیگا۔ فرزند لبند گرامی
 وار حمد مظهر الحق والعلما کان اللہ نزل من السماء لیکن یہ عاجز
 ایک خاص پیش گوئی کے مطابق جو خدا نے تعالیٰ کی مقدس کتابوں میں پائی جلا
 ہے سیح موعود کے نام پر آیا ہے۔ واللہ اعلم وعلمہ احکم۔

گویم سخن اگر چہ ندارند باورم
 کل برگزیدہ راز و صدق منظرم
 حیف است کہ بیدہ نہ بینند منظرم
 ز انساں کہ آمد است در اجداد سرورم
 سید جدا کند ز سیحائے احمرم
 چوں خود ز مشرق است تختی تیرم
 بیسی کجاست تا بہ نہد پایا بمبدم

بایکھ مسیح و نزولش سخن رود
 کا نذر دلم مید خداوند کردگار
 موعودم و بحالیہ ما ثور آدم
 رنم چو گندم است و بمو فرق بین است
 ایس مقدم نہ جار شکوشت التباس
 از کلمہ متارہ شرقی عجب مدار
 لکن کہ حکم کہ حسب اشارات آدم

علمائے ہند کی خدمت میں نمانامہ

اے برادرانِ دین و علمائے شریعت متین! آپ صاحبانِ میری ان محرومات کو تو بہر
 ہو کر سنیں کہ اس عاجز نے بوشیل موعود ہونے کا دعویٰ کیا ہے جس کو کم ہنم لوگ مسیح موعود خیال
 کر بیٹھے ہیں۔ یہ کوئی نیا دعویٰ نہیں جو آج ہی میرے منہ سے سُنا گیا ہو بلکہ یہ وہی پرانا الزام ہے
 جو میں نے خدائے تعالیٰ سے پا کر براہین احمدیہ کے کئی مقامات پر تصریح
 درج کر دیا تھا جس کے شائع کرنے پر سات سال سے بھی کچھ زیادہ عرصہ گزر گیا ہو گا۔ میں نے
 یہ دعویٰ ہرگز نہیں کیا کہ میں مسیح بن مریم ہوں جو شخص یہ الزام میرے پر لگا وے وہ سراسر
 مفتری اور کذاب ہے بلکہ میری طرف سے عمر رسالت یا آٹھ سال سے برابر ہی شائع ہو رہا
 ہے کہ میں مثیل مسیح ہوں یعنی حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے بعض روحانی خواص طبع اور عادات
 اخلاق وغیرہ کے خدائے تعالیٰ نے میری فطرت میں بھی رکھی ہیں اور دوسرے کئی امور
 جن کی تصریح انہیں رسائل میں کر چکا ہوں میری زندگی کو مسیح ابن مریم کی زندگی سے
 شائبہت ہے اور یہ بھی میری طرف سے کوئی نئی بات طور میں نہیں آئی کہ میں نے ان رسالوں
 اپنے میں وہ موعود ٹھہرایا ہے جس کے آنے کا قرآن شریف میں اجمالاً اور احادیث میں
 تصریحاً بیان کیا گیا ہے کیونکہ میں تو پہلے بھی براہین احمدیہ میں تصریح لکھ چکا ہوں کہ میری
 مثیل موعود ہوں جس کے آنے کی خبر روحانی طور پر قرآن شریف اور احادیث نبویہ میں پہلے سے
 وارد ہو چکی ہے۔ تعجب کہ مولوی ابوسعید محمد حسین صاحب بٹالوی اپنے رسالہ
 اشاعت المسندہ نمبر ۶ جلد سات میں جس میں براہین احمدیہ کا یہ پلو لکھا ہے ان تہ
 الہامات کی اگرچہ ایمانی طور پر نہیں مگر امکانی طور پر تصدیق کر چکے اور بل و جان مان چکے ہیں
 مگر پھر بھی سُنا جاتا ہے کہ حضرت مولوی صاحب موصوف کو بھی اور لوگوں کا شور اور غوغا دیکھ کر

تنبہ شخص زندہ ہو کر ایک روشن اور چمکتے ہوئے چہرہ کے ساتھ اس کے سامنے آجائے گا۔
یہ اس کی الوہیت سے انکار کرے گا سو دنیا اور اسی قسم کی گمراہ کرنے کی کوششوں میں لگا
ہوا ہو گا کہ ناگہاں سیدنا ابن مریمؑ ظاہر ہو جائے گا اور وہ ایک منارہ سفید کے پاس دمشق
میں شرقی طرف اترے گا مگر ابن ماجہ کا قتل ہے کہ بیت المقدس میں اترے گا اور بعض
لکھتے ہیں کہ نہ بیت المقدس اور نہ دمشق بلکہ مسلمانوں کے شکر میں اترے گا جہاں حضرت عیسیٰؑ ہوگا۔
اور پھر فرمایا کہ جس وقت وہ اترے گا اُس وقت اس کی زرد پوشاک ہوگی یعنی زرد رنگ
کے دھڑکے اُس نے پہنے ہوئے ہوں گے (یہ اس بات کی طرف اشارہ معلوم ہوتا ہے کہ اُس
نت اُس کی صحت کی حالت اچھی نہیں ہوگی) اور دونوں تعقیبی اُس کی دو فرشتوں کے
بازوؤں پر ہوں گی۔ مگر بخاری کی ایک دوسری حدیث میں ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم
نے ابن مریمؑ کو بجائے دو فرشتوں کے دو آدمیوں کے کندھوں پر ہاتھ رکھ کر طواف
کرتے دیکھا۔ پس اس حدیث کے نسبت صفا فی سے یہ بات کہلتی ہے کہ دمشق حدیث میں
دو فرشتے لکھے ہیں وہ دراصل وہی دو آدمی ہیں کہ دوسری حدیث میں بیان کئے
گئے ہیں اور ان کے کندھوں پر ہاتھ رکھنے سے مطلب یہ ہے کہ وہ سیدنا کے دربار اور
انصار ہو جائیں گے۔

اور پھر فرمایا کہ جس وقت سیدنا ہجرت کرنا چاہیں گے گا تو اُس کے پسینہ کے قطرات ترشح
ہوں گے اور جب اوپر کو اٹھائے گا تو بالوں سے قطرے پسینہ کے چاندی کے فانوں کی طرح
گریں گے جیسے موتی ہوتے ہیں اور کسی کافر کے لئے ممکن نہیں ہوگا کہ ان کے دم کی ہوا پا کر
میتا رہے بلکہ فی القور مر جائے گا اور دم ان کا ان کی حدِ نظر تک پہنچے گا۔ پھر حضرت ابن عمرؓ
بجلی کی تلاش میں لگیں گے اور لڑکے دروازہ پر جو بیت المقدس کے دیہات میں ہو ایک
گاؤں ہے اس کو جائے گم ہوں گے اور قتل کر دیں گے۔ قمت توجمة الحدیث۔
یہ حدیث ہے جو صحیح مسلم میں امام مسلم صاحب نے لکھی ہے جس کو ضعیف سمجھ کر رئیس الحدیثین

کہ حضرت عیسیٰ فوت ہو چکے ہیں اور ناظرین پر واضح ہو گا کہ حضرت ابن عباس قرآن کریم کے نسخے میں بقول نمبر والوں میں سے ہیں اور اس بارہ میں اُن کے حق میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ایک دعا بھی ہے۔

پھر اسی معاملہ میں لکھا ہے کہ وہب سے یہ روایت ہے کہ حضرت عیسیٰ ^{۲۳۸} تین گھنٹہ کے لئے مر گئے تھے اور محمد بن اسحاق سے روایت ہے کہ نصاریٰ کا یہ گمان ہو کہ سات گھنٹہ تک مرے رہے مگر مولف رسالہ خدا کو تعجب ہے کہ محمد بن اسحاق نے سات گھنٹہ تک مرنے کی نصاریٰ کی کن کتابوں سے روایت لی ہے کیونکہ تمام فرقہ نصاریٰ کے اسی قول پر متفق نظر آتے ہیں کہ تین دن تک حضرت عیسیٰ مرے رہے اور پھر قبر میں سے آسمان کی طرف اٹھائے گئے اور چاروں انجیلوں سے بھی یہی ثابت ہوتا ہے اور خود حضرت عیسیٰ انجیلوں میں اپنی تین دن کی موت کا افسار بھی کرتے ہیں بہر حال موت اُن کی ثابت ہے اور ناسوا ان دلائل مستذکرہ کے یہود و نصاریٰ کا بالاتفاق اُن کی موت پر اجماع ہے اور تاریخ نبوت بتواتر اُن کے مرنے پر شاہد ہے اور پہلی کتابوں میں بھی بطور پیشگوئی اُن کے مرنے کی خبر دی گئی تھی۔

اب یہ گمان کہ مرنے کے بعد پھر اُن کی روح اُسی جسم خاکی میں داخل ہو گئی اور وہ جسم زندہ ہو کر آسمان کی طرف اٹھایا گیا۔ یہ سراسر غلط گمان ہے یہ بات باتفاق جمیع کتب الہیہ ثابت ہے کہ انبیاء و اولیاء مرنے کے بعد پھر زندہ ہو جایا کرتے ہیں یعنی ایک قسم کی زندگی انہیں عطا کی جاتی ہے جو دوسرے کو نہیں عطا کی جاتی۔ اسی طرف وہ حدیث اشارہ کرتی ہے جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ خدا تعالیٰ مجھے قبر میں میت نہ مرنے نہیں دے گا اور زندہ کر کے اپنی طرف اٹھائے گا اور زبور نمبر ۱۶ میں بھی حضرت

ﷺ اصل ترجمہ حدیث کا یہ ہے کہ میری عزت خدا تعالیٰ کی جناب میں اس سے زیادہ ہے کہ مجھے چالیس دن تک قبر میں رکھے یعنی میں اس مدت کے اندر زندہ ہو کر آسمان کی طرف اٹھایا جاؤں گا۔ اب دیکھنا چاہیے

اور اگر یہ کہا جاوے کہ قرآن شریف کے ایسے معنی کرنا کہ جو پہلوں سے منقول نہیں ہیں اسی سے جیسے مولوی عبد الرحمن صاحبزادہ مولوی محمد لکھنوالہ نے اس عاجز کی نسبت لکھا ہے تو میں کہتا ہوں کہ میں نے کوئی ایسے اجنبی معنی نہیں کئے جو مخالف اُن معنوں کے ہوں جن پر صحابہ کرام اور تابعین اور تبع تابعین کا اجماع ہو۔ اکثر صحابہ مسیح کا فوت ہو جانا مانتے رہے، و حال محمود کا فوت ہو جانا مانتے رہے پھر مخالفانہ اجماع کمال سے ثابت ہوا۔ قرآن شریف میں مسیح کے قریب ایسی شہادتیں ہیں جو مسیح ابن مریم کے فوت ہونے پر دلالت تین کر رہی ہیں۔ غرض کہ بات کہ مسیح جسم نہ ملنے کے ساتھ آسمان پر چڑھ گیا ایسا ہی جسم کے ساتھ اترے گا نہایت غلط

میں میں سلسلہ تیس اور عقل کو سمجھنا جس میں ہوتا جیسے شیخ القمربو ہمارے سید و مرزا نے بیان کیا ہے کہ نہ معجزہ تھا اور نہ تعالیٰ کی غیر محدود قدرت نے ایک راستہ باز اور کامل نبی کی عظمت ظاہر کرنے کے لئے اس کو دکھایا تھا (۲) دوسرے عقلی معجزات ہیں جو اس خارق عادت عقل کے ذریعہ سے ظہور پذیر ہوئے ہیں جو الہام الہی سے ملتی ہے جیسے حضرت سلیمان کا وہ معجزہ جو صرغ محمد و مین فواو کرے جس کا دیکھ کر بلقیس کو ایمان نصیب ہوا۔

اب جاننا چاہیے کہ بظاہر ایسا معلوم ہوتا ہے کہ یہ حضرت مسیح کا معجزہ حضرت سلیمان کے معجزہ کی طرح صرف عقلی تھا۔ تاہم صحیح سے ثابت ہے کہ اُن دونوں میں ایسے امور کی طرف لوگوں کے خیالات بھی ہوتے تھے کہ جو شعبہ بازاری کی قسم میں سے اور دراصل بے سود اور عوام کو فریفتہ کرنے والے تھے۔ وہ لوگ جو فرعون کے وقت میں مصر میں ایسے ایسے کام کرتے تھے جو سناپ بنا کر دکھلا دیتے تھے اور کچی قسم کے جانور طیارہ کر کے ان کو زہر جانوروں کی طرح چلا دیتے تھے۔ وہ حضرت مسیح کے وقت میں عام طور پر یہودیوں کے ملکوں میں پھیل گئے تھے اور یہودیوں نے اُن کے بہت سے ساتھیوں کو دیکھ لے تھے جس کا قرآن کریم بھی اس بات کا شاہد ہے۔ سو کچھ تعب کی جگہ نہیں کہ خدا تعالیٰ نے حضرت مسیح کو عقلی طور سے ایسے طریق پر اطلاع دے دی جو ایک مٹی کا کھلونا کسی نئی کے ہاتھ یا کسی چھینک مارنے کے طور پر ایسا پرواز کرتا ہو جیسے پرندہ پرواز کرتا ہے یا اگر پرواز نہیں کر سکتا ہے تو پھر وہ کیونکر حضرت مسیح ابن مریم پہنچنے باپ یوسف کے ساتھ بائیس برس کی مدت

۲۰۴ سے صحت بات ہے صحابہ کا ہرگز اس پر اجماع نہیں۔ بھلا اگر ہے تو کم سے کم تین سو یا بارہ صحابہ کا نام لیجئے جو اس بارہ میں اپنی شہادت ادا کر گئے ہیں ورنہ ایک یا دو آدمی سے کیا نام اجماع رکھنا سخت بد دیا سکتی ہے۔ ماسوا اس کے یہ بھی ان حضرات کی سر اسر سے ہے۔ عمران کریم کے معانی کو برمانہ گذشتہ محدود و مفید سمجھتے ہیں۔ اگر اس خیال کو سیر کر لیں جو اسے تو پھر قرآن شریف معجزہ نہیں رہ سکتا۔ اور اگر موم بھی تو شاید ان عربیوں کے لئے بحث شناسی کا مذاق رکھتے ہیں۔

۲۰۵ رہا چاہیے کہ کھلا کھلا اعجاز قرآن شریف کا جو ہر ایک قوم اور ہر ایک اہل زبان پر روشن

۲۰۴ کا کام بھی کرتے رہے ہیں اور ظاہر ہے کہ بڑھی کا کام درحقیقت ایک ایسا کام ہے جس میں کلوں کے ہونے اور طرح طرح کی صنعتوں کے بنانے میں عقل تیز ہو جاتی ہے اور جیسے انسان میں قوت موجود ہوں۔ اس کے موافق اعجاز کے طور پر بھی مدد ملتی ہے جیسے ہمارے سید و مولیٰ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے روحانی قوت و دقائق اور معارف تک پہنچنے میں نہایت تیز و قوی تھے۔ سوانہی کے موافق قرآن شریف کا معجزہ ہے جو جامع جمیع دقائق و معارف الہیہ ہے۔ پس اس سے کچھ تعجب نہیں کہ ناچاہیے کہ حضرت مسیح نے اپنے ادا علیہما کی طرح اس وقت کے مخالفین کو یہ عقلی معجزہ دکھلایا ہو اور ایسا معجزہ دکھلانا عقل سے بعید ہے۔ پس کیونکہ حال کے زمانہ میں بھی دیکھا جاتا ہے کہ اکثر صنائع ایسی چڑیاں بنا لیتے ہیں کہ وہ بولتی ہیں اور ہلکتی بھی ہیں اور دم بھی ہلاتی ہیں اور میں نے سنا ہے کہ بعض چڑیاں کل کے ذریعہ سے بول بھی کرتی ہیں۔ یہی اور کلکتہ میں ایسے کھلونے بہت بنتے ہیں اور یورپ اور امریکہ کے ملکوں میں بہت ہیں اور ہر سال نئے نئے نکلتے آتے ہیں۔ اور چونکہ قرآن شریف اکثر استعارات سے بھرا ہوا ہے۔ اس لئے ان آیات کے روحانی طور پر معنی بھی کر سکتے ہیں کہ مٹی کی چڑیاوں سے مراد وہ اُمی اور نادان انسان ہیں جو حضرت عیسیٰ نے اپنا رفیق بنایا گویا اپنی صحبت میں لے کر پرندوں کی صورت کا خاکہ بنا پھر ہدایت کی روشنی ان میں چھونک دی جس سے وہ پرواز کرنے لگے۔

۲۰۵ ماسوا اس کے یہ بھی قرین قیاس ہے کہ ایسے ایسے اعجاز طریق عمل الترتیب یعنی کمزری طریق

ہو سکتا ہے جس کو پیش کر کے ہم ہر ایک ملک کے آدمی کو خواہ ہندی ہو یا پارسی یا یونانی یا امریکن یا کسی اور ملک کا ہو ملزم و ساکت و لا جواب کر سکتے ہیں۔ وہ غیر محدود و متناہی و متعلق و علوم حکمیہ قرآنیہ ہیں جو ہر زمانہ میں اس زمانہ کی حاجت کے موافق کھلتے جاتے ہیں اور ہر ایک زمانہ کے خیالات کا مقابلہ کرنے کے لئے مسلح سپاہیوں کی طرح کھڑے ہیں۔ قرآن شریف اپنے حقائق و دقائق کے لحاظ سے ایک محدود چیز ہوتی تو ہرگز وہ معجزہ نام نہ نہ ٹھہر سکتا تھا۔ فقط بلاغت و فصاحت ایسا امر نہیں ہے جس کی اعجازی کیفیت ناخواندہ کو معلوم ہو جائے کھلا کھلا اعجاز اس کا تو یہی ہے کہ وہ غیر محدود و معارف

سے بطور لہو و لعب نہ بطور حقیقت ظہور میں آسکیں کیونکہ عمل الترب میں جس کو زمانہ محال میں مگر ایسے ایسے عجائبات ہیں کہ اس میں پوری پوری مشق کرنے والے اپنی روح کی گرمی دوسری چیزوں کی گرمی میں چیزوں کو زندہ کے موافق کر دکھاتے ہیں۔ انسان کی روح میں چھ ایسی خاصیت ہے۔

1۔ گرمی ایک جہد ہے جو بے حواس ہے ذہل سکتی ہے۔ تب جماد سے وہ بعض حرکات صادر ہوتی ہیں۔

2۔ زہد سے جماد جو کرتی ہیں۔ راقم رسالہ بڑانے اس علم کے بعض مشق کرنے والوں کو دکھاتے ہیں۔

3۔ سنے ایک لکڑی کی تپائی پر ہاتھ رکھ کر ایسا اپنی حیوانی روح سے اُسے گرم کیا کہ اس نے چار بیوں کی حرکت کرنا شروع کر دیا اور کہنے کوئی گھوڑے کی طرح اس پر سوار ہوئے اور اسکی تپائی اور گرمی میں کچھ کمی نہ ہوئی۔ سو یقیناً طور پر خیال کیا جاتا ہے کہ اگر ایک شخص اس فن میں کامل مشق کرتے ہوئے

4۔ سنی کا ایک پرندہ بنا کر اس کو پرواز کرتا ہوا بھی دکھا دے تو کچھ بعید نہیں کیونکہ کچھ اندازہ ہوگا کہ اس فن کے کمال کی کہاں تک انتہا ہے۔ اور جبکہ ہم چشم خود دیکھتے ہیں کہ اس فن کے غریب سے ایک جماد میں حرکت پیدا ہو جاتی ہے اور وہ جانداروں کی طرح چلنے لگتا ہے تو پھر کس قدر پرواز بھی ہو تو بعید کیا ہے۔ مگر یاد رکھنا چاہیے کہ ایسا جانور جو مٹی یا لکڑی وغیرہ سے بنا ہو جو بے اور عمل الترب سے اپنی روح کی گرمی اس کو پہنچائی جاوے وہ درحقیقت جاندار نہیں ہوتا بلکہ بدستور بے جان اور جماد ہوتا ہے صرف عامل کے روح کی گرمی یا روح کی گرمی کی

جنش میں لاتی ہے۔ اور یہ بھی یاد رکھنا چاہیے کہ ان پرندوں کا پرواز کرنا قرآن کریم میں

۳۰۰ بنے اور رکھتا ہے جو شخص قرآن شریف کے اس اعجاز کو نہیں مانتا وہ علم قرآن سے سخت بے نصیب
۳۰۱ تومن لم یؤمن بذاک الا عجزا فواللہ ما قدر القرآن حق قدرہ
۳۰۲ واللہ حق معرفتہ وما قدر الرسول حق توقیرہ۔

۳۰۳ اسے بندگان خدا یقیناً یاد رکھو کہ قرآن شریف میں غیبر محمد و معارف و حقائق کا اعجاز ایسا
۳۰۴ ان اعجاز ہے جس نے ہر ایک زمانہ میں تلوار سے زیادہ کام کیا ہے اور ہر ایک زمانہ اپنی نئی
۳۰۵ دلت کے ساتھ جو کچھ شبہات پیش کرتا ہے یا جس قسم کے اعلیٰ معارف کا دعویٰ کرتا ہے
۳۰۶ کیا پوری مدافعت اور پورا الزام اور پورا مقابلہ قرآن شریف میں موجود ہے کوئی شخص

۳۰۷ ہرگز ثابت نہیں ہوتا بلکہ ان کا ہنر اور نبش کرنا بھی بپا شہوت نہیں پہنچتا اور نہ حقیقت ان کا زندہ ہونا
۳۰۸ ثابت ہوتا ہے۔ اس سبب یہ بھی جاننا چاہیے کہ سبب امراض کرنا یا اپنی روح کی گرمی جہاد میں ڈال دینا حقیقت
۳۰۹ یہ سب عمل الترب کی شاخیں ہیں۔ ہر ایک زمانہ میں ایسے لوگ ہوتے رہتے ہیں اور اب بھی ہیں جو اس روحانی
۳۱۰ عمل کے ذریعے سبب امراض کرتے رہے ہیں اور مغلوب، مہرجن، مدقوق وغیرہ ان کی توجہ سے اچھے
۳۱۱ ہوتے رہے ہیں۔ جن لوگوں کے معلومات وسیع ہیں وہ میرے اس بیان پر شبہات دے سکتے ہیں کہ بعض
۳۱۲ نفراء نقشبندی و شہروردی وغیرہ نے بھی ان مشغول کی طرف بہت توجہ کی تھی اور بعض ان میں یہاں تک مشاق
۳۱۳ گذرے ہیں کہ صمد ہمارے ولی کو اپنے مہین و یسار میں بٹھا کر صرف نظر سے اچھا کر دیتے تھے اور محمد الہی ابن
۳۱۴ عربی صاحب کو بھی اس میں خاص درجہ کی مشق تھی۔ اولیاء اور اہل سلوک کی تاریخ اور سوانح و نقل و ذکر اٹلنے
۳۱۵ سے معلوم ہوتا ہے کہ کاہلین ایسے عملوں سے پرہیز کرتے رہے ہیں مگر بعض لوگ اپنی ذلالت کا ایک ثبوت
۳۱۶ بنانے کی غرض سے یا کسی اور نیت سے ان مشغول میں مبتلا ہو گئے تھے۔ اور اب یہ بات قطعی اور یقینی
۳۱۷ طور پر ثابت ہو چکی ہے کہ حضرت سید ابن مریم و اذن و حکم آسمی الیسع کی طرح اس عمل الترب میں کمال
۳۱۸ رکھتے تھے گو الیسع کے درجہ کاملہ سے کم رہے ہوئے تھے۔ کیونکہ الیسع کی لاش نے بھی مجروحہ دکھلایا کہ اس کی
۳۱۹ ہڈیوں کے گٹنے سے ایک مردہ زندہ ہو گیا مگر چوروں کی لاشیں مسیح کے جسم ساتھ گٹنے سے ہرگز زندہ نہ ہو سکیں۔
۳۲۰ یعنی وہ دو چور جو مسیح کے ساتھ مصنوب ہوئے تھے۔ بہر حال مسیح کی یہ تہذیبی کارروائیاں زمانہ
۳۲۱ کے مناسب حال بطور خاص مصلحت کے تقصیر مگر یاد رکھنا چاہیے کہ یہ عمل ایسا قدر رکھ لائق نہیں۔ جیسا کہ

۳۱۷
برہم یا بدھ مذہب والا یا آریہ یا کسی اور رنگ کا فلسفی کوئی ایسی الٹی صداقت نکال نہیں
قرآن شریف میں پہلے سے موجود نہ ہو۔ قرآن شریف کے عجائبات کبھی ختم نہیں ہو سکتے
جس طرح صحیفہ فطرت کے عجائب و غرائب خواہ کسی پہلے زمانہ تک ختم نہیں ہو چکے
درجہ دید پیدا ہوتے جاتے ہیں یہی حال ان صحیفہ مطہرہ کا ہے تاہم اے تعالیٰ کے قول
میں مطابقت ثابت ہو۔ اور میں اس سے پہلے لکھ چکا ہوں کہ قرآن شریف کے عجائبات
الہام میرے پرکھتے رہتے ہیں اور اکثر ایسے ہوتے ہیں کہ تفسیروں میں ان کا نام و نشان
پایا جاتا ہے مثلاً یہ جو اس عاجز پر کھلا ہوا کہ ابتدائے خلقت آدم جس قدر آنحضرت صلی اللہ

۳۱۸
عہد الناس اس کو خیال کرتے ہیں۔ اگر یہ عاجز اس عمل کو مکر وہ اور قابل نفرت نہ سمجھتا تو خدا تعالیٰ
توفیق سے امید قوی رکھتا تھا کہ ان عجوبہ نمایوں میں حضرت مسیح ابن مریم سے کم نہ رہتا لیکن مجھے وہ
پسند ہے جس پر ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے قدم مارا ہے اور حضرت مسیح نے بھی اس عمل جسمانی
کے جسمانی اور بہت خیالات کی وجہ سے جو ان کی فطرت میں مرکوز تھے باذن حکم الہی اختیار کیا تھا
مسیح کو بھی عمل پسند نہ تھا۔ واضح ہو کہ اس عمل جسمانی کا ایک نہایت بڑا خاصہ یہ ہے کہ شمع
اس مشغولی میں ڈالے اور جسمانی مرضوں کے رفع دفع کرنے کے لئے اپنی ہی دماغی طاقتوں کو خرچ کرے
اپنی ان روحانی تاثیروں میں جو روح پراثر وال کر روحانی بیماریوں کو دور کرتی ہیں بہت ضعیف
ہے اور مرنور باطن اور تزکیہ نفوس کا جو اصل مقصد ہے اس کے ہاتھ بہت کم انجام پذیر ہوتا ہے
کہ اگر حضرت مسیح جسمانی بیماریاں کو اس عمل کے ذریعہ سے اچھا کرتے رہے مگر حمایت اور حیدر
استقامتوں کے کامل طور پر دلوں میں قائم کرنے کے بارے میں کبھی کاروائیوں کا علم ایسا کم
قریب قریب ناکام کے رہے۔ لیکن ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے چونکہ ان جسمانی امراض کی
فرمان اور تمام زور اپنی روح کا دلوں میں حمایت پیدا ہونے کیلئے والا اسی وجہ سے تکمیل نفوس پر
بڑھ کر ہے۔ اور ہزار ہا بندگان خدا کو مکمل کے درجہ تک پہنچا دیا اور اصحاب خلق اور اندرونی تبدیلی
یہ بیحد و حد جس کی ابتدائے دنیا سے آج تک نظیر نہیں پائی جاتی حضرت مسیح کے عمل
سے وہ مرنے جو زندہ ہونے تھے یعنی و قریب الموت آدمی جو گویا نئے سرے زندہ ہو جاتے تھے

کے بعض مکتوبات اس عاجز کے پاس موجود ہیں انشاء اللہ بوقت ضرورت شائع
کے جائیں گے۔

اب مولوی عبد الرحیم صاحب برادر مہربانی فرمایا میں کہ جبکہ سلف صالح کے
ذرات قرآن شریف کے معنی کرنے سے انسان ملحد ہو جاتا ہے اور اسی وجہ سے یہ
ذرات بھی ان کی نظر میں ملحد ہے کہ خدا تعالیٰ کے الہام سے بعض آیات کے معانی مخفی
وہ رہتا ہے تو پھر مولوی عبد اللہ صاحب مرحوم غزنوی کی نسبت جو ان کے مرشد ہیں کیا فتویٰ ہے؟

مذہب ظاہری کے کسب جو کام اپنی قوم کو دکھاتا تھا وہ دعا کے ذریعہ ہرگز نہیں تھے اور قرآن شریف
میں کسی جگہ یہ ذکر نہیں کہ کسب بیماروں کے کھٹک کرنے یا پرندوں کے بنانے کے وقت دعا کرتا تھا بلکہ وہ اپنی
دن کے ذریعہ جس کو روح القدس کے فیضان سے برکت بخشی گئی تھی ایسے ایسے کام اقتداری طور پر دکھاتا
تھا چنانچہ جس نے کبھی اپنی مرض خور سے کھیل پڑھی ہو گی وہ ہمارے اس بیان کی یہ یقین تمام تصدیق کرے گا اور
قرآن شریف کی آیات بھی یاد رہیں یہی پکار رہی ہیں کہ کسب کے ایسے عجاب کاموں میں اس کو طاقت بخشی
گئی تھی اور خدا نوا نے صاف فرمادیا ہے کہ وہ ایک فطری طاقت تھی جو ہر ایک فرد بشر کی فطرت میں
موجود ہے کسب سے اس کی کچھ خصوصیت نہیں۔ چنانچہ اس بات کا تحریر اسی زمانہ میں ہوا ہے۔ کسب کے
عجابات تو اس تالاب کی وجہ سے رونق اور بے حدود سے جو کسب کی ولادت سے بھی پہلے ظہور عجابات
تھا جس میں بر قسم کے بیمار اور تمام مفلوج مبروں وغیرہ ایک ہی غوطہ مار کر رہے ہو جاتے تھے
لیکن بعد کے زمانوں میں جو لوگوں نے اس قسم کے نواقی دکھائے اس وقت تو کوئی تالاب بھی موجود نہیں تھا
غرض یہ اعتقاد بالکل غلط اور فاسد اور شہکار کا خیال ہے کہ کسب مٹی کے پینڈے بنا کر اودھان میں
جوتا مار کر انیس کچھ مچ کے جانور بنادیتا تھا۔ نہیں بلکہ صرف عمل الحرب تھا جو روح کی قوت کو کئی پذیر
ہو گیا تھا۔ یہ بھی ممکن ہے کہ کسب ایسے کام کے لئے اس تالاب کی مٹی لاتا تھا جس میں روح القدس کی
تائید رکھی گئی تھی۔ بہر حال یہ معجزہ صرف ایک کھیل کی قسم میں سے تھا اور وہ مٹی درحقیقت ایک مٹی
ہی رہتی تھی۔ جیسے سامری کا گوالہ۔ فتدبر فانہ نکتہ جلیلة ما یلقیہا الا
ذو جہ عظیم۔ منہ

ہا کے بعض مکتوبات اس عاجز کے پاس موجود ہیں انشاء اللہ بوقت ضرورت شائع کیے جائیں گے۔

آپ مولوی عبد الرحیم صاحب برادر مہربانی فرمادیں کہ جبکہ سلف صالح کے بذات قرآن شریف کے متنی کرنے سے انسان ملحد ہو جاتا ہے اور اسی وجہ سے یہ نافرمانی ان کی نظر میں ملحد ہے کہ خدا تعالیٰ کے الہام سے بعض آیات کے معانی مخفی ہو رہے ہیں تو پھر مولوی عبد اللہ صاحب مرحوم غزنوی کی نسبت جو ان کے مرشد ہیں کیا فتویٰ ہے؟

مذہب ظاہری کے کسب جو کام اپنی قوم کو دکھاتا تھا وہ دعا کے ذریعہ ہرگز نہیں تھے اور قرآن شریف میں کسی جگہ یہ ذکر نہیں کہ مسیح یا ماروں کے چنگا کرنے یا پرندوں کے بنانے کے وقت دعا کرتا تھا بلکہ وہ اپنی روئے کے ذریعہ جس کو روح القدس کے فیضان سے برکت بخشی گئی تھی ایسے ایسے کام اقتداری طور پر دیکھتا تھا جتنا تجھ میں کبھی اپنی عمر میں خورسے کھیل چکی ہوگی وہ ہمارے اس دیان کی بے یقین تمام تصدیق کریگا اور قرآن شریف کی آیات بھی یاد ہر بندہ ہی پکارتی ہیں کہ مسیح کے ایسے عجاب کاموں میں اس کو طاقت بخشی گئی تھی اور خدا تعالیٰ نے منافق فرما دیا ہے کہ وہ ایک فطری طاقت تھی جو ہر ایک فرد بشر کی خلقت میں موجود ہے مسیح سے اس کی کچھ خصوصیت نہیں۔ چنانچہ اس بات کا تجربہ اسی زمانہ میں ہوا ہے مسیح کے معجزات تو اس تالاب کی وجہ سے رونق اور بے حد تھے جو مسیح کی ولادت سے بھی پہلے مظهر عجائبات تھا جس میں ہر قسم کے بیمار اور تمام محذوم مغلوب مبروس وغیرہ ایک ہی غوطہ مار کر اچھے ہو جاتے تھے لیکن بعد کے زمانوں میں جو لوگوں نے اس قسم کے نواقیہ دکھائے اس وقت تو کوئی تالاب بھی موجود نہیں تھا

غرض یہ اعتقاد بالکل غلط اور فاسد اور مشرکانہ خیال ہے کہ مسیح مسیح نے یہ دیکھا کہ خدا تعالیٰ نے ان میں بہرہ مار کر انہیں کچھ کچھ کے جانور بنادیا تھا۔ انہیں بلکہ صرف عمل الہی تھا جو روح کی قوت کو کئی پذیر ہو گیا تھا۔ یہ بھی ممکن ہے کہ مسیح ایسے کام کے لئے اس تالاب کی طبعی لانا تھا جس میں روح القدس کی تاثیر رکھی گئی تھی۔ بہر حال یہ معجزہ صرف ایک کھیل کی قسم میں سے تھا اور وہ مٹی و حقیقت ایک مٹی ہی رہتی تھی۔ جیسے سامری کا گوسالہ۔ فتدبر فانہ نکتۃ جلیلة ما یلقیہا الا

بلند تر ہے اور ان کی روح مسیح کی روح کی طرح دوسرے آسمان میں نہیں اور حضرت
 موسیٰ کی روح کی طرح چھٹے آسمان میں بلکہ سب سے بلند تر ہے اور اسی کی طرف معراج کی
 حدیث بتسبیح دلالت کر رہی ہے بلکہ عالم النبوة میں بصفحہ ۱۵۷ یہ حدیث لکھی ہے
 کہ جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم شب معراج میں چھٹے آسمان سے گئے گزر گئے تو
 حضرت موسیٰ نے کہا رب لم اظن ان یسرف علی احد ^{۲۷۵} یعنی اے میرے خدوند
 مجھے یسگان نہیں تھا کہ کوئی نبی مجھ سے اوپر اٹھایا جائے گا اور اپنے رفیع میں مجھ سے
 آگے بڑھ جائے گا۔ اب دیکھو کہ سافع کا لفظ محض تحقق درجات کے لئے استعمال
 ہے اور آیت سوموفہ بالاسماء احادیث نبویہ کی رو سے یہ معنی کھلے کہ ہر ایک اپنے
 درجہ کے موافق آسمانوں کی طرف اٹھایا جاتا ہے اور اپنے قرب کے انداز کے موافق
 سافع سے ہمدرد لیتا ہے اور انبیاء اور اولیاء کی روح اگرچہ دنیوی حیات کے زمانہ
 زمین پر ہو مگر پھر بھی اُس آسمان سے اُس کا تعلق ہوتا ہے جو اس کی روح کے لئے مقدر
 ٹھہرا یا گیا ہے اور موت کے بعد وہ روح اُس آسمان میں جا ٹھہرتی ہے جو اس کی
 حد رفیع مقدر کیا گیا ہے۔ چنانچہ وہ حدیث جس میں عام طور پر موت کے بعد ان
 کے اٹھائے جانے کا ذکر ہے اس بیان کی مؤید ہے اور چونکہ یہ بحث نہایت ضروری
 صاف ہے اور کسی قدر ہم پہلے لکھ بھی چکے ہیں اس لئے کچھ ضرورت نہیں کہ اس پر
 زیادہ طول دیا جائے۔

اس مقام میں یہ بھی بیان کرنے کے لائق ہے کہ بعض مفسروں نے جب ذکر
 درحقیقت اتی متوفیک میں توفیق کے معنی وفات دینے کے ہیں اور بعد اس کے
 جومافعلت الحی واقع ہے وہ تقریباً مریدہ وفات کے روح کے سافع پر دلالت کیا
 ہے تو انہیں منکر پڑی کہ یہ صریح ہماری رائے کے مخالف ہے اس لئے انہوں نے کہا
 اپنے تئیں نظم فرمائی کا مصلح قرار دے کر یا اپنے لئے استاد کا منصب تجویز کر کے

مطل ہے تو لائقِ امتہار نہ رہیں اور اس لائق نہ رہیں کہ کسی کی صدقِ نبوت پر بطور دلیل اور شاہدِ ناطق کے تصور کی جائیں یا کسی مخالفِ منکر کے سامنے پیش کی جائیں تو اس کا جواب یہ ہے کہ یہ بات کہ پیشگوئیاں کبھی اپنے ظاہر پر ہی پوری ہو جاتی ہیں اور کبھی معنی طور پر ان کا ظہور ہوتا ہے۔ اس سے زبانِ پیشگوئیوں کی عظمت میں کچھ بھی فرق نہیں آتا بلکہ باریک بینوں کی نظر میں اور بھی عظمت کھلتی ہے۔ کیا اگر فلاسفر کا قول کوئی ٹوٹی عقل کا آدمی اُسے طور پر سمجھ لے اور پھر اس کے معقول معجزہ نہایت مثلِ اذیات شدہ ہیں محلِ جائیں تو اس غلطی سے ان صحیح معنوں کو کچھ حرج پہنچ سکتا ہے؟ ہرگز نہیں۔

ماسوا اس کے پیشگوئیوں میں ایک قدر مشترک بہر حال ایسا باقی رہتا ہے کہ خواہ وہ حقیقت پر محمول سمجھی جائیں اور یا بالآخر کوئی مجازی معنی نکل آویں وہ قدر مشترک بدیہی طور پر ظاہر کر دیتا ہے کہ یہ پیشگوئی درحقیقت سچی اور انسانی طباقوں سے بالاتر ہے۔

غلاما وہ اس کے جن پیشگوئیوں کو مخالف کے سامنے دعویٰ کے طور پر پیش کیا بلکہ وہ ایک خاص طور کی روشنی اور ہدایت اپنے اندر رکھتی ہیں اور ہم لوگ حضرت امیرت میں خاص طور پر توجہ کر کے ان کا زباۃً آشفا کر لیتے ہیں مگر معمولی طور پر بہت کچھ چھپے ہوئے گوشے پیشگوئیوں کے ہوتے ہیں۔ اور یہ سراسر نادانی کی ضد ہے کہ ایسا خیال کیا جائے کہ خواہ خواہ پیشگوئی حقیقت پر محمول ہوا کرتی ہے۔ جس نے چھوٹی اور عیسائیوں کی کتابوں کو دیکھا ہو گا وہ اس بات کو خوب جانتا ہو گا کہ کس قدر پیشگوئیوں میں استعارات ان کی کتابوں نے استعمال کئے ہیں۔ یہاں تک کہ بعض جوامع میں دن ذکر کر کے اُس سے برس مراد لیا ہے۔ درحقیقت پیشگوئیاں از قبیل مکاشفات ہوتی ہیں اور اس چشمہ نے کھلتی ہیں جو استعارات کے رنگ سے بھر ابلوئے ہیں خواہوں کو دیکھو کیا کوئی سیدھے طور پر بھی خواب آتی ہے۔ مگر شاذ و نادر ایسا ہی نادر تعلق مکاشفات کو استعارات کے خلعت سے آراستہ کر کے اپنے نبیوں کی معرفت

۳۱۸

کر سکتا ہے جو ایک مامورین اللہ کی نسبت جن جن فتوحات اور امور عظیمہ کا تذکرہ پیشگوئی کے لباس میں ہوتا ہے اس میں یہ مرکز ضروری نہیں سمجھا جاتا کہ وہ سب کچھ اُسی کے پیرو سے پورا بھی ہو جائے بلکہ اُس کے خالص متبعین اس کے ہاتھوں اور پیروں کی طرح سمجھے جلتے ہیں اور ان کی تمام کارروائیاں اُسی کی طرف منسوب ہوتی ہیں۔ جیسے ایک سپلا کر کسی معرکہ جنگ میں عمدہ عمدہ سپاہیوں اور مدبروں کی مدد سے کسی دشمن کو گرفتار کرتا ہے یا قتل کر دیتا ہے تو وہ تمام کارروائی اُسی کی طرف منسوب کی جاتی ہے اور بلا تکلف کہا جاتا ہے کہ اُس نے گرفتار کیا یا قتل کیا۔ پس جبکہ یہ محاورہ مشائخ معارف ہے تو اس بات میں کوئی تکلف ہے کہ اگر فرض کے طور پر بھی تسلیم کریں کہ بعض پیشگوئوں کا اپنی ظاہری صورت پر بھی پورا ہونا ضروری ہے تو ساتھ اس کے یہ بھی تسلیم کر لینا چاہیے کہ وہ پیشگوئیاں ضرور پوری ہوں گی اور ایسے لوگوں کے ہاتھ سے ان کی تکمیل کرنا جائے گی کہ جو پورے عوالم پر پیسروی کی راہوں میں فانی ہونے کی وجہ سے اوپر سے آسمانی روح کے ایسے باعث سے اس عاجز کے وجود کے ہی حکم میں ہوں گے اور ایک پیشگوئی بھی جو براہِ ہدایت میں درج ہو چکی ہے اسی کی طرف اشارہ کر رہی ہے۔ اور وہ الہام یہ ہے یا عیسیٰ انی متوفیک و ا فحلت الی و جاعل الذین اتبعوک فوق الذین کفرو و الی یومہ القیامت۔ اس سچ کو بھی یاد رکھو جو اس عاجز کی ذریت میں سے ہے جس کا نام ابن مریم بھی رکھا گیا ہے کیونکہ اس عاجز کو براہین میں مریم کے نام سے بھی پکارا ہے۔

۳۱۹

۳۱۹

(۸) سوال۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں مسیحیوں کا یہ عقیدہ تھا کہ

در حقیقت مسیح ابن مریم ہی دوبارہ دنیا میں آئیں گے پس اگر یہ عقیدہ صحیح نہیں تھا تو کون خدا تعالیٰ نے قرآن کریم میں اس کی تکذیب نہ کی بلکہ حدیثوں میں ابن مریم کے آنے کا وعدہ دیا گیا۔

امّا الجواب۔ پس واضح ہو کہ خدا کے تعالے نے تو قرآن کریم میں اس عقیدہ کی تکذیب کر دی جبکہ بیان کر دیا کہ حقیقت مسیح ابن مریم فوت ہو گیا ہے اور پھر مسیح کے دوبارہ زندہ ہونے کا کہیں ذکر نہیں کیا اور حدیثوں میں بھی اس مدعا کے بارہ میں کہیں قرآن شریف کی مخالفت نہیں کی گئی۔ ایک حدیث بھی ایسی نہیں ملے گی جو مسیح ابن مریم کا زندہ ہونے کا معنی آسمان کی طرف اٹھانے جانا بیان کرتی ہو۔ غرض آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی اس عقیدہ کی تکذیب کرنے میں کچھ فسق نہیں رکھا۔ آنے والے مسیح کو امتی ٹھہرایا۔ علیہ السلام و آخر میں اختلاف ڈال دیا اور مسیح کا فوت ہو جانا بیان کر دیا۔ سو اس قدر بیان کافی تھا اور چونکہ پیش گوئیوں میں خلق اللہ کے ابتلاء کے لئے یہ بھی منظور ہوتا ہے کہ کچھ کیفیت ان کی پوشیدہ بھی رکھی جائے اس لئے کسی قدر پوشیدہ بھی رکھا گیا تا وقت پر صاف دلوں اور کافروں کا امتحان ہو جائے۔ اور یہ بیان بھی صحیح نہیں ہے کہ عیسائیوں کا متفق علیہ یہی عقیدہ ہے کہ حضرت مسیح دنیا میں پھر آئیں گے کیونکہ بعض فرقے ان کے حضرت مسیح کے فوت ہوجانے کے قائل ہیں۔ اور حواریوں کی دھڑوں نے انجیلوں یعنی متی اور یوحنا نے اس بیان کی ہرگز تصدیق نہیں کی کہ مسیح حقیقت آسمان پر اٹھایا گیا۔ ہاں مرقس اور لوقا کی انجیل میں لکھا ہے مگر وہ حواری نہیں ہیں اور نہ کسی حواری کی روایت سے انہوں نے لکھا۔

(۹) سوال۔ لیلۃ القدر کے اور معنی کر کے نیچریت اور باطنیت کا دروازہ کھول دیا ہے۔

امّا الجواب۔ معترض صاحب نے اس اعتراض سے لوگوں کو دھوکا دیا ہے اس جگہ اصل حقیقت یہ ہے کہ خدا کے تعالے نے اس عاجز پر ظاہر کیا ہے کہ پہلے معنی لیلۃ القدر کے جو علماء کرتے ہیں وہ بھی مسلم اور بجا ہیں اور ساتھ ان کے یہ بھی معنی ہیں اور ان دونوں میں کچھ منافات نہیں۔ قرآن شریف ظہر بھی رکھتا ہے اور بطن بھی اور سدّ ہامعارف اس کے اندر پوشیدہ ہیں پس اگر اس عاجز نے تفہیم الہی سے لیلۃ القدر

نقل ٹائٹل بار اول

حصہ دوم

نقل مطابق اصل

نقل مطابق اصل

از الہ اوہام

قیمہ بآس شندینا و منافع لکناس

الحمد والمنت کہ ماہ مبارک ذی الحجہ ۱۳۸۵ کتاب

جلع معارف قرآنی و شایع اسرار کلام ربانی از

تالیفات مرسل یزدانی و مامور رحمانی

جناب میرزا غلام احمد صاحب قادیانی

مطبعہ امیر ہمت پور شریعہ شریعہ احمدیہ مطبعہ عکریہ

نقد و جلد ۷۰۰ قیمت فی جلد غیر

فصوص ربینہ کے مخالف صریح پڑی ہوئی ہے صحیح بھی ملا لیں اور اس کے معنی کو ظاہر
پیر ہی حاصل کریں تو ممکن ہے کہ کوئی شیل سیح ایسا بھی ہو جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم
کے روضہ کے پاس مدفون ہو۔ کیونکہ اس حدیث کی رو سے کہ جو علماء اقامتی کا نسب
بنی اسرائیل ہے شیلوں کی کمی نہیں اور ایسا ہی یہ آیت کریمہ بھی شیلوں کی طرف
اشارہ کر رہی ہے اھدنا الصراط المستقیم صراط الذین انعمت
علیہم اور نیز قرآن قویہ کی وجہ سے بفرض صحت اس کو ایک استعارہ تسلیم
کر کے یہ معنی بھی ہو سکتے ہیں کہ ایک اشارہ محبت اور اتحاد کی طرف ہے۔ مثلاً جو
دشمن ہو اس کے لئے انسان کہتا ہے کہ اس کی قبر بھی میرے نزدیک نہ ہو۔ لیکن
دوست کے لئے قبر کا بھی ساتھ چاہتا ہے اور مکاشفات میں اکثر ایسے امور پیش آتے
ہیں۔ ایک مدت کی بات ہے جو اس عاجز نے خواب میں دیکھا جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم
کے روضہ مبارکہ پر میں کھڑا ہوں اور کئی لوگ مر گئے ہیں یا مقتول ہیں ان کو لوگ دفن کرنا
چاہتے ہیں۔ اسی عرصہ میں روضہ کے اندر سے ایک آدمی نکلا اور اس کے ہاتھ میں سرکڑ
تھا اور وہ اس سرکڑ کو زمین پر مارتا تھا اور ہر ایک کو کہتا تھا کہ تیسری اس جگہ
قبر ہوگی۔ تب وہ یہی کام کرتا کرتا میرے نزدیک آیا اور مجھ کو دکھلا کر اور میرے
سامنے کھڑا ہو کر روضہ شریفہ کے پاس کی زمین پر اس نے اپنا سرکڑ ملا اور کہا
کہ تیسری اس جگہ قبر ہوگی۔ تب آنکھ کھل گئی اور میں نے اپنے اہتمام سے اس کی
تاویل کی کہ یہ معیت معادی کی طرف اشارہ ہے۔ کیونکہ جو شخص فوت ہونے کے بعد
روحانی طور پر کسی مقدس کے قریب ہو جائے تو گویا اس کی قبر اس مقدس کی قبر
کے قریب ہو گئی۔ واللہ اعلم وعلمہ احکم ۛ

مراد ہے جو آسمانی روح اپنے اندر نہیں رکھتے لیکن زمینی علوم و فنون کے ذریعے منکر ہیں اسلام کو لا جواب کرتے ہیں اور اپنا علم کلام اور طریق مناظرہ تائید دین کی راہ میں خرچ کر کے بجاں و دل خدمت شریعت غرّا بجالاتے ہیں سو وہ چونکہ درحقیقت زمینی ہیں آسمانی نہیں۔ اور آسمانی روح کامل طور پر اپنے اندر نہیں رکھتے اس لئے دابۃ الارض کہلاتے ہیں اور چونکہ کامل ترکیب نہیں رکھتے اور نہ کامل وفاداری۔ اس لئے چہرہ ان کا انسانوں کا ہے مگر بعض اعضاء ان کے بعض دوسرے حیوانات سے مشابہ ہیں۔ اسی طرف اللہ جل شانہ اشارہ فرماتا ہے **وَإِذَا وَقَعَ الْقَوْلُ عَلَيْهِمْ أَخْرَجْنَا لَهُمْ دَابَّةً مِّنَ الْأَرْضِ تُكَلِّمُهُمْ** **إِنَّ النَّاسَ كَانُوا بِآيَاتِنَا لَا يُوقِنُونَ**۔ یعنی جب ایسے دن آئیں گے جو کفار پر عذاب نازل ہو اور ان کا وقت مقدر قریب آجائے گا تو ہم ایک گروہ دابۃ الارض کا زمین سے نکالیں گے وہ گروہ مشکطین کا ہوگا جو اسلام کی حمایت میں تمام ادیان باطلہ پر حملہ کرے گا۔ یعنی وہ علماء و ظاہر ہوں گے جن کو علم کلام اور فلسفہ میں ریٹولی ہوگا۔ وہ جا بجا اسلام کی حمایت میں کھڑے ہو جائیں گے اور اسلام کی سچائیوں کو استدلالی طور پر مشرق مغرب میں پھیلانے اور اس جگہ آخر جتنا کالفظ اس وجہ سے اختیار کیا کہ آخری زمانہ میں ان کا خروج ہوگا نہ حد و ثاب یعنی تخمینہ طور پر یا کم مقدار کے طور پر تو پہلے ہی سے تھوڑے بہت ہر ایک زمانہ میں وہ پائے جائیں گے لیکن آخری زمانہ میں بکثرت اور نیز اپنے کمال لائق کے ساتھ پیدا ہوں گے اور حمایت اسلام میں جا بجا و اعظمت کے منصب پر کھڑے ہو جائیں گے اور شمار میں بہت بڑھ جائیں گے۔

واضح ہو کہ یہ خروج کالفظ قرآنی تشریف میں دوسرے پیرایہ میں یا ہوج ماجوج کیلئے بھی آیا ہے اور دھن ان کے لئے بھی قرآن تشریف میں ایسا ہی لفظ استعمال کیا گیا ہے۔ جس کے معنوں کا ماحصل خروج ہی ہے اور دجال کے لئے بھی حدیثوں میں یہی خروج کا لفظ استعمال کیا گیا ہے۔ سو اس لفظ کے استعمال کرنے کی وجہ یہ ہے کہ اس بات کی طرف

شامل حلل ہو گئی۔ ایسا ہی نصرت الہی ایک رنگ میں ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے شامل ہو گئی اور وہ حقیقت وہی نصرت ہے جو اپنے اپنے محل پر رنگارنگ کے معجزات کے نام سے موسوم ہوتی ہے۔ سو میں خوب جانتا ہوں کہ جیسا کہ نصرت الہی حضرت مسیح کے شامل حلل ہوئی تھی میں بھی اس نصرت سے بے نصیب نہیں رہوں گا۔ لیکن یہ ضرور نہیں کہ وہ نصرت جسمانی بیماریوں کے اچھا کرنے سے ظاہر ہو۔ بلکہ خدائے تعالیٰ نے ایک الہام میں میرے پر ظہر فرمایا کہ خلق اللہ کی روحانی بیماریوں اور شکوک اور شبہات کو وہ نصرت وود کرے گی۔ جیسا کہ میں پہلے اس سے لکھ چکا ہوں اور میں دیکھتا ہوں کہ مستعدوں پر اثر پڑتا جاتا ہے اور پرانی بیماریاں دور ہوتی جاتی ہیں اور نصرت الہی اندر ہی اندر کام کر رہی ہے اور خدا تعالیٰ نے اپنے خاص کلام سے میری طرف اشارہ کر کے فرمایا کہ نبی نامہ صری کے نمونہ پر اگر دیکھا جائے تو معلوم ہو گا کہ وہ روحانی بیماریوں کو بہت صاف کر رہا ہے اس سے زیادہ کہ کبھی جسمانی بیماریوں کو صاف کیا گیا ہو۔

حال کے نیچری جن کے دلوں میں کچھ بھی عظمت قل اللہ اور قل الرسول کی باقی نہیں رہی یہ بے اصل خیال پیش کرتے ہیں کہ جو سچ ایمن مریم کے آنے کی خبریں صحاح میں موجود ہیں یہ تمام خبریں اسی غلط ہیں۔ شاید ان کا ایسی باتوں سے مطلب یہ ہے کہ تا اس عاجز کے اس دعوے کی تحقیق کر کے کسی طرح اس کو مائل ٹھہرایا جاوے لیکن وہ اس قدر متواتر سے انکار کر کے اپنے ایمان کو خطرہ میں ڈالتے ہیں۔ یہ بات ظاہر ہے کہ تو اترا یکسی چیمڑے کہ اگر غیر قوموں کی تواریخ کے روسے بھی پایا جائے تو تب بھی ہمیں قبیل کرنا ہی پڑتا ہے۔ جیسا کہ ہندوؤں کے بزرگوں راجندر اور کرشن وغیرہ کا وجود تو اتر کے ذریعہ سے ہی ہم نے قبول کیا ہے۔ گو تحقیق تعینات تاریخی واقعات میں ہندو لوگ بہت کچھ ہیں مگر پلوہو اس تو اتر کے جولان کی مسلسل تحریروں سے پایا جاتا ہے ہرگز یہ گمان نہیں ہو سکتا کہ راجہ راجندر اور راجہ کرشن یہ سب فرضی ہی نام ہیں۔

اب سمجھنا چاہیئے کہ گواہی کی طور پر قرآن شریف اکمل و اتم کتاب ہو مگر ایک حصہ کثیر
 دین کا اور طریقہ عبادات وغیرہ کا مفصل اور مبسوط طور پر احادیث سے ہی ہم نے لیا ہے
 اور اگر احادیث کو ہم بجلی ساقط الاعتبار سمجھ لیں تو پھر اس قدر بھی ثبوت دینا بہین مشکل
 ہو گا کہ درحقیقت حضرت ابو بکر و عمر رضی اللہ عنہما و عثمان و التورین اور جناب علی رضی اللہ عنہما
 آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ کرام اور امیر المومنین تھے اور وجود رکھتے تھے صرف
 فرضی نام نہیں کیونکہ قرآن کریم میں ان میں سے کسی کا نام نہیں ملتا اگر کوئی حدیث قرآنی شریف
 کی کسی آیت سے صریح مخالف و مغائر پڑے مثلاً قرآن شریف کتابہ کے سچ ایمان مریم
 فوت ہو گیا اور حدیث یہ کہے کہ فوت نہیں ہوا تو ایسی حدیث مردود اور ناقابل اعتبار ہوگی
 لیکن جو حدیث قرآن شریف کے مخالف نہیں بلکہ اس کے بیان کو اور بھی بسط سے بیان کرتی
 ہے وہ بشرطیکہ جرح سے خالی ہو قبول کرنے کے لائق ہے۔ پس یہ کمال درجہ کی بے نصیبی اور
 بھاری غلطی ہے کہ یک سخت تمام حدیثوں کو ساقط الاعتبار سمجھ لیں اور ایسی متواتر پیشگوئیاں
 کو جو خیر اللہوں میں ہی تمام ممالک اسلام میں پھیل گئی تھیں اور مستحکات میں ہر قسم کی
 تھیں بدموضوعات داخل کر دیں۔ یہ بات پوشیدہ نہیں کہ مسیح ابن مریم کے آئینہ پیشگوئی
 ایک اول درجہ کی پیشگوئی ہے جس کو سب نے بالاتفاق قبول کر لیا ہے اور جس قدیم صحاح
 میں پیشگوئیاں لکھی گئی ہیں کوئی پیشگوئی اس کے ہم پسا اور ہم وزن ثابت نہیں ہوتی تو اگر
 کا اول درجہ اس کو حاصل ہے۔ تاہم بھی اس کی مصدق ہے۔ اب اس قدر ثبوت بدیہانی
 پھیرنا کہ یہ کہنا کہ یہ تمام حدیثیں موضوع ہیں درحقیقت ان لوگوں کا کام ہو چکا خدا تعالیٰ نے
 بصیرت دینی اور حق شناسی سے کچھ بھی بخرد اور حصہ نہیں دیا اور باعث اس کے کہ ان
 لوگوں کے دلوں میں قال اللہ اور قال الرسول کی عظمت باقی نہیں رہی اس لئے جو بات ان کی اپنی
 سمجھ سے بالاتر ہو اس کو محالات اور متغلات میں داخل کر لیتے ہیں۔ قانون قدرت بے شک
 حق باطل کے آزمانے کے لئے ایک آلہ ہے مگر ہر ایک قسم کی آزمائش کسی بدمدار نہیں۔

بن کر تمہاری طرف بھیجوں گا اور جب تم اشد کرکشیوں کی وجہ سے سیاست کے لائق ٹھہراؤ گے تو محمد بن عبد اللہ ظہور کرے گا جو حدی ہے۔ واضح رہے کہ یہ دونوں وعدے کہ محمد بن عبد اللہ آئے گا یا عیسیٰ ابن مریم آئے گا اور اہل اپنی مراد و مطلب میں مشکل ہیں محمد بن عبد اللہ کے آنے سے مقصود یہ ہے کہ جب دنیا ایسی حالت میں ہو جائے گی جو اپنی درستی کیلئے سیاست کی محتاج ہوگی تو اس وقت کوئی شخص ثلیل محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہو کر ظاہر ہوگا اور یہ ضرور نہیں کہ درحقیقت اس کا نام محمد ابن عبد اللہ ہو۔ بلکہ احادیث کا مطلب یہ ہے کہ خدا نے تعالیٰ کے نزدیک اس کا نام محمد ابن عبد اللہ ہوگا۔ کیونکہ وہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ثلیل بن کر آئے گا۔ اسی طرح عیسیٰ بن مریم کے آنے سے مقصود یہ ہے کہ جب عقل کی بد استعمالی سے دنیا کے لوگ یہودیوں کے رنگ پر ہو جائیں گے اور روحانیت اور حقیقت کو چھوڑ دیں گے اور خدا پرستی اور حب الہی دلوں سے اٹھ جائے گی تو اس وقت وہ لوگ اپنی روحانی اصلاح کے لئے ایک ایسے مصلح کے محتاج ہوں گے جو روحانیت اور حقیقت کی طرف ان کو توجہ دلاوے اور جنگ اور لڑائیوں سے کچھ واسطہ نہ رکھے اور یہ منصب مسیح ابن مریم کے لئے مستلزم ہے کیونکہ وہ خاص ایسے کام کے لئے آیا تھا اور یہ ضرور نہیں کہ آنے والے کا نام درحقیقت عیسیٰ ابن مریم ہی ہو۔ بلکہ احادیث کا مطلب یہ ہے کہ خدا تعالیٰ کے نزدیک قطعی طور پر اس کا نام عیسیٰ بن مریم ہے۔ جیسے یہودیوں کے نام خدا تعالیٰ نے بندر اور سور رکھے اور فرمایا وجعل منہم القرۃ والخنزیر۔ ایسی اس نے اس امت کے مفسد طبع لوگوں کو یہودی ٹھہرا کر اس عاجز کا نام مسیح ابن مریم رکھ دیا خدا اپنے الہام میں فرمادیا جعلناک المسیح ابن مریم۔

پھر مولوی صدیق حسن صاحب اپنی کتاب میں لکھتے ہیں کہ عیسیٰ ابن مریم جب نازل ہوگا تو قرآن کریم کے تمام احکام حضرت جبرائیل علیہ السلام کے ذریعہ سے اُن پر کھولے جائیں گے یعنی وہی نازل ہوا کرے گی۔ مگر وہ حدیث کی طرف رجوع نہیں کرے گا کیونکہ وحی کے

قرآن شریف کی وہ تین سورتیں

جن کے سچ ابن مریم کا فوت ہونا ثابت ہوتا ہے

(۱) اے نبی! کہتے ہیں یا عیسیٰ انی متوفیک ورافعک الی و مطلقک من الذین کفروا و جاعل الذین اتبعوک فوق الذین کفروا الی یوم القیامۃ۔ یعنی اے عیسیٰ میں تجھے وفات دینے والا ہوں اور پھر عزت کے ساتھ اپنی طرف اٹھانے والا اور کافروں کی نعمتوں سے پاک کر دینے والا ہوں اور تیرے متبعین کو تیرے منکروں پر قیامت تک غلبہ دینے والا ہوں۔

(۲) دوسری آیت جو سچ ابن مریم کی موت پر دلالت کرتی ہے یہ ہے بل دفعہ اللہ الیک یعنی سچ ابن مریم مقتول اور مصلوب ہو کر مر دھوا اور طعن لوگوں کی موت سے نہیں مرا۔ جیسا کہ عیسائیوں اور یودیوں کا خیال ہے۔ بلکہ خدا تعالیٰ نے عزت کے ساتھ اس کو اپنی طرف اٹھا لیا۔ جانتا چاہیئے کہ اس جگہ دفع سے مراد وہ موت ہی جو عزت کے ساتھ ہو جیسا کہ دوسری آیت اس پر دلالت کرتی ہے و دفعہ مکانا علیک آیت حضرت اوریس کے حق میں ہے اور کچھ شک نہیں کہ اس آیت کے یہی معنی ہیں کہ ہم خداوند کے موت دے کر مکان ہند میں پہنچا دیا کیونکہ اگر وہ بغیر موت کے تسمیہ و تہنیت پر لوگوں پر فروزہ فرشتہ موت جو ایک انسان کے لئے ایک لازمی مرحلہ ہے جو نہ کرے گا کیا تو وہ کسی وقت اور یہی فوت ہو جائیں اور یا زمین پر ناکر فوت ہوں۔ مگر یہ دونوں شق متعین ہیں۔ کیونکہ قرآن شریف سے ثابت ہے کہ جسم خاکی موت کے بعد پھر خاک ہی میں داخل کیا جاتا ہے اور خاک ہی کی طرف حود کرتا ہے۔ پھر خاک ہی سے اس کا حشر ہو گا۔ اور اوریس کا پھر زمین پر آنا اور دوبارہ آسمان سے

(۱۰) اکیسویں آیت یہ ہے وما ارسلنا قبلك من المرسلين الا انهم لياكلون الطعام ويمشون في الأسواق (الحجروں نمبر ۱۰ سورۃ الفرقان یعنی ہم نے تجھ سے پہلے جس قدر رسول بھیجے ہیں وہ سب کھانا کھایا کرتے تھے اور بازاروں میں پھرتے تھے۔ اور پہلے ہم بھس قرآنی ثابث کر چکے ہیں کہ ذیوی حیات کے لوازم میں سے طعام کا کھانا ہے سو چونکہ وہ اب تمام نبی طعام نہیں کھاتے لہذا اس سے ثابت ہوتا ہے کہ وہ ب فوت ہو چکے ہیں جن میں بوجہ کلمہ صریح بھی داخل ہے۔

(۱۱) اکیسویں آیت یہ ہے والذین يدعون من دون الله لا يخلقون شيئا وهم يخلقون اموات غير احياء وما يشعرون ايما يبعثون (سورۃ النحل نمبر ۱۱) یعنی جو لوگ بغیر اللہ کے پرستش کئے جاتے اور پکارے جاتے ہیں وہ کوئی چیز پیدا نہیں کر سکتے بلکہ آپ پیدا شدہ ہیں۔ مرچکے ہیں زندہ بھی تو نہیں ہیں اور نہیں جانتے کہ کب اٹھائے جائیں گے۔ دیکھو یہ آیتیں کس قدر صراحت سے سچ اور ان سب انسانوں کی وفات پر دلالت کر رہی ہیں جن کو یحییٰ اور نصاریٰ اور بعض فرقے عرب کے اپنا معبود ٹھہراتے تھے اور ان کے دعائیں مانگتے تھے۔ اگر اب بھی آپ لوگ سچ اور مریم کی وفات کے قائل نہیں ہوتے تو سیدھے یہ کیوں نہیں کہہ دیتے کہ ہمیں قرآن کریم کے ماننے پر اکلام ہے۔ قرآن کریم کی آیتیں سنکر پھر وہیں ٹھہر نہ جانا کیا ایسا نادرول کا کام ہے۔

(۱۲) اکیسویں آیت یہ ہے ما كان ابا محمد ابا احد من رجالكم ولكن رسول الله وخاتم النبیین یعنی محمد صلی اللہ علیہ وسلم تم میں سے کسی مرد کا باپ نہیں ہے مگر وہ رسول اللہ ہے اور ختم کرنے والا ہے فیصل کا۔ یہ آیت بھی صاف دلالت کر رہی ہے کہ بعد ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے کوئی رسول دنیا میں نہیں آئے گا پس اس سے بھی بحال وضاحت ثابت ہے کہ سچ ابن مریم رسول اللہ دنیا میں نہیں سکتا۔ کیونکہ

کہ یہ نفسِ اسلامد اور کافر ہے کہ ہرگز ہدایت پذیر نہیں ہوگا۔ اور ظاہر ہے کہ جس کافر کا مال کا کفر ہی ہو وہ بھی جہنمی ہی ہوتا ہے۔ غرض ان دونوں صاحبوں نے کہ خدا انہیں شست نصیب کرے اس عاجز کی نسبت جہنم اور کفر کا فتوے دے دیا اور بڑے زور سے اپنے الہامات کو شائع کر دیا۔ ہم اس جسگدان صاحبوں کے الہامات کی نسبت کچھ زیادہ بکھنا منور ہی نہیں سمجھتے۔ صرف اس قدر تحریر کرنا کافی ہے کہ الہام رحمانی بھی ہوتا ہے اور شیطان بھی۔ اور جب انسان اپنے نفس اور خیال کو دخل دے کر کسی بات کے استکشاف کے لئے بطور استخارہ یا استخبارہ وغیرہ کے توجہ کرتا ہے۔ خاص کر اس حالت میں کہ جب اس کے دل میں یہ تنازعہ ہوتی ہے کہ میری مرضی کے موافق کسی کی نسبت کوئی بڑا یا بھلا کلمہ بطور الہام مجھے معلوم ہو جائے تو شیطان اُس وقت اُس کی آرزو میں دخل دیتا ہے اور کوئی کلمہ اس کی زبان پر جاری ہو جاتا ہے اور دراصل وہ شیطان کا کلمہ ہوتا ہے۔ یہ دخل بھی انبیاء اور رسولوں کی وحی میں بھی ہو جاتا ہے مگر وہ بلا توقف نکالا جاتا ہے۔ اسی کی طرف اللہ جل شانہ قرآن کریم میں اشارہ فرماتا ہے وما ارسلنا من قبلك من رسول ولا نبی الا ان یقول الحق الشیطان فی امیئہ الخ ایسا ہی انجیل میں بھی لکھا ہے کہ شیطان اپنی شکل نوری فرشتوں کے ساتھ بدل کر بعض لوگوں کے پاس آ جاتا ہے یہ کھو خط دوم قرنتھیاں باب ۱۲ آیت ۱۲۔ اور مجموعہ تورات میں سے سلطان اہل باب بائیس آیت ایس میں لکھا ہے کہ ایک بادشاہ کے وقت میں چار سو نبی نے اس کی فتح کے بارے میں پیش گوئی کی اور وہ جھوٹے نکلے اور بادشاہ کو شکست آئی بلکہ وہ اُنہی میدان میں مر گیا اس کا سبب یہ تھا کہ دراصل وہ الہام ایک ناپاک روح کی طرف سے تھا نوری فرشتہ کی طرف سے نہیں تھا اور ان نبیوں نے دھوکا کھا کر ربانی سمجھ لیا تھا۔ اب خیال کرنا چاہیے کہ جس حالت میں قرآن کریم کی رو سے الہام اور وحی میں دخل شیطان ممکن ہے اور پہلی کتابیں تورات اور انجیل اس دخل کی مصدق ہیں اور اسی بنا پر

۲۵۵

فِيهَا كُتِبَ قِيمَةٌ ۖ لَآ يَأْتِيهِ الْبَاطِلُ مِنْ بَيْنِ يَدَيْهِ وَلَا مِنْ خَلْفِهِ ۚ هَذَا
بَصَاطُ الرِّئَاسِ وَهُدًى وَرَحْمَةٌ لِقَوْمٍ يُوقِنُونَ ۚ فَبِأَيِّ حَدِيثٍ بَعْدَ اللَّهِ وَ
آيَاتِهِ يُؤْمِنُونَ ۚ قُلْ بِفَضْلِ اللَّهِ وَبِرَحْمَتِهِ فَبِذَاكَ يُفْرِحُونَ ۚ وَخَيْرٌ
مِمَّا يَجْمَعُونَ ۚ يَعْنِي يَهْ قُرْآنِ اس راہ کی طرف ہدایت کرتا ہے جو نہایت سیدھی ہے
اس میں ان لوگوں کے لئے جو پرستار ہیں حقیقی پرستش کی تعلیم ہے اور یہ ان کیلئے
جو متقی ہیں کمالات تقویٰ کے یاد دلانے والا ہے یہ حکمت ہے جو کمال کو پہنچی ہوئی ہے
اور یہ یقینی سچائی ہے اور اس میں ہر ایک چیز کا بیان ہے یہ نور علی نور اور سینوں کو
شفاف بنانے والا ہے رحمن نے قرآن کو سکھایا۔ ایسی کتاب نازل کی جو اپنی ذات میں
حق ہے اور حق کے وزن کرنے کے لئے ایک ترازو ہے وہ لوگوں کے لئے ہدایت ہے
اور اجمالی ہدایتوں کی اس میں تشریح ہے اور وہ اپنے دلائل کے ساتھ حق اور باطل

میں فرق کرتا ہے اور وہ قولِ فصل ہے اور شک و شبہ سے خالی ہے اس کو اس

لئے فتح پر اتارا ہے کرتا اور دست ناز علیہ کا اس سے فیصلہ کریں اور مومنوں کیلئے ہدایت

۲۵۸

اور رحمت کا سامانِ طیار کریں۔ اس میں وہ تمام صداقتیں موجود ہیں جو علیٰ کتبِ اول

۲۵۹

میں متفرق اور پرانہ طور پر موجود تھیں ایک ذرہ باطل کا اس میں دخل نہیں نہ آئے

سے اور نہ پیچھے سے۔ یہ لوگوں کے لئے روشنی دلیلیں ہیں اور جو یقین لانے والے

ہوں ان کے لئے ہدایت و رحمت ہے سو ایسی کونسی حدیث ہے جس پر تم اللہ اور اس کی

آیات کو چھوڑ کر ایمان لاؤ گے یعنی اگر کوئی حدیث قرآن کریم سے مخالف ہو تو ہرگز

نہیں ماننی چاہیئے بلکہ ذکر دینی چاہیئے ہاں اگر کوئی حدیث ہند یعنی تاویل قرآن کریم کے

بیان سے مطابق آسکے مان لینا چاہیئے۔ پھر بعد اس کے ترجمہ لقیہ آیات کا یہ ہے کہ

اُن کو کہہ دے کہ خدائے تعالیٰ کے فضل و رحمت کے یہ قرآن ایک بیش قیمت مال ہے

سو اس کو تم خوشی سے قبول کرو۔ یہ اُن مالوں سے اچھا ہے جو تم جس کرتے ہو یا اس

جس کا محض خدا تعالیٰ کے ہاتھ سے تولد ہوتا۔ جس کا آسمان پر ابن مریم نام ہے تو کیوں خدا تعالیٰ کی طوریت میں ابن مریم کہہ دیا کہ جسے مجبورہ کہتی ہو اس نے محض اپنے فضل سے بغیر وسیلہ کسی زمینی مالک کے اس ابن مریم کو روحانی پیدا کرنا اور عانی مالک کی مشی جیسا کہ اس نے خود اس کو اپنے المام میں فرمایا تم احیٰ سیناک بعد ما اھلحنا القرون الاولیٰ وجعلناک المسیح ابن مریم۔ یعنی پھر ہم نے تجھے زندہ کیا بعد اس کے کہ تو پہلے قرفیل کو ہم نے ہلاک کر دیا اور تجھے ہم نے مسیح ابن مریم بنایا یعنی بعد اس کے جو عالم ہوا پر مشلخ اور علموں میں موت روحانی پھیل گئی۔ انجیل میں بعد اسی کی طرف اشارہ ہے کہ مسیح ستاروں کے گرنے کے بعد آئے گا۔

اب اس شخص سے ثابت ہے کہ مسیح ابن مریم کی آخری زمانہ میں آنے کی قرآن شریف میں بحدیثی مسموعہ ہے۔ قرآن شریف نے جو مسیح کے نکلنے کی ۴۰۰۰ سو برس تک مدد نہ ٹھہرائی ہے۔ بہت کے بولیاں بھی اپنے مکاشفہ کی رو سے اس مدت کو مانتے ہیں۔ آیت وانا علی ذھاب ہم لقادرون جس کے بحساب حمل ۷۰ سالہ مدد میں ہلاک ہاں مذکی سلخ کی راقوں کی طرف اشارہ کرتی ہے جس میں سنے ہاں مذکی کے نکلنے کی ماثبت چمچی ہوئی ہے جو فلام احمد قلوبانی کے مددوں میں بحساب حمل باقی جاتی ہے اور آیت کہ ہوا الذی اصل رسولہ بالھدی ویدیو الحق لیظہرہ علی الدین وعلی درحقیقت اسی مسیح ابن مریم کے زمانہ سے متعلق ہے کیونکہ تمام ادیان پر روحانی لہجہ ہے اس زمانہ کے کسی اور زمانہ میں ہرگز ممکن نہیں تھا وہ یہ کہ یہی زمانہ ہے کہ جس میں ہرگز قسم کے اعتراضات اور شبہات پیدا ہو گئے ہیں اور انواع اقسام کے عقلی حملے اسلام کرنے گئے ہیں۔ اور خدا تعالیٰ فرماتا ہے وان من شیء الا عندنا خزائنه وانا ننزله الا بقدر معلوم ^{۱۶۷} یعنی ہر ایک چیز کے ہمارے پاس خزانے ہیں مگر قدر معلوم اور بقدر ضرورت ہم ان کو اتارتے ہیں سو جس قدر معارف وحقائق بطور انجیل

کہ یہ حرکت تو خلاف منشاء پیشگوئی ہے۔ اسی طرح ابن صبا کی نسبت صاف طور پر
وحی نہیں کھلی تھی اور آنحضرتؐ کا اول اول یہی خیال تھا کہ ابن صبا ہی وہی وہی ہے۔ مگر آخر
میں راستے بدل گئی تھی۔ ایسا ہی سورہ روم کی پیشگوئی کے متعلق جو ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ
نے شرط لگائی تھی۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے صاف فرمایا کہ ضعیف کا لفظ وقت عرب
میں وہیں تک طلاق پاتا ہے اور میں بخوبی مطلع نہیں کیا گیا کہ تو برس کی حد کے اندر کس
سال یہ پیشگوئی پوری ہوگی۔ ایسا ہی وہ حدیث جس کے یہ الفاظ ہیں فذهب وہلی

الی انہا الیامۃ او رجھا فاذاھی المدینۃ یشرب۔ صاف صاف ظاہر کر رہی

ہے کہ جو کچھ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے اجتماع سے پیشگوئی کا محل و صدق تھا

تھا وہ غلط نکلا۔ اور حضرتؐ کی پیشگوئیوں کا سب سے عجیب تر حال ہے۔ بار بار انہوں نے

کسی پیشگوئی کے معنی سمجھے اور آخر کچھ اور ہی ظہور میں آیا یہود اس کے یوٹی کو ایک

پیشگوئی میں بہشت کا بارہواں ثمرہ دیا لیکن وہ بجلی بہشت۔ محسوم رہا۔ اور پھر اس کو

کبھی بہشت کی گنجیاں دیں اور کبھی اس کو شیطان بنا یا۔ اسی طرح انجیل سے معلوم ہوتا ہے

کہ حضرتؐ کا مکہ کا شرف کچھ بہت صاف نہیں تھا اور کئی پیشگوئیاں ان کی بسبب غلطی تھی

کے پوری نہیں ہو سکیں مگر اپنے اصلی معنوں پر پوری ہو گئیں۔ بہر حال ان تمام باتوں سے

یقینی طور پر یہ اصول قائم ہوتا ہے کہ پیشگوئیوں کی تاویل اور تعبیر میں انبیاء علیہم السلام

کبھی غلطی بھی کھاتے ہیں۔ جس قدر الفاظ وحی کے ہوتے ہیں وہ تو بلاشبہ اول درجہ کے

ہوتے ہیں مگر نبیوں کی عادت ہوتی ہے کہ کبھی اجتماع ہی طور پر بھی اپنی طرف کر ان کی

کسی قدر تفصیل کرتے ہیں۔ اور چونکہ وہ انسان ہیں اس لئے تفسیر میں کبھی احتمال خطا کا

سہنا ہے لیکن امیر دینیہ ایمانیہ میں اس خطا کی گنجائش نہیں ہوتی۔ کیونکہ ان کی تبلیغ

میں خیر اللہ بڑا اہتمام ہوتا ہے اور وہ نبیوں کو عملی طور پر بھی کھلائی جاتی ہیں چنانچہ

ایسا ہی نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو بہشت اور دوزخ بھی دکھایا گیا اور آیات تواتر و محکمہ ذکر

کہ جب دجال کے بے جا جھگڑے کمال تک پہنچ جائیں گے تب سچ موعود ظہور کرے گا اور اس کے تمام جھگڑوں کا خاتمہ کر دے گا۔

(۱) دجال خدا نہیں کہلائے گا بلکہ خدا تعالیٰ کا قائل ہوگا بلکہ بعض انبیاء کا بھی۔ مسلم۔
ان دشمن علامتوں میں سے ایک بھاری علامت دجال مہموود کی یہ بھی ہے کہ اُس کا فتنہ تمام اُن قتنوں سے بڑھ کر ہوگا کہ جو زبانی دین کے مٹانے کے لئے ابتدا سے لوگ کرتے آئے ہیں اور ہم اسی رسالہ میں ثابت کر چکے ہیں کہ یہ علامت عیسائی مشنوں میں بخوبی ظاہر ہو چکا ہے۔

ازالہ جملہ ایک بڑی بھاری علامت دجال کی اُس کا گدھا ہے جس کے بین الاذنین کا اندازہ ستر ہوا گیا ہے اور ریل کی گاڑیوں کا اکثر اسی کے موافق سلسلہ طولانی ہوتا ہے اور اس میں بھی کچھ شک نہیں کہ وہ دھان کے زور سے چلتی ہیں جیسے بادل ہوا کے زور سے تیز حرکت کرتا ہے۔ اس سبب ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے کھلے کھلے طور پر بدیل گاڑی کی طرف اشارہ فرمایا ہے چونکہ یہ عیسائی قلم بجا رہے جن کا امام و مقتدا یہی دجال گروہ ہے اس لئے ان گاڑیوں کو دجال کا گدھا قرار دیا گیا۔ اب اس سے زیادہ اور کہا ثبوت ہوگا کہ علامت خاصہ دجال کے انہیں لوگوں میں پائے جاتے ہیں۔ انہیں لوگوں نے مکروں اور فریبوں کا اپنے دہود پر خاتمہ کر دیا ہے اور دین اسلام کو وہ ضرر پہنچایا ہے جس کی تئیر دنیا کے ابتدا سے نہیں پائی جاتی اور انہیں لوگوں کے متبعین کے پاس وہ گدھا بھی ہے جو دھان کے زور سے چلتا ہے جیسے بادل ہوا کے زور سے۔ اور انہیں لوگوں کے متبعین زمین کو

کہا گیا ہے کہ آخری زمانہ میں قرآن آسمان پر اُٹھایا جائے گا۔ پھر انہیں حدیثوں میں لکھا ہے کہ پھر دوبارہ قرآن کو زمین پر لانے والا ایک مرد فارسی اور صل ہوگا جیسا کہ فرمایا گوکان الایمان محلثاً فی عند الثریا لنا لد سرجل من فارس۔ یہ حدیث و حقیقت اسی زمانہ کی طرف اشارہ کرتی ہے جو آیتنا علی دھاب بد لقا دون میں اشارت بیان کیا گیا ہے۔ منہ

پورا لینا ہے یعنی یہ کہ روح کے ساتھ جسم کو بھی لے لیتا۔ مگر ایسے معنی کرنا ان کا سراسر افتراء ہے قرآن کریم کا مومنات التزائم کے ساتھ اس لفظ کے بارے میں یہ محاورہ ہے کہ وہ لفظ قبض روح اور وفات دے دینے کے معنوں پر ہر ایک جگہ اس کو استعمال کرتا ہے۔ یہی محاورہ تمام حدیثوں اور جمیع اقوال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں پایا جاتا ہے۔ جب سے دنیا میں عرب کا جرمہ آباد ہوا ہے اور زبان عربی جاری ہوئی ہے کسی قول قدیم یا جدید سے ثابت نہیں ہوتا کہ توفی کا لفظ کسی قبض جسم کی نسبت استعمال کیا گیا ہو۔ بلکہ جہاں کہیں توفی کے لفظ کو خدا تعالیٰ کا فعل ٹھہرا کر انسان کی نسبت استعمال کیا گیا ہے وہ صرف وفات دینے اور قبض روح کے معنی پر آیا ہے نہ قبض جسم کے معنوں میں۔ کوئی کتاب لغت کی اس کے مخالف نہیں۔ کوئی مثل اور قول اہل زبان کا اس کے مغائر نہیں۔ غرض کہ سب سے احتمال مخالف کے گنجائش نہیں۔ اگر کوئی شخص قرآن کریم سے یا کسی حدیث رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے یا اشعار و قصائد و نظم و نثر قدیم و جدید عرب سے یہ ثبوت پیش کرے کہ کسی جگہ توفی کا لفظ خدا تعالیٰ کا فعل ہونے کی حالت میں جو ذی الروح کی نسبت استعمال کیا گیا ہو وہ بجز قبض روح اور وفات دینے کے کسی اور معنی پر بھی اطلاق پا گیا ہے یعنی قبض جسم کے معنوں میں بھی مستعمل ہوا ہے تو میں اللہ جل شانہ کی قسم کھا کر اقرار صریح شرعی کرتا ہوں کہ ایسے شخص کو اپنا کوئی حصہ ملکیت کا فروخت کر کے مبلغ ہزار روپیہ نقد دل گا اور آئندہ اس کی کمالات حدیث دانی اور قرآن دانی کا اقرار کر لوں گا۔ ایسا ہی اگر مولوی محمد حسین صاحب بٹالوی یا ان کا کوئی ہم خیال یہ ثابت کر دیوے کہ الدجال کا لفظ جو بخاری اور مسلم میں آیا ہے مجسّد و جال محمود کے کسی اور دجال کے لئے بھی استعمال کیا گیا ہے تو مجھے اس ذات کی قسم ہے جس کے ہاتھ میں بیسی جان ہے کہ میں ایسے شخص کو بھی جس طرح ممکن ہو ہزار روپیہ نقد بطور تاوان دوں گا۔ چاہیں تو مجھ پر جبری کرایں یا تمسک لکھا لیں۔ اس اشتہار کے مخاطب خاص طور پر مولوی محمد حسین صاحب بٹالوی ہیں۔

روحانی خزائن

تصنیفات

حضرت میرزا غلام احمد قادیانی
 مسیح موعود و مہدی موعود علیہ السلام

جلد ۵

آئینہ کمالات اسلام

الحمد لله والمنته کہ بتائید و توفیق آل نعم المولیٰ و نعم النصیر و عنایات
آں ذات جلیل و عظیم و کبیر حصہ اولیٰ کتاب الجواب سوم بہ

آئینہ مکاتبات

جس کا دوسرا نام دافع الوسوس بھی ہے

بمآہ فروری سنہ ۱۸۹۳ء

مطبع ریاض ہند قادیان میں باہتمام شیخ نور احمد ہستم

و مالک مطبع طبع ہو کر شائع ہوا

کر لیتا ہے۔ اور اگر وہ ہاؤن سواڈت میں پیسا بھی جائے اور غبار سا کیا جائے تب بھی بغیر انبیاء مع اللہ کے اور کوئی آواز اُس کے اندر سے نہیں آتی۔ جب کسی کی حالت اس نوبت تک پہنچ جائے تو اس کا معاملہ اس عالم سے وراء الورا ہو جاتا ہے اور ان تمام ہدایتوں اور مقامات عالیہ کو ظنی طور پر پالیتا ہے جو اُس سے پہلے نبیوں اور رسولوں کو ملے تھے اور انبیاء اور رُسل کا وارث اور نائب ہو جاتا ہے وہ حقیقت جو انبیاء میں معجزہ کے نام سے موسوم ہوتی ہے وہ اس میں کرامت کے نام سے ظاہر ہو جاتی ہے اور وہی حقیقت جو انبیاء میں عصمت کے نام سے نامزد کی جاتی ہے۔ اس میں محفوظیت کے نام سے پکاری جاتی ہے۔ اور وہی حقیقت جو انبیاء میں نبوت کے نام سے بولی جاتی ہے۔ اس میں محمدنیت کے پیرائے میں

طاقت اور انسان کی فطرت سے باہر نہیں تو پھر آپ کا یہ اصول ٹوٹتا ہے کہ وہی اور کچھ چیز نہیں صرف ملکہ کی فطرت ہے کیونکہ انسان کی فطرت خدائی کی طاقتیں اپنے اندر پیدا نہیں کر سکتی۔ ہر ایک انسان کی فطرت اسی قدر ملکہ رکھتی ہے جو اس کی بشریت کے مناسب حال ہے اور چونکہ آپ کا یہی مذہب ہے کہ وہی کی حقیقت ملکہ فطرت سے زیادہ نہیں تو وہی اعتراض جس کا ابھی میں نے ذکر کیا ہے وارد ہوگا۔ ہر ایک اہل حال جو وحی کی حقیقت کو بطور واردات کے جانتا ہے وہ آپ کی اس قیاسی بات پر ہنسے گا جو وحی صرف ملکہ فطرت ہے اگرچہ اس قدر تو سچ ہے کہ وہی الہی کے انوار قبیل کرنے کے لئے فطرت قابلہ شرط ہے جس میں وہ انوار منعکس ہو سکیں جو خدائے تعالیٰ کسی وقت اپنے خاص ارادہ سے نازل کرے مگر یہ سراسر جھوٹ ہے کہ وہ انوار انسانی فطرت میں ہی جمع ہیں اور مبداء فیض سے اُس کے ارادہ کے ساتھ کچھ نازل نہیں ہوتا جو اپنے اندر خدائی طاقتوں کی رنگ و بو اکھٹا ہو۔ عزیز سید جن خیالات کی آپ اس مسئلہ میں پیروی کرتے ہیں وہ درحقیقت اسلام کی تعلیم

ظہور پکڑتی ہے حقیقت ایک ہی ہے لیکن بیاعت شدت اور ضعف رنگ کے مختلف نام رکھے جاتے ہیں اسی لئے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ملفوظات مبارکہ اشارت فرما رہے ہیں کہ محدث نبی بالقوۃ ہوتا ہے اور اگر باب نبوت مسدود نہ ہوتا تو ہر ایک محدث اپنے وجود میں قوت اور استعداد نبی ہو جانے کی رکھتا تھا اور اسی قوت اور استعداد کے لحاظ سے محدث کا حل نبی پر جائز ہے یعنی کہہ سکتے ہیں کہ الحدیث نبی جیسا کہ کہہ سکتے ہیں کہ العنب خمر نظر اعلی القوۃ والاستعداد ومثل هذا الحمل شایع متعارف فی عبارات القوم وقد جرت المحاورات علی ذالک کما لا یخفی علی کل ذکی عالم مطلع علی کتب الادب والکلام والتصوّف اور اسی حل کی طرف اشارہ ہے جو اللہ جلّ شانہ نے اس قراءت کو جو

نہیں ہے بلکہ اُن کو باطن فلسفیوں کی رائیں ہیں جو حضرت باری تعالیٰ عزّ اسمہ کو مدبّر بالارادہ نہیں سمجھتے بلکہ آفتاب اور ماہتاب کی طرح بعض امور کے صدور کے لئے علت موجب خیال کرتے ہیں جب آپ خدا نے تعالیٰ کو مدبّر بالارادہ اور اپنی مرضی کے ساتھ منزّل وحی یقین کریں گے اللہ وحی کو ایسی چیز سمجھیں گے جو اُسی سے نکلتی ہے اور اسی کے اُتارنے سے الٰہی قوت کے ساتھ دلوں پر اُترتی ہے تو اس صورت میں آپ اس کو ملکہ فطرت نہیں کہہ سکتے اور نہ اس کا نام فطرتی قوت رکھ سکتے ہیں بلکہ ایک نور اللہ قرار دیں گے جو خدا نے تعالیٰ کے ہاتھ سے اور اُس کے ارادہ سے اُسی وقت اُترتا ہے جب چاہتا ہے۔ ہاں وہ نور جو اُترتا ہے وہ فطرت قابلہ پر ہی اپنی روشنی ڈالتا ہے اور اپنا آٹا اُس کو جھٹکا دیتا ہے۔

اور یہ کہنا کہ ہم اس طرح پر وحی کو مان نہیں سکتے کیونکہ وہ عقل انسانی کے مافوق ہے۔ سو اس کا یہی جواب ہے کہ عقل انسانی اگر ایک ثابت شدہ صداقت کو اپنے فہم اور ادراک سے

وما ارسلنا من قبلك من رسول ولا نبي ولا محدث ہے مختصر کر کے قراءت ثانی میں صرف یہ الفاظ کافی قرار دیئے کہ وما ارسلنا من قبلك من رسول ولا نبي۔

اور اس سوال کا جواب کہ جس شخص کو شرف مکالمہ الہیہ کا نصیب ہو وہ کب اور کن حالات میں افاضہ کلام الہی کا زیادہ تر مستحق ہوتا ہے۔ یہ ہے کہ اکثر شہید اور مصائب کے نزول کے وقت اولیاء اللہ پر کلام الہی نازل ہوتا ہے تا انکی تسلی اور تقویت کا موجب ہو جب وہ نزول آفات اور حوادث فوق الطاق سے نہایت شکستہ اور دردمند اور کوفتہ ہو جاتے ہیں اور حزن اور قلق انتہا کو پہنچ جاتا ہے تب خدا تعالیٰ کی صفت کلام ان کے دل پر متجلی ہوتی ہے اور کلمات طیبہ الہیہ سے ان کو سکینت اور شفی بخشی جاتی ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ ملہم کی انکساری حالت الہامی آگ کے افروختہ

جو ترجمے و مدقت صرف اس وجہ سے دیکرنے کے لئے نہیں طبع کی کہ عقل اسکی حقیقت ایک نہیں پہنچتی۔ دنیا میں بہت سے ایسے خواص نباتات و جمادات و حیوانات میں پائے جاتے ہیں کہ وہ تجارب صحیحہ کے ذریعے ثابت ہیں مگر عقل انسان کے مافوق ہیں۔ یعنی عقل انکی حقیقت تک پہنچ نہیں سکتی اور انکی حقیقت بتلا نہیں سکتی۔ پس ایسا ہی وہ وحی ہے جو خدا تعالیٰ کی طرف سے نازل ہوتی اور پاک دلوں تک وہ علوم پہنچاتی ہے جو بشری طاقتوں سے بلند تر ہیں پھر جبکہ یہ حال ہے کہ عقل بجائے خود کوئی چیز نہیں بلکہ ثابت شدہ صداقتوں کے ذریعہ سے قدر و منزلت پیدا کرتی ہے تو ہم کہتے ہیں کہ وہی سادی ایک ثابت شدہ صداقت ہے جو اپنے اندر اعجازی قوت رکھتی ہے۔ اور علوم غیبیہ پر مشتمل ہوتی ہے اور ہم اس دعویٰ کے ثابت کرنے کے ذمہ دار ہیں۔ پھر آراء مالک کے لئے منوجہ نہ ہونا کیا ان لوگوں کا شیوہ ہو سکتا ہے جو حقیقی صداقتوں کے بھوکے اور پیاسے ہیں۔

نہیں تو خدائے تعالیٰ سے ڈرو اور حدیثوں کے وہ معنی کرو جو ہو سکتے ہیں۔ واقعات موجودہ کو نظر انداز مت کرو تا تمپر کھل جائے کہ یہ عام ضلالت ہی سخت و تجالیت ہے جس سے ہر ایک نبی ڈرتا آیا ہے جسکی بنیاد اس دنیا میں عیسائی مذہب اور عیسائی قوم نے ڈالی جس کیلئے ضرور تھا کہ مجدد وقت مسیح کے نام پر آئے کیونکہ دنیا و فساد مسیح کی ہی امت ہے اور میرے پرکشفا یہ ظاہر کیا گیا ہے کہ یہ زہرناک ہو جو عیسائی قوم سے دنیا میں پھیل گئی حضرت عیسیٰ کو اسکی خبر دی گئی تب اُن کی رُوح رُوحانی نزول کیلئے حرکت میں آئی اور اُس نے جوش میں آکر اور اپنی امت کو ہلاکت کا مفسدہ پر داز پا کر زمین پر اپنا قائم مقام اور شبیہ چاہا جو اُس کا ایسا ہم طبع ہو کہ گویا وہی ہو۔ سو اُس کو خدائے تعالیٰ نے وعدہ کے موافق ایک شبیہ عطا کی اور اُس میں مسیح کی ہمت اور سیرت

پر جو مجاہدات سے خدا تعالیٰ کو ڈھونڈتے ہیں ظاہر ہو جاتا ہے۔ غرض جو بات مومنوں کی سمجھ سے بزر ہے اُس کے دریافت کرنے کی پیراہ نہیں ہے کہ وہ فرقہ ضالہ فلاسفوں کے دست نگر ہوں ادگم گشت سے راہ پوچھیں بلکہ اُن کے لئے صدق اور صبر سے عرفان کا مرتبہ عطا کیا جاتا ہے جس مرتبہ پر پہنچ کر تمام عقیدے اُن کے حل ہو جاتے ہیں۔

اس زمانہ میں جو مذہب اور علم کی نہایت سرگرمی سے لڑائی ہو رہی ہے اُسکو دیکھ کر اور علم کے مذہب پر حملے مشاہدہ کر کے بیدل نہیں ہونا چاہیے کہ اب کیا کریں۔ یقیناً سمجھو کہ اس لڑائی میں اسلام کو مغلوب اور عاجز دشمن کی طرح صلح جوئی کی حاجت نہیں بلکہ اب زمانہ اسلام کی روحانی تلوار کا ہو جیسا کہ وہ پہلے کسی وقت اپنی ظاہری طاقت دکھلا چکا ہو۔ یہ پیشگوئی یاد رکھو کہ عنقریب اس لڑائی میں بھی دشمنی و لڑکتے ساتھ پس پا ہو گا اور اسلام فتح پائیگا۔ حال کے علوم جدیدہ کیسے ہی زور آؤ گئے کریں۔ کیسے ہی نئے نئے ہتھیاروں کے ساتھ چڑھ چڑھ کر آویں مگر انجا مکار اُن کیلئے ہزیمت ہے میں شکر نعمت کے

جگہ دیتا ہے اور میرے فضل سے نومید مت ہو۔ یوسف کو دیکھ اور اُس کے اقبال کو فتح کا وقت آ رہا ہے اور فتح قریب ہے۔ مخالف یعنی جن کے لئے تو بہ مقدر ہے اپنی سجدہ گاہوں میں گرینگے کہ اے ہمارے خدا ہمیں بخش کہ ہم خطا پر تھے۔ آج تم پر کوئی سرزنش نہیں خدا تمہیں بخش دیگا اور وہ رحم الرحیم ہے۔ میں نے ارادہ کیا کہ ایک اپنا خلیفہ زمین پر مقرر کروں تو میں نے آدم کو پیدا کیا جو نجی الاسرار ہے۔ ہم نے ایسے دن اُس کو پیدا کیا جو وعدہ کا دن تھا۔ یعنی جو پہلے سے پاک نبی کے واسطے سے ظاہر کر دیا گیا تھا کہ وہ فلاں زمانہ میں پیدا ہوگا اور جس وقت پیدا ہوگا فلاں قوم دنیا میں اپنی سلطنت اور طاقت میں غالب ہوگی اور فلاں قسم کی مخلوق پرستی روئے زمین پر پھیلی ہوئی ہونگی۔ اُسی زمانہ میں وہ موعود پیدا ہوا اور وہ

بنیاد و فساد اور زمین میں دجالیت کی نجاست پھیلانے والے تھے اور اصلیت سے بگڑ کر دجلہ اکبر بن گئے تھے۔ اور چونکہ اُس اُترنے والے کیلئے یہ موقع نہ ملا کہ وہ کچھ روشنی زمین والوں سے حاصل کرتا یا کسی کی چیز یا شاگردی سے فیضیاب ہوتا بلکہ اُس نے جو کچھ پایا آسمان کے خدا سے پایا۔ اسی وجہ سے اُسے حق میں نبی صمد کی مشکوئی میں یہ الفاظ آئے کہ وہ آسمان سے اُتر گیا یعنی آسمان سے پائیگا زمین سے کچھ نہیں پاسے گا۔ حضرت عیسیٰؑ کے نام پر اس عاجز کے آنے کا ستر یہ ہے کہ خدا نے تعالیٰ نے اس عیسائی فتنہ کے وقت میں یہ فتنہ حضرت مسیح کو دکھایا یعنی ان کو آسمان پر اس فتنہ کی اطلاع دے دی کہ تیری قوم اور تیرا آئندہ نے اس طوفان کو بردہ پا گیا ہے۔ آئندہ وہ اپنی قوم کی خرابی کو کمال فساد پر دیکھ کر نہ صرف کے لئے بیقرار ہوا اور اُس کی روح سخت جھنجھٹ میں آئی اور اُس نے زمین پر اپنی ارادات کا ایک منظر چاہا۔ تب خدا تعالیٰ نے اُس وعدہ کے موافق جو کیا گیا تھا مسیح کی روحانیت اور سکھ کے ایک جوہر قابل میں داخل کیا۔ سو ان معنوں کے کہ وہ آسمان سے اُترا اُسی کے موافق جو ایلین

سے یہ مہینہ نامہ لکھا گیا۔ چونکہ وہ مہینہ نامہ بجز ہماری رضا مندی کے بیکار تھا اسلئے مکتوب الیہ سے بتا متر عجز و انکسار ہماری طرف رجوع کیا۔ تاہم اُس مہینہ پر راضی ہو کر اُس مہینہ نامہ پر دستخط کر دیں اور قریب تھا کہ دستخط کر دیتے لیکن یہ خیال آیا کہ جیسا کہ ایک مدت سے بڑے بڑے کاموں میں ہمارا عادت ہے جناب الہی میں استخارہ کر لینا چاہیئے۔ سو یہی جواب مکتوب الیہ کو دیا گیا پھر مکتوب الیہ کے متواتر اصرار سے استخارہ کیا گیا وہ استخارہ کیا تھا گویا آسمانی نشان کی درخواست کا وقت آپہنچا تھا جس کو خدائے تعالیٰ نے اس پیرایہ میں ظاہر کر دیا۔

اُس خدائے قادر حکیم مطلق نے مجھے فرمایا کہ اس شخص کی دختر کلاں کے نکاح کیلئے سلسلہ جناب اور انکو کہہ دے کہ تمام سلوک اور مروت تم سے اسی شرط سے کیا جائیگا۔ اور یہ نکاح تمہارے لئے موجب برکت اور ایک رحمت کا نشان ہوگا اور ان تمام برکتوں اور رحمتوں سے حصہ پاؤ گے خواستہ ۲۰ فروری ۱۸۸۸ء میں درج ہیں لیکن اگر نکاح سے انحراف کیا تو اس لڑکی کا انجام نہایت ہی برا ہوگا اور جس کسی دوسرے شخص سے بیاہی جائیگی وہ روز نکاح سے اڑھائی سال تک اور ایسے والد اُس دختر کا تین سال تک فوت ہو جائیگا* اور انکے گھر پر تفرقہ اور تنگی اور مصیبت پڑیگی درمیانی زمانہ میں بھی اُس دختر کیلئے کئی کراہت اور غم کے امر پیش آئیں گے۔

پھر ان دنوں میں جو زیادہ تصریح اور تفصیل کیلئے بار بار توجہ کی گئی تو معلوم ہوا کہ خدا تعالیٰ نے یہ مقرر کر رکھا ہے کہ وہ مکتوب الیہ کی دختر کلاں کو جس کی نسبت درخواست کی گئی تھی ہر ایک روک دے اور کرنے کے بعد انجام کار اسی عاجز کے نکاح میں لاوے گا۔ اور بیدینوں کو مسلمان بناوے گا اور گمراہوں میں ہدایت پھیلانے کا چنانچہ عربی الہام اس باسے میں یہ ہے۔ کذب و اذیہ و کانوا بہا یستہزؤن فسیکفیکم اللہ و یردھا الیک لا تبدیل لکلماتہ

* تین سال تک فوت ہونا روز نکاح کے حساب سے ہے مگر یہ ضروری نہیں کہ کوئی واقعہ اور حادثہ اس پہلے نہ آوے بلکہ بعض مکاشفات کے رُوسے مکتوب الیہ کا زمانہ حوادث جن کا انجام معلوم نہیں ہوا پایا جاتا ہے۔ واللہ اعلم۔ منہ

یہ مہینہ نامہ لکھا گیا۔ چونکہ وہ مہینہ نامہ بجز ہماری رضا مندی کے بیکار تھا اسلئے مکتوب الیہ سے بتا متر عجز و انکسار ہماری طرف رجوع کیا۔ تاہم اُس مہینہ پر راضی ہو کر اُس مہینہ نامہ پر دستخط کر دیں اور قریب تھا کہ دستخط کر دیتے لیکن یہ خیال آیا کہ جیسا کہ ایک مدت سے بڑے بڑے کاموں میں ہمارا عادت ہے جناب الہی میں استخارہ کر لینا چاہیئے۔ سو یہی جواب مکتوب الیہ کو دیا گیا پھر مکتوب الیہ کے متواتر اصرار سے استخارہ کیا گیا وہ استخارہ کیا تھا گویا آسمانی نشان کی درخواست کا وقت آپہنچا تھا جس کو خدائے تعالیٰ نے اس پیرایہ میں ظاہر کر دیا۔

اِنَّ رَبَّكَ فَاعِلٌ مَا يَرِيدُ۔ اَنْتَ مَعِيَ وَاَنَا مَعَكَ عَسَى اَنْ يَبْعَثَكَ رَبُّكَ مَقَامًا مَّحْمُودًا
 یعنی انہوں نے ہمارے نشانوں کو جھٹلایا اور وہ پہلے سے ہنسی کر رہے تھے سو خدا تعالیٰ ان
 سب کے تدارک کے لئے جو اس کام کو روک رہے ہیں تمہارا مددگار ہوگا اور انجام کار اسکی اس لڑکی کو
 تمہاری طرف واپس لائیگا۔ کوئی نہیں جو خدا کی باتوں کو ٹال سکے۔ تیرا رب وہ قادر ہے کہ جو کچھ
 چاہے وہی ہو جاتا ہے۔ تو میرے ساتھ اور میں تیرے ساتھ ہوں اور عنقریب وہ مقام تجھے ملیگا
 جس میں تیری تعریف کی جائیگی یعنی گو اول میں احمق اور نادان لوگ بد باطنی اور بد ظنی کی راہ سے
 بد گوئی کرتے ہیں اور نلافی باتیں منہ پر لاتے ہیں لیکن آخر خدا تعالیٰ کی مدد کو دیکھ کر شرمندہ ہونگے
 اور سچائی کے کھلنے سے چاروں طرف سے تعریف ہوگی۔

ابجگہ ایک اور اعتراض نور افشانی کا رفع دفع کرنے کے لائق ہو اور وہ یہ کہ اگر یہ الہام خدا تعالیٰ
 کی طرف سے تھا اور اس پر اعتماد دگلی تھا تو پھر پوشیدہ کیوں رکھا اور کیوں اپنے خط میں پوشیدہ رکھنے کیلئے
 تاکید کی؟ اس کا جواب یہ ہے کہ یہ ایک خانگی معاملہ تھا اور جن کیلئے یہ نشان تھا انکو تو پہنچایا گیا تھا اور
 یقین تھا کہ والد اس دختر کا ایسی شاعری رنجیدہ ہوگا۔ اسلئے ہم نے دل شکنی اور رنجدہی سے گریز کی۔
 بلکہ یہ بھی نہ چاہا کہ درحالت رد و انکار وہ بھی اس امر کو شائع کریں اور گو ہم شائع کرنے کیلئے
 مامور تھے مگر ہم نے مصلحتاً دوسرے وقت کی انتظار کی۔ یہاں تک کہ اس لڑکی کے ماموں مرزا
 نظام الدین نے جو مرزا ابام الدین کا حقیقی بھائی ہے شدت غیض و غضب میں آکر اس مضمون کو آپ ہی

جو یہ ابام جو مشرعی طور پر مکتوب الیہ کی موت پر دلائل کو تھام کر ہر کو باطبع اسکی اشاعت سے کراہت تھی بلکہ
 ہمارا دل یہ بھی نہیں چاہتا تھا کہ اس مکتوب الیہ کو مطلع کریں مگر اس کے کمال اصرار سے جو اس نے زبانی اور کئی
 انکساری خطوں کے بیچنے سے ظاہر کیا۔ ہم نے سرسری سچی خبر خواہی اور نیک نیتی سے اُس پر یہ امر سرسری ظاہر کر دیا
 پھر اسنے اور اسکے عزیز مرزا نظام الدین نے اس الہام کے مضمون کی آپ شہرت دی۔ منہ

شائع کر دیا اور شائع بھی ایسا کیا کہ شاید ایک یا دو ہفتہ تک دس ہزار مرد و عورت تک پہلی درخواست نکاح اور ہمارے مضمون الہام سے بخوبی اطلاع یاب ہو گئے ہونگے اور پھر زبانی شائع پر اتفانہ کر کے اخباروں میں ہمارا خط چھپوایا اور بازاروں میں ان کے دکھلانے سے وہ خط جا بجا پڑھا گیا اور عورتوں اور بچوں تک اس خط کے مضمون کی منادنی کی گئی۔ اب جب مرزا نظام الدین کی کوشش سے وہ خط ہمارا نور افشاں میں بھی چھپ گیا۔ اور علیسا نیل نے اپنے مادہ کے موافق بیجا افترا کرنا شروع کیا تو ہم پر فرض ہو گیا کہ اپنے قلم سے اصلیت کو ظاہر کریں۔ بد خیال لوگوں کو واضح ہو کہ ہمارا صدق یا کذب جانچنے کے لئے ہماری پیشگوئی سے بڑھ کر اور کوئی محکم امتحان نہیں ہو سکتا اور نیز یہ پیشگوئی ایسی ہی نہیں کہ جو پہلے پہل اسی وقت میں ہم نے ظاہر کی ہے بلکہ مرزا امام الدین و نظام الدین اس جگہ کے تمام آریہ اور نیز لیکھرام پشاوری اور صد ہا دوسرے لوگ خوب جانتے ہیں کہ کئی سال ہوئے کہ ہم نے اسی کے متعلق مجھلا ایک پیشگوئی کی تھی یعنی یہ کہ ہماری برادری میں سے ایک شخص احمد بیگ نام فوت ہو نیوالا ہو۔ اب منصف آدمی سمجھ سکتا ہے کہ وہ اس پیشگوئی کا ایک شعبہ تھی یا یوں کہو کہ یہ تفصیل اور وہ اجمال تھی اور اس میں تاریخ اور مدت ظاہر کی اور اس میں تاریخ اور مدت کا کچھ ذکر نہ تھا اور اس میں شرائط کی تصریح کی گئی اور وہ ابھی اجمال حالت میں تھی۔ سمجھو ار آدمی کیلئے یہ کافی ہو کہ پہلی پیشگوئی اُس زمانہ کی ہے کہ جبکہ ہمنوز وہ لاکھ نابالغ تھی اور جبکہ یہ پیشگوئی بھی اسی شخص کی نسبت ہے جس کی نسبت اب سے پانچ برس پہلے کی گئی تھی یعنی اُس زمانہ میں جبکہ اُس کی یہ لڑکی آٹھ یا نو برس کی تھی تو اس پر نفسانی افترا گمان کرنا اگر حماقت نہیں تو اور کیا ہے؟ والسلام علی من اتبع الہدیٰ۔

(خاکسار غلام احمد از قادیان ضلع گورداسپورہ پنجاب)۔ ۱۰ جولائی ۱۸۸۷ء

کیا گیا ہے یعنی یہ کہ میں خدا تعالیٰ کی طرف سے آیا ہوں اور مکالمہ الہیہ سے مشرف ہوں اور مامور من اللہ ہوں اور میری صداقت کا نشان یہ پیشگوئی ہے۔ اب آپ اگر کچھ بھی اللہ جل شانہ کا خوف رکھتے ہیں تو سمجھ سکتے کہ ایسی پیشگوئی جو منجانب اللہ ہونے کیلئے بطور ثبوت کے پیش کی گئی ہے اُسی حالت میں سچی ہو سکتی تھی کہ جب درحقیقت یہ عاجز منجانب اللہ ہو کیونکہ خدا تعالیٰ ایک مُفتری کی پیشگوئی کو جو ایک جھوٹے دعوے کے لئے بطور شاہد صدق بیان کی گئی ہو گزیر سچی نہیں کر سکتا۔ وجہ یہ کہ اس میں خلق اللہ کا دھوکا لگتا ہے جیسا کہ اللہ جل شانہ خود مدعی صداقت کیلئے یہ علامت قرار دیکر فرماتا ہے: **وَأَن يَكُ صَادِقًا يُصِيبُكُمْ بَعْضُ الَّذِي يَعِدُكُمْ** اور فرماتا ہے **فَلَا يَظْهَرُ عَلٰی**

غَيْبِهِ أَحَدًا إِلَّا مَن رَّزَقْنٰهُ مِن دُونِ رَسُولِنَا کالفظ عام ہے جس میں رسول مامور نبی اور محدث داخل ہیں۔ پس اس پیشگوئی کے الہامی ہونے کیلئے ایک مسلمان کیلئے یہ دلیل کافی ہے جو منجانب اللہ ہونے کے دعویٰ کے ساتھ یہ پیشگوئی بیان کی اور خدا تعالیٰ نے اُس کو سچی کر کے دکھلادیا اور اگر آپ کے نزدیک یہ ممکن ہے کہ ایک شخص دراصل مُفتری ہو اور سر اسر دروغگوئی سے کہے کہ میں خلیفۃ اللہ اور مامور من اللہ اور مجددِ وقت اور مسیح موعود ہوں اور میرے صدق کا نشان یہ ہے کہ اگر فلاں شخص مجھے اپنی بیٹی نہیں دیگا اور کسی دوسرے سے نکاح کرے گا تو نکاح کے بعد تین برس تک بلکہ اس سے بہت قریب فوت ہو جائے گا اور پھر ایسا ہی واقعہ ہو جائے تو یہ اللہ تعالیٰ کی نظیر پیش کر دے ورنہ یاد رکھو کہ مرنے کے بعد اس انکار اور تکذیب اللہ تعالیٰ سے پوچھے جاوے گا۔ خدا تعالیٰ صاف فرماتا ہے کہ ان اللہ لا یبھدٰی من ھو ھو کذاب یہ سوچکر دیکھو کہ اس کے یہی معنی ہیں جو شخص اپنے دعویٰ میں کاذب ہو اس کی

وقت تک مرجائیگا۔ مگر میری اس پیشگوئی میں نہ ایک بلکہ چھ دعوے ہیں۔ اول نکاح کے وقت تک میرا زندہ رہنا۔ دوم نکاح کے وقت تک اس لڑکی کے باپ کا یقیناً زندہ رہنا۔ سوم پھر نکاح کے بعد اس لڑکی کے باپ کا جلدی سے مرنا جو تین برس تک نہیں پہنچے گا۔ چہاں ہم اس کے خاوند کا لڑھائی برس کے عرصہ تک مرجانا۔ جب تک اس وقت تک کہ میں اس سے نکاح کروں اس لڑکی کا زندہ رہنا۔ ششم پھر آخر یہ بیوہ ہونے کی تمام رسموں کو توڑ کر باوجود سخت مخالفت اس کے اقارب کے میرے نکاح میں آجانا۔ اب آپ ایمان لائیں کہ کیا یہ باتیں انسان کے اختیار میں ہیں اور ذرہ اپنے دل کو تمام کر سوچ لیں کہ کیا ایسی پیشگوئی سچے ہو جانے کی حالت میں انسان کا فعل ہو سکتی ہے۔ پھر اگر اس پیشگوئی پر چولڑی کے باپ کے متعلق ہے جو ۱۸۹۲ء کو پوری ہو گئی آپ کا دل نہیں ٹھہرتا تو آپ اشاعت السنہ میں ایک اشتہار حسب اپنے اقرار کے دیدیں کہ اگر یہ دوسری پیشگوئیاں بھی پوری ہو گئیں تو اپنے ظنونِ باطلہ سے توبہ کرونگا اور دعوے میں سچا سمجھ لوں گا اور ساتھ اس کے خدائے سے ڈر کر یہ بھی اقرار کر دیں کہ ایک تو ان میں سے پوری ہو گئی اور اگر اس پیشگوئی کے پورا ہو جانے کا آپ کے دل میں زیادہ اثر نہ ہو تو اس قدر تو ضرور چاہیے کہ جب تک اخیر ظاہر نہ ہو کہ لسان اختیار کریں جب ایک پیشگوئی پوری ہو گئی تو اس کی کچھ تو ہیبت آپ کے دل پر چاہیے۔ آپ تو میری ہلاکت کے منتظر اور میری رسوائی کے دنوں کے انتظار میں ہیں اور خدا تعالیٰ میرے دعویٰ کی سچائی پر نشانِ ظاہر کرتا ہے اگر آپ اب بھی نہ مانیں تو میرا آپ پر زور ہی کیا ہے لیکن یاد رکھیں کہ انسان اپنے اوائلِ ایام انکار میں باعث کسی اشتباہ کے معذور ٹھہر سکتا ہے لیکن نشان دیکھنے پر ہرگز معذور نہیں

ہو۔ پس ایسا ہی ہو گیا۔ اس تقریر میں اس وہم کا بھی جواب ہے کہ نزول کیلئے مسیح کو کیوں مخصوص کیا گیا کیوں نہ کہا گیا کہ موسیٰ نازل ہوگا، یا ابراہیم نازل ہوگا، یا داؤد نازل ہوگا۔ کیونکہ اسجگہ صاف طبع رکھ کر گھبراہٹ فتنوں کے لحاظ سے مسیح کا نازل ہونا ہی ضروری تھا کیونکہ مسیح کی ہی قوم بگڑی تھی اور مسیح کی قوم میں ہی دجالیت پھیلی تھی اسلئے مسیح کی روحانیت کو ہی جوش آنالاق تھا۔ یہ وہ دقیق معرقت ہے کہ جو کشف کے ذریعے سے اس عاجز پر کھلی ہوا یہ بھی کھلا کہ یوں مقدر ہو کہ ایک زمانہ کے گزرنے کے بعد کہ خیر اور صلح اور غلبہ توحید کا زمانہ ہوگا۔ پھر دنیا میں فساد اور شرک اور ظلم عود کرے گا اور بعض بعض لوگ کیوں کی طرح کھائیں گے اور دجالیت غلبہ کرے گی اور دوبارہ مسیح کی پرستش شروع ہو جائے گی اور مخلوق کو خدا بنانے کی جہالت بڑے زور سے پھیلے گی اور یہ سب فساد عیسائی مذہب سے اس آخری زمانہ کے آخری حصہ میں دنیا میں پھیلنے لگے۔ تب پھر مسیح کی روحانیت سخت جوش آئے گی کہ جلالی طور پر اپنا نزول چاہے گی۔ تب ایک قہری شبہ میں اسکا نزول ہوگا اس زمانہ کا خاتمہ ہو جائیگا تب آخر ہوگا اور دنیا کی صف لپیٹ دیجائیگی۔ اس سے معلوم ہوا کہ مسیح کی امت کی نالائق کر تو توں کی وجہ سے مسیح کی روحانیت کیلئے ہی مقدر تھا کہ تین مرتبہ دنیا میں نازل ہو۔

شیراقوس

اس جگہ یہ نکتہ بھی یاد رکھنے کے لائق ہے کہ ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی روحانیت بھی اسلام کے اندرونی مفاسد کے غلبہ کے وقت ہمیشہ ظہور فرماتی رہتی ہو اور حقیقت محمدیہ کا حلول ہمیشہ کسی امت میں ہو کر جلوہ گر ہوتا ہو اور جو احادیث میں آیا ہو کہ مہدی پید ہوگا اور اسکا نام میرا ہی نام ہوگا اور اس کا خلق میرا ہی خلق ہوگا۔ اگر یہ حدیثیں صحیح ہیں تو یہ اسی نزول روحانیت کی طرف اشارہ ہو سکتی ہیں وہ نزول کسی خاص فرد میں محدود نہیں۔ صد ہا ایسے لوگ گذرے ہیں جن میں حقیقت محمدیہ محقق تھی اور عند اللہ علی طور پر اسکا نام محمد یا احمد تھا۔ لیکن چونکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی امت مرحومہ ان فسادوں سے بے فائدہ نہ تھی اور محفوظ رہی ہے جو حضرت عیسیٰ کی امت کو پیش آئے اور آج تک ہزار مصلحان اور اقلیدوں کی امت میں نمودار ہیں کہ جو قہر دنیا کی طرف پشت دیکر بیٹھے ہوئے ہیں بخیر توحید کی اذان کی مساجد میں ایسی گونج پڑی ہے کہ آسمان تک محمدی توحید کی شعاں پہنچتی ہیں۔ پھر کون موقع تھا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی روحانیت کو ایسا جوش آتا جیسا کہ حضرت مسیح کی روح میں جیسا یوں کے دنا زار و عطلوں اور لغزنی کا پلا اور منتشر کائنات تعلیموں اور نبوت میں بیجا دخلوں اور خداے تعالیٰ کی ہمسری کرنے نے پیدا کر دیا۔ اس زمانہ میں یہ جوش حضرت موسیٰ کی روح کو بھی اپنی امت کے لئے نہیں آسکتا تھا کیونکہ وہ تو نابود ہو گئی۔

ختم الله على قلوبهم فهم لا ينظرون الى الحق ولا يقصدونه ولا
 يبجلون ويحتقرون الذي ارسله الله الى عباده ويقولون قد
 انبأنا الله انه كافر كذاب - ويصرون على قولهم وهم يكذبون - و
 يقولون ان البركات كلها منوطة بالبيعة - وما لهذا الرجل شرف
 بيعة شيخ من المشايخ - وما بيعتهم الا كصفقة المغبون - و ان
 قولهم الا كذب نحتة الصواغون - يا حسرة عليهم الا يعلمون -

ان المسيح ينزل من السماء بجميع علومه - ولا ياخذ شيئا من الارض
 ما لهم لا يشعرون - الا يعلمون ان الذين يرسلون من لدن ربهم
 لا يحتاجون الى بيعة احد - وهم من ربهم يتعلمون - وكل علم منه
 ياخذون - به يبصرون و به يسمعون و به ينطقون - ليسكن

ترجمه و منخواہم درختان پژمرده اسلام را آبیاری کنم و شما با من ستیزید -
 نمی بینید که اسلام غریب گردیده و بر سرش رسیده آنچه نه گوشتی شنیده و
 نه چشم دیده - و نه گوینده گوئید - در شگفت ام که از این حالت با زلزله شما را
 نمی گیرد و الے نمی رسد - و غیرت و اشتعل پنجه بر دامن شما نزنند - مرد خوانم
 شما را یا مخت می باشید - آگاه می باشید که تا ما عظیم شده و تاریکیها
 عام گردیده - و زمین آنچه در باطنش مدفون بود بروی انداخته و خود را پرداخته و
 بدعات بیضه ما گذاشته - و تعلیمات قرآن رخت از عالم برداشته - جان ما
 برستی گزاشیده و مائل بدنیا شده و در زیر چادر گمراهی سر در کشیده - و در
 سوراخ خوابشهاے بد فرو خوریده - و هر قوم را حق گذاشته و راه کج را

ومنح لي من النعم الظاهرة والباطنة وجعلني من المجدوبين. وكنت شاباً
 وقد شخت وما استفتحت باباً الا فتحت. وما سألت من نعمة الا اعطيت
 وما استكشفت من امر الا كشفت. وما ابتهلت في دعاء الا اجيبته.
 وكل ذلك من حبّي بالقرآن وحب سيدي وامي سيّد المرسلين. اللهم
 صل وسلم عليه بعدد نجوم السموات وذرات الارضين ومن اجل هذا المحب
 الذي كان في فطرتي كان الله معي من اول امري حين ولدت وحين كنت
 ضريعاً عند ظمري وحين كنت اقرئ في المتعلمين. وقد حجب اليّ منذ نوت
 العشرين ان انصر الدين. واجادل البراهمة والقسيسين. وقد الفت
 في هذه المناظرات مصنفات عديدة. ومؤلفات مفيدة منها كتابي
البراهين. كتاب نادر ما نسج على منواله في ايام خالية فليقرء من كان
 من امرتابين. قد سللت فيه صوارم الحجج القطعية على اقوال الملحدين.
 ورميت بشبهها الشياطين المبطلين. قد خفض هام كل معاند بهذا
 السيف المسلول. وتبينت فضيحتهم بين ارباب المنعول والمعقول. وبين
 المصنفين. فيه دقائق العلوم وشواردها والالهامات الطيبة الصحيحة و
 الكشوف الجلية ومواردها. ومن كل ما يحلّ درر معارف الدين المتين ولى
 كتب اخرى تشابهه في الكمال. منها المكمل والتوضيح والآزالة وفتح الاسلام
 وكتاب آخر سبق كلها الفتة في هذه الايام اسمه دافع الوسوس هو نافع جداً
 للذين يريدون ان يروا حسن الاسلام ويكفون انواه الميافين. تلك كتب
 ينظر اليها كل مسلم بعين المحبة والمودة وينتفع من معارفها ويقبلني ويصدق

دعوتى - الاذرية البغايا الذين ختم الله على قلوبهم فهم لا يقبلون - ولما
 بلغت اشد عمري وبلغت اربعين سنة جاء تنى نسيم الوحى برىا غنايات
 ربى ليزيد معرفتى و يقينى ويرتفع حجبى واكون من المستيقنين فاوّل ما
 فتح عليّ بابه هو الرؤيا الصالحة فكنت لا ارى رؤيا الا جاءت مثل فلق
 الصبح و انى رايت فى تلك الايام رؤيا صالحة صادقة قريباً من الفين او
 اكثر من ذلك - منها محفوظة فى حافظتى وكثير منها نسيتها - ولعل
 الله يكررها فى وقت اخر ونحن من الآملين - ورايت فى غلواء شبائى
 وعند دواعى التصاّبى كافى دخلت فى مكان وفيه حفدى وخدعى فقلت
 طهروا قراشى فان وقتى قد جاء ثم استيقظت وخشيت على نفسى
 وذهب وهلى الى اننى من المائتين - ورايت ذات ليلة وانا غلام
 حديث السن كافى فى بيت لطيف نظيف يذكر فيها رسول الله صلى الله
 عليه وسلم فقلت آيتها الناس اين رسول الله صلى الله عليه وسلم فاشارة
 الى حجر فدخلت مع الداخلين - فبشّ بى حين واقبته - وحيانى باحسن
 ما حييته وما انسى حسنه وجماله وملاحته وتحننه الى يومى هذا - شغفت
 حباً ووجدت بوجه حسين قال ما هذا بيمينك يا احمد فنظرت فاذا
 كتاب بيدى اليمنى وخطر بقلبى انه من مصنفاتى قلت يا رسول الله
 كتاب من مصنفاتى قال ما اسم كتابك فنظرت الى الكتاب مرة اخرى
 وانا كالمتحيرين - فوجدته يشابه كتاباً كان فى دار كبرى واسمه
 قطبى قلت يا رسول الله اسمه قطبى قال ارنى كتابك القطبى فلما

ومودة الاقارب وحقوق الوصلة وتجدي ناصر نوابك وحامل اثقالك
فلا تضيق وقتك في الالباء ولا تستنكر حبك ولا تكون من المحاربين.

وها انا كتبت مكتوبى هذا من امر ربي لا اعلن امرى فاحفظ مكتوبى هذا

في صندوقك فانه من صدوق امين والله يعلم اننى فيه صادق و

كل ما وعدت فهو من الله تعالى وما قلت اذ قلت ولكن انطقى الله تعالى

بالهامه - وكانت هذه وصية من ربي فقضيتها كما كان لى حاجة اليك و

الى بنتك وما ضيق الله علي والنساء سواها كثيرة والله يتولى الصالحين.

فلا تلظر الى مكتوبى بعين الارتياح - فانه كعبته با محاض النصح والزام

الصدق والصواب - ودع الجدال وانتظر الاجال - فان مضى الاجل وما

حصص الصدق فاجعل حبلا في جيدي وسلاسل في ارجلى وعذبى

بعذاب لم يعذب به احد من العالمين - كنتم قد طلبتم آية من ربي

فهذه آية لكم انه ياخذ المنكرين من مكان قريب ويختار ما كان اقرب

التعذيبات في حقهم وادنى من افهامهم واشد اثرأ فى اعراضهم - و

اجسامهم ليرى المحتالين ضعفهم ويكسر كبر الضاممين - هذا ما كتبت الى

احمد بيك في سنة ٣٠٣٠ فاعرض والى وسكت وبكت وعان ووصلتى وصلتى

وضاق ذرعا من نيمقتى وكان من المعادين - ومعه عادنى ثومه وعشيرة

الذين كانوا اقربين - وكانوا يعاقبون ان يزوجوا بناتهم اقارب مثل او

يزوجوا امرء تحت امرأة اخرى وكانت بنته هذه المخطوبة جارية

حديثه السن عذراء وكنت حينئذ حاوزت الخمسين - وكان جذوة

والبراهين - طوبى لمن حصاها وعرفها وقرءها بامعان النظر فلا يجد
 مثلها من معين - ومن اراد حل غوامض التنزيل - واستعلام اسرار
 كتاب الرب الجليل - فعليه بالاشتغال بهذه الكتب وبالعكوف عليها
 فانها كافلة بما يبغيه الطالب الذهين - يصبى القلوب اريج ريحانها
 والثمرات مستكثرة في اغصانها - ولا شك انها جنة قطونها دانية
 لا يسمع فيها لاذية - نزل للطيبين - منها فصل الخطاب لقضايا
 اهل الكتاب - ومنها تصديق البراهين - تناسق فيها جزيل المعاني
 مع متانة الالفاظ ولطافة المعاني حتى صارت اسوة حسنة للمولفين.
 ويتمنى المتكلمون ان ينسجوا على منوالها وترنمت بالثناء عليها السنة
 النخريين - جواهرها تفوق جواهر النخور - ودررها فاقت درر البهور
 وانها احسن دليل على كماله - واقطع برهان على ربا نحاته - وستعلمون
 نباها بعد حين

قد شمر المؤلف الفاضل فيها لتفسير نكات القرآن عن ساق الجدة
 والعناية - واعتنى في تحقيقه باتفاق الرواية والدراية فواها لهما
 العالية - وافكاره الوقادة الموضية - فهو فخر المسلمين - وله ملكة عجيبة في
 استخراج دقائق القرآن - وبسط كنوز حقائق الفرقان - ولا شك انه يتوعد
 من انوار مشكاة النبوة - وياخذ نوراً من نور النبي (صلى الله عليه وسلم)
 بمناسبة شان الفتوة - وظهر الطين - وامرء عجيب - وفتى غريب -
 تتفجر انهار انوار الاسرار لمحة من لمحاته - وتندفق مناهل الافكار

حضرت موسیٰ کی نسبت یہ کہے کہ نعوذ باللہ وہ مال حرام کھانیو الا تھا۔ یا حضرت مسیح کی نسبت یہ زبان پر لاؤ کہ وہ طواف کے گندہ مال کو اپنے کام میں لایا۔ یا حضرت ابراہیم کی نسبت یہ تحریر شائع کرے کہ مجھے جس قدر ان پر بے گمانی ہو اسکی وجہ انہی دروغوں ہی ہو تو ایسے غیث کی نسبت اور کیا کہہ سکتے ہیں کہ انکی فطرت ان ہاں لوگوں کی فطرت سے مغائر پڑی ہوئی ہو اور شیطان کی فطرت کے موافق اس طیبہ کا مادہ اور خمیر ہے سو حضرت بشاوی صاحب یا دور کھیں کہ جس قدر آپ اس عاجز کی نسبت بباغت اپنی نادانی کے دروغوں کے الزام لگاتے ہیں وہ اسی قسم کے اعتراض ہیں جو پہلے اسکی نابکار لوگوں نے انبیاء علیہم السلام پر کئے ہیں مگر آپ پر تلخ اور خور اور خود پسندی کا اعتراض ہو جو اسی معلم الملکوت کا خاصہ ہے جو آپکا قرین دائمی جو۔ اگر کوئی کذب حقیقت میں ہم سے ظہر میں آیا ہو تو ہم اسکی سزا پائیں گے۔ اور اگر خلیل اللہ کے کلمات کی طرح ہمارا کوئی کلمہ کسی نادان کی نظر میں بصورت دروغ معلوم ہو تو یہ اسکی نادانی ہوگی جو ایک دن ضرور اسکو رسوا کر دیگی۔ خدا تعالیٰ ایسے لوگوں سے پناہ میں رکھے جو ابلیس کی چادر پہن کر اپنی نفسانی پندار سے سمجھو من دیگرے نیست کہتے پھریں اور اپنی کور باطنی سے دوسروں کی نکتہ چینی کریں۔ میں سچ کہتا ہوں کہ قیامت کے دن شرک کے بعد تکبر جیسی اور کوئی بلا نہیں۔ ایک ایسی بلا ہو جو دونوں جہان میں انسان کو رسوا کرتی ہو۔ خدا تعالیٰ کا رحم ہر ایک موجد کا تدارک کرتا ہو مگر تکبر کا نہیں۔ شیطان بھی موجد ہونے کا دم مارتا تھا مگر چونکہ اسکے سر میں تکبر تھا اور آدم کو جو خدا تعالیٰ کی نظر میں پیارا تھا جب اسنے توہین کی نظر سے دیکھا اور اسکی نکتہ چینی کی اسلئے وہ مارا گیا اور طوق لعنت اسکی گردن میں ڈالا گیا۔ سو پہلا گناہ جس ایک شخص ہمیشہ کیلئے ہلاک ہوا تکبر ہی تھا۔ اب میں اللہ جل شانہ کی قسم کھا کر کہتا ہوں جس کے ہاتھ میں میری جہان ہے جو بدکار مغتری کو بے سزا نہیں چھوڑے گا کہ خدا تعالیٰ نے جسے مجھے مسیح ابن مریم قرار دیا ایسا ہی آدم بھی قرار دیا اور فرمایا کہ ارددت ان استخلف فخلق آدم۔ یعنی میں نے ارادہ کیا کہ دنیا میں اپنا خلیفہ مقرر کروں سو میں نے آدم کو پیدا کیا یعنی اس عاجز کو۔ سو جبکہ میں آدم ٹھہرا تو میرے لئے ایک نکتہ چینی بھی چاہیئے تھا جو اول لوگوں کی نظر میں ملکوت میں داخل ہو اور پھر انی یوم الدین کا جامہ پہنے۔ سو اب معلوم ہوا کہ وہ آپ ہی ہیں۔ اور پھر میں قسم کھا کر کہتا ہوں کہ یہ فقرہ جو میں اوپر لکھ آیا ہوں یہ اللہ جل شانہ کا کلام ہو۔ اور اگر یہ اللہ جل شانہ کا کلام نہیں تو میں دُعا کرتا ہوں کہ خدا تعالیٰ ایک رات بھی مجھ کو مہلت نہ دے اور میرے پر وہ سزا نازل کرے جو کسی پر نہ کی ہو۔ اے میرے خدا۔ اے میرے ہادی۔ رہنما۔ اگر یہ تیرا کلام نہیں۔ اگر تو نے ہی مجھے خلیفہ مقرر نہیں کیا۔ اگر تو نے ہی میرا نام خلیفہ نہیں رکھا اور تو نے ہی میرا نام آدم نہیں رکھا تو مجھے

کے ساتھ شامل کیا گیا تھا۔ اندر من مراد آبادی اور لیکھرام پشاور کی کو اس بات کی دعوت کی تھی کہ اگر وہ خواہشمند ہوں تو انکی قضا و قدر کی نسبت بعض پیشگوئیاں شائع کی جائیں سو اس اشتہار کے بعد اندر من نے تو اعراض کیا اور کچھ عرصہ کے بعد فوت ہو گیا۔ لیکن لیکھرام نے بڑی دلیری سے ایک کاہڈ اس عاجز کی طرف روانہ کیا کہ میری نسبت جو پیشگوئی چاہو شائع کر دو۔ میری طرف سے اجازت ہے۔ سو اس کی نسبت جب توجہ کی گئی تو اللہ جل شانہ کی طرف سے یہ الہام ہوا:-

عجل جسدہ خوار۔ لہ نصب و عذاب۔

یعنی یہ صرف ایک بے جان گوسالہ ہو چکے اندر سے ایک مکروہ آواز نکل رہی ہے اور اُس کے لئے ان گستاخیوں اور بدزبانیوں کے عوض میں سزا اور رنج اور عذاب مقدر ہے جو ضرور اُس کو مل رہے گا۔ اور اس کے بعد آج جو ۲۰ فروری ۱۸۹۳ء روز دو شنبہ ہے اس عذاب کا وقت معلوم کرنے کے لئے

توجہ کی گئی تو خداوند کریم نے مجھ پر ظاہر کیا کہ آج کی تاریخ سے جو بیس فردری ۱۸۹۳ء ہے۔ چھ برس کے عرصہ تک یہ شخص اپنی بدزبانیوں کی سزا میں یعنی اُن بے ادبیوں کی سزا میں جو اس شخص نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے حق میں کی ہیں عذاب شدید میں مبتلا ہو جائے گا۔ سو اب میں اُس پیشگوئی کو شائع کر کے تمام مسلمانوں اور آریوں اور عیسائیوں اور دیگر فرقوں پر ظاہر کرتا ہوں کہ اگر اس شخص پر چھ برس کے عرصہ

میں آج کی تاریخ سے کوئی ایسا عذاب نازل نہ ہوا جو معمولی تکلیفوں سے نرالا اور خارق عادت
 اور اپنے اندر الہی ہیبت رکھتا ہو تو سمجھو کہ میں خدا تعالیٰ کی طرف سے نہیں اور نہ
 اس کی روح سے میرا یہ نطق ہے۔ اور اگر میں اس پیش گوئی میں کاذب نکلا تو ہر ایک
 سزا کے ٹھکٹے کیلئے میں طیار ہوں اور اس بات پر راضی ہوں کہ مجھے گلے میں رسہ
 ڈال کر کسی سوئی پر کھینچی جائے اور باوجود میرے اس اقرار کے یہ بات بھی ظاہر
 ہے کہ کسی انسان کا اپنی پیش گوئی میں جھوٹا نکلنا خود تمام رسوا یوں سے
 بڑھ کر رسوائی ہے۔ زیادہ اس سے کیا لکھوں۔ واضح رہے کہ اس شخص نے
 رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی سخت بے ادبیاں کی ہیں جن کے تصور سے
 بھی بدن کا نپتا ہے۔ اس کی کتابیں عجیب طور کی تحقیر اور توہین اور دشنام دہی
 سے بھری ہوئی ہیں کون مسلمان ہے جو ان کتابوں کو سنے اور اس کا بدل اور جگر
 کو مٹے دیکھے نہ ہو۔ بالینہم شوخی و خیرگی یہ شخص سخت جابلو۔ عربی سے ذرہ
 مست نہیں بدقتیق روکھنے کا بھی مادہ نہیں اور یہ پیش گوئی اتفاق نہیں بلکہ
 اس عاجز نے خاص اسی مطلب کیلئے دعا کی جس کا یہ جواب ملا۔ اور یہ پیش گوئی
 مسلمانوں کیلئے بھی نشان ہو۔ کاش وہ حقیقت کو سمجھتے اور انکے دل نرم ہوتے۔
 اب میں اسی خدا عز و جل کے نام پر ختم کرتا ہوں جس کے نام سے شروع کیا تھا۔
 والحمد لله والصلاة والسلام على رسول الله محمد ومصطفیٰ
 افضل الرسل وخير الورى سيدنا وسيد كل ما في الارض والسماء.

خاکسار مرزا غلام احمد از قادیان ضلع گورداسپورہ

(۲۰ فروری ۱۸۹۳ء)

بزرگ اب آریوں کو چاہیے کہ سب مل کر عاکریں کہ یہ عذاب ان کے اس وکیل سے ٹل جائے۔ منہ

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ
 اللَّهُمَّ صَلِّ عَلَى مُحَمَّدٍ وَآلِ مُحَمَّدٍ أَفْضَلُ الرُّسُلِ وَحَاشَ النَّبِيِّينَ

استہار

کتاب براہی احمدیہ جس کو خدا نے تعالیٰ کی طرف سے نزول فرمایا ہے، وہ ہمارے ہر ایک کے لیے ایک نیا عالم ہے جس کے ساتھ دس ہزار روپے کا استہارہ جس کا خلاصہ مطلب یہ ہے کہ دنیا میں پنجاب کے اور پنجاب مذہب کے ذریعہ سے انسان خدا تعالیٰ کو بہک سیکے اور نقص سے بڑی کھجور کھائے اور دوسرے کو بھگتوں پر دلی یقین سے ایمان لائے۔ وہ فقط اسلام ہے جس میں تنہا کی کتاب کی طرح جگہ جگہ یہی ہے اور صداقت کی روشنی کی طرح ظاہر ہو رہی ہے اور دوسرے کے نام پر ایسے بڑے بڑے اہل علم و فضل کے نقلی تصدیقات سے ان کے اصول صحیح اور درست ثابت ہوتے ہیں۔ وہ ان پر چلنے سے ایک درود روحانی برکت و دولت الہی کی سبکی ہے بلکہ ان کی پابندی سے انسان نہایت دروید کا کہ باطن اور بیرونی ہوتا ہے جس کی شقاوت پر اس جہان میں فتنائیاں پیدا ہوتی ہیں۔

اس کتاب میں دین اسلام کی تنہا کی کو دروید پر ثابت کیا گیا ہے (۱) اول تین سو مضبوط اور قوی دلائل قلیہ سے جس کی شان و منزلت سے ظاہر ہے کہ اگر کوئی مخالف اسلام ان دلائل کو رد کرے تو اس کو سب بڑا دینے کا مشابہہ یا بولنے لگانے کا چاہیے اور ان کی تائید سے نہایت بڑی عزت میں رہتی ہے (۲) دوم ان آسمانی نشانوں سے کہ جنت دین کی ہر کتاب میں ثابت ہونے کے لیے نہیں ضروری ہے۔ اسی اور دوم میں نزول سے اس نوحے سے کہ دین اسلام کی کتاب کی شان و منزلت میں تم کے شان ثابت کیے رکھے ہیں۔ اول وہ نشان کہ جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں خلیفین نے خود حضرت ممدوح کے ہاتھ سے اور آنحضرت کی دعا اور تہجد اور برکت سے ظاہر ہوتے دیکھے جن کو نزول یعنی ناسکاتہ یا عجیب طور پر ایک اعلیٰ درجہ کے نبوت سے مخصوص تھا۔ دوسرے وہ نشان کہ جو خود قرآن شریف کی ذات برکات میں دیکھی اور باری اور باری کے لیے شریعت پر پانی جاتی ہیں کہ وہ قہر سے بیان شافی اور کافی سے بہک دیا اور خاص نکھل دیا ہے اور کسی نوع کا خدا کسی کے لیے اتنی نہیں رکھا۔ سو ہم وہ نشان کہ جو کتاب اللہ کی پیروی اور متابعت سے حاصل ہوتے ہیں کہ کسی شخص کو باطن اور ظاہر وراثت سے ہیں جن کے اثبات میں اس بندہ کو گناہ دینے بفضل خداوند حضرت قادر مبین یہ عین نبوت رکھنا ہے کہ بہت سے پیغمبر الہامات اور خوارق اور کرامات اور اسرار عجیبہ اور اسرار بدیہ اور کثرت عبادت اور عبادتیں قبول کر جو خود اس خداوندین سے صادر ہوتے ہیں اور جن کی صداقت بہت سے خلیفین مذہب (آریوں وغیرہ) و شہادت و روایت گواہ ہیں کتاب موصوفین درج کے ہیں اور مصنف کو اس بات کا بھی علم دیا گیا ہے کہ وہ محمد (وقت سے اور روحانی طور پر اس کے کلمات مسیحیوں کے کلمات سے شاید نہیں اور ایک کو دوسرے سے نسبت مناسبت اور مشابہت ہے اور اس کو خاص کیا و بدل کے متون پر بعض بہرکت ثابت حضرت خیر افضل الرسل صلی اللہ علیہ وسلم ان میں ہوں برکات راویں سے نصیحت دی گئی ہے کہ جو اس سے پہلے گئے چکے ہیں اور اس کے قدم چھپا ہو جب نجات و سعادت و برکت اور اس کے برخلاف جہنم کا موجب ہے۔ وہ زمانے سے سب نبوت کتاب ہر ایمان احمدیہ کے پڑھنے سے کہ جو محمد تین سو عرصہ کے تمام ہر درجہ کے چھپ چکے ہیں ظاہر ہوتے ہیں اور خاص میں سے کہ خود حضرت پوری تفسیر و تفسیر کے لیے کو بہر وقت مستعد اور حاضر ہے۔ وذلک فضل اللہ یؤتیہ من یشاء ولا خیر والاسلام علی من اتبع الهدی۔ اور اگر اس استہارہ کے بعد بھی کوئی شخص تنہا جان کر اپنی عقداؤں کی نجات اور دلی صدق سے حاضر ہو تو ہماری طرف سے اس پر تمام نجات ہے جس کا خدا تعالیٰ کے رب اور اس کو جواب دینا پڑے گا۔ آلا خراس استہارہ کو اس دعا پر ختم کیا جاتا ہے کہ اے خداوند کریم تمام قوموں کے مستعدوں کو برکات بخش کر، تیرے رسول مقبول افضل الرسل محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم اور تیرے کامل و مقدر کام قرآن شریف پر ایمان لائیں اور اس کے نکھوں پر چلیں، ان تمام برکتوں اور سعادتوں اور جنتی حیرتوں میں شریعت ہر عباد کے جو چاہتے مسلمان کو خود کوئی جہانوں میں اپنی ہی اور اس بناوٹی نجات و جنت سے بہرہ ور ہوں کہ جو صرف عقلی ہی حاصل ہو سکتی ہے بلکہ سچے استہارہ کی دیکھیں اس کو کہتے ہیں یا شخص قوم انگریز جنہوں نے انہیں ایک اس کتاب صداقت کے لیے ہر دینی حاصل نہیں کی اور ان کی شان سے اور مذہب اور باجمہر گورنمنٹ سے ہم کو اپنے احسانات اور دستانہ معاملات سے ممنون کر کے اس بات کے لیے دل پر شریعت نبوت کے ہر ان کے زمانہ دین کے لیے دلی عرض سے بہرہ وری و سلامتی مآبیں (۱) اس کے گم سے و سپید نہیں حرج دین میں کو خیریت ہے۔ نبوت میں بھی قرآنی مضامین و فلسفہ اللہ تعالیٰ خیر ہم فی الذیاد الاخرة اللہ اعلم وایدیہم مدوح ہنات و اجعل لہم خطا کثیرا فی دنیا و آخرت و اجعل لہم جہنم و قوتات نینہ منہ۔ بکتابناک دوسو ک۔ یدخلوا فی دین اللہ افواجا۔ آمین ثناء آمین و الحمد للہ رب العالمین

تقر

المش

خاکر مرزا غلام احمد از قادیان ضلع گورداسپور ملک پنجاب

(میں ہزار شہنا چھاپے گئے)

روحانی خزائن

تصنیفات

حضرت میرزا غلام احمد قادیانی
مسیح موعود و مہدی موعود علیہ السلام

جلد ۶

برکاتُ الدعاء - حُجَّةُ الاسلام - سچائی کا اظہار
جنگِ مقدس - شہادۃ القرآن

جنگِ مقدس

یعنے

تحقیقِ حق کی واسطے اہل اسلام اور عیسائیوں امرتسر میں بمقام امرت سر

مباحثہ

۲۲ مئی ۱۸۹۳ء سے شروع ہو کر ۵ جون ۱۸۹۳ء کو

ختم ہوا

اہل اسلام کی طرف سے حضرت مرزا غلام احمد صاحب قادیانی بحث کیلئے
قادیان سے امرتسر تشریف لائے اور عیسائی صاحبان کی طرف سے ڈپٹی عبد اللہ اکظم
صاحب پینشنر انتخاب ہو کر جلسہ مباحثہ میں پیش ہوئے۔ رات کو مصدقہ تحریریں
چھاپکر مشتمل کرنے کی جلسہ بحث میں ہر دو جانب سے اجازت دی گئی۔

جو
حرف بحرف مطابق روزانہ مصدقہ بحث، ہر دو جانب چھپکر شائع ہوا کی اور وہ سب
کاپیاں فروخت ہو گئیں۔ اب بار دوم اسی حیثیت سے شائع کیئے چھاپی گئیں۔

راف

شیخ نور احمد مالک مہتمم ریاض ہند پریس امرتسر (پنجاب)

مطبوعہ ریاض ہند پریس امرتسر

سوال الوہیت مسیح پر

۲۲ مئی ۱۸۹۳ء

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

الحمد لله رب العالمين والسلام على رسوله محمد وآله وأصحابه أجمعين
امّا بعد واضح ہو کہ بموجب شرط افراد اودہ پرچہ علیحدہ مورخہ ۲۲ اپریل ۱۸۹۳ء پہلا سوال
ہماری طرف سے تجویز ہوا تھا کہ ہم الوہیت حضرت مسیح علیہ السلام کے بارہ میں مسٹر عبد اللہ آتھم
صاحب سے سوال کریں گے۔ چنانچہ مطابق اسی شرط کے ذیل میں لکھا جاتا ہے۔

واضح ہو کہ اس بحث میں یہ نہایت ضروری ہو گا کہ جو ہماری طرف سے کوئی سوال ہو۔ یا
ڈپٹی عبد اللہ آتھم کی طرف سے کوئی جواب ہو وہ اپنی طرف سے نہ ہو بلکہ اپنی اپنی الہامی کتاب کے
حوالہ سے ہو جس کو فریق ثانی حجت سمجھتا ہو۔ اور ایسا ہی ہر ایک دلیل اور ہر ایک دعویٰ جو
پیش کیا جاوے وہ بھی اسی التزام سے ہو۔ غرض کوئی فریق اپنی اس کتاب کے بیان سے
باہر نہ جائے جس کا بیان بطور حجت ہو سکتا ہے۔

بعد اسکے واضح ہو کہ حضرت مسیح علیہ السلام کی الوہیت کے بارہ میں قرآن کریم میں
بغرض رد کرنے خیالات اُن صاحبوں کے جو حضرت موصوف کی نسبت خدا یا ابن اللہ
کا اعتقاد رکھتے ہیں یہ آیات موجود ہیں۔

مَا الْمَسِيحُ ابْنُ مَرْيَمَ إِلَّا رَسُولٌ قَدْ خَلَتْ مِنْ قَبْلِهِ الرُّسُلُ وَأَمَّا صَدِيقَةُ كَانَا
يَا كُفْرًا لِّلْطَّعَامِ ط انْظُرْ كَيْفَ نَبِّئِينَ لَهُمُ الْوَاكِتِ ثُمَّ انْظُرْ اَتَى يَوْفُكُونَ۔ (سپارہ ۶۷ رکوع ۱۳)

یعنی مسیح بن مریم میں اس سے زیادہ کوئی بات نہیں کہ وہ صرف ایک رسول ہو اور اس سے پہلے بھی
رسول ہی آئے ہوں۔ اور یہ کہہ کہ اس سے پہلے بھی رسول ہی آتے رہے ہیں۔ یہ قیاس استقرائی
کے طور پر ایک استدلال لطیف ہو کہ وہ کئی قیاسات کے جمیع اقسام میں سے استقرا کا مرتبہ وہ اعلیٰ شان کا

تباہ نہیں ہوگا۔ یہ ایک بڑے درخت کی طرح ہو جائیگا اور پھیل جائیگا اور اس میں بادشاہ ہو گئے اور جیسا کہ کوزرے اخراج شططہ ۲۱ میں اشارہ ہے اور پھر فصاحت بلاغت کے بارہ میں فرمایا۔

بلسان عربی مبین ۱۹ اور پھر اس کی نظیر مانگی اور کہا کہ اگر تم کچھ کر سکتے ہو اس کی نظیر دو۔ پس عربی مبین کے لفظ سے فصاحت بلاغت کے سوا اور کیا معنی ہو سکتے ہیں؟ خاص کر جب ایک شخص کہے کہ میں یہ تقریر ایسی زبان میں کرتا ہوں کہ تم اس کی نظیر پیش کرو۔ تو بجز اس کے کیا سمجھا جائیگا کہ وہ کمال بلاغت کا داعی ہے اور مبین کا لفظ بھی اسی کو چاہتا ہے۔ بالآخر چونکہ ڈپٹی عبداللہ آتھم صاحب قرآن شریف کے معجزات سے عدا منکر ہیں اور اس کی پیشین گوئی سے بھی انکاری ہیں اور مجھ سے بھی اسی مجلس میں تین بیمار پیش کر کے ٹھٹھا کیا گیا کہ اگر دین اسلام سچا ہے اور تم فی الحقیقت ملہم ہو تو ان تینوں کو اچھا کر کے دکھاؤ حالانکہ میرا یہ دعویٰ نہ تھا کہ میں قادر مطلق ہوں نہ قرآن شریف کے مطابق مواخذہ تھا۔ بلکہ یہ تو عیسائی صاحبوں کے ایمان کی نشانی ٹھہرائی گئی تھی کہ اگر وہ سچے ایماندار ہوں تو وہ ضرور لسن گڑوں اور اندھوں اور بہروں کو اچھا کریں گے۔ مگر تاہم میں اس کے لئے دعا کرتا رہا اور

آج رات جو مجھ پر کھلا وہ یہ ہے کہ جب کہ میں نے بہت

آضرع اور ابتہال سے جناب الہی میں دعا کی کہ تو اس

امر میں فیصلہ کر اور ہم عاجز بندے میں تیرے فیصلہ کے

سوا کچھ نہیں کر سکتے تو اُس نے مجھ پر یہ نشان بشارت کے

طور پر دیا ہے کہ اس بحث میں دونوں فریقوں میں سے

جو فریق عمداً جھوٹ کو اختیار کر رہا ہے اور سچے
 خدا کو چھوڑ رہا ہے اور عاجز انسان کو خدا بنا رہا ہے۔
 وہ انہی دنوں مباحثہ کے لحاظ سے یعنی فی دن ایک مہینہ
 لیکر یعنی ۱۵ ماہ تک ہاویہ میں گرایا جاوے گا اور اسکو سخت
 ذلت پہنچائی بشرطیکہ حق کی طرف رجوع نہ کرے اور جو شخص
 سچ پر ہو اور سچے خدا کو ماننا ہو اسکی اس سو عزت ظاہر
 ہوگی اور اسوقت جب یہ پیشینگوئی ظہور میں آوے گی بعض
 اندھے سو جا کھ کئے جائیں گے اور بعض لنگڑے چلنے
 لگیں گے اور بعض بہرے سُننے لگیں گے ۴

اسی طرح جس طرح اللہ تعالیٰ نے ارادہ فرمایا ہے سو الحمد للہ والمنہ کہ اگر یہ پیشینگوئی اللہ تعالیٰ
 کی طرف سے ظہور نہ فرماتی تو ہمارے یہ پندرہ دن ضائع گئے تھے۔ انسان ظالم کی عادت ہوتی ہے
 کہ باوجود دیکھنے کے نہیں دیکھتا اور باوجود سننے کے نہیں سنتا اور باوجود سمجھنے کے نہیں سمجھتا۔ اور
 جرات کرتا ہو اور شوخی کرتا ہے اور نہیں جانتا کہ خدا ہے لیکن اب میں جانتا ہوں کہ فیصلہ کا
 وقت آگیا۔ میں حیران تھا کہ اس بحث میں کیوں مجھے آنے کا اتفاق پڑا۔ معمولی بحثیں تو اور
 لوگ بھی کرتے ہیں۔ اب یہ حقیقت کھلی کہ اس نشان کیلئے تھا۔ میں اسوقت یہ اقرار کرتا ہوں

کہ اگر یہ پیشینگوئی جھوٹی نہ تھی یعنی وہ فریق جو خدا تعالیٰ کے نزدیک جھوٹ پر ہے وہ پندرہ ماہ کے عرصہ میں آج کی تاریخ سے بسزائے موت پاویہ میں نہ پڑے تو میں ہر ایک سزا کے اٹھانے کے لئے تیار ہوں مجھ کو ذلیل کیا جاوے۔ رُو سیاہ کیا جاوے۔ میرے گلے میں رستہ ڈال دیا جاوے مجھ کو پھانسی دیا جاوے۔ ہر ایک بات کیلئے تیار ہوں اور میں اللہ جل شانہ کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ وہ ضرور ایسا ہی کرے گا۔ ضرور کرے گا۔ ضرور کرے گا۔ زمین آسمان ٹل جائیں پر اس کی باتیں نہ ٹلیں گی +

اب ڈپٹی صاحب سے پوچھتا ہوں کہ اگر یہ نشانی پورا ہو گیا تو کیا یہ رب آپ کے منشا کے موافق کامل پیشینگوئی اور خدا کی پیشینگوئی ٹھہریگی یا نہیں ٹھہریگی اور رسول اللہ صلعم کے سچے نبی ہونے کے بارہ میں جنکو اندرون بائبل میں دجال کے لفظ سے آپ نامزد کرتے ہیں محکم دلیل ہو جائیگی یا نہیں ہو جائے گی۔ اب اس سے زیادہ میں کیا لکھا سکتا ہوں جبکہ اللہ تعالیٰ نے آپ ہی فیصلہ کر دیا ہو۔ اب ناحق ہنسنے کی جگہ نہیں اگر میں جھوٹا ہوں تو میرے لئے سولی تیار رکھو۔ اور تمام شیطانوں اور بدکاروں اور لعنتیوں سے زیادہ مجھے لعنتی قرار دو۔ لیکن اگر میں سچا ہوں۔ تو انسان کو خدا مت بناؤ۔ تورات کو پڑھو کہ اس کی اول اور کھلی تعلیم کیا ہے اور تمام نبی کیا تعلیم دیتے آئے اور تمام دنیا کس طرف جھک گئی۔ اب میں آپ سے رخصت ہوتا ہوں اس سے زیادہ نہ کہوں گا۔ والسلام علی من اتبع الهدی +

دستخط بحروف انگریزی	{	دستخط بحروف انگریزی
ہنری مارٹن کلارک پریزیڈنٹ از جانب عیسائی صاحبان		غلام قادر فصیح پریزیڈنٹ از جانب اہل اسلام

تمام شد

(نائل بیچ طبع بارشانی)

الحمد لله والمنت کہ رسالہ طیبہ مبارکہ

المسامۃ بہ

شہادۃ القرآن

نزول المسیح الموعود فی آخر الزمان

مطبع پنجاب پریس سیالکوٹ میں

باہتمام

ملشی غلام قادر صاحب

فصیح کے چھپا

بکلی غافل تھے بلکہ حق بات جو ایک بدیہی امر کی طرح ہو یہی ہو کہ ائمہ حدیث کا اگر لوگوں پر کچھ احسان ہے تو صوف اس قدر کہ وہ امور جو ابتداء سے تعامل کے سلسلہ میں ایک نیا انکو ماننی تھی انکی اسناد کے بارے میں ان لوگوں نے تحقیق اور تفتیش کی اور یہ دکھلا دیا کہ اُس زمانہ کی موجود حالت میں جو کچھ اہل اسلام تسلیم کر رہے ہیں یا عمل میں لائے ہیں یہ ایسے امور نہیں جو بطور بدعات اسلام میں اب مخلوط ہو گئے ہیں بلکہ یہ وہی گفتار و کردار ہے جو آنحضرت صلعم نے صحابہ رضی اللہ عنہم کو تعلیم فرمائی تھی۔

افسوس کہ اس صحیح اور واقعی امر کے سمجھنے میں غلط فہمی کر کے کوتاہ اندیش لوگوں نے کس قدر بڑی غلطی کھائی جسکی وجہ سے آج تک وہ حدیثوں کو سخت نفرت کی نگاہ سے دیکھ رہے ہیں اگرچہ یہ تو سچ ہے کہ حدیثوں کا وہ حصہ جو تعامل قوی و فعلی کے سلسلہ سے باہر ہے اور قرآن و تصدیق یافتہ نہیں یقیناً کامل کے مرتبہ پر مسلم نہیں ہو سکتا لیکن وہ دوسرا حصہ جو تعامل کے سلسلہ میں آگیا اور کڑوا مخلوقات ابتداء سے اُس پر اپنے عملی طریق سے محافظ اور قائم چلی آئی ہو اسکو طغی اور شکی کیونکر کہا جائے۔ ایک نیا کاسلسلہ تعامل جو بیٹوں سے باپوں تک اور باپوں سے دادوں تک اور دادوں سے پردادوں تک بدیہی طور پر مشہور ہو گیا اور اپنے اصل مبداء تک اس کے آثار اور انوار نظر آ گئے اسمیں تو ایک ذرہ شک کی گنجائش نہیں رہ سکتی اور بغیر اسکے انسان کو کچھ بن نہیں پڑتا کہ ایسے مسلسل عملدرآمد کو اول درجہ کے یقینات میں سے یقین کرے پھر جبکہ ائمہ حدیث نے اس سلسلہ تعامل کے ساتھ ایک اور سلسلہ قائم کیا اور امور تعاملی کا اسناد راستگو اور متدین راویوں کے ذریعہ سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نہ پہنچا دیا تو پھر بھی اُس پر جرح کرنا درحقیقت ان لوگوں کا کام ہے جنکو بصیرت ایمانی اور عقل انسانی کا کچھ بھی حصہ نہیں ملا۔

اب اس تمہید کے بعد یہ بھی واضح ہو کہ مسیح موعود کے بارے میں جو احادیث میں پیشگوئی ہے وہ ایسی نہیں ہو کہ جسکو صرف ائمہ حدیث نے چند روایتوں کی بنا پر لکھا ہو ولس بلکہ یہ ثابت ہو گیا ہے کہ یہ پیشگوئی عقیدہ کے طور پر ابتداء سے مسلمانوں کے رگ ریشہ میں داخل چلی آتی ہو گویا جرقہ اسوقت کے زمین پر مسلمان تھے اسی قدر اس پیشگوئی کی صحت پر شہادتیں موجود تھیں کیونکہ عقیدہ کے طور پر وہ اسکو ابتداء سے یاد کرتے چلے آتے تھے اور ائمہ حدیث امام بخاری وغیرہ نے اس پیشگوئی کی نسبت

اگر کوئی امر اپنی کوشش سے نکالا ہو تو صرف یہی کہ جب اُس کو کروڑ ہا مسلمانوں میں مشہور اور زبان زد پایا تو اپنے قاعدہ کے موافق مسلمانوں کے اس قولی تعامل کے لئے روایتی سند کو تلاش کو کے پیدا کیا اور روایات صحیحہ مرفوعہ سے جھکا ایک ذخیرہ انکی کتابوں میں پایا جاتا ہے اسناد کو دکھایا۔ علاوہ اسکے کوئی و بر معلوم نہیں ہوتی کہ اگر نعوذ باللہ یہ افترا ہو تو اس افترا کی مسلمانوں کو کیا ضرورت تھی اور کیوں انہوں نے اس پر اتفاق کر لیا اور کس مجبوری نے انکو افترا پر آمادہ کیا تھا۔ پھر جب ہم دیکھتے ہیں کہ دوسری طرف ایسی حدیثیں ہیں کثرت پائی جاتی ہیں جنہیں یہ پیشگوئی لگتی ہے کہ آخری زمانہ میں علماء اس امت کے یہودی صفت ہو جائیں گے اور دیانت اور خدا ترسی اور اند دینی پاکیزگی اُن سے دُور ہو جائیگی اور اُس زمانہ میں صلیبی مذہب کا بہت غلبہ ہوگا اور صلیبی مذہب کی حکومت اور سلطنت تقریباً تمام دنیا میں پھیل جائیگی تو اور بھی ان احادیث کی صحت پر دلائل قاطعہ پیدا ہوتے ہیں کیونکہ کچھ شک نہیں کہ اس زمانہ میں یہ پیشگوئی پوری ہوگی اور ہمارے اس زمانہ کے علماء و حقیقت یہودیوں سے مشابہ ہو گئے۔ و نصاریٰ کی سلطنت اور حکومت ایسی دنیا میں پھیل گئی کہ پہلے زمانوں میں اسکی نظیر نہیں پائی جاتی۔ اس حالت میں ایک جزا اُس پیشگوئی کا صریح اور صاف اور بدیہی طور پر پورا ہو گیا تو پھر دوسری خبر کی صداقت میں کیا کلام رہا۔ یہ بات تو ہر ایک عاقل کے نزدیک مسلم ہے کہ اگر مثلاً ایک حدیث احادیث سے ہو اور سلسلہ تعامل بھی داخل نہ ہو مگر ایک پیشگوئی پر مشتمل ہو کہ وہ اپنے وقت پر پوری ہو جائے یا اس کا ایک جز پورا ہو جائے تو اس حدیث کی صحت میں کوئی شک باقی نہیں رہیگا۔ مثلاً تاریخ حجاز کی حدیث جو صحیحین میں درج ہو کچھ شک نہیں کہ احادیث میں سو ہے لیکن وہ پیشگوئی تقریباً چھ تو برس گزرنے کے بعد بعینہ پوری ہو گئی جسکے پورا ہونے کے بارے میں انگریزوں کو بھی اقرار ہے اور اُس زمانہ میں پوری ہوئی کہ جب صد ہا سال ان کتابوں کی تالیف اور شائع ہونے پر بھی گزر چکے تھے تو کیا ان حدیثوں کی نسبت اب یہ رائے ظاہر کر سکتے ہیں کہ وہ احادیث ہیں کہ وہ یقینی طور پر قبول کے لائق نہیں۔ کیونکہ جب اُن کی صداقت کھل گئی تو پھر ایسا خیال دل میں لانا نہایت بُری اور مکروہ نادانی ہے۔ پس ایسا ہی مسیح موعود کی پیشگوئی میں سوچ لو کہ

یہ چند احکام بطور نمونہ ہم نے لکھے ہیں اس میں ایک تھوڑی سی عقل کا آدمی بھی سوچ سکتا ہے کہ بظاہر یہ تمام خطاب صحابہ کی طرف ہو لیکن درحقیقت تمام مسلمان ان احکام پر عمل کرنے کے لئے مامور ہیں نہ یہ کہ صرف صحابہ مامور ہیں و بس۔ غرض قرآن کا اصلی اور حقیقی اسلوب جس سے سارا قرآن بھرا پڑا ہے یہ ہے کہ اسکے خطاب کے مورد حقیقی اور واقعی طور پر تمام مسلمان ہیں جو قیامت تک پیدا ہوتے رہیں گے گو بظاہر صورت خطاب صحابہ کی طرف راجع معلوم ہوتا ہے پس جو شخص یہ دعویٰ کرے کہ یہ وعدہ یا وعید صحابہ تک ہی محدود ہے وہ قرآن کے عام محاورہ سے عدول کرتا ہے اور جب تک پورا ثبوت اس دعویٰ کا پیش نہ کرے تب تک وہ ایسے طریق کے اختیار کرنے میں ایک لمحہ ہے۔ کیا قرآن صرف صحابہ کے واسطے ہی نازل ہوا تھا۔ اگر قرآن کے وعدہ اور وعید اور تمام احکام صحابہ تک ہی محدود ہیں تو گویا جو بعد میں پیدا ہوئے وہ قرآن سے بکل بے تعلق ہیں۔ نَعُوذُ بِاللّٰهِ مِنْ هَذِهِ الْخُرَافَاتِ۔

اور یہ کہنا کہ حدیث میں آیا ہو کہ خلافت تیس سال تک ہوگی عجیب فہم ہے جس حالت میں قرآن کریم بیان فرماتا ہو کہ ثَلَاثَةٌ مِّنَ الْاَوَّلِيْنَ وَ ثَلَاثَةٌ مِّنَ الْاٰخِرِيْنَ تو پھر اس کے مقابلے میں کوئی حدیث پیش کرنا اور اسکے معنی مخالف قرآن قرار دینا معلوم نہیں کہ کس قسم کی سمجھ ہے اگر حدیث کے

بیان پر اعتبار ہو تو پہلے ان حدیثوں پر عمل کرنا چاہیے جو صحت اور وثوق میں اس حدیث پر کئی

درجہ بڑھی ہوئی ہیں مثلاً صحیح بخاری کی وہ حدیثیں جن میں آخری زمانہ میں بعض خلیفوں کی نسبت

خبر دی گئی ہے خاص کر وہ خلیفہ جس کی نسبت بخاری میں لکھا ہو کہ آسمان سے اس کی نسبت آواز

آئیگی کہ هَذَا خَلِيفَةُ اللَّهِ الْمَهْدِيِّ۔ اب سوچو کہ یہ حدیث کس پایہ اور مرتبہ کی ہو جو ایسی کتاب

میں درج ہو جو اصح الکتب بعد کتاب اللہ ہو لیکن وہ حدیث جو معترض صاحب نے پیش کی ہو علماء کو

اُس میں کئی طرح کا جرح ہو اور اس کی صحت میں کلام ہو کیا معترض نے غور نہیں کیا جو آخری زمانہ کی

نسبت بعض خلیفوں کے ظہور کی خبریں دی گئی ہیں کہ حادثہ آئیکا مہدی آئیکا۔ آسمانی خلیفہ آئیکا۔

یہ خبریں حدیثوں میں ہیں یا کسی اور کتاب میں۔ احادیث سے یہ ثابت ہے کہ زمانے یقین ہیں۔

انسان کے اختیار میں ہو بلکہ محض اللہ جل شانہ کے اختیار میں ہیں سو اگر کوئی طالب حق ہے تو ان پیشگوئیوں کے وقتوں کا انتظار کرے۔ یہ نینوں پیشگوئیاں ہندوستان اور پنجاب کی تینوں بڑی قوموں پر حاوی ہیں یعنی ایک مسلمانوں سے تعلق رکھتی ہو اور ایک ہندوؤں سے اور ایک عیسائیوں سے اور انہیں سو وہ پیشگوئی جو مسلمان قوم سے تعلق رکھتی ہو بہت ہی عظیم الشان ہو کیونکہ اسکے اجزاء یہ ہیں (۱) کہ مرزا احمد بیگ ہوشیار پوری تین سال کی میعاد کے اندر فوت ہو (۲) اور پھر داماد اس کا جو اسکی دختر کلاں کا شوہر ہے اڑھائی سال کے اندر فوت ہو (۳) اور پھر یہ کہ مرزا احمد بیگ تار و شادی دختر کلاں فوت نہ ہو (۴) اور پھر یہ کہ وہ دختر بھی تانکھ اور تانیا بام بیوہ ہونے اور نکاح ثانی کے فوت نہ ہو (۵) اور پھر یہ کہ یہ عاجز بھی ان تمام واقعات کے پورے ہونے تک فوت نہ ہو (۶) اور پھر یہ کہ اس عاجز سے نکاح ہو جائے۔ اور ظاہر ہے کہ یہ تمام واقعات انسان کے اختیار میں نہیں۔

اور اگر اب بھی یہ تمام ثبوت میاں عطا محمد صاحب کے لئے کافی نہ ہوں تو پھر طریق سہل یہ ہے کہ اس تمام رسالہ کو غور سے پڑھنے کے بعد بذریعہ کسی چھپے ہوئے اشتہار کے مجھ کو اطلاع دیں کہ میری تسلی ان امور سے نہیں ہوئی اور میں ابھی تک افترا سمجھتا ہوں اور چاہتا ہوں کہ میری نسبت کوئی نشان ظاہر ہو تو میں انشاء اللہ القدیر انکے بارہ میں توجہ کروں گا اور میں یقین رکھتا ہوں کہ خدا تعالیٰ کسی مخالف کے مقابل پر مجھے مغلوب نہیں کرے گا کیونکہ میں اسکی طرف سے ہوں اور اسکے دین کی تجدید کیلئے اسکے حکم سے آیا ہوں لیکن چاہیے کہ وہ اپنے اشتہار میں مجھے عام اجازت دیں کہ جس طور سے میں انکے حق میں الہام پاؤں اسکو شائع کرادوں اور مجھے تعجب ہے کہ جس حالت میں مسلمانوں کو کسی مجدد کے ظاہر ہونے کے وقت خوش ہونا چاہیے یہ بیچ و تاب کیوں ہے اور کیوں انکو برا لگا کہ خدا تعالیٰ نے اپنے دین کی محبت پوری کرنے کیلئے ایک شخص کو مامور کر دیا ہے لیکن مجھے معلوم ہوا ہے کہ حال کے اکثر مسلمانوں کی ایمانی حالت نہایت ردی ہو گئی ہو اور فلسفہ کی موجودہ زہر نے انکے اعتقاد کی بجگنی کر دی ہو انکی زبانوں پر بدشک اسلام ہو لیکن دل اسلام سے بہت دور جا رہا ہے

لے اور سے لیکر رکھتی ہے تاکہ طبع بار دوم میں موجد نہ بنیں۔ شمس

میں تو دلوں کو اندر ہی اندر دیدی ہے بہر حال جبکہ ہمارے نظام بدنی اور امور دنیوی میں خدا تعالیٰ نے اس قوم میں سوسہ ہمارے لئے گورنمنٹ قائم کی اور ہم نے اس گورنمنٹ کے وہ احسانات دیکھے جن کا شکر کرنا کوئی سہل بات نہیں اسلئے ہم اپنی معزز گورنمنٹ کو یقین دلاتے ہیں کہ ہم اس گورنمنٹ کے اسی طرح مخلص اور خیر خواہ ہیں جس طرح کہ ہمارے بزرگ تھے۔ ہمارے ہاتھ میں بجز دُعا کے اور کیا ہی سوتھم دُعا کرتے ہیں کہ خدا تعالیٰ اس گورنمنٹ کو ہر یک شتر سے محفوظ رکھے اور اس کے دشمن کو ذلت کے ساتھ پساکرے۔ خدا تعالیٰ نے ہم پر محسن گورنمنٹ کا شکر ایسا ہی فرض کیا ہی جیسا کہ اس کا شکر کرنا سو اگر ہم اس محسن گورنمنٹ کا شکر ادا نہ کریں یا کوئی شتر اپنے ارادہ میں رکھیں تو ہم نے خدا تعالیٰ کا بھی شکر ادا نہیں کیا کیونکہ خدا تعالیٰ کا شکر اور کس محسن گورنمنٹ کا شکر جسکو خدا نے تعالیٰ اپنے بندوں کو بطور نعمت کے عطا کرے۔ درحقیقت یہ دونوں ایک ہی چیز ہیں اور ایک دوسری ہی وابستہ ہیں اور ایک کے چھوڑنے سے دوسری کا چھوڑنا لازم آجاتا ہے بعض احمق اور نادان سوال کرتے ہیں کہ اس گورنمنٹ سے جہاد کرنا درست ہے یا نہیں۔ سو یاد دے کہ یہ سوال انکا نہایت حماقت کا ہی کیونکہ جسکے احسانات کا شکر کرنا عین فرض اور واجب ہے اُس سے جہاد کیسا۔ میں سچ سچ کہتا ہوں کہ محسن کی بدخواہی کرنا ایک حرامی اور بدکار آدمی کا کام ہے۔ سو میرا مذہب جسکو میں بار بار ظاہر کرتا ہوں یہی ہے کہ اسلام کے دو حصے ہیں۔ ایک یہ کہ خدا تعالیٰ کی اطاعت کریں دوسرے اس سلطنت کی جس نے امن قائم کیا ہے جس طرح ظالموں کے ہاتھ سے اپنے سایہ میں نہیں پناہ دی ہو۔ سو وہ سلطنت حکومت برطانیہ ہے۔ اگرچہ یہ سچ ہے کہ ہم یورپ کی قوموں کے ساتھ اختلاف مذہب رکھتے ہیں اور ہم ہرگز خدا تعالیٰ کی نسبت وہ باتیں پسند نہیں رکھتے جو انھوں نے پسند کی ہیں۔ لیکن ان مذہبی امور کو رعیت اور گورنمنٹ کے رشتہ سے کچھ علاقہ نہیں۔

روحانی خزائن

تصنیفات

حضرت میرزا غلام احمد قادیانی
مسیح موعود و مہدی معہود علیہ السلام

جلد یک

تحفہ بغداد - حماۃ البشری

هذه رسالة مباركة المسماة

كراما الصّاقين

ولمن يات برسالة مثلها فله انعام
الف من الورق غير مقلد
كان او من المقلدين
وانها

قد طبعت بفضيل الله ورحمته في فيجاب فرييس سيالكوت

باهتمام

المنشى غلام قادر الفصيح مالك المطبع فالحمد لله رب العالمين.

هذه رسالة مباركة المسماة

كراما الصّاقين

ولمن يات برسالة مثلها فله اِثعام
الف من الورق غير مقلد
كان او من المقلدين
وانها

قد طبعَت بِقَضَلِ اللّٰهِ وَرَحْمَتِهِ فِي فَتْحَابِ فَرِيَسِ سِيَاكُوَتِ

بَاهْتِمَامِ

المنشئ غلام قادر الفصيح مالك المطبع فالحمد لله رب العالمين -

دیکھیں گے کہ وہ سہو اور نسیان سے مبتلا ہیں یا نہیں اور کوئی غلطی صرف اور نحو کی رُو سے اُن میں پائی جاتی ہے یا نہیں اگر نہیں پائی جائیگی تو پھر بالمقابل تفسیر لکھنے اور سنو شعر کا قصیدہ بنانے میں کچھ عذر نہ ہوگا۔ مگر دانشمندی نے سمجھ لیا کہ بطالوی صاحب نے اپنی جان بچانے کیلئے یہ جیلہ نکالا ہے کیونکہ اُن کو خوب معلوم ہے کہ عربی یا فارسی کی کوئی مبسوط تالیف سہو اور غلطی سے خالی نہیں ہو سکتی اور جیلہ جو کیلئے کوئی نہ کوئی لفظ گو سہو کا تب ہی ہی حجت پیش کرنے کیلئے ایک سہارا ہو سکتا ہے اور معلوم ہوتا ہے کہ انہوں نے بہت ہاتھ پیر مار کر اور مثل مشہور مرتا کیا نہ کرتا پر عمل کر کے یہ شرمناک عذر پیش کر دیا اور اپنے دل کو اس بازی چال بازی سے خوش کر لیا کہ کسی ایک سہو کا تب یا فرض کرو اتفاقاً کسی غلطی کے نکلنے سے یہ حجت ہاتھ آجائیگی کہ اب غلطی تمہاری کسی کتاب میں نکل آئی اسلئے اب بحث کی ضرورت نہیں رہی۔ لیکن افسوس کہ بطالوی صاحب نے یہ نہ سمجھا کہ نہ مجھے اور نہ کسی انسان کو بعد انبیاء علیہم السلام کے معصوم ہونیکا دعویٰ ہے۔ جو شخص عربی یا فارسی میں مبسوط کتابیں تالیف کر لیا ممکن ہو کہ حسبِ مقوٰد مشہورہ قلماسلم بکثار کے کوئی ضرفی یا نحو غلطی اُس سے ہو جائے اور بہت خطِ نظر کے اُس غلطی کی اصلاح نہ ہو سکے۔ اور یہ بھی ممکن ہو کہ سہو کا تب سے کوئی غلطی چھپ جائے اور باعثِ ذہول بشریت مؤلف کی اسپر نظر نہ پڑے پھر اس یکطرفہ نکتہ چینی میں دونوں فریق کی علمی طاقتوں کا موازنہ کیونکر ہو۔ غرض بطالوی صاحب کے ایسے بیہودہ جوابات سے یقینی طور پر معلوم ہو گیا کہ علم تفسیر اور علم ادب میں قسام حقیقی نے ان کو کچھ بھی حصہ نہیں دیا اور بخیر لعن طعن اور چال بازی کی مشق کے اور کچھ بھی اُن کے دل اور دماغ اور زبان کو لوازم انسانیت نہیں ملی۔ اسی وجہ سے اول مجھے اُن کے اس قسم کے تعصبات کو دیکھ کر دل میں یہ خیال آیا تھا کہ اب ہمیشہ کے لئے ان سے اعراض کیا جائے۔ لیکن عوام کا یہ غلط خیال دُور کرنے کے لئے کہ گویا میاں محمد حسین بطالوی یا دوسرے مخالف مولوی جو اس بزرگ کے ہم شرب ہیں علم ادب اور حقائق تفسیر کا

حمايتها تطير بريح شوق وفي منقارها تحف السلام
الى وطن النبي حبيبتي وسيد رسله خير الانام

الرسالة

اللطيفة المشتملة على معارف القرآن ودقائقه المسماة

حماة البشري

الى
اهل مكة و صلحاء اُم القرى

لحضرة احمد المسيح الموعود والمهدي المعهود

عليه وعلى مطاعه الصلوة والسلام

الطبعة الاولى في رجب سنة الهجرية

حمايتنا تطير بريش شوق وفي منقارها تحف السلام
الى وطن النبي حبيبتي وسيد رسله خير الانام

الرسالة

اللطيفة المشتملة على معارف القرآن ودقائقه المسماة

حماة البشري

الى
اهل مكة و صلحاء اُم القرى

لحضرة احمد المسيح الموعود والمهدي المعهود

عليه وعلى مطاعه الصلوة والسلام

الطبعة الاولى في رجب الثالث الهجرية

من جعلتها هذا الهام، أعني يا عيسى اني متوفيك ورافعك الي ومطهرك من
الذين كفروا وجاعل الذين اتبعوك فوق الذين كفروا الى يوم القيامة،
وان الله قد سماني في هذا عيسى؛ ومن جعلتها الهام آخر خاطبني ربي فيه
وقال اني خلقتك من جوهر عيسى وانك وعيسى من جوهر واحد وكشيئ
واحد؛ ومن جعلتها الهام سمى فيه كل من خالفني من العلماء اليهود و
النصارى. ثم ما ألهمت الى عشر سنين بمثل هذه الالهامات وما كنت
أدرى اني أومر بعد هذه المدة الطويلة وأسمي مسيحاً موعوداً من الله تعالى
بل كنت ظننت ان المسيح نازل من السماء كما هو كوز في مدارك القوم؛ ولكني
كنت اقول في نفسي تعجباً ان الله لم سماني عيسى ابن مريم في الهامه المتواتر
المتتابع ولم قال انك وانه من جوهر واحد، ولم سمى الخلقين اليهود
والنصارى؟ فظهرت علي معاني تلك الالهامات والاشارات بعد

مثلاً

وعن ابن مسعود لا ياتي مائة سنة وعلى الارض نفس متفوسة اليوم رواه مسلم،
وهكذا ذكر البخاري في صحيحه والمضنون واحداً لا حاجة الى الاعادة. نوجب
من هذا على كل مؤمن ان يؤمن بموت الدجال بعد المائة من زمان رسول الله
صلى الله عليه وسلم ولا كيف يمكن التخلف فيما قال رسول الله صلى الله عليه وسلم
بوصي من الله تعالى مؤكداً بقسمه، والقسم يدل على ان الخبر محمول على الظاهر لا تأويل
فيه ولا استثناء ولا فاعلي فائدة كانت في ذكر القسم؛ فقد بركا لمفتشين المحققين -
واما تطبيق هذين الحديثين فلا يمكن الا بعد تأويل حديث الدجال وجعله من
قبيل الاستعارات، فنقول ان حديث خروج الدجال يدل على خروج طائفة
الكدابين في آخر الزمان من قوم النصارى، وفي الحديث اشارة انهم يشابهون
آباءهم المتقدمين في مكرهم وخديعتهم وانواع فتنهم وحوصهم على اضلال الناس
كانهم هم، الا ان آباءهم كانوا معيدين بالسلاسل والاغلال ولكن هؤلاء يخرجون
من ذلك السجن ويضع الله عنهم اغلالهم فيعينون يميناً وشمالاً ويفسدون في الارض

في حديث ذكر رفع المسيح حيا بجسده العنصري بل تمجد ذكر وفاة
المسيح في البخاري والطبراني وغيرهما من كتب الحديث، فليرجع الى
تلك الكتب من كان من المرتابين.

واما ذكر نزول عيسى ابن مريم فاما كان يؤمن ان يحمل هذا الاسم
المذكور في الاحاديث على ظاهر معناه، لانه يخالف قول الله عز وجل :
ما كان محمد ابا احد من رجالكم ولكن رسول الله وخاتم النبيين، الاتعلم
ان الرب الرحيم المتفضل سقى نبينا صلى الله عليه وسلم خاتم الانبياء
بغير استثناء، وفسره نبينا في قوله لا نبي بعدي ببيان واضح للطالبيين؛
ولو جوزنا ظهور نبي بعد نبينا صلى الله عليه وسلم لجوزنا انفتاح باب وحى النبوة
بعد تغليقها وهذا الخلف كما لا يخفى على المسلمين. وكيف يجيئ نبي بعد رسولنا
صلى الله عليه وسلم وقد انقطع الوحي بعد وفاته وختم الله به النبيين؛ انعتقد
كثير من الجاهلين.

واما الاختلافات التي توجد في هذه الاحاديث فلا يخفى على مهرة الفن تفصيلها،
وقد ذكرنا شطرا منها في رسالتنا "الازالة"، فليرجع الطالب اليها. وقد جاء في حديث
ان المهدي والمهدي يجيئان في زمن واحد؛ وجاء في حديث آخر انه لا مهدي
الا عيسى؛ وجاء في حديث ان المسيح والمهدي يتلاقيان ويشاور المهدي المسيح
في مهمات الخلافة ويكون زمانهما زمانا واحدا؛ وفي حديث آخر ان المهدي يبعث
في وسط قرون هذه الامة والمسيح ينزل في آخرها؛ وفي حديث من البخاري ان
المسيح يجيئ حكما عدلا فيكسر الصليب، يعني يجيئ في وقت غلبة عبدة الصليب
فيكسر شوكة الصليب ويقتل خنازير النصارى؛ وفي حديث آخر انه يجيئ في وقت
غلبة الدجال على وجه الارض فيقتله بحربة. فاعلم ان هذا المقام مقام حيرة
وتعجب للنظرين. وتفصيله ان مجيئ المسيح لكسر صليب النصارى وقتل
خننازيرهم يشهد بصوت عال على ان المسيح الموعود لا يجيئ الا في وقت غلبة النصارى

السماء؛ وانت تعلم ان جسمه العنصري مدفون في المدينة، فما معنى هذا الحديث الا الحياة الروحانية والرفع الروحاني الذي هو سنة الله بأصفيائه بعد ما توفاهم؟ كما قال عز وجل: يَا أَيُّهَا النَّفْسُ الْمَطْمَئِنَّةُ، ارجعي الى ربك، وما معنى قول ارجعي الى ربك الا المعنى الذي يفهم من قول رافعك الى؛ فان الرجوع الى الله راضية مرضية والرفع الى الله امر واحد، وقد جرت عادة الله تعالى انه يرفع اليه عباده الصالحين، بعد موتهم ويؤويهم في السموات بحسب مراتبهم؛ ولاجل ذلك لقي نبينا صلى الله عليه وسلم كل نبي خلا من قبله في ليلة المعراج والسموات فوجد آدم في السماء الدنيا ووجد عيسى وابن خالته يحيى في السماء الثانية ووجد موسى في السماء الخامسة - وهذه الاحاديث صحيحة تجدها في البخاري وغيره من الصحاح؛ ثم الذين لا يريدون الحق يتعالمون وينسون رفع الانبياء كلهم ويصرون على حياة عيسى ورفعه، ويقروءون حديث المعراج ثم ينسونه ويضيعون أعمارهم غافلين.

أعيسى حي ومات المصطفى؛ تلك اذا قسمة ضيزى! اعدوا هو أقرب للتقوى - واذا ثبت ان الانبياء كلهم أحياء في السموات، فأى خصوصية ثابتة لحياة المسيح، أهو يأكل ويشرب وهم لا يأكلون ولا يشربون؟ بل حياة كلهم الله ثابت بنص القرآن الكريم؛ ألا تقرء في القرآن ما قال الله تعالى عز وجل: فلا تكن في حيرة من لقائه؛ وانت تعلم ان هذه الآية نزلت في موسى فهي دليل صريح على حيات موسى عليه السلام؛ لانه لقي رسول الله صلى الله عليه وسلم والاموات لا يلاقون الاحياء، ولا تجد مثل هذه الآيات في شأن عيسى عليه السلام؛ نعم

جاء ذكر وفاته في مقامات شتى، فتدبر فان الله يحب المتدبرين -
 ولعلك تقول لِمَ ذكر الله تعالى قصة رفع عيسى عليه السلام بالخصوية
 وكذا لك قصة نفي صلبه في القرآن، وأى سر ومصلحة في ذكرهما وأى حاجة
 اشتدت لهذا البيان؟ فأعلم ان علماء اليهود وفقهاءهم - غضب الله عليهم
 كانوا ظالمين ظن السوء في شأن عيسى عليه السلام وكانوا يقولون انه مفتري
 كذاب، وكان مكتوباً في التوراة ان المتنبي الكاذب يصلب ويلعن ولا
 يرفع الى الله تعالى كالانبياء الصادقين - فأرادوا ان يصلبوا المسيح
 ليثبتوا كذبه بحسب احكام التوراة وليبينوا للناس انه ملعون كذاب ولا
 يرفع الى الله - فأتاهم الله ولعنهم - كيف احتالوا في نبي من المقربين ففسعوا
 لصلبه و بذلوا له كل كيد ومكر لعله يصلب ويحصل لهم حجة على كذبه
 وعدم رفعه بكتاب الله التوراة - فبشر الله عيسى عليه السلام قائلاً :
 يا عيسى انى متوفيك يعنى مميتك حتف أنفك، ورافعك الى يعنى رافعك
 الى حضرة القرب كالانبياء الاصلقاء ولست بنعمة الله من الملعونين
 والكذابين - فهذه الامور عيد تسليية من الرب الكريم لعيسى عليه السلام
 ورد على اليهود، وقول مبشر بان الله لا يهدى كيد الخائنين - والرفع
 كما علمت آنفاً ليس مخصوصاً بعيسى عليه السلام، والانبياء كلهم قد
 رفعوا وكان مقعدهم عند مليك مقتدر، وقد وجد نبينا صلى الله عليه وسلم
 كل نبي مرفوعاً الى السماء من السموات بل وجد بعض الانبياء ارفع من عيسى
 عليه السلام - وفي آية : وما قتلوه وما صلبوه اشارة اخرى وهى ان
 النصرارى زعموا ان عيسى صلب لاجل تطهيرهم من المعاصي وظنوا كانه
 حل بعد الصلب جميع ذنوبهم على نفسه وهو كفارة لهم ومطهرهم من جميع

وما قلت للناس الا ما كتبت في كتبى من اننى محدث ويكلمنى الله كما يكلم المحدثين. والله يعلم انه اعطانى هذه المرتبة فكيف ارد ما اعطانى الله ورزقنى من رزق أأعرض عن فيض رب العالمين؟ وما كان لى ان ادعى النبوة واخرج من الاسلام والحق بقوم كافرين. وما اننى لا اصدق الهاما من الهاماتى الا بعد ان اعرضه على كتاب الله واعلم انه كلما يخالف القرآن فهو كذب والحاد وزندقة فكيف ادعى النبوة وانا من المسلمين. واحمد الله على انى ما وجدت الهاما من الهاماتى يخالف كتاب الله بل وجدت كلها موافقا بكتاب رب العالمين.

ومن الناس من يقول ان باب الالهام مسدود على هذه الامة وما تدبر فى القرآن حق التدبر وما لى الملهمين. فاعلم ايها الرشيد ان هذا القول باطل بالبداهة ويخالف الكتاب والسنة وشهادات الصالحين. اما كتاب الله فانت تقر فى القرآن الكريم آيات تؤيد قولنا هذا وقد اخبر الله تعالى فى كتابه الحكم عن بعض رجال ونساء كلمهم ربهم وخطبهم وامرهم ونهاهم وما كانوا من الانبياء ولا رسل رب العالمين. الا تقرء فى القرآن لا تخافى ولا تحزف انا رادوه اليك وجاعلوه من المرسلين.

فتدبر ايها المنصف العاقل كيف لا يجوز مكالمات الله ببعض رجال هذه الامة التى هى خير الامة وقد كلم الله نساء قوم خلوا من قبلكم وقد اتاكم مثل الاولين. فان كان بعض الناس فى شك من الهامى وكان لهم عجب من ان يخاطب الله احدا من هذه الامة ويكلمه من غير ان يكون نبيا فلم لا يحكمون القرآن فيما شجر بينهم ولم لا يردون الامر الى الله ورسوله ان كانوا مؤمنين. وقد قال الله تعالى لهم البشرى فى الحياة

ظهورها وخروجها الى الفعل إلا سد باب النبوة والى ذلك اشار النبي صلى الله عليه وسلم في قوله لو كان بعدى نبي لكان عمر وما قال هذا الا بناء على ان عمر كان محدثاً فأشار الى ان مادة النبوة وبذرها يكون موجوداً في التحديث ولكن الله ما شاء ان يخرجها من مكن القوة الى حيز الفعل والى ذلك اشارة في قراءة ابن عباس وما ارسلنا من رسول ولا نبي ولا محدث فانظر كيف ادخل الرسل والنبيون والمحدثون في هذه القراءة في شان واحد وبين الله ان كلهم من المحفوظين ومن المرسلين.

ولا شك ان التحديث موهبة مخرجة لا تنال بكسب البتة كما هو

شان النبوة ويكلم الله المحدثين كما يكلم النبيين ويرسل المحدثين كما يرسل الرسل ويشرب المحدث من عين يشرب فيها النبي فلا شك انه نبي لو لا سد الباب وهذا هو السر في ان رسول الله صلى الله عليه وسلم اذا سمى الفاروق محدثاً نفقا على اثره قوله لو كان بعدى نبي لكان عمر وما كان هذا الا اشارة الى ان المحدث يجمع كمالات النبوة في نفسه ولا فرق الا فرق الظاهر والباطن والقوة والفعل فالنبوة شجرة موجودة في الخارج مثمرة بالغة الى حدها والتحديث كمثل بذريه يوجد في القوة كلما يوجد في الشجر بالفعل وفي الخارج وهذا مثال واضح للذين يطلبون معارف الدين والى هذا اشار رسول الله صلى الله عليه وسلم في حديث علماء امتي كانبيا بني اسرائيل والمراد من العلماء المحدثون الذين يؤتون العلم من لدن ربهم ويكونون من المكلمين.

وقد استصعب الفرق بين التحديث والنبوة على بعض الناس فالحق ان بينهما فرق القوة والفعل كما بينت آنفاً في مثال الشجرة وبذرها

الكافرين وتشهد ان دين الاسلام حق حتى انها تقتل ابليس وتمزقه
وبعض الاحاديث يدل على انها امرأة كافرة خادمة للشيطان و
جساسة للدجال وليس فيها خير فلا يمكن التوفيق بينهما الا ان
نقول ان المراد من دابة الارض علماء السوء الذين يشهدون باقوالهم
ان الرسول حق والقرآن حق ثم يعملون الخبائث ويخذمون الدجال
كان وجودهم من الجزئين جزء مع الاسلام وجزء مع الكفر اقول لهم
كاقوال المؤمنين وافعالهم كافعال الكافرين فاخبر رسول الله صلى الله
عليه وسلم عن انهم يكثرون في آخر الزمان وسودا دابة الارض لانهم
اخلدوا الى الارض وما ارادوا ان يرفعوا الى السماء واطمئنوا بالدنيا
وشهواتها وما بق لهم قلب كالانسان واجتمعت فيهم عادات السباع و
الخنازير والكلاب تراهم مستكبرين متبخثرين كأنهم بلغوا السماء ومشوها
ولم تخرج ارجلهم من الارض من شدة انتكاسهم الى الدنيا فهم كالذي
شدد اسره والمسجونين يكلمون الناس من الاسنة لا من الفواه
يعنى ولا تجدد في كلماتهم طهارة وبركة واستقامة و نورانية
كلمات الصالحين*.

قال قائل لو كان هذا هو الحق ان دابة الارض هي طائفة علماء هذا الزمان فيلزم
ان يكون تكفيرهم حقاً وصدقا فان من شأن دابة الارض انها تسم المؤمنين والكافرين
جعلها الدابة كافرا يشير المعترض اليها فليكن ان تقولوا بكفره فان التكفير بمنزلة
الوسم من دابة الارض فيقال في جواب هذا المعترض ان المراد من الوسم اظهار
كفر كافر و ايمان مؤمن فهذا الاظهار على نوعين قد يكون بالاقتوال وقد يكون بالافعال
ونماذجها وقد جرت سنت الله انه قد يجعل الكافرين والفاسقين علة موجبة لظهور
انوار ايمان انبياءه واوليائه الا ترى الى سيدنا ونبينا محمد المصطفى صلعم كيف كانت

روحانی خزائن

تصنیفات

حضرت میرزا غلام احمد قادیانی

مسیح موعود و مہدی مہجود علیہ السلام

جلد ۷

نور الحق ہر دو حصہ۔ اتمام الحجۃ
برائے خلافت

يَا أَهْلَ الْكِتَابِ تَعَالَوْا إِلَى كَلِمَةٍ سَوَاءٍ بَيْنَنَا وَبَيْنَكُمْ أَلَّا نَعْبُدَ إِلَّا اللَّهَ -
الحمد لله الموفق اني كتبت هذه الرسالة والصيغة الجمالة لعلاج مرض
المتنصرين الذي امتد مداه وعرقته مدها واكتمت نارا نكار الفرقان. والصول
على كتاب الله القرآن. فأردنا ان ننجيهم من مخالب الحرام. ونزيهم سوء داءهم ونهديهم
الى دواء السقام. فالله هذا الكتاب مع انعام كثير لمن اجاب. وهو خمسة
الايت من الدرر اهم لكل من ان مثله وارى الجائب. وهو بفضل الله حسن
وطيب والطب وادق. وسميته الحصاة الاولى من

نور الحق

"عسى ربكم ان يرحمكم
وان عذابهم عذابا رجونا جهنم
للكافرين حصيرا ان هذا القرآن
يهدي للتي هي اقوم ويبشر المؤمنين
الذين يعملون الصالحات ان لهم
اجرا كبيرا"

قد طبع في المطبع المصطفائي بريس في لا هور سنة ١٣١١ هـ

وذرء هذا ببيان بعض العلماء واما صاحب الانسان الكامل عبد المکرّم

یہ تو بعض علماء کا قول ہے مگر صاحب کتاب انسان کامل عبد المکرّم نے

الذی هو من المتصوفین فیبلغ الامر الی النهایة وقال ان التثلیث

جو متصوفین میں سے ہے اس بارے میں حد ہی کر دی اور کہا کہ تثلیث

بمعنی حق ولا حرج فیہ وان عیسیٰ کذا وکذا ایل اشار الی انه لیس

ایک معنی کے روح سے حق ہے اور اس میں کچھ حرج نہیں اور عیسیٰ ایسا ہو اور ایسا ہو بلکہ اس طرف اشارہ کر دیا کہ

بمخلوق ومنهم من اعتدی فی کذبہ وقال بسم الله الاب والابن و

وہ خدا تعالیٰ کی مخلوق میں سے نہیں ہوا اور بعض آدمی جھوٹ بولنے میں بہت بڑھ گئے اور یہ لکھا کہ بسم اللہ الاب الابن

روح القدس کذا لک اید و القریة ونصرها وکان الکذب اول الامر

روح القدس اسی طرح انہوں نے جھوٹ کی تائید کی اور جھوٹ کو مدد دی اور جھوٹ پہلے پہلے تو

قلیلاً ثم من جاء بعد کاذب الحق بکذبہ کذا با اخر حتی ارتفعت

تھوڑا تھا پھر جو شخص ایک جھوٹے کے بعد آیا اُس نے کچھ اپنی طرف سے بھی پہلے جھوٹ پر زیادہ کیا یہاں تک کہ جھوٹ کا

عمارة الکذب وجعل ابن عجزة ابن الله وبعد ذلك جعل الله العالمین

عمارت بہت اونچی ہو گئی اور ایک بڑھیا عورت کا بچہ خدا کا بیٹا بنایا اور پھر خدا کر کے مانا گیا خبردار ہو کہ

اللعنة الله علی الکاذبین ان عیسیٰ الانبی الله کانبیاء اخرین ران

جھوٹوں پر خدا کی لعنت ہے۔ عیسیٰ صوف اور نبیوں کی طرح ایک نبی خدا کا ہے اور وہ

هو الاخدام شریعة النبی المعصوم الذی حرم الله علیہ المراضع حتی

اُس نبی معصوم کی شریعت کا ایک خادم ہے جس پر تمام دودھ پلانیر الی حرام کی گئی تھیں یہاں تک کہ

اقبل علی ثدی امّہ وکلمہ ربّہ علی طور سینین جعلہ من المحبوبین ہذا هو موصی

اپنی ماں کی چھاتیوں تک پہنچایا گیا اور اُس کا خدا کو سینا میں اُس کو حکلام ہوا اور اُس کو پیارا بنایا یہ وہی موصی

ہذا المفاضة کلام الله صوّع علی جبل وکلم الشیطان عیسیٰ علی جبل فانظر الفرق بینہما ان کنت من الناطقین منہ

خدا ایک پہاڑ پر موصی سے حکلام ہوا اور ایک پہاڑ پر شیطان عیسیٰ سے حکلام ہوا اُس نے دونوں قسم کے

مکالمہ میں غور کر اگر غور کرنے کا مادہ ہے۔

فتی اللہ الذی اشارك الله فی كتابه الی حیاتہ و فرض علینا ان نؤمن
مرد خدا ہے جس کی نسبت قرآن میں اشارہ ہے کہ وہ زندہ ہے اور ہم پر فرض ہو گیا کہ ہم اس بات ایمان لادیں
انہ حی فی السماء ولم یھت و لیس من المیتین۔
کہ وہ زندہ آسمان میں موجود ہے اور مردوں میں سے نہیں۔

واما نزول علیہ من السماء فقد اثبتنا بطلانہ فی کتابنا الحی
مگر یہ بات کہ حضرت عیسیٰ آسمان سے نازل ہو گئے سو ہم نے اس خیال کا باطل ہونا اپنی کتاب حیات البشری
و خلاصتہ انا لا نجد فی القرآن شیئاً فی هذا الباب من غیر خبر و قاتہ
میں بخوبی ثابت کر دیا ہے اور خلاصہ اس کا یہ ہے کہ ہم قرآن میں بغیر وفات حضرت عیسیٰ کے اور کچھ ذکر نہیں پاتے اور
الذی نجد ہا فی مقامات کثیرۃ من الفرقان الحمید نعم جاء لفظ النزول
وفات کا ذکر نہ ایک جگہ بلکہ کئی مقامات میں پاتے ہیں ہاں بعض احادیث میں نزول کا
فی بعض الاحادیث و لکنہ لفظ قد کثر استعمالہ فی لسان العرب
لفظ آیا ہو لیکن وہ لفظ ایسا ہے کہ زبان عرب میں اکثر استعمال اس کے

على نزول المسافرین اذ انزلوا من بلدة ببلدة او من ملك بملك
مسافروں کے حق میں ہے جب وہ ایک شہر سے دوسرے شہر میں وارد ہوں اور یہ ایک ملک سے دوسرے
متخربین و الذریل هو المسافر کما لا یخفی علی العالمین۔
حک میں سفر کر کے آئیں اور نزول تو مسافر کو ہی کہتے ہیں جیسا کہ جلنے والوں پر پوشیدہ نہیں۔

واما لفظ التوفی الذی یوجد فی القرآن فی حق المسیح وغیرہ
مگر تو فی کا لفظ جو قرآن میں حضرت مسیح اور دوسروں کے حق میں پایا جاتا ہے سو اس میں بغیر معنی مارنے کے
من بنی آدم فلا سبیل فیہ الی تاویل اخری بغیر الاکاتہ و اخذنا
اور کوئی تاویل نہیں ہو سکتی اور یہ معنی مارنے کے ہم نے

معناه من النبی ومن اجل الصحابة لا من عند انفسنا و انت تعلم
نہی صلی اللہ علیہ وسلم اور اُس کے بزرگ صحابہ سے لئے ہیں یہ نہیں کہ اپنی طرف سے گھڑے ہیں اور تو جانتا ہو کہ

المهلة متاثلثة اشهر للمعارضين فان لم يبارزوا ولمن يبارزوا فاعلموا
 تین مہینہ ٹھہرت ہے اور اگر مقابل پر نہ آویں اور ہرگز نہ آئیں گے پس یقیناً جانو
 انہم كانوا من الكاذبين۔
 کہ وہ جھوٹے ہیں۔

واعلموا ان هذا الانعام في صورة اذا اتوا برسالة كمثل رسالتنا وعجالة
 اور یاد رکھنا چاہیے کہ یہ انعام اس صورت میں ہے کہ جب بالمقابل رسالہ عینہ ہمارے اس رسالہ کے
 كمثل عجلتنا واثبتوا انفسهم كمثالتين ومشابهين۔ واما اذا ابوا وولوا
 مشابہ ہو اور مثالت اور مشابہت کو ثابت کریں۔ لیکن اگر بتانے سے انکار کریں
 الدبر كالشعالب ما استطاعوا على هذه المطالب واما تركوا عادة تو هي ان القرآن
 اور توبہ کیوں کی طرح پیشیں دیکھلاویں اور ان مطالب پر قدرت نہ پاسکیں اور نہ تو جہن قرآن شریف کی
 وما امتنعوا من قدح كتاب الله الفرقان وما تابوا من ان يسموا انفسهم مولايين
 عادت کو چھوڑیں اور کتاب اللہ کی جرح و قدح سے باز نہ آویں

وما ازدجروا من سب رسول الله صلى الله عليه وسلم خاتم النبيين ما ازدجروا
 اور نہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی دشنام دہی سے رکیں اور نہ اس پیغمبر کو اپنے نہیں
 من تولهم ان القرآن ليس بفصيم وما تركوا سبيل التحقير والتوهين فعليهم
 روکیں کہ قرآن فصیح نہیں ہے اور نہ تو ہیں اور تحقیر کے طریق کو چھوڑیں پس قرآن تعالیٰ
 من الله الف لعنة فليقل القوم كلهم آمين۔
 کہ ہرگز سے ہزار لعنت ہے پس چاہیے کہ تمام قوم کہے کہ آمین۔

۱ لعنت ۲ لعنت ۳ لعنت ۴ لعنت ۵ لعنت ۶ لعنت
 ۷ لعنت ۸ لعنت ۹ لعنت ۱۰ لعنت ۱۱ لعنت ۱۲ لعنت
 ۱۳ لعنت ۱۴ لعنت ۱۵ لعنت ۱۶ لعنت ۱۷ لعنت ۱۸ لعنت
 ۱۹ لعنت ۲۰ لعنت ۲۱ لعنت ۲۲ لعنت ۲۳ لعنت ۲۴ لعنت

لعنت ٢٧٣ لعنت ٢٧٤ لعنت ٢٧٥ لعنت ٢٧٦ لعنت ٢٧٧ لعنت ٢٧٨ لعنت ٢٧٩ لعنت
 ٢٨٠ لعنت ٢٨١ لعنت ٢٨٢ لعنت ٢٨٣ لعنت ٢٨٤ لعنت ٢٨٥ لعنت ٢٨٦ لعنت ٢٨٧ لعنت ٢٨٨ لعنت ٢٨٩ لعنت ٢٩٠ لعنت
 ٢٩١ لعنت ٢٩٢ لعنت ٢٩٣ لعنت ٢٩٤ لعنت ٢٩٥ لعنت ٢٩٦ لعنت ٢٩٧ لعنت ٢٩٨ لعنت ٢٩٩ لعنت ٣٠٠ لعنت ٣٠١ لعنت ٣٠٢ لعنت ٣٠٣ لعنت ٣٠٤ لعنت
 ٣٠٥ لعنت ٣٠٦ لعنت ٣٠٧ لعنت ٣٠٨ لعنت ٣٠٩ لعنت ٣١٠ لعنت ٣١١ لعنت ٣١٢ لعنت ٣١٣ لعنت ٣١٤ لعنت ٣١٥ لعنت ٣١٦ لعنت ٣١٧ لعنت ٣١٨ لعنت ٣١٩
 ٣٢٠ لعنت ٣٢١ لعنت ٣٢٢ لعنت ٣٢٣ لعنت ٣٢٤ لعنت ٣٢٥ لعنت ٣٢٦ لعنت ٣٢٧ لعنت ٣٢٨ لعنت ٣٢٩ لعنت ٣٣٠ لعنت ٣٣١ لعنت ٣٣٢ لعنت ٣٣٣ لعنت ٣٣٤ لعنت ٣٣٥
 ٣٣٦ لعنت ٣٣٧ لعنت ٣٣٨ لعنت ٣٣٩ لعنت ٣٤٠ لعنت ٣٤١ لعنت ٣٤٢ لعنت ٣٤٣ لعنت ٣٤٤ لعنت ٣٤٥ لعنت ٣٤٦ لعنت ٣٤٧ لعنت ٣٤٨ لعنت ٣٤٩ لعنت ٣٥٠
 ٣٥١ لعنت ٣٥٢ لعنت ٣٥٣ لعنت ٣٥٤ لعنت ٣٥٥ لعنت ٣٥٦ لعنت ٣٥٧ لعنت ٣٥٨ لعنت ٣٥٩ لعنت ٣٦٠ لعنت ٣٦١ لعنت ٣٦٢ لعنت ٣٦٣ لعنت ٣٦٤ لعنت ٣٦٥
 ٣٦٦ لعنت ٣٦٧ لعنت ٣٦٨ لعنت ٣٦٩ لعنت ٣٧٠ لعنت ٣٧١ لعنت ٣٧٢ لعنت ٣٧٣ لعنت ٣٧٤ لعنت ٣٧٥ لعنت ٣٧٦ لعنت ٣٧٧ لعنت ٣٧٨ لعنت ٣٧٩ لعنت ٣٨٠
 ٣٨١ لعنت ٣٨٢ لعنت ٣٨٣ لعنت ٣٨٤ لعنت ٣٨٥ لعنت ٣٨٦ لعنت ٣٨٧ لعنت ٣٨٨ لعنت ٣٨٩ لعنت ٣٩٠ لعنت ٣٩١ لعنت ٣٩٢ لعنت ٣٩٣ لعنت ٣٩٤
 ٣٩٥ لعنت ٣٩٦ لعنت ٣٩٧ لعنت ٣٩٨ لعنت ٣٩٩ لعنت ٤٠٠

وَأَشْهَدُ الْإِحْرَارَ وَالْأَسَارَىٰ إِنِّي أَضْعُ الْبَرَكَةَ وَاللَّعْنَةَ أَمَامَ النَّصَارَىٰ
 اور میں آزادوں اور قیدیوں کو گواہ کرتا ہوں کہ میں آج برکت اور لعنت نصاریٰ کے آگے رکھتا ہوں
 أَمَّا الْبَرَكَةُ فَيَنَالُهَا بَرَكَةُ الدُّنْيَا عِنْدَ مَقَابِلَةِ الْكِتَابِ وَيَنَالُونَ أَنْعَامًا كَثِيرًا
 برکت سے مراد دنیا کی برکت ہے کہ مقابلہ کے وقت ان کو حاصل ہوگی اور وہ بہت ساناعام
 مع الْفَتْحِ وَالْغَلَابِ أَوْ يَنَالُهَا بَرَكَةُ الْآخِرَةِ عِنْدَ التَّوْبَةِ وَتَرْكِ تَوْهِينِ
 مع فتح اور غلبہ کے یا میں گے یا برکت سے مراد آخرت کی برکت ہے کہ توبہ اور ترک توبہ میں قرآن
 الْقُرْآنَ وَتَرْكِ صِفَةِ الْمَرْحُوكِ وَأَمَّا اللَّعْنَةُ فَتُرَدُّ عَلَيْهِمْ إِلَّا عِنْدَ
 ہے کہ وہ کسی کی رحمت میں نہ صرف اس حالت میں وارد ہوگی کہ جب بالمقابل رسالہ نہ بنا سکیں
 اعْرَاضِهِمْ عَنِ الْجَوَابِ وَمَعَ ذَلِكَ عَدَمِ امْتِنَاعِهِمْ عَنِ الشُّمِّ وَالسَّبِّ
 اور باوجود اس کے

وَالْقُدْحِ فِي كِتَابِ رَبِّ الْآرِبَابِ رَبِّ الْعَالَمِينَ۔

قرآن شریف کی توہین اور تحقیر سے بھی باز نہ آویں۔

وَأَعْمَدُ أَنْ كُلَّ مَنْ هُوَ مِنْ وَلَدِ الْحَلَالِ وَلَيْسَ مِنْ ذُرِّيَةِ الْبَغَايَا

اور جاننا چاہیے کہ ہر ایک شخص جو ولد الحلال ہے اور خراب عورتوں

وَنَسْلُ الدَّجَالِ فَيَفْعَلُ امْرَأًا مِنْ امْرَأَتِ الْتَّلْسَانِ بَعْدَ تَرْكِ

اور دجال کی نسل میں سے نہیں ہو وہ دو باتوں میں سے ایک بات ضرور اختیار کرے گی یا تو بعد اسکے دروغ گوئی

الْإِفْتِرَاءِ وَالْمِيلِينَ وَأَمَّا تَأْلِيفُ الرِّسَالَةِ كَرِسَالَتِنَا وَتَرْصِيعُ الْمَقَالَةِ مَقَالَتِنَا

اور افتراء سے باز آجائے گا یا ہمارے اس رسالہ جیسا رسالہ بنا کر پیش کرے گا

وَلَكِنِّي الَّذِي مَا أَرَدُ جَرَمُ الْقُدْحِ فِي بَلَاغَةِ الْقُرْآنِ وَمَا امْتَنَعُ مِنَ الْإِنْكَارِ

مگر وہ شخص کہ جس نے نہ تو ہمارے رسالہ جیسا رسالہ بنایا اور نہ قرآن کریم کی جرح و قدح سے باز آیا

مِنْ فَصَاحَةِ الْقُرْآنِ فَفَعَلِيهِ كُلَّمَا قُلْنَا وَكَتَبْنَا فِي هَذَا الْقُرْطَاسِ عَلَيْهِ

اور نہ فصاحت قرآنی پر حملہ بجا کرنے سے اپنے تمہیں روکا پس اس پر وہ سب باتیں وارد ہونگی جو ہم اس رسالہ

(ثاني طبع اول)

نور الحق المحقة الثانية

الحمد لله الذي اجزل لنا طوله وانجز وعده واتم قوله

داوى بعض الآيات واغمر المنكرين المنكرات فاردت ان اظهر

ستاه لمن ام مسالك هذه ولم اخل فتا بنى نصر الله الكريم وعن الله الرحيم

الذي ظهرت آية الحسن والكسوف من الله الرحمن الرؤف قال في روي ان اولت سلم

وهذه الباب هذا لطلايق الفتن الله الاحل للاحق وجعلتها حققة من حصن لود الحق

ومعها انعام خمسة الاف للذين يلقون كغداً والذين يكذبون القرآن يتبعون الشيطان

ويكلمون في بلاغة القرآن ولا يحسبون من الله المرجان اردت بتأليف هذه الرسالة

وحصة الاولى ان اظهر جملة النوكى ضلالة تلك الحق وكشف خدعهم على اولي

النهى ارى الحق لمن يرى بعد ما ازمت تأليف هذا الكتاب الهمت من رب الارباب

ان الكافرين المنكرين لا يقدر ان على ان يولفوا كنايا حشل هذه في ثرها ونظما مع التزم

معارفها وحكمها فمن اراد ان يكذب بالها محفلات بمثل كلامه فان المهدي عهد الى امور لا

يهد اليها غيره ولا يدركه معانده ولو كان على الهوا سيرة وهذا الكتاب الذي هو اللطف وادق

سمى المحقة الثانية من

نور الحق

هذه رسالة كالعصب الجرا لا انعام كل من تحض البوارز اول مخاطبتنا بالاطلاع والافهام

المتنصرين الذين هم كالانعام وعلمهم الذي يرى عنقه كالانعام واخوانه الذين

يقولون انا نحن الولويون الماهرين في العربية والعلم الاربعة ثم البطارى الشيعى محمد حسين

مفضل العوام بكلمات السرايا كالجهام ثم بعد هذا كل مختلف من هذه الامور وكل من

قال انى ارضعت تدعى الاديب وحيث معرفتي من علوم النفع خلافة في الملة والمشرق

قالون ننظروهم هل يقومون في الميدان كقيامهم على منبر الانذار او العدى وان

ايدى لون الدبر ويشهدون على انفسهم انهم كانوا من الجاهلين

طبع في المطبع مقيم عام في بلدة لاهور سنة ١٣١٠ هـ من الجهر

والحصة

تبع في جلد ٢

تبع اذ جلد ٣٠٠٠

هذا الكتاب هو نور الحق المحقة الثانية من تأليف السيد محمد حسين مفضل العوام بكلمات السرايا كالجهام ثم بعد هذا كل مختلف من هذه الامور وكل من قال انى ارضعت تدعى الاديب وحيث معرفتي من علوم النفع خلافة في الملة والمشرق قالون ننظروهم هل يقومون في الميدان كقيامهم على منبر الانذار او العدى وان ايدى لون الدبر ويشهدون على انفسهم انهم كانوا من الجاهلين طبع في المطبع مقيم عام في بلدة لاهور سنة ١٣١٠ هـ من الجهر والحصه

عجیبہ و اوضاعہ غریبہ و هو خارق للعادة و مخالفت للمعمول و الستة عجیب ہیں اور اسکی وضعیں غریب ہیں اور وہ خارق عادت اور مخالفت معمول اور سنت ہے۔

ثبت ما جاء في القرآن و حديث خاتم النبيين ولا شك ان اجتماع پس اس سے وہ غیر معمولی ہونا ثابت ہو اس کا بیان کی کہ کہ حدیث خاتم الانبیاء میں موجود ہے اور کچھ شک نہیں کہ

الخسوف و الكسوف في شهر رمضان مع هذه الغرابة امر خارق للعادة کسوف خسوف اسرمہ رمضان میں اس غیر معمولی حالت کے ساتھ جمع ہونا ایک امر خارق عادت ہے

واذا نظرت معه رجلا يقول اني انا المسيح الموعود و المهدى المسعود اور جب کہ اس کے ساتھ تھے ایک آدمی کو دیکھا جو کہتا ہے کہ میں مسیح موعود اور مہدی ہوں اور خسوف

والمسلم المرسل من الحضرة و كان ظهوره مقارنا بهذه الآية فلا شك کسوف کے ساتھ اس کا ظہور مقادیر ہے پس کچھ شک نہیں کہ یہ تمام امور ایسے

انها امور ما سمع اجتماعها في اول الزمان و من ادعى فعلية ان يثبت میں جو پہلے کسی زمانہ میں جمع نہیں ہوئے جو انکار کرے اور ثابت کر کے دکھلا دے کہ کسی

وقوعه في حين من الاحيان - ثم لما ظهرت هذه الآية في هذه الديار وقت پہلے اس سے یہ کسوف خسوف موعود مدعی مہدی کے وقوع میں آچکا ہو - پھر جبکہ یہ نشان اسی ملک

وهذا المقام و لم يظهر اثر منها في بلاد العرب و الشام فهذه شهادة اور اسی مقام میں ظاہر ہوا اور بلاد عرب اور شام میں کچھ اسکا نشان

من الله العلامة لصدق دعوا ناي اهل الاسلام فقروا فردى ائمترا کو نہ پایا گیا تو یہ خدا تعالیٰ کی طرف سے ہمارے صدق دعویٰ پر ایک نشان ہو پس تم ایک ایک ہو کر کھڑے ہو جاؤ اور جو

من بخل و عادی ثم تفكروا و دعوا اعتادا و لا تلقوا بايديكم الى التهلكة شخص بخل اور دشمن ہو اسکو چھوڑ دو پھر فکر کرو اور اعتاد کو چھوڑ دو اور اپنے ہاتھوں سے اپنے تئیں ہلاک نہ کرو

ولا تفسدوا و افساد و لا تعرضوا مستعجلين - يا عباد الله رحمكم الله اور جلدی سے کناہہ کشر مت ہو جاؤ - اے بندگان خدا

اتقوا الله ولا تتكبروا وفكروا وتدبروا ايجوز عندكم ان يكون المهدى
فكر کرو اور سوچو کیا تمہارے نزدیک جائز ہے کہ مہدی تو

في بلاد العرب او الشام وآيته تظهر في هذا المقام وانتم تعلمون
بلاد عرب اور شام میں پیدا ہو اور اس کا نشان ہمارے ملک میں ظاہر ہو اور تم جانتے ہو

ان الحكمة الالهية لا تبعد الايت من اهلها وصاحبها ومحلها
کہ حکمت الہیہ نشان کو اُس کے اہل سے جدا نہیں کرتی

فكيف يمكن ان يكون المهدى في مغرب الارض وآيته تظهر في
پس کیونکر ممکن ہے کہ مہدی تو مغرب میں ہو اور اُس کا نشان

مشرقها فكفاكم هذا ان كنتم من الطالبين
مشرق میں ظاہر ہو اور تمہارے لئے اس قدر کافی ہو اگر تم طالب حق ہو۔

ثم معد لك لا يخفى عليكم ان بلاد العرب والشام خالية عن اهل
پھر یہ بھی تم پر پوشیدہ نہیں کہ بلاد عرب اور شام ایسے

هذه الادعاء ولن تسمع اثرا منه في تلك الارحاء ولكنكم تعلمون اني اقول
مدعی کے وجود سے خالی ہیں اور ان اطراف میں ایسے مدعی کا نشان نہیں پایا جاتا مگر تم جانتے ہو کہ میں کئی

من بضع سنين باهر رب العالمين اني انا المسيح الموعود والمهدى
برس سے باہر رب العالمین کہہ رہا ہوں کہ میں مسیح موعود اور مہدی

المسعود وانتم تكفروني وتلعنوني وتكذبونني وجاءكم البيئات و
مسعود ہوں اور تم مجھے کافر ٹھہراتے اور لعنت کرتے اور جھٹلاتے ہو اور کھلی کھلی نشانیاں تمہارے پاس

ازيلا الشبهات ثم كنتم على التكفير مصرين - اعجبتم ان جاءكم منذ منكم
پہنچیں اور تمہارے شبہات دور کئے گئے اور پھر تم کافر ٹھہرانے پر اصرار کرتے رہے۔ یقیناً تعجب کیا کہ تم میں سے ایک

على راس المائة في وقت نزول المصائب على الأمة واشتداد العلة وكنتم
ڈرائیو الامدادی کے سر پر آیا اور اس وقت آیا کہ بے دین اسلام پر مصیبتیں اتر رہی تھیں اور بیماری بہت شدت کر گئی تھی اور

طائيل پيچ طبع اول

الحمد لله الذي وقفنا لتأليف رسالة هذه التي ألقت
لائحاً المولوى رسل بابا الاقرسى وتبكيته وفصل فيه
كل امر لتبكيته وسميت

اتمام الحجة

على الذي للجزع

عز المحجة

وطبعت في مطبع گلزار محمد في بلدة لاهور سنة ١٣١١ هـ

تعداد جلد ٤٠٠

قیمت فی جلد ۳۰

فعله تركوا بروق الدنيا وزينتها برؤية لعله ونهضوا الى ما امروا باذعان القلب سعادة
السيرة وجاهدوا في الله على ضعف من المبررة وما كانوا قاعدين بتبتلوا الى الله
تبتيلا وجمعوا خزانة الآخرة وما ملكوها من الدنيا قليلا وما مالوا الى امتراء
الميرة و بذلوا انفسهم لاشاعة الملة وقفوا ظلال رسول الله صلى الله عليه وسلم
حتى صاروا من القانين شروا انفسهم ابتغاء مرضات الرب اللطيف ورضوا
لمرضاته بمفارقة المالك والالياف والنجوا ابصارهم عن الدنيا وما فيها واخذتهم
جذبة عظيمة فجدبوا الى الله رب العالمين.

اما بعد فاعلم ان اخوة الاسلام يقتضي النصح وصدق الكلام ومن اعطى علما
من علوم فاحقه كسر مكتوم فهو احد من الخائنين - وان العلوم لا تنتهي دقايقها
ولا تحصى حقائقها ولا مانع لظهورها ولا محاق لنبذ ورها وكم من علم ترك للاخرين -
وقد علمني ربي من اسراروا خبرني من اخبار وجعلني محجدا هذه الماشاة وخصني
في علومه بالبسطة والسعة وجعلني لرسله من الوارثين - وكان من مفاتيح تعليمه
وعطايا تفهيمه ان المسيح عيسى بن مريم قد مات بموته الطبيعي وتوفي كاخوانه

من المرسلين - وبشرني وقال ان المسيح الموعود الذي يرقبونه واهل بيته المسموع
الذي ينتظرونه هو انت تفعل ما تشاء فلا تكون من المبترين - وقال انا جعلناك
المسيح ابن مريم ففض ختم سر وجعلني على دلائل الامر من المطيعين - فواترت
هذه الالهامات وتتابع البشارات حتى صرت من المطمئنين ثم تغيرت
طريق الحزامة ورجعت الى كتاب الله خفي طرق السلامة فيجده عليه اول
الشاهدين - واما بيان يكون اوضح من بيانه يعيسى الى متوفيك فانظر
هداك الله قبل توفيك وجعلك من المستبصرين -

واكد الله بقوله فلما توفيتني ففكرنيه يامن اذيتني وحسبتني
من الكافرين - وهذا انص لا يرده قول مبار باثار ولا يجرحه سهم مكارني مضمار ولا

روحانی خزائن

تصنیفات

حضرت میرزا غلام احمد قادیانی
مسیح موعود و مہدی معہود علیہ السلام

جلد ۹

انوار الاسلام - منن الرحمن - ضیاء الحق
نور القرآن ہر دو حصہ معیار المذہب

ماہیئل بیچ بارادل

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

انوار الاسلام

تعداد اشاعت (۳۰۰۰)

ابہا دیسہ کہ پیشگوئی میں فریق مخالف کے نقطہ سے جس کے لئے ہادیہ یا وقت کا وعدہ تھا ایک
گروہ مراد ہے جو اس بحث سے تعلق رکھتا تھا خواہ خود بحث کرنے والا تھا یا معاون یا حامی یا سرگروہ
تھا۔ اس مقدمہ سب سے ڈیپٹی جج ججہاٹھہر تھا۔ کیونکہ وہ دوسرے عیسائیوں کی طرف سے
منتخب ہو کر چند دن جھگڑا کر مارا مگر درحقیقت اس نقطہ کے حصہ دار دوسرے معاون اور محرک
ادمان کے سرگروہ بھی تھے کیونکہ عموماً فریق اس تمام گروہ کا نام ہے جو ایک کام یا مقابلہ کرنے والا
یا اس کام کا معاون یا اس کام کا ہانی یا مجر یا حامی ہو اور پیشگوئی کی کسی جہاد میں یہ نہیں
لکھا گیا کہ فریق سے مراد صرف عبد اللہ اسلم ہے۔ ہاں میں نے جہاں تک الہام کے معنی
مجھے وہ یہ تھے کہ جو شخص اس فریق میں سے بالمقابل ہاٹل کی تائید میں نفس خود بحث کر لے گا وہ ہے
اس کے لئے ہادیس سے مراد مندرجہ موت ہے لیکن الہامی لفظ صرف ہادیس ہے اور ساتھ یہ بھی
شرط ہے کہ حق کی طرف رجوع کرنے والا نہ ہو۔ اور حق کی طرف رجوع نہ کرنے کی تہد ایک الہامی
شرط ہے مگر میں نے الہامی عبارت میں صاف لفظوں میں اس شرط کو لکھا تھا اور یہ بات
بالکل سچ اور حقیقی اور الہام کے مطابق ہے کہ اگر مشر عبد اللہ کا دل جیسا کہ پہلے تھا وہی تو رہا
اور تجسرا سلام پر قائم رہا اور اسلامی عقلمت کو قبول کر کے حق کی طرف رجوع کرنے کا کوئی حصہ نہ
یتا تو اسی عباد کے اندر اسی کی زندگی کا خاتمہ ہو جاتا لیکن خدا تعالیٰ کے اہم نے مجھے جتنا دیا کہ
ڈیپٹی جج عبد اللہ اسلم نے اسلام کی عقلمت اور اس کے عیب کو تسلیم کر کے حق کی طرف رجوع
کرنے کا کسی قدر حصہ لے لیا جس حصہ نے اس کے وعدہ موت اور کالی طور کے ہادیس میں تہجسہ
قول دی اور ہادیس میں ذکر نہیں اس پر اسے ہادیس سے تھوڑے دوسرے لئے بچ گیا جس کا نام موت
ہے اور یہ ظاہر ہے کہ الہامی لفظوں اور شرطوں میں سے کوئی ایسا نقطہ یا شرط نہیں ہے جو تہجسہ
ہو یا جس کا کسی قدر ہو جو ہو جاتا اپنی تاثیر پیدا نہ کرے۔ لہذا ضرور تھا کہ جس قدر مشر عبد اللہ
اسلم کے دل نے حق کی عقلمت کو قبول کیا اس کا فائدہ اس کو پہنچ جائے سو خدا تعالیٰ نے ایسا
ہو کیا اور مجھے فرمایا اطلع علی حمہ وغمہ۔ ولن تجد لستہ ملہ تبدیلا ولا تلجہا ولا تلجہا ولا
استکم کا اعلان اور کلمہ مؤمنین و مجتہدین و جہادین و استکمالہ۔ و شوق الاعمال و عمل حسن و مکر و ادب
و ہونہ و نہانہ کشف السر عن ساقیہ و شوق یقروح المؤمنون۔ ثلثہ موت الاولین و ثلثہ من
الآخرین و عہد تہذیب کرنا و فتن شاد و تہذیبی و عہد سبیلہ ترجمہ یہ ہے کہ خدا تعالیٰ نے اس
کے عہد و عہد پر اطلاع پائی اور اس کو ہمت دی جب تک کہ وہ جیسا کہ اور سخت گوئی اور

ماہیئل طبع اول

وَلَمَّا اسْتَفْتَوْا عَنْ ظُلْمِهِ قَالَهُ لَكَ مَا عَلَيْهِمْ مِنْ عَذَابٍ
جو شخص مظلوم ہونے کے بعد انتقام لے اس پر کوئی الزام نہیں

نور القرآن

نمبر ۲

پابنت ماہ ستمبر اکتوبر نومبر دسمبر ۱۸۹۵ء و جنوری و فروری مارج و اپریل ۱۸۹۶ء

خاکسار محمد سراج الحق جمالی نعمانی

مطبع ضیاء الاسلام قادیان میں ہاتھام حکیم فضل دین صاحب

الک مطبع کے چھپا

قیمت فی جلد

۴۰۰ جلد چھپی

اعترافِ پنجم

محمد صاحب کی ایک غیر عورت پر نظر پڑی۔ تو آپ نے گھر میں آکر اپنی بیوی مسودہ کلام سے غلط کی پس جو شخص غیر عورت کو دیکھ کر ایسے نفس پر غالب نہیں آسکتا۔ جب تک اپنی عورت سے غلط نہ کرے اور اپنے نفس کی حرص کو پورا نہ کرے۔ تو وہ فرد اتمل کیونکر ہو سکتا ہے؟

اقول میں کہتا ہوں کہ جس حدیث کے معترض نے اُلٹے معنی سمجھ لئے ہیں وہ صحیح مسلم میں ہے۔ اور اس کے الفاظ یہ ہیں۔ عن جابر ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم دای امرأة فاتی امرأۃ زینب وھی تمعش منبئة لها ففغضی حاجتہ۔ اس حدیث میں مسودہ کا کہیں ذکر نہیں اور معنی حدیث کے یہ ہیں کہ آنحضرتؐ نے ایک عورت کو دیکھا۔ پھر اپنی بیوی زینبؓ کے پاس سے بدرد و چمزد کو بلا کر رہی تھی۔ سو آنحضرتؐ نے اپنی حاجت پوری کی۔ اب دیکھو کہ حدیث میں اس بات کا نام و نشان نہیں کہ آنحضرتؐ صلی اللہ علیہ وسلم کو اس عورت کا حسن و جمال پسند آیا۔ بلکہ یہ بی ذکر نہیں کہ وہ عورت جوان تھی یا بڑی تھی۔ اور یہ بھی ثابت نہیں ہوتا کہ آنحضرتؐ نے اپنی بیوی سے آکر صحبت کی۔ الفاظ حدیث صرف اس قدر ہیں کہ اُس سے اپنی حاجت کو پورا کیا اور لفظ فغضی حاجتہ لغت عرب میں مباشرت سے خاص نہیں ہے۔ فقصارِ حیات پاخانہ پھینکے کو بھی کہتے ہیں اور کئی اور معنوں کے لئے مستعمل ہوتا ہے۔ یہ کہاں سے معلوم ہوا کہ آنحضرتؐ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی بیوی سے صحبت کی تھی۔ ایک عام لفظ کسی خاص معنی میں محدود کرنا صریح تشرارت ہے۔ علاوہ اس کے آنحضرتؐ

درخت کی طرف دوڑے گئے۔ کیا آپ ثابت کر سکتے ہیں کہ یہ درخت ان کو یا ان کے والدین یا حب کی ملک میں سے تھا پس جو شخص بیگانہ درخت کو دیکھ کر اپنے نفس پر غالب نہ آسکا اور بسٹ کر بھینٹ چڑھانے کے لئے اس کی طرف دوڑا گیا وہ خدا کو کیا بلکہ نقول آپ کے فردا مکمل بھی نہیں۔

الغرض کسی کے دل میں یہ خیال گذرنا کہ یہ چیز خوبصورت ہے یہ ایک علیحدہ امر ہے جس کو خدائے تعالیٰ میں جیسے وہ کانٹے اور پھول میں فرق کر سکتا ہے۔ ایسا ہی وہ خوبصورت اور بدصورت میں فرق کر سکتا ہے۔ آپ کے خدا صاحب کو شاید یہ قوت مجیزہ قدرت سے نہیں ملی ہوگی مگر بسٹ کی شہوت کے لئے تو انجیر کے درخت کی طرف دوڑے یہ بھی نہ سوچا کہ یہ کس کا انجیر ہے؟

تجربہ کہ ایک شہرانی اور کھاؤ پیو کو شہوت پرست نہ کہا جائے اور وہ پاک ذات جس کی زندگی اور جس کا ہر ایک فعل خدا کے لئے تھا۔ اس کا نام اس زمانہ کے پلید طبع شہوت پرست رکھیں عجیب نابری کا زمانہ ہے یہ اسلام کی اعلیٰ تعلیم کا ایک نمونہ ہے کہ ہرگز قصد کسی عورت کی طرف نظر اٹھا کر نہ دیکھو کہ یہ بد نظری کا پیش خیمہ ہے۔ اور اگر اتفاقاً کسی خوبصورت عورت پر نظر پڑے اور وہ خوبصورت معلوم ہو تو اپنی عورت سے صحبت کر کے اس خیال کو طال دو۔ خوب یاد رکھو کہ یہ تعلیم اور یہ حکم حفظ و اتقہم کے طور پر ہے جو شخص مشلاً ہیضہ کے دلوں میں ہیضہ لے بیٹھنے کے لئے حفظ و اتقہم کے طور پر کوئی دوا استعمال کرتا ہے تو کیا کہہ سکتے ہیں کہ اس کو ہیضہ ہو گیا ہے۔ یا ہیضہ کے آثار اس میں ظاہر ہو گئے ہیں بلکہ یہ بات اس کی دانشمندی میں محسوب ہوگی اور سمجھا جائے گا کہ وہ اس بیماری سے طبعاً نفرت رکھتا ہے اور اس سے

پڑ گیا ہے کہ یہ کھاؤ پیو ہے۔ اس سے کس تقویٰ اور نیک بختی کی امید ہو سکتی ہے
 ہمارے سید و مولیٰ الفضل الانبیاء خیر الاصفیاء محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم
 کا تقویٰ دیکھئے کہ وہ ان عورتوں کے ہاتھ سے بھی ہاتھ نہیں ملاتے تھے جو پاکدامن اور
 نیک بخت ہوتی تھیں اور بیعت کر لینے کے لئے اتنی تھیں بلکہ درگجا کر صرف زبانی
 ملتقین تو بہ کرنے تھے مگر کون عقلمند اور پرہیزگار ایسے شخص کو ایک باطن سمجھے گا جو
 جو ان عورتوں کے چھبے سے پرہیز نہیں کرتا ابابک خجریؓ خوبصورت ایسی قریب
 بیٹھی ہے کہ بغل میں ہے کبھی ہاتھ لبا کر کے سر پر عمل رہی ہے یہی سیرول
 کو بڑی ہے اور بھی اپنے خوشنما اور سیاہ بالوں کو سیرول پر رکھ دیتی ہے۔ اور
 کو وہیں ناشہ کر رہی ہے۔ یسوع صاحب اس حالت میں وجد میں بیٹھے ہیں
 اور کوئی اعتراض کرنے لگے تو اس کو جھڑک دیتے ہیں اور طرفہ کہ تمزحواں
 اور شراب پینے کی عادت اور بچہ مخرد۔ اور ایک خوبصورت کسبی عورت
 سامنے بڑی ہے جسم کے ساتھ جسم کا رہی ہے کیا یہ نیک آدمیوں کا کام ہے
 اور اس پر کیا دلیل ہے کہ اس کسبی کے چھبوتے سے یسوع کی شہوت نے
 جنبش نہیں کی تھی۔ افسوس کہ یسوع کو یہ بھی میسر نہیں تھا کہ اس فاسقہ پر
 نظر ڈالنے کے بعد اپنی کسی بیوی سے صحبت کر لینا۔ بخت زائینہ کے چھبوتے
 سے اور تازہ واد کرنے سے کیا کچھ نفسانی جذبات پیدا ہوئے ہوں گے۔
 اور شہوت کے جوش نے پورے طور پر کام کیا ہوگا۔ اسی وجہ سے یسوع کے
 منہ سے یہ بھی نہ نکلا کہ اسے حرام کار عورت مجھ سے دور رہ۔ اور یہ
 بات انجیل سے ثابت ہوتی ہے کہ وہ عورت طوائف میں سے تھی۔ اور
 زنا کاری میں سارے شہر میں مشہور تھی۔

روحانی خزائن

تصنیفات

حضرت میرزا غلام احمد قادیانی
 مسیح موعود و مہدی موعود علیہ السلام

جلد ۱

آریہ دھرم - ست پجے
 اسلامی اصول کی فلاسفی

ماہر بار اول

وَلَمَّا أَتَيْنَا بِهِ مَقْصُودَ ظَلَمِهِ فَأَوَّكَيْنَا يَدِ الْمُنِظَرِ
جو شخص مظلوم ہو کر بدلتے اس پر کوئی الزام نہیں

سبکین

آیہ دہرم

مطبع ضیاء اسلام آباد
کی اہتمام سے چھپے

کہتے ہیں اور ہم تسلیم کر لیں گے کہ شاید کسی مسلمان نے موقع پا کر گرتھ میں داخل کر دیئے ہیں لیکن اگر دلائل قاطعہ سے یہ ثابت ہو جائے کہ باوا صاحب نے اسلام کے عقاید قبول کر لئے تھے اور وید پر اُن کا ایمان نہیں رہا تھا تو پھر وہ چند اشعار جو باوا صاحب کے اکثر حصہ کلام سے مخالف نظر آتے ہیں جبلی اور الحاقی تسلیم کرنے پڑیں گے یا اُن کے ایسے معنے کرنے پڑیں گے جن سے تناقض دور

ہو جائے اور ظاہر ہے کہ ایک دل سے دو متناقض باتیں نکل نہیں سکتیں۔ کیونکہ ایسے طریق سے یا انسان پاگل کہلاتا ہے یا منافق۔ پس بڑی بے ادبی ہوگی کہ متناقض باتوں کا مجموعہ باوا صاحب کی طرف منسوب کیا جائے۔ ہاں یہ ممکن ہے کہ باوا صاحب نے ایسے مسلمانوں اور مضمیوں مفتیوں کو بھی اپنے اشعار میں سرزنش کی جو جنہوں نے اس حق اور حقیقت کو چھوڑ دیا جس کی طرف خدا تعالیٰ کا کلام ملاتا ہے اور محض رسم اور عادات کے پابند ہو گئے چنانچہ قرآن شریف اور حدیث میں بھی ہے کہ ایسے نمازیوں پر لعنتیں ہیں جن میں صدق اور اخلاص نہیں اور ایسے روزے زری فائدہ کشی ہے جن میں گناہ ترک کرنے کا روزہ نہیں۔ سو تعجب نہیں کہ غافل مسلمانوں کے سمجھانے کے لئے اور اس غرض سے کہ وہ رسم اور عادات سے آگے قدم بڑھادیں باوا صاحب نے بعض بے عمل مولویوں اور مفتیوں کو نصیحت کی ہو۔

اب ہم کھول کر لکھتے ہیں کہ ہماری رائے باوا نانک صاحب کی نسبت یہ ہے۔ کہ بلاشبہ وہ سچے مسلمان تھے اور یقیناً وہ وید سے بیزار ہو کر اور کلمہ طیبہ لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ سے مشرف ہو کر اُس نئی زندگی کو پا چکے تھے۔ جو بغیر خدا تعالیٰ کے پاک رسول کی پیروی کے کسی کو نہیں مل سکتی۔ وہ

ہندوؤں کی آنکھوں سے پوشیدہ ہے

اور پوشیدہ ہی چلے گئے اور اس کے

دلائل ہم ذیل میں لکھتے ہیں۔

کو ایک خط مستقیم میں باہم لکھ دیا جاوے تو شاید ایک مسافر کی دو منزل طے کرنے تک بھی وہ دوکانیں ختم نہ ہوں۔ عبادات سے فراغت ہے اور دن رات سوامیاشی اور دنیا پرستی کے کام نہیں پس اس تمام تحقیقات سے ثابت ہوا کہ یسوع کے مصلوب ہونے سے اس پر ایمان لانے والے گناہ سے رک نہیں سکے بلکہ جیسا کہ مذکور ٹوٹنے سے ایک تیز دھماکا دیا کا پانی ارد گرد کے یہاں کو تباہ کر جاتا ہے ایسا ہی کفار پر ایمان لانے والوں کا حال ہو رہا ہے اور میں جانتا ہوں کہ جیسا ہی لوگ اس پر زیادہ بحث نہیں کریں گے کیونکہ جس حالت میں ان نبیوں کا جن کے پاس خدا کا فرشتہ آتا تھا۔ یسوع کا کفارہ بکایوں کو روک نہ سکا تو پھر کیونکر ہمیں اور ہمیشہ وعدوں اور شک پادریوں کو ناپاک کاموں سے روک سکتا ہے۔ غرض جیسا یوں کہ خدا کی کیفیت یہ ہے جو ہم بیان کر چکے۔

تیسرا مذہب ان دو مذہبوں کے مقابل پر جن کا ابھی ہم ذکر کر چکے ہیں اسلام ہے اس مذہب کی خدا شناسی نہایت صاف صاف اور انسانی فطرت کے مطابق ہے۔ اگر تمام مذہبوں کی کتابیں باوجود کو ان کے سارے تعلیمی خیالات اور تصورات بھی جو ہو جائیں تب بھی وہ خدا جس کی طرف تسکین دہنائی کرتا ہے۔ ائینہ قانون قدرت میں صاف صاف نظر آئیگا اور اس کی قدرت اور حکمت سے بھری ہوئی صورت ہر ایک ذرہ میں چمکتی ہوئی دکھائی دے گی غرض وہ خدا جس کا پتہ قرآن شریف بتاتا ہے اپنی موجودات پر فقط قہری حکومت نہیں رکھتا بلکہ موافق آیت کریمہ **الست بربکم قالوا بلی** کے ہر ایک ذرہ اپنی طبیعت اور روحانیت سے اس کا حکم بھاتا ہے۔ اس کی طرف جھکنے کے لئے ہر ایک طبیعت میں ایک کشش پائی جاتی ہے۔ اس کشش سے ایک ذرہ بھی خالی نہیں اور یہ ایک بڑی ذیل اس بات پر ہے کہ وہ ہر ایک چیز کو ہلاتا ہے کیونکہ نور قلب اس بات کو مانتا ہے کہ وہ کشش جو اس کی طرف جھکنے کیلئے تمام چیزوں میں پائی جاتی ہے وہ بلاشبہ اسی کی طرف سے ہے جیسا کہ قرآن شریف نے اس آیت میں اسی بات کی طرف اشارہ کیا ہے کہ **ان من شئی الا لیسبقہ بحمدہ** یعنی ہر ایک چیز اس کی پاکی اور اس کے محامد بیان کر رہی ہے لہذا ان چیزوں کا حق نہیں تھا تو ان چیزوں میں خدا کی طرف کشش کیوں پائی جاتی ہے۔

یہ لوگ اس مسئلہ پر اگر کسی خوبی سے غور فرمائیں تو خود کو کھینچ کر مستحق کی سمت لائیں اور خدا کی طرف سے ان کی حالت میں کفارہ نہیں ہو سکتا اور کفارہ اس لئے نہیں ہے تاکہ ان کی حالت میں کفارہ ہو سکے۔

روحانی خزائن

تصنیفات

حضرت میرزا غلام احمد قادیانی
مسیح موعود و مہدی مہمود علیہ السلام

جلد ۱۱

انجام آتھم مع ضمیمہ

ٹائٹل پیج باراقل

إِنَّا أَنبِئُكَ أَنَّكَ مَرْغُوبٌ

لِجَارِ الْخَيْرِ وَتَعَوُّدِ الْبَالِ

بفضلہ تعالیٰ

یہ رسائل للہجہ جن کے نام یہ تفصیل ذیل میں

انجامِ اہم

خدائی فیصلہ - دعوتِ قوم

مکتوبِ عربی بنام علماء

مطبع ضیاء الاسلام میں طبع ہو کر عام فائدہ
کے لئے شائع کئے گئے

قادیان

قیمت فی جلد چھ

بمقام

رحیمانہ عادت مجرموں کا واجب تدارک کرانے سے روکتی رہی بلکہ جس حالت میں پہلے حملہ کی وجہ سے آئندہ زندگی کا امن اٹھ گیا تھا تو کیا عقل باور کر سکتی ہے کہ پھر بھی انتقام صاحب نے درگزر اور عفو کو ہاتھ سے نہ چھوڑا۔ اور کسی نے اس کو یہ مشورہ نہ دیا کہ اب دشمن کا تدارک بہت ضروری ہے۔ اور اس میں دو فائدے ہیں۔ ایک یہ کہ بنی جان کا بچاؤ اور دوسرے دشمن کے مذہب کی ذلت جو عیسائیوں کا عین مطلب ہے۔

یہ بھی یاد رکھنے کے لائق ہے کہ انتقام کا بیان صرف اس اعتبار تک محدود تھا کہ جو ایک ملعاہلہ کے ایسے بیان پر کر سکتے ہیں جس کا اس کے پاس کچھ بھی ثبوت نہ ہو اگر اس نے اُن حملوں کا واقعی طور پر معائنہ کیا تھا تو وہ بڑا ہی بد قسمت تھا کہ باوجودیکہ اس کی کوٹھی بہت سے آدمیوں سے بھری ہوئی تھی۔ تب بھی وہ کسی اپنے آدمی کو کوئی سواریا پیادہ یا گھوڑا یا ہتھیار دکھلا نہ سکا۔ اور نہ بیان کر سکا۔ بہانہ شک کہ پیشگوئی کی میعاد گزر گئی گویا جس طرح فری میسن کے لوگ اپنا راز ظاہر کرنا مناسب نہیں سمجھتے۔

ہمیں کون سی ضرورت پیش آئی تھی کہ انگریزوں کی عدالتوں کے دروازہ پر اپنے تئیں سرگردان کرتے۔ ہم تو اس وقت سے ہی انتقام کو مارا جوا دیکھتے تھے جبکہ جاہل عیسائی اور نادان بھلائی اور اس کے خیال انتقام نہ کر کو ذمہ سمجھتے تھے۔ لیکن یہ فرض انتقام کا تھا کہ جن بے ثبوت حملوں کے الزاموں سے قطعی طور پر یہ نتیجہ نکلتا تھا کہ وہ مظلوم پیشگوئی کی حکمت سے ڈر رہا ہو نہایت ہولناک غفلتوں میں بیان کی گئی تھی اور ضرور اس سے فریچے اپنے خون کی اصل حقیقت چھپانے کے لئے اقدام قتل کا بے ثبوت افترا بنالیا۔ عدالت میں ناش کے ان حملوں کا ثبوت دینا اور مجرموں کو واقعی سزا دلانا۔ کیونکہ اُس کے بے ثبوت دعووں کا بار ثبوت تو اسی کے ذمہ تھا۔ لیکن وہ ظالم مفتری تو قسم بھی نہ کھا سکا چچ جائیکہ ناش کرتا۔ کیا ضرور نہ تھا کہ وہ کسی طرح ناش سے یا قسم سے یا خانی طور پر ثبوت دینے سے اپنی صفائی ظاہر کر دیتا۔ کیا وہ چار حملے یعنی ارادہ زہر خورانی اور سانپ چھوڑنا اور لودیا نہ اور فیروز پور میں جو بقول انتقام قتل کے لئے حملے ہوئے ان تمام حملوں کا ثبوت میرے ذمہ تھا یا انتقام کی گردن پر تھا۔

اے بد ذات فرقہ مولویاں! تم کب تک حق کو چھپاؤ گے کب وہ وقت آئے گا کہ تم یہودیانہ خصلت کو چھوڑو گے۔ اے ظالم مولویو! تم پر افسوس کہ تم نے جس بے ایمانی کا پیالہ پیادہ ہی علوم کا لالعام کو بھی پلایا۔

حیسانہ عادت مجرموں کا واجب تدارک کرانے سے روکتی رہی بلکہ جس حالت میں پہلے حملہ کی وجہ سے آنسو زندگی کا اس اٹھ گیا تھا تو کیا عقل باور کر سکتی ہے کہ پھر بھی اہتم صاحب نے درگزر اور عفو کو ہاتھ سے نہ چھوڑا۔ اور کسی نے اس کو یہ مشورہ نہ دیا کہ اب دشمن کا تدارک بہت ضروری ہے۔ اور اس میں دو فائدے ہیں۔ ایک یہ کہ لہنی جان کا بچاؤ اور دوسرے دشمن کے مذہب کی ذلت جو عیسائیوں کا عین مطلب ہے ۛ

یہ بھی یاد رکھنے کے لائق ہے کہ اہتم کا بیان صرف اس اعتبار تک محدود تھا کہ جو ایک ملعاہل کے ایسے بیان پر کر سکتے ہیں جس کا اس کے پاس کچھ بھی ثبوت نہ ہو اگر اس نے اُن حملوں کا واقعی طور پر معائنہ کیا تھا تو وہ بڑا ہی بد قسمت تھا کہ باوجودیکہ اس کی کوششی بہت سے آدمیوں سے بھری ہوئی تھی۔ تب بھی وہ کسی اپنے آدمی کو کوئی سواریا پیادہ یا گھوڑا یا ہتھیار دکھلا نہ سکا۔ اور نہ بیان کر سکا یہاں تک کہ پیشگوئی کی مینعاد گزر گئی گویا جس طرح فری مینس کے لوگ اپنا راز ظاہر کرنا مناسب نہیں سمجھتے۔

ہمیں کون سی ضرورت پیش آئی تھی کہ انگریزوں کی عدالتوں کے دروازہ پر اپنے میں سرگردا کرتے۔ ہم تو اس وقت سے ہی اہتم کو مڑا ہوا دیکھتے تھے جبکہ جاہل عیسائی اور نادان بھائی اور اس کے بھائی اہتم مذکور کو زندہ سمجھتے تھے۔ لیکن یہ فرض اہتم کا تھا کہ جن بے ثبوت حملوں کے الزاموں سے قطعی طور پر یہ نتیجہ نکلتا تھا کہ وہ ضرور اس بینگوئی کی عظمت سے ڈرتا رہا جو نہایت ہولناک لفظوں میں بیان کی گئی تھی اور ضرور اس فقرہ سمجھے ۛ اپنے خوف کی اصل حقیقت چھپانے کے لئے اقدام قتل کا بے ثبوت افترا بنالیا۔ عدالت میں نالش کے ان حملوں کا ثبوت دینا اور مجرموں کو واقعی سزا دلانا۔ کیونکہ اُس کے بے ثبوت دعووں کا بار ثبوت تو اسی کے ذمہ تھا۔ لیکن وہ ظالم مغتری تو قسم بھی نہ کھا سکا چہ جائیکہ نالش کرتا۔ کیا ضرور نہ تھا کہ وہ کسی طرح نالش سے یا قسم سے یا خدائی طور پر ثبوت دینے سے اپنی صفائی ظاہر کر دیتا۔ کیا وہ چار حملے یعنی ارادہ زہر خورانی اور سانپ چھوڑنا اور لوہا نہ اور فیروز پور میں جو بقول اہتم قتل کے لئے حملے ہوئے ان تمام حملوں کا ثبوت میرے ذمہ تھا یا اہتم کی گردن پر تھا ۛ

اے بد ذات فرقہ مولویاں! تم کب تک حق کو چھپاؤ گے کب وہ وقت آئے گا کہ تم یہودیانہ خصلت کو چھوڑو گے۔ اے ظالم مولویو! تم پر افسوس کہ تم نے جس بے ایمانی کا چمکالہ پیادہ ہی تو علم کا لالچام کو بھی پلایا۔

موت اس پر وارد ہوگا۔ اس جلد مرنے کا موجب ہو گئی اور عیسا کہ ہم کئی مرتبہ لکھ چکے ہیں وہ ہمارا شہنشاہ و مہر
۱۸۹۵ء کے بعد جو ہمارا آخری اشتہار بطور اتمام حجت تھا پورے سات بیسے بھی زندہ نہ رہ سکا۔ پس
کیا یہ خدا کا فعل نہیں ہے کہ اس نے آتھم کے اصرار انکار پر موت کی سزا سے اس کا تمام جھوٹ اور
افتر ایک لحظہ ظاہر کر دیا ؟

اب بیان کرو کہ کونسا قانونی ستم ہماری اس تقریر میں ہے اور آتھم کو ملزم قرار دینے کے لئے
کس ثبوت کی کسر رہ گئی ہے۔ بلاشبہ اُسی کی عملی حالت نے اس پر فرد قرار داجرم لگا دی جس پر وہ ایک
بھی صفائی کا گواہ پیش نہ کر سکا۔ اب عیسائیوں کو اس کی ناحق کی حمایت سے کچھ حاصل نہیں ہوگا۔ ہم
نے بہت صفائی سے بار بار اس بات پر زور دیا کہ آتھم اس بیان میں بالکل جھوٹا ہے کہ اس کے قتل کے

ہوں اور قرآن شریف کو ماننا ہوں کیا ایسا بخت مغری جو خود رسالت اور نبوت کا دعویٰ کرتا ہے۔ قرآن
شریف پر ایمان رکھ سکتا ہے اور کیا ایسا وہ شخص جو قرآن شریف پر ایمان رکھتا ہے۔ اور آیت و لگن
رسول اللہ و خاتم النبیین کو خدا کا کلام مقین رکھتا ہے وہ کہہ سکتا ہے کہ میں بھی آنحضرت
صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد رسول اور نبی ہوں۔ صاحب انصاف طلب کو یاد رکھنا چاہیئے کہ اس عاجز نے
کبھی اور کسی وقت حقیقی طور پر نبوت یا رسالت کا دعویٰ نہیں کیا اور غیر حقیقی طور پر کسی لفظ کو استعمال
کرنا اور لغت کے عام معنوں کے لحاظ سے اس کو بول چال میں لانا مستلزم کفر نہیں۔ مگر میں اس کو
بھی پسند نہیں کرتا کہ اس میں عام مسلمانوں کو دھوکہ لگ جانے کا احتمال ہے لیکن وہ مکالمات اور محافطہ
جو اہل تشائذ کی طرف سے مجھ کو ملے ہیں جن میں یہ لفظ نبوت اور رسالت کا بکثرت آیا ہے۔ اُن کو میں بوجہ
ماسود ہونے کے غرضی نہیں رکھ سکتا۔ لیکن بدیہہ کہتا ہوں کہ اُن الہامات میں جو لفظ مُرسَل یا رسول
یا نبی کا میری نسبت آیا ہے وہ اپنے حقیقی معنوں پر مستعمل نہیں ہے۔ اور اصل حقیقت جس کی

میں علی رؤس الاشہاد گواہی دیتا ہوں یہی ہے جو ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم خاتم الانبیاء ہیں۔ اور
آپ کے بعد کوئی نبی نہیں آئے گا نہ کوئی پُرانا اور نہ کوئی نیا۔ ومن قال بعد رسولنا وسيدنا
ان نبی اور رسول علی وجه الحقیقۃ والافتراء وترك القرآن و احکام الشریعۃ
الطیہ فھو کافر کذا اب۔ عرض ہمارا مذہب یہی ہے کہ جو شخص حقیقی طور پر نبوت کا دعویٰ کرے
اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے دامن فیوض سے اپنے تئیں الگ کر کے اور اس پاک سرچشمہ سے
جدا ہو کر آپ ہی براہ راست نبی اللہ بننا چاہتا ہے تو وہ ملحد پید ہے اور ظالم ایسا شخص اپنا کوئی نیا

کوئی خدا ایسے فکرتا ہے بلکہ تو کہ میرے ہاتھ میں اس میں چنانچہ برائیں حدیں ہیں ایسے کئی مخالفت الہیہ میری نسبت چاہے گئے۔

لئے ہماری طرح ناجائز کئے ہوئے۔ ہم نے اس کو اپنے پہلے اشتہاروں میں بہت غیرت دلائی۔ اور غیرت دینے والے الفاظ استعمال کئے۔ مگر کچھ ایسا دھڑکا اس کے دل میں بیٹھ گیا تھا۔ کہ وہ سر نہ اٹھا سکا۔ پھر ہم نے نہایت الحان اور انکسار کے ساتھ یسوع کی عزت اور مرتبہ کو یاد دلا کر قسم دی اور جہاں تک الفاظ ہمیں مل سکے۔ ہم نے اس بات پر زور دیا کہ وہ اس بہتان کو جو ہم پر لگاتا ہے ثابت کرے یا قسم کھاوے لیکن وہ ان بد نعت جھوٹوں کی طرح چپ رہا۔ جن کا کاشن ہر وقت اُن کو ملا مت کرتا ہے کہ تم خدا کی لعنت کے نیچے کارروائی کر رہے ہو۔ یقیناً اس کو یہ خوف کھا گیا کہ تحقیق کرانے کے وقت اس کے جھوٹے منصوبہ کے تمام پردے ہال بگ جائیں گے۔ اور قسم کھانے کی حالت میں خدا کا قہر اس پر نازل ہوگا۔ سو اس نے نہ ناش کی اور نہ قسم کھائی۔

کلمہ ربانے گا۔ اور عبادات میں کوئی نئی طرز پیدا کرے گا اور احکام میں کچھ تغیر و تبدل کر دیگا۔ پس بلاشبہ وہ میلہ کذاب کا بھائی ہے اور اس کے کافر ہونے میں کچھ شک نہیں۔ ایسے خبیث کی نسبت کیونکر کہہ سکتے ہیں کہ وہ قرآن شریف کو مانتا ہے۔

لیکن یاد رکھنا چاہیے کہ جیسا کہ ابھی ہم نے بیان کیا ہے بعض اوقات مخالفانہ کے الہامات میں ایسے الفاظ استعمال اور مجاز کے طور پر اس کے بعض اولیاء کی نسبت استعمال ہوجاتے ہیں اور وہ حقیقت پر محمول نہیں ہوتے۔ سارا جھگڑا یہ ہے جس کو نادان منصف اور طرف کھینچ کر لے گئے ہیں۔ انہی اہل منہ پروردگار کا نام جو صریح مسلم و غیرہ میں زبان مقدس حضرت نبوی سے نبی اللہ نکلا ہے وہ انہی مجازی معنوں کے رو سے ہے جو صوفیاء کرام کی کتابوں میں مسلم و ایک معمولی محاورہ مکملات اللہ کا ہے۔ درنہ خاتم الانبیاء کے بعد نبی کیسا۔

قولہ حضرت آدم میرا صاحب اپنے صادق یا کاذب ہونے کا معیار اپنی پیش رہا اور لاثانی کتاب شہادۃ القرآن میں درج فرمایا ہے (یعنی اتم اور احمد بیگ ہوشیار پوری کے دادا کی موت کی پیشگوئی اور نیکرام پشاور کی موت کی نسبت پیش خبری) اب تاخرین خود بخود سمجھ لیں گے۔ کہ وہ سچا دعویٰ ہے یا دروغ بے فروغ۔

اقول۔ میں کہتا ہوں کہ نیکرام کی پیشگوئی کی میعاد تو ابھی بہت باقی ہے سو اس کا ذکر پیش از وقت ہے اس اتم اور احمد بیگ اور دادا احمد بیگ کی نسبت جو پیشگوئی تھی اس کی میعاد گزر چکی ہے وہ حقیقت یہ دو پیشگوئیاں تھیں۔ ایک اتم کی موت کی نسبت دوسری احمد بیگ اور اس کے دادا کی موت کی نسبت سو اتم ۲۷ جولائی ۱۸۵۷ء کو بروز دوشنبہ فوت ہو گیا۔ اور ایک انکھیں رکھنے والا سمجھ سکتا ہے کہ پیشگوئی

اگر اب بھی عیسائی باز نہ آویں تو بہتر ہے کہ ہم اور ان کے چند سرگروہ مباہلہ کے طور پر میدان میں آکر خدا کے انصاف سے فتویٰ لے لیں۔ جھوٹے پر بغیر یقین کسی فریق کے لعنت کرنا کسی مذہب میں ناجائز نہیں۔ نہ ہم میں نہ عیسائیوں میں نہ یہودیوں میں۔ یہی وجہ ہے کہ پادری و ایٹ بریخت شملہ جلنے سے کچھ عرصہ پہلے چند اپنے عیسائیوں کے ساتھ قلیان میرے پاس آئے اور مجھے کہا کہ آتقم نہیں مریا میں نے کہا کہ اُس نے اسلامی پیشگوئی سے ڈر کر پیشگوئی کی شرط سے فائدہ اٹھایا۔ اور خود اقرار کیا کہ میں ڈنکار اور ان حملوں کا ثبوت نہ دے سکے جو ڈرنے کی وجہ ٹھہرائی۔ وایٹ نے کہا کہ لعنت اللہ علیٰ الکاذبین۔ یعنی جھوٹوں پر لعنت ہو۔ میں نے کہا کہ بیشک جھوٹوں پر لعنت وارد ہوگی۔ اگر آتقم جھوٹا ہے یا میں تو خدا اس کا فیصلہ کر دیگا چنانچہ تھوڑے عرصہ کے بعد اس لعنت کا اثر آتقم پر وارد ہو گیا۔

کہ اب میں کذاب کہلا کر اپنی قوم کی طرف واپس نہیں جاؤں گا اور دوسری راہ لی۔ دیکھو تفسیر درمنثور تحت تفسیر آیت مغاضباً۔ اور دیکھو صفحہ ۱۱۵ اشتہار چہارم الفاعی چار ہزار روپیہ ۹۔ ہم وہ جگہ تھیں جہاں صراطِ حق کی نصف ٹھہرا ہے کہ کیا آپ کہہ سکتے ہیں۔ کہ خدا کا یہ الہام بھوٹا نکلا اور نہ تو بالحد یونس کذاب تھا۔ اصل بات یہ ہے کہ قرآن کریم کا علم اکثر لوگوں سے جاتا رہا ہے اور بظاہر اجماعِ بیت بھی کہلاتے ہیں۔ مگر حدیثوں کے مغز سے ناواقف ہیں۔ ہم بار بار لکھ چکے ہیں۔ کہ انہی قصوں کے لحاظ سے اہل سنت کا یہ عام عقیدہ ہے کہ وعید کی مینعاد کی تاخیر کسی سبب تو یہ یا خوف کی وجہ سے جائز ہے۔ کس قدر خسوس کی بات ہے کہ مسلمان کہلا کر اور ان احادیث کو پڑھ کر پھر اُس پیشگوئی کی تکذیب کی جائے جو یونس کی پیشگوئی سے ہم مشکل ہے اور ایسے امور میں اس عاجز کو کاذب ٹھہرایا جائے جن میں دوسرے انبیاء بھی شریک ہیں ۛ

میں بار بار کہتا ہوں کہ نفسِ پیشگوئی داماد احمد بیگ کی تقدیر میرے ہے اس کی انتظار کرو۔ اور اگر میں جھوٹا ہوں تو یہ پیشگوئی پوری نہیں ہوگی اور میری موت آجائے گی۔ اور اگر میں سچا ہوں تو خدا تعالیٰ ضرور اس کو بھی ایسا ہی پوری کر دے گا جیسا کہ احمد بیگ اور آتقم کی پیشگوئی پوری ہو گئی۔ اصل مدعا تو نفسِ مفہوم ہے۔ اور دقتوں میں تو کسی امتداد کا بھی دخل ہو جاتا ہے بہانہ کہ پہلی کی بعض پیشگوئیوں میں دس سال نائے گئے ہیں جو بات خدا کی طرف سے ٹھہری ہے کہ کوئی اس کو روک نہیں سکتا۔ زرا نرم کرنی چاہیے کہ جس حالت میں خود احمد بیگ اسی پیشگوئی کے مطابق مینعاد کے اندر فوت ہو گیا اور وہ پیشگوئی کے اول نمبر پر تھا تو پھر اگر خدا کا خوف ہو تو اس پیشگوئی کے نفسِ مفہوم میں شک کیا جاتا۔ کیونکہ ایک وقوع یافتہ امر کی یہ دوسری جڑ ہے جس حالت میں خدا اور رسول

میں بار بار کہتا ہوں کہ نفسِ پیشگوئی داماد احمد بیگ کی تقدیر میرے ہے اس کی انتظار کرو۔ اور اگر میں جھوٹا ہوں تو یہ پیشگوئی پوری نہیں ہوگی اور میری موت آجائے گی۔ اور اگر میں سچا ہوں تو خدا تعالیٰ ضرور اس کو بھی ایسا ہی پوری کر دے گا جیسا کہ احمد بیگ اور آتقم کی پیشگوئی پوری ہو گئی۔ اصل مدعا تو نفسِ مفہوم ہے۔ اور دقتوں میں تو کسی امتداد کا بھی دخل ہو جاتا ہے بہانہ کہ پہلی کی بعض پیشگوئیوں میں دس سال نائے گئے ہیں جو بات خدا کی طرف سے ٹھہری ہے کہ کوئی اس کو روک نہیں سکتا۔ زرا نرم کرنی چاہیے کہ جس حالت میں خود احمد بیگ اسی پیشگوئی کے مطابق مینعاد کے اندر فوت ہو گیا اور وہ پیشگوئی کے اول نمبر پر تھا تو پھر اگر خدا کا خوف ہو تو اس پیشگوئی کے نفسِ مفہوم میں شک کیا جاتا۔ کیونکہ ایک وقوع یافتہ امر کی یہ دوسری جڑ ہے جس حالت میں خدا اور رسول

آئتم کے مقدمہ میں دیکھ چکے ہو کہ باوجود اس کے بہت سے منصوبوں کے پھر آخر حق ظاہر ہو گیا۔ کیا تمہارے دل قبول نہیں کر گئے کہ آئتم کا قسم سے انکار کرنا اور ناش سے انکار کرنا اور حملوں کا ثبوت دینے سے انکار کرنا صرف اسی وجہ سے تھا کہ اس نے ضرور الہامی شرط کے موافق حق کی طرف رجوع کر لیا تھا۔ تمہیں معلوم ہے کہ باوجود اس کے کہ ملاستی استتہاروں کی بہت ہی اس طرف کو مار پڑی مگر وہ الزام سے اپنے تمہیں بڑی نکر سکا جو اس کے اقرار خوف اور بے ثبوت ہونے عذر تہملوں سے اس پر وارد ہو چکا تھا۔ یہاں تک کہ اس موت نے اس کو آپکڑا جس سے وہ ڈٹتا رہا۔ اور ضرور تھا کہ وہ انکار کے بعد جلد مرتا۔ کیونکہ خدا تعالیٰ کی پاک پیش گوئیوں کے رد سے بھی سزا اس کے لئے تھی جو چلی تھی۔ سو اس خدا سے خوف کرو۔ جس نے آئتم کو بڑی مگر دنیا کے گرداب میں ڈال کر آخر اپنے وعید کے موافق ہلاک کر دیا۔ خدا کی کھلی کھلی پیش گوئیوں سے منہ پھیرنا یہ بلینتوں کا کام ہے۔ نہ نیک لوگوں کا۔ اور جھوٹ کے مردار کو کسی طرح نہ چھوڑنا۔ یہ کتنوں کا طریق ہے نہ انسانوں کا۔ میاں حسام الدین عیسیٰ لکھتے ہیں کہ آئتم چار دن تک بیہوش رہا۔ مگر وہ اس کا سر نہیں بیان کر سکے کہ کیوں چار دن تک بیہوش رہا۔ سو جاننا چاہیئے کہ یہ چار دن کی سخت جان کندن ان چار افتراؤں کی اسی دنیا میں اس کو مزادی گئی۔ جو اس نے روبرو رانی کے اقدام کا افترا کیا۔ سانب چھوڑنے کا افترا کیا۔ لدھیانہ اور فیروز پور کے حملہ کا افترا کیا اور عیسیائیوں کے خوش کرنے کے لئے اصل وجہ خوف کو چھپایا۔ سو عیسیائیوں کے لئے اس سے زیادہ اور کوئی شرم کی جگہ نہیں کہ آئتم ان کے مذہب کے جھوٹا ہونے پر گواہی دے گیا۔ اب اگر آئتم کی گواہی پر اعتنا نہیں تو اس نے طریق سے دوبارہ حجت اللہ کو پورا کر لینا چاہیئے۔ اور اس نے طریق میں کوئی شرط بھی نہیں۔ سیدھی بات ہے کہ اگر باہم دغا کرنے کے بعد جس کے ساتھ فریقین کی طرف سے آئین بھی ہوگی۔ میرے مقابل کا شخص ایک سال تک خدا تعالیٰ کی فوق العادہ عذاب پہنچ گیا۔ تو جیسا کہ میں لکھ چکا ہوں تاوان مذکورہ بالا ادا کرو چکا۔

اور میں حضرات پادری صاحبان کو دوبارہ یاد دلاتا ہوں کہ اس طرح کا طریق دغاؤں کے

يَفْرَحُ الْمُؤْمِنُونَ - ثَلَاثَةٌ مِنَ الْأَوَّلِينَ وَثَلَاثَةٌ مِنَ الْآخِرِينَ - وَهَذَاتُ ذِكْرٌ

اور گروہ پہلوں میں سے اور ایک پچھلوں میں سے اور یہ تذکرہ ہے پس

فَمَنْ شَاءَ اتَّخَذَ إِلَىٰ رَبِّهِ سَبِيلًا - إِنَّ النَّصَارَىٰ خَوَّلُوا الْأَمْرَ - سَنَرُدُّهَا

جو چاہے خدا کی راہ کو اختیار کرے۔ نصاریٰ نے حقیقت کو بدلا دیا ہے سو ہم ذلت اور شکست

عَلَى النَّصَارَىٰ - لِيُنْزِلَنَّا فِي الْحَطْمَةِ - اَنَا نَبْشُرُكَ بِغُلَامٍ حَلِيمٍ

کو نصاریٰ پر واپس بھینکیں گے۔ اور انہم تابو و کرنی والی آگ میں ڈال دیا جاوے گا۔ ہم تجھے ایک حلیم لڑکے کی

مَظْهَرُ الْحَقِّ وَالْعِلَاءِ كَأَنَّهُ نَزَلَ مِنَ السَّمَاءِ - اسْمُهُ

نور بخبری دیتے ہیں جو حق اور بلندی کا مظہر ہوگا گویا خدا آسمان سے اُترا۔ نام اس کا عمو نوایل ہے

عَمَّا نَوَائِلٍ - يُؤَلِّدُكَ الْوَلَدُ - وَيُؤَدِّي مِنْكَ الْفَضْلُ - إِنَّ تَوَلَّى قُرْبً

کہیں کر توجہ دے کہ خدا کا ماحول ہے۔ تجھے لڑکا دیا جائیگا اور خدا کا فضل تجھ سے نزدیک ہوگا۔ میرا نور قریب ہے

قُلْ أَعُوذُ بِرَبِّ الْفَلَقِ مِنْ شَرِّ مَا خَلَقَ - عَجَلَ جَسَدُهُ خَوَارَ - فَلَهُ نَصَبُ عَذَابٍ

کہیں شر سے خدا کی پناہ لے لو۔ یہ سچا لڑکا ہے جو تیری نیکوئی کو میرا پیشواری ہوگا کہ وہ کی مدد اور عذاب ہوگا۔ یعنی اسی دنیا میں

بِخَرَمٍ كَمَا وَدَّكَ تَوَزِدُكَ رَسِيدَ وَهَابٍ عُمَيَّا بَرْمَنَارَ بَلَدٍ تَرْتَحِمُكَ افْتَادَ - خَلَا تَبْرَعُ سَبَّ كَامٍ وَرَسَتْ

کردیگا اور تیری ساری حلاوتیں تجھے دریا۔ میں اپنی چمکار دکھلاؤں گا۔ اپنی قدرت نمائی سے تجھ کو اٹھاؤں گا

اور تیری برکتیں پھیلاؤں گا یہاں تک کہ بادشاہ تیرے کپڑوں سے برکت ڈھونڈیں گے۔ دنیا میں

ایک ندیر کیا پر دنیا نے اس کو قبول نہ کیا۔ لیکن خدا اُسے قبول کرے گا اور بڑے نند اور محلوں اس کی سچائی ظاہر کرے گا

آمین

یہ کسی قدر غور و ان الہامات کا ہے جو وقتاً فوقتاً مجھے خدا تعالیٰ کی طرف سے ہوئے ہیں اور ان کے سوا

اور بھی بہت سے الہامات ہیں مگر میں خیال کرتا ہوں کہ جس قدر میں نے لکھا ہے۔ وہ کافی ہے۔

اب ظاہر ہے کہ ان الہامات میں میری نسبت بار بار بیان کیا گیا ہے۔ کہ یہ خدا کا فرستادہ

خدا کا ماحول خدا کا امین اور خدا کی طرف سے آیا ہے جو کچھ کہتا ہے اس پر ایمان لاؤ اور اس کا دشمن جہنمی ہے

اور نیز ان تمام الہامات میں اس حاجز کی اس قدر تعریف اور توصیف ہے کہ اگر یہ تعریفیں درحقیقت

خدا تعالیٰ کی طرف سے ہیں تو ہر ایک مسلمان کو چاہیے کہ تمام تکبر اور نخوت اور شیخی سے الگ ہو کر ایسے

يسعوا اليك الخلق للاركان

مردم سحر تو را براي پناه گرفتن مي دهند

تهوى اليك قلوب اهل منقار

سحر تو دلها را اهل منقار را گيرد

نور وجه المدين والمدن والبيداء

تو نور چهره را و بلادها و روستاها را

شأننا ينفوق شئون وجه ذكاء

شأن ما بزرگتر از شئون آفتاب و قوت او دارد

عين الذي نهبت لنا بحرا ع

چشمه را که از ما حرا برداشته

فاذا ريت فهاج منه بكائي

پس چون ديديم به اختيار مرا گريه آمد

لسنا كرجل فاقد الاعضاء

ما شئ مني بغير دست و پا شد

نبني منازلنا على الجوزاء

منازل ما را بر جوزا بنا مي كنيم

واسر الشام وهامة الاعداء

پس سر قبايل و دو دشمنان را مي كنيم

غولا لعينا نطفة السفهاء

گرچه طاقان لعين از نطفه سفيلان است

نحسح في السعد في الجواهر

و خوش است تمام او را چون سعادتي بخواد

حناها اباة وامه بعساء

و در گويي با پدر و مادر و امه است

من عبدة الاضام كالانبياء

و مثل من و چه خود از است پرستان بود

كانت مبيدة امه العمياء

که مادر گور او را با گور گور

ومحقر بالست والازراء

و با حقير کردن و دشمنان را و پست ها مي بندد

كلب فيمغلي قلبه لعواء

از ان گويي سحر او را با گور گور

ياشمسنا انظر رحمة وتعتنا

اے آفتاب ما سحر من رحمت بنده

انت الذي هو عين كل سعادة

تو که هستي هر شادمانی

انت الذي هو مبدع الانوار

تو که هستي هر نور را

اني اري في وجوه المتعطل

من در چهره بزرگان تو

شمس الهدى طلعت لنا مرمكة

آفتاب هدايت از ما بر ما طلوع کرد

ضاهت اياة الشمس بعض ضياء

روشنی آفتاب بعض نور را

نسقي لفتيان بدلين ومحمدا

ما بگويم و با دو بدلين و محمد را

اعلى الموهين ممنا في دينه

خدا را در موهين من در دين او

انا جعلنا كالسيوف فندمع

ما بگويم و ما را گويي و ما را

ومن اللثام اري رجلا فاسقا

و از لثام من گويي و ما را

شكس حيت مقسد ومزور

و در حيت مقسد و مزور

ما قارق الكفر الذي هو ارثه

ما بگويم و در الكفر الذي هو ارثه

قد كان مودودا الهنود ورعهم

پس مودودا الهنود و رعهم

فالان قد غلبت عليه شقاوة

پس انکه بر او غلبه شقاوة

اني اراه مكذبا ومكفرا

من او را گويي که مكذبا و مكفرا

بؤذي مما تشكود ما تشكود

آزار دهي و گويي که تشكود ما تشكود

کل العناد جفونه بعجاجة	فالان من بحمية من اقداء
یعنی بھلک لے آوے اور بدکار کہہ مرہم سا کر وہ است	یہی کہیں کہیں کہ چہ بہائے اور از غماہ برادر
یا لاعفی الزالمین ينظر	نصف قهر رب قادر مولائی
اے نہت کنندہ من خدا قضاے سے چنید	از قہر مولائے من کہ قادر است غوث کس
الحق لا یصلی بنا رخدا یحیة	الی من الخفاش تحسر ذکاء
راستی اکل کر سوختہ نمی خورد	از فقرت شبیر و بیک نقصان آفتاب نیست
الی اراک تمیس بالخیلاء	انسیت يوم الطعنة الخیلاء
من کی بیم کہ بہ ناز و بکمز غولان سے روئے	آہا ان روز را فراموش موی کر نہ فراموشی خود کرد
لا تتبع امواء نفسک شقوة	بلقیات لبث النفس فی الخوقاء
ہوئے نفس خود را از شقاوت بہر دی کن	ترا بخت نفس در چاہ خود را بد خدا خست
فرس نبیث نصف ذری صہواتہ	نصف ان ترک عدو ذی عدو ام
نفس تو را سوچ بہر است از بندگی بہشت او ترس	اوس ترس کہ در میان ہموار او تو بر زمین انگیزد
ان السہوم لشرمائی العالم	ومن السہوم عداوة الصلحاء
در دنیا زہر کم بدترین چیز ہے است	دراز زہر بدتر عداوت صالحان است
اذیتی خیمتا فلتست بصا دق	ان لم تمت بالتغزی یا من یغذ
برا غیبت خود دین واد کہس من جاوہر نیم	اگر تو نیمہ شش پر کوران بہشت نمیدی
اللہ یمغزی خربک و یعزنی	حتی یجی الناس تحت لوائی
خدا تعالیٰ کہہ دیند ما را تو را بد کرد و مرا عزت خود بد	تا بحد کہ مرہم بر مولائے من خواہند آمد
یا ربنا انقہ بیننا بکرامة	یا من یری قلبی ولت لہائی
اے خداوند ما را بکرامت خود فیصلہ کن	یہ آنکہ دل مرا نہ مغزو بہرست مرا می بینی
یا من اری ابوابہ مفتوحة	للسائلین فلا ترد دعائی
اے آنکہ در ایستے او را	برائے سالکان کشادہ می بینی درائے مراد من

امین

الیوم قضینا ما کان علینا من التلیغات۔ وعصمنا نفسا من ما تم ترک الواجبات۔ و
 امروز ہمہ پر باز بلیغ فرض بودا کردیم۔ و نفس خود را از گناہ ترک داشتہ محفوظ داشتیم۔ و وقت
 حلان نصف من الوجه عن هذه المباحثات۔ الاما یفنی البس السائلین والسائلان۔ و اذعن ان
 اندک ما از من مباحثات رو بگردانیم۔ و اگر چه بستم ما را و سائلان و سائلان را از من قبل من العادات۔ و اذعن ان
 لا یطاع العلم بعد هذه التلیغات۔ و لو سبونا کما اذعن من قبل من العادات۔ و اذعن ان
 بعد از تصحیات علم را و ما طلب کنیم۔ اگر چه بستم ما را و سائلان و سائلان را از من قبل من العادات۔ و اذعن ان
 الا انہ یجات۔ انما الاعمال بالنیات۔ فالان نودعهم بدام عجاوبہ من المعسرات۔ و شیوعہ بقہ
 برایشان دشمنی کہ کردیم بعض برائے اہل نین کہیم۔ و اعمال نودعنا فی دلتہ بہرست ما مستندین انور انہن را و اشکوائے ما
 فی سبیل العبرات۔ و هذا منا خاتمة المخططات۔ تمت
 از سر خود در دعائی کہیم و چہ بکرامت کی تمام ہمہ من المعروف این رسالہ را تا خاتمہ مخططات است۔ فقط

موسیٰ بن احمد قصبہ کہدیل و غلیظہ محمد الدین بادی مجازت۔ موسیٰ فیض احمد ڈوگہ۔ موسیٰ عبد الدین علی۔ موسیٰ آغا صالحی سوادگر۔
 موسیٰ بن احمد قصبہ کہدیل۔ موسیٰ بن احمد قصبہ کہدیل۔ موسیٰ بن احمد قصبہ کہدیل۔ موسیٰ بن احمد قصبہ کہدیل۔ موسیٰ بن احمد قصبہ کہدیل۔
 موسیٰ بن احمد قصبہ کہدیل۔ موسیٰ بن احمد قصبہ کہدیل۔ موسیٰ بن احمد قصبہ کہدیل۔ موسیٰ بن احمد قصبہ کہدیل۔ موسیٰ بن احمد قصبہ کہدیل۔

یہی کسی خیانت تھی کہ آتھم کی موت کو جو عین الہام کے موافق یہاں کے بعد بلا توقف ظہور میں آئی کسی نے اس کو نشان الہی قرار نہ دیا۔ وہ گندے اخبار نویس جو آتھم کے موید تھے بیشک کوئی کی حقیقت کھلنے کے بعد ایسے تجاہل سے چپ ہو گئے کہ گویا ہر گئے۔ اب آنکھیں کھولو اور اٹھو اور جاگو اور تلاش کرو۔ کہ آتھم کہاں ہے۔ کیا خدا کے حکم نے اس کو قبر میں نہ پہنچا دیا۔ ہر ایک منصف اس بیشک کوئی کو تسلیم کرے گا

جائے گا۔ دیکھو یسوع کو کسی موعی اندسی پیش بندی کی۔ اب کوئی حرام کار اور بدکار بنے تو اس سے معجزہ مانگے۔ یہ تو دی بات جوئی کہ جیسا کہ ایک قمر برنگا نے جس میں سراسر یسوع کی روح تھی لوگوں میں مشہور کیا کہ میں ایک ایسا درو بتلا سکتا ہوں جس کے پٹھنے سے پہلی ہی رات میں خدا نظر آجائے گا بشرطیکہ پٹھنے والا حرام کی اولاد نہ ہو۔ اب بھلا کون حرام کی اولاد بنے اور کہے کہ مجھے بھی پٹھنے سے خدا نظر نہیں آیا۔ آخر ہر ایک ظنی کو یہ کہنا پڑتا تھا کہ ہاں صاحب نظر آگیا۔ یسوع کی بندشوں اور تدبیروں پر تہاں ہی جائیں رہتا تھا پھر اٹھنے کے لئے نکلیں اور کھینچا۔ یہی ایک طریق تھا۔ کہ ایک مرتبہ کسی یہودی نے آپ کی قوت شجاعت آمانے کے لئے سوال کیا کہ اے استاد قیصر کو خراج دینا روا ہے یا نہیں۔ آپ کو یہ سوال سنستے ہی اپنی جان کی فکر چھوڑ گئی کہ کہیں باغی کہلا کر پکڑا نہ جاؤں۔ سو جیسا کہ معجزہ مانگنے والوں کی ایک لطیفہ مشاعرہ معجزہ مانگنے سے روک دیا تھا۔ اس جگہ بھی وہی کارروائی کی اور کہا کہ قیصر کا قیصر کو دو اور خدا کا خدا کو۔ حالانکہ حضرت ناپا متعیدہ یہ تھا کہ یہودیوں کے لئے یہودی بادشاہ چاہئے نہ کہ جوسی۔ اسی بنا پر یہ یقیناً بھی خریدے شہزادہ بھی کہلایا مگر تقدیر نے یادری نہ کی۔

متنی کی انجیل سے معلوم ہوتا ہے کہ آپ کی عقل بہت موٹی تھی۔ آپ جاہل عورتوں اور عوام الناس کی طرح مرگی کو جھانڈتے نہیں سمجھتے تھے بلکہ جن کو امید خیال کرتے تھے۔ ہاں آپ کو گالیاں دیں اور بدزبانی کی اکثر عادت تھی۔ ادنیٰ ادنیٰ بات میں غصہ آجاتا تھا۔ اپنے نفس کو جذبات سے روک نہیں سکتے تھے۔ مگر میرے نزدیک آپ کی یہ حرکات جانے انسانی نہیں کیونکہ آپ تو گالیاں دیتے تھے اور یہودی ہاتھ سے کسر کال لیا کرتے تھے۔

یہ بھی یاد رہے کہ آپ کو کسی قدر جھوٹ بولنے کی بھی عادت تھی جن جن بیشکگوئیوں کی اپنی ذات کی نسبت توہینت میں پایا جاتا آپ نے فرمایا ہے۔ ان کتابوں میں ان کا نام و نشان نہیں پایا جاتا

مگر شاید بعض بد ذات مولوی منہ سے اقرار نہ کریں مگر دل اقرار کر گئے ہیں۔

پھر ایک اور پیشگوئی نشان الہی ہے جس کا ذکر برہان احمدیہ کے صفحہ ۲۴۱ میں ہے اور وہ یہ ہے
یا آسمن فاضت الرحمة علی شفیتک۔ اے احمد فصاحت بلاغت کے چشمے تیری لہو کی جاری
کئے گئے ہوا اس کی تصدیق کئی سال سے ہو رہی ہے۔ کئی کتابیں عربی بلین فصیح میں تالیف کر کے

بلکہ وہ اردو کے حق میں مقبول ہو آپ کے توفد سے پہلے پوری ہو گئیں اور نہایت شرم کی بات یہ ہے
کہ آپ نے پہلی تعلیم کو جو انجیل کا سفر کہلاتی ہے یہودیوں کی کتاب طالمود سے چرا کر لکھا
ہے۔ اور پھر ایسا ظاہر کیا ہے کہ گویا یہ میری تعلیم ہے لیکن جب سے یہ چوری پکڑی گئی عیسائی
بہت شرمندہ ہیں۔ آپ نے یہ حرکت شاید اس لئے کی ہوگی کہ کسی عمدہ تعلیم کا نمونہ دکھلا کر رسوخ
حاصل کریں۔ لیکن آپ کی اس بیجا حرکت سے عیسائیوں کی سخت روسیاسی ہوئی اور پھر انہیں یہ ہے

کہ وہ تعلیم بھی کچھ عمدہ نہیں عقل اور کاشفس دونوں اس تعلیم کے منہ پر تلخے مار رہے ہیں۔ آپ کا
ایک یہودی استاد تھا جس سے آپ نے تورات کو سبقاً سبقاً پڑھا تھا معلوم ہوتا ہے کہ یا توفدات
نے آپ کو زیر کی ہے کچھ بہت حصہ نہیں دیا تھا اور یا اس استاد کی یہ شرارت ہے کہ اس نے آپ کو
محض سادہ لوح رکھا۔ بہر حال آپ علمی اور عملی قوی میں بہت کچھ تھے۔ اسی وجہ سے آپ ایک مہربان
کے پیچھے پیچھے چلے گئے۔

ایک فاضل پادری سنا ہے کہ آپ کو اپنی تمام زندگی میں تین مرتبہ شیطانی الہام بھی ہوا
تھا چنانچہ ایک مرتبہ آپ اسی الہام سے خدا سے منکر ہونے کے لئے بھی تیار ہو گئے تھے۔

آپ کی انہیں حرکات سے آپ کے حقیقی بھائی آپ سے سخت ناراض رہتے تھے اور ان کو
یقین تھا کہ آپ کے دماغ میں ضرور کچھ خلل ہے اور وہ ہمیشہ چاہتے تھے کہ کسی شفا خانہ میں آپ کی
باقاعدہ علاج ہو شاید خدا تعالیٰ شفا بخشے۔

عیسائیوں نے بہت سے آپ کے عجرات لکھے ہیں مگر حق بات یہ ہے کہ آپ سے کوئی مجتہد
نہیں ہوا۔ اور اس دن سے کہ آپ نے مجتہد مانگنے والوں کو گندی گالیاں دیں اور ان کو حرام کار اور حرام
کی اولاد ٹھہرنا۔ اسی روز سے شریفوں نے آپ سے کنارہ کیا۔ اور نہ چاہا کہ مجتہد مانگ کر حرام کار اور حرام

ہزار بار وہیہ کے انعام کے ساتھ علماء اسلام اور عیسائیوں کے سامنے پیش کی گئیں مگر کسی گمراہ نے اٹھایا اور کوئی مقابل پر نہ آیا۔ کیا یہ خدا کا نشان ہے یا انسان کا ہدیان ہے۔

پھر ایک اور پیشگوئی نشان الہی ہے جو برائین کے صفحہ ۲۳۸ میں درج ہے۔ اور وہ یہ ہے

الْحَرَمُ عَلَی الْقُرْآن۔ اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے علم قرآن کا وعدہ دیا تھا۔ سو اس وعدہ کو ایسے طور

تی اولا دین۔ آپ کا یہ کہنا کہ میرے پیرو نہ رکھائیں گے اور ان کو کچھ اثر نہیں ہوگا۔ یہ بالکل بھوٹ نکلا۔ کیونکہ آج کل زہر کے ذریعے سے یورپ میں بہت غور کشی ہو رہی ہے۔ ہزار ہا مرتے ہیں۔ ایک پادری کو کیسا ہی موٹا ہو تب رتی اسٹرکینا کھانے سے دو گھنٹے تک تسانی مر سکتا ہے۔ پھر یہ معجزہ کہاں گیا۔ ایسا ہی آپ فرماتے ہیں کہ میرے پیرو یہاں کو کیسے کہ یہاں سے اٹھ اور وہ اٹھ جائے گا یہ کس قدر جھوٹ ہے بھلا ایک پادری صرت بات سے ایک الٹی جوتی کو سیدھا کر کے تو دکھلائے۔

نہیں کہ آپ نے معمولی تدبیر کے ساتھ کسی شب کو درغیہ کو اچھا کیا ہو۔ یا کسی اور ایسی بیماری کا علاج کیا ہو۔ مگر آپ کی بد قسمتی سے اسی زمانہ میں ایک تالاب بھی موجود تھا جس سے بڑے بڑے نشان ظاہر ہوتے تھے خیال ہو سکتا ہے۔ کہ اس تالاب کی مٹی آپ بھی استعمال کرتے ہوئے اسی تالاب سے آپ کے معجزات کی پوری پوری حقیقت کھلتی ہے اور اسی تالاب نے فیصلہ کر دیا ہے کہ اگر آپ کوئی معجزہ بھی ظاہر ہوا ہو تو وہ معجزہ آپ کا نہیں بلکہ اس تالاب کا معجزہ ہے۔ اور آپ کے ہاتھ میں سوا کر اور فریکے اور کچھ نہیں تھا پھر فسوس کہ نالائق عیسائی ایسے شخص کو خدا بنا رہے ہیں۔

آپ کا خاندان بھی نہایت پاک اور مطہر ہے۔ تین وادیاں اور نائیاں آپ کی زنا کار اور کسی عورتیں تھیں جن کے ثول سے آپ کا وجود ظہور پذیر ہوا۔ مگر شاید یہ بھی خدا کی کے لئے ایک شرط ہوگی۔ آپ کا کنہیوں سے میلان اور صحبت بھی شاید اسی وجہ سے ہو کہ جدی مناسبت درمیان ہے ورنہ کوئی پرہیزگار انسان ایک جوان کنجری کو یہ موقع نہیں دے سکتا۔ کہ وہ اس کے سر پہنے نپاک ہاتھ لگا دے اور زنا کاری کی گئی کا پلیدہ اس کے سر پہنے اور اپنے بالوں کو اس کے پیروں پر ملے بھنے والے سمجھ لیں کہ ایسا انسان کس چلن کا آدمی ہو سکتا ہے۔

سے انکار کرتے ہیں کیا اس قدر اخبار غریب کوئی خود بخود تراش سکتا ہے۔ اور کیا یہ ایک کذاب کی نشانی ہے۔ کہ اس طور سے خدا اُس کی نائید کرے اور ایسے عام سلسلوں میں بھولے جہال کو عزت

دنیا میں بہت نالان اس دھوکہ میں پڑے ہوئے ہیں۔ کہ وہ اس اعلام غیب کو جو خدا تعالیٰ صائبہ کے خاص بندوں کو اس کی طرف سے ہوتا ہے نظر تو بہن اور اختیار دیکھتے ہیں۔ بعض جاہل سجادہ نشین اور فقیری اور مولوت کے شتر مرغ الہام کے معارف کو مٹھتے ہی جلد بول اٹھتے ہیں کہ یہ کچھ حقیقت نہیں۔ یہ تو ہمارے ادنیٰ سریدوں کو بھی ہوا کرتا ہے۔ بعض کہہ دیتے ہیں کہ یہ ابتدائی حالات کا ایک ناقص مرتبہ ہے جس سے آگے گئے جاننا چاہیے۔ اور ہم نے اپنی دستگیری سے مریدوں کو اوپر کی طرف کھینچنا ہے۔ یہ کچھ نہیں۔ ایچ ہے۔

لیکن ہمارا چاہیئے کہ یہ سب شیطانی الہام ہیں اور چاہتے ہیں کہ کسی طرح خدا کے نور کو بچھا دیں۔ یہ تو سچ ہے کہ کبھی سچی خواب انی مومن یا کافر کو بھی آجاتی ہے۔ اور کوئی ٹوٹا پھوٹا فقر الہام کے رنگ میں ہر ایک مومن کے دل میں القاد ہو سکتا ہے بلکہ کبھی ایک دست بھی تیبہ یا تنغیب کے طور پر پاسکتا ہے مگر وہ امر جس کو یہ عاجز پیش کرتا ہے یعنی مکالمات الہیہ وہ بغیر خاص اور برگزیدہ بندوں کے کسی کو عطا نہیں کیا جاتا۔ یہ تو ظاہر ہے کہ اونٹن شاہد کرتے سے کوئی شخص سبب کا مستحق نہیں ہو سکتا جو حضرت احدیت کے فضل سے اکمل اور اتم فرد کے لئے مخصوص ہے۔ دنیا کے کمالات کی طرف نظر نہ کرے دیکھو۔ کیا کسی دیوار پر ایک اینٹ لگانے سے کوئی شخص کامل معماروں میں شمار ہو سکتا ہے یا ایک دو اینٹ لگانے سے ڈاکٹر کہلا سکتا ہے۔ یا عربی یا انگریزی کا ایک لفظ سیکھنے سے اس زبان کا امام تسلیم کیا جاسکتا ہے۔ یوں تو جو ہر مہر وں چماروں اور فاسقوں کو بھی خدا کے پاک نبیوں سے خواب دیکھنے میں مشارکت ہے۔ مگر کیا اس ایک ذرہ سی مشارکت سے تمام فاسق انبیاء کے ہم پایہ اور ہم مرتبہ شمار کئے جائیں گے۔

یہ جہلا کی غلطیاں ہیں کہ جو قلت تدبیر سے ان کے نفوس امارہ پر محیط ہو رہی ہیں۔ ہاں یہ سچ ہے کہ تمام صوفیوں بلکہ فاسقوں اور فاجروں اور کافروں سے بھی خدا تعالیٰ کی پرستش جاری ہے کہ کبھی وہ سچی خوابیں دیکھتے ہیں۔ بعض وقت کوئی ٹوٹا پھوٹا فقر الہام بھی سُن لیتے ہیں۔ بعض وقت کشفی طور پر کسی مردہ کو دیکھ لیتے یا کشف قبور کے رنگ میں کسی رُوح سے ملاقات کر لیتے ہیں۔ مگر وہ ایسے نامقام نظاروں سے کسی کمال کے وارث نہیں کہلا سکتے۔ اور خدا تعالیٰ ان بکالوں یا نامقام فقیروں کو اس لئے رؤیا یا کشف یا

اجماعت پر لغت نہیں پڑی۔ بیشک خدا نے ان لوگوں کو ذلت کی رُوسیا ہی کے اندر غرق کر دیا۔ مُقابلہ کا کھلا کھلا
اُٹراس کو کہتے ہیں۔ اور خدا کی تائید اس کا نام ہے اور تکلف سے جھوٹ بولنا گویہ کھانا ہے۔

ہم اس مضمون کے خاتمہ میں یہ بیان کرنا بھی ضروری سمجھتے ہیں کہ جن ناپاک طبع لوگوں نے تکفیر پر کمر
باندھی ہے اُن کے مقابل پر ایسے لوگ بھی بہت ہیں جن کو عالم رویا میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی نیارت
ہوئی اور انہوں نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اس عاجز کی نسبت دریافت کیا اور آپ نے فرمایا
کہ وہ شخص درحقیقت منجانب اللہ ہے اور اپنے دعویٰ میں صادق ہے چنانچہ ایسے لوگوں کی بہت سی شہادتیں
ہمارے پاس موجود ہیں جس شخص کو اس تحقیق کا شوق ہے وہ ہم سے اس کا ثبوت لے سکتا ہے۔

اور غزنوی افغانوں کی جماعت جو ناپاک خیالات اور تکذیب کی بلا میں گرفتار ہیں۔ اُن کے لئے اگر
وہ انصاف اور خدا ترسی سے کچھ حصہ رکھتے ہیں اُن کے والد بزرگوار مولوی عبداللہ صاحب کی شہادت
کافی ہے۔ ہمارے پاس وہ گواہ موجود ہیں جو حلف سے بیان کر سکتے ہیں کہ مولوی عبداللہ صاحب نے اپنے کشف کی رُو
سے بتلایا تھا کہ ایک نور آسمان سے نازل ہوا۔ اور قادیان کی سمت میں اتر لیا اور اُن کی اولاد اُس نور
سے محروم ہو گئی۔ اس گواہی میں حافظ محمد یوسف صاحب ضلع اربعہ شریک ہیں۔ مولوی عبداللہ کے دوست
اور محسن بھی ہیں بلکہ اُن کے بھائی محمد یعقوب نے ایک جلسہ میں قسم کھا کر کہا تھا کہ مولوی عبداللہ نے اُس نور کے ذکر
کے وقت اس عاجز کا نام بھی لیا تھا کہ یہ نور اُن کے حصہ میں آگیا اور میری اولاد نے نصیب اور بے بہرہ رہی
اللہ انسا ہے کہ عبداللہ غزنوی اور عبدالجبر جو اپنی شرارت اور مضامین سے تکفیر اور گالیوں پر زور دے
رہے ہیں۔ اپنے فوت شدہ بزرگ کے کلمات کی تین ضرور کر لیں۔ ایسا نہ ہو کہ اُن کی وصیت کی نافرمانی
کے اُن کے عاق بھی ٹھہر جائیں۔ اس بزرگ مولوی عبداللہ نے اپنی زندگی کے زمانہ میں میرے نام بھی دو خط بھیجے
تھے اور اُن خطوں میں قرآنی آیتوں کے الہام کے ساتھ مجھے خوشخبری دی تھی کہ تم کفر پر غالب ہو گے۔ اور پھر واپس
کے بعد میرے پر ظاہر ہو گیا۔ کہ میں آپ کے دعویٰ کا مصدق ہوں چنانچہ میں اللہ تعالیٰ کی قسم کھا کر کہتا ہوں
کہ انہوں نے میرے دعویٰ کو مستکر تصدیق کی اور صاف لفظوں میں مجھے کہا کہ ”جب میں دنیا میں تھا تو
میں امید رکھتا تھا کہ ایسا شخص خدا تعالیٰ کی طرف سے ظہر ہوگا۔“ یہ اُن کے الفاظ ہیں۔ دلحنا
اللہ علی الکاذبین

اور اس وقت کے سجادہ نشینوں میں سے دو بزرگ اور ہیں جنہوں نے اس عاجز کے مقام اور مرتبہ
سے انکار نہیں کیا اور قبول کیا ہے۔ ایک تو میاں غلام فرید صاحب چاچا اُن والے پیر فاضل صاحب بہاولپور ہیں۔

روحانی خزائن

تصنیفات

حضرت میرزا غلام احمد قادیانی

مسیح موعود و مہدی موعود علیہ السلام

جلد ۱۲

سراج منیر۔ استفتاء اردو۔ حجۃ اللہ تحفہ قیصریہ
مجموعہ کی آئین۔ سراج الدین عیسائی کے چار سوالوں کے جوابات

148

ماٹیل طبع اول

مطبوعہ رضیاء الاسلام

۱۳۱۲ھ
سراج مُنیر

مشتعل بر نشانہائے رقبہ

قادیان ارا لاسن الامان

مئی ۱۸۹۷ء

طور سے خبر دے سکتا ہو کہ گویا وہ موجود ہے۔ کیا چھ سال کی میعاد بیان کرنا اور عید کے دوسرے دن کا پتہ دینا اور صورت موت بیان کر دینا یہ خدا سے ہونا محال ہے؟ اگر خدا سے محال ہے تو ان قیدوں کے ساتھ انسان کی اپنی پیشگوئی کیونکر ممکن ہو۔ کیا دُور دراز عرصہ سے ایسی صحیح خبریں دینا انسان کا کام ہے؟ اگر ہے تو اسکی دنیا کی کئی نظیر پیش کرو۔ گورنٹ کو یہ فخر ہونا چاہیے کہ اس ملک میں اور اسکے زمانہ بادشاہت میں خدا اپنے بعض بندوں سے وہ تعلق پیدا کر رہا ہو کہ جو قصوں اور کہانیوں کے طور پر کتابوں میں لکھا ہوا ہو۔ اس ملک پر یہ رحمت ہے کہ آسمان زمین سے نزدیک ہو گیا ہو۔ ورنہ دوسرے ملکوں میں اسکی نظیر نہیں!

یہ بھی ظاہر کر دینا ضروری ہے کہ مختلف مقامات پنجاب سے کئی خط میرے پاس پہنچے ہیں جنہیں بعض آریہ صاحبوں کے جوشوں اور نامناسب منصوبوں کا تذکرہ ہے۔ میرے پاس وہ خط بحفاظت موجود ہیں۔ اور اس جگہ کے بعض آریہ کو میں نے وہ خط دکھلا دیئے ہیں۔ چنانچہ ایک خط جو گوجرانوالہ سے ایک معزز اور رئیس کا مجھ کو پہنچا ہے اس کا مضمون یہ ہے کہ ”اس جگہ دو دن تک جلسہ ماتم لیکھرام ہوتا رہا اور قاتل کے گرفتار کنندہ کے لئے ہزار روپیہ انعام قرار پایا ہے اور دو ٹوا اسکے لئے جو نشان دہی کرے اور خار جاسٹا گیا ہے کہ ایک خفیہ انجن آپ کے قتل کے لئے منعقد ہوئی ہے“ اور اس انجن کے نمبر قریب قریب شہروں کے لوگ (جیسے لاہور، امرتسر، بٹالہ اور خاص گوجرانوالہ کے ہیں) منتقب ہوئے ہیں۔ اور تجویز پیش ہے کہ بین ہزار روپیہ چندہ ہو کہ کسی شریطامع کو اس کام کیلئے مامور کریں تا وہ موقعہ پا کر قتل کر دے“ چنانچہ دو ہزار روپیہ تک چندہ کا بندوبست ہو بھی گیا ہے۔ باقی دوسرے شہروں اور دیہات سے وصول کیا جائیگا۔ پھر بعد اس کے

* یہی خبر اجمال پیسہ اخبار میں بھی لکھی ہے۔ منہ

* براہی احمدیہ کا وہ الہام یعنی یا عیسیٰ آئی متوفیک جو سترہ برس سے شائع ہو چکا ہے اسکے اس وقت خوب معنی کھلے یعنی یہ الہام حضرت عیسیٰ کو اس وقت بطور تسلی ہوا تھا جب یہود انکے مصلوب کردینے کے لئے کوشش کر رہے تھے۔ اور اسی جگہ بجائے یہود ہنود کوشش کر رہے ہیں اور الہام کے یہ معنی ہیں کہ میں تجھے ایسی ذلیل اور لعنتی موتوں سے بچاؤں گا۔ دیکھو اس واقعہ نے عیسیٰ کا نام اس عاجز پر کیسے حسرتاں کر دیا ہے۔ منہ

روحانی خزائن

تصنیفات

حضرت میرزا غلام احمد قادیانی
مسیح موعود و مہدی موعود علیہ السلام

جلد ۱۳

کتاب البریۃ - البلاغ
ضروریۃ الامام

۱۰. دلاور کا قصہ کہ جس نے اپنے لیے ایک کلاں پہنا اور اس کا رنگ بدل دیا۔

ایک ظلم عظیم ہے۔ میں ایک ایسے خاندان سے ہوں کہ جو اس گورنمنٹ کا پکا خیر خواہ ہے۔ میرا والد امیر تراغلام مر قاضی گورنمنٹ کی نظر میں ایک وفادار اور خیر خواہ آدمی تھا جن کو دہار گورنری میں کرسی ملتی تھی اور جن کا ذکر سرگرمین صاحب کی تاریخ ریسیان پنجاب میں ہے اور ۱۸۵۶ء میں انہوں نے اپنی طاقت سے بڑھ کر سرکار انگریزی کو مدد دی تھی۔ لیکن پچاس سوار اور گھوڑے بہم پہنچا کر عین زمانہ غدار کے وقت سرکار انگریزی کی امداد میں دیئے تھے۔ ان خدمات کی وجہ سے جو چٹھیا ت خوشنودی حکام ان کو ملی تھیں۔ مجھے افسوس ہے کہ بہت سی ان میں سے گم ہو گئیں مگر تین چٹھیا ت جو مدت سے چھپ چکی ہیں ان کی نقلیں ماشیہ میں درج کی گئی ہیں۔ پھر میرے والد صاحب کی وفات

نقل مراسلہ

(دوسرے صاحب)

نمبر ۲۵۳

تہود پناہ شجاعت و شگاہ منہا ظلم مرتضیٰ

رئیس قادیان حفظہ

عزیز شہر مشعر بر یاد دہانی خدمات و حقوق

خود و خاندان خود بخاطر حضور انجانب در آمد

مناخوب سیدانیم کہ بلا شک شما و خاندان شما از

ابتداء داخل و حکومت سرکار انگریزی جان نثار

و فاکیش ثابت قدم ماندہ اید۔ و حقوق

شماره اصل قابل قدر اند۔ بہتک تسلی

و تشفی دارید۔ سرکار انگریزی حقوق

Translation of Certificate of
J. M. Wilson

To,

Mirza Ghulam Murtaza Khan
Chief of Qadian

I have persued your application reminding me of your and your family's past services and rights I am well aware that since the introduction of the British Govt. you and your family have certainly remained devoted faithful and steady subjects and that your rights are really worthy of regard. In every respect you may rest assured and satisfied that the

کے بعد میرا بھائی میرزا غلام قادر خدمات سرکاری میں مصروف رہا۔ اور سبب تہوں کے
گندہ پمفسدوں کا سرکار انگریزی کی فوج سے مقابل ہوا تو وہ سرکار انگریزی کی طرف سے لڑائی

خدمات شاخ اور توجہ کردہ خواہد شد۔
باید کہ ہمیشہ ہوا خواہ و جان نثار
سرکار انگریزی بہانہ کہ دریں امر قتل و
سرکار و بہبودی شاخ متصور است۔ فقط
المرقوم ۱۱ جون ۱۸۴۹ء مقام لاہور انارکلی

British Govt. will never forget
your family's rights and services
which will receive due considera-
tion when a favourable opportuni-
ty offers itself.

You must continue to be
faithful and devoted objects as in
it lies the satisfaction of the Govt.
and your welfare.

11.6.1849 Lahore.

نقل مراسلہ

دراپرٹ کسٹ صاحب بہادر کشن لال
تہجد و شہادت و سنگاہ مرزا غلام مرتضیٰ
رئیس قادیان لیا فیت باشند۔

میں شریک تھا۔ پھر میں اپنے والد اور بھائی کی وفات کے بعد ایک گوشہ نشین آدمی تھا۔ تاہم سترہ برس سے سرکار انگریزی کی امداد اور تائید میں اپنی قلم سے کام لیتا ہوں۔ اس سترہ

از آنجا کہ ہنگام مفسدہ ہندوستان موقوف
۱۸۵۷ء از باب آپ کے رفاقت و خیر خواہی
و مدد دی سرکار دولتدار انگلشیہ در باب
نگاہداشت سواران و بہرسانی اسباب
بخوبی بمنہ مظهر پہنچی اور شروع مفسدہ
سے آج تک آپ بدل ہوا خواہ سرکار یہ
اور باعث خوشنودی سرکار ہوا لہذا
بجملہ دی اس خیر خواہی اور خیر سگالی کے
خلعت مبلغ دو صد روپیہ کا سرکار سے
آپ کو عطا ہوتا ہے اور حسب منشاء پیش
صاحب چیف کسٹرن بہادر نمبری ۵۷۶
مورخہ ۱۰ اگست ۱۸۵۸ء پر روانہ ہذا
باطہار خوشنودی سرکار و نیک نامی و
وفاداری بنام آپ کے لکھا جاتا ہے۔
مرقومہ تاریخ ۲۰ ستمبر ۱۸۵۸ء

Translation of
Mr. Robert Cast's Certificate

To,

Mirza Ghulam Murtaza Khan,
Chief of Qadian.

As you rendered great help in enlisting sowars and supplying horse to Govt. in the mutiny of 1857 and maintained loyalty since its beginning upto date and thereby gained the favour of Govt. a *Khalat* worth Rs. 200/- is presented to you in recognition of good services, and as a reward for your loyalty.

Moreover in accordance with the wishes of Chief Commissioner as conveyed in his no. 576 dt. 10th August 58. This parwana is addressed to you as a token of satisfaction of Govt. for your fedelity and repute.

میں پسند نہیں کرتا کہ ایسی درخواستوں پر کوئی اندازی پیشگوئی کی جائے بلکہ آئندہ ہماری طرف سے یہ اصول رہے گا کہ اگر کوئی ایسی اندازی پیشگوئیوں کے لئے درخواست کرے تو اس کی طرف ہرگز توجہ نہیں کی جائے گی جب تک وہ ایک تحریری حکم اجازت صاحب مجسٹریٹ ضلع کی طرف سے پیش نہ کرے۔ یہ ایک ایسا طریق ہے جس میں کسی محکمہ کی گنجائش نہیں رہے گی۔

یہ بات بھی میں تسلیم کرتا ہوں کہ مخالفوں کے مقابل پر تحریری مباحثات میں کسی قدر میرے الفاظ میں سختی استعمال میں آئی تھی۔ لیکن وہ ابتدائی طور پر سختی نہیں ہے بلکہ وہ تمام تحریری نہایت سخت حملوں کے جواب میں لکھی گئی ہیں۔ مخالفوں کے الفاظ ایسے سخت اور دشنام دہی کے رنگ میں تھے جن کے مقابل پر کسی قدر سختی مصلحت تھی۔ اس کا ثبوت اُس مقابلہ سے ہوتا ہے جو میں نے اپنی کتابوں اور مخالفوں کی کتابوں کے سخت الفاظ اکٹھے کر کے کتاب مثل مقدمہ مطبوعہ کے ساتھ شامل کئے ہیں جس کا نام میں نے کتاب البریت رکھا ہے اور باایں ہمہ میں نے ابھی بیان کیا ہے کہ میرے سخت الفاظ جوابی طور پر ہیں ابتدا سختی کی مخالفوں کی طرف سے ہے۔

اور میں مخالفوں کے سخت الفاظ پر بھی صبر کر سکتا تھا۔ لیکن دو مصلحت کے سبب سے میں نے جواب دینا مناسب سمجھا تھا۔ اول یہ کہ تاخلف لوگ اپنے سخت الفاظ کا سختی میں جواب پا کر اپنی روش بدل لیں اور آئندہ تہذیب سے گفتگو کریں۔ دوم یہ کہ تاخلفوں کی نہایت ہتک آمیز اور غصہ دلانے والی تحریروں سے عام مسلمان جو شخص میں نہ آویں اور سخت الفاظ کا جواب بھی کسی قدر سخت پا کر اپنی پر جوش طبیعتوں کو اس طرح سمجھالیں کہ اگر اُس طرف سے سخت الفاظ استعمال ہونے تو ہماری طرف سے بھی کسی قدر سختی کے ساتھ ان کو جواب مل گیا اور اس طرح وہ وحشیانہ احمقانوں کی شکل میں رہیں۔ میں خوب جانتا ہوں کہ ایسی مذہبی تحریروں سے جیسا کہ لیکچر آرم اور اندر من

بالکل جھوٹ تھی۔ اور اس کا نام عبدالحمید تھا۔ نہ عبدالحمید جیسا اُس نے بیان کیا تھا۔ نہ وہ بظلم
کا برہمن تھا۔ بلکہ پیداؤنشی مسلمان علاقہ جہلم سے تھا۔ اس کا چچا برہان الدین غازی ایک مشہور
جنونی ہے۔ اور اُن کا تمام کا تمام خاندان میرزا قادیانی پر فدا فی مرید ہے۔ یہ نوجوان جیسا کہ
کے متلاشیوں کی طرح گجرات میں رہا تھا۔ اس نے اپنے چچا کے چالیس روپے پُرکار کر بُرے
کاموں میں خرچ کئے جس پر اس کے چچا نے میرزا قادیانی کے پاس اُس کو بھیج دیا۔ میں خود
جیسا گیا۔ اور پھر اس سے دریافت کیا۔ اور پانچ گواہوں کے سامنے اس نے کھٹا کھٹا اقرار
کیا کہ اُسے میرزا غلام احمد نے میرے قتل کے لئے بھیجا ہے۔ وہ موقع کی تلاش میں تھا کہ جب
کبھی وہ مجھے سویا ہوا یا کسی اور حالت میں پائے تو میرے سر کو پتھر سے یا کسی اور ایسی چیز سے
پھوٹے۔ اس نے یہ تمام واقعات اپنی مرضی سے لکھے۔ میں اس لکھے ہوئے کاغذ کو پیش کرتا
ہوں جس پر اُس نے آٹھ گواہوں کے سامنے دستخط کئے۔ میری واقفیت میرزا صاحب سے

کا قائم مقام ہو جائے تا اگر ایسی خوش بیانی سے کسی کا دقت خوش ہو تو اس سورخ
نویس کی دنیا اور آخرت کی بہبودی کے لئے دعا بھی کرے۔ اور صفحات تاریخ پر نظر
ڈالنے والے خوب جانتے ہیں کہ جن بزرگ محققوں نے نیک میتی اور افادہ عام کے لئے قوم
کے ممتاز شخصوں کے تذکرے لکھے ہیں انہوں نے ایسا ہی کیا ہے۔

اب میرے سوانح اس طرح پر ہیں کہ میرزا نام غلام احمد میرے والد صاحب کا
نام غلام مر لکھے اور دادا صاحب کا نام عطا محمد اور میرے پردادا صاحب کا نام گل محمد تھا
اور جیسا کہ بیان کیا گیا ہے ہماری قوم محل برلاس پہنچے۔ اور میرے بزرگوں کے

چھ صد سترہ یا اٹھادس برس کا ہوا کہ خدا تعالیٰ کے متواتر الہامات سے مجھے معلوم ہوا تھا۔ کہ
میرے باپ دادا سے فارسی الاصل ہیں۔ وہ تمام الہامات میں نے ان ہی دلوں میں براہین احمدیہ
کے حصہ و دم میں درج کر رکھے تھے جن میں سے میری نسبت ایک یہ الہام ہے خذ والتوحید

اس مباحثہ کے وقت سے ہے جو ۸۹۳ھ میں موسم گرما میں ہوا تھا۔ میں نے اس مباحثہ میں بڑا بھاری حصہ لیا تھا یہ مباحثہ اس میں اور ایک بڑے بھاری عیسائی عبداللہ اتھم کے مابین ہوا جو مر گیا ہے۔ میں میرے مجلس تھا۔ اور دو موقعوں پر مسٹر اتھم کی جگہ بطور مباحثہ کے بیٹھا تھا مرزا صاحب کو بہت ہی رنج ہوا تھا۔ اس کے بعد اس نے ان تمام کے موت کی پیش گوئی کی جنہوں نے اس مباحثہ میں حصہ لیا تھا اور میرا حصہ بہت ہی بھاری تھا۔ اس وقت سے اس کا سلوک میرے ساتھ بہت ہی مخالفانہ رہا ہے۔ اس مباحثہ کے بعد خاص دلچسپی کا مرکز مسٹر اتھم رہا۔ چار الگ کوششیں اس کی جان لینے کے لئے کی گئیں۔ اس کی موت کی مقرر کردہ میعاد کے آخری دو ماہ میں خاص پولیس کا پیرہ دن رات فیروز پور میں رکھا گیا۔ اُسے امرتسر سے آنے اور انبالے سے فیروز پور بھاگنا پڑا۔ ان کوششوں کے باعث سے جو اُس کی جان لینے کے لئے کی گئیں اور یہ کوششیں عام طور پر مرزا صاحب سے منسوب کی گئی ہیں۔ اس کی موت

پرانے کاغذات سے جواب تک محفوظ ہیں معلوم ہوتا ہے کہ وہ اس ملک میں سرحد سے آئے تھے اور اُن کے ساتھ قریباً دو سو آدمی اُن کے تابع اور خدام اور اہل عیال میں سے تھے اور وہ ایک محزز رئیس کی حیثیت سے اس ملک میں داخل ہوئے اور اس قصبہ کی جگہ میں جو اس وقت ایک جنگل بنا ہوا تھا جو لاہور سے تھینا بغا مل پچاس کوس جو شہر شمال مشرق واقع ہے فروکش ہو گئے جس کو انہوں نے آباد کر کے اس کا نام اسلام پور رکھا

تاریخ
ہندوستان

التوحید یا ابنا الفلاس یعنی توحید کو پکڑو۔ توحید کو پکڑو اے فارس کے بیٹو۔ پھر وہاں میری نسبت ہے تو کان الایمان معلقاً بالاثربا النالہ رجل من فارس یعنی اگر یہاں میرا ہے صلیق ہوتا تو یہ مرد جو فارسی الاصل ہے وہیں جا کر اس کو لے لیتا۔ اور پھر ایک تیسرا الہام میری نسبت ہے ان الذین کفر و ارد علیہم رجل من فارس شکر اللہ تعالیٰ۔ یعنی جو لوگ کفر ہوئے اس مرد نے جو فارسی الاصل ہے ان کے مذہب کو رد کر دیا۔ خدا کی کوشش کا شکر گزار ہے یہ ہم اللہ کا ہر کرتے ہیں کہ ہمارے آباد اولین فارسی تھے۔ والحق ما اظہرہ اللہ صلیق

تاریخ
ہندوستان

علا عبد اللہ اتھم صاحب کو ایک ہزار انعام کا وعدہ دیا گیا تھا۔ شرط یہ طود پر (تسلیم کیا گیا)۔ ۱۷۷
عبد اللہ اتھم صاحب کو دو ہزار روپیہ کے انعام کا وعدہ دیا گیا۔ ۱۷۸ ایضاً تین ہزار ایضاً ۱۷۹
ایضاً چار ہزار ایضاً۔ ۱۸۰ انجم اتھم شائع کیا گیا (تسلیم ہوا) ۱۸۱ انجم اتھم میں مرزا صاحب نے
پیش گوئی کی تھی کہ ۹۳ مولوی اور ۶۸ چھاپہ والے اگر ہمارے پر ایمان نہیں ملا دیں گے تو مر جائیں گے
(مرزا صاحب نے اس کو تسلیم نہیں کیا)۔ ۱۸۲ اس پیش گوئی میں لیکچر ام کے مرنے کی بابت وہ لوگوں
کو بتلاتے ہیں کہ مباہلہ کریں (تسلیم کیا گیا)۔ ۱۸۳ گنگا لشن کو مباہلہ کے واسطے بلایا گیا (تسلیم کیا گیا)
۱۸۴ مولوی محمد حسین شاہوی کو مباہلہ کے واسطے بلایا گیا (تسلیم کیا گیا) ۱۸۵ رائے جند سنگھ کو مباہلہ
کے واسطے بلایا گیا (تسلیم کیا گیا) ۱۸۶ پیش گوئی بابت مرنے لیکچر ام کی۔ (تسلیم کیا گیا) ۱۸۷ نسبت

سواروں کے اپنی گرہ سے خرید کر دئے تھے اور آئندہ گورنمنٹ کو اس قسم کی مدد کا عند الضرورت
وعدہ بھی دیا۔ اور سرکار انگریزی کے حکام وقت سے بجلد دے خدات عمدہ پیشیات
نوشترودی مزاج ان کو ملی تھیں۔ چنانچہ سرسپیل گرنٹن صاحب نے بھی اپنی کتاب تاریخ ڈیسیان
پنجاب میں ان کا تذکرہ کیا ہے۔ غرض وہ حکام کی نظر میں بہت ہر دلنیز تھے۔ اور بسا اوقات
ان کی دلجوئی کے لئے حکام وقت ڈپٹی کمشنر کمشنران کے مکان پر ان کے ان کی ملاقات کرتے
تھے۔ یہ مختصر میرے خاندان کا حال ہے میں فردری نہیں دیکھتا کہ اس کو بہت طوں دول۔

اب میرے ذالی سوارج یہ ہیں کہ میری پیدائش ۱۸۵۲ء یا ۱۸۵۳ء میں کھجور

کے آخری وقت میں ہوئی ہے اور میں ۱۸۵۵ء میں سولہ برس کا یا سترہویں برس میں تھا۔
اور ابھی ریش و برود کا آغاز نہیں تھا۔ میری پیدائش سے پہلے میرے والد صاحب نے
بڑے بڑے مصائب دیکھے۔ ایک دفعہ ہندوستان کا پیادہ پاسیر بھی کیا۔ لیکن میری پیدائش

۱۸۵۵ء میں توام پیدا ہوا تھا ایک لڑکی جو میرے ساتھ تھی وہ چند دن کے بعد فوت ہو گئی تھی۔ میں
بہ خیال کرتا ہوں کہ اس طرح پر خدا تعالیٰ نے انیت کا مادہ مجھ سے الگ کر دیا۔ وینا۔

عبدالحمید بتلایا اور کہا کہ میں جنم کا برہمن ہوں اور کہ میرا ہندو نام رلیا نام ہے اور والد کا نام نام چند ہے اور کچھ پوری دروازہ بٹالہ کا رہنے والا ہوں ص ست سال کی عمر میں مرزا نے مجھے مسلمان کیا تھا۔ جس کو سات سال گزرے ہیں۔ وہ ایک ہندو دوست کی ترغیب سے مسلمان ہوا تھا۔ اور وہ دوست بھی اسی وقت مسلمان ہو گیا تھا۔ میرا دوست اور وہ قوم کا تھا اور کہ پالام اس کا نام تھا۔ اب اس کا نام عبدالعزیز ہے اور بٹالہ میں کچھ پوری دروازہ کے اندر تمباکو فروشی کرتا ہے سات سال کے عرصہ میں مرزا صاحب کے یہاں طالب علم رہا اور قرآن کی تعلیم پاتا رہا۔ حال میں جو مرزا صاحب کے دعاوی کی نسبت الہامات باطل ثابت ہوئے تو اس کو یقین ہوا کہ مرزا صاحب نبی نہیں ہیں۔ اور اس نے خیال کیا کہ مرزا صاحب اچھے آدمی نہیں ہیں اور شاگرد ہیں۔ میں سید سے قادیان سے آیا ہوں۔ اور عام طور پر علانیہ میں نے مرزا صاحب کو گالیاں دی تھیں۔ جب میں وہاں سے چلا تھا میں اپنے ساتھ کچھ نہیں لایا۔ خداوند مسیح کا قول ہے کہ سب کچھ چھوڑ چھاڑ دیجے۔ چلو۔ میں اٹھ کچھ نہیں چاہتا صرف بیتسمہ لینا چاہتا ہوں۔ اپنی معاش کو کوی اٹھا کر قتل کر دی کر کے بسر کروں گا۔ ہم کو کوئی کافی وجہ اس نے نہ بتلائی کہ وہ امر سر کریں یا کیسے

اور ملک دہری کی لپیٹی گئی اور وہ سلسلہ ہمارے وقت میں اگر بالکل ختم ہو گیا اور ایسا ہوا تاکہ خدا تعالیٰ نیا سلسلہ قائم کرے جیسا کہ براہین احمدیہ میں اس سبجائے کی طرف سے یہ الہام ہے سبحان اللہ تبارک وتعالیٰ (لاذمجد لك) ينقطع ابدك وتبديدك يمينه خدا جو بہت برکتوں والا اور بلند اور پاک ہے اس نے تیری بزرگی کو تیرے خاندان کی نسبت زیادہ کیا۔ اب سے تیرے آبا کا ذکر قطع کیا جائے گا اور خدا تجھ سے شروع کرے گا۔ اور ایسا ہی اس نے مجھے بشارت دی کہ میں تجھے برکت دوں گا اور بہت برکت دوں گا۔ یہاں تک کہ بادشاہ تیرے کپڑوں سے برکت ڈھونڈیں گے۔

پھر میں پہلے سلسلہ کی طرف غور کر کے لکھتا ہوں کہ بچپن کے زمانہ میں میری تعلیم

۱۴۹

کیونکہ بٹالہ اور گورداسپور میں مشنری صاحب موجود ہیں اور نہ اس نے کوئی خاص وجہ بتلائی کہ وہ کیوں خاص کر میرے پاس آیا ہے۔ جب کہ اور بھی مشنری صاحب موجود ہیں۔ اس نے صرف یہ کہا کہ اتفاقاً ایک شخص کے آپ کی کوٹھی بتلانے پر آیا ہوں جب ہم نے اُس سے پوچھا کہ تم نے کراہی ریل کا کہاں سے لیا تو وہ بتلانہ سکالین یا توں پر ہماری خاص توجہ غور کے واسطے ہوئی اور غور طلب معاملہ ہم نے سمجھا اور یہ میرے دل میں گزرا کہ اس کے بیانات لیکھرام کے قاتل کے بیانات سے عجیب تشبیہ رکھتے ہیں۔ پس ہم نے اس کی طرف خاص دھیان رکھا۔ پس اس سے گفتگو کر کے ہم نے قصد مذکور کیا۔ اس شخص نے واقفیت دین عسوی سے ظاہر کی ہم نے پوچھا کہاں سے یہ واقفیت حاصل کی۔ اس نے کہا کہ قادیان میں ایک عیسائی بٹالہ کا رہتا ہے جو مسلمان ہو کر مرزا صاحب کے یہاں رہتا ہے نام اس کا سائیاں ہے۔ اس کے پاس انجیل مقدس تھی اور مطالعہ کیا کرتا تھا۔ جہاں سے مجھے شوق و رغبت ہوئی۔ میں نے اس نوجوان کو مہاں سنگھ گیٹ والے شفا خانہ میں بھیج دیا۔ کہ وہاں طالب علموں کے پاس رہے اور تعلیم پائے۔ اور ہم نے اس کو بوتلوں کے صاف کرنے وغیرہ کا کام دیا۔ قریباً پانچ چھ یوم تک وہ اس جگہ رہا۔ اول اس میں قابل توجہ یہ بات تھی کہ وہ مرزا صاحب

اس طرح پر ہوئی کہ جب میں چھ سات سال کا تھا تو ایک فلسفی خواں معلم میرے لئے نوکر رکھا گیا۔ جنہوں نے قرآن شریف اور چند فارسی کتابیں مجھے پڑھائیں اور اس بزرگ کا نام فضل باہی تھا۔ اور جب میری عمر تقریباً دس برس کے ہوئی تو ایک عربی خواں مولوی صاحب میری تربیت کے لئے مقرر کئے گئے جن کا نام فضل احمد تھا۔ میں خیال کرتا ہوں کہ چونکہ میری تعلیم خدا تعالیٰ کے فضل کی ایک ابتدائی تحریزی تھی اس لئے ان استادوں کے نام کا پہلا لفظ بھی فضل ہی تھا۔ مولوی صاحب موصوف جو ایک دیندار اور بزرگوار آدمی تھے۔ وہ بہت توجہ اور محنت سے پڑھاتے رہے اور میں نے صرف کی بعض کتابیں اور کچھ قواعد نحو ان سے پڑھے اور بعد اس کے جب میں سترہ یا اٹھارہ سال کا ہوا تو ایک اور مولوی صاحب چند سال پڑھنے کا

کے حق میں بہت ہی برا بکوتا تھا۔ دوسرے وہ بپتسمہ لینے کی از حد خواہش رکھتا تھا۔ اور سوم وہ بلاوجہ اور بلاطلبی ہمارے کوٹھی پر آکر گشت اور سیر اور ملاقات چاہتا تھا۔ اور باوجودیکہ وہ سال کی عمر میں وہ محمدی ہوا تھا۔ اپنی گوت (برہمن) سے ناواقف تھا اور ناکلوں سے ناواقف تھا۔ اور مختلف اشخاص سے مختلف قسم کی اپنی نسبت کہانی بیان کی۔ مثلاً ایک شخص سے اُس نے اپنے دوست ایسرا داس نام کو بجائے کر پارام کے بتلایا۔ بعد القضاے پانچ روز ہم نے اپنے اسپتال واقع بیاس پر اُسے بھیج دیا۔ وہاں بھی میرے طالب علم پڑھتے ہیں جاتے ہی اس نے ایک خط مولوی نور الدین کے نام جو میرزا صاحب کا دہانے ہاتھ کا فرشتہ ہے لکھا۔ یہ اسی شخص کی زبانی معلوم ہوا تھا کہ خط اُس نے لکھا ہے۔ مطلب اس خط کا یہ تھا کہ میں عیسائی ہونے لگا ہوں آپ روک سکتے ہیں تو روک لیں۔ یہ مطلب بھی اُس کی زبانی ہی معلوم ہوا تھا اور دیگر شہادت بھی ہے۔ باعث خط لکھنے کا یہ تھا کہ ہم نے اس کو کہا تھا۔ کہ یہ بہتر نہ ہوگا کہ ہم مرزا صاحب کو لکھیں کہ یہ شخص عیسائی ہونا چاہتا ہے۔ کل کو یہ نہ کہیں کہ تم اُن کے چور ہو۔ اس نے کہا کہ نہیں میں خود ہی خط لکھتا ہوں۔ اور اس نے خط لکھ کر بیرنگ ڈاک میں ڈالا۔ اور مجھے خط کے ذریعہ سے خط لکھنے سے منع کیا تھا۔ جب تک میرے بپتسمہ کا وقت ہو۔ وہ خط

اتفاق ہوا۔ ان کا نام گل علی شاہ تھا۔ ان کو بھی میرے والد صاحب نے نوکر رکھ کر قادیان میں بٹھانے کے لئے مقرر کیا تھا۔ اور ان آخر الذکر مولوی صاحب سے میں نے خود در مغلق اور محنت بغیر علوم مردہ کو جہاں تک خدا تعالیٰ نے چاہا حاصل کیا اور بعض طبابت کی کتابیں میں نے اپنے والد صاحب سے پڑھیں اور وہ فن طبابت میں بڑے حاذق طبیب تھے اور ان دنوں میں مجھے کتابوں کے دیکھنے کی طرف اس قدر توجہ تھی کہ گویا میں دنیا میں نہ تھا۔ میرے والد صاحب مجھے بار بار یہی ہدایت کرتے تھے کہ کتابوں کا مطالعہ کم کرنا چاہئے۔ کیونکہ وہ نہایت ہمدردی سے دُرتے تھے کہ صحت میں فرق نہ آوے اور نیز اُن کا یہ بھی مطلب تھا کہ میں اس شغل سے الگ

ب
پ
ا

خاص طور پر پیشگوئی ہے اور ہمارا نام موٹی قلم سے لکھا ہوا ہے۔ اشتہار حرف ۵ میں عداوت اور دشمنی کی زندگی مرنے کے قریب قریب ہے۔ میری زندگی سے مراد ہے گواہ نے از خود بیان کیا اشتہار حرف ۵ ستمبر ۱۹۳۲ء کے بہت عرصہ بعد قبل از مرگ مسٹر عبداللہ آتھم چنے جاری کیا تھا جب عبداللہ آتھم نہ مرا۔ مرزا صاحب کے برخلاف جہان اٹھ کھڑا ہوا کہ وہ مجھ کو اپنے مرزا صاحب نے کہا کہ عبداللہ آتھم اسلئے نہیں مرے کہ وہ اندر سے مسلمان ہو گیا تھا جو خوف کا نتیجہ تھا۔ تب مرزا

صاحب نے اشتہار جاری کئے کہ اگر وہ خوف زدہ نہیں ہوا اور رجوع بحق نہیں ہوا تھا۔ تو مبادلہ کرے اور قسم اٹھاوے عبداللہ آتھم نے قسم اٹھانے سے انکار کیا کہ مسیحی مذہب میں قسم کھانا منع ہے۔ تب ہم نے اس اشتہار حرف ۵ کو جاری کیا تھا کہ مرزا خوک کا گوشت کھا کر ثابت کرے کہ وہ مسلمان ہے کیونکہ اور مسلمان اسکو مسلمان نہیں مانتے تب عبداللہ آتھم کو یہ کہنا اسکے برابر ہو گا۔ وکیل کی جرح شروع ہوئی عبدالحمید کی زبانی معلوم ہوا کہ اور تین بھائی اسکے ہیں۔ ہم کو معلوم نہیں کہ عبدالحمید کب قادیان میں آیا تھا۔ یہ بھی معلوم نہیں کہ کب تک

کو نسا علی تھا جسکی وجہ سے یہ عنایت الہی شامل حال ہوئی۔ صوف اپنے اندر یہ احساس کو پہلایا کہ فطر نامیہ سے دل کو خدا تعالیٰ کی طرف وفاداری کے ساتھ ایک کشش ہے جو کسی چیز کے روکنے سے رک نہیں سکتی۔ سو یہ اسی کی عنایت ہے۔ میں نے کبھی ریاضات شاقہ بھی نہیں کیں اور نہ زمانہ حال کے بعض صوفیوں کی طرح مجاہدات شدیدہ میں اپنے نفس کو ڈھلاؤ گوشہ گزینی کے التزام سے کوئی چلہ کشی کی اور نہ خلاف سنت کوئی ایسا عمل رہبانیت کیا جس پر خدا تعالیٰ کے

۱۹۶

چ ڈاکٹر کارکنے مساپنے تمام میانی گواہوں کے اس مقدمہ میں انہیں اٹھا کر قسم کھائی۔ اب اُسی منہ سے آتھم کا ذکر کیا ہے کہ اُس نے کہا قسم کھانی ہمارے مذہب میں منع ہے۔ یہ عجیب بات ہے دکھانے کے دانت اور کھلنے کے اور۔ اور ڈاکٹر صاحب نے آپ سخت گوئی کی شکایت کی اور مسلمانوں کے آگے خنزیر کھلنے کے لئے پیش کرتے ہیں۔ کیا ایک مسلمان کو کہنا کہ خنزیر کھا۔ یہ سخت لفظ نہیں ہے؟ منہ

بہت کچھ لکھا ہے جس کا ہم ناخوش ہیں۔ مرزا صاحب کے مرید امرتسر میں بھی ہیں معلوم نہیں کہ کس قدر ہیں۔ میں قلعہ الدین۔ یعقوب احمد لوئیس اور ایک اور شخص مریدان سے واقف ہوں۔ یہ معلوم نہیں کہ عہد اللہ اکبر نے سانپ فیروز پور والے کو بچشم خود دیکھا تھا یا نہ۔ میں نے وہ دفعہ بندوق عہد اللہ اکبر پر چلتے نہیں دیکھی رائے میاں اس کٹر اسٹیشن نے ہم سے ذکر کیا تھا۔ مکلان میں آدمیوں کے داخل ہونے کی بابت بھی رائے میاں اس نے کہا تھا۔ ان حملوں کی بابت پولیس میں معلوم نہیں کہ کوئی رپٹ دی گئی تھی یا نہ یا کوئی استغاثہ

ہوا لیکن رد عملی سختی کش کا سہہ ہنوز باقی تھا۔ سو دھ صدہ ان دونوں میں مجھے اپنی قوم کے مولوں کی بددلی اور بدگوئی اور تکفیر اور توہین اور ایسا ہی دوسرے جہاد کے دُشنام اور دل کلاہی سے مل گیا۔ اور میں قدرے حصہ بھی مجھے مل گیا۔ میری رائے ہے کہ تیرہ سو برس میں اس شخصیت علی شاہ علیہ وسلم کے بعد کم کسی کو ملے گا۔ میرے بچے تکفیر کے تحت طے ہو کر مجھے تمام مشرکوں اور مسلمانوں اور دہریوں سے بدتر ٹھہرایا گیا اور قوم کے سفہار نے اپنے اخبار مل اور رسائل کے ذریعہ سے مجھے وہ گالیوں دیں کہ اب تک مجھے کسی دوسرے کے سوا میں انکی نظیر نہیں ملی۔ سو میں اللہ تعالیٰ کا شکر کرتا ہوں کہ وہ دونوں قسم کی سختی سے میرا امتحان کیا گیا۔

اور پھر جب تیرہویں صدی کا اخیر ہوا اور چودھویں صدی کا ظہور ہونے

لگا۔ تو خدا تعالیٰ نے الہام کے ذریعہ سے مجھے خبر دی کہ تو اس صدی کا مجدد ہے۔ اور اللہ تعالیٰ کی طرف سے یہ الہام ہوا کہ اَللّٰهُمَّ عَلَّمَ الْقُرْآنَ لِتَنْزِيلِ قُدُّ مَا اَنْزَلْنَا اَبَا عَصْمٍ وَلِتَسْتَبِينَ سَبِيلَ الْحُجْبِ مَعِنَ۔ قُلْ اِنِّ اَبْرْتُ قَرَأْنَا اَوَّلَ الْخَوَاصِّ مَعِنَ۔ یعنی خدا نے تجھے قرآن سکھایا اور اسکے صحیح معنی تیرے پر کھول دیے۔ یہ اس لئے ہوا کہ تم لوگوں کو باخجام سے ڈراوے۔ کہ جو

اد
د
ل
و
۳۰
۱۰
۱۰

کیا گیا تھا۔ اگر کوئی استغاثہ ہوتا تو ضروری نہ تھا کہ ہم کو اطلاع ہوتی۔ عبدالرحیم حکمت کا کام کرتا ہے۔ اور پیرداس ہمارا واعظ ہے۔ عبدالرحیم آٹھ نو ماہ سے ہمارے ماتحت ہے اور پیرداس یک لکھ سال سے۔ سوال۔ کس نے آپکو مخفی طور پر اطلاع دی تھی کہ مرزا صاحب سے خبردار رہو۔ جواب۔ ہم اس سوال کا جواب دینے کے قابل نہیں ہیں۔ سوال۔ کسی ہندو آریہ یا مسلمان یا عیسائی یا سرکاری افسر نے آپکو خبردار کیا؟ جواب۔ اس سوال کا جواب

یہاں پست در پست کی غفلت اور نہ متنبہ کئے جانے کے غلطیوں میں پڑ گئے اور تا ان مجرموں کی راہ کھل جانے کے جو ہدایت پہنچنے کے بعد بھی راہ راست کو قبول کرنا نہیں چاہتے ان کو کہہ رہے کہ میں مامور من اللہ اور اقل المومنین ہوں۔ اور یہ الہام براہین احمدیہ میں چھپ چکا ہے جو انہی دنوں میں جس کو آج اٹھارہ سال کا عرصہ ہوا ہے۔ میں نے تالیف کر کے شائع کی تھی۔ اس کتاب کے الہامات پر نظر غور ڈالنے سے ہر ایک کو معلوم ہو جائے گا کہ خدا نے کیوں اور کس غرض سے مجھے اس خدمت پر مامور کیا۔ اور کیا حالت موجودہ زمانہ کی اور صدی کا سر اس بات کو چاہتا تھا یا نہیں کہ کوئی شخص ایسے غربت اسلام کے زمانہ اور کثرت بدعات اور سخت بارش بیرونی حملوں کے دنوں میں خدا تعالیٰ کی طرف سے تائید اور تجدید دین کیلئے آوے۔

اور اس جگہ یہ بات بے ذکر کرنے کے لائق ہے کہ براہین احمدیہ کے زمانہ تک اس ملک کے اکثر علما میرے دعویٰ مجدد ہونے کی تصدیق کرتے تھے اور کہے کہ یہ کہ نہایت حسن ظن سے میرے الہامات پر بڑے بڑے سخت متعصبوں کو بھی کوئی جرح نہ تھی۔ اور اکثر ان میں سے بڑی خوشی سے کہتے تھے کہ خدا نے اسلام کے لئے چودھویں صدی کو مبارک کیا کہ اپنی طرف سے ایک مجدد بھیجا اور بعض نے ان میں نہایت اخلاص سے براہین احمدیہ کا ریو بھی لکھا اور اس میں اس قدر میری تعریف کی کہ جس قدر ایک انسان کسی کامل درجہ کے راستبازانہ پاک باطن اور خدا رسیدہ

وہی
ہو
گا
جو
خدا
تعالیٰ
کی
طرف
سے
تائید
اور
تجدید
دین
کیلئے
آوے

نقل تہم بیان ڈاکٹر کلاک، فیصدہ فوجہاری اجلاس کیسٹن ایم ڈبلیو وگلز صاحب بہادر ڈسٹرکٹ

مروجہ فیصدہ نمبر بستہ نمبر مقدمہ مجسٹریٹ ضلع گورداسپور

۱۳ اگست ۱۹۱۷ء حصارہ از محکمہ ہر عدالت

سرکار بذریعہ ڈاکٹر جنری ہارٹن کلاک صفا بنام میزا غلام محمد قادیانی جرم ۱۰۰ اضافہ فوجہاری

تہم بیان ڈاکٹر کلاک باقرار صلح ۱۳ اگست ۱۹۱۷ء

ہماچہ والہ کلاک صاحب نے ہکو اطلاع دی تھی کہ خبردار رہو مرزا صاحب نقصان پہنچائیں گے۔

کل پہنے جواب موصول نہیں دیا تھا۔ ڈاکٹر کلاک سنا گیا درست ہے دستخط حاکم

اور یا ہندوستان کے قطبوں اور غوثوں کی نسل تھے جنکے بزرگوں کو لاکھوں انسان اعلیٰ درجہ کے ولی اور قطب وقت سمجھتے تھے۔ وہ لوگ اس جماعت میں داخل ہوئے اور ہوتے جاتے ہیں۔ غرض اللہ تعالیٰ کے فضل اور قدرت نے مولویوں کو انکے ارادوں کو نہ مراوا رکھکر ہماری جماعت کو فوق العادہ ترقی دی ہے اور دے رہا ہے۔ وہ لوگ جو درحقیقت پارساطیع اور خدا ترس اور نوح انسان سے ہمدردی کرنیوالے اور دین کی ترقی کے لئے بدل و جان کوشش کرنیوالے اور خدا تعالیٰ کی عظمت کو دل میں بٹھائیوا اور عقلمند اور ذہنی فہم اور اطلو العزم اور خدا اور رسول سے سچی محبت رکھنے والے ہیں وہ اس جماعت میں بکثرت پائے جائیں گے۔ میں دیکھتا ہوں کہ خداوند کریم اس بات کا ارادہ کر رہا ہے کہ اس جماعت کو بڑھا دے اور برکت دے اور زمین کے کناروں تک سعادت مند انسانوں کو کھینچ کر اس میں داخل کرے۔

اسجگہ اس بات کا لکھنا قائد سے خالی نہ ہو گا۔ کہ میرا یہ دعویٰ کہ میں مسیح موعود ہوں ایک ایسا دعویٰ ہے جس کے ظہور کی طرف مسلمانوں کے تمام فرقوں کی آنکھیں لگی ہوئی تھیں اور احادیث نبویہ کی متواتر پیشگوئیوں کو پھر کر ہر ایک شخص اس بات کا منتظر تھا کہ کب وہ بشارتیں ظہور میں آتی ہیں بہت سے

اہل کشف نے خدا تعالیٰ سے الہام پا کر خبر دی تھی کہ وہ مسیح موعود چودھویں صدی

نقل بیان ہذا فوجداری باجلاس کپتان ایم ڈبلیو ڈگلز صاحب ڈپٹی کمشنر ہمارے ضلع گورداسپوٹ

مروجہ فیصلہ نمبر ۱۰۰۰ نمبر مقدمہ ۱۰۰۰
۱۰/۱۰/۱۰

سرکار بذریعہ ڈاکٹر چنری مارٹن کلاک صاحب جرم ۱۰۰۰ ضابطہ فوجداری بنام مرزا غلام احمد قادیانی
بیان مرزا غلام احمد بلا حلف ۱۰/۱۰/۱۰

ہم نے کسی پیشگوئی نہیں کی کہ ڈاکٹر کلاک صاحب مرزا شیخ کے ہرگز ہمارا منشاء کسی لفظ سے یہ نہ
تھا کہ صاحب موصوف مرزا شیخ کے حمد اللہ آتھم کی بابت ہم نے شرط یہ پیشگوئی کی تھی کہ اگر
روح بحق نہ کر لیا تو مرزا شیخ کے حمد اللہ آتھم صاحب کی درخواست پر پیشگوئی صرف اس کے
واسطے کی تھی۔ محل متعلقین مباحثہ کی بابت پیشگوئی نہ تھی۔ لیکھرام کی درخواست پر اس کے
واسطے بھی پیشگوئی کی گئی تھی۔ ہم نے کی تھی چنانچہ پلیدی ہوئی۔

سنا گیا درست ہے۔ سب بیان درست درج ہوا ہے۔ دستخط حاکم

سے سر پر چھوڑ کر لیا اور یہ پیشگوئی اگرچہ قرآن شریف میں صوف اجمالی طور پر پائی جاتی ہے
مگر اس حدیث کے رد سے اس قدر تو اترا تک پہنچی ہے کہ جس کا کذب عند العقل منقطع ہے۔
اگر تو اترا کچھ چیر ہے تو کہہ سکتے ہیں کہ اسلامی پیشگوئیوں میں سے جو آنحضرت صلی اللہ
علیہ وسلم کے منہ سے نکلیں۔ کوئی ایسی پیشگوئی نہیں جو اس درجہ تو اترا پر ہو۔ جیسا کہ
اس پیشگوئی میں پایا جاتا ہے جس شخص کو اسلامی تاریخ سے خبر ہے وہ خوب جانتا ہے کہ
اسلامی پیشگوئیوں میں سے کوئی ایسی پیشگوئی نہیں جو تو اترا کے رد سے اس پیشگوئی سے
بڑھ کر ہو۔ یہاں تک کہ علما نے لکھا ہے کہ جو شخص اس پیشگوئی کا انکار کرے اس کے کفر کا
اندیشہ ہے۔ کیونکہ متواترات سے انکار کرنا گویا اسلام کا انکار ہے لیکن افسوس ہو کہ
باوجود اس تو اترا کے ہمارے زمانہ فیج اسراج کے علما نے اس پیشگوئی کے صحیح صحیح
سمجھنے میں بڑا دھوکہ کھایا ہے اور بیاہٹ سخت غلط فہمی کے اپنے عقیدہ میں قابلِ خرم
تناقضات جمع کر لئے ہیں۔ یعنی ایک طرف تو قرآن شریف پر ایمان لاکر اور اس حدیث صحیح

۱۰۰۰

آیا کرتے تھے میں مُنٹھیاں بھرتا تھا اور وہ مجھ سے پتیار کیا کرتے تھے۔ مرزا صاحب نے کہا تھا کہ ۲۰ سال کا پتھر اٹھا کر سوتے وقت یا اور موقع پر کار کار صاحب کو مارنا اور مار دینا۔ میں نے یہ سب حال قطب الدین کو بتلایا تھا۔ اور اُس نے کہا تھا کہ بیشک تو یہ کام کرو میرے پاس چلا آ۔ (یسوال عدالت) اس وقت برہان الدین اور سلطان محمود مجھ سے ناراض ہیں کہ میرا روپیہ و جائداد اُنکے پاس ہو اور وہ دینا نہیں چاہتے۔ مولوی نور الدین کے پاس اس واسطے خط بھیجا تھا کہ مرزا صاحب اور وہ ایک ہی ہیں۔ جب میں امرتسر ہسپتال میں تھا میرا کوئی تعلق قطب الدین سے نہیں رہا تھا اور نہ کسی کے پاس میں نے کوئی خط لکھا تھا۔ خط و کتابت میں نے بیاس میں ڈاکٹر

غیر معقول بات ہرگز مقصود نہ تھی کہ ایک نبی جو اپنی زندگی کے دن پورے کر کے عادۃ اللہ کے موافق خدا تعالیٰ اور عظیم آنحضرت کی طرف بٹھایا گیا پھر وہ اس دار تکالیف اور دار الفتن میں بھیجا جائیگا اور وہ عزت جبر و ہر ملک ہو اور وہ کتاب جو خاتم المکتب ہے فضیلت شہادت سے محروم رہ جائیگا۔ بلکہ نہایت لطیف مستعد کے طور پر یہ پیشگوئی کی گئی کہ ایک مذہب ایسا آئیگا کہ جب عیسائی لوگ اپنی مخلوق پرستی اور صلیب کے باطل خیالات میں انتہا و جہ کے تعصب تک پہنچ جائیں گے۔ اور اپنی مکمل تحریف اور دجل کی وجہ سے مسیح و جمال ہو جائیں گے۔ تب خدا تعالیٰ اپنی رحمت سے اُن کی اصلاح کے لئے ایک آسمانی مسیح پیدا کرے گا۔ جو دلائل شافیہ سے ان کی صلیب کو توڑ دیگا۔

اس پیشگوئی کے سمجھنے میں اہل عقل اور تہذیبوں والوں کے لئے کچھ بھی دقت نہ تھی۔ کیونکہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے الفاظ مقدسہ ایسے صاف تھے کہ خود اس مطلب کی طرف رہبری کرتے تھے کہ ہرگز اس پیشگوئی میں بنی اسرائیل کا دوبارہ دنیا میں آنا مراد نہیں ہے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بار بار فرما دیا تھا۔ کہ میرے بعد کوئی بھی نہیں آئے گا اور حدیث لا ینبی بعدیٰ ایسی مشہور تھی کہ کسی اس کی صحت میں کلام نہ تھا اور قرآن شریف جس کا لفظ لفظ قطعی ہے۔ اپنی آیت کریمہ

وَلَا يَأْتِيكَ بِهِ سَائِرٌ
مِّنْ بَعْدِ رَأْسِ يَوْمِهِ
فَالَّذِينَ آمَنُوا قَدْ
كَانُوا رَاسِخِينَ فِي
فَضْلِهِ

صاحب کو لکھا تھا۔ (مسوالم وکیل ملزم) لقمان جب میں چھ سال کی عمر کا تھا مر گیا تھا۔ میں نے اللہ رو پیہ بغیر علم سلطان محمود کے گھر سے لئے تھے۔ گھر والی عورتوں کو اطلاع کر دی تھی۔ اور نہر پر چلا گیا تھا۔ میرے دو بھائی اور محمد کمال و محمد عالم گھر پر ہیں۔ میں نے محمد عالم کا زیور نہیں لیا۔ اُس نے جھوٹا دعویٰ کیا تھا کہ اسکے پاس میرا روپیہ تھا۔ پانچ چھ سال کی بات ہو۔ باپ کی زمین پر دوسرے بھائی میرے قابض ہیں۔ حصہ پیداوار لیتا ہوں وہ میری طرف کاشت کرتے ہیں۔ جائداد کی وجہ سے اور سونیلے بھائی ہونے کی وجہ سے مجھے سو خفا رہتے ہیں۔ سات ماہ سے جہلم سے نکلا ہوا ہوں۔ برہان الدین کارلہ کا محمد کمال کی لڑکی سے منسوب ہے

ولکن رسول اللہ و خاتم النبیین سے بھی اس بات کی تصدیق کرتا تھا کہ فی الحقیقت ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر نبوت متعین ہو چکی ہے۔ پھر کیونکر ممکن تھا کہ کوئی نبی نبوت کے حقیقی معنوں کے رُوسے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد تشریف لاوے۔ اسے تو تمام ماریوں پر اسلام دہم برہم ہو جانا تھا۔ اور یہ کہنا کہ حضرت عیسیٰ نبوت سے محفل ہو کر آئے گا۔ نہایت بیعینائی اور گستاخی کا کلمہ ہے۔ کیا خدا تعالیٰ کے مقبول اور مقرب نبی حضرت عیسیٰ علیہ السلام جیسے اپنی نبوت سے معطل ہو سکتے ہیں؟ پھر کونسا راہ اور طریق تھا کہ خود حضرت عیسیٰ علیہ السلام دوبارہ دنیا میں آئے۔ عرض قرآن شریف میں خدا تعالیٰ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا نام خاتم النبیین رکھا اور حدیث میں خود آنحضرت نے لاینبی بعثتی فرما کر اس امر کا فیصلہ کر دیا تھا کہ کوئی نبی نبوت کے حقیقی معنوں کے رُوسے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد نہیں آسکتا۔ اور پھر اس بات کو زیادہ واضح کرنے کیلئے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ بھی فرمادیا تھا کہ آنے والا مسیح موعود اسی امت میں سے ہوگا۔ چنانچہ صحیح بخاری کی حدیث اَمَّا مَعَكُمْ مِنْكُمْ اور صحیح مسلم کی حدیث فَاَمَّا مَعَكُمْ مِنْكُمْ جو عین مقام ذکر مسیح موعود میں ہے صاف طور پر بتلا رہی ہے کہ وہ مسیح موعود اسی امت میں سے ہوگا۔ !!!

پھر دوسرا فیصلہ کہ جو اس بارے میں قرآن اور حدیث نے کر دیا۔ یہ موجود تھا۔ کہ

بات کے کہنے پر عبد الحمید ہمارے پاؤں پر گر پڑا اور زار زار رونے لگا۔ بڑا پشیمان معلوم ہوتا تھا اور کہا کہ میں اب سچ سچ بیان کرتا ہوں جو اصل واقعہ ہے اور تب اُس نے وہ بیان ہمارے روبرو کئے کہا جو ہم نے حوت بحوت اسکی زبان سے لکھا اور عدالت میں پیش ہو۔ ہم نے تب ڈپٹی کمشنر بہادر کو تار دی اور گواہ کو گودا سپور لائے۔ وہ جب سے بیان لکھا ہے ہمارے احاطہ میں رہتا ہے اور اپنی مرضی سے جہاں جی چاہتا ہے آتا جاتا ہے۔ آج صبح عبد الحمید نے ہم سے کہا تھا کہ ایک شخص نے (عبد الغنی - یاد دلانے پر گواہ نے نام کی بابت کہا کہ یہی نام ہے) اسکو کہہ ہے کہ پہلے بیان کے مطابق پھر بیان لکھو انا ورنہ قید ہو جاؤ گے۔ ہمارے خدمتگاروں نے اُس شخص کو دیکھا تھا جب عبد الحمید ہم کو کہنے آیا تو معلوم ہوا کہ عبد الغنی احاطہ سے چلا گیا تھا۔ ڈاکٹر گرے صاحب نے مجھے دریافت کیا تھا اور انہوں نے ہم کو چھٹی گھنٹی سے جو پیش کی جاتی ہو۔

حرف ۷ - دستخط بخٹانگریزی - سنایا گیا درست ہے تسلیم ہوا۔ دستخط حاکم

نقل بیان وارث دین گواہ بھلے مقدمہ فوجداری اجلاس مسٹر ایم ڈبلیو گلکس ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ بھلہ گورداسپور سرکار بذریعہ ڈاکٹر مزی ارٹن کلارک بنام مرزا غلام احمد قادیانی جرم ۱۰۰ اضابطہ فوجداری مہر لکھت دستخط حاکم

۲۰ اگست ۱۹۷۹ء - بیان وارث دین گواہ بھلے -

ولد احسان علی ذات عیسائی ساکن جنڈیالہ عمر ۷۵ سال بیان کیا کہ جب محمد بخش نٹھانہ دار عبد الحمید کو

تنگ کرتا شروع کیا کہ یسوع نعوذ باللہ لعنتی اور خدا سے دُعا اور مہجور تھا۔ تبھی تو مصلوب ہو گیا۔ اور یسوع کو زندہ بچ گیا تھا۔ مگر اُس کا پھر ظالم یہودیوں کے سامنے جانا مصلحت نہ تھی۔ اسلئے عیسائیوں نے یہ بات کہہ کر پیچھا چھوڑا کہ فلاں عورت یا مرد کے روبرو یسوع لعنت کے دونوں کے بعد آسمان پر چلا گیا ہے۔ مگر یہ بات یا تو بالکل جھوٹا منصوبہ اور یا کسی مرقی عورت کا وہم تھا۔ کیونکہ اگر خدا تعالیٰ کا یہ ارادہ ہوتا کہ یسوع کو جسم کے سمیت آسمان پر پہنچا دے اور اس طرح پر مشاہدہ کر لے کہ لعنت کے داغ سے پاک کرے تو ضروری تھا کہ دسٹل

تنگ کرتا شروع کیا کہ یسوع نعوذ باللہ لعنتی اور خدا سے دُعا اور مہجور تھا۔ تبھی تو مصلوب ہو گیا۔ اور یسوع کو زندہ بچ گیا تھا۔ مگر اُس کا پھر ظالم یہودیوں کے سامنے جانا مصلحت نہ تھی۔ اسلئے عیسائیوں نے یہ بات کہہ کر پیچھا چھوڑا کہ فلاں عورت یا مرد کے روبرو یسوع لعنت کے دونوں کے بعد آسمان پر چلا گیا ہے۔ مگر یہ بات یا تو بالکل جھوٹا منصوبہ اور یا کسی مرقی عورت کا وہم تھا۔ کیونکہ اگر خدا تعالیٰ کا یہ ارادہ ہوتا کہ یسوع کو جسم کے سمیت آسمان پر پہنچا دے اور اس طرح پر مشاہدہ کر لے کہ لعنت کے داغ سے پاک کرے تو ضروری تھا کہ دسٹل

روحانی خزائن

تصنیفات

حضرت میرزا غلام احمد قادیانی

مسیح موعود و مہدی معہود علیہ السلام

جلد ۱۲

نجم الہدی - راز حقیقت - کشف الغطاء
ایام الصلح - حقیقتہ الہدی

در رجب ضیاء الاسلام قلوبیان با تمام حیم فضل الدین صاحب طبع

محمدا

و نقل از شیخ یحیی برآورد



کے لئے حکم کیا۔ اور جو چاہا کیا۔ اور
وہ احکم الحاکمین ہے۔

۵

ہمارا ایک دوست، اور ہم اس کی بہت سے پُریں
اور مراتب اور منازل سے ہیں بے فہمی اور نفرت ہے۔
میں دیکھتا ہوں کہ دنیا اور اس کے طالبوں کی زمین تھوڑی
ہو گئی ہے یعنی جلدی بنا ہو جائیگی اور ہماری بہت سی زمینیں
تھوڑی ہو جائیں گی۔ لوگ دنیا کی نعمت پر جھکتے ہیں۔ مگر ہم اس منہ کی طرف
جھک گئے ہیں جو خوشی پہنچانے والا اور طرب انگیز ہے۔
ہم اپنے پیار کے دامن سے آویختہ ہیں ایسے کہ جو مٹا اور
شفات نہیں ہو سکتا وہ بھی ہمارے لئے نمود ہو گیا
دشمن ہمارا یا باؤں کے دشمن ہو گئے۔ اور اُن کی
عودتیں گتھوں سے بڑھ گئی ہیں۔

اقوم لدعوة الانام - وفعل ما شاء و
هو احکم الحاکمین - والله يعلم ما فی قلبی
ولا يعلم احد من العالمین ۵
حبب لنا فحببه نحبب
وعن المنازل والمرتبات نرفع
ان اری الدنيا دلة اهلها
جدبت وارض ودادنا لا تجذب
یتما یلون علی النعیم وانا
ملنا الی وجه یسوی طرب
اما تعلقنا بنوم حبیبنا
حتی استنار لنا الذی لا یمحش
ان العداء وانا خازیر الفلا
ونساعهم من دونهم الا کلب

انچہ را خواست کرد کہ ادا حکم الحاکمین است و خدا می داند آنچه در دل من است و غیر از ازل آگاہ نہ

اشعار

ما را محبوبی است کہ از حب او ہر می باشیم۔ و از مراتب و مناصب بکلی فراخ داریم۔
میں منیم دنیا و زمین طالبانِش را قطع برائیں جبرہ شدہ وے زمین دوستی ما ہمارے سرسبز خواہد بود۔
مردم بر نصیبانے دنیا سر فرود آورده اند و لیکن مایل سوئے روئے آورده ایم کہ شادی و خوری بخشند۔
ما دست پرمان دست خود زده ایم از ہمیں سبب است کہ انچہ ما پوشش شاد بود بہت ما پوشش گریہ است
دشمن ما دشمنی را بے بیابان شدہ اند و دشمنان آہنا سگ ماہہ ہا را در پس انداختہ اند۔

الحمد لله والمنة کہ یہ رسالہ

موسومہ

ایام الصالح

تعداد اشاعت: ۱۰۰

قیمت فی جلد: ۱۰

مطبع ضیاء الاسلام قلاویان میں باہتمام حکیم حافظ فضل الدین صاحب

بھیروی مالک مطبع کے مطبوع ہووا

یکم جنوری ۱۸۹۹ء

مسلمانوں کے اولوالعباد کو چاہیے کہ ان سے عبرت پکڑیں اور صرف تشابہات پر نظر رکھ کر تکذیب میں جلدی نہ کریں اور جو باتیں خدا تعالیٰ کی طرف سے کھل جائیں اُن سے اپنی ہدایت کے لئے فائدہ اٹھادیں۔ یہ تو ظاہر ہے کہ شک یقین کو دخیل نہیں کر سکتا۔ پس پیشگوئیوں کا وہ حصہ جو ظاہری طور پر ایسی پورا نہیں ہوا وہ ایک امر شک ہے۔ کیونکہ ممکن ہے کہ ایلیا بنی کے دوبارہ آنے کی طرح وہ حصہ استعارہ یا مجاز کے رنگ میں پورا ہو گیا ہو مگر انتظار کرنے والا اس غلطی میں پڑا ہو کہ وہ ظاہری طور پر کسی دن پورا ہو گا۔ اور یہ بھی ممکن ہے کہ بعض احادیث کے الفاظ محفوظ نہ رہے ہوں۔ کیونکہ احادیث کے الفاظ وحی متلو کی طرح نہیں اور اکثر احادیث احاد کا مجموعہ ہیں۔ اعتقادی امر تو الگ بات ہے۔ جو چاہو اعتقاد کرو مگر واقعی لودھیتی فیصلہ یہی ہے کہ احادیث میں عند العقل امکان تغیر الفاظ کا ہے۔ چنانچہ ایک ہی حدیث میں جو مختلف طریقوں اور مختلف راویوں سے پہنچتی ہے اکثر ان کے الفاظ اور ترتیب میں بہت سا فرق ہوتا ہے۔ حالانکہ وہ ایک ہی وقت میں ایک ہی موبہ سے نکلی ہے۔ پس صاف سمجھتا ہے کہ چونکہ اکثر راویوں کے الفاظ اور طرز بیان جدا جدا ہوتے ہیں۔ اس لئے اختلاف پڑ جاتا ہے۔ اور نیز پیشگوئیوں کے تشابہات کے حصہ میں یہ بھی ممکن ہے کہ بعض واقعات پیشگوئیوں کے جن کا ایک ہی دفعہ ظاہر ہونا امید رکھا گیا ہے وہ تہہ بجا ظاہر ہوئے یا کسی لودھ شخص کے واسطے سے ظاہر ہوں۔ جیسا کہ ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی یہ پیشگوئی کہ قیصر کسریٰ کے خزانوں کی کنجیاں اُچکے ہاتھ پر رکھی گئی ہیں۔ حالانکہ ظاہر ہے کہ یہ پیشگوئی کے ظہور سے پہلے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم فوت ہو چکے تھے۔ اور انجانب نے نہ قیصر لودھ کسریٰ کے خزانہ کو دیکھا اور نہ کنجیاں دیکھیں مگر چونکہ مقتد تھا کہ وہ کنجیاں حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو ملیں کیونکہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا وجود ظلی طور پر گویا انجانب صلی اللہ علیہ وسلم کا وجود ہی تھا۔ اس لئے عالم وحی میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا ہاتھ پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم کا ہاتھ قرار دیا گیا۔ خلاصہ کلام یہ کہ دھوکا کھانے والے اسی مقام پر دھوکا کھاتے ہیں۔ وہ اپنی بدقسمتی سے پیشگوئی کے ہر ایک حصہ کی نسبت یہ امید رکھتے ہیں کہ

ہو چکا ہے کہ یا عیسیٰ اتنی متوقیات کے یہ سننے ہیں کہ اے عیسیٰ میں تجھے وفات دوں گا۔ چنانچہ امام بخاری نے اسی مقام میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ایک حدیث کھکھڑ میں لکھا قَالِی الْعَبْدُ الْعَنَابُ ہے اس بات کی طرف اشارہ کیا ہے کہ یہی معنی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کئے ہیں۔ پھر بعد اس کے جو حضرت عیسیٰ کی وفات کے بارے میں قرآن نے فرمایا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ اے عبد اللہ بن عباسؓ کے قول میں بھی یہی آیا دوسرے سے کہنے پر عیسیٰ کی طرح ایک خیانت ہے۔ غور کر کے دیکھ لو کہ تمام قرآن میں بجز نوحؑ قبض کرنے کے توئی کے اور کوئی معنی نہیں۔ تمام حدیثوں میں بجز مارنے کے اور کسی مل میں توئی کا لفظ استعمال

نہیں کیا گیا۔ تمام لغت کی کتابوں میں یہی لکھا ہے کہ جب خدا تعالیٰ فاعل ہو اور کوئی انسان مفعول ہو مثلاً یہ قول ہو کہ توئی اظہر زیداً تو بجز نوح قبض کرنے اور مارنے کے اور کوئی معنی نہیں لئے جاویں گے۔ پس جب اس صراحت اور تحقیق سے فیصلہ ہو چکا کہ توئی کے معنی مارنا ہے اور آیت فلما توفیتہ فی ثابث ہو چکا ہے کہ حضرت عیسیٰ کی توئی عیسائیوں کے گڑبڑنے سے پہلے ہو چکی ہے۔ یعنی وہ خدا بنائے جانے سے پہلے فوت ہو چکے ہیں۔ تو پھر اب تک انہی وفات کو قبول نہ کرنا یہ طریق بحث نہیں بلکہ بے حیائی کی قسم ہے۔ خدا تعالیٰ نے جو انجیلوں کو ذیل کرنا تھا کہ جو نوحہ منواہ حضرت عیسیٰ کی حیات کے قائل ہیں۔ اس لئے اُس نے نہ ایک پہلو سے بلکہ بہت سے پہلوؤں سے حضرت عیسیٰ کی موت کو ثابت کیا۔ توئی کے لفظ سے موت ثابت ہوئی اور پھر آیت دَمَا حَقُّ الْوَعْدِ قَدْ نَخَلَتْ مِنْ قَبْلِهِ الرُّسُلُ سے موت ثابت ہوئی اور پھر آیت مَا الْمَسِيحُ بْنُ مَرْيَمَ الْوَعْدِ قَدْ نَخَلَتْ مِنْ قَبْلِهِ الرُّسُلُ سے موت ثابت

قرآن کے علاوہ کے دوسرے جہان کی موت پہنچت کا لفظ بولا گیا ہے وہاں اس امت کے لوگ مُراد ہی ہے۔ تم ایک بھی ایسی آیت پیش نہ کر سکو گے جس میں کسی انسانی گروہ کو نخلت کا مصداق قرآن نے ظہیرا ہو اور پھر اس آیت کے معنی موت نہ ہوں بلکہ کچھ اور ہوں۔ یہی وجہ ہے جو حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ نے اس آیت سے تمام عیسیٰ کی موت پر استدلال کیا۔ منقول

وَوَجَدَكَ ضَالًّا فَهَدَىٰ ۖ ۝ اِس کی تفصیل یہ ہے کہ ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے آہ

نبیوں کی طرح ظاہری علم کسی استاد سے نہیں پڑھا تھا۔ مگر حضرت عیسیٰ اور حضرت موسیٰ

مکتبوں میں بیٹھے تھے۔ اور حضرت عیسیٰ نے ایک یہودی استاد سے تمام توریت پڑھی تھی۔

غرض اسی لحاظ سے کہ ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے کسی استاد سے نہیں پڑھا خدا آپ

ہی استاد ہوا۔ اور پہلے پہل خدا نے ہی آپ کو اِقْرَؤْ کہا۔ یعنی پڑھ۔ اور کسی نے نہیں کہا۔

اِس لئے آپ نے خاص خدا کے زیر تربیت تمام دینی ہدایت پائی اور دوسرے نبیوں کے دینی

معلومات انسانوں کے ذریعہ سے بھی ہوئے۔ سو آنے والے کا نام جو ہمدی رکھا گیا۔ سو

اِس میں یہ اشارہ ہے گھوڑا آنے والا علم دین خدا سے ہی حاصل کریگا۔ اور قرآن اور حدیث

میں کسی استاد کا شاگرد نہیں ہوگا۔ سو میں حلفاً کہہ سکتا ہوں کہ میرا حال یہی حال ہے۔

کوئی ثابت نہیں کر سکتا کہ میں نے کسی انسان سے قرآن یا حدیث یا تفسیر کا ایک سبق بھی پڑھا

ہے۔ یا کسی مختصر یا محدث کی شاکردی اختیار کی ہے۔ پس یہی ہمدیت ہے جو بوقت محمدیہ

کے منہاج پر مجھے حاصل ہوئی ہے۔ اور امرا پر دین بلا واسطہ میرے پر کھولے گئے۔ اور

جس طرح مذکورہ بالا درجہ سے آنے والا ہمدی کہلائے گا اسی طرح وہ مسیح بھی کہلائیگا کیونکہ

اِس میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی روحانیت بھی اثر کرے گی۔ لہذا وہ عیسیٰ ابن مریم بھی

کہلائیگا اور جس طرح آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی روحانیت اپنے خاصہ ہمدیت کو اِس کے اندر چھونکا۔

ۛ ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا نام عید بھی ہے اور اِس لئے خدا نے عید نام رکھا کہ اصل عبودیت کا خضوع اور ذل ہے اور

عبودیت کی حالت کا مادہ ہے جس میں کسی آدم کا غلو اور بھڑی اور عجب نہ رہے اور صاحب اِس حالت کا اپنی عملی

تکمیل محض خدا کی طرف دیکھے۔ اور کوئی فائدہ درمیان نہ دے۔ عرب کا محاورہ ہے کہ وہ کہتے ہیں مورد

ۛ نوٹ :- یہ مرتبہ عبودیت کا درجہ انسان اپنی عملی تکمیل محض خدا تعالیٰ کی طرف سے دیکھے بغیر اِس ہمدی کا ل کی جس کی عملی تکمیل تمام

دیکھ محض خدا تعالیٰ کے ہاتھ سے ہوئی ہو دوسرے کو میسر نہیں آ سکتا کیونکہ اپنی بد و جہاد و کوشش کا اثر ضرور ایک

ایسا خیال پیدا کرتا ہے کہ جو عبودیت نامہ کے مٹا پی ہے۔ اِس لئے مرتبہ عبودیت کا مادہ بھی جو جو اِس کے جو مرتبہ ہمدیت کا

کے تابع ہے جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے کسی دوسرے کو جو کمال حاصل نہیں۔ ذالک فضل اللہ یؤتیلہ

من یشاء فاشہدوا اننا نشہد ان محمدًا عبد اللہ ورسولہ۔ منہ

یہ کام خدا تعالیٰ نے کیا ہے اور ہندوؤں کے دلوں میں اُس کی عظمت ڈال دی تا ایک نامی آدمی کی نسبت پیشگوئی مقصور ہو کر اُس کا اثر بڑھ جائے اور صفحہ روزگار سے مٹ نہ سکے۔ اب جب تک عزت کے ساتھ یکسر ام کو یاد کیا جائیگا تب تک یہ پیشگوئی بھی ہندوؤں کو یاد رہے گی۔ غرض یکسر ام کو عزت کے ساتھ یاد کرنا پیشگوئی کی قدر و منزلت کو بڑھاتا ہے۔ اگر پیشگوئی کسی چوہے پر چارہ نہایت ذیل انسان کی نسبت ہوتی تو کیا قدر ہوتی؟ میں پہلے اس خیال سے غلغلی تھا کہ پیشگوئی تو پوری ہوئی مگر ایک ایسے معمولی شخص کی نسبت کہ چوہہ سادریں سات اٹھ پدیم کا پونیس کے حکم میں نوکر تھا۔ لیکن جب میں نے سنا کہ مرنے کے بعد اُس کی بہت عزت کی گئی تو وہ میرا غم خوشی کے ساتھ بدل گیا۔ اور میں نے سمجھا کہ اب لوگ خیال کریں گے کہ ایسے معمولی آدمی پر میری دعاؤں کا حملہ نہیں ہوا بلکہ اُس پر ہوا جس پر تمام قوم بل کر روتی جس کے مرنے پر بڑا ماتم ہوا جس کے مرثیے بنائے گئے جس کی یادگار نے سنے بہت سارے پیر بکشمیہ کیا گیا۔ سو یہ خدا کا مسلک کہ اس طرح پر اُس نے پیشگوئی کو عظمت دی۔ **خالدہ** **ذہب** **قولہ** :- کسوف خسوف کی حدیث موضوع ہے۔

اقول :- کسی شیطان نے آپ کو دھوکا دیا ہے۔ وہ حدیث نہایت صحیح ہے اور صرف واقعاتی میں نہیں بلکہ حدیث کی اور کتابوں میں بھی ہے۔ اور شیعہ میں بھی ہے اور اہل سنت میں بھی۔ ماسوا اس کے یہ اصول محدثین کا مانا ہوا ہے کہ اگر کسی حدیث کی پیشگوئی پوری ہو جائے۔ اور بالفرض اگر اس حدیث کو موضوع ہی سمجھا گیا تھا تو پوری ہونے کے بعد وہ صحیح حدیث بھی جائیگی کیونکہ خدا نے اُس کی سچائی پر گواہی دی۔ کیونکہ خدا کے سوا غیر کی کسی کو طاقت نہیں ہے۔ حدیث کا علم ایک نقلی علم ہے۔ بسا اوقات ایک حدیث صحیح ہوتی ہے اور ممکن ہے

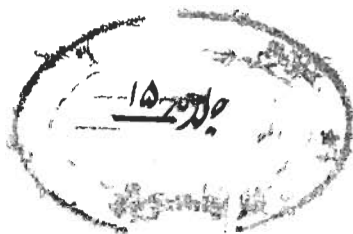
چہ قرآن شریف میں ہے۔ **فَلَا يَنْفَعُكُمْ هِيَ وَلَا يُضِلُّكُمْ أَهْلًا وَلَا مَبْدُوءًا وَلَا مَبْدُوءًا وَلَا مَبْدُوءًا وَلَا مَبْدُوءًا** یعنی کامل طور پر غیب کا بیان کرنا صرف رسولوں کا کام ہے۔ دوسرے کو یہ مرتبہ عطا نہیں ہوتا۔ رسولوں سے مراد وہ لوگ ہیں جو خدا تعالیٰ کی طرف سے بھیجے جاتے ہیں خواہ وہ نبی ہوں یا رسول یا محدث اور مجدد ہوں۔ **منہج**

روحانی خزائن

تصنیفات

حضرت میرزا غلام احمد قادیانی

مسیح موعود و مہدی موعود علیہ السلام



مسیح ہندوستان میں - ستارہ قیصریہ - تریاق القلوب
تحفہ غزنویہ - رنداد جلسہ دعا

ان هذا الكتاب يدفع وساوس الغفاس - وفيه
شفاء للناس - وهو يهب السكينة
ويجلب الكروب - وسميته -

ترىاق القلوب

تصنيف

امام رباني حضرت ميرزا غلام احمد صاحب قادياني
مسيح موعود ومهدي مسعود عليه الصلوة والسلام -

حالانکہ حضرت مسیحؑ کی مادری بولی عبرانی تھی۔ کوئی ثابت نہیں کر سکتا کہ کبھی حضرت مسیحؑ نے ایک فقرہ یونانی کا کبھی کسی سے پڑھا تھا اور نہ حواریوں نے جو اسی محض تھے کسی مکتب میں یونانی سیکھی بلکہ وہ ہمیشہ ماہی گیروں کے کام کرتے رہے۔ اب چونکہ عیسائیوں کو یہ سخت مصیبت پیش آئی کہ کوئی عبرانی انجیل موجود نہیں صرف قریباً ساٹھ انجیلیں یونانی میں ہیں جو باہم متناقض ہیں۔ جن میں سے یہ چارچین لی گئیں جو وہ بھی باہم مخالفت رکھتی ہیں۔ بلکہ ہر ایک انجیل اپنی ذات میں بھی مجموعہ تناقضات ہے۔ ان مشکلات کے لحاظ سے یونانی کو اصل زبان ٹھہرایا گیا ہے۔ لیکن یہ اس قدر بیہودہ بات ہے کہ اس اندازہ ہو سکتا ہے کہ ان پادری صاحبوں نے کونسا بھڑٹ اور جمل سازی پر کمر باندھی ہے حضرت مسیحؑ کے وقت میں رومی سلطنت تھی اور گورنمنٹ کی لاطینی زبان تھی۔ اور حضرت مسیحؑ کو چونکہ گورنمنٹ سے کوئی تعلق ملازمت نہ تھا اور نہ ریاست اور جاہ طلبی کی خواہش تھی۔ اس لئے انہوں نے لاطینی کو بھی نہیں سیکھا۔ وہ ایک سکین اور عاجز اور غریب طبع اور سادہ وضع انسان تھا۔ اُس کو وہی بولی یاد تھی جو ناصرہ میں اپنی ماں سے سیکھی تھی۔ یعنی عبرانی۔ جو یہودیوں کی قومی بولی ہے اور اسی بولی میں تو ریشہ خاندانی کتابیں تھیں۔ غرض یہ چاروں انجیلیں جو یونانی سے ترجمہ ہو کر اس ملک میں پھیلانی جاتی ہیں۔ ایک ذرہ قابل اعتبار نہیں۔ یہی وجہ ہے کہ ان کی پیروی میں کچھ بھی برکت نہیں۔ خدا کا جلال اُس شخص کو ہرگز نہیں ملتا جو ان انجیلوں کی پیروی کرتا ہو۔ بلکہ یہ انجیلیں حضرت مسیحؑ کو بدنام کر رہی ہیں۔ کیونکہ ایک طرف تو ان انجیلوں میں سچے عیسائی کی یہ علامتیں ٹھہرائی گئی ہیں کہ وہ آسمانی نشانوں کے دکھلانے پر قادر ہو۔ اور دوسری طرف عیسائیوں کا یہ حال ہے کہ وہ ایک مردہ حالت میں پڑے ہوئے ہیں اور ایک ذرہ آسمانی برکت ان کے ساتھ نہیں اور کوئی نشان دکھلا نہیں سکتے۔ اس لئے وہ علامتوں کا ذکر کرنے کے وقت ہمیشہ

چھ صلیب پر بندہ حضرت مسیحؑ کو موت کا سامنا معلوم ہوتا تھا اُس وقت بھی عبرانی فقرہ زبان پر جاری ہوا۔

اور وہ یہ ہے کہ ایللی ایللی اما سبقتانی۔ منہ

ہر مجلس میں شرمندہ ہوتے ہیں اور ناحق اور بیجا تاویلیں کرنی پڑتی ہیں۔
خدا نے مجھے دُنیا میں اس لئے بھیجا کہ تائیں علم اور خلق اور نرمی سے گم گشتہ لوگوں کو
خدا اور اُس کی پاک ہدایتوں کی طرف کھینچوں اور وہ نور جو مجھے دیا گیا ہے اس کی روشنی
سے لوگوں کو راہِ راست پر چلاؤں۔ انسان کو اس بات کی ضرورت ہے کہ ایسے دلائل اس کو
ملیں جن کے رُوسے اُس کو یقین آجائے کہ خدا ہے۔ کیونکہ ایک بڑا حصہ دُنیا کا اسی راہ
سے ہلاک ہو رہا ہے کہ ان کو خدا تعالیٰ کے وجود اور اس کی الہامی ہدایتوں پر ایمان نہیں ہے
اور خدا کی ہستی کے ماننے کیلئے اس سے زیادہ صاف اور قریب الفہم اور کوئی راہ نہیں کہ
وہ غیب کی باتیں اور پوشیدہ واقعات اور آئندہ زمانہ کی خبریں اپنے خاص لوگوں کو بتلاتا
ہے اور وہ نہاں اسرار جن کا دریافت کرنا انسانی طاقتوں سے بالاتر ہے اپنے مقبول
پر ظاہر کر دیتا ہے۔ کیونکہ انسان کے لئے کوئی راہ نہیں جس کے ذریعہ سے آئندہ زمانہ کی ایسی
پوشیدہ اور انسانی طاقتوں سے بالاتر خبریں اس کو مل سکیں۔ اور بلاشبہ یہ بات سچ ہے کہ
غیب کے واقعات اور غیب کی خبریں بالخصوص جن کے ساتھ قدرت اور حکم ہے ایسے امور
ہیں جن کے حاصل کرنے پر کسی طور سے انسانی طاقت خود بخود قادر نہیں ہو سکتی سو خدا نے
میرے پر یہ احسان کیا ہے جو اس نے تمام دُنیا میں مجھ کو اس بات کے لئے منتخب کیا ہے کہ تا
وہ اپنے نشانوں سے گمراہ لوگوں کو راہ پر لاوے۔ لیکن چونکہ خدا تعالیٰ نے آسمان دیکھا ہے۔ کہ
عیسائی مذہب کے حامی اور پیروینے پادری سچائی سے بہت دُور جا پڑے ہیں اور وہ ایک
ایسی قوم ہے کہ نہ صرف آپ صراطِ مستقیم کو کھو بیٹھے ہیں بلکہ ہزار ہا کوس تک خشکی تری کا
سفر کر کے یہ چاہتے ہیں کہ اوروں کو بھی اپنے جیسا کر لیں۔ وہ نہیں جانتے کہ حقیقی خدا کون ہے
بلکہ اُن کا خدا انہی کی ایک ایجاد ہے۔ اس لئے خدا کے اُس رحم نے جو انسانوں کے لئے وہ
دکھتے تقاضا کیا کہ اپنے بندوں کو اُنکے دامِ تیر ویر سے چھوڑائے۔ اس لئے اُس نے
اپنے اس مسیح کو بھیجا تا وہ دلائل کے حربے سے اُس صلیب کو توڑے جس نے حضرت عیسیٰ

ایسی پیشگوئی کرنا انسانی طاقتوں میں داخل ہے، بلکہ تو کوئی اس کا مقابلہ کر سکے، دیکھ لادے۔
 ایسا ہی جب براہین احمدیہ میں یہ الہام شائع کیا گیا کہ ”میں تجھے ایک نامور انسان بناؤں گا۔
 اور لوگوں کے دلوں میں تیری محبت ڈالوں گا اور دُور سے لوگ تیرے پاس آئیں گے۔
 اور دُور سے تیرے آرام کی چیزیں تجھے پہنچائی جائیں گی۔“ اس زمانہ کو اب میں پس گد
 گئے اور یہ عاجز اس وقت ایک ایسا گنام آدمی تھا کہ بجز ایسے دو چار آدمیوں کے کہ جو میرے
 باپ کے وقت سے میرے رشتہ تھے اور کوئی بھی پنجاب اور ہندوستان سے مجھ کو نہیں جانتا تھا
 اور نہ مجھ سے ہمدردی اور دوستی کا تعلق رکھتا تھا۔ پھر بعد اسکے اس پیشگوئی کے مطابق الہاموں
 انسانوں بلکہ کروڑوں میں میں مشہور کیا گیا اور کئی ہزار آدمی مجھ سے ہمدردی اور دوستی اور اخلاص
 کا تعلق رکھنے والے پیدا ہو گئے اور ہندوستان کے کناروں تک بلکہ برہما اور ہندو عہداس
 اور مدراس اور بنجار اور حیدرآباد اور افریقہ اور کابل کے ملک کے انواع و اقسام کے حصے لوگوں نے
 بھیجے اور میرے سلسلہ کیلئے بہت سے روپیہ سے مدد کی اور ہمیشہ کرتے ہیں پس یہ مقام رقت اور
 وجد کا ہے کہ کیونکہ اس وقت اس زمانہ کی پیشگوئیاں جبکہ میں ایک بیچ اور ذلیل چیز کی طرح
 اس جنگل میں پڑا تھا نہایت کم و فراور شان و شوکت سے پوری ہو گئیں۔ اپنے دلوں میں
 غور کرو اور عقلمندوں سے پوچھو کہ کیا اس قسم کی پیشگوئیوں میں انسانی طاقت کا دخل ہے۔
 بعض نادان جن کو تعصب نے اندھا کر دیا ہے کہتے ہیں کہ اگرچہ بعض پیشگوئیاں سچی نکلیں جیسا کہ
 احمدیہ کے فوت ہونے کی اور لیکچرار کے قتل کئے جانے کی اور لاہور کے جلسہ اعظم مذاہب

میں خدا تعالیٰ نے ارادہ فرمایا ہے کہ میری پیشگوئی سے صرف اس زمانہ کے لوگ ہی فائدہ نہ اٹھائیں بلکہ بعض پیشگوئیاں
 ایسی ہوں کہ آئندہ زمانہ کے لوگوں کیلئے ایک عظیم الشان نشان ہوں جیسا کہ براہین احمدیہ وغیرہ کتابوں کی پیشگوئیاں کہ
 ”میں تجھے انسی برس یا چند سال زیادہ یا اس سے کچھ کم عمر دینگا اور مخالفوں کے ہر ایک الزام سے تجھے بری کر دینگا
 اور تجھے ایک بڑا خاندان بنا دینگا۔ اور تجھ سے ایک عظیم الشان انسان پیدا کروں گا اور تیرے تابعین سے دنیا بھر
 جاسکی اور وہ ہمیشہ دوسروں پر غالب رہیں گے اور تو ہلاک نہیں ہوگا جب تک کہ راستی کے دلائل کو زمین پر قائم نہ کرے اور
 جب تک کہ خیریت اور حقیقت میں فرق پیدا نہ ہوئے۔ اور نہ تجھے مسترد برکت دینگا کہ بادشاہ تیرے کپڑوں پر کن ٹھونڈیں گے۔“

نور احمد نے کہا کہ خدا کی قدرت سے کیا تعجب کہ وہ لڑکا دے۔ اس سے قریباً تین برس کے بعد جیسا کہ ابھی لکھتا ہوں دہلی میں میری شادی ہوئی اور خدا نے وہ لڑکا بھی دیا اور تین اور عطا کئے۔ اس بیان کی تمام یہ لوگ تصدیق کریں گے بشرطیکہ قسم نمونہ نمبر ۲ نے کر پوچھا جائے۔ اور حافظ نور احمد سخت مخالف ہے مگر نمونہ نمبر ۲ کی قسم اس کو بھی سچ بولنے پر مجبور کرے گی۔

۱۰۔ تھینا اٹھارہ برس کے قریب عرصہ گزرا ہے کہ مجھے کسی تقریب سے مولوی محمد حسین بٹالوی ایڈیٹر رسالہ اشاعت السنۃ کے مکان پر جانے کا اتفاق ہوا۔ اُس نے مجھ سے دریافت کیا کہ آج کل کوئی الہام ہوا ہے؟ میں نے اُس کو یہ الہام سنایا۔ جس کو میں کئی دفعہ اپنے مخلصوں کو سنا چکا تھا۔ اور وہ یہ ہے کہ بکر و شیدائے جس کے یہ معنی اُن کے آگے اور نیز ہر ایک کے آگے میں نے ظاہر کئے کہ خدا تعالیٰ کا ارادہ ہے کہ وہ دو عورتیں میرے نکاح میں لائے گا۔ ایک بکر ہوگی اور دوسری بیوہ۔ چنانچہ یہ الہام جو بکر کے متعلق تھا پورا ہو گیا۔ اور اس وقت بفضلہ تعالیٰ چار سپر اس بیوی سے موجود ہیں اور بیوہ کے الہام کی انتظار ہے۔ میں نہیں یقین کر سکتا کہ مولوی محمد حسین بوجہ شدتِ عناد اور تعصب اس پیشگوئی کی نسبت اپنی واقعیت بیان کر سکے۔ لیکن اگر حلف مطابق نمونہ نمبر ۲ دی جائے تو اس صورت میں اُمید ہے کہ سچ بول دے۔

۱۱۔ تھینا سولہ برس کا عرصہ گزرا ہے کہ میں نے شیخ حامد علی اور لالہ شریف کھتری ساکن قادیان اور لالہ ملا وامل کھتری ساکن قادیان اور جان محمد مرحوم ساکن قادیان اور بہت سے اور لوگوں کو یہ خبر دی تھی کہ خدا نے اپنے الہام مجھے اطلاع دی ہے کہ

یعنی کچھ توڑا عرضہ صبر کر کہ میں تجھے ایک پاک لڑکا عنقریب عطا کروں گا۔ اور یہ پنجشنبہ کا دن تھا اور ذی الحجہ ۱۲۹۹ھ کی دوسری تاریخ تھی جبکہ یہ الہام ہوا۔ اور اس الہام کے ساتھ ہی یہ الہام ہوا۔ رب اصبح زوجتی ہذا یعنی اے میرے خدا میری اس بیوی کو بیمار ہونے سے بچا۔ اور بیماری سے نبردست کر۔ یہ اس بات کی طرف اشارہ تھا کہ اس بچہ کے پیدا ہونے کے وقت کسی بیماری کا ایشہ ہے۔ سو اس الہام کو میں نے اس تمام جماعت کو سنا دیا جو میرے پاس قادیان میں موجود تھے اور انھیں مولوی عبدالکیم صاحب نے بہت خط لکھ کر اپنے تمام معزز دوستوں کو اس الہام سے خبر کر دی۔ اور پھر جب ۱۳ جون ۱۸۹۹ء کا دن پڑھا جس پر الہام مذکور کی تاریخ کو جو ۱۳ اپریل ۱۸۹۹ء کو ہوا تھا۔ پورے دو مہینے ہوتے تھے تو خدا تعالیٰ کی طرف سے اسی لڑکے کی مجھ میں روح بولی اور الہام کے طور پر یہ کلام اس کا میں نے سنا۔ اِنّی اسقط من اللہ و اصدیہ۔ یعنی اب میرا وقت آگیا اور میں اب خدا کی طرف سے اور خدا کے ہاتھوں سے زمین پر گرؤں گا۔ اور پھر اسی کی طرف جاؤں گا۔ اور اسی لڑکے نے اسی طرح پیدائش سے پہلے یکم جنوری ۱۸۹۹ء میں بطور الہام یہ کلام مجھ سے کیا اور مخاطب بھائی تھے کہ مجھ میں اور تم میں ایک دن کی ميعاد ہے۔ یعنی اے میرے بھائیو۔ میں پورے ایک دن کے بعد تمہیں ملوں گا۔ اس جگہ ایک دن سے مراد دو برس تھے۔ اور تیس برس وہ ہے جس میں پیدائش ہوتی۔ اور یہ عجیب بات ہے کہ حضرت مسیح نے تو صرف عہد میں ہی باتیں کیں مگر اس لڑکے نے پیدائش میں ہی دو مرتبہ باتیں کیں۔ اور پھر بعد اسکے ۱۴ جون ۱۸۹۹ء کو وہ پیدا ہوا۔ اور جیسا کہ وہ چوتھا لڑکا تھا۔ اسی مناسبت کے

بچہ پیدا ہونے کے بعد جیسا کہ الہام کا منشاء تھا میری بیوی بیمار ہو گئی چنانچہ اب تک بعض عوارض مرض موجود ہیں اور اعراض شدیدہ سے بفضلہ تعالیٰ صحت ہو گئی ہے۔ منہ

لحاظ سے اس نے اسلامی مہینوں میں سے چوتھا مہینہ لیا یعنی ماہ صفر۔ اور ہفتہ کے دنوں میں سے چوتھا دن لیا یعنی چار شنبہ۔ اور دن کے گھنٹوں میں سے دوپہر کے بعد چوتھا گھنٹہ لیا۔ اور پیشگوئی ۲۰۔ فروری ۱۸۸۶ء کے مطابق پیر کے دن اس کا عقیقہ ہوا۔ اور اس کی پیدائش کے دن یعنی بروز چار شنبہ چوتھے گھنٹہ میں کئی دن کے امساک باراں کے بعد خوب بارش ہوئی۔

یہ چار لڑکے ہیں جن کی پیدائش سے پہلے ان کے پیدا ہونے کے بارے میں خدا تعالیٰ نے ہر ایک دفعہ پریشہ خبر دی اور یہ ہر چار پیشگوئی نہ صرف زبانی طور پر لوگوں کو سنانی گئیں بلکہ پیش از وقت اشتہاروں اور رسالوں کے ذریعہ لاکھوں انسانوں میں مشہور کی گئیں۔ اور پنجاب اور ہندوستان میں بلکہ تمام دنیا میں اس عظیم الشان غیب گوئی کی نظیر نہیں ملے گی۔ اور کسی کی کوئی پیشگوئی ایسی نہیں پاؤ گے کہ اول تو خدا تعالیٰ نے چار لڑکوں کے پیدا ہونے کی اکٹھی خبر دی اور پھر ہر ایک لڑکے کے پیدا ہونے سے پہلے اپنے الہام سے اطلاع کر دی کہ وہ پیدا ہونے والا ہے۔ اور پھر وہ تمام پیشگوئیاں لاکھوں انسانوں میں شائع کی جائیں۔ تمام دنیا میں پھرو۔ اگر اس کی کہیں نظیر ہے تو پیش کرو۔ اور عجیب تر یہ کہ چار لڑکوں کے پیدا ہونے کی خبر جو سب سے پہلے اشتہار ۲۰ فروری ۱۸۸۶ء میں دی تھی اس وقت ہر چار لڑکوں میں سے ابھی ایک بھی پیدا نہیں ہوا تھا۔ اور اشتہار مذکور میں خدا تعالیٰ نے صریح طور پر پسر چہارم کا نام مبارک رکھ دیا ہے۔ دیکھو ضمیمہ ۲۔ اشتہار ۲۰۔ فروری ۱۸۸۶ء دوسرے کالم کی سطر نمبر ۷۔ سو جب اس لڑکے کا نام مبارک احمد رکھا گیا۔ تب اس نام رکھنے کے بعد یک دفعہ وہ پیشگوئی ۲۰ فروری ۱۸۸۶ء کی یاد آگئی۔ اب ناظرین کے یاد رکھنے کے لئے ان ہر چار پسر کی نسبت یہ بیان کرنا چاہتا ہوں کہ کس کس تاریخ میں ان کے تولد کی نسبت پیشگوئی ہوئی اور پھر کس کس تاریخ

اور رسولوں اور محدثوں کے بارے میں جو خدا تعالیٰ کی طرف سے مامور ہو کر آتے ہیں اور تمام قوموں کے لئے واجب الاطاعت ٹھہرتے ہیں۔ قدیم سے خدا تعالیٰ کا ایک خاص قانون ہے جو ہم ذیل میں لکھتے ہیں۔

ہم اس سے پہلے ابھی بیان کر چکے ہیں کہ ایسے اولیاء اللہ جو مامور نہیں ہوتے۔ یعنی نبی یا رسول یا محدث نہیں ہوتے اور ان میں سے نہیں ہوتے جو دنیا کو خدا کے حکم اور الہام سے خدا کی طرف مبلاتے ہیں۔ ایسے ولیوں کو کسی اعلیٰ خاندان یا اعلیٰ قوم کی ضرورت نہیں کیونکہ ان کا سب معاملہ اپنی ذات تک محدود ہوتا ہے۔ لیکن ان کے مقابل پر ایک دوسری قوم کے ولی ہیں جو رسول یا نبی یا محدث کہلاتے ہیں اور وہ خدا تعالیٰ کی طرف سے ایک منصب حکومت اور قضا کا لیکر آتے ہیں اور لوگوں کو حکم ہوتا ہے کہ ان کو اپنا امام اور سردار اور پیشوا سمجھ لیں۔ اور جیسا کہ وہ خدا تعالیٰ کی اطاعت کرتے ہیں اس کے بعد خدا کے ان نائبوں کی اطاعت کریں۔ اس منصب کے بزرگوں کے متعلق قدیم سے خدا تعالیٰ کی یہی عادت ہے کہ انکو اعلیٰ درجہ کی قوم اور خاندان میں سے پیدا کرتا ہے۔ تاکہ انکے قبول کرنے اور انکی اطاعت کا جو اٹھانے میں کسی کو کراہت نہ ہو۔ اور چونکہ خدا نہایت رحیم و کریم ہے اس لئے نہیں چاہتا کہ لوگ ٹھوکر کھاویں۔ اور ان کو ایسا مبتلا پیش آوے جو انکو اس سعادت عظمیٰ سے محروم رکھے کہ وہ اس کے مامور کے قبول کرنے سے اس طرح پر رُک جائیں کہ اس شخص کی نیچ قوم کے لحاظ سے ننگ اور عار اُنپر غالب ہو۔ اور وہ دلی نفرت کے ساتھ اس بات سے کراہت کریں کہ اُسکے تابعدار بنیں اور اُسکو اپنا بزرگ قرار دیں۔ اور انسانی جذبات اور تصورات پر نظر کر کے یہ بات خوب ظاہر ہے کہ یہ ٹھوکر طبعاً نوع انسان کو پیش آجاتی ہے۔ مثلاً ایک شخص جو قوم کا جو ہڑے بیغے بھنگی ہے۔ اور ایک

گاؤں کے شریف مسلمانوں کی میس چالیس سال سے یہ خدمت کرتا ہے کہ دو وقت
 اُنکے گھروں کی گندی نالیوں کو صاف کرنے آتا ہے اور اُنکے پانخانوں کی نجات
 اُٹھاتا ہے اور ایک دو دفعہ چوری میں بھی پکڑا گیا ہے اور چند دفعہ زنا میں بھی
 گرفتار ہو کر اُس کی رسوائی ہو چکی ہے۔ اور چند سال جیلخانہ میں قید بھی رہ چکا ہے
 اور چند دفعہ ایسے بُرے کاموں پر گاؤں کے نمبرداروں نے اُسکو جوتے بھی مارے
 ہیں اور اُسکی ماں اور دادیاں اور نانیاں ہمیشہ سے ایسے ہی نجس کام میں مشغول
 رہی ہیں اور سب مردار کھاتے اور گوہ اُٹھاتے ہیں۔ اب خدا تعالیٰ کی قدرت
 پر خیال کر کے ممکن تو ہے کہ وہ اپنے کاموں سے تائب ہو کر مسلمان ہو جائے۔
 اور پھر یہ بھی ممکن ہے کہ خدا تعالیٰ کا ایسا فضل اُسپر ہو کہ وہ رسول اور نبی بھی بن جائے
 اور اُسی گاؤں کے شریف لوگوں کی طرف دعوت کا پیغام لیکر آوے اور کہے کہ
 جو شخص تم میں سے میری اطاعت نہیں کریگا خدا اُسے جہنم میں ڈالے گا۔ لیکن
 باوجود اس امکان کے جب سے کہ دنیا پیدا ہوئی ہے کبھی خدا نے ایسا نہیں کیا۔
 کیونکہ ایسا کرنا اُسکی حکمت اور مصلحت کے خلاف ہے اور وہ جانتا ہے کہ لوگوں
 کے لئے یہ ایک فوق الطاقٹ ٹھوکر کی جگہ ہے کہ ایک ایسا شخص جو ہمیشہ دُشمن
 رذیل چلا آتا ہے اور لوگوں کی نظر میں نہ صرف وہ نیچ ہے بلکہ اُس کا باپ اور دادا
 اور پڑدادا اور جہانگیر معلوم ہے قوم کے نیچ ہیں اور ہمیشہ سے شریر اور بدکار
 ہوتے چلے آئے ہیں۔ اور مولیشیوں کی طرح ادنیٰ خدمتیں کرتے رہے ہیں۔ اب اگر
 لوگوں سے اُسکی اطاعت کرائی جائے تو بلاشبہ لوگ اُسکی اطاعت سے کراہت کریں گے۔
 کیونکہ ایسی جگہ میں کراہت کرنا انسان کیلئے ایک طبعی امر ہے۔ اسلئے خدا تعالیٰ کا قدیم
 قانون اور سنت یہی ہے کہ وہ صرف اُن لوگوں کو منصب دعوت یعنی نبوت وغیرہ پر
 مامور کرتا ہے جو اعلیٰ خاندان میں سے ہوں۔ اور ذاتی طور پر بھی چال چلن اچھے رکھتے

شاہی خاندان ہے اور بنی فارس اور بنی فاطمہ کے خون سے ایک معجون مرکب ہے۔ یا شہرت عام کے لحاظ سے یوں کہو کہ وہ خاندان مغلیہ اور خاندان سیاہ سے ایک ترکیب یافتہ خاندان ہے۔ مگر میں اسپر ایمان لاتا اور اسی پر یقین رکھتا ہوں کہ ہمارے خاندان کی ترکیب بنی فارس اور بنی فاطمہ سے ہے۔ کیونکہ اسی پر الہام الہی کے تواتر نے مجھے یقین دلایا ہے اور گواہی دی ہے۔

۵۔ ایک دفعہ جس کو قریباً اکیس برس کا عرصہ ہوا ہے مجھ کو یہ الہام ہوا اشکر نعمتی رثیت خدیجتی انک الیوم لذو حظ عظیم۔ ترجمہ۔ میری نعمت کا شکر کر۔ تو نے میری خدیجہ کو پایا آج تو ایک حوطہ عظیم کا مالک ہے۔

براہین احمدیہ صفحہ ۵۵۸۔ اور اسی زمانہ کے قریب ہی یہ بھی الہام ہوا تھا بکر و ثیب یعنی ایک کنواری اور ایک بوہ تمہارے نکاح میں آئے گی۔

یہ مؤخر الذکر الہام مولوی محمد حسین بیٹا لوی ایڈیٹر اشاعت السنۃ کو بھی سنا دیا گیا تھا۔ لیکن الہام مذکورہ بالا جس میں خدیجہ کے پانے کا وعدہ ہے۔ براہین احمدیہ کے صفحہ ۵۵۸ میں درج ہو کر نہ صرف محمد حسین بلکہ لاکھوں انسانوں میں اشاعت پا چکا تھا۔ ہاں شیخ محمد حسین مذکور ایڈیٹر اشاعت السنۃ کو سب سے زیادہ اس پر اطلاع ہے۔ کیونکہ اُس نے براہین احمدیہ کے چاروں حصوں کا ریو لکھا تھا اور اسکو خوب معلوم تھا کہ انی صفات کی ایک بارگہ بیوی کا وعدہ دیا گیا ہے۔ جو خدیجہ کی اولاد میں سے یعنی سید ہوگی۔ جیسا کہ الہام موصوفہ بالا میں آیا ہے۔ کہ تو میرا شکر کر اس لئے کہ تو نے خدیجہ کو پایا یعنی تو خدیجہ کی اولاد کو پائے گا۔ اسی کی تائید میں وہ الہام ہے جو براہین احمدیہ کے صفحہ ۴۹۲ ماحشیہ دوم اور صفحہ ۴۹۶ میں درج ہے اور وہ یہ ہے۔ اردت ان استخلف فخلقت آدم۔

ہے کہ خور اور خوار کے لفظ کو انسان پر اُس حالت میں بھی بولتے ہیں کہ جب وہ قتل ہونے کے وقت فریاد کرتا ہے۔ اور قتل کرنے کے وقت جو ہتھیار کی آواز ہوتی ہے اُس کا نام بھی خوار ہے۔

اور جیسا کہ ابھی ہم لکھ چکے ہیں کہ یہ پیشگوئی یعنی عمل جسد لہ خوار۔ لہ نصب و عذاب۔ اپنے ان دو لفظوں کے رُوسے جو خوار اور نصب ہے لیکھرام کے قتل ہونے پر دلالت کرتی ہے۔ اسی کے موافق خدا تعالیٰ کی تفہیم سے ہم نے وہ اشعار اور نیز چند سطریں شری لکھی ہیں جو کتاب آئینہ کمالات اسلام کے پانچویں ضمیمہ میں درج ہیں جن پر نظر غور کر کے ایک دانشمند سمجھ سکتا ہے کہ ان بیانات سے صاف واضح ہوتا ہے کہ لیکھرام اپنی طبعی موت سے نہیں بلکہ بذریعہ قتل پیشگوئی کے مفہوم کے مطابق اس جہان فانی سے کوچ کرے گا۔ چنانچہ اس ضمیمہ کے صفحہ ۲ کی عبارت جو اس صورت موت پر دلالت کرتی ہے یہ ہے:-

”اب میں اس پیشگوئی کو شائع کر کے تمام مسلمانوں اور آریوں اور عیسائیوں اور دیگر فرقوں پر ظاہر کرتا ہوں کہ اگر اس شخص پر چھ برس کے عرصہ میں آج کی تاریخ سے کوئی ایسا عذاب نازل نہ ہوا جو معمولی تکلیفوں (بیماریوں) سے نرالا اور خارق عادت (یعنی طبعی موتوں سے جو عادت میں داخل ہیں الگ ہو) اور اپنے اندر الہی ہئیت رکھتا ہو (یعنی انسان سمجھ سکتا ہو کہ یہ ایک ناگہانی آفت ہے جو دلوں پر ایک ڈیرانے والا اثر کرتی ہے) تو سمجھو کہ میں خدا تعالیٰ کی طرف سے نہیں اور نہ اُس کی رُوح سے میرا یہ لفظ ہے۔ اور اگر میں اس پیشگوئی میں کاذب نکلا (یعنی اگر ہئیت ناک طور پر لیکھرام کی موت نہ ہوئی)

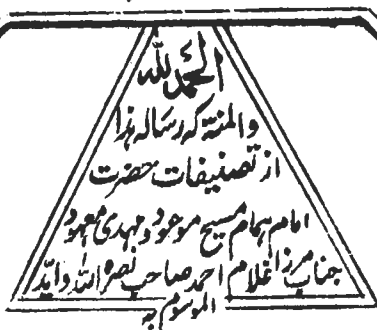
تو ہر ایک سزا بھگتنے کے لئے میں طیار ہوں اور اس بات پر راضی ہوں
 کہ مجھے گلے میں رستہ ڈال کر کسی سولی پر کھینچا جائے۔ اور باوجود میرے
 اس اقرار کے یہ بات بھی ظاہر ہے کہ کسی انسان کا اپنی پیشگوئی میں
 جھوٹا نکلنا خود تمام رسوائیوں سے بڑھ کر رسوائی ہے۔ زیادہ اس
 سے کیا لکھوں۔ اب آریوں کو چاہیے کہ سب ملکر دعا کریں کہ یہ عذاب
 اُن کے اس وکیل سے ٹل جائے۔ فقط

اور صفحہ ایک کے اشعار اسی ضمیمہ میں جو لیکچر ام کی صورت
 موت پر بلند آواز سے دلالت کرتے ہیں یہ ہیں:-

عجب نیست در جان محمد	عجب نیست در جان محمد
ز ظلمتہا دلے آنگہ شود صاف	ز ظلمتہا دلے آنگہ شود صاف
عجب دارم دل آن ناقصاں را	عجب دارم دل آن ناقصاں را
ندانم ہیچ نفسے در دو عالم	ندانم ہیچ نفسے در دو عالم
خدا زان سیدہ بیزارست صد با	خدا زان سیدہ بیزارست صد با
خدا خود سوز دکن کرم دنی را	خدا خود سوز دکن کرم دنی را
اگر خواہی نجات از مستی نفس	اگر خواہی نجات از مستی نفس
اگر خواہی کہ حق گوید شنایت	اگر خواہی کہ حق گوید شنایت
اگر خواہی دلیلے عاشقش باش	اگر خواہی دلیلے عاشقش باش
سرے دارم فدائے خاک احمد	سرے دارم فدائے خاک احمد
بگیسوئے رسول اللہ کہ مستقم	بگیسوئے رسول اللہ کہ مستقم
دریں رہ گر کشندم در بسوزند	دریں رہ گر کشندم در بسوزند
بکار دیں نترسم از جہانے	بکار دیں نترسم از جہانے

چسپر بکال و تمام دورہ حقیقت آدمیہ ختم ہو۔ وہ خاتم الاولاد ہو۔ یعنی اس کی موت کے بعد کوئی کامل انسان کسی عورت کے پیٹ سے نہ نکلے۔ اب یاد رہے کہ اس بندہ حضرت احمدیت کی پیدائش جسمانی اس پیشگوئی کے مطابق بھی ہوئی۔ یعنی میں تو ام پیدا ہوا تھا اور میرے ساتھ ایک لڑکی تھی جس کا نام جنت تھا۔ اور یہ الہام کہ یا آدم اسکن انت وزوجک الجنة جو آج سے بیس برس پہلے براہین احمدیہ کے صفحہ ۴۹۶ میں درج ہے۔ اس میں جو جنت کا لفظ ہے اس میں یہ ایک لطیف اشارہ ہے کہ وہ لڑکی جو میرے ساتھ پیدا ہوئی اس کا نام جنت تھا۔ اور یہ لڑکی صرف سات ماہ تک زندہ رہ کر فوت ہو گئی تھی۔ غرض چونکہ خدا تعالیٰ نے اپنے کلام اور الہام میں مجھے آدم صقی اللہ سے مشابہت دی تو یہ اس بات کی طرف اشارہ تھا۔ کہ اس قانون قدرت کے مطابق جو اب وجود و دوریہ میں حکیم مطلق کی طرف سے چلا آتا ہے۔ مجھے آدم کی نحو اور طبیعت اور واقعات کے مناسب حال پیدا کیا گیا ہو۔ چنانچہ وہ واقعات جو حضرت آدم پر گذرے۔ منجملہ ان کے یہ ہے کہ حضرت آدم علیہ السلام کی پیدائش زوج کے طور پر تھی۔ یعنی ایک مرد اور ایک عورت ساتھ تھی۔ اور اسی طرح پر میری پیدائش ہوئی۔ یعنی جیسا کہ میں ابھی لکھ چکا ہوں میرے ساتھ ایک لڑکی پیدا ہوئی تھی جس کا نام جنت تھا۔ اور پہلے وہ لڑکی پیٹ میں سے نکلی تھی اور بعد اس کے میں نکلا تھا۔ اور میرے بعد میرے والدین کے گھر میں اور کوئی لڑکی یا لڑکا نہیں ہوا۔ اور میں ان کیلئے خاتم الاولاد تھا۔ اور یہ میری پیدائش کی وہ طرز ہے جس کو بعض اہل کشف نے مہدی خاتم الولایت کی علامتوں میں سے لکھا ہے اور بیان کیا ہے کہ وہ آخری مہدی جس کی وفات کے بعد اور کوئی مہدی پیدا نہیں ہوگا۔ خدا سے براہ راست

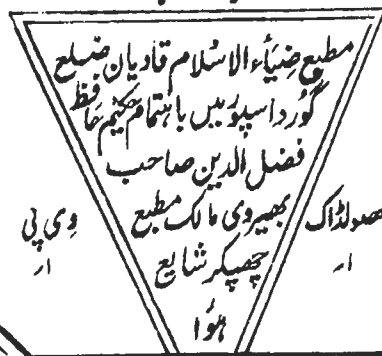
نمائش طبع اول



مکتبہ نوریہ

۱۹۰۲ء

بہار اکتوبر



۶

وی پی

محمود اک

قیمت

تعداد اشاعت
۷۰۰

ابو بکر نے الشاکرین تک یہ آیت پڑھ کر ستانیؓ کہا راوی نے پس بخدا گویا لوگ اس سے بے خبر تھے کہ یہ آیت بھی خدا نے نازل کی ہے۔ اور ابو بکر کے پڑھنے سے اُن کو پتہ لگا۔ پس اس آیت کو تمام صحابہ نے ابو بکر سے سیکھ لیا۔ اور کوئی بھی صحابی یا غیر صحابی باقی نہ رہا جو اس آیت کو پڑھتا نہ تھا۔ اور عمرؓ نے کہا کہ بخدا میں نے یہ آیت ابو بکر سے ہی سنی جب اُس نے پڑھی۔ پس میں اُس کے ٹھنڈے سے ایسا بے حواس اور زخمی ہو گیا ہوں کہ میرے پیر مجھے اٹھا نہیں سکتے اور میں اُس وقت سے زمین پر گرا جاتا ہوں جب سے کہ میں نے یہ آیت پڑھتے سنا۔ اور یہ کلمہ کہتے سنا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم فوت ہو گئے۔ اور اس جگہ قسطلانی شرح بخاری کی یہ عبارت ہے۔ وعمر بن الخطاب يكلم الناس يقول لهم ما مات رسول الله صلى الله عليه وسلم... ولا يموت حتى يقتل المنافقين۔ یعنی حضرت عمر رضی اللہ عنہ لوگوں سے باتیں کرتے تھے۔ اور کہتے تھے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم فوت نہیں ہوئے۔ اور جب تک منافقوں کو قتل نہ کر لیں فوت نہیں ہونگے اور طل و نخل شہر ستانی میں اس قصہ کے متعلق یہ عبارت ہے۔ قال عمر بن الخطاب من قال ان محمدا

ؐ اس آیت کا اگلا فقرہ یعنی افان مات او قتل صاف بتلا رہا ہو کہ خدا تعالیٰ کے نزدیک گذر جانا صرف دو قسم پر ہے یا بذریعہ موت حتف انت اور یا بذریعہ قتل اور خدا تعالیٰ نے اس آیت میں یہ نہیں فرمایا کہ گذر جانا اس طرح بھی ہوتا ہو کہ کوئی شخص زندہ و جسم غصہ آسمان پر چلا جائے۔ پس جبکہ خدا تعالیٰ نے گذر جانے کی تشریح لفظ افان مات او قتل سے آپ کر دی اور اس پر صبر کر دیا تو اس کے بعد نہ ماننا کسی صالح مومن کا کام نہیں۔ من لا

الملل لابی الفتح الامام محمد بن عبد اللہ الشہرستانی المتوفی ۷۵۵ھ قال التاج السبکی فی طبقاتہ کتاب الملل والنحل الشہرستانی ہو عندی خیر کتاب فی هذا الباب صفحہ ۹۔ من لا

مات فقتلته بسیف هذا - واما رفع الى السماء كما رفع عيسى ابن مريم عليه السلام وقال ابو بكر بن قحافه من كان يعبد محمداً فان محمداً قد مات ومن كان يعبد الله محمداً فانه حي لا يموت وقرأ هذه الآية وما محمد الا رسول قد خلت من قبله الرسل افان مات او قتل انقلبتم على اعقابكم فارجع القوم الى قوله - دیکھو مل نخل جلد ثالث - ترجمہ یہ ہے کہ عمر خطاب کہتے تھے کہ جو شخص یہ کہے گا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم فوت ہو گئے - تو میں اپنی اسی تلوار سے اس کو قتل کر دوں گا۔ بلکہ وہ آسمان پر اٹھائے گئے ہیں جیسا کہ عیسیٰ بن مریم اٹھائے گئے اور ابوبکر نے کہا کہ جو شخص محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی عبادت کرتا ہے تو وہ تو ضرور فوت ہو گئے ہیں - اور جو شخص محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے خدا کی عبادت کرتا ہے تو وہ زندہ ہے نہیں مرے گا۔ یعنی ایک

چھ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا یہ فرمانا کہ جو شخص حضرت سیدنا محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی نسبت یہ کلمہ منہ پر لائے گا کہ وہ مر گئے ہیں تو میں اس کو اپنی اسی تلوار سے اس کو قتل کر دوں گا۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ حضرت عمر کو اپنے کسی خیال کی وجہ سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی پر بہتہ فلو ہو گیا تھا اور وہ اس کلمہ کو جو آنحضرت مر گئے کلمہ کفر اور ارتداد سمجھتے تھے - خدا تعالیٰ ہزار بار نیک ابرہہ حضرت ابو بکر کو بخشے کہ جلد تر انھوں نے اس فتنہ کو فرو کر دیا اور نص صریح کو پیش کر کے بتلا دیا کہ گذشتہ تمام نبی مر گئے ہیں اور جیسا کہ انھوں نے مسیلہ کذاب اور اسود عنسی وغیرہ کو قتل کیا درحقیقت اس تصریح سے بھی بہت سے فوج اعوج کے کذابوں کو تمام صحابہ کے اجتماع سے قتل کر دیا۔ گویا چار کذاب نہیں بلکہ پانچ کذاب مارے - یا الہی ان کی جان پر کروٹ مار جتیں نازل کر آئیں - اگر اس جگہ خلعت کے یہ معنی کئے جائیں کہ بعض نبی زندہ آسمان پر جا بیٹھے ہیں تب تو اس صورت میں حضرت عمر حق بجانب ٹھہرتے ہیں اور یہ آیت انکو

وانار القلوب ونشط الفاتر - وكانوا قبل ذلك غرض اللظى - او كرجل
التهبت احشائه بالطرى بما عيل صبرهم بموت النبق سيدهم المصطفى
محمد المجتبي وما قلقت قلوبهم وصار فؤادهم فارغا بما فقدوا واحبهم خير الورى
وكانوا كالمبهوتين فاذا اقام عبد الله الصديق - فتح عليهم باب التحقيق - و
اروهم من هذا المرحيق - وقضى الامر واذيل الشبهات - وسكنت
الاصوات - وانعقد الاجتماع على موت المسيح وسائر الانبياء الماضين
بل هو اقل ما اجمع عليه الصحابة بعد موت خاتم النبيين - ولهذا
الاجتماع شان اكبر من اجتماع انعقد على خلافة ابى بكر الصديق فان
الصحابة اتفقوا عليه كلهم وما بقى من فريق - وقبلوا ذلك الامر من غير
تردد وتوقع بل باتم الاذعان واليقين - وكان كلهم يتلون الآية و
يُقرُّون بموت الرسل ويكون على موت سيد المرسلين - حتى اذا سمع

٥٥

الفاروق الآية قال عُقِرَتْ وما تقلنى رجلاي وكان من المحزن
كالمجانين - وقال حسبان وهو يرى رسول الله صلى الله عليه وسلم -
كنت السواء لنا ظري فمى عليك الناظر - من شاء بعدك فليمت فعليك كنت احاذر
يعنى اى سيدي وحببي كنت قرّة عيني فَقَدَ نور عيني بفقد انك
ولا ابالى بعدك ان يموت عيسى او موسى او بنى آخر فاني كنت عليك
اخاف فاذا امت فليمت من كان من السابقين وفي هذه اشارة الى
ان الآية التي تلاها الصديق نبهت الصحابة على موت الانبياء كلهم فابقى
لهم هوى في شانهم مثقال ذرة وما كانوا متأسفين - بل استبشروا بموت
الجميع بعد موت رسولهم الامين ولو كان الامر خلافاً ذلك اعنى
ان ثبت حيوة احد من الانبياء السابقين بنص القرآن وبآية من

روحانی خزائن

تصنیفات

حضرت میرزا غلام احمد قادیانی
 مسیح موعود و مہدی معہود علیہ السلام

جلد ۱۶

خطبۃ الہامیۃ بحجۃ النور

هذه هو الكتاب الذي الهمت حصته منه من رب العباد - في يوم عبيد من الاعياد - فخرته على الخافين -
 بانطاق الروح الامين - من غير مدد الترقيم والله دين - فلا شك انه آية من الايات - وما كان لبشر ان
 ينطق كشفاً ولا حيلة مستحضر في مثل هذه العبارات - وكان الناس يربحون طبعه رقبة يوم الابد
 ويستطلعون بصيرون المشتاق المرید - فالحمد لله الذي اراهم مقصودهم بعد الانتظار -
 ووجدوا مملو بهم كبستان مذللة اغصانه من الثمار - وانه صنيعه احسن
 الحفوة - ومطية تبليغ الناس الى السعادة وانه حيث من الله بعد ما
 أمحت البلاد وعم الفساد - ولن تجد هذه المعارف في الآثار المنتفا
 المدونة من الثقات - بل هي حقائق اوحيت الى من رتب
 الكائنات - وانه اظهار تام - وهل بعد المسيوكم - وهل
 بعد غاتم الخلفاء على السرخس - وليس من العجب
 ان تسمع من خاتم النبوة - نكاحا ما سمعت من
 قبل من علماء العلة - بل العجب كل العجب ان
 يأتي المسيح بالوعود والامام المنتظر وحكم
 الناس وغايتهم الخلفاء - ثم لا يأتي بمحنة
 جديدة من عفر مكبريهم - ويتكلم
 كحكم العامة من الظلم - ولا
 يفرق فرقا بين الاظلمة
 والضياء - وفي مصيب
 هذه الرسالة

خُطْبَةُ الْهَامِيَّةِ

وَإِنِّي عَلَّمْتُهَا الْهَامِيَّةَ مَرَّتَيْنِ وَكَانَتْ آيَةً

تضمنت في نسخة واحدة
 ص ١٠٠

تعداد الاشاعة
 ٢١٠٠

وانها طبع في مطبع ضياء الاسلام قاريا باهتمام الحكيم فضل الدين
 البهيوي في سنة ١٣١٩ من الهجرة المقدسة

پاک رسول محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمنائی کی ہے اور سب خدا جو بنائے گئے ہیں باطل ہیں۔ کیوں باطل ہیں؟ اس لئے کہ ان کے ماننے والے کوئی برکت ان سے پا نہیں سکتے۔ کوئی نشان دکھا نہیں سکتے۔

دوسرے وہ لاطین جو اس منارہ کی دیوار میں نصب کی جائیگی اس کے نیچے حقیقت یہ ہے کہ تا لوگ معلوم کریں کہ آسمانی روشنی کا زمانہ آگیا۔ اور جیسا کہ زمین نے اپنی ایجادوں میں قدم آگے بڑھایا ایسا ہی آسمان نے بھی چاہا کہ اپنے نوروں کو بہت صفائی سے ظاہر کرے تا حقیقت کے طالبوں کے لئے پھر تازگی کے دن آئیں۔ اور ہر ایک آنکھ جو دیکھ سکتی ہے آسمانی روشنی کو دیکھے اور اُس روشنی کے ذریعہ سے غلطیوں سے بچ جائے۔

تیسرے وہ گھنٹہ جو اس منارہ کے کسی حصہ دیوار میں نصب کر دیا جائے گا اس کے نیچے یہ حقیقت معنی ہے کہ تا لوگ اپنے وقت کو پہچان لیں یعنی سمجھ لیں کہ آسمان کے دروازوں کے کھلنے کا وقت آگیا۔ اب سے زمینی جہاد بند کئے گئے اور لڑائیوں کا خاتمہ ہو گیا۔ جیسا کہ حدیثوں میں پہلے لکھا گیا تھا کہ جب مسیح آئیگا تو دین کے لئے لڑنا حرام کیا جائیگا۔ سو آج سے دین کے لئے لڑنا حرام کیا گیا۔ اب اس کے بعد جو دین کے لئے تلوار اٹھاتا ہے اور غلامی نام رکھا کہ کافروں کو قتل کرتا ہے وہ خدا اور اس کے رسول کا نافرمان ہے۔ صبح بخاری کو کھولو اور اُس حدیث کو پڑھو کہ مسیح موعود کے حق میں ہے یعنی یضیع الحرب جس کے یہ معنی ہیں کہ جب مسیح آئے گا تو جہادی لڑائیوں کا خاتمہ ہو جائیگا۔ مسیح آچکا۔ اور یہی ہے جو تم سے بول رہا ہے۔

غرض حدیث نبوی میں جو مسیح موعود کی نسبت لکھا گیا تھا کہ وہ منارہ بیضاؤ کے پاس نازل ہوگا۔ اس سے یہی غرض تھی کہ مسیح موعود کے وقت کا یہ نشان ہے کہ اُس وقت باعث دنیا کے باہمی میل جول کے اور نیز راہوں کے کھلنے اور مہولت ملاقات کی دہرے سے تبلیغ احکام اور دینی روشنی پہنچانا اور نذا کرنا ایسا سہل ہوگا کہ گویا یہ شخص منارہ پر کھڑا ہے۔ یہ اشارہ ریل اور تار اور ان بوٹ اور انتظام ڈاک کی طرف تھا جس نے تمام دنیا کو

التَّزْيِينَاتِ - ۱۳۲ وَافْنَاءَ الْيَوْمِ كُلِّهِ فِي الْخَزَائِدِ ۱۳۳

زینت اور دھڑو کردہ ہر روز وہ کاروائے باطلہ
روزوں کے ساتھ اور تمام دن بے پردہ باطن میں ضائع کرنے میں

وَالْمَدَائِمِ مِنَ الْقَلَايَا - ۱۳۴ وَالتَّفَاخُرِ بِحَوْمِ الْبَقَرَاتِ

دوام سے اور گوشت اور باہم فخر کرنا گواہوں کے گوشت
اور ایک دوسرے کو گوشت بھیجنا کا تعجب

وَالْجَدَائِبِ - ۱۳۵ وَالْأَفْرَاحِ وَالْمَرَاحِ - ۱۳۶ وَالْجَذَبَاتِ وَ

دو گوسپندان و خوشی اور فخر و شادی و جذبہ ہائے نفس و
دو بکرؤں کے گوشت کے ساتھ اور خوشیاں اور رنگارنگ کی شادیوں اور نفس کی کششیں اور

الْجَمَارِ - ۱۳۷ وَالْضُّحْكَ وَالْقَهْقَرَةَ - ۱۳۸ يَا بُدَاءِ النَّوَاجِدِ

سرکش و خندہ و قہقہہ و بظاہر کردن و بدنامی
سرشیاں اور ہنسی اور قہقہہ مار کر ہنسنا پچھلے دانوں کے نکلنے سے

وَالثَّنَايَا - ۱۳۹ وَالتَّشْوِيقَ إِلَى رَقِصِ الْبَغَايَا - ۱۴۰ وَبُؤْسِهِنَّ

دودھ دہان مشین و شوق کردن سوئے رقص زنان بازاری و بوسہ گرفتن ایشان
اور اچھے دواؤں کے نکلنے سے اور شوق کرنا بازاری عورتوں کے رقص کی طرف اور ان کا بوسہ

وَعَنَائِقَهُنَّ - ۱۴۱ وَبَعْدَ هَذَا نَظَائِرُهُنَّ - ۱۴۲ فَإِنَّا لِلَّهِ عَلَى

وہن گیری ایشان وہں انہیں جانے کر بند ایشان یعنی بدنامی یا ایشان میں برصیت ہوائے اسلام
اور کچھ لٹانا اور بعد اس کے کہ جانے کر بند ہیں ہم اسلام کی معصیتوں پر

مَصَائِبُ الْإِسْلَامِ - ۱۴۳ وَأَنْقِلَابُ الْإِيَّامِ - ۱۴۴ مَا تَبَتِ الْقُلُوبُ

فنا شدہ ہی باید گفت و بریں نیز ہم کہ برصیت ہوائے اسلام گوش آمد دل ہا مردہ
انسانہ پڑھتے ہیں اور نیز دنوں کی گردش پر دل مر گئے

روحانی خزائن

تصنیفات

حضرت میرزا غلام احمد قادیانی
مسیح موعود و مہدی موعود علیہ السلام

جلد ۱۷

گورنمنٹ انگریزی اور جہاد
تحفہ گولڑویہ اربعین

هَلْ جَزَاءُ الْإِحْسَانِ إِلَّا الْإِحْسَانُ

گورنمنٹ انگریزی

اور

جہاد

۲۲ مئی ۱۹۰۰

مطبع ضیاء الاسلام قادیان میں باہتمام حکیم فضل الدین شاہچہا
تقدیر

اور مجھے نو اور بو اور رنگ اور روپ کے لحاظ سے حضرت عیسیٰ مسیح کا اوتار کر کے بھیجا۔ ایسا ہی میں نے
 حقوق خالق کے تلف کے لحاظ سے میرا نام محمد اور احمد رکھا اور مجھے توحید پھیلانے کے لئے
 تمام نو اور بو اور رنگ اور روپ اور جامہ محمدی پہنا کہ حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کا
 اوتار بنا دیا۔ سو میں ان معنوں کے عیسیٰ مسیح بھی ہوں اور محمد مہدی بھی۔ مسیح ایک لقب ہے
 جو حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو دیا گیا تھا جس کے معنی ہیں خدا کو چھونے والا۔ اور خدائی انعام میں
 کچھ لینے والا۔ اور اس کا خلیفہ اور صدق اور راستبازی کو اختیار کرنے والا۔ اور مہدی ایک
 لقب ہے جو حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیا گیا تھا جس کے معنی ہیں کہ فطرت ہدایت یافتہ
 اور تمام ہدایتوں کا وارث اور اسم ہکادی کے پورے عکس کا محل۔ سو خدا تعالیٰ کے فضل و ار
 رحمت نے اس زمانہ میں ان دونوں لقبوں کا مجھے وارث بنا دیا اور یہ دونوں لقب میرے وجود میں
 اکٹھے کر دیئے۔ سو میں ان معنوں کے روئے عیسیٰ مسیح بھی ہوں اور محمد مہدی بھی۔ اور یہ وہ طریق
 ظہور ہے جس کو اسلامی اصطلاح میں بروز کہتے ہیں۔ سو مجھے دو بروز عطا ہوئے ہیں۔ بروز عیسیٰ اور
 بروز محمد۔ غرض میرا وجود ان دونوں فیوض کے وجود سے بروزی طور پر ایک معجون مرکب ہے
 عیسیٰ مسیح ہونے کی حیثیت سے میرا کام یہ ہے کہ مسلمانوں کو دشمنانہ حملوں اور خونریزیوں سے
 روک دوں۔ جیسا کہ حدیثوں میں صریح طور سے وارد ہو چکا ہے کہ جب مسیح دوبارہ دنیا میں آئے گا
 تو تمام دینی جنگوں کا خاتمہ کر دیگا۔ سو ایسا ہی ہوتا جاتا ہے۔ آج کی تاریخ تک میں ہزار
 کے قریب یا کچھ زیادہ میرے ساتھ جماعت ہے جو برٹش انڈیا کے متفرق مقامات میں آ رہے ہیں۔
 اللہ ہر ایک شخص جو میری بیعت کرتا ہے اور مجھ کو مسیح موعود مانتا ہے اسی روز سے اُس کو میرے
 عقیدہ رکھنا پڑتا ہے کہ اس زمانہ میں جہاد قطعاً حرام ہے۔ کیونکہ مسیح آچکا۔ خاص کر میری قسم

ۛ اگرچہ خاص آدمی جو علم اور فہم سے کافی بہرہ رکھتے ہیں دس ہزار کے قریب ہوں گے مگر ہر ایک قسم کے
 لوگ جن میں ناخواندہ بھی ہیں تیس ہزار سے کم نہیں ہیں۔ بلکہ یہ زیادہ ہوں۔ منہ

الحمد للہ والہ

کہ یہ رسالہ پیر مہر علی شاہ صاحب گوڑوی لور ان کے مریدوں
اور بخیال لوگوں پر تمام حجت کے لئے محض نصیحتاً شائع کیا
گیا ہے اور بغرض اس کے کہ عام لوگوں پر حق واضح ہو جائے
اس رسالہ کے ساتھ چالیس روپیہ کے انعام کا اشتہار بھی
دیا گیا ہے جو اسی ٹائٹل بیچ کے دوسرے صفحہ پر مندرج ہے اور
یہ رسالہ موسم بہ

تذکرہ

ہو کر
مطبع ضیاء الاسلام قادیان ضلع گورداسپور میں باہتمام
حکیم حافظ فضل الدین صاحب بھروی مالک مطبع چکریم ستمبر ۱۹۰۲ء
کو شائع ہوا

حرم اور شرمسار کر دیتا آئے حافظ صاحب بھی اور منکروں کی طرح خدا کے الزام کے نیچے آئے اور
ایسا اتفاق ہوا کہ ایک مجلس میں جس کا ہم اوپر ذکر کر آئے ہیں میری جماعت کے بعض لوگوں نے
حافظ صاحب کے سامنے یہ دلیل پیش کی کہ خدا تعالیٰ قرآن شریف میں ایک شمشیر برہنہ کی طرح
یہ حکم فرماتا ہے کہ یہ نبی اگر میرے پر جھوٹ بولتا اور کسی بات میں افتراء کرتا تو میں اس کی
رگ جان کاٹ دیتا اور اس مدت دراز تک وہ زندہ نہ رہ سکتا۔ تو اب جب ہم اپنے اس
مسیح موعود کو اس پیمانہ سے ناپتے ہیں تو براہین احمدیہ کے دیکھنے سے ثابت ہوتا ہے کہ یہ
دعوے منجانب اللہ ہونے اور مکالمات الہیہ کا قریباً تیس برس سے ہے اور انیس برس براہین احمدیہ
شائع ہے۔ پھر اگر اس مدت تک اس مسیح کا ہلاکت سے امن میں رہنا اس کے صادق ہونے پر
دلیل نہیں ہے تو اس سے لازم آتا ہے کہ نعوذ باللہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا تیس برس تک
موت سے بچنا آپ کے سچا ہونے پر بھی دلیل نہیں ہے۔ کیونکہ جبکہ خدا تعالیٰ نے اسجگہ ایک
جھوٹے مدعی رسالت کو تیس برس تک ہملت دی اور لو تقول علیہا کے وعدہ کا
کچھ خیال نہ کیا تو اسی طرح نعوذ باللہ یہ بھی قریب قیاس ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم
کو بھی باوجود کاذب ہونے کے ہملت دے دی ہو۔ مگر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا کاذب
ہونا محال ہے۔ پس جو مستلزم محال ہو وہ بھی محال۔ اور ظاہر ہے کہ یہ قرآنی استدلال بدیہی نظر ہو
جسہی ٹھیسر سکتا ہے۔ جبکہ یہ قاعدہ کلی مانا جائے کہ خدا اس مفتری کو جو خلقت کے گمراہ کرنے
کے لئے مامور من اللہ ہونے کا دعویٰ کرتا ہو کبھی ہملت نہیں دیتا۔ کیونکہ اس طرح پر اس کی
بادشاہت میں گڑبڑ پڑ جاتا ہے اور صادق اور کاذب میں تمیز اٹھ جاتی ہے۔ غرض جب میرے
دعویٰ کی تائید میں یہ دلیل پیش کی گئی تو حافظ صاحب نے اس دلیل سے سخت انکار کر کے
اس بات پر زور دیا کہ کاذب کا تیس برس تک یا اس سے زیادہ زندہ رہنا جائز ہے۔ اور
کہا کہ میں وعدہ کرتا ہوں کہ ایسے کاذبوں کی میں نظیر پیش کر دوں گا جو رسالت کا جھوٹا دعویٰ
کر کے تیس برس تک یا اس سے زیادہ زندہ رہے ہوں۔ مگر اب تک کوئی نظیر پیش نہیں کی

ہونے کا دعویٰ کہ کے قوم کا صلح قرار نہیں دیتا اور نہ نبوت اور رسالت کا مدعی بنتا ہے۔ اور محمدی
ہنسی کے طور پر یا لوگوں کو اپنا رموز جملنے کے لئے دعویٰ کرتا ہے کہ مجھے یہ خواب آئی۔ اور

یا الہام ہوا اور جھوٹ بولتا ہے یا اس میں جھوٹ ملتا ہے وہ اس نجاست کے کیڑے کی

طرح ہے جو نجاست میں ہی پیدا ہوتا ہے اور نجاست میں ہی مرجاتا ہے۔ ایسی خبیث اس واقعہ

نہیں کہ خدا اس کو یہ عزت دے کہ تو نے اگر میرے پر احترام کیا تو میں تجھے ہلاک کر دوں گا بلکہ

وہ بوجہ اپنی نہایت درجہ کی ذلت کے قابل التفات نہیں کوئی شخص اس کی پیروی نہیں کرتا کوئی

اس کو نبی یا رسول یا مامور من اللہ نہیں سمجھتا۔ ماسوا اس کے یہ بھی ثابت کرنا چاہیے کہ اس

مفسر یا نہ عادت پر برائیس برس گزر گئے۔ ہیں حافظ محمد یوسف صاحب کی بہت کچھ واقفیت

نہیں مگر یہ بھی امید نہیں۔ خدا ان کے اندرونی اعمال بہتر جانتا ہے۔ ان کے دو قول تو میں یاد ہیں

اللہ سنا ہے کہ اب وہ ان سے انکار کرتے ہیں (۱) ایک یہ کہ چند سال کا عرصہ گزرا ہے کہ بڑے

بڑے جلسوں میں انہوں نے بیان کیا تھا کہ مولوی عبدالغفر زوی نے میرے پاس بیان کیا کہ اس

ایک نور قادریان پر گرا اور میری لواز اس سے بے نصیب رہ گئی۔ (۲) دوسرے یہ کہ خدا ان کے

انسانی تشل کے طور پر ظاہر ہو کر ان کو کہا کہ مرزا غلام احمد حق پر ہے کیوں لوگ اس کا انکار

کرتے ہیں۔ اب مجھے خیال آتا ہے کہ اگر حافظ صاحب ان دو واقعات سے اب انکار کرتے

ہیں جن کو بار بار بہت سے لوگوں کے پاس بیان کر چکے ہیں تو نفوذ باللہ بے شک انہوں نے غلط

پر اعتراض کیا ہے۔ کیونکہ جو شخص سچ کہتا ہے اگر وہ مرجھی جائے تب بھی انکار نہیں کر سکتا

یہی ہرگز قبول نہیں کر سکتا کہ حافظ صاحب ان ہر دو واقعات سے انکار کرتے ہیں۔ ان واقعات کا گوہر

میں ہوں جسکے ناموں کی ایک بڑی جماعت گواہ ہے لہذا کتاب تذاکرہ اہل اہم میں ان کی زبانی مولوی عبدالغفر

صاحب کا کشف صبح ہو چکا ہے۔ یہی تو یقیناً جانتا ہوں کہ حافظ صاحب ایسا کذب مرتب ہرگز

زبان پر نہیں لائے کہ گو قوم کا حرکت ایک بڑی مصیبت میں گرفتار ہو جائیں۔ ان کے بھائی نور محمد

نے تو انکار نہیں کیا تو وہ کیونکر کرے۔ جھوٹ بولنا مرتد ہونے سے کم نہیں۔ منہا

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ
مُحَمَّدًا وَنَعَلَىٰ رَسُوْلِهِ الْکَرِیْمِ

دینی جہاد کی ممانعت کا فتوے مسیح موعود کی طرف سے

اب جنگ اور قتال	اب جہاد کا اے دوستو خیال
دیں کیلئے حرام ہے اب جنگ اور قتال	اب کیا مسیح جو دیں کا امام ہے
دیں کے تمام جنگوں کا اب اختتام ہے	اب اس حال سے نور خدا کا نزول ہے
اب جنگ اور جہاد کا فتویٰ فضول ہے	

نہٹ۔ (ایک زبردست الہام اور کشف) آج دو جون ۱۹۰۰ء کو بروز شنبہ بعد دوپہر
دریچے کے وقت مجھے تھوڑی سی غنودگی کے ساتھ ایک ورق جو نہایت مفید تھا دکھلایا گیا۔ اسکی آخری سطر
پڑھا تھا اقبال۔ میں خیال کرتا ہوں کہ آخر سطر میں یہ لفظ کہنے سے انجام کی طرف اشارہ تھا یعنی انجام
باقیل ہے۔ پھر ساتھ ہی یہ الہام ہوا کہ قادر کے کاروبار نمودار ہو گئے۔ کافر جو کہتے تھے وہ گرفتار ہو گئے۔
اس کے یہ منے مجھے سمجھائے گئے کہ عنقریب کچھ ایسے زبردست نشان ظاہر ہو جائیں گے جس سے
کافر بچنے والے جو بچے کافر کہتے تھے انہیں جہنم میں جہنم پکڑے جائیں گے اور کوئی گریز کی جگہ
نہیں کہے باقی نہیں رہے گی۔ یہ پیش گوئی ہے۔ ہر ایک پڑھنے والا اس کو یاد رکھے۔
اس کے بعد ۲ جون ۱۹۰۰ء کو وقت ساڑھے گیارہ بجے یہ الہام ہوا کہ کافر جو کہتے تھے وہ کوئی نثار
ہو گئے جتنے تھے سب ہی گرفتار ہو گئے۔ یعنی کافر بچنے والوں پر خدا کی رحمت ایسی پھری ہو
گئی کہ ان کیسے کوئی غلہ کی جگہ نہ رہی۔ یہ آئندہ زمانہ کی خبر ہے کہ عنقریب ایسا ہو گا اور کوئی ایسی
چکن ہوئی دلیل ظاہر ہو جائیگی کہ فیصلہ کر دے گی۔ منہ

دشمن ہے وہ خدا کا جو کرتا ہے اب جہاد
 کیوں چھوڑتے ہو لوگو نبی کی حدیث کو
 کیوں بھڑکتے ہو تم یضخ الحرب کی خبر
 فراچکا ہے سید کوئین مصطفیٰ
 جب آئے گا تو صلح کو وہ مانتے گا
 میں نے ایک گھاٹ پر شیر اور گوسپند
 یعنی وہ وقت امن کا ہوگا نہ جنگ کا
 یہ حکم من کے بھی جو لڑائی کو جلے گا
 اک معجزہ کے طور سے یہ پیشگوئی ہے
 المقصد یہ مسیح کے آنے کا ہے نشان
 ظاہر میں خود نشان کہ نہاں وہ نہاں نہیں
 اب تم میں خود وہ قوت و طاقت نہیں رہی
 وہ نام وہ نمود وہ دولت نہیں رہی
 وہ علم وہ صلاح وہ عفت نہیں رہی
 وہ دہد وہ گداز وہ رقت نہیں رہی
 دل میں تمہارے یار کی اُلفت نہیں رہی
 حق آگیا ہے سر میں وہ فطنت نہیں رہی
 وہ علم و معرفت وہ فراست نہیں رہی
 دنیاؤ دیں میں کچھ بھی یاقوت نہیں رہی
 وہ انس و شوق و دُجہ وہ طاعت نہیں رہی
 ہر وقت جھوٹ۔ سچ کی تو عادت نہیں رہی

منکر نبی کا ہے جو یہ رکھتا ہے اعتقاد
 جو چھوڑتا ہے چھوڑ دو تم اس خبیث کو
 کیا یہ نہیں بخاری میں دیکھو تو کھول کر
 عینی مسیح جنگوں کا کر دے گا انتہا
 جنگوں کے سلسلہ کو وہ یکسر مٹائے گا
 کھیلے گے بچے مانیوں سے بے خوف وہ بے گناہ
 بھولیں گے لوگ مشغلہ تیر و تفنگ کا
 وہ کافروں سے سخت ہزیمت اٹھائے گا
 کافی ہے سوچنے کو اگر اہل کوئی ہے
 کر دے گا ختم آکے وہ دیں کی دلائل
 اب قوم میں ہماری وہ تاب و توان نہیں
 وہ سلطنت وہ عجب وہ شوکت نہیں رہی
 وہ عزیمت و مقبلہ وہ ہمت نہیں رہی
 وہ نور اور وہ چاند سی طلعت نہیں رہی
 خلق خدا پہ شفقت و رحمت نہیں رہی
 حالت تمہاری جاذب نصرت نہیں رہی
 کسل آگیا ہے دل میں جلالت نہیں رہی
 وہ فکر وہ قیاس وہ حکمت نہیں رہی
 اب تم کو غیر قوموں پہ سلطنت نہیں رہی
 عظمت کی کچھ بھی حد و نہایت نہیں رہی
 نور خدا کی کچھ بھی علامت نہیں رہی

بہت یہ ماننا ضروری ہے کہ وہ اس امت کا خاتم الاولیاء ہے۔ جیسا کہ سلسلہ موسویہ
 خلیفوں میں حضرت عیسیٰ خاتم الانبیاء ہے۔ اگر حقیقت ہی عیسیٰ علیہ السلام ہے جو
 دوبارہ آنے والا ہے تو اس سے قرآن شریف کی تکذیب لازم آتی ہے کیونکہ قرآن جیسا
 کہ کما کے لفظ سے مستنبط ہوتا ہے دونوں سلسلوں کے تمام خلیفوں کو من وجہ مغائر
 ترک دیتا ہے اور یہ ایک نص قطعی ہے کہ اگر ایک دنیا اس کے مخالف اکٹھی ہو جائے۔
 تب بھی وہ اس نص واضح کو رد نہیں کر سکتی کیونکہ جب پہلے سلسلہ کا عین ہی نازل ہو گیا
 تو وہ مغائرت فوت ہو گئی اور حفظ کما کا مفہوم باطل ہو گیا۔ پس اس صورت میں تکذیب
 قرآن شریف لازم ہوئی۔ وھذا باطل وکلما یستلزم الباطل فھو باطل۔

یاد رہے کہ قرآن شریف نے آیت کما استخلف الذین من قبلہم میں ہی
 کما استعمال کیا ہے جو آیت کما ارسلنا الیٰ فرعون رسولاً میں ہے۔ اب ظاہر ہے
 کہ اگر کوئی شخص یہ دعویٰ کرے جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پیش ہو کر نہیں آئے
 بلکہ یہ خود موسیٰ بطور تاسخ آ گیا ہے۔ یا یہ دعویٰ کرے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا
 یہ دعویٰ صحیح نہیں ہے کہ تورات کی اس پیشگوئی کا میں مصداق ہوں۔ بلکہ اس پیشگوئی کے
 کے معنی یہ ہیں کہ خود موسیٰ ہی آجائے گا جو بنی اسرائیل کے بھائیوں میں سے ہے۔ تو کیا
 اس فضول دعویٰ کا یہ جواب نہیں دیا جائیگا کہ قرآن شریف میں ہرگز بیان نہیں فرمایا گیا
 کہ خود موسیٰ آئیگا بلکہ کما کے لفظ سے شیل موسیٰ کی طرف اشارہ فرمایا ہے پس یہی
 جواب ہمدی طرف سے ہے کہ اس جگہ بھی سلسلہ خلفاء محمدی کے لئے کما کا لفظ موجود ہے

شیخ محمد الیمین ابن عربی اپنی کتاب فصوص میں ہماری خاتم الاولیاء کی ایک حاکم لکھتے ہیں کہ اس کا خاندان چینی
 حدود میں سے ہوگا۔ اور اس کی پیدائش میں یہ قدرت ہوگی کہ اس کے ساتھ ایک لڑکی بطور توام
 پیدا ہوگی۔ یعنی اس طرح پر خدا انات کا لہہ اس سے الگ کر دے گا۔ سو اسی کشف کے مطابق
 اس عاجز کی ولادت ہوئی ہے اور اسی کشف کے مطابق میرے بزرگ چینی حدود پنجاب میں پہنچے ہیں۔ منہ

کی طرف پھیر لیتا ہے تو اس طرح ہر تو خالف کا بھی حق ہے کہ وہ بھی تادیل سے کام لے تو پھر فیصلہ قیامت تک غیر ممکن۔ یہ اعتراف ہے جو ہمارے خالف کرتے ہیں اور نیز اپنے علماء چیلوں کو سکھاتے ہیں مگر انہیں معلوم نہیں کہ وہ خود اس اعتراف کے نیچے ہیں۔ ہم تو کسی حدیث کے ظاہر الفاظ کو نہیں چھوڑتے جب تک قرآن اپنے نصوص صریحہ سے مع دوسری حدیثوں کے اس کو نہ چھڑائے اور تادیل کے لئے مجبور نہ کرے۔ چنانچہ اس جگہ بھی ایسا ہی ہے۔ اگر یہ لوگ خدا تعالیٰ سے خوف کر کے کچھ سوچتے تو انہیں معلوم ہوتا کہ درحقیقت یہ اعتراف انہی پر ہوتا ہے۔ کیونکہ قرآن شریف میں حضرت مسیح کے بارے میں صاف لفظوں میں یہ پیش گوئی موجود تھی کہ یا عیسیٰ ائی متوفیک : رافعک الی یعنی اے عیسیٰ میں تجھے وفات دینا چاہتا ہوں اور وفات کے بعد اپنی طرف اٹھانے والا۔ لیکن ہمارے مخالفوں نے اس نص کے ظاہر پر عمل نہیں کیا اور نہایت مکروہ اور پر تکلف تادیل سے کام لیا۔ یعنی رافعک کے فقرہ کو متوفیک کے فقرہ پر مقدم کیا اور ایک مرتجح تخریف کو اختیار کر لیا۔ اور یا بعض نے توفی کے لفظ کے معنی بھرنی لیا جو نہ قرآن سے نہ حدیث سے نہ علم لغت سے ثابت ہوتا ہے۔ اور جسم کے ساتھ اٹھائے جانا اپنی طرف سے ملایا۔ اور حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے متوفیک کے معنی مرتجح مصیبت بخاری میں موجود ہیں۔ ان سے منہ پھیر لیا۔ اور

علم نحو میں مرتجح یہ قاعدہ مانا گیا ہے کہ توفی کے لفظ میں جہاں خدا فاعل اور انسان مفعول ہو ہمیشہ اس جگہ توفی کے معنی ماننے اور روح قبض کرنے کے آتے ہیں۔ مگر ان لوگوں نے یہ قاعدہ کی کچھ بھی پروا نہیں رکھی۔ اور خدا کی تمام کتابوں میں کسی جگہ رفع الی اللہ کے معنی یہ نہیں کئے گئے کہ کوئی جسم کے ساتھ خدا تعالیٰ کی طرف اٹھایا جائے۔ لیکن ان لوگوں نے زبردستی سے بغیر وجود کسی نظیر کے رفع الی اللہ کے اس جگہ یہ معنی کئے کہ جسم کے ساتھ اٹھایا گیا۔ ایسا ہی توفی کے اُٹے معنی کرنے کے وقت کوئی نظیر پیش نہ کی اور بھرنی لیا۔ اب تباد کہ کس نے نصوص کے ظاہر پر عمل کرنا چھوڑ دیا؟ یا یوں سمجھ لو کہ

اس لئے ماننا پڑا کہ انوارِ مسیحیہ کے ظہور کا مشرق بھی ہندوستان ہی ہے کیونکہ چنانچہ عیاریہ
 برہمن طیب آنا چاہئے اور بموجب حدیث لو کان الایمان عند الشیطان لنالہ
 ریحال اور رجل من ہنود (اسی من فارس) دیکھو بخاری صفحہ ۲۷۷۔ رجل فارسی کا
 ماننے ظہور بھی یہی مشرق ہے اور ہم ثابت کر چکے ہیں کہ وہی رجل فارسی ہمدی ہے۔
 اس لئے ماننا پڑا کہ مسیح موعود اور ہمدی نور و جمال عینوں مشرق میں ہی ظاہر ہونگے
 اور وہ ملک ہند ہے۔

اب اس سوال کا میں جواب دیتا ہوں کہ اکثر مخالف جوش میں آکر مجھ سے پوچھا
 کرتے ہیں کہ تمہارے مسیح موعود ہونے کا کیا ثبوت ہے۔ کیا کسی قرآن شریف کی
 آیت سے تمہارا مسیح موعود ہونا ثابت ہوتا ہے؟ اور پھر آپ ہی یہ جہت پیش
 کرتے ہیں کہ اگر کوئی کبھی خواب یا کسی پچے کشف سے کوئی مسیح موعود یا ہمدی بن سکتا
 ہے تو دنیا میں ایسے ہزار ہا لوگ موجود ہیں جن کو کبھی خواب میں آتی ہیں اور کشف بھی ہوتے
 ہیں اور ہم بھی انہی میں سے ہیں۔ تو کیا وجہ کہ ہم مسیح موعود نہ کہلا دیں؟

اما الجواب واضح ہو کہ یہ اعتراض صرف میرے پر نہیں بلکہ تمام انبیاء علیہم السلام
 پر ہے۔ اور میں اس سے انکار نہیں کر سکتا کہ کبھی خواب میں اکثر لوگوں کو آجاتی ہیں۔ اور
 کشف بھی ہو جاتے ہیں۔ بلکہ بعض اوقات بعض فاسق اور فاجر اور تارکِ صلوٰۃ بلکہ
 بیکار اور حرام کا بلکہ کافر اور اللہ اور اس کے رسول سے سخت بغض رکھنے والے اور
 سخت توہین کرنے والے اور سچ بچ انخوان الشیاطین شاذ و نادر طور پر سچی خوابیں دیکھ

ایسا ہی ایک حدیث میں لکھا ہے کہ اصعبان سے ایک لشکر آئیگا جس کی جھنڈیاں کالی ہوں گی اور
 ایک فرشتہ کواڑ دیکھا کہ ان میں خلیفۃ اللہ المہدی ہے۔ اور اصعبان بھی حجاز سے مشرق کی طرف
 ہے اسلئے ثابت ہوا کہ ہمدی مشرق میں ہی پیدا ہو گا یا یہ کہ فارسی الاصل ہو گا۔ منہ

وہ ان ہر دو نبی صاحب الشریعت کی قوم میں سے نہیں ہیں۔ حضرت عیسیٰ اس لئے کہ ان کا کوئی باپ نہیں۔ اور اسلام کے مسیح موعود کی نسبت جو آخری خلیفہ ہے خود علمائے اسلام مان چکے ہیں کہ وہ قریش میں سے نہیں ہے اور نیز قرآن شریف فرماتا ہے کہ یہ دونوں مسیح ایک دوسرے کا میں نہیں ہیں کیونکہ خدا تعالیٰ قرآن شریف میں اسلام کے مسیح موعود کو موسوی مسیح موعود کا مثل ٹھہراتا ہے نہ عین۔ پس محمدی مسیح موعود کو موسوی مسیح کا عین قرار دینا قرآن شریف کی تکذیب ہے۔ اور تفصیل اس استدلال کی یہ ہے کہ کھٹا کا لفظ جو آیت کا استعمال ہوتا ہے اس سے تمام محمدی سلسلہ کے خلیفوں کی موسوی سلسلہ کے خلیفوں کے ساتھ مل کر مراد لیتا ہے اور مماثلت ہمیشہ من وجہ مغائرت و چاہتی ہے۔ یہ من نہیں کہ ایک جیر اپنے نفس کی مثل کہلائے بلکہ شبہ و تشبیہ میں کچھ مغائرت ضروری ہے اور عین کسی وجہ سے اپنے نفس کا مغائر نہیں ہو سکتا۔ پس جیسا کہ ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم حضرت موسیٰ کے مثل ہو کر اُنکی میں نہیں ہو سکتے ایسا ہی تمام محمدی خلیفہ جن میں سے آخری خلیفہ مسیح موعود ہے وہ موسوی خلیفوں کے جن میں سے آخری خلیفہ حضرت مہدی علیہ السلام میں کسی طرح عین نہیں ہو سکتے اس سے قرآن شریف کی تکذیب لازم آتی ہے کیونکہ کھٹا کا لفظ جیسا کہ حضرت موسیٰ اور آنحضرت کی شہادت کے لئے قرآن نے استعمال کیا ہے وہی کھٹا کا لفظ آیت کھٹا استخلف الذین میں وارد ہے جو اسی قسم کی مغائرت چاہتا ہے جو حضرت موسیٰ اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم میں ہے۔ یاد رہے کہ اسلام کا بارہواں خلیفہ جو تیرہویں ہدی کے سر پر ہونا چاہیئے وہ یحییٰ نبی کے مقابل پر ہے جس کا ایک پلید قوم کے لئے سر کاٹا گیا (مجھنے والا سمجھ لے) اس لئے ضروری ہے کہ بارہواں خلیفہ قریشی ہو جیسا کہ حضرت یحییٰ اسرائیلی ہیں۔ لیکن اسلام کا تیرہواں خلیفہ جو چودھویں ہدی کے سر پر ہونا چاہیئے جس کا نام مسیح موعود ہے اس کیلئے ضروری تھا کہ وہ قریش میں سے نہ ہو جیسا کہ حضرت

محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ایسے وقت میں سلسلہ محمدیہ کا مسیح آئیگا جبکہ رومی طاقتوں کے ساتھ اسلامی سلطنت مقابلہ نہیں کر سکے گی۔ اور مکرر اور پست اور مغلوب ہو جائے گی اور ایسی سلطنت زمین پر قائم ہوگی جس کے مقابل پر کوئی ہاتھ کھڑا نہیں ہو سکیگا۔ اور مسیح نے تمام انجیل میں کہیں دعویٰ نہیں کیا کہ میں موسیٰ کی مانند ہوں مگر قرآن آواز بلند سے فرماتا ہے کہ انا ارسلنا علیکم رسولاً شاہداً علیکم کما ارسلنا الیٰ فرعون رسولاً۔ یعنی ہم نے اس رسول کو

۱۳۳

اسے عرب کے خونخوار ظالموں! اسی رسول کی مانند بھیجا ہے جو تم سے پہلے فرعون کی طرف بھیجا گیا تھا۔ اب ظاہر ہے کہ اگر یہ پیشگوئی جو اس شد و مد سے قرآن شریف میں بھی گئی ہے خدا تعالیٰ کی طرف سے نہ ہوتی تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم لغو و بے فائدہ اس دعویٰ دروغ کے ساتھ جو اپنے قیام موسیٰ کا شیل ٹھیر لیا کبھی اپنے مخالفوں پر فتیاب نہ ہو سکتے مگر تاریخ گوہری دے رہی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو وہ فتح عظیم اپنے مخالفوں پر حاصل ہوئی کہ مجزئی صادق دوسرے کے لئے ہرگز مستسر نہیں آسکتے تھے۔ پس مماثلت اس کا نام ہے جسکی تائید میں دونوں طرف سے تاریخی واقعات اس زور شور سے گواہی دے رہے ہیں کہ وہ دونوں واقعات بدیہی طو پر نظر آتے ہیں۔ اور موسیٰ کے یہ تین کام کہ گردہ مخالف کو جو مضر امن تھا ہلاک کرنا اور پھر اپنے گردہ کو حکومت اور دولت بخشنا اور ان کو شریعت حلال کرنا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے انہی تین کاموں کے ساتھ ایسے مشابہ ثابت ہو گئے کہ گویا وہ دونوں کام ایک ہی ہیں۔ یہ ایک ایسی مماثلت ہے جس سے ایمان قوی ہوتا ہے اور یقین کرنا پڑتا ہے کہ یہ دونوں کتابیں خدا تعالیٰ کی طرف سے ہیں۔ سچ تو یہ ہے کہ اس پیشگوئی سے خدا کے وجود کا پتہ لگتا ہے کہ وہ کیسا قادر اور زبردست خدا ہے کہ کوئی بات اس کے آگے انہونی نہیں۔ اسی جگہ سے طالب حق کے لئے حق الیقین کے درجہ تک یہ معرفت پہنچ جاتی ہے کہ آنے والا مسیح موعود امت محمدیہ میں ہے نہ کہ وہی عیسیٰ بنی اللہ دوبارہ دنیا میں آکر رسالت محمدیہ کی شخصیت کے مسئلہ کو مشتبہ کر دیگا اور لغو و بے فائدہ قیلاخی کا

بلکہ جس طرح سویا ہوا آدمی دوسرے عالم میں چلا جاتا ہے اور اس حالت میں بسا اوقات دفن یافتہ
 لوگوں سے بھی ملاقات کرتا ہے۔ اسی طرح آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم بھی اس کشفی حالت میں
 اس دنیا سے وفات یافتہ کے حکم میں تھے۔ ایسا ہی حدیثوں سے ثابت ہوتا ہے کہ عیسیٰ علیہ السلام

نے ایک سو میں برس عمر پائی ہے۔ لیکن ہر ایک کو معلوم ہے کہ واقعتہ صلیب اس وقت حضرت
 عیسیٰ کو پیش آیا تھا جبکہ آپ کی عمر صرف تینتیس برس اور چھ مہینے کی تھی۔ اگر یہ کہا جائے کہ
 باقیماندہ عمر بعد نزول پوری کر لیں گے تو یہ دعویٰ حدیث کے الفاظ سے مخالفت، ماسوا
 اس کے حدیث سے صرف، اس قدر معلوم ہوتا ہے کہ مسیح موعود اپنے دعوے کے بعد
 چالیس برس دنیا میں رہے گا تو اس طرح پرتینتیس برس ملانے سے کئی تہتر برس ہوئے
 نہ ایک سو بیس برس۔ حالانکہ حدیث میں یہ ہے کہ ایک سو میں برس ان کی عمر ہوئی۔

لہذا اگر یہ کہو کہ ہمدی طرح عیسائی بھی مسیح کی آمد ثانی کے منتظر ہیں تو اس کا جواب
 یہ ہے کہ جیسا کہ ابھی ہم بیان کر چکے ہیں مسیح نے خود اپنی آمد ثانی کو الیاس نبی کی آمد ثانی سے
 مشابہت دی ہے۔ جیسا کہ انجیل متی ۱۷ باب آیت ۱۰، ۱۱، ۱۲ سے یہی ثابت ہوتا ہے۔
 ماسوا اس کے عیسائیوں میں سے بعض فرتے خود اس بات کے قائل ہیں کہ مسیح کی آمد ثانی
 الیاس نبی کی طرح بروزی طور پر ہے۔ چنانچہ نولائف آف جیزس جلد اول صفحہ ۴۱۰
 مصنفہ ڈی۔ ایف سٹراس میں یہ عبارت ہے :-

(جرمن کے بعض عیسائی محققین کی رائے کہ مسیح صلیب پر نہیں مرا)

Crucifixion they maintain, even if the feet as well as
 the hands are supposed to have been nailed occasions but
 very little loss of blood. It kills therefore only very slowly

الحمد لله والمنة
 کہ تمام مخالفوں پر الہی حجت پوری کرنے کیلئے
 یہ رسالہ
 جس کا نام ہے

البعین

لا تمام الحجۃ علی المناہین

بمقام قادیان مطبع ضیاء الاسلام میں باہتمام حکیم فضل الدین صاحب
 مالک مطبع چھپرہ
 شائع ہوا

قیمت ۱۵

جلد ۰۰ ۷

۱۵- دسمبر ۱۹۰۰ء

حمد فاضت الرحمة على شفقتك - انك باعيننا - يرفع الله ذكرك -
 بق نعمته عليك في الدنيا والاخرة - يا احمدي انت مرادي ومعني
 هنت كرامتك بيدي - ونظرنا اليك وقلنا يا ناركوني بردا وسلاما على
 ابيهم - يا احمديتم اسمك ولا يتم اسمي - بوركنت يا احمد وكان
 بارك الله فيك حقائك - شانك عجب واجرك قريب - اني جاعلك
 ابن اماما - اكان للناس عجباً قل هو الله عجب - يحبني من يشاء من
 ابداء - ولا يسئل عما يفعل وهم يسئلون - انت وجيه في حضرتي
 متروك لنفسى الارض والسما معك كما هو معي - وسرك سرى -
 نت مني بمنزلة توحيدى وتفريدى - فحان ان تعان وتعرف بين
 اس - هل اتى على الانسان حين من الدهر لم يكن شيئا مذكورا - وكاد
 يعرف بين الناس - وقالوا انى لك هذا - وقالوا ان هذا الا اختلاق
 فانصر الله المومن جعل له الجاسدين في الارض - قل هو الله ثم ذمهم في
 موضعهم يلعبون - مبهمان الله تبارك وتعالى زاد مجدك - ينقطع آباءك
 ببداء منك - وما كان الله ليتوكلك حتى يميز الخبيث من الطيب - اردت
 ان امتنعت فخلقت آدم - يا آدم اسكن انت وزوجك الجنة - يا احمد
 اسكن انت وزوجك الجنة - يا مريم اسكن انت وزوجك الجنة - تموت
 انا راض منك - فادخلوا الجنة انشاء الله امنين - سلام عليكم طبتم
 فلاخلوها امنين - خداتيرى سب كام دست كريدگا اودتيرى سارى مرادى
 تجھے ديگا - سلام عليك جعلت مبارك - وانى فضلتك على العالمين
 وقالوا ان هو الا افك افتوى وما سمعنا بهذا فى آباءنا الاولين
 وكان ربك قديرا - يحبني اليه من يشاء - ولقد كرمنا بنى آدم و

کی مدد گاہ میں جواب دینا نہیں پڑے گا؟ گو کیسے ہی دل سخت ہو گئے ہیں آخر اس قدر تو خوف چاہیئے تھا کہ جو شخص ہمدی کے سر پر پیدا ہوا اور رمضان کے کسوف خسوف نے اس کی گواہی دی اور اسلام کے موجودہ ضعف اور دشمنوں کے متواتر حملوں نے اُس کی عزت و ثبات کی ادا دلیا دل رشتہ کے کشوف نے اس بات پر قطعی ہر گاہ دی کہ وہ

چودھویں ہمدی کے سر پر پیدا ہوگا اور نیز یہ کہ پنجاب میں ہوگا ایسے شخص کی تکذیب میں جلدی نہ کرتے۔ آخر ایک دن مرنا ہے اور سب کچھ اسی جگہ چھوڑ جانا ہے۔ دیکھو اگر میں خدا کی طرف سے ہوا اور تم نے میری تکذیب کی اور مجھے کافر قرار دیا اور قبائل نام رکھا تو جناب الہی کو کیا جواب دو گئے؟ کیا انہی کی مانند جواب میں جو یہودیوں اور عیسائیوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے انکار کرنے کے وقت اپنی کتابوں میں لکھے ہیں کہ تو بیت کے تمام نشان قرار دہ پورے نہیں ہوئے اور کچھ رہ گئے ہیں۔ سو مدت ہوئی کہ خدا تعالیٰ ان کو جواب دے چکا کہ جو کچھ تمہارے ہاتھ میں ہے وہ سب کچھ صحیح نہیں ہے اور نہ وہ تمام یعنی صحیح میں جو تم کہہ رہے ہو۔ جو شخص حکم کر کے بیجا

۲۳

گیا ہے اس کی بات کو سنو۔ سو یہی جواب خدا تعالیٰ کی طرف سے اب ہے چاہو تو قبول کرو۔ آہ آپ لوگوں کو چاہیئے تھا کہ یہودیوں اور عیسائیوں کے قصے سے عبرت پکڑتے ان لوگوں کی حضرت مسیح اور حضرت خاتم الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کی نسبت یہی حجت تھی کہ ہم نہیں مانتے کہ جب تک تمام علامتیں پوری نہ ہوئیں اور بوجہ زمانہ دوازہ اہل انوار تغیرات کے یہ غیر ممکن تھا اس لئے وہ کفر پر مرے۔ سو تم اُسی طرح ٹھوکر مت کھاؤ۔ جو یہودی اند نصرانی کھا چکے۔ اگر تمہارا ذخیرہ سب کا سب صحیح ہوتا تو پھر حکم مجدد کے آنے کی کیا ضرورت تھی؟ ہر ایک فرقہ کو یہی خیال ہے کہ جو کچھ میرے پاس ہے یہی صحیح ہے۔ اب یہ تمام فرقے تو سچ پر نہیں۔ اس لئے سچ دی ہے جو حکم کے منہ سے نکلے۔ اگر ایمان ہو تو خدا کے مقرر کردہ حکم کے حکم سے بعض حدیثوں کا چھوڑنا یا

ممن افتری علی اللہ کذابا - تنزیل من اللہ العزیز الرحیم - لتنذر قومًا
 ما انذروا اباہم ولتدعو قومًا اخرین - عسی اللہ ان يجعل
 بینکم و بین الذین عادیتم مودةً - یخزّون علی الذقان معبدا ربنا
 اغفر لنا انا کنا خاطئین - لا تثریب علیکم الیوم یغفر اللہ لکم - و
 هو ارحم الراحمین - انی انا اللہ فاعبدنی ولا تنسني واجتهد ان
 تصلنی واسئل ربک وکن سئولا - اللہ ولیّ حمّان - علم القرآن - نبائی
 حدیث بعدہ تمکمون - نزلنا علیّ هذا العبد رحمة - و ما
 یطلق عن الهوی - ان هو الا دحی یوحی - دنی فتدئی نکات قاب
 قوسین او ادئی - ذمرنی والمکذبین انی مع الرسول اقوم - ان یوحی
 لفصل عظیم - و انک علی مواط مستقیم - و انا نریک بعض الذی
 نعد هم او نتوفینک - و انی رافعت الی - و یاتیک نصرتی - انی
 انا اللہ ذو السلطان - ترجمہ :- اور کہتے ہیں کہ یہ بناوٹ ہے اور شخص
 دین کی بیخ کنی کرتا ہے - کہہ حق آیا اور باطل بھاگ گیا - کہہ اگر یہ امر خدا کی طرف
 سے نہ ہوتا تو تم اس میں بہت سا اختلاف پاتے یعنی خدا تعالیٰ کی کلام سے اس
 کے لئے کوئی تائید نہ ملتی اور قرآن جو راہ بیان فرماتا ہے یہ راہ اس کے مخالف ہوتی
 اور قرآن سے اس کی تصدیق نہ ملتی اور دلائل حقہ میں سے کوئی دلیل اس پر قائم نہ
 ہو سکتی اور اس میں ایک نظام اور ترتیب اور علمی سلسلہ اور دلائل کا ذخیرہ جو
 پایا جاتا ہے یہ ہرگز نہ ہوتا اور آسمان اور زمین میں سے جو کچھ اس کے ساتھ
 نشان جمع ہو رہے ہیں ان میں سے کچھ بھی نہ ہوتا - اور پھر فرمایا خدا وہ خدا
 ہے جس نے اپنے رسول کو یعنی اس عاجز کو ہدایت اور دین حق اور
 تہذیب اخلاق کے ساتھ بھیجا - ان کو کہہ دے کہ اگر میں نے افترا کیا ہے تو

ایک دلیل ہے اور خدا تعالیٰ کے قول کی تصدیق تھی ہوتی ہے کہ جھوٹا دعویٰ کرنا ہلاک ہو جائے ورنہ یہ قول منکر پر کچھ حجت نہیں ہو سکتا اور نہ اس کے لئے بطور دلیل ٹھہر سکتا ہے بلکہ وہ کہہ سکتا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا تئیس برس تک ہلاک نہ ہونا اس وجہ سے نہیں کہ وہ صادق ہے بلکہ اسوجہ سے ہے کہ خدا پر افتراء کرنا ایسا گناہ نہیں ہے جس سے خدا اسی دنیا میں کسی کو ہلاک کرے کیونکہ اگر یہ کوئی گناہ ہوتا اور مسند اللہ اس پر جاری ہوتی کہ مغتری کو اسی دنیا میں سزا دینا چاہیے تو اس کے لئے نظیریں ہونی چاہیے تھیں۔ اور تم قبول کرتے ہو کہ اس کی کوئی نظیر نہیں بلکہ بہت سی ایسی نظیریں موجود ہیں کہ لوگوں نے تئیس برس تک بلکہ اس سے زیادہ خدا پر افتراء کئے اور ہلاک نہ ہوئے۔ تو اب بتلاؤ کہ اس اعتراض کا کیا جواب ہو گا؟ اور اگر ہو کہ صاحب الشریعت افتراء کر کے ہلاک ہوتا ہے نہ ہر ایک مغتری۔ تو اولیٰ تو یہ دعویٰ بے دلیل ہے۔ خدا نے افتراء کے ساتھ شریعت کی کوئی قید نہیں لگائی۔ ماموا اس کے یہ بھی تو سمجھو کہ شریعت کیا چیز ہے جس نے اپنی

وحی کے ذریعہ سے چند امر اور نہی بیان کئے اور اپنی امت کے لئے ایک قانون مقرر کیا وہی صاحب الشریعت ہو گیا۔ پس اس تعریف کے رو سے بھی ہمارے مخالف ملزم ہیں کیونکہ میری وحی میں امر بھی ہیں اور نہی بھی۔ مثلاً یہ اہلہام قلی للمؤمنین

چونکہ میری تعلیم میں امر بھی ہے اور نہی بھی اور شریعت کے فردی احکام کی تجدید ہے اس لئے خدا تعالیٰ نے میری تعلیم کو امر وحی کو جو میرے پر ہوتی ہے فلاح یعنی شتی کے نام سے موسوم کیا جیسا کہ ایک اہام الہی کی یہ عبارت ہے۔ واصنع الفلاح باعیننا وحنانا الذین یبايعونک انما یبايعون الله ید الله فوق ایدہم۔ یعنی اس تعلیم اور تجدید کی شتی کو ہماری آنکھوں کے سامنے اور ہماری وحی سے بنا۔ جو لوگ تجھ سے بیعت کرتے ہیں وہ خدا سے بیعت کرتے ہیں۔ یہ خدا کا ہاتھ ہے جو ان کے ہاتھوں پر ہے۔ اب دیکھو خدا نے میری وحی اور میری تعلیم اور میری بیعت کو لوح کی شتی قرار دیا اور تمام انسانوں کے لئے اس کو مدارجات ٹھہرایا جسکی آنکھیں ہل دیئے اور جس کاں ہوں گئے۔ منہ

يَغْنَمُوا مِنْ اِبْصَارِهِمْ وَيَحْفَظُوا فِرْدَوْجَهُمْ ذَالِكِ اِذْ كُنِيَ لَهُمْ يَوْمَئِذٍ اَحَدِيَّةٌ فِي
درج ہے اور اس میں امر بھی ہے اور نہی بھی اور اس پر تین برس کی مدت بھی گند گئی

اور ایسا ہی اب تک میری وحی میں امر بھی ہوئے ہیں اور نہی بھی۔ اور اگر کہو کہ شریعت
سے وہ شریعت مراد ہے جس میں نئے احکام ہوں تو یہ باطل ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے

ان هَذَا لَفِي الصَّحْفِ الْاَوَّلِ صَحْفِ اِبْرَاهِيمَ وَمُوسَىٰ يَعْنِي قُرْآنَ تَعْلِيمِ تَوْرَتِ
میں بھی موجود ہے۔ اور اگر یہ کہو کہ شریعت وہ ہے جس میں باستیفاء امر اور نہی کا ذکر

ہو تو یہ بھی باطل ہے کیونکہ اگر توریت یا قرآن شریف میں باستیفاء احکام شریعت
کا ذکر ہوتا تو پھر اجتہاد کی گنجائش نہ رہتی۔ غرض یہ سب خیالات فضول اور کوتاہ

اندیشیاں ہیں۔ ہمارا ایمان ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم خاتم الانبیاء ہیں۔
اور قرآن ربانی کتابوں کا خاتم ہے تاہم خدا تعالیٰ نے اپنے نفس پر یہ حرام نہیں کیا کہ

تجدید کے طور پر کسی اور مامور کے ذریعہ سے یہ احکام صادر کرے کہ جھوٹ نہ بولو۔
جھوٹی گواہی نہ دو۔ زمانہ نہ گرد۔ خون نہ گرد۔ اور ظاہر ہے کہ ایسا بیان کرنا باطل شریعت

سے جو سب موعود کا بھی کام ہے۔ پھر وہ دلیل تہادی کیسی گامخورد ہو گئی کہ اگر
کوئی شریعت لاوے اور مغتری ہو تو وہ تین برس تک زندہ نہیں رہ سکتا۔ یاد رکھنا

چاہیے کہ یہ تمام باتیں بے ہودہ اور قابل شرم ہیں۔ جس رات میں نے اپنے اس دوست
کو یہ باتیں سمجھائیں تو اسی رات مجھے خدا تعالیٰ کی طرف سے وہ حالت ہو کر جو وحی

اللہ کے وقت میرے پر وارد ہوتی ہے وہ نظارہ گفتگو کا دوبارہ دکھلایا گیا۔ اور
پھر الہام ہوا۔ قل ان هَدَىٰ اللّٰهُ هُوَ الْهَدَىٰ یعنی خدا نے جو مجھے اس آیت

لو تقول علينا کے متعلق سمجھایا ہے وہی سننے صحیح ہیں۔ تب اس الہام کے بعد نبی
نے چاہا کہ پہلی کتابوں میں سے بھی اس کی کچھ نظیر تلاش کروں۔ سو معلوم ہوا کہ تمام

بائبل ان نظیروں سے بھری پڑی ہے کہ جھوٹے نبی ہلاک کئے جاتے ہیں۔ سو میں

اطلاع

میں نے اپنا ارادہ یہ ظاہر کیا تھا کہ اس رسالہ اربعین کے چالیس اشتہار جدا جدا شائع کروں۔ اور میرا خیال تھا کہ میں صرف ایک ایک صفحہ کا اشتہار یا کبھی دو دو صفحہ یا غایت کار دو صفحہ کا اشتہار شائع کر دوں گا اور یا کبھی شاید تین یا چار صفحہ لکھنے کا اتفاق ہو جائیگا۔ لیکن ایسے اتفاقات پیش آ گئے کہ اس کے برخلاف ظہور میں آیا۔ مور نمبر دو اور تین اور چار رسالوں کی طرح ہو گئے۔ چنانچہ اس رسالہ کی قسریتا ستر صفحہ تک نوبت پہنچ گئی اور درحقیقت وہ امر پورا ہو چکا جس کا میں نے ارادہ کیا تھا اس لئے میں نے ان رسائل کو صرف چار نمبر تک ختم کر دیا اور آئندہ شائع نہیں ہوگا۔ جس طرح ہمارے خدائے عزوجل نے اول پچاس نمازیں فرض کیں پھر تخفیف کر کے پانچ کو بجائے پچاس کے قرار دے دیا۔ اسی طرح میں بھی اپنے رب کریم کی سنت پر ناظرین کے لئے تخفیف تصدیق کر کے نمبر چار کو بجائے نمبر چالیس کے قرار دے دیتا ہوں اور اپنی اس تحریر کو اپنی جماعت کے لئے چند نصیحتوں پر ختم کرتا ہوں۔

نصائح

آے عزیزو! تم نے وہ وقت پایا ہے جس کی بشارت تمام نبیوں نے دی ہے اور اس شخص کو یعنی مسیح موعود کو تم نے دیکھ لیا جس کے دیکھنے کے لئے بہت سے پیغمبروں نے بھی خواہش کی تھی۔ اس لئے اب اپنے ایمانوں کو خوب مضبوط کرو اور اپنی راہیں درست کرو۔ اپنے دلوں کو پاک کر دو اور اپنے مولیٰ کو راضی کرو۔ دوستو! تم اس مسافر خانہ میں محض چند روز کے لئے ہو۔ اپنے اہل گھر دلوں کو

دوران سر اور کئی خواب اور تشنچ دل کی بیماری دورہ کے ساتھ آتی ہے۔ اور دوسری چلو جو مہرے نیچے کے حصہ بدن میں ہے وہ بیماری ذیابیطس ہے کہ ایک مدت سے دامنگیر ہے اور بسا اوقات سو تو دفعہ رات کو یادن کو پیشاب آتا ہے اور اس قدر کثرت پیشاب سے جس قدر عوارض منعف وغیرہ ہوتے ہیں وہ سب میرے مثال حال رہتے ہیں۔ بسا اوقات میرا یہ حال ہوتا ہے کہ نماز کے لئے جب زینہ چڑھ کر اوپر جاتا ہوں تو مجھے اپنے ظاہر حالت پر امید نہیں ہوتی کہ زینہ کی ایک سیڑھی سے دوسری سیڑھی پر پاؤں رکھتے تک میں زندہ رہوں گا۔ اب جس شخص کی زندگی کا یہ حال ہے کہ ہر روز موت کا سامنا اس کے لئے موجود ہوتا ہے اور ایسے مریضوں کے انجام کی نظریں بھی موجود ہیں تو وہ ایسی خطرناک حالت کے ساتھ کیونکہ اکثر اوپر جرات کر سکتا ہے اور وہ کس صحت کے بھروسے پر کہتا ہے کہ میری اتنی برس کی عمر ہوگی۔ حالانکہ ڈاکٹری تجارب تو اس کو موت کے پنجہ میں ہر وقت پھنسا ہوا خیال کرتے ہیں۔ ایسی مریضوں والے مدقوق کی طرح گداز ہو کہ جلد مر جاتے ہیں یا کابینکل یعنی سرطان سے اُن کا خاتمہ ہو جاتا ہے۔ تو پھر جس زور سے میں ایسی حالت پر خطر میں تبلیغ میں مشغول ہوں کیا کسی مفتری کا کام ہے۔ جب میں بدن کے اوپر کے حصہ میں ایک بیماری اور بدن کے نیچے کے حصہ میں ایک دوسری بیماری دکھتا ہوں تو میرا دل محسوس کرتا ہے کہ یہ دہی دو چادریں ہیں جن کی خبر جناب رسولی اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دی ہے۔

میں محض نصیحتاً اللہ مخالف علماء اور ان کے ہم خیال لوگوں کو کہتا ہوں کہ گالیاں دینا اور بد زبانی کرنا طریقی شرافت نہیں ہے۔ اگر آپ لوگوں کی یہی طینت ہے تو خیر آپ کی مرضی۔ لیکن اگر مجھے آپ لوگ کاذب سمجھتے ہیں تو آپ کو یہ بھی تہ اختیار ہے کہ مساجد میں آٹھٹھے ہو کہ یا الگ الگ میرے پر بد دعائیں کریں

اس مقام سے ثابت ہوتا ہے کہ خدا تعالیٰ کی تمام پاک کتابیں اس بات پر متفق ہیں کہ جو شخص اپنی ہلاک کیا جاتا ہے۔ اب اس کے مقابل یہ پیش کرنا کہ اکبر بادشاہ نے نبوت کا دعویٰ کیا۔ اور دوسری جانبداری نے دعویٰ کیا یا کسی اور شخص نے دعویٰ کیا اور وہ ہلاک نہیں ہوئے یہ ایک دوسری حماقت ہے جو ظاہر کی جاتی ہے۔ بھلا اگر یہ سچ ہے کہ ان لوگوں نے نبوت کے دعوے کیے۔ تیس برس تک ہلاک نہ ہوئے تو پہلے ان لوگوں کی خاص تحریر سے انکا دعویٰ ثابت

اور وہ الہام پیش کرنا چاہیے جو الہام انہوں نے خدا کے نام پر لوگوں کو سنایا۔ کیا کہ ان لفظوں کے ساتھ میرے پر دجی نازل ہوئی ہے کہ میں خدا کا رسول ہوں۔ اصل لفظ ان کی وحی کے کامل ثبوت کے ساتھ پیش کرنے چاہئیں۔ کیونکہ ہمدانی تمام بحوث وحی نبوت میں ہے جسکی نسبت یہ ضروری ہے کہ بعض کلمات پیش کر کے یہ کہا جائے کہ یہ خدا کا کلام ہے جو ہمارے پر نازل ہوا ہے۔

غرض پہلے تو یہ ثبوت دینا چاہیے کہ کونسا کلام الہی اس شخص نے پیش کیا ہے جس نے نبوت کا دعویٰ کیا۔ پھر بعد اسکے یہ ثبوت دینا چاہیے کہ جو تیس برس تک کلام الہی اس پر نازل ہوتا رہا وہ کیا ہے یعنی کل وہ کلام جو کلام الہی کے دعوے پر لوگوں کو سنایا گیا ہے پیش کرنا چاہیے جس سے پتہ لگ سکے کہ تیس برس تک متفرق دفتوں میں وہ کلام اس غرض سے پیش کیا گیا تھا کہ وہ خدا کا کلام ہے۔ یا ایک مجموعی کتاب کے طور پر قرآن شریف کی طرح اس دعوے سے شائع کیا گیا تھا کہ یہ خدا کا کلام ہے جو میرے پر نازل ہوا ہے۔ جب تک ایسا ثبوت نہ ہو تب تک بے ایمانوں کی طرح قرآن شریف پر حملہ کرنا اور کیت لوت قول کو ہنسی ٹھٹھے میں اڑانا ان مشریم لوگوں کا کام ہے جن کو خدا تعالیٰ پر بھی ایمان نہیں۔ اور صرف زبان سے کلمہ پڑھتے اور باطن میں اسلام سے بھی منکر ہیں۔

منہ

روحانی خزائن

تصنیفات

حضرت میرزا غلام احمد قادیانی
 مسیح موعود و مہدی معہود علیہ السلام

جلد ۱۸

اعجازِ مسیح - ایک غلطی کا ازالہ - اَلْهُدٰی النَّبِیِّۃَ قُلْمَنَ تَبْرِی
 دافع البلاء نزولِ مسیح

ایک غلطی کا ازالہ

از

حضرت مسیح موعود علیہ السلام

عاجز کو رسول کر کے پکارا گیا ہے۔ پھر اسکے بعد اسی کتاب میں میری نسبت یہ وحی اللہ ہے۔
 جوری اللہ فی حلل الانبیاء یعنی خدا کا رسول نبیوں کے حلوں میں (دیکھو براہین احمدیہ
 ص ۵۰۲) پھر اسی کتاب میں اس مکالمہ کے قریب ہی یہ وحی اللہ ہے محمد رسول اللہ
 والذین معہ اشداء علی الکفار وجاء بینہم (اس وحی الہی میں میرا نام محمد رکھا گیا
 اور رسول بھی۔ پھر یہ وحی اللہ ہے جو ص ۵۵ براہین میں درج ہے۔ "دنیا میں ایک نذیر
 آیا۔" اس کی دوسری قرأت یہ ہے کہ دنیا میں ایک نبی آیا۔ اسی طرح براہین احمدیہ میں
 اور کئی جگہ رسول کے لفظ سے اس عاجز کو یاد کیا گیا۔ سو اگر یہ کہا جائے کہ آنحضرتؐ تو
 خاتم النبیین ہیں۔ پھر آپ کے بعد اور نبی کس طرح آ سکتا ہے۔ اس کا جواب یہی ہے کہ
 بیشک اس طرح سے تو کوئی نبی نیا ہو یا پُرانا نہیں آ سکتا۔ جس طرح سے آپ لوگ
 حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو آخری زمانہ میں آتاتے ہیں اور پھر اس حالت میں انکو نبی بھی
 مانتے ہیں۔ بلکہ چالیس برس تک سلسلہ وحی نبوت کا جاری رہنا اور زمانہ آنحضرتؐ
 صلی اللہ علیہ وسلم سے بھی بڑھ جانا آپ لوگوں کا عقیدہ ہے۔ بیشک ایسا عقیدہ تو
 معصیت ہے اور آیت ولکن رسول اللہ وخاتم النبیین اور حدیث لا نبی
 بعدی اس عقیدہ کے کذب صریح ہونے پر کامل شہادت ہے۔ لیکن ہم اس قسم کے
 عقاید کے سخت مخالف ہیں۔ اور ہم اس آیت پر سچا اور کامل ایمان رکھتے ہیں جو فرمایا کہ
 ولکن رسول اللہ وخاتم النبیین اور اس آیت میں ایک پیشگوئی ہے جس کی
 ہمارے مخالفوں کو خبر نہیں اور وہ یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ اس آیت میں فرماتا ہے کہ آنحضرتؐ
 صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد پیشگوئیوں کے دروازے قیامت تک بند کر دیئے گئے۔
 اور ممکن نہیں کہ اب کوئی ہندو یا یہودی یا عیسائی یا کوئی رسمی مسلمان نبی کے لفظ کو
 اپنی نسبت ثابت کر سکے۔ نبوت کی تمام کھڑکیاں بند کی گئیں مگر ایک کھڑکی میرہ صدیقی
 کی کھلی ہے یعنی فتاویٰ الرسول کی۔ پس جو شخص اس کھڑکی کی راہ سے خدا کے پاس آتا ہے

میرے مخالف حضرت علیؑ کی نسبت کہتے ہیں کہ وہ ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد دوسرا دنیا میں آئیں گے۔ اور چونکہ وہ نبی ہیں اس لئے اُنکے آنے پر بھی وہی اعتراض ہو گا جو مجھ پر کیا جاتا ہے۔ یعنی یہ کہ خاتم النبیین کی ہر حقیقت ٹوٹ جائے گی۔ مگر میں کہتا ہوں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد جو وہ حقیقت خاتم النبیین تھے مجھے رسول اور نبی کے لفظ سے پہلے جانا کوئی اعتراض کی بات نہیں اور نہ اس سے ہر حقیقت ٹوٹتی ہے۔ کیونکہ میں بار بار بتا چکا ہوں کہ میں بموجب آیت و احقرین مشہورہ نقلاً عنہم یہودی ہوں۔ اور خدا نے آج سے میں پر اس پہلے ہرچیز احمدی میں میرا نام محمد اور احمد رکھا ہے۔ اور مجھے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا وجود قرار دینا ہے۔ پس اس طور سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے خاتم الانبیاء ہونے میں میری نبوت سے کوئی تزلزل نہیں آیا۔ کیونکہ ظل اپنے اصل سے علیحدہ نہیں ہوتا۔ اور چونکہ میری ظلی طور پر محمد ہوں صلی اللہ علیہ وسلم پس اس طور سے خاتم النبیین کی ہر بات ٹوٹی۔ کیونکہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت محمد تک ہی محدود رہی۔ یعنی ہر حال محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہی نبی رہے نہ اور کوئی۔ یعنی جب کہ میں ہر روزی طور پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہوں اور ہر روزی رنگ میں تمام کمالات محمدی مع نبوت محمدیہ کے میرے اُمیۃ کلیتہ میں منعکس ہیں تو پھر کونسا الگ انسان ہوا جس کے علیحدہ طور پر نبوت کا دعویٰ کیا۔ بھلا اگر مجھ قبول نہیں کرتے تو یوں سمجھ لو کہ ہمدی موعود خلق اور خلق میں ہم رنگ اس حضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہو گا اور اس کا اسم آنجناب کے اسم سے مطابقت ہو گا۔ یعنی اس کا نام بھی محمد اور احمد ہو گا اور اس کے اہلبیت میں سے ہو گا۔ اور بعض حدیثوں میں ہے کہ محمد میں سے ہو گا۔ بیسیق شدہ اس بات کی طرف ہے کہ وہ روحانیت کے رُوح سے اسی نبی میں سے نکلا ہو گا اور اسی کی رُوح کا عصب ہو گا۔ اس پر نہایت قوی قرینہ یہ ہے کہ جن الفاظ کے ساتھ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے تعلق بیان کیا۔ یہی تک کہ وہ نفس کے نام لیک کر دیئے ان الفاظ سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اس موعود کو اپنا بروز بیان فرمانا چاہتے ہیں جیسا کہ حضرت موسیٰ کا شوقاً بروز تھا۔ اور بروز

سبحانہ۔ یہ بات میرے جملہ کی تاریخ سے ثابت ہو کہ ایک دادی ہماری شریف خاندان سادات سے اور جن جن میں سے تھے اس کی تصدیق آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی کی اور خواب میں مجھے فرمایا کہ سلوک اہل البیت علیٰ حشر ابی الحسن میرا نام سلمان رکھا یعنی وہ سلم۔ اور سلم عربی صلی کو کہتے ہیں یعنی مقدس ہے کہ وہ صلی میرے ہاتھ پر ہو گی۔ ایک اندر دلی جو اندر دلی بعض صحابہ کرام کے گھر میں بھی کہ جو برونی حدیث کے وجود کو پامال کر کے اور اسلام کی عظمت

رَبَّنَا افْتَحْ بَيْنَنَا وَبَيْنَ قَوْمِنَا بِالْحَقِّ وَأَنْتَ خَيْرُ
الْفَاتِحِينَ

الحمد للہ کہ زمانہ کی ضرورت کے موافق بہتوں کو طاعون سے نجات
دینے کے لئے یہ رسالہ تالیف کیا گیا اور اس کا نام

ۛ

ذَاقُ الْبَلَاءِ وَمُعْيَارُ أَهْلِ الصُّطْفَاءِ

بمقام

فادیان دارالامان

باہتمام حکیم فضل دین صاحب مطبع ضیاء الاسلام

میں چھپا

قیامت تک نجات کا پھل کھلانے والا وہ ہے جو زمین حجاز میں پیدا ہوا تھا اور تمام دنیا اور تمام زمانوں کی نجات کے لئے آیا تھا اور اب بھی آیا مگر بروز کے طور پر۔ خدا اس کی برکتوں سے تمام زمین کو متمتع کرے۔ آمین

خاکسار مرزا غلام احمد از قایان

انسان جب حیات اور انصاف کو چھوڑ دے تو جو چاہے کہے اور جو چاہے کرے۔ لیکن مسیح کی راستبازی اپنے زمانہ میں دوسرے راستبازوں سے بڑھ کر ثابت نہیں ہوئی۔ بلکہ یحییٰ بنی کو اس پر ایک فضیلت ہے کیونکہ وہ شراب نہیں پیا تھا اور کسی نہیں سنا گیا کہ کسی فاحشہ عورت نے اگر اپنی کمائی کے مال سے اس کے سر پر حط ملا تھا۔ یا ہاتھوں اور اپنے سر کے بالوں سے اس کے بدن کو چھوا تھا۔ یا کوئی بے لعلق جوان عورت اس کی خدمت کرتی تھی۔ یہی وہ جسے خدا نے قرآن میں یحییٰ کا نام حصوٰر رکھا مگر مسیح کا یہ نام نہ رکھا کیونکہ ایسے قصے اس نام کے کہنے سے مانع تھے۔ اور پھر یہ کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے یحییٰ کے ہاتھ پر جس کو عیسیٰ یوحنا کہتے ہیں جو پیچھے ایلیدو بنایا گیا اپنے گناہوں سے توبہ کی تھی اور اس کے خاص مُردہ دل میں داخل ہوئے تھے۔ اور یہ بات حضرت یحییٰ کی فضیلت کو بہداشت ثابت کرتی ہو کیونکہ بمقابلہ اسکے یہ ثابت نہیں کیا گیا کہ یحییٰ نے بھی کسی کے ہاتھ پر توبہ کی تھی۔ پس اس کا معصوم ہونا بدیہی امر ہے اور مسلمانوں میں یہ جو مشہور ہو کہ عیسیٰ اور اس کی ماں مری شیطان سے پاک ہیں اسکے معنی نادان لوگ نہیں سمجھتے۔ اصل بات یہ ہے کہ پلید یہودیوں نے حضرت عیسیٰ اور اس کی ماں پر سخت ناپاک الزام لگائے تھے اور دونوں کی نسبت نمود بائسد شیطانی کاموں کی تہمت لگاتے تھے۔ سو اس افتراء کا رد ضروری تھا۔ پس اس حدیث کے اس زیادہ کوئی معنی نہیں کہ یہ پلید الزام جو حضرت عیسیٰ اور اس کی ماں پر لگائے گئے ہیں یہ مسیح نہیں، بلکہ ان معنوں کو کہ وہ مری شیطانی پاک ہیں اور اس قسم کے پاک ہو کا واقعہ کسی ادبی کو کبھی پیش نہیں آیا۔ منہ

تو کچھ تعجب نہیں کہ اس معجزہ نما جانور کی گورنمنٹ جان بخشی کر دے۔ اسی طرح عیسائیوں کو چاہیے کہ کلکتہ کی نسبت پیشگوئی کر دیں کہ اس میں طاعون نہیں پڑے گی۔ کیونکہ بڑا بشپ برٹش انڈیا کا کلکتہ میں رہتا ہے۔ اسی طرح میاں شمس الدین اور انکی انجمن حمایت اسلام کے ممبروں کو چاہیے کہ لاہور کی نسبت پیشگوئی کر دیں کہ وہ طاعون سے محفوظ رہے گا۔

اور منشی الہی بخش کو نمنٹ جو الہام کا دعویٰ کرتے ہیں انکے لئے بھی یہی موقع ہو کہ اپنے الہام سے لاہور کی نسبت پیشگوئی کر کے انجمن حمایت اسلام کو مدد دیں اور مناسبت کے عید الجبار اور عید الحق شہر اترسر کی نسبت پیشگوئی کر دیں۔ اور چونکہ فرقہ واریہ کی اصل جڑ وئی ہو۔ اسلئے مناسبت کے نزدیک صدیق احمد حسین وئی کی نسبت پیشگوئی کریں کہ وہ طاعون سے محفوظ رہے گی۔ پس اس طرح سے گویا تمام پنجاب اس ٹھیک مرض سے محفوظ ہو جائے گا۔ اور گورنمنٹ کو بھی مفت میں سبکدوشی ہو جائیگی۔ اور اگر ان لوگوں نے ایسا نہ کیا تو پھر

یہی سمجھا جائے گا کہ سچا خدا وہی خدا ہے جس نے قادیان میں اپنا رسول بھیجا۔ اور بالآخر یاد رہے کہ اگر یہ تمام لوگ جن میں مسلمانوں کے ٹھہم اور آریوں کے پندت اور عیسائیوں کے پادری داخل ہیں چپ رہے تو ثابت ہو جائے گا کہ یہ سب لوگ جھوٹے ہیں اور ایک دن آنے والا ہے جو قادیان سورج کی طرح چمک کر دکھلا دیگی کہ وہ ایک سچے کا مقام ہے۔ بالآخر میاں شمس الدین صاحب کو یاد رہے کہ آپ نے جو اپنے اشتہار میں آیت اھن یجیب المضطر لکھی ہو اور اس سے قبولیت دعا کی اُمید کی ہے۔ یہ اُمید صحیح نہیں ہے کیونکہ کلام الہی میں فقط مضطر سے وہ ضرر یافتہ مراد ہیں جو محض ابتلا کے طور پر ضرر یافتہ ہوں نہ سزا کے طور پر لیکن جو لوگ سزا کے طور پر کسی ضرر کے تختہ مشق ہوں وہ اس آیت کے مصداق نہیں ہیں ورنہ لازم آتا ہے کہ قوم نوح اور قوم لوط اور قوم فرعون وغیرہ کی دعائیں اس اضطرار کے وقت میں قبول کی جاتیں مگر ایسا نہیں ہوا اور خدا کے ہاتھ نے ان قوموں کو ہلاک کر دیا۔ اور

ایک شخص ساکن جموں چراغ دین نام کی نسبت اپنی تمام جماعت کو ایک عام اطلاع

چونکہ اس شخص نے ہمارے سلسلہ کی تائید کا دعویٰ کر کے اور اس بات کا اظہار کر کے کہ میں فرقہ احمدی میں سے ہوں جو بیعت کر چکا ہوں طاعون کے بائے میں شاید ایک یا دو اشتہار شائع کئے ہیں اور میں نے سرسری طور پر کچھ حصہ انکا سنا تھا اور قابل اعتراض حصہ ابھی سنا نہیں گیا تھا اس کے میں نے اجازت دی تھی کہ اسکے چھپنے میں کچھ مضائقہ نہیں۔ مگر افسوس کہ بعض خطرناک لفظ اور بیہودہ دعوے جو اسکے حاشیے میں تھے اس کو میں کثرت لوگوں اور دوسرے خیالات کی وجہ سے نہ سکا اور محض نیک ظنی سے ان کے چھپنے کے لئے اجازت دی گئی۔ اب جو بات اسی شخص پر انجیلین کا ایک اور مضمون پڑھا گیا تو معلوم ہوا کہ وہ مضمون بڑا خطرناک اور زہر بلا اور اسلام کے لئے مضر ہے اور سر سے پیر تک لغو اور باطل باتوں سے بھرا ہوا ہے۔ چنانچہ اس میں لکھا ہے کہ میں رسول ہوں اور رسول بھی ابو العزم اور اپنا کام یہ لکھا ہے کہ تا عیسا تیل اور مسلمانوں میں صلح کر اؤے اور قرآن اور انجیل کا تفرقہ باہمی دور کر دے اور ابن مریم ایک حواری بن کر یہ خدمت کرے اور رسول کہلاوے۔ اور ہر ایک شخص جانتا ہے کہ قرآن شریف نے کبھی یہ دعویٰ نہیں کیا کہ وہ انجیل یا توریت سے صلح کرے گا بلکہ ان کتابوں کو محرف و مبطل اور ناقص اور نامتکمیل قرار دیا ہے اور تاج خاص اکملت لکم دینکم کا اپنے لئے رکھا ہے۔ اور ہمارا ایمان ہے کہ یہ سب کتابیں انجیل و توریت قرآن شریف کے مقابل پر کچھ بھی نہیں اور ناقص اور محرف اور مبطل ہیں اور تمام بھلائی قرآن میں ہے جیسا کہ آج سے بائیس برس پہلے براہین احمدیہ میں یہ الہام موجود ہے۔ قل انا نبی مثکم یوحی الی انما الہکم اللہ واحد والخیار کلہ فی القرآن لا یمتہ الا المظہرون۔ دیکھو براہین احمدیہ صلاہ ۱۵۵ یعنی اُنکو کہہ دے کہ میں تمہارے جیسا ایک آدمی ہوں مجھ پر یہ وحی ہوتی ہے کہ خدا ایک ہے اُس کا کوئی ثانی نہیں اور تمام بھلائی قرآن میں ہے۔ پاک دل لوگ اس کی حقیقت

سمجھتے ہیں۔ پس ہم قرآن کو چھوڑ کر اور کس کتاب کو تلاش کریں اور کیونکر اسکو ناکامل سمجھ لیں۔ خدا نے ہمیں تو یہ بتلایا ہے کہ عیسائی مذہب بالکل مر گیا ہے اور انجیل ایک مڑہ اور ناتمام کلام ہے۔ پھر زندہ کو مڑہ سے کیا جوڑ۔ عیسائی مذہب ہماری کوئی صلح نہیں وہ سب کا سب ردی اور باطل ہے اور آج آسمان کے نیچے ہر فرقان جمید کے اور کوئی کتاب نہیں۔ آج سے بائیس برس پہلے براہین احمدیہ میں خدا تعالیٰ نے کی طرف سے میری نسبت یہ الہام درج ہے جو اسکے صفحہ ۲۴۱ میں پاؤ گے اور وہ یہ ہے:- ولنی ترضی عنک الیہود ولا نصاریٰ وخرقوا لہ بنین و بنات بغیر علم قل هو اللہ احد اللہ الصمد لم یلد ولم یولد ولم یکن لہ کفو احد۔ ویمکرون ویمکر اللہ واللہ خیر الماکسین۔ الفتنۃ ملہنا فاصبر مکاصبر اولوالعزم وقل رب ادخلنی مدخل صدق۔ یعنی تیرا اور یہود اور نصاریٰ کا کبھی مصالحہ نہیں ہوگا اور وہ کبھی تجھ سے راضی نہیں ہونگے (نصاریٰ سے مراد پادری اور انجیلیوں کے حامی ہیں) اور پھر فرمایا کہ ان لوگوں نے ناحق اپنے دل سے خدا کیلئے بیٹھے اور بیٹیاں تراش رکھی ہیں اور نہیں جانتے کہ ابن مریم ایک عاجز انسان تھا۔ اگر خدا چاہے تو جیسے ابن مریم کی مانند کوئی اور آدمی پیدا کرے یا اس سے بھی بہتر جیسا کہ اُس نے کیا۔ مگر وہ خدا تو واحد لا شریک ہے جو موت اور تولد سے پاک ہے اُس کا کوئی ہمسر نہیں۔ یہ اس بات کی طرف اشارہ ہے کہ عیسائیوں نے شرمیچا رکھا تھا کہ مسیح بھی اپنے قرب اور وجاہت کے رو سے واحد لا شریک ہے۔ اب خدا بتلاتا ہے کہ دیکھو میں اُس کا ثانی پیدا کرونگا جو اُس سے بھی بہتر ہے۔ جو غلام احمد ہے یعنی احمد کا غلام۔

زندگی بخش جام احمد ہے	کیلی پیارا یہ نام احمد ہے
لاکھ ہوں انبیاء مگر بخدا	سب سے بڑھکر مقام احمد ہے
باغ احمد سے ہم نے پھل کھایا	میرا ستان کلام احمد ہے
ابن مریم کے ذکر کو چھوڑو	اُس سے بہتر غلام احمد ہے

یہ باتیں شاعرانہ نہیں بلکہ واقعی ہیں اور اگر تجربہ کے رو سے خدا کی تائید مسیح ابن مریم سے

۲۱

برہمچکر میرے ساتھ نہ ہوں تو میں جھوٹا ہوں۔ خدا نے ایسا کیا نہ میرے لئے بلکہ اپنے نبی
مظلوم کے لئے۔ باقی ترجمہ اس الہام کا یہ ہو کہ عیسائی لوگ ایذا رسانی کیلئے مکر کرینگے اور خدا
بھی مکر کرے گا اور وہ دن آزمائش کے دن ہونگے اور کہہ کہ خدا یا پاک زمین میں مجھے جگہ دے۔
یہ ایک روحانی طور کی ہجرت ہے اور جیسا کہ اب تک میں سمجھتا ہوں اس کے معنی یہ ہیں کہ
انجام کار زمین میں تبدیلی پیدا ہو جائے گی اور زمین راستی اور سچائی سے چمک اٹھے گی۔
اب سوچ لو کہ ہم میں اور عیسائیوں میں کس قدر بعد المشرقین ہو۔ جس پاک وجود کو ہم تمام
مخوفات سے بہتر سمجھتے ہیں۔ اسکو یہ منفرد قرار دیتے ہیں صلح تو اس حالت میں ہوتی
ہے کہ جب فریقین کچھ کچھ چھوڑنا چاہیں۔ لیکن جس حالت میں ہمارا دین اور ہماری کتاب
عیسائی مذہب کو صراحتاً ناپاک اور جس سمجھتا ہے اور واقعی ایسا ہی ہے تو پھر ہم کس بات
پر صلح کریں۔ اس قدر مذہبی مخالفت کا انجام صلح ہرگز نہیں ہے۔ بلکہ انجام یہ ہے کہ
جھوٹا مذہب بالکل فنا ہو جائے گا اور زمین کے کل نیک طینت انسان سچائی کو قبول
کرینگے تب اس دنیا کا خاتمہ ہوگا۔ ہمارا عیسائیوں سے مذہبی رنگ میں کچھ بھی ملاپ نہیں
بلکہ ہمارا جواب ان لوگوں کو یہی ہے۔ قل ینا یتھا الکافرین لا اعبد ما تعبدون پس
یہ کیسی ناپاک رسالت ہے جس کا چراغ دین نے دعویٰ کیا ہے۔ جائے غیرت ہے کہ ایک شخص
میرا ہریدہ کہتا کہ یہ ناپاک کلمات مُتبرک لا وے کہ میں مسیح ابن مریم کی طرف سے رسول ہوں تا
ان دونوں مذہبوں کا مصالحہ کروں۔ لعنة الله على الکافرین عیسائیت وہ
مذہب ہے جس کی نسبت اللہ تعالیٰ قرآن شریف میں فرماتا ہے کہ قریب ہے کہ
اُس کی شامت سے زمین پھٹ جائے۔ آسمان ٹکڑے ٹکڑے ہو جائیں۔ کیا
اُس سے صلح ہے پھر باوجود ناتمام عقل اور ناتمام فہم اور ناتمام پاکیزگی کے یہ بھی کہتا کہ
میں رسول اللہ ہوں یہ سقندر خدا کے پاک سلسلہ کی ہمتک عزت ہے گویا رسالت اور
نبوت بازو پچھٹا اطفال ہے۔ نادانی سے یہ نہیں سمجھتا کہ گو پہلے زمانوں میں بعض
رسولوں کی تائید میں اور رسول بھی ان کے زمانہ میں ہوئے تھے جیسا کہ حضرت موسیٰ
کے ساتھ ہارون۔ لیکن خاتم الانبیاء اور خاتم الاولیاء اس طریق سے مُستثنیٰ ہے

سَيَكْفُرُ عَنْكُمْ اِذَا اَنْزَلَ فِيكُمْ اَبْنُ مَرْيَمَ وَاَمَّا مَكَّةُ فَمَنْكُرٌ

خدا نے تعالیٰ کے بے انتہا احسانوں میں سے یہ بھی ایک عظیم الشان فضل و احسان ہے۔
کہ کتاب متطاب منج ایقان و عرفان مسمیٰ بہ

صدر دہلی برائے من کشادہ اند

صادقہ زلف مولیٰ پاشا آغا

نزول المسیح

ابن و شاہ اپنے تصدیق من استادہ اند

فی آخر الزمان

آسلن بار و شان الوقت میگویند

خود مسیح موعود علیہ السلام کے قلم سے نکلی ہوئی جس کا نزول جمالی اور جلالی
رنگوں میں حضرت ختم الرسل صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی پیشگوئیوں کے
مطابق (جو آخری زمانہ کے متعلق تھیں) اس وقت کے اولو الالباب و اولو البصائر
نے بڑی العین مشاہدہ کیا

مطبع ضیاء الاسلام قادیان میں چھپ کر کمترین جہدی حسین مہتمم کتب خانہ حضرت مسیح موعود
علیہ السلام کے زیر نگرانی شائع ہوئی۔ ٹائیل ریج مطبع میگزین قادیان میں چھپ کر طیارہ ہوا۔

بار اول تعداد اشاعت ۲۹۰۰

شعبان المعظم ۱۳۴۰ھ

قیمت ۳۰

ماہ اگست ۱۹۰۹ء

کا نام پاک اور اُسی میں ہو کر اور اُسی کا مظہر بن کر آیا ہوں۔ اس لئے میں کہتا ہوں کہ جیسا کہ قدیم سے یعنی آدم کے زمانہ سے لے کر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم تک ہمیشہ مفہوم اس آیت کا سچا نکلا آیا ہے ایسا ہی اب بھی میرے حق میں سچا نکلا گا۔ کیا یہ لوگ نہیں دیکھتے کہ

یہ قول اس حدیث کے مطابق ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ آنیوالا مہدی اور مسیح موعود میرا اسم پائے گا اور کوئی نیا اسم نہیں لائے گا یعنی اسکی طرف سے کوئی نیا دعوے نبوت اور رسالت کا نہیں ہوگا بلکہ جیسا کہ ابتداء سے قرار پا چکا ہے وہ محمدی نبوت کی چادر کو بھی **خلی** طور پر اپنے پہلے گا اور اپنی زندگی اُسی کے نام پر ظاہر کرے گا اور مر کر بھی اُسی کی قبر میں جائیگا تا یہ خیال نہ ہو کہ کوئی علیحدہ وجود ہے اور یا علیحدہ رسول آیا بلکہ بروزی طور پر وہی آیا جو خاتم الانبیاء تھا۔ مگر خلی طور پر اسی راز کے لئے کہا گیا کہ مسیح موعود آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی قبر میں دفن کیا جائیگا کیونکہ رنگ دُھئی اس میں نہیں آیا پھر کیونکہ علیحدہ قبر میں قصود کیا جائے دُنیا اس نکتہ کو نہیں پہنچتی۔ اگر اہل دُنیا اس بات کو جانتے کہ اسکے کیا معنی ہیں کہ **اِسْمُہُ** کا اِسْمِی و یَدْفَن مَعِی فی قبری۔ تو وہ شوخیان نہ کرتے اور ایمان لاتے۔ اس نکتہ کو یاد رکھو کہ میں رسول اور نبی نہیں ہوں یعنی باعتبار نئی شریعت اور نئے دعوے اور نئے نام کے۔ اور میں رسول اور نبی ہوں یعنی باعتبار ظلیت کا مذکے میں وہ آئینہ ہوں جس میں محمدی شکل اور محمدی نبوت کا کامل انعکاس ہے۔ اگر میں کوئی علیحدہ شخص نبوت کا دعویٰ کرنے والا ہوتا تو خدا تعالیٰ میرا نام محمد اور احمد، مصطفیٰ اور محبتی نہ رکھتا اور نہ خاتم الانبیاء کی طرح خاتم الاولیاء کا مجھ کو خطاب دیا جاتا بلکہ میں کسی علیحدہ نام سے آتا۔ لیکن خدا تعالیٰ نے ہر ایک بات میں وجود محمدی میں مجھے داخل کر دیا یہاں تک کہ یہ بھی نہ چاہا کہ یہ کہا جائے کہ میرا کوئی الگ نام ہو یا کوئی الگ قبر ہو کیونکہ خلی اپنے اصل سے الگ ہو ہی نہیں سکتا اور ایسا کیوں کہا گیا اس میں راز یہ ہے کہ خدا تعالیٰ جانتا تھا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو اُس نے خاتم الانبیاء

جماعت اور ضالین یعنی عیسائیوں کے زمانہ ترقی کی خبر ہے۔ سو کس قدر خوشی کی بات ہے کہ وہ باتیں آج پوری ہوئیں :

بالآخر میں ایک اور مسوئیا لکھتا ہوں جو طاعون کی نسبت مجھے ہوئی اور وہ یہ کہ میں نے ایک جانور دیکھا جس کا قدر ہاتھی کے قد کے برابر تھا مگر منہ آدمی کے منہ سے ملتا تھا اور بعض اعضاء دوسرے جانوروں سے مشابہ تھے اور میں نے دیکھا کہ وہ یوں ہی قدرت کے ہاتھ سے پیدا ہو گیا اور میں ایک ایسی جگہ پر بیٹھا ہوں جہاں چاروں طرف بن ہیں جن میں بیل گدے گھوڑے کتے سور بھیرے اونٹ وغیرہ ہر ایک قسم کے موجود ہیں اور میرے دل میں ڈالا گیا کہ یہ سب انسان ہیں جو بد عملوں سے ان صورتوں میں ہیں۔ اور پھر میں نے دیکھا کہ وہ ہاتھی کی ضخامت کا جانور جو مختلف شکلوں کا مجموعہ ہے جو محض قدرت سے زمین میں سے پیدا ہو گیا ہے وہ میرے پاس آ بیٹھا ہے اور قطب کی طرف اُس کا موٹہ ہے خاموش صورت ہے آنکھوں میں بہت حیا ہے اور بار بار چند منٹ کے بعد اُن بنوں میں کو کسی بن کی طرف دوڑتا ہے اور جب بن میں داخل ہوتا ہے تو اُس کے داخل ہونے کے ساتھ ہی شور قیامت اٹھتا ہے اور ان جانوروں کو کھانا شروع کرتا ہے اور ہڈیوں کے چلبنے کی آواز آتی ہے۔ تب وہ فراغت کر کے پھر میرے پاس آ بیٹھتا ہے اور شاید دس منٹ کے قریب بیٹھا رہتا ہے اور پھر دوسرے بن کی طرف جاتا ہے اور وہی صورت پیش آتی ہے۔ پہلے آئی تھی اور پھر میرے پاس آ بیٹھتا ہے۔ آنکھیں اُس کی بہت لمبی ہیں اور میں اس کو ہر ایک دفعہ جو میرے پاس آتا ہے خوب نظر لگا کر دیکھتا ہوں۔ اور وہ اپنے چہرہ کے اندازہ سے مجھے یہ بتلاتا ہے کہ میرا اس میں کیا تصور ہے میں مامور ہوں اور نہایت شریف اور پرہیزگار جانور معلوم ہوتا ہے اور کچھ اپنی طرف سے نہیں کرتا بلکہ وہی کرتا ہے جو اس کو حکم ہوتا ہے۔ تب میرے دل میں ڈالا گیا کہ یہی طاعون

ہے اور یہی وہ ذابۃ الارض ہے جس کی نسبت قرآن شریف میں وعدہ تھا کہ آخری زمانہ میں ہم اس کو نکالیں گے اور وہ لوگوں کو اس لئے کاٹے گا۔ کہ وہ ہمارے نشانوں پر ایمان نہیں لاتے تھے جیسا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔
 وَإِذْ وَقَعَ الْقَوْلُ عَلَيْهِمْ أَخْرَجْنَا لَهُمْ دَابَّةً مِّنَ الْأَرْضِ تُنَكِّمُهُمْ أَنَّ النَّاسَ كَانُوا بِآيَاتِنَا لَا يُوقِنُونَ اور جب مسیح موعود کے بھیجنے سے خدا کی حجت اُن پر پوری ہو جائے گی تو ہم زمین میں سے ایک جانور نکال کر کھڑا کریں گے وہ لوگوں کو کاٹے گا اور زخمی کرے گا اس لئے کہ لوگ خدا کے نشانوں پر ایمان نہیں لائے تھے۔ دیکھو سورۃ النمل الحجز و نمبر ۲۰۔

اور پھر آگے فرمایا ہے وَیَوْمَ نَخْشِرُ مِنْ كُلِّ أُمَّةٍ فَوْجًا مِّمَّنْ یُكَذِّبُ بآيَاتِنَا فَهُمْ یُرْزَعُونَ۔ حَتَّىٰ إِذَا أَجَاءُوا قَالَ أَكَذَّبْتُمْ بِآيَاتِی وَلَمْ تَحِطُّوا بِهَا عِلْمًا أَمْ آذَأْتُمْ تَعْمَلُونَ۔ وَوَقَعَ الْقَوْلُ عَلَيْهِمْ بِمَا ظَلَمُوا أَنفُسَهُمْ لَا یَنْظِقُونَ۔ ترجمہ۔ اُس دن ہم ہر ایک اُمت میں سے اس گروہ کو جمع کریں گے جو ہمارے نشانوں کو ٹھٹھلاتے تھے اور اُن کو ہم جدا جدا جماعتیں بنادیں گے یہاں تک کہ جب وہ عدالت میں حاضر کئے جائیں گے تو خدائے عز و جل اُن کو کہے گا کہ کیا تم نے میرے نشانوں کی بغیر تحقیق کے تکذیب کی یہ تم نے کیا کیا اور ان پر وجہ اُن کے ظالم ہونے کے حجت پوری ہو جائے گی اور وہ بول نہ سکیں گے۔ سورۃ النمل الحجز و نمبر ۲۰۔

اب خلاصہ کلام یہ ہے کہ یہی ذابۃ الارض جو ان آیات میں مذکور ہے جس کا مسیح موعود کے زمانہ میں ظاہر ہونا ابتدائے مقرر ہے یہی وہ مختلف صورتوں کا جانور ہے جو مجھے عالم کشف میں نظر آیا اور دل میں ڈالیا کہ یہ طاعون کا کیڑا ہے اور خدا تعالیٰ نے اس کا نام ذابۃ الارض رکھا کیونکہ زمین کے کیڑوں میں سے ہی یہ بیماری پیدا ہوتی ہے اسی لئے پہلے چوہوں پر اس کا اثر ہوتا ہے اور مختلف صورتوں

میں ظاہر ہوتی ہے اور جیسا کہ انسان کو ایسا ہی ہر ایک جانور کو یہ بیماری ہو سکتی ہے اسی لئے کشفی عالم میں اسکی مختلف شکلیں نظر آئیں۔ اور اس بیان پر کہ دابۃ الارض حقیقت مادہ طاعون کا نام ہے جس سے طاعون پیدا ہوتی ہے مفصلہ ذیل قرآن اور دلائل ہیں۔

(۱) اول یہ کہ دابۃ الارض کے ساتھ عذاب کا ذکر کیا ہے جیسا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے

وَإِذَا دَفَعْنَا الْغَوْلَ عَلَيْهِمْ أَخْرَجْنَا لَهُمْ دَابَّةً مِّنَ الْأَرْضِ يَعْنِي جِب اُنْ پَرِ

آسمانی نشانوں اور عقلی دلائل کے ساتھ محبت پوری ہو جائیگی تب دابۃ الارض زمین میں سے نکالا جائے گا۔ اب ظاہر ہے کہ دابۃ الارض عذاب کے موقع پر زمین سے نکالا جائیگا نہ یہ کہ یوں ہی بیہودہ طور پر ظاہر ہو گا جس کا نہ کچھ نفع نہ نقصان۔ اور اگر کہو کہ طاعون تو ایک مرض ہے مگر دابۃ الارض لغوی معنوں کے رو سے ایک کیڑا ہونا چاہیے جو زمین میں سے نکلے۔ اس کا جواب یہ ہے کہ حال کی تحقیقات سے یہی ثابت ہوا ہے کہ طاعون کو پیدا کرنے والا وہی ایک کیڑا ہے جو زمین میں سے نکلتا ہے بلکہ ٹیکا لگانے کے لئے وہی کیڑے جمع کئے جاتے ہیں اور اُن کا عرق نکالا جاتا ہے اور خورد میں سے ثابت ہوتا ہے کہ اُن کی شکل یوں ہے (م) یعنی بہ شکل دو نقطہ۔ گویا آسمان پر بھی نشان کسوف خسوف دو کے رنگ میں ظاہر ہوا اور ایسا ہی زمین میں۔

(۲) دوسرا قرینہ یہ ہے کہ قرآن شریف کے بعض مقامات بعض کی تفسیر ہیں۔ اور ہم دیکھتے ہیں کہ قرآن شریف میں جہاں کہیں یہ مرکب لفظ آیا ہے اس سے مراد کیڑا لیا گیا ہے مثلاً یہ آیت فَلَمَّا قَضَيْنَا عَلَيْهِ الْمَوْتَ مَا دَلَّهُمْ عَلَىٰ مَوْتِهِ إِلَّا دَابَّةً مِّنَ الْأَرْضِ تَأْكُلُ مِنْسَاتِهِمْ یعنی ہم نے سلیمان پر جب موت کا حکم جاری کیا تو جنات کو کسی اُن کے مرنے کا پتہ نہ دیا۔ مگر گھن کے کیڑے نے کہ جو سلیمان کے عصا کو کھاتا تھا۔

سورة السبأ الجزء نمبر ۲۲۔ اب دیکھو اس جگہ بھی ایک کیڑے کا نام دابۃ الارض لکھا گیا بس اس سے زیادہ دابۃ الارض کے اصلی معنوں کی دریافت کیئے اور کیا شہادت ہوگی

کہ خود قرآن شریف نے اپنے دوسرے مقام میں دابة الارض کے معنی کٹر کیا ہے۔ سو قرآن کے برخلاف اس کے معنی کرنا یہی تحریف اور انحاء اور دھج ہے۔

(۳) تیسرا قرینہ یہ ہے کہ آیت میں صریح معلوم ہوتا ہے کہ خدا کے نشتانوں کی تکذیب کے وقت میں کوئی امام الوقت موجود ہونا چاہیے کیونکہ دَفَعَ الْقَوْلُ عَلَيْهِمْ کافر وہ یہی ہے کہ تمام حجت کے بعد یہ عذاب ہو اور یہ تو متفق علیہ عقیدہ ہے کہ خروج دابة الارض آخری زمانہ میں ہو گا جبکہ مسیح موعود ظاہر ہو گا تاکہ خدا کی حجت دنیا پر پوری کرے۔ پس ایک منصف کو یہ بات جلد تر سمجھ آ سکتی ہے کہ جبکہ ایک شخص موجود ہے جو مسیح موعود ہونے کا دعویٰ کرتا ہے اور آسمان اور زمین میں بہت سے نشان

اس کے ظاہر ہو چکے ہیں تو اب بلاشبہ دابة الارض یہی طاعون ہے جس کا مسیح کے زمانہ میں ظاہر ہونا ضروری تھا اور چونکہ یا جوج ماجوج موجود ہے اور میں کئی حَدَیْثِ یَنْسِلُوْنَ کی پیشگوئی تمام دنیا میں پوری ہو رہی ہے اور دجالی فتنے بھی انتہا تک پہنچ گئے ہیں اور پست گویا یدرکن القلاص فلا یُنتسَعٰ علیہا بھی بخوبی ظاہر ہو چکی ہے۔ اور شراب اور زنا اور جھوٹ کی بھی کثرت ہو گئی ہے اور مسلمانوں میں یہودیت کی فطرت بھی جوش مار رہی ہے تو صرف ایک بات باقی تھی جو دابة الارض زمین میں سے نکلے سو وہ بھی نکل آیا۔ اس بات پر جھگڑنا بجاہالت ہے کہ حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ فلاں جگہ پھٹے گی اور دابة الارض وہاں سے سر نکالے گا پھر تمام دنیا میں پکڑ مارے گا کیونکہ اکثر پیشگوئیوں پر استعارات کا رنگ غالب ہوتا ہے جب ایک بات کی حقیقت کھل جائے تو ایسے اوہام باطلہ کے ساتھ حقیقت کو چھوڑنا محال جہالت ہے اسی عادی کے بد بخت یہودی قبول حق سے محروم رہ گئے۔


(۴) قرینہ چہارم دابة الارض کے طاعون ہونے پر یہ جو کہ سورۃ فاتحہ میں ایک رنگ میں یہ پیشگوئی کی گئی ہے کہ کسی وقت بعض مسلمان بھی یہودی بن جائیں گے جو حضرت عیسیٰ علیہ السلام

صلی

آنچنان عشق تیز مرکب راند چرخ عشق و تپی زهر آذی رفته بیرون ز حلقه اغیار آنچنان یار در کند انداخت دگر دلبغذائے او گشته دل و جان بر رخ فدا کرده از خودی هائے خود فدا جدا عشق دلبروئے او بارید هر ظهوری کے سبب دارد ایں میسر نمی شود ز نهادر بالخصوص آن سخن که اندلدار هر زلزلے قلیل تازه خواست گر طائے است سیر بهر آنم کار هائے که کرد با من یار دل من برد و الفت خود دارد دیدم از خلق رنج و مکروها آنچیز من بشنوم ز وحی خدا من خدا را بد و شتاخته ام آنچه بر من بحال شد از دوا دار انبیا و اگر چه بوده اند بهی آن یقینے که بود عیسی	که اذان شست خاک چسب مانند قصه کو ماه کرد او از سے دل برید ز غیر آن دلدار که نماند بدیگرے پرداخت همه دلببرائے او گشته وصل او وصل مدعا کرده سیل پر زرد بود بر دوا جا ابر رحمت بکوشے او بارید داند آن کو بدل طلب دارد جز سخن هائے دلبز دلدار مخاصیت دارد داند این امر را غازه روئے او دم شهادت صدیقین است در گریه باکم بر تر آن دفتر است از انهار خود را شد بوی خود استاد و آنچیز است پیش این لذات بخدا پایک دامنش ز خطا دل بدین آتش گداخته ام آفتابے است باد و صاف نوا من بعرفان که مکرتم ز کس بر کلامے که شد برو القاد	کشته دلبرو دلدار سے آن ندائے یقین که گوش شنید پاک گشته ز لوث هستی خویش قدم خود زده براه عدم سوخته هر غرض بجز دلدار مروءه خویش تن فدا کرده تن چو فرسود و لستان آمد از یقینے که شد ز گفتار سے پس چنین شورش محبت یار عشق کو رو نمایند از دیدار کشته او نیک نه دونه هزار این سعادت چو بود قسمت ما آدم نیز احمد مختار آنچه داد است هر بنی را جام دجی او را عجب اثر دیدم دیدم از بحر خلق جلوه یار همچو قرآن منزله اش دادم بخدا است این کلام مجید این خیائے صحت رب اربابم وارث مصطفی شدم بر یقین و ان یقین کلیم بر قورات	رسته بجز رنگ از نامه کرد کار در غیر حق ببرید رسته از بند خود پستی خویش گم بیادش ز فرق تا بقدم دوخته چشم دل ز غیر نگار عشق بوشید و کار با کرده دل چو از دست رفت جانی آمد در دل او برست گلزار سے که بشوئیم از خودی آثار نیز که که بر خیزد از گفتار ایں قتیلان او برون ز شمار رفته رفته رسید بوقت ما در برم جامه همه ابرار داو آن جام را هر ابرار روئے آن مهر زان قمر دیدم کار دیگر بر آمد از یک کار از خطایا همین است ایام از دهن خدائے پاک و حمید بکه رو آدم را ز د تا بکم شده رگین برنگ یار حسین و ان یقین لایمید السودات
---	---	---	---

نمبر شمار	نام پیکر بیان پیشگوئی	پیشگوئی
نقشہ پیشگوئی نمبر ۱۸		<p>کے گزرنے کے پیچھے اپنے رجوع پر بھی قائم نہ رہ سکا اور اُس کے دل میں وہ خوف نہ رہا جو پندرہ ہجینہ کی میعاد کے اندر تھا اور جھوٹ بولا اور کہا کہ میں پیشگوئی سے ہرگز نہیں ڈرا اور جب چار ہزار روپیہ نقد دینے کے وعدہ سے قسم کیلئے بلایا گیا تو قسم بھی نہ کھائی۔ لہذا خدا نے انکار اور اختفاد شہادت اور بیباکی کے بعد ہمارے آخری اشتہار سے سات ماہ کے اندر یعنی پندرہ ہجینہ کے اندر ہی مار دیا اور ۲۶ جولائی ۱۸۹۶ء کو بمقام فیروز پور اُسکی زندگی کا خاتمہ ہو گیا۔ اس صورت میں جو پندرہ ہجینہ پیشگوئی کے لئے مقرر ہوئے تھے آخر آتھم اس دائرہ کے اندر ہی مرا اور پندرہ ہجینہ کی میعاد بہر صورت قائم رہی یہ پیشگوئی خدا تعالیٰ کی طرف سے جلالی رنگ میں تھی یعنی دفع اور نرمی کے لباس میں۔ چونکہ آتھم نے اپنی روش میں نرمی اختیار کی اور اُس سخت گند زبانی کو اختیار نہ کیا جسکو لیکھرام نے اختیار کیا تھا اسلئے خدا تعالیٰ نے بھی اسکی نرمی کا ہی برتاؤ کیا اور اسکو مہلت دینے اور آخر مارنے سے جلالی رنگ کا نشان دکھلایا لیکن لیکھرام نہایت دریدہ دہن اور بد زبانی تھا اسلئے خدا نے جلالی رنگ کا نشان اس میں دکھلایا اور جب نادانوں اور اندھوں نے اُس جلالی نشان کا قدر نہ کیا جو بذریعہ آتھم ظاہر ہوا تو خدا نے اس کے بعد لیکھرام کی موت کا نشان جو بہ نسبت ناک اور جلالی تھا ظاہر کر دیا۔</p>
زندگیاں روایت نمبر ۱۸		<p>منفی محمد صادق صاحب۔ صاحبزادہ سراج الحق صاحب۔ قاضی ضیاء الدین صاحب۔ مولوی عبداللہ سندری صاحب۔ شیخ چراغ علی صاحب وغیرہ اس پیشگوئی کے گواہ ہیں۔</p>

۱۴۵

نمبر شمار	تاریخ بیان پیش گوئی	جس کے پیش گوئی کی گئی ہو ان کے حق نے خاتمہ عادیہ شکیں تیار ہو دنیا پر ظہر ہو جس	پیش گوئی
		الا اسے دشمن نادان ہے راہ الا اسے منکر از شان محمد کرامت گرچہ بے نام و نشان است	بترس از تیغ بزرگان محمد ہم از نور نسیان محمد بیا بنکوز غلمان محمد



لیکھرام پیش گوئی کی لاش کی وہ تصویر جس کو آریوں نے اپنے ہاتھ سے شائع کیا۔

جس کی لاش کو تصویر میں دکھایا گیا ہے وہ تصویر کسی آریوں کے ہاتھ سے شائع کی گئی ہے۔

یہ تصویر کچھ عرصہ پہلے شائع ہوئی تھی۔

پیش گوئی کی تصدیق کر کے میں کہ چھری کو مارا جائیگا۔ اب مجھ کو کہ مسلمانوں کا خدا ہندوؤں کے حصہ میں نہیں رہتا غالب آگیا۔ میں
زندہ موجود ہوں اور یہ مر گیا اور اسکی شیطانی پیش گوئی بھٹی گئی۔ اس شخص کی لاش اسلام کی سمیٹائی کا کھلا ثبوت ہے۔ یہی ہے جس سے دعوے

روحانی خزائن

تصنیفات

حضرت میرزا غلام احمد قادیانی
 مسیح موعود و مہدی موعود علیہ السلام

جلد ۱۹

کشتی نوح تحفۃ النورہ - اعجاز احمدی - ریویو پر مباحثہ ثبالی و حکیم الہی
 مواہب الرحمن - نسیم دعوت - سنا تن دھرم

طاعون کے حملہ سے بچا رہیگا اور وہ سلامتی جو ان میں پائی جائیگی اسکی نظیر کسی گروہ میں قائم نہیں ہوگی اور قادیان میں طاعون کی خوفناک آفت جو تباہ کرنے نہیں آئیگی الا کم اور شاذ و نادر۔ کاش اگر یہ لوگ دلوں کے سیدھے ہوتے اور خدا سے ڈرتے تو بالکل بچائے جاتے۔ کیونکہ مذہب کے اختلاف کی وجہ سے دنیا میں عذاب کسی پر نازل نہیں ہوتا۔ اس کا مواخذہ قیامت کو ہوگا۔ دنیا میں محض شرارتوں اور شومیوں اور کثرت گناہوں کی وجہ سے عذاب آتا ہے۔ اور

یہ بھی یاد رکھ کر قرآن شریف میں بلکہ توہید کے بعض صحیفوں میں بھی یہ خبر موجود ہے کہ مسیح موعود کے وقت طاعون پڑیگی۔ بلکہ حضرت مسیح علیہ السلام نے بھی آنیل میں یہ خبر دی ہو اور ممکن نہیں کہ نبیوں کی پیشگوئیاں ٹل جائیں۔ اور نیز یہ بھی یاد رکھیں اس الہی وعدہ کے مقابل اس لئے انسانی تدبیروں سے پرہیز کرنا لازم ہے تا نشان الہی کو کوئی دشمن دوسری طرف مفسوب نہ کرے لیکن اگر ساتھ اس کے خدا تعالیٰ اپنی کلام کے ذریعے سے خود کوئی تدبیر سمجھائے یا کوئی دوا بتلا دے۔ تو ایسی تدبیر یا دوا اس نشان میں کچھ حارج نہیں ہوگی۔ کیونکہ وہ اس خدا کی طرف سے ہے جسکی طرف سے وہ نشان ہی کسی کو یہ وہم نہ گذرے کہ اگر شاذ و نادر کے طور پر ہماری جماعت میں سے بذریعہ طاعون کوئی فوت ہو جائے تو نشان کے قدر و مرتبہ میں کوئی خلل آئیگی کیونکہ پہلے زمانوں میں موسیٰ و ادریشع اور آخو میں ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو حکم ہوا تھا کہ جن لوگوں نے تلوار اٹھائی اور صدما انسانوں کے خون کئے انکو تلوار سے ہی قتل کیا جائے۔ اور یہ نہیں کیلئے طرف سے ایک نشان تھا جس کے بعد فتح عظیم ہوئی۔ حالانکہ مقابل مجرمین کے اہل حق بھی انکی تلوار سے قتل ہوتے تھے مگر بہت کم۔ اور اس قدر نقصان سے نشان میں کچھ فرق نہیں آتا تھا پس ایسا ہی اگر شاذ و نادر کے طور پر ہماری جماعت میں سے بعض کو بابت اسباب مذکورہ طاعون ہو جائے۔ تو ایسی طاعون نشان الہی میں کچھ بھی حرج انداز نہیں ہوگی۔ کیا یہ عظیم الشان نشان نہیں کہ میں بار بار کہتا ہوں کہ خدا تعالیٰ اس پیشگوئی کو ایسے طور سے ظاہر کرے گا کہ ہر ایک طالب حق کو کوئی شک نہیں رہے گا۔ اور وہ سمجھ جائے گا کہ مجروحہ کے طور پر خدا نے اس جماعت سے معاملہ کیا ہی۔ بلکہ بطور

چڑھنے اور مرنے کو پاکسم وہ ایسا ہو کہ باوجود وہ مرنے کے نزدیک ہے اور باوجود نزدیک ہونے کے وہ رہے۔ اور باوجود ایک ہونے کے اسکی تجلیات ملک ملک ہیں۔ انسان کی طرف سے جب ایک نئے رنگ کی تبدیلی ظہور میں آئے تو اسکے لئے وہ ایک نیا خدا بنجاتا ہو۔ اور ایک نئی تجلی کے ساتھ اسکی مساطہ کرتا ہو۔ اور انسان بقدر اپنی تبدیلی کے خدا میں بھی تبدیلی دیکھتا ہو۔ مگر یہ نہیں رہد میں کچھ تغیر آجاتا ہے بلکہ وہ ازل سے غیر متغیر اور کمالی تام رکھتا ہو۔ لیکن انسانی تغیر اسکے وقت جب تبدیلی کی طرف انسان کے تغیر ہوتے ہیں۔ تو خدا بھی ایک نئی تجلی کو اسپر ظاہر ہوتا ہو۔ اور ہر ایک ترقی یافتہ حالت کے وقت جو انسان کو ظہور میں آتی ہو خدا تعالیٰ کی قادرانہ تجلی بھی ایک ترقی کے ساتھ ظاہر ہوتی ہے وہ خالق عادت قدرت اسی جگہ دکھلاتا ہو جہاں خارق عادت تبدیلی ظاہر ہوتی ہو۔ خوارق اور معجزات کی یہی جڑ ہے۔ یہ خدا ہو جو ہمارے سلسلہ کی شرط ہو۔ اس پر ایمان لاؤ۔ اور اپنے نفس پر اور اپنے آراموں پر اور اپنے کل تعلقات پر اسکو مقدم رکھو۔ اور علی طور پر بہادری کے ساتھ اس کی راہ میں صدق و وفاد کھلاؤ۔ ورنہ اپنے اسباب اور اپنے عز و نعل پر اسکو مقدم نہیں رکھتی مگر تم اسکو مقدم رکھو تا تم آسمان پر اسکی جماعت کھے جاؤ۔ رحمت کے نشان دکھلانا قدم و خدا کی عادت ہو۔ مگر تم اس حالت میں اس عادت کو حصہ لے سکتے ہو کہ تم میں اور اس میں کچھ جذباتی نہ ہے اور تمہاری جزی اسکی مرضی اور تمہاری خواہشیں اسکی خواہشیں جو جائیں۔ اور تمہارا سر ہر ایک وقت اور ہر ایک حالت مراد باری ادا نامرادی میں اس کے آستانہ پر پڑا ہے تا جو چاہے سو کرے۔ اگر تم ایسا کرو گے تو تم میں وہ خدا ظاہر ہو گا جس نے مدت کو اپنا چہرہ چھپا لیا ہو۔ کیا کوئی تم میں ہو جو اس پر عمل کرے اور اسکی رضا کا طالب ہو جائے اور اسکی قصدا و قدر پر ناراض نہ ہو۔ تو تم صیبت کو دیکھو اور بھی قدم اگے رکھو کہ یہ تمہاری ترقی کا ذریعہ ہے اور اسکی توحید زمین پر پھیلانے کے لئے اپنی تمام طاقت سے کوشش کرو اور اس کے بندوں پر رحم کرو اور ان پر زبان یا ہاتھ یا کسی تدبیر سے ظلم نہ کرو اور مخلوق کی بھلائی کے لئے کوشش کرتے رہو۔ اور کسی پر تکبر نہ کرو گو اپنا ماتحت ہو۔ اور کسی کو گالی مت دو گو وہ گالی دینا بہ غریب اور یم اور نیک نیت اور مخلوق کے ہمدرد بننا و تا قبول کئے جاؤ۔ بہت ہیں جو ظالم ہو کر تے ہیں مگر وہ اندھے

وہ شخص جو مجھے کہتا ہے کہ میں مسیح ابن مریم کی عزت نہیں کرتا۔ بلکہ مسیح تو مسیح میں تو اسکے چاروں بھائیوں کی بھی عزت کرتا ہوں۔ کیونکہ باپ بچوں یا بھائیوں کے بیٹے ہیں۔ نہ صرف اسی قدر بلکہ میں تو حضرت مسیح کی دونوں حقیقی ہمشیروں کو بھی مقدم سمجھتا ہوں۔ کیونکہ یہ سب بزرگ مریم متولی کے پیٹ سے ہیں۔ اور مریم کی وہ شان ہے جس کے ایک مدت تک اپنے تئیں نکاح سے روکا۔ پھر بزرگان قوم کے نہایت اصرار سے بوجہ عمل کے نکاح کر لیا۔ گو لوگ اعتراض کرتے ہیں کہ برخلاف تعلیم تو ریت عین حمل میں کیونکر نکاح کیا گیا اور بتولی پٹھ کے عہد کو کیوں ناحق توڑا گیا اور تعدد ازواج کی کیا بنیاد ڈالی گئی۔ یعنی باوجود یوسف نجار کی پہلی بیوی کے ہونے کے پھر مریم کیوں راضی ہوئی کہ یوسف نجار کے نکاح میں آوے۔ مگر میں کہتا ہوں کہ یہ سب مجبوریاں تھیں جو پیش آگئیں۔ اس صورت میں وہ لوگ قابلِ رحم تھے نہ قابلِ اعتراض۔

آج سب باتوں کے بعد پھر میں کہتا ہوں کہ یہ مت خیال کرو کہ ہم نے ظاہری طور پر بیعت کر لی ہے۔ ظاہر کچھ چیز نہیں۔ خدا تمہارے دلوں کو دیکھتا ہے اور اسی کے موافق تم سے معاملہ کریگا۔ دیکھو میں یہ کہہ کر فرض تبلیغ سے سبکدوش ہوتا ہوں کہ گناہ ایک زہر ہے اس کو مت کھاؤ۔ خدا کی نافرمانی ایک گندی موت ہے اس کو بچو۔ دعا کرو تا تمہیں طاقت ملے جو شخص دعا کے وقت خدا کو ہر ایک بات پر قادر نہیں سمجھتا بجز وعدہ کی مستثنیات کے وہ میری جماعت میں سے نہیں۔ جو شخص جھوٹ اور فریب کو نہیں چھوڑتا وہ میری جماعت میں سے نہیں ہے۔ جو شخص دنیا کے لالچ میں پھنسا ہوا ہو اور آخرت کی طرف آنکھ اٹھا کر بھی نہیں دیکھتا وہ میری جماعت میں سے نہیں ہے۔ جو شخص جو شخص درحقیقت دین کو دنیا پر مقدم نہیں کہتا وہ میری جماعت میں سے نہیں ہے۔ جو شخص پورے طور پر ہر ایک بدی سے اور ہر ایک بد عملی سے یعنی شراب سے اور قمار بازی سے بد نظری سے

شہد کہتا ہے:۔ یسوع مسیح کے چار بھائی اور دو بہنیں تھیں۔ یہ سب یسوع کے حقیقی بھائی اور حقیقی بہنیں تھیں یعنی سب یوسف اور مریم کی اولاد تھی۔ چار بھائیوں کے نام یہ ہیں۔ یہودا۔ یعقوب۔ شمعون۔ یوزس۔ اور دو بہنوں کے نام یہ تھے۔ سبیا۔ لیدیا۔ دیکھو کتاب اپاستولک یکاؤس مصنفہ پادری جان ایلیگز مطبوعہ لندن ۱۸۸۶ء صفحہ ۱۶۶۔

شہوت کے خیال سے نا محرم عورتوں کو امت دیکھو اور بجز اسکے دیکھنا حلال۔ بلکہ وہ کہتا ہو کہ ہرگز نہ دیکھ
 نہ بد نظری سے اور نہ نیک نظری سے کہ یہ سب تمہارے لئے مٹو کر کی جگہ ہو۔ بلکہ چاہیے کہ نا محرم کے
 مقابلہ کے وقت تیری آنکھ خواب دے۔ تجھے اسکی صورت کی کچھ خبر نہ ہو مگر اسی حد تک کہ ایک شخص
 نظر سے ابتداء نزول الماء میں انسان دیکھتا ہو۔ قرآن تمہیں انجیل کی طرح یہ نہیں کہتا کہ اتنی
 شراب مت پیو کہ مست ہو جاؤ۔ بلکہ وہ کہتا ہے کہ ہرگز نہ پی۔ ورنہ تجھے خدا کی راہ نہیں ملے گی
 اور خدا تجھ سے ہمکلام نہیں ہو گا اور نہ پلیدیوں سے پاک کرے گا۔ اور وہ کہتا ہو کہ یہ شیطان
 کی ایجاد ہے۔ تم اس سے بچو۔ قرآن تمہیں انجیل کی طرح فقط یہ نہیں کہتا کہ اپنے بھائی پر
 بے سبب غصہ مت ہو۔ بلکہ وہ کہتا ہو کہ نہ صرف اپنے ہی غصہ کو تمام بلکہ تو اوصو ابالرحمہ
 پر عمل بھی کر اور دوسروں کو بھی کہتا ہو کہ ایسا کریں۔ اور نہ صرف خود رحم کر بلکہ رحم کیلئے اپنے تمام
 بھائیوں کو وصیت بھی کر۔ اور قرآن تمہیں انجیل کی طرح یہ نہیں کہتا کہ بھڑنا کہ اپنے بیوی کی
 ہر ایک ناپاکی پر صبر کرو اور طلاق مت دو۔ بلکہ وہ کہتا ہو کہ الطَّلَاقُ لِلطَّلَاقِینِ قرآن کا یہ منشا
 ہے کہ ناپاک باکے ساتھ رہ نہیں سکتا پس اگر تیری بیوی زنا تو نہیں کرتی مگر شہوت کی نظر
 سے غیہ لوگوں کو دیکھتی ہو اور اُن سے بغل گیر ہوتی ہو اور زنا کے مقدمات اس سے صادر ہوتے ہیں
 گو ابھی تک مکمل نہیں ہوئی اور غیر کو اپنی برائی دکھلا دیتی ہو اور شرکاء اور مضد ہے اور جس
 پاک خدا پر تو ایمان رکھتا ہو اُسکے وہ بیزار ہو۔ تو اگر وہ باز نہ آئے تو اُسے طلاق دے سکتا ہو
 کیونکہ وہ اپنے اعمال میں تجھ سے علیحدہ ہو گئی۔ اب تیرے جسم کا ٹکڑا نہیں رہی۔ پس تیرے لئے
 اب جائز نہیں ہو کہ تو دیوثی سے اسکے ساتھ بسر کرے کیونکہ اب وہ تیرے جسم کا ٹکڑا نہیں
 ایک گندہ اور متعفن عضو ہے جو کاٹنے کے لائق ہے۔ ایسا نہ ہو کہ وہ باقی عضو کو بھی گندہ کرنے
 اور تو مرجائے۔ اور قرآن تمہیں انجیل کی طرح یہ نہیں کہتا کہ ہرگز قسم نہ کھا۔ بلکہ یہودہ قسموں سے
 تمہیں روکتا ہے۔ کیونکہ بعض صورتوں میں قسم فیصلہ کے لئے ایک ذریعہ ہے۔ اور خدا کسی
 ذریعہ ثبوت کو ضائع کرنا نہیں چاہتا۔ کیونکہ اس سے اسکی حکمت تلف ہوتی ہو۔ یہ طبعی امر ہے کہ

کیلئے عادت کر لیا جاتا ہے۔ وہ دماغ کو خراب کرتا اور آخر طاک کرتا ہے۔ سو تم اس سے بچو۔ ہم نہیں سمجھ سکتے کہ تم کیوں ان چیزوں کو استعمال کرتے ہو جن کی شامت ہر ایک سال ہزار بار تمہارے جیسے نشتہ کے عادی اس دنیا سے کوچ کئے جاتے ہیں۔ اور آخرت کا عذاب الگ ہے۔ پرہیزگار انسان بن جاؤ تا تمہاری عمریں زیادہ ہوں اور تم خدا سے برکت پاؤ۔ حد سے زیادہ عیاشی میں بسر کرنا لعنتی زندگی ہے۔ حد سے زیادہ بدظن اور بے ہنر ہونا لعنتی زندگی ہے۔ حد سے زیادہ خدایاؤ اسکے بندوں کی حمد دی سے لاپرواہ ہونا لعنتی زندگی ہے۔ ہر ایک میر خدا کے حقوق اور انسانوں کے حقوق سے ایسا ہی پوچھا جائیگا جیسا کہ ایک فقیر بلکہ ایک مسکین کیسے کسی برکت و شے شخص پر جو اس مختصر زندگی پر بھروسہ کر کے بکلی خدا سے منہ پھیر لینا ہو اور خدا کے حرام کو ایسی بیباکی سے استعمال کرتا ہے کہ گویا وہ حرام اس کیلئے حلال ہو۔ غفلت کی حالت میں دیوانہ کی طرح کسی کو گالی کسی کو زخمی اور کسی کو قتل کرنے کیلئے تیار ہو جاتا ہے۔ اور شہوات کے جوش میں بیباکی کے طریقوں کو انتہا تک پہنچا دیتا ہے۔ سو وہ بھی خوشحالی کو نہیں پائیگا یہاں تک کہ مر گیا۔ اے عربہ تم قحط سے دفن کیلئے دنیا میں آئے ہو۔ اور وہ بھی بیت کچھ گزر چکے۔ سو اپنے مولیٰ کو نارضامت کرو۔ ایک انسانی گورنمنٹ جو تم سے زبردست ہو۔ اگر تم سے ناماخذ ہو تو وہ تمہیں تباہ کر سکتی ہو پس تم سوچ لو کہ خدا تعالیٰ کی ناراضگی سے کیونکر تم بچ سکتے ہو۔ اگر تم خدائی آکھوں کے آگے متقی نہ جاؤ تو تمہیں کوئی بھی تباہ نہیں کر سکتا اور وہ خود تمہاری حفاظت کر لیا۔ اور دشمن جو تمہاری جان کے درپے ہے تم پر قابو نہیں پائیگا۔ ورنہ تمہاری جان کا کوئی حافظ نہیں۔ اور تم دشمنوں سے ڈر کر یا اور آفات میں مبتلا ہو کر بیکراری سے زندگی بسر کرو گے۔ اور تمہاری عمر کے آخری دن بڑے غم

یورپ کے لوگوں کو جس قدر شرابیے نقصان پہنچا ہے۔ اس کا سبب تو یہ تھا کہ عیسائی علیہ السلام شراب پیا کرتے تھے۔ شاید کسی بیماری کی وجہ یا پرانی عادت کی وجہ سے مگر یہ مسلمانوں نے تمہارے نبی علیہ السلام کو ہر ایک نشہ سے پاک اور معصوم تھے جیسا کہ وہ فی الحقیقت معصوم ہیں جو تم مسلمان کہنا کر کسی کی پیروی کرتے ہو۔ قرآن انجیل کا طرح شراب کو حلال نہیں ٹھہراتا۔ پھر تم کس دستاویز سے شراب کو حلال ٹھہراتے ہو کیا تمنا نہیں ہے؟ منہ

اَلَيْسَ اللّٰهُ بِكَافٍ عَبْدَهُ اَلَيْسَ اللّٰهُ بِكَافٍ عَبْدَهُ اَلَيْسَ اللّٰهُ بِكَافٍ عَبْدَهُ

الحمد لله والمنة كشميمه نزول المسيح حسبك سائمه

دش ہزار روپیہ کا اشتہار ہے

حسب استد عامولوی شہداء صاحب امت سہری کے

محض پانچ دن میں ابتداء ۸ نومبر ۱۹۰۲ء سے

طیار ہو کر اس کا نام

اعجاز احمد

رکھا گیا

اور اس رسالہ میں پیر مر علی شاہ ضا و مولوی اصغر علی صاحب

و مولوی علی حائری صاحب شیعہ وغیرہ بھی مخاطب ہیں جن کا نام

رسالہ میں مفصل درج ہو (تاریخ طبع ۱۵ نومبر ۱۹۰۲ء)

بمذاق آقا بیان باہتمام حکیم فضل الدین صاحب مطبع ضیاء الاسلام مطبع ہوا

اَلَيْسَ اللّٰهُ بِكَافٍ عَبْدَهُ اَلَيْسَ اللّٰهُ بِكَافٍ عَبْدَهُ اَلَيْسَ اللّٰهُ بِكَافٍ عَبْدَهُ

وحی سے بیان کرتا ہوں اور مجھے کب اس بات کا دعویٰ ہو کہ میں عالم الغیب ہوں جب تک مجھے خدا نے اس طرف توجہ نہ دی اور بار بار نہ سمجھایا کہ تو مسیح موعود ہے اور عیسیٰ فوت ہو گیا ہے۔ تب تک میں اسی عقیدہ پر قائم تھا جو تم لوگوں کا عقیدہ ہو۔ اسی وجہ سے کمال سادگی سے میرے حضرت مسیح کے دوبارہ آنے کی نسبت براہین میں لکھا ہو۔ جب خدا نے مجھ پر اصل حقیقت کھول دی تو میں اس عقیدہ سے باز آ گیا۔ میں پیغمبر کمال یقین کے جو یہ کہ دل پر محیط ہو گیا اور مجھے نور سے بھر دیا اس رسمی عقیدہ کو نہ چھوڑا حالانکہ اسی براہین میں میرا نام عیسیٰ رکھا گیا تھا اور مجھے خاتم الخلفاء ٹھہرایا گیا تھا اور میری نسبت کہا گیا تھا کہ تو ہی کس صلیب کرے گا۔ اور مجھے بتلایا گیا تھا کہ تیری

قرآن اور حدیث میں موجود ہوا تو ہی اس آیت کا مصداق ہو کہ ہوا الذی ارسل رسولہ بالهدی و دین الحق لیظہرہ علی الدین کلہ ما ہم یہ الہام جو براہین احمدیہ میں کھلے کھلے طور پر درج تھا خدا کی حکمت علی نے میری نظر سے پوشیدہ رکھا اور اسی وجہ سے باوجودیکہ میں براہین احمدیہ میں صاف اور روشن طور پر مسیح موعود ٹھہرایا گیا تھا مگر پھر بھی میں نے وجہ اس ذہول کے جو میرے دل پر ڈالا گیا حضرت عیسیٰ کی آمد ثانی کا عقیدہ براہین احمدیہ میں لکھ دیا پس میری کمال سادگی اور ذہول پر یہ دلیل ہو کہ وحی الہی مندرجہ براہین احمدیہ تو مجھے مسیح موعود بناتی تھی مگر میں نے اس رسمی عقیدہ کو براہین میں لکھ دیا۔ میں خود تعجب کرتا ہوں کہ میں نے باوجود کھلی کھلی وحی کے جو براہین احمدیہ میں مجھے مسیح موعود بناتی تھی کیونکر اسی کتاب میں یہ رسمی عقیدہ لکھ دیا۔

پھر میں قریباً بارہ برس تک جو ایک زمانہ دراز ہو بالکل اس سے بیخبر اور غافل رہا کہ خدا نے مجھے بڑی شد و مد سے براہین میں مسیح موعود قرار دیا ہو اور میں حضرت عیسیٰ کی آمد ثانی کے رسمی عقیدہ پر جارا ہا جب بارہ برس گزر گئے۔ تب وہ وقت آ گیا کہ میرے پر اصل حقیقت کھول دیجائے تب تو اثر سے اس بارہ میں الہامات شروع ہوئے کہ تو ہی مسیح موعود ہے۔

پس جب اس بارہ میں انتہا تک خدا کی وحی پہنچی اور مجھے حکم ہوا کہ فاصدع بما تو امر یعنی جو تجھے حکم ہوتا ہو وہ کھول کر لوگوں کو سنا دے اور بہت سے نشان مجھے دینے لگو اور میرے دل میں روز روشن

نمونہ یہودیوں کو دیا گیا اور ان کیلئے وہ ساعت ہو گئی۔ قرآنی محاورہ کی رو سے ساعت عذاب ہی کو کہتے ہیں۔ سو خبر دی گئی تھی کہ یہ ساعت حضرت عیسیٰ کے انکار سے یہودیوں پر نازل ہوگی۔ پس وہ نشان ظہور میں آگیا اور وہ ساعت یہودیوں پر نازل ہو گئی۔ اور نیز اُس زمانہ میں ملعون بھی ان پر سخت پڑی اور درحقیقت ان کیلئے وہ واقعہ قیامت تھا جس کے وقت لاکھوں یہودی نیست و نابود ہو گئے اور ہزار ہا طاعون سے مر گئے۔ اور باقی ماندہ بہت ذلت کے ساتھ متفرق ہو گئے۔ قیامت کبریٰ تو تمام لوگوں کیلئے قیامت ہوگی مگر یہ خاص یہودیوں کیلئے قیامت تھی

۱۳۱
۱۳۲
۱۳۳
۱۳۴
۱۳۵
۱۳۶
۱۳۷
۱۳۸
۱۳۹
۱۴۰
۱۴۱
۱۴۲
۱۴۳
۱۴۴
۱۴۵
۱۴۶
۱۴۷
۱۴۸
۱۴۹
۱۵۰
۱۵۱
۱۵۲
۱۵۳
۱۵۴
۱۵۵
۱۵۶
۱۵۷
۱۵۸
۱۵۹
۱۶۰
۱۶۱
۱۶۲
۱۶۳
۱۶۴
۱۶۵
۱۶۶
۱۶۷
۱۶۸
۱۶۹
۱۷۰
۱۷۱
۱۷۲
۱۷۳
۱۷۴
۱۷۵
۱۷۶
۱۷۷
۱۷۸
۱۷۹
۱۸۰
۱۸۱
۱۸۲
۱۸۳
۱۸۴
۱۸۵
۱۸۶
۱۸۷
۱۸۸
۱۸۹
۱۹۰
۱۹۱
۱۹۲
۱۹۳
۱۹۴
۱۹۵
۱۹۶
۱۹۷
۱۹۸
۱۹۹
۲۰۰
۲۰۱
۲۰۲
۲۰۳
۲۰۴
۲۰۵
۲۰۶
۲۰۷
۲۰۸
۲۰۹
۲۱۰
۲۱۱
۲۱۲
۲۱۳
۲۱۴
۲۱۵
۲۱۶
۲۱۷
۲۱۸
۲۱۹
۲۲۰
۲۲۱
۲۲۲
۲۲۳
۲۲۴
۲۲۵
۲۲۶
۲۲۷
۲۲۸
۲۲۹
۲۳۰
۲۳۱
۲۳۲
۲۳۳
۲۳۴
۲۳۵
۲۳۶
۲۳۷
۲۳۸
۲۳۹
۲۴۰
۲۴۱
۲۴۲
۲۴۳
۲۴۴
۲۴۵
۲۴۶
۲۴۷
۲۴۸
۲۴۹
۲۵۰
۲۵۱
۲۵۲
۲۵۳
۲۵۴
۲۵۵
۲۵۶
۲۵۷
۲۵۸
۲۵۹
۲۶۰
۲۶۱
۲۶۲
۲۶۳
۲۶۴
۲۶۵
۲۶۶
۲۶۷
۲۶۸
۲۶۹
۲۷۰
۲۷۱
۲۷۲
۲۷۳
۲۷۴
۲۷۵
۲۷۶
۲۷۷
۲۷۸
۲۷۹
۲۸۰
۲۸۱
۲۸۲
۲۸۳
۲۸۴
۲۸۵
۲۸۶
۲۸۷
۲۸۸
۲۸۹
۲۹۰
۲۹۱
۲۹۲
۲۹۳
۲۹۴
۲۹۵
۲۹۶
۲۹۷
۲۹۸
۲۹۹
۳۰۰
۳۰۱
۳۰۲
۳۰۳
۳۰۴
۳۰۵
۳۰۶
۳۰۷
۳۰۸
۳۰۹
۳۱۰
۳۱۱
۳۱۲
۳۱۳
۳۱۴
۳۱۵
۳۱۶
۳۱۷
۳۱۸
۳۱۹
۳۲۰
۳۲۱
۳۲۲
۳۲۳
۳۲۴
۳۲۵
۳۲۶
۳۲۷
۳۲۸
۳۲۹
۳۳۰
۳۳۱
۳۳۲
۳۳۳
۳۳۴
۳۳۵
۳۳۶
۳۳۷
۳۳۸
۳۳۹
۳۴۰
۳۴۱
۳۴۲
۳۴۳
۳۴۴
۳۴۵
۳۴۶
۳۴۷
۳۴۸
۳۴۹
۳۵۰
۳۵۱
۳۵۲
۳۵۳
۳۵۴
۳۵۵
۳۵۶
۳۵۷
۳۵۸
۳۵۹
۳۶۰
۳۶۱
۳۶۲
۳۶۳
۳۶۴
۳۶۵
۳۶۶
۳۶۷
۳۶۸
۳۶۹
۳۷۰
۳۷۱
۳۷۲
۳۷۳
۳۷۴
۳۷۵
۳۷۶
۳۷۷
۳۷۸
۳۷۹
۳۸۰
۳۸۱
۳۸۲
۳۸۳
۳۸۴
۳۸۵
۳۸۶
۳۸۷
۳۸۸
۳۸۹
۳۹۰
۳۹۱
۳۹۲
۳۹۳
۳۹۴
۳۹۵
۳۹۶
۳۹۷
۳۹۸
۳۹۹
۴۰۰
۴۰۱
۴۰۲
۴۰۳
۴۰۴
۴۰۵
۴۰۶
۴۰۷
۴۰۸
۴۰۹
۴۱۰
۴۱۱
۴۱۲
۴۱۳
۴۱۴
۴۱۵
۴۱۶
۴۱۷
۴۱۸
۴۱۹
۴۲۰
۴۲۱
۴۲۲
۴۲۳
۴۲۴
۴۲۵
۴۲۶
۴۲۷
۴۲۸
۴۲۹
۴۳۰
۴۳۱
۴۳۲
۴۳۳
۴۳۴
۴۳۵
۴۳۶
۴۳۷
۴۳۸
۴۳۹
۴۴۰
۴۴۱
۴۴۲
۴۴۳
۴۴۴
۴۴۵
۴۴۶
۴۴۷
۴۴۸
۴۴۹
۴۵۰
۴۵۱
۴۵۲
۴۵۳
۴۵۴
۴۵۵
۴۵۶
۴۵۷
۴۵۸
۴۵۹
۴۶۰
۴۶۱
۴۶۲
۴۶۳
۴۶۴
۴۶۵
۴۶۶
۴۶۷
۴۶۸
۴۶۹
۴۷۰
۴۷۱
۴۷۲
۴۷۳
۴۷۴
۴۷۵
۴۷۶
۴۷۷
۴۷۸
۴۷۹
۴۸۰
۴۸۱
۴۸۲
۴۸۳
۴۸۴
۴۸۵
۴۸۶
۴۸۷
۴۸۸
۴۸۹
۴۹۰
۴۹۱
۴۹۲
۴۹۳
۴۹۴
۴۹۵
۴۹۶
۴۹۷
۴۹۸
۴۹۹
۵۰۰
۵۰۱
۵۰۲
۵۰۳
۵۰۴
۵۰۵
۵۰۶
۵۰۷
۵۰۸
۵۰۹
۵۱۰
۵۱۱
۵۱۲
۵۱۳
۵۱۴
۵۱۵
۵۱۶
۵۱۷
۵۱۸
۵۱۹
۵۲۰
۵۲۱
۵۲۲
۵۲۳
۵۲۴
۵۲۵
۵۲۶
۵۲۷
۵۲۸
۵۲۹
۵۳۰
۵۳۱
۵۳۲
۵۳۳
۵۳۴
۵۳۵
۵۳۶
۵۳۷
۵۳۸
۵۳۹
۵۴۰
۵۴۱
۵۴۲
۵۴۳
۵۴۴
۵۴۵
۵۴۶
۵۴۷
۵۴۸
۵۴۹
۵۵۰
۵۵۱
۵۵۲
۵۵۳
۵۵۴
۵۵۵
۵۵۶
۵۵۷
۵۵۸
۵۵۹
۵۶۰
۵۶۱
۵۶۲
۵۶۳
۵۶۴
۵۶۵
۵۶۶
۵۶۷
۵۶۸
۵۶۹
۵۷۰
۵۷۱
۵۷۲
۵۷۳
۵۷۴
۵۷۵
۵۷۶
۵۷۷
۵۷۸
۵۷۹
۵۸۰
۵۸۱
۵۸۲
۵۸۳
۵۸۴
۵۸۵
۵۸۶
۵۸۷
۵۸۸
۵۸۹
۵۹۰
۵۹۱
۵۹۲
۵۹۳
۵۹۴
۵۹۵
۵۹۶
۵۹۷
۵۹۸
۵۹۹
۶۰۰
۶۰۱
۶۰۲
۶۰۳
۶۰۴
۶۰۵
۶۰۶
۶۰۷
۶۰۸
۶۰۹
۶۱۰
۶۱۱
۶۱۲
۶۱۳
۶۱۴
۶۱۵
۶۱۶
۶۱۷
۶۱۸
۶۱۹
۶۲۰
۶۲۱
۶۲۲
۶۲۳
۶۲۴
۶۲۵
۶۲۶
۶۲۷
۶۲۸
۶۲۹
۶۳۰
۶۳۱
۶۳۲
۶۳۳
۶۳۴
۶۳۵
۶۳۶
۶۳۷
۶۳۸
۶۳۹
۶۴۰
۶۴۱
۶۴۲
۶۴۳
۶۴۴
۶۴۵
۶۴۶
۶۴۷
۶۴۸
۶۴۹
۶۵۰
۶۵۱
۶۵۲
۶۵۳
۶۵۴
۶۵۵
۶۵۶
۶۵۷
۶۵۸
۶۵۹
۶۶۰
۶۶۱
۶۶۲
۶۶۳
۶۶۴
۶۶۵
۶۶۶
۶۶۷
۶۶۸
۶۶۹
۶۷۰
۶۷۱
۶۷۲
۶۷۳
۶۷۴
۶۷۵
۶۷۶
۶۷۷
۶۷۸
۶۷۹
۶۸۰
۶۸۱
۶۸۲
۶۸۳
۶۸۴
۶۸۵
۶۸۶
۶۸۷
۶۸۸
۶۸۹
۶۹۰
۶۹۱
۶۹۲
۶۹۳
۶۹۴
۶۹۵
۶۹۶
۶۹۷
۶۹۸
۶۹۹
۷۰۰
۷۰۱
۷۰۲
۷۰۳
۷۰۴
۷۰۵
۷۰۶
۷۰۷
۷۰۸
۷۰۹
۷۱۰
۷۱۱
۷۱۲
۷۱۳
۷۱۴
۷۱۵
۷۱۶
۷۱۷
۷۱۸
۷۱۹
۷۲۰
۷۲۱
۷۲۲
۷۲۳
۷۲۴
۷۲۵
۷۲۶
۷۲۷
۷۲۸
۷۲۹
۷۳۰
۷۳۱
۷۳۲
۷۳۳
۷۳۴
۷۳۵
۷۳۶
۷۳۷
۷۳۸
۷۳۹
۷۴۰
۷۴۱
۷۴۲
۷۴۳
۷۴۴
۷۴۵
۷۴۶
۷۴۷
۷۴۸
۷۴۹
۷۵۰
۷۵۱
۷۵۲
۷۵۳
۷۵۴
۷۵۵
۷۵۶
۷۵۷
۷۵۸
۷۵۹
۷۶۰
۷۶۱
۷۶۲
۷۶۳
۷۶۴
۷۶۵
۷۶۶
۷۶۷
۷۶۸
۷۶۹
۷۷۰
۷۷۱
۷۷۲
۷۷۳
۷۷۴
۷۷۵
۷۷۶
۷۷۷
۷۷۸
۷۷۹
۷۸۰
۷۸۱
۷۸۲
۷۸۳
۷۸۴
۷۸۵
۷۸۶
۷۸۷
۷۸۸
۷۸۹
۷۹۰
۷۹۱
۷۹۲
۷۹۳
۷۹۴
۷۹۵
۷۹۶
۷۹۷
۷۹۸
۷۹۹
۸۰۰
۸۰۱
۸۰۲
۸۰۳
۸۰۴
۸۰۵
۸۰۶
۸۰۷
۸۰۸
۸۰۹
۸۱۰
۸۱۱
۸۱۲
۸۱۳
۸۱۴
۸۱۵
۸۱۶
۸۱۷
۸۱۸
۸۱۹
۸۲۰
۸۲۱
۸۲۲
۸۲۳
۸۲۴
۸۲۵
۸۲۶
۸۲۷
۸۲۸
۸۲۹
۸۳۰
۸۳۱
۸۳۲
۸۳۳
۸۳۴
۸۳۵
۸۳۶
۸۳۷
۸۳۸
۸۳۹
۸۴۰
۸۴۱
۸۴۲
۸۴۳
۸۴۴
۸۴۵
۸۴۶
۸۴۷
۸۴۸
۸۴۹
۸۵۰
۸۵۱
۸۵۲
۸۵۳
۸۵۴
۸۵۵
۸۵۶
۸۵۷
۸۵۸
۸۵۹
۸۶۰
۸۶۱
۸۶۲
۸۶۳
۸۶۴
۸۶۵
۸۶۶
۸۶۷
۸۶۸
۸۶۹
۸۷۰
۸۷۱
۸۷۲
۸۷۳
۸۷۴
۸۷۵
۸۷۶
۸۷۷
۸۷۸
۸۷۹
۸۸۰
۸۸۱
۸۸۲
۸۸۳
۸۸۴
۸۸۵
۸۸۶
۸۸۷
۸۸۸
۸۸۹
۸۹۰
۸۹۱
۸۹۲
۸۹۳
۸۹۴
۸۹۵
۸۹۶
۸۹۷
۸۹۸
۸۹۹
۹۰۰
۹۰۱
۹۰۲
۹۰۳
۹۰۴
۹۰۵
۹۰۶
۹۰۷
۹۰۸
۹۰۹
۹۱۰
۹۱۱
۹۱۲
۹۱۳
۹۱۴
۹۱۵
۹۱۶
۹۱۷
۹۱۸
۹۱۹
۹۲۰
۹۲۱
۹۲۲
۹۲۳
۹۲۴
۹۲۵
۹۲۶
۹۲۷
۹۲۸
۹۲۹
۹۳۰
۹۳۱
۹۳۲
۹۳۳
۹۳۴
۹۳۵
۹۳۶
۹۳۷
۹۳۸
۹۳۹
۹۴۰
۹۴۱
۹۴۲
۹۴۳
۹۴۴
۹۴۵
۹۴۶
۹۴۷
۹۴۸
۹۴۹
۹۵۰
۹۵۱
۹۵۲
۹۵۳
۹۵۴
۹۵۵
۹۵۶
۹۵۷
۹۵۸
۹۵۹
۹۶۰
۹۶۱
۹۶۲
۹۶۳
۹۶۴
۹۶۵
۹۶۶
۹۶۷
۹۶۸
۹۶۹
۹۷۰
۹۷۱
۹۷۲
۹۷۳
۹۷۴
۹۷۵
۹۷۶
۹۷۷
۹۷۸
۹۷۹
۹۸۰
۹۸۱
۹۸۲
۹۸۳
۹۸۴
۹۸۵
۹۸۶
۹۸۷
۹۸۸
۹۸۹
۹۹۰
۹۹۱
۹۹۲
۹۹۳
۹۹۴
۹۹۵
۹۹۶
۹۹۷
۹۹۸
۹۹۹
۱۰۰۰

اب میں اپنے خدائے قدیر و کریم و قدوس و غفور پر توکل کر کے قصیدہ کو لکھتا ہوں اور اپنے مؤید اور محسن کو مدد چاہتا ہوں اس لیے میرے سائے قدامت و ولوں کے اسرار کے گواہ میری مدد کر اور ایسا کر کہ یہ تیرا نشان دنیا میں چمکے اور کوئی مخالف میعاد مقررہ میں اس کی نظیر بنانے میں قادر نہ ہو سکے میرے پیارے ایسا ہی کر اور بہتوں کو اس نشان اور اس تمام مضمون سے ہدایت دے۔ آمین تمہارے
اور وہ قصیدہ یہ ہے۔

القصیدۃ العجائز

وارداک ضلیل و اغراک موغر

ہو بہت گمراہ کرنا لے تھے داواؤں غفلت سے لے تھے برکت

کحوت غدی اخذہ کا یعتر

جس کا پیکر ناڈا ہاب کی مچھلی کی طرح بڑا کام نہیں

بقولون لا تبغوا ہوی و تصبروا

اور کہتے تھے کہ چھوڑ دو ہوس کی طرف میل مت کرو اور صبر کرو

یریدون من یعوی کذب میختر

انہوں نے چاہا کہ ایسے شخص تلاش کریں جو بھڑیے کی طرح جھوٹے اور بے

ایا ارض مد قد دفاک مدتر

اے زمین ایک ہمارے تیرے تیری کھات میں بچے ہلاک کیا۔

دعوت کذب و بافسد اصید الذی

تو نے ایک جھوٹے مفسد۔ میرے شکار کو بنا لیا۔

وجاء لی صحبی نا صحیحین کاخوة

اور میرے دوست تیرے پاس آئے جو بھائیوں کی طرح نہ تھے

فضل اسارکم اساری تعصب

اپس تمہارے سے وہ لوگ جو تعصب کے قیدی تھے۔

مذہب عربی علم بھی نہیں مسلمان جن جن ملکوں میں گئے اور جو انہوں نے نام رکھے وہ اکثر بے جا تھے۔ منہ
دفعہ کے معنی ہیں نرسہ کرنا۔ سو تم کے لوگ اپنے اہل کام کو بڑے پہلے پہنچتے تھے شام اللہ نے جا کر اور محبوب بل کر
انکو کشتہ کر دیا اور وہ خود مدتر تھائیے ہمارے آگے ہلاک شدہ تھا۔ سو ہلاک شدہ نے ان نادانوں کو ہلاک کر دیا۔ منہ

وما انا الا مثل ذرّی یعقّد

ہم میں نہیں ہیں ہر ایک کے لیے جو تک میں طایا جاتا ہے

اقول نعم واللہ ربی سیظہر

میں کہتا ہوں کہ حق اور میرا خدا حق پر ظاہر کرنے کا

کمثل یہودی ومن یتنصر

میں ایک یہودی اور جو نصرانی کی مانند ہوگا نہ ہوگا

مسیح سمعتم وعد فتکروا

اور مسیح جو وعدہ میں اب تم سوچ لو۔

من القول قول نبینا فتدبروا

نبی صل اللہ علیہ وسلم کا کیا قول ہے۔

فلا تکفروا تعلمون واطہروا

پس جو کچھ تم جانتے ہو سیدھے مت کرو اور ظاہر کرو

فسوف یری تعذیب نارثسعد

پس تم پر عذاب کیسے گا جو خوب بڑھانے کا

ودع یا ثناء اللہ قولاً تزدس

اور اسے ثناء اللہ تو جھوٹ بولنا چھوڑ دے۔

فجوت بعد عامداً لتحقّر

اور تونے موضع میں قصد امدادی ہوگی تا تو حقیر کرے

وان الفی یخشی الحسیب یحذر

اور نیک انسان خدا سے ڈرتا ہے اور ہر چیز پر گہرا

فجئت خصیماً ایہا المستکبر

میں نے تجھے چھوڑ دیا تھا یہاں تک کہ تم لڑنے لگے ہو کہ میں کیوں نہیں لڑتا۔

بہم تو تجھے چھوڑ دیا تھا یہاں تک کہ تم لڑنے لگے ہو کہ میں کیوں نہیں لڑتا۔

الیک ارد محمدی ردت کلہا

میں تیری طرف اپنی تمام چیزیں کو رد کرتا ہوں کہ میں کیوں نہیں لڑتا۔

وقالوا علی الحسین فضل نفسه

اور انہوں نے کہا کہ اس شخص کا نام جو اللہ کے اپنے میں اچھا تھا

ولو کنت کذاً لکنت بعدہ

اور اگر میں جھوٹا ہوتا تو پھر اس کے بعد

ولکنی من امر ربی خلیفہ

مگر میں اپنے خدا کے حکم سے خلیفہ

فما شان موعود وماخیه عندکم

پس مسیح موعود کی کیا شان ہو اور تمہارے پاس اس کے بانی

حدیث صحیح عندکم تقرؤنہ

تمہارے پاس ایک صحیح حدیث ہے جس کو تم پڑھتے ہو

ومن یکمن شہادۃ کان عند

اور جو شخص اس کو اچھی کو پڑھتا ہو اس کے پاس ہے۔

فلا تجعلوا کذباً علیکم عقبۃ

پس تم جھوٹ کو اپنے پیچھے نہ ڈالو کہ ذریعہ موت بنیاد

ترکت طریق کرام قوم وخلقہم

تو نے مشرعیوں کے خلق اور طریق کو چھوڑ دیا۔

وشتان ما بین الکرام و بینکم

اور کہاں شریف اور کہاں تم لوگ

ترکناک حتی قیل لا یعرف القلی

ہم نے تجھے چھوڑ دیا تھا یہاں تک کہ تم لڑنے لگے ہو کہ میں کیوں نہیں لڑتا۔

بہم تو تجھے چھوڑ دیا تھا یہاں تک کہ تم لڑنے لگے ہو کہ میں کیوں نہیں لڑتا۔

تفطرون لولا وقتها متقرر

پخت جائیں اگر ان کے پختنے کا وقت مقرر نہ ہو

اكان شفيع الانبياء وموثر

کیا وہی نبیوں کا شفیع اور سب سے بزرگ و تھوڑا

يمين باطراء ولا يتبصر

جو باطن اور آئینہ باز نہ ہو نہ دیکھتا

يحمدني من عرشه ويوقر

میرے پر سے عرش پر تعریف کرتا ہے اور عزت دیتا ہے

نسيم الصبا من شانها تحير

اور نسیم صبا اس کی شان سے حیران ہو رہی ہے۔

الى آخر الايام لا تتكدر

اور ہمارا پانی آخر زمانہ تک مکدر نہیں ہوگا۔

وهل من نقول عند عين تبصر

اور کیا قصے دیکھنے کے مقابل پر کچھ چھپ رہے ہیں۔

فاني اؤيدك ان وانصر

کیونکہ مجھے تو ہر ایک وقت خدا کی تائید و مدد مل رہی ہے۔

الى هذه الايام تبكون فانظروا

اب تک تم روتے ہو پس سوچ لو۔

اربي واعصم من ليايم تنمروا

اور میں بڑھتا ہوں اور تم بڑھنا چاہتے ہو۔

فوالله اني احفظن واطفر

پس خدا میں بچایا جاؤں گا اور مجھے فتح ملے گی۔

تكاد السموات العلى من كلامك

قریب ہے کہ آسمان تمہاری کلام سے

اكان حسين افضل المرسل كلهم

کیا حسین تمام نبیوں سے بڑھ کر تھا۔

الا لعنة الله الغيور على الذي

خبردار ہو کہ خدا کے غیور کی لعنت اس شخص پر ہے

واما مقامى فاعلموا ان خالقى

اور میرا مقام یہ ہے کہ میرا خدا

لنا جنة سبل الهدى ازهارها

ہمارے لئے ایک بہشت ہے کہ ہدایت کے راہ میں اُسکے پھول ہیں

تكد رماء السابقين وعيننا

پہلے کے پانی مکدر ہوئے۔

راينا وانتم تذكرون رؤسكم

ہم نے دیکھ لیا اور تم اپنے راویوں کا ذکر کرتے ہو۔

وشتان ما بينى وبين حسينكم

اور مجھ میں اور تمہارے حسین میں بہت فرق ہے۔

واما حسين فاذا كره اذنت كربلا

مگر حسین پس تم دشت کربلا کو یاد کرو۔

والى بفضل الله فى حجر خالقي

اور میں خدا کے فضل سے اپنے گدے کا طفت میں ہوں پرورش پڑا ہوں

وان يأتنى الاعداء بالسيف والقنا

اور اگر دشمن تلواروں اور نیزوں کے ساتھ میرے پاس آویں

اتزعم ان رسولنا سيبد الوري
 کیا تو گمان کرتا ہو کہ ہمارے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
 فلا والذي خلق السماء لاجله
 مجھے اس کی قسم جس نے آسمان بنا یا کہ ایسا نہیں ہے۔
 وانا ورثنا مثل ولد متاعه
 اور مجھ نے اولاد کی طرح اس کی وراثت پائی۔

له خسف القمر المنير وان لي
 اُس کے لئے چاند کے خسوف کا نشانہ ظاہر ہوا اور

وكان كلام معجز آية له
 اور اُس کے معجزات میں سے معجزانہ کلام بھی تھا۔
 اذا القوم قالوا يدعي الوحي عامدا
 جب قوم نے کہا کہ یہ تو عمدہً ادعی کا دعویٰ کرتا ہے۔

وانني لظلي ان يخالف اصله
 اور سایہ کیونکر اپنے اصل سے مخالف ہو سکتا ہے
 واني لذ ونسب كاصل طبعه
 اور میں محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی طرح ذو نسب ہوں

كفى العبد تقوى القلب عند حبيبنا
 اور بندہ کو دل کا تقویٰ کافی ہے۔ اور ایک صالح کو

ولكن قضى رب السماء الامية
 مگر خدا نے اماموں کے لئے چاہا کہ وہ ذو نسب ہوں

ومن كان ذالنسب كريم ولم يكن
 اور جو شخص اچھی نسب رکھتا ہے مگر

على زعم شائعه توفي ابتر
 بے اولاد ہو کر حالت میں قات پائی جیسا کہ دشمن بدگواخیل
 له مثلنا ولد الى يوم يحشر
 بلکہ ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کیلئے میری طرح اور میری طرحی قیامت
 قات ثبوت بعد ذلك يحضر
 پس اس سے بڑھ کر اہل کونسا ثبوت جو پیش کیا جائے۔

غسا القمر ان المشرك ان تنكر
 میرے لئے چاند اور سورج دونوں کا اب کیا تو انکار کرے گا۔

كذلك لي قول على الكل يهمل
 اسی طرح مجھے وہ کلام دیا گیا جو سب پر غالب ہے
 عجبتي فاني ظل بدر يتومر
 میں نے تعجب کیا کہ میرے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ظن پڑا

فماقيه في وجهي يلوح ويزهر
 پس درویشی جو اُس میں ہے وہ مجھ میں چمک رہی ہے
 ومن طينه المعصوم طيني معطر
 اور اس کی پاک مٹی کا مجھ میں خمیر ہے۔

وليس لنسب ذو صلاح معير
 اس لئے سرزد نش نہیں کر سکتے کہ اُس کی نسب اعلیٰ نہیں۔

لهم نسب كينز يهيج التنفر
 تاکہ لوگوں کو اپنی کسی نسب کا تصور کر کے نفرت پیدا نہ ہو

له حسب فهو الذي المحقر
 اُس میں اتنی صفات کچھ نہیں وہ کینز اور حقیر ہے۔

وقد تمت الاخبار والاخي تبهر

کیا تم محض بھادو کے لئے ان شخصوں کو نافرمان کرتے ہو جنہاں بادشاہ کی طرف سے آیا ہوا اور خبریں پوری ہوئیں اور شان چمک اٹھے

وذلك في القرآن نباء مكررا

اور یہ خبر تو قرآن میں کئی مرتبہ آچکی ہے۔

كتاب خبيث كالعقارب يا بس

وہ خبیث کتاب اور بھڑکی طرح نیش زنی۔

لعنت بلعون فانث تدمر

تو ظلوں کے سبب طعون ہو گئی ہیں قیامت ہلاکت میں پہنچی

وكل امرء عند النخاسم يسب

اور ہر ایک آدمی خصوصاً کے وقت آڑا یا جاتا ہے۔

تقولت فاعلم ان ذيلي مطهر

بنا لیا ہوں پس جان کہ میرا دامن جھوٹ ہے پاک ہے۔

سبيدي لك الرحمن ما انت تنكر

خدا صغیر تیرے پر ظاہر کرے گا جس چیز کا تو نے انکار کیا۔

ففاضت دموع العين القلب يضجر

تو آنکھوں سے آنسو جاری ہوئے اور دل بہتر قرار تھا۔

اهداهو الاسلام يا متكبر

کیا یہی اسلام ہے اے متکبر۔

ففرم الي وجانبوا البغي واحذروا

پس میری طرف بھاگو اور نافرمانی چھوڑ دو اور ڈرو

وما كان ان يطعوا وبغوا ويحجروا

اور ممکن نہیں ہو گا کہ وہ طاعت رکھیں جائاد باطل کیا اور روک جائے۔

اتصون بغيا من اتى من يئيككم

کیا تم محض بھادو کے لئے ان شخصوں کو نافرمان کرتے ہو جنہاں بادشاہ کی طرف سے آیا ہوا اور خبریں پوری ہوئیں اور شان چمک اٹھے

وقد قيل منكم يا تيتن اما مكررا

اور تم میں سے کچھ ہو کر تمہارا امام تم میں سے ہی آئے گا

اتاني كتاب من كذوب يزور

مجھے ایک کتاب کذاب کی طرف سے پہنچی ہے۔

فقلت لك الولايات يا ارض جليل

پس میں نے کہا کہ تیرے گولہ کی زمین پر تعجب

تكلّم هذا النكس كالزعم شاتما

میں فرمایا ہے کہ یہ لوگوں کی طرح گھل کے ساتھ بات کر

اتزعم يا شيخ الضلالة اسى

کیا تو اے گمراہی کے شیخ یہ گمان کرتا ہو کہ میں نے جھوٹ

اقتكر حقا جاء من خالق السما

کیا تو اس حق سے انکار کرتا ہے جو آسمان سے آیا۔

اذا ما راينا ان قلبك قد غسا

جب ہم نے دیکھا کہ تیرا دل سیاہ ہو گیا۔

اخذتم طريق الشرك مكررا دينكم

تم نے شرک کے طریق کو اپنے دین کا مرکز بنا لیا۔

وما انا الا نائب الله والورى

اور میں مخلوق کے لئے خدا کا نائب ہوں۔

وان قصاء الله يلقى من السما

اور خدا کی تقدیر آسمان سے آئے گی۔

يا باخ الحسين وولده اذ احصرنا

اور جبکہ تم نے وہ کام کیا جو کیا حسین کے بھائی مسلم کے ساتھ اور اس کی اولاد کے ساتھ اور وہ قیدی ہو گئے

فررتهم واهل البيت اوزوا ودمعروا

تم بھاگ گئے اور اہل بیت دکھ دیئے گئے اور قتل کئے گئے

شفيع النبي محمد فتفكروا

جسکو تم کہتے تھے کہ انھیں علیہ السلام کی شفاعت دینی اور تم نے ان کی شفاعت کی

وكل نبي منه ينجو ويغفر

اور ہر نبی کی شفاعت نجات پائیگا اور بخشتا جائیگا

فباللغو رسل الله في الناس بعثوا

تو تمام پیغمبر بھٹے لغو طور پر مبعوث شمار کئے جاتے۔

لك الويل يا غول الفلأ كيف تجسر

اے جنگل کے غول تجھ پر ویل یہ تو کیا دلیری کر رہا ہے

فخيتكم رب غيور متبر

میں نے تم کو خدا نے جو غیور ہے ہرگز اسے نہ میرا اور خدا جو ہر گھٹا کیسے لایا

وعندي شهادات من الله فانظروا

اور میرے پاس خدا کی گواہیاں ہیں پس تم دیکھ لو

قتيل العدا فالفرق اجل و اظهر

دشمنوں کا کشتہ ہے پس فرق گھلا گھلا اور ظاہر ہے

واوثانكم في كل وقت نكسر

اور تمہارے بت ہر وقت توڑ رہے ہیں۔

نصيحكم في نصحه لا يقصر

تمہیں نصیحت کر رہا ہے اور نصیحت میں کچھ قصور نہیں کرتا

فما فعلتم ما فعلتم بغدركم

اور جبکہ تم نے وہ کام کیا جو کیا حسین کے بھائی

فضل الأسارى يلعنون ودفنواكم

پس وہ قیدی یعنی اہل بیت تمہاری وفار لعنت کرتے تھے

هناك نزاعى عجز من تحسبونه

تب عجز اور ضعف اس شخص کا یعنی حسین کا ظاہر ہو گیا۔

زعمتهم حسينا انه سيد الورى

تم گمان کرتے ہو کہ حسین تمام مخلوق کا سردار ہے۔

فان كان هذا الشرك والدين جائرا

پس اگر یہ شرک دین میں جائز ہوتا۔

وذلك بهتان وتوهين شانهم

اور یہ بہتان ہے اور انبیاء علیہم السلام کی گستاخانہ ہے

طلبتهم فلا حاكم قتل مخيبة

تم نے ان کو کشتہ سے نجات چاہی کہ جو زمین پر سے مریا

ووالله ليست فيه متى زيادة

اور بخدا اسے مجھ سے کچھ زیادت نہیں۔

والى قتل الحب لكن حسيتكم

اور میں خدا کا کشتہ ہوں لیکن تمہارا حسین

حد راسا فاسفانكم الى اسفل الثرى

ہم نے تمہاری کشتیاں تخت اللہ کی طرف اتار دیں

ووالله ان الدهر في كل وقت

اور بخدا کہ زمانہ اپنے ہر ایک وقت میں

وَمَقُولُكُمْ يَجْرِي وَلَا يَتَحَسَّرُ

اور تمہاری بات ایک لعنت بازی پر جاری ہو رہی ہے، اور نہیں تھکتی۔

فَاجْرُوا طَرِيقَكُمْ فَإِنْ شَتَمْتُمْ أَنْظِرُوا

پس انہوں نے بھی یہ طریق جاری کر دیا اگرچہ جو تو دیکھ لو

وَلَمْ يَكْ دِينَ اللَّهُ مِنْكُمْ يَخْتَسِرُ

اور خدا کا دین تمہارے سبب سے تنہا نہ ہوتا۔

وَجَزَّيْتُمْ حُدُودَ الصَّدَقِ وَاللَّهُ يَنْظُرُ

اور سچائی کی حدود سے آگے گئے۔

كَأَنَّ حَسِينَ رَبَّكُمْ يَا مُزَوَّرُ

گو یا حسین تمہارا رب جوئے بد بخت جھوٹ بولنے والے

فَمَا جَرَمَ قَوْمَ أَشْرَكُوا أَوْ تَنْصُرُوا

پس اب مشرکوں یا نصرانیوں کا کیا گناہ ہے۔

وَمَا وَرَدَكُمْ إِلَّا حَسِينُ أَتَشْكُرُ

اور تمہارا ورہ صرف حسین ہی کیا تو انکار کرتا ہے۔

لَدَى نَفَحَاتِ الْمَسْكَ قَدْ رُمِقْتَ

کستوری کی خوشبو کے پاس گدہ کا ڈھیر ہے۔

فَبِالْمُغْرَسِ رَسُلَ اللَّهِ فِي النَّاسِ بُعْثُوا

پس خدا کے پیغمبر پیوہ طو پر لوگوں میں بھیجے گئے

إِلَى حَرْبٍ حِزْبُ الْمُشْرِكِينَ فَذَمُّوا

مشرکوں کی لڑائی کے مقابل پر پس ان کو ہلاک کیا۔

تَنَاهَى لِسَانَ النَّاسِ عَنْ دَاخِلِهِمْ

تمام لوگوں نے بدزبانی کی عادت چھوڑ دی۔

أَشْعَمَ طَرِيقَ اللَّعِينِ فِي أَهْلِ سُنَّةٍ

آہستہ آہستہ لعنت بازی کے طریقوں کو اہل سنت الجماعت میں شائع کر دیا

فِي أَلِيَّتِمْ قَبْلَ تِلْكَ الطَّرَاقِ

پس کاش تم ان تمام طریقوں کو پہلے ہی سر جاتے۔

جَعَلْتُمْ حَسِينَ أَفْضَلَ الرَّسْلِ كَلِمَ

تم نے حسین کو تمام انبیاء سے افضل ٹھہرا دیا۔

وَعِنْدَ النُّوَابِ وَالْأَذَى تَذَكُّرُونَهُ

اور مصیبتوں اور دکھوں کے وقت تم اس کو یاد کرتے ہو

وَحَرَّتْ لَهُ أَهْلُكُمْ مِثْلَ سَاجِدِ

اور تمہارے علماء و محدثین کی طرح اسکے آگے گر گئے۔

نَسِيتُمْ جَلَالَ اللَّهِ وَالْمَجْدَ وَالْعُلَى

تم نے خدا کے جلال اور مجد کو بھلا دیا۔

فَهَذَا عَلَى الْإِسْلَامِ أَحَدُ الْمَصَابِ

پس یہ اسلام پر ایک مصیبت ہے۔

وَأَنَّ كَانَ هَذَا الشَّرْكَ فِي الدِّينِ جَائِزًا

اور اگر شرک دین میں جائز ہے۔

وَأَيُّ صِلَاحٍ سَأَقِ جُنْدَ نَبِيَّتِنَا

اور کیا غرض تھی کہ ہماری نبی کا لشکر مقابلہ کیلئے جلا گیا۔

حاشیہ - اس شعر کا یہ مطلب ہے کہ جبکہ مشرک جانو تھا اور کافر و مشرکین ہی معبودوں کی حمایت میں جو حسین کی طرح غیر اللہ تھے مسلمانوں کو قتل کرنا شروع کر دیا تھا چہرہ آخر مسلمانوں کو اجازت ہوئی کہ اب تم بھی ان مشرکوں کا

هَذَا كِتَابُ الْفَتْهِ مِنْ تَأْيِيدِ رَبِّي الْمَنَّانِ
وَدَالِهِ إِيَّاهُ مِنْ قُوَّةِ رَبِّي لَا مِنْ قُوَّةِ الْإِنْسَانِ
وَأَنَّهُ لَا إِلَهَ إِلَّا هُوَ الْعَظِيمُ الْكَرِيمُ فَكَّرُوا خَافَ النَّبِيُّ
وَأَنَّى سَمِيَتْهُ

مَوْاهِبُ الْجَنَّةِ

وَأَنَا عِزُّ اللَّهِ الْأَحَدُ غَلَامُ أَحْمَدَ عَافَا اللَّهُ
رَأَيْدَ وَجْهِ قَرِيبِي هَذِهِ قَلْدِيَانِ
نَارُ الْإِسْلَامِ وَمُهَيْبَةُ الْمُلْكَةِ
الْفِكَرَامِ
(رَأْمِينِ)

قد طبع في مطبع ضيياء الاسلام قاديان باهتمام
الحكيم فضل الدين البهيدي لاربعة عشر خلون
من شوال سنة ١٣٢٢ مطابقاً لاربعة عشر خلون من
شهر جنوري سنة ١٩٠٣

آخر من کتب اولی - اتکفیک هذه الشواهد او ناتیك بامثال أخرى -
 از کتاب اے نخستیں برآں آیا کفایت اند ترا این گواہان یا دیگر امثال ہا بیاریم
 قآن فکر ت فيما تلوت عليك من الامثال ذکرا - نستعلم انک قد بلغت
 پس اگر فکر کنی در آنچه بر تو خواندم از امثال برائے یاد دہانیدن پس عنقریب بدانی کہ از ما عذر کامل
 عذرا - هذا وسا کشف عليك امرا لم تستطع عليه صبرا -
 شنیدی این است بطور مختصر و عنقریب مفصل بیلین کن امری کہ ہم کہ برو صبر نہ کردی -

البيان الشافي في هذا الباب تفصيل الجاني
 بیان شافی درین باب و تفصیل آن امر کہ چرا برائے

إلى ترك التطعيم والتوكل على رب الارباب
 ترک خال زدن مضطر گردیدیم و بیان توکل بر خدا و خداوندان -
 اعلم ان موضوع امرنا هذا هو الدعوى الذى عرضت على الناس قلت انى
 بدان کہ موضوع این امر آن دعوی است کہ بر مردم پیش کردم و مختم کہ من
 انا المسيح الموعود والامام المنتظر المعهود - حکمنی اللہ کہ رفع اختلاف الامم
 مسیح موعود ہستم و امام منتظر مہجود ہستم ظاہر حکم مقرر کردہ است برائے دفع اختلاف امت
 و علمنى من لدنه لادعوا الناس على البصيرة - فما كان جوابهم الا السب و
 و از جناب خود مرا تعظیم داد و نامردم را بوجہ بصیرت بخوانم پس جواب او شان مجز این بیج نبود کہ دشنام ہا
 الشتم والفحشاء - والتكفير والتكذيب والايذاء - وقد سبقني بكل سب
 حادند و عشتابا گفتند و کافر گفتی و دروغگو قرار دادی و ستم کردی و مرا از ہر گونہ سب و شتم یاد کردند
 فما رددت عليهم جوابهم - وما عبات بمقالهم وخطابهم - ولم يزل
 پس جواب کن دشنامہا ندادم و پرہیز کردی از گفتگو و خطاب ایشان و ستم و دشنام دادی

روحانی خزائن

تصنیفات

حضرت میرزا غلام احمد قادیانی
 مسیح موعود و مہدی معہود علیہ السلام

جلد ۲۰

تذکرۃ الشہادتین - سیرت الابدال - لیکچر لاہور - لیکچر سیالکوٹ - لیکچر لدھیانہ
 الوصیت - چشمہ مسیحی - تجلیات الہیہ - قادیان کے آریہ اور ہم

الحمد لله والمنة

یہ رسالہ ایک عیسائی کی کتاب ینابیح الاسلام کے
جواب میں تالیف ہو کر اس کا نام مندرجہ ذیل رکھا گیا

لئے

پشتمہ مسیحی

اور یہ

مطبع میگزین قادیان میں باہتمام چوہدری

الہ دادم صاحب ۹ مارچ ۱۹۰۶ء کو طبع ہو کر

شائع ہوا

تعداد مبلکہ (۱۰۰)

بدی کی گئی۔ مگر جو کوئی عفو کرے اور اس عفو میں کوئی اصلاح مقصود ہو تو اس کا اجر خدا کے پاس ہے۔ یہ تو قرآن شریف کی تعلیم ہے۔ مگر انجیل میں بغیر کسی شرط کے ہر ایک جگہ عفو اور درگند کی ترغیب دی گئی ہے اور انسانی دوسرے مصالح کو جن پر تمام سلسلہ تمدن کا چل رہا ہے پامال کر دیا ہے اور انسانی قوی کے دخت کی تمام شاخوں میں سے صرف ایک شاخ کے بڑھنے پر زور دیا ہے اور باقی شاخوں کی رعایت قطعاً ترک کر دی گئی ہے۔ پھر تعجب ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے خود اخلاقی تعلیم پر عمل نہیں کیا۔ انجیر کے دخت کو بغیر پھل کے دیکھ کر اُس پر بددعا کی اور دوسروں کو دعا کرنا سکھلایا۔ اور دوسروں کو یہ بھی حکم دیا کہ تم کسی کو احمق مت کہو۔ مگر خود اس قدر بدزبانی میں بڑھ گئے کہ یہودی بزرگوں کو دلدل احرام تک کہہ دیا اور ہر ایک وعظ میں یہودی علماء کو سخت سخت گالیاں دیں اور بڑے بڑے لوگوں کے نام رکھے۔ اخلاقی معلم کا فرض یہ ہے کہ پہلے آپ اخلاق کریمہ دکھلا دے پس کیا ایسی تعلیم ناقص جس پر انہوں نے آپ بھی عمل نہ کیا خدا تعالیٰ کی طرف سے ہو سکتی ہے؟ پاک اور قرآن شریف کی ہے جو انسانی دخت کی ہر ایک شاخ کی پرورش کرتی ہے اور قرآن شریف صرف ایک پہلو پر زور نہیں ڈالتا بلکہ کبھی تو عفو اور درگند کی تعلیم دیتا ہے مگر اس شرط سے کہ عفو کرنا قرین مصلحت ہو اور کبھی مناسب محل اور وقت کے مجرم کو سزا دینے کے لئے فرماتا ہے۔ پس درحقیقت قرآن شریف خدا تعالیٰ کے اس قانون قدرت کی تصویر ہے جو ہمیشہ ہماری نظر کے سامنے ہے۔ یہ بات نہایت معقول ہے کہ خدا کا قول اور فعل دونوں مطابق ہونے چاہئیں۔ یعنی جس رنگ اور طرز پر دنیا میں خدا تعالیٰ کا فعل نظر آتا ہے صرف وہی ہے کہ خدا تعالیٰ کی سچی کتاب اپنے فعل کے مطابق تعلیم کرے۔ نہ

۱۲۰

✚ قرآن شریف نے بے فائدہ عفو اور درگند کو جائز نہیں رکھا۔ کیونکہ اس سے انسانی اخلاق بگڑتے ہیں اور فیروزہ نظام درہم برہم ہو جاتا ہے جبکہ اس عفو کی اجازت دی ہے جس سے کوئی اصلاح ہو سکے۔ نہ

انسان کی فطرت میں ہے خدا تعالیٰ کی محبت کو اپنی طرف کھینچتی ہے۔ اسی طرح خدا تعالیٰ کی محبت ذاتی انسان کی محبت ذاتی میں ایک خارق عادت جو شش بخشی ہے۔ اور ان دونوں محبتوں کے ملنے سے ایک فنا کی صورت پیدا ہو کر بقا باللہ کا نور پیدا ہو جاتا ہے۔ اور یہ بات کی دونوں محبتوں کا باہم ملنا ضروری طور پر اس نتیجہ کو پیدا کرتا ہے کہ ایسے انسان کا انجام فنا فی اللہ ہو اور خاکستر کی طرح یہ وجود ہو کر (جو حجاب ہے) سر اس عشق الہی میں رُوح غرق ہو جائے اس کی مثال وہ حالت ہے کہ جب انسان پر آسمان سے صاعقہ پڑتی ہے تو اس آگ کی کشش سے انسان کے بدن کی اندرونی آگ یک دفعہ باہر آ جاتی ہے تو اس کا نتیجہ جسمانی فنا ہوتا ہے پس دراصل یہ روحانی موت بھی اسی طرح دو قسم کی آگ کو چاہتی ہے۔ ایک آسمانی آگ اور ایک اندرونی آگ اور دونوں کے ملنے سے وہ فنا پیدا ہو جاتی ہے جس کے بغیر سلوک تمام نہیں ہو سکتا۔ یہی فنا وہ چیز ہے جس پر سالکوں کا سلوک ختم ہو جاتا ہے۔ اور جو انسانی مجاہدات کی آخری حد ہے۔ اسی فنا کے بعد فضل اور مہبت کے طور پر مرتبہ بقا کا انسان کو حاصل ہوتا ہے۔ اسی کی طرف اس آیت میں اشارہ ہے۔ جَوَاطُ الَّذِينَ اَنْفَعَتْ عَلَيْهِمْ

اس آیت کا خلاصہ یہ ہے کہ جس شخص کو یہ مرتبہ ملا انعام ملے ہو اور پر ملا۔ یہی حق حق سے نہ کسی عمل کا اجر۔ اور یہ عشق الہی کا آخری نتیجہ ہے جس سے ہمیشہ کی زندگی حاصل ہوتی ہے اور موت سے نجات ہوتی ہے۔ ہمیشہ کی زندگی بجز خدا تعالیٰ کے کسی کا حق نہیں۔ وہی

انسان چونکہ جو پر اپنی بشریت کی کمزوری کے لیے اعمال بجا نہیں لا سکتا جس سے بے انتہاء غیر محدود نعمتوں کا حقدار ہو جائے۔ اور بغیر حصول ان نعمتوں کے سچی اور حقیقی نجات پای نہیں سکتا اس لئے انسان جب اپنی قوت اور طاقت کی حد تک مجاہدہ اور جہد پ کر لیتا ہے تب عنایت الہی اس کی کمزوری پر رحم کر کے محض فضل سے اس کی دستگیری کرتی ہے اور مغفرت کے طور پر دراصل الہی کا وہ انعام اس کو دیتی ہے جو پہلے اس سے مستہانوں کو دیا گیا تھا۔ منہج

روحانی خزائن

تصنیفات

حضرت میرزا غلام احمد قادیانی

مسیح موعود و مہدی مہجود علیہ السلام

جلد ۲۱

برائے حضرت احمدیہ حصہ پنجم

جاء الحق وزهق الباطل ان الباطل كان زهوقاً

آنانکه برد علوی ماحمله میکنند	وز راه چهل عریضه ها بر ملا کنند
گر یک نظر کنند درین نسخه کتاب	هست این نقیص که ترک کنند و با بکنند
باور نمی کنم که نیایند عذر خواه	وین امر دیگر است که ترک حیا کنند

برایین احمدیه

نسخه
(۵)
چشم

ملقب

بالرأهین الاحمد علی حقیقه کتاب الله القرآن والنبوة المحمدیه
مؤلف

حضرت اقدس مرزا غلام احمد مسیح موعود علیہ السلام

یہ تو جائز یا دیوانہ ہے۔ اس کے جواب میں اللہ تعالیٰ انہیں حصص برائین احمدیہ میں فرماتا ہے۔ انت مغنی
بمنزلہ لہو یعلمھا الخلق۔ یعنی تیرا میرے نزدیک وہ مقام ہے جس کو دنیا نہیں جانتی۔ یہ
جواب اسی قسم کا ہے جیسا کہ آدم کی نسبت قرآن شریف میں ہے۔ قال انی اعلم ما لا تعلمون
بلکہ یہی آیتیں بعینہ اگرچہ برائین احمدیہ کے حصص سابقہ میں نہیں مگر دوسری کتابوں میں میری نسبت
بھی جی الہی ہو کر شائع ہو چکی ہیں۔ تیسری آدم سے مجھے یہ بھی مناسبت ہے کہ آدم تو لہ کے طور پر
پیدا ہوا اور میں بھی تو ام پیدا ہوا۔ پہلے لڑکی پیدا ہوئی بعد میں۔ اور باہمہ میں اپنے والد
کے لئے خاتم الولد تھا۔ میرے بعد کوئی بچہ پیدا نہیں ہوا۔ اور میں جمعہ کے روز پیدا ہوا تھا۔
لہ آدم کا تو اسے پہلے پیدا ہونا اس بات کی طرف اشارہ تھا کہ وہ سلسلہ دنیا کا مبدی ہے۔
اور میرا اپنی تو ام ہمشیرہ سے بعد میں پیدا ہونا اس بات کی طرف اشارہ تھا کہ میں دنیا کے سلسلہ
کے خاتمہ پر آیا ہوں۔ چنانچہ چھٹے ہزار کے آخر میں میری پیدائش ہے اور قمری حساب کی
دوسے اب ساتواں ہزار جاتا ہے۔

اسی طرح برائین احمدیہ کے حصص سابقہ میں خدا تعالیٰ نے میرا نام نوح بھی رکھا ہے اور
میری نسبت فرمایا ہے۔ ولا تمنا حبس فی الذین ظلموا اتهم مخرجون۔ یعنی میری آنکھوں
کے سامنے کشتی بنا اور ظالموں کی شفاعت کے بارے میں مجھ سے کوئی بات نہ کر کہ میں ان کو
غرق کر دوں گا۔ خدا نے نوحؑ کے زمانہ میں ظالموں کو قریباً ایک ہزار سال تک ہلکت دی تھی۔
اور اب بھی خیر القہوں کی تین صدیوں کو علیحدہ رکھ کر ہزار برس ہی ہو جاتا ہے۔ اس حساب سے
اب یہ زمانہ اس وقت پر آ پہنچتا ہے جبکہ نوحؑ کی قوم عذاب سے ہلاک کی گئی تھی۔ اور خدا تعالیٰ
نے مجھے فرمایا۔ امنح للفلك باعیننا دو جہینا۔ ان الذین یبایعونک انما یبایعون
اللہ ید اللہ فوق ابیدہم۔ یعنی میری آنکھوں کے دو برو اور میرے حکم سے کشتی بنا۔
وہ لوگ جو تجھ سے بیعت کرتے ہیں وہ نہ تجھ سے بلکہ خدا سے بیعت کرتے ہیں۔ یہ خدا کا ہاتھ
ہے جو ان کے ہاتھوں پر ہے۔ یہی بیعت کی کشتی ہے جو انسانوں کی جان اور ایمان بچانے

اے مرے پیارے مرے محسن مرے پروردگار
 وہ زبان لاؤں کہاں جس سے ہو یہ کا دوبا
 کر دیا دشمن کو اک حملہ سے مغلوب اور خواہ
 مجھ سے کیا دیکھا کہ یہ لطف و کرم ہے باہر
 کس عمل پر مجھ کو دی ہے نعت قرب و جوار

ہوں بشر کی جائے نفرت اور انسانوں کی عار
 در نہ در گم میں تیری کچھ کم نہ تھے خدمت گزار
 پر نہ چھوڑا ساتھ تو نے اے میرے محبت
 بس ہے تو میرے لئے بھگو نہیں تجھ بن بکار
 میرے خدا جانے کہاں یہ پھینکے گی جانی غبار
 میں نہیں پانا کہ تجھ سا کوئی کرتا ہو پیار
 گو میں تیری رہا میں مثل طفل شیر خوار
 تیرے بن دیکھا نہیں کوئی بھی یاد غمگسار
 میں تو نالائق بھی ہو کر گیا مدگہ میں باد
 حق کا شکل ہے کہ تا روز قیامت ہو شمار
 چاند اور سورج مجھے میرے لئے تار یک و تار
 تادہ پورے ہوں نشان جو میں سچائی کا مدار
 ساری تدبیروں کا خاکہ اڑ گیا مثل غبار
 جیسے ہونے برق کا اک دم میں ہر جا اقتدار

اے خدا اے کار ساز و حسیب پوش و کردگار
 کس طرح تیرا کر دے اے ذوالفقار و سپاہ
 بدگمانوں سے بچایا مجھ کو خود بن کر گواہ
 کام جو کرتے ہیں تیری دہ میں پاتے ہیں جزا
 تیرے کا مول مجھے حیرت انگیز ہے میرے کریم

کرم خاکی ہوں مرے پیارے نہ آدم زاد ہوں
 یہ میرا فضل و احسان ہے کہ میں آیا پسند
 دوستی کا دم جو بھرتے تھے وہ سب دشمن بھٹے
 اے مرے یار یگانہ اے مری جاں کی پند
 میں تو مر کر خاک ہوتا گرنہ ہوتا تیرا لطف
 اے خدا ہو تیری راہ میں میرا جسم جان و دل
 ابتدا سے تیرے ہی سایہ میں میری دن کٹے
 نسل انسان میں نہیں دیکھی دغا جو تجھ میں ہے
 لوگ کہتے ہیں کہ نالائق نہیں ہوتا قبول
 اس قدر مجھ پر ہو میں تیری عنایات و کرم
 آسمان میرے لئے تو نے بنایا اک گواہ
 تو نے طاعون کو بھی بھیجا میری نصرت کیلئے
 ہو گئے بیکار سب جیلے جب آئی وہ بلا
 سر زمین ہند میں ایسی ہے شہرت مجھ کو دی

میرے آنے سے ہوا کامل مجملہ برگ و بار
 زیور دیں کو بناتا ہے وہ اب مثل سُنار
 دیں تو خود کھینچے ہے دل شل بُت میں عذار
 تاناٹھا ہے دیں کی راہ جو اٹھا تھا اک غبار
 جن سے ہوں شرمندہ جو اسلام پر کرتے ہیں وار
 وحشیوں میں دیں کو پھیلا نایہ کیا مشکل تھا کار
 معنی راز نبوت ہے اسی سے اُشکار
 قوم وحشی میں اگر پیدا ہوئے کیا جائے عار
 گرچہ نکلے روم کی سرحد یا از زنگبار
 وہ اگر پھیلا میں بدبو تم جو مشک تیار
 چپکے چپکے کرتا ہے پیدا وہ سامانِ دمار
 چیز کیا ہیں اُس کے آگے رستم و اسفندیار

کبر کی عادت جو دیکھو تم دکھاؤ انکسار
 چھوڑ دو اُن کو کہ چھوڑا اُس وہ ایسے اشتہار
 دم نہ مارو گروہ مایل اور گردیں حال زار
 شدتِ گرمی کا ہے محتاج بارانِ بہار
 یہ خیال اٹھو اکو کس قدر ہے نابکار
 جنگ بھی تھی صلح کی نیت کی ادکیں سے فرار
 اب تو آنکھیں بند میں دیکھینگے پھر انجا مکار

روضہ آدم کہ تھا وہ نامکمل اب تنک
 دہ خدا جس نے نبی کو تھا زیرِ خالص دیا
 وہ دکھاتا ہے کہ دیں میں کچھ نہیں اکراہ و ہیر
 پس یہی ہے رمز جو اُس نے کیا منع از جہاد
 تا دکھائے منکروں کو دیں کی ذاتی خوبیاں
 کہتے ہیں یورپ کے ناداں یہ نبی کامل نہیں
 پر بنانا آدمی وحشی کو ہے اک معجزہ
 نور لائے آسمان سے خود بھی وہ اک نور تھے
 روشنی میں مہر تاباں کی بھلا کیا فرق ہو
 اے مرے پیارو شکیب صبر کی عادت کرو
 نفس کو مارو کہ اس جیسا کوئی دشمن نہیں
 جس نے نفسِ دلوں کو ہمت کر کے زیر پا کیا

گالیاں سنکر دعا دو پا کے دکھ آرام دو
 تم نہ گھبراؤ اگر وہ گالیاں دیں ہر گھڑی
 چُپ ہو تو تم دیکھ کر اُن کے رسالوں میں رستم
 دیکھ کر لوگوں کا بوشِ فینڈ مت کچھ غم کرو
 افترا اُن کی نگاہوں میں ہمارا کام ہے
 خیر خواہی میں جہاں کی غول کیا ہم نے جگر
 پاک دل پر بدگمانی ہے یہ شقوت کا نشان

تپایا جائے یہاں تک کہ سُرخ ہو جائے اور آگ کے رنگ پر ہو جائے۔ اس مومن سے اُلُوہیت کے آثار اور افعال ظاہر ہوتے ہیں۔ جیسا کہ لوہا بھی اس درجہ پر آگ کے آثار اور افعال ظاہر کرتا ہے مگر یہ نہیں کہ وہ مومن خدا ہو گیا ہے بلکہ محبت الہیہ کا کچھ ایسا ہی خاصہ ہے جو اپنے رنگ میں ظاہر وجود کو لے آتی ہے اور باطن میں عبودیت اور اس کا صنف موجود ہوتا ہے۔ اس درجہ پر مومن کی روحی خدا ہوتا ہے جس کے کھانے پر اس کی زندگی موقوف

اور مومن کا پانی بھی خدا ہوتا ہے جس کے پینے سے وہ موت سے بچ جاتا ہے۔ اور اس کی ٹھنڈی ہوا بھی خدا ہی ہوتا ہے جس سے اس کے دل کو راحت پہنچتی ہے۔ اور اس مقام پر استعارہ کے رنگ میں یہ کہنا بے جا نہ ہو گا کہ خدا اس مرتبہ کے مومن کے اندر داخل ہوتا اور اس کے رگ و ریشہ میں سرایت کرتا اور اس کے دل کو اپنا تخت گاہ بنا لیتا ہے۔ تب وہ اپنے رُوح سے نہیں بلکہ خدا کی رُوح سے دیکھتا اور خدا کی رُوح سے سُنتا اور خدا کی رُوح سے بولتا اور خدا کی رُوح سے چلتا اور خدا کی رُوح سے دشمنوں پر حملہ کرتا ہے کیونکہ وہ اس مرتبہ پر نیستی اور استہلاک کے مقام میں ہوتا ہے اور خدا کی رُوح اس پر اپنی محبت ذاتیہ کے ساتھ تجلی فرما کر حیات ثانی اس کو بخشتی ہے۔ پس اس وقت روحانی طور پر اس پر یہ آیت صادق آتی ہے - ثُمَّ أَنْشَأْنَا لَهُ خَلْقًا آخَرَ فَتَبَارَكَ اللَّهُ أَحْسَنُ الْخَالِقِينَ۔

یہ تو وجود روحانی کا مرتبہ ششم ہے جس کا اوپر ذکر کیا گیا ہے اور اس کے مقابل پر جسمانی پیدائش کا مرتبہ ششم ہے اور اس جسمانی مرتبہ کے لئے بھی وہی آیت ہے جو روحانی مرتبہ کے لئے اوپر ذکر ہو چکی ہے یعنی ثُمَّ أَنْشَأْنَا لَهُ خَلْقًا آخَرَ فَتَبَارَكَ اللَّهُ أَحْسَنُ الْخَالِقِينَ۔ اس کا ترجمہ یہ ہے کہ جب ہم ایک پیدائش کو تیار کر چکے تو بعد اس کے ہم نے ایک اور پیدائش سے انسان کو پیدا کیا۔ اور کے لفظ سے یہ سمجھنا مقصود ہے کہ وہ ایسی فوق الفہم پیدائش ہے جس کا سمجھنا انسان کی عقل سے بالاتر ہے اور اس کے فہم سے بہت دُور یعنی رُوح جو قالب کی

اب آپ خود نصحت ہو کر سوچ لیں کہ الہام عفت الدیار محلہ کا مقام تھا اپنے لفظی معنوں کے رُوسے اس زلزلہ کی پیشگوئی پر چسپاں ہوتا ہے جو پہلے اس سے ذکر بھی کیا گیا یا طاعون پر ماموا اس کے زلزلہ کی پیشگوئی کا اس فقرہ سے یعنی عفت الدیار کی پیشگوئی سے جیسا کہ معنوں کی رُوسے تعلق ہے ایسا ہی قُرب زمانی کی رُوسے بھی تعلق ہے اور وہ یہ کہ عفت الدیار کے الہام سے پانچ ماہ پہلے صریح الفاظ میں زلزلہ کا الہام ہو چکا ہے اور وہ ان پیشگوئیوں ایک دوسرے کے بعد شائع ہو چکی ہیں۔ یعنی پہلے زلزلہ کا دھکا اور پھر عفت الدیار محلہ کا و مہ ۱۰ اور ان دونوں کے اندر طاعون کا کوئی ذکر نہیں۔

قول اگر الہام عفت الدیار الخ کی نسبت قطعی طور پر علم نہیں دیا گیا تھا کہ

وہ زلزلہ کے متعلق ہے تو پھر ایسے الہام سے فائدہ کیا ہوا۔

اقول۔ افسوس آپ کو سنت اللہ کی کچھ بھی خبر نہیں۔ نبی کے لئے کسی پیشگوئی کے

کسی خاص پہلو کا قطعی علم ہونا کہ ضرور اسی پہلو پر ظاہر ہوگی ضروری نہیں پیشگوئی میں اس

بات کا ہونا تو ضروری ہے کہ اس کا مفہوم خارق عادت ہو اور انسانی طاقت یا کرد و فریب

اس کا مقابلہ نہ کر سکے۔ مگر یہ ضروری نہیں ہے کہ ہر ایک پہلو سے اس پیشگوئی کی حقیقت

ظاہر کی جائے۔ توریت میں ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی نسبت ایک ضروری پیشگوئی

محض گول بول ہے کہ ایک نبی موسیٰ کی مانند بنی اسرائیل میں سے اُنکے بھائیوں

میں سے آئیگا۔ اور ہمیں کھول کر نہ بتلایا کہ بنی اسرائیل میں سے آئیگا۔ اور اس کا یہ نام

اور اس کے باپ کا یہ نام ہوگا۔ اور مکہ میں پیدا ہوگا اور اتنی مدت بعد آئیگا۔ اس لئے

یہود کو اس پیشگوئی سے کچھ بھی فائدہ نہ ہوا۔ اور اسی غلطی سے لاکھوں یہود جہنم میں جا پڑے

حالانکہ قرآن شریف نے اسی پیشگوئی کی طرف اس آیت میں اشارہ کیا ہے۔ اِنَّا اَرْسَلْنَا

اِلَيْكُمْ رَسُولًا مِّثْلَهُ اَعْلَيْتُمْ كُمْ كَمَا اَرْسَلْنَا اِلٰی فِرْعَوْنَ رُسُلًا۔ اور یہود کہتے ہیں کہ

۱۔ توریت میں بعض جگہ بنی اسرائیل کو مخاطب کر کے کہا گیا ہے کہ وہ تم میں سے ہی آئیگا۔ منہ

بارے میں اس قدر کافی سمجھا گیا ہے کہ وہ خارق عادت اور انسانی طاقتوں سے بالاتر ہوں یا یہ
 کسی ایسے غیب پر مشتمل ہوں جو انسانی پیش بینی سے بلند تر ہو۔ جب ایک پیش گوئی خارق عادت
 کے طور پر بیان کی جائے جس کے بیان کرنے کے وقت کسی عقل اور فہم کو یہ خیال نہ ہو کہ ایسا
 امر ہونے والا ہے اور صریح وہ ایک غیر معمولی بات ہو جس کی گذشتہ صدیاں میں کوئی
 نظیر نہ پائی جائے اور نہ آئندہ اس کے ظہور کے لئے آثار ظاہر ہوں اور وہ پیش گوئی سچی نکلے
 تو عقل سلیم حکم دیتی ہے کہ ایسی پیش گوئی ضرور منجانب اللہ تھیں جائیگی ورنہ تمام نبیوں کی پیش گوئیوں
 سے انکار کرنا پڑیگا۔ اب ذرا کان کھول کر سن لو کہ آئندہ زلزلہ کی نسبت جو میری پیش گوئی ہے
 اس کو ایسا خیال کرنا کہ اس کے ظہور کی کوئی بھی حد مقرر نہیں کی گئی یہ خیال سراسر غلط ہے
 کہ جو محض غلبہ تندرست اور کثرت تعصب اور جلد بازی سے پیدا ہوا ہے۔ کیونکہ بار بار وحی الہی نے
 مجھے اطلاع دی ہے کہ وہ پیش گوئی میری زندگی میں اور میرے ہی ملک میں اور میرے ہی فائدہ کے
 لئے ظہور میں آئے گی۔ اور اگر وہ صرف معمولی بات ہو جس کی نظیریں آگے پیچھے صدیاں موجود ہوں
 اور اگر کوئی ایسا خارق عادت امر نہ ہو جو قیامت کے آثار ظاہر کرے تو پھر حق خود اقرار کرتا
 ہوں کہ اس کو پیش گوئی مت سمجھو۔ اس کو بقول اپنے نسخہ ہی سمجھ لو۔ اب میری عمر ستر برس کے
 قریب ہے اور میں برس کی مدت گذر گئی کہ خدا تعالیٰ نے مجھے صریح لفظوں میں اطلاع دی تھی کہ
 تیری عمر اسی برس کی ہوگی اور یا یہ کہ پانچ چھ سال زیادہ یا پانچ چھ سال کم۔ پس اس صورت
 میں اگر خدا تعالیٰ نے اس آفت شدیدہ کے ظہور میں بہت ہی تاخیر ڈال دی تو زیادہ سے زیادہ
 سو لہ سال ہیں اس سے زیادہ نہیں کیونکہ ضرور ہے کہ یہ حادثہ میری زندگی میں ظہور میں آجائے۔

خدا تعالیٰ کا الہام ایک یہ بھی ہے۔ پھر ہمارا ہی خدا کی بات پھر پوری ہوئی۔ اس سے معلوم ہوتا ہے
 کہ زلزلہ موعودہ کے وقت بہاد کے دن ہونگے۔ اور جیسا کہ بعض الہامات سے سمجھا جاتا ہے غالباً
 وہ صبح کا وقت ہو گا یا اس کے قریب اور غالباً وہ وقت نزدیک ہے جبکہ وہ پیش گوئی ظہور میں
 آجائے اور ممکن ہے کہ خدا اس میں کچھ تاخیر ڈال دے۔ مسند

لیکن پیشگوئی کا مطلب یہ نہیں کہ پورے سولہ سال تک ظہور اس پیشگوئی کا معرض التوا میں رہے گا بلکہ ممکن ہے کہ آج سے ایک دو سال تک یا اس سے بھی پہلے یہ پیشگوئی ظہور میں آجائے۔ اور نہ خدا تعالیٰ کا یہ وعدہ ہے کہ میری عمر اتنی سال سے ضرور زیادہ ہو جائیگی بلکہ اس بارے میں جو فقرہ وحی الہی میں درج ہے اس میں محض طور پر ایک امید دلائی گئی ہے کہ اگر خدا تعالیٰ چاہے تو اتنی برس سے بھی عمر کچھ زیادہ ہو سکتی ہے اور جو ظاہر الفاظ وحی کے وعدہ کے متعلق ہیں وہ تو چہرتر اور چھپا سی کے اندر اندر عمر کی تعیین کرتے ہیں۔ بہر حال یہ میرے پرہیزگار کے خیال سے اس پیشگوئی کے زمانہ کی کوئی بھی تعیین نہیں کی۔ اور خدا تعالیٰ بار بار اپنی وحی میں فرما رہا ہے کہ ہم تیرے لئے یہ نشان دکھلاؤ گے۔ اور ان کو کہہ دے کہ یہ نشان میری سچائی کا گواہ ہو گا میں تیرے لئے اُتر دوں گا اور تیرے لئے اپنے نشان دکھلاؤں گا۔ میں اس وقت تیرے پاس اپنی نوبتیں لے کر آؤں گا جبکہ کسی کو خبر نہیں ہوگی۔ اور اس وقت کو کوئی نہیں جانتا مگر خدا اور جیسا کہ مومنوں کے زمانہ میں ہوا کہ فرعون اور ہامان اس وقت تک دھوکہ میں رہے جب تک کہ رودنیل کے طوفان نے ان کو بکڑا۔ ایسا ہی اب بھی ہوگا۔ اور پھر فرمایا کہ تو میری آنکھوں کے سامنے کشتی تیار کر اور ظالم لوگوں کی سفارش مت کر۔ اور ان کا شیخ مت بن کہ میں ان سب کو غرق کر دوں گا۔ ایسا ہی اور صریح الہامات الہی ہیں۔ اور سب کا خلاصہ یہ ہے کہ یہ پیشگوئی میری زندگی میں اور میرے ہی زمانہ میں ظہور میں آئے گی اور اس کی یہ حد ہے جو معین اور مقرر ہے جس سے وہ تجاوز نہیں کر سکتی۔ مگر نہیں معلوم کہ وہ ہینوں کے بعد ظہور میں آئے گی یا ہفتوں کے بعد یا برسوں کے بعد۔ بہر حال وہ سولہ سال سے تجاوز نہیں کرے گی۔ یہ ایسی ہی بات ہے جیسا کہ استنباط آیات قرآنی سے معلوم ہوتا ہے کہ دنیا کی عمر حضرت آدم سے لے کر سات ہزار سال ہے۔ اور اس میں ہمارے زمانہ تک چھ ہزار برس گزر چکے ہیں۔ جیسا کہ اعداد سورۃ العصر سے معلوم ہوتا ہے۔ اور بموجب حساب قمری کے اب ہم ساتویں ہزار میں ہیں۔ اور

ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی نسبت کوئی اعتقاد نہیں رکھتا کہ آپ بھی پھر آئیں گے۔
کیونکہ آنجناب نے اپنی آمد اول میں ہی کافروں کو وہ ہاتھ دکھائے جو اب تک یاد کرتے ہیں
اور پوری کامیابی کے ساتھ آپ کا انتقال ہوا۔

لوح معلوم ہوتا ہے کہ ابن العربی صاحب نے آخر عمر میں اپنے پہلے اقوال سے رجوع کر لیا تھا۔
اس لئے ان کا آخری بیان پہلے بیان سے متنقض ہے۔ ایسا ہی بعض اور فرقے مونیوں کے
کھلے طور پر حضرت عیسیٰ کی وفات کے قائل ہیں۔ اور ہم ابھی بیان کر چکے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم
کی وفات کے وقت صحابہ رضی اللہ عنہم کا اسی پر اجماع ہو گیا تھا جو کہ انبیاء گذشتہ جن میں
حضرت عیسیٰ بھی شامل ہیں فوت ہو چکے ہیں۔ ان میں سے ایک بھی زندہ نہیں رہا۔ چھوٹے جیسے
مذہب اسلام میں جمالت اور بدعات پھیلی گئیں یہ بدعت بھی دین کا ایک جزو ہو گئی کہ
حضرت عیسیٰ مردہ ادوار کی جماعت میں سے نکل کر پھر دنیا میں واپس آئیں گے۔ اس عقیدہ نے
اسلام کو سخت نقصان پہنچایا ہے۔ کیونکہ تمام دنیا میں سے صرف ایک ہی انسان کو یہ خصوصیت
دی ہے کہ وہ آسمان پر مع جسم چلا گیا اور کسی زمانہ میں مع جسم واپس آئے گا۔ یہ عقیدہ حضرت
عیسیٰ کو خدا بنانے کی پہلی ایڈل ہے کیونکہ ان کو ایک خصوصیت دی گئی ہے جس میں کوئی
دوسرا ایک نہیں ہے۔

بلاخرہ مولوی ابوسعید محمد حسین صاحب کو کھنکھانے والی نصیحت کرتا ہوں کہ آپ آخر
عمر تک پہنچ گئے ہیں۔ اب اللہ تعالیٰ کے مقابل پر بنے ہوئے حال کیوں کو چھوڑ دیں آپ نے بہت
زور لگایا ہر ایک قسم کا ملکہ کیا اور نور کے بھانے کے لئے قابل شرم مسخوہوں سے کام لیا مگر
انجام کار نامہ لو رہے۔ اگر میں مفسر ہوتا تو آپ کا کہیں نہ کہیں ہاتھ پڑ جاتا اور میں کہہ دیتا
ہو جاتا ایسا آدمی جو ہر روز خدا پر تھپتھپاتا ہے اور آپ ہی ایک بات فراموش کرتا ہے اور
پھر کہتا ہے کہ یہ خدا کی دہی ہے جو مجھ کو ہوئی ہے۔ ایسا یہ ذات انسان کو کون اور خودوں
اور بندوں سے بدتر ہوتا ہے پھر کب ممکن ہے کہ خدا اس کی حمایت کرے اگر یہ کار دبا

علی علیہ السلام حضرت موسیٰ سے چودھویں صدی میں پیدا ہوئے تھے۔ میں بھی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ سے چودھویں صدی میں ظاہر ہوئے ہوں اور اس آخری زمانہ کی نسبت خدا تعالیٰ نے قرآن شریف میں یہ خبر بھی دی تھی کہ کتابیں اور رسالے بہت سے دنیا میں شائع ہو جائیں گے اور قوموں کی باہمی ملاقات کے لئے راہیں کھل جائیں گی۔ اور دریاؤں میں سے بکثرت نہریں نکلیں گی۔ اور بہت سی نئی کائنیں پیدا ہو جائیں گی۔ اور لوگوں میں مذہبی امور میں بہت سے تنازعات پیدا ہونگے۔ اور ایک قوم دوسری قوم پر حملہ کرے گی۔ اور اسی اشارہ میں ان سے ایک موعود بھیجی جائیگی۔ یعنی خدا تعالیٰ مسیح موعود کو بھیجے گا اشاعت دین کے لئے ایک بھٹی فرمایگا۔ تب دین اسلام کی طرف ہر ایک ملک میں سبب الفطرت لوگوں کو ایک رغبت پیدا ہو جائیگی۔ اور جس حد تک خدا تعالیٰ کا ارادہ ہے تمام زمین کے معبد لوگوں کو اسلام پر جمع کرے گا۔ تب آخر ہوگا۔ سو یہ تمام باتیں ظہور میں آئیں گی۔ ایسا ہی احادیث صحیحہ میں آیا تھا کہ وہ مسیح موعود صدی کے سر پر آئے گا۔ اور وہ چودھویں صدی کا مجدد ہوگا۔ سو یہ تمام علامات بھی اس زمانہ میں پوری ہو گئیں۔ اور دکھا تھا کہ وہ اپنی پیدائش کی رُو سے دو صدیوں میں اشتراک رکھے گا۔ اور دو نام پائے گا۔ اور اسی

ہوا تھا کہ یہ انہوں نے غلطی کی ہے۔ یہودیوں کی تاریخ سے بالاتفاق ثابت ہے کہ مسیح یعنی حضرت موسیٰ کے بعد چودھویں صدی میں ظاہر ہوا تھا اور وہی قول صحیح ہے اگرچہ مشابہت کے ثابت کرنے کیلئے پوروں مطابقت ضروری نہیں ہوا کرتی جیسا کہ اگر کسی آدمی کو کہیں کہ یہ شیر ہے تو یہ ضروری نہیں کہ شیر کا اس کے بچے اور کھال ہو اور دم بھی ہو اور آواز بھی شیر کا رکھتا ہو بلکہ ایک شخص کو دوسرا کھال پھیرنے میں ایک حد تک مشابہت کافی ہوتی ہے۔ پس اگر علیوں کا قول قبول کریں کہ حضرت علیؑ چودھویں صدی میں ہوئے تھے تاہم مضائقہ نہیں کہ چودھویں اور پندرہویں صدی میں اختلاف فرق زمانہ کا مشابہت میں کچھ حرج نہیں والی مگر ہم ایسے یہودیوں کے قول کو ترجیح دیتے ہیں جو کہتے ہیں کہ مسیح یعنی حضرت موسیٰ حضرت موسیٰ کے بعد میں چودھویں صدی میں فوت ہوا تھا کیونکہ ان کے ہاتھ میں عبرانی تورات، وہ بہ نسبت عیسائیوں کے تراجم کے صحیح ہے۔ منہ

ہاں اسبجگہ ایک طالب حق کا یہ حق ضرور ہے کہ وہ یہ سوال پیش کرے کہ اس میں کیا حکمت اور مصلحت تھی کہ تورات میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو صرف مشیل موسیٰ کے بیان کیا گیا لیکن انجیل میں خود عیسیٰ کے ہی بیان کر دیا گیا۔ اور کیوں جائز نہیں کہ عیسیٰ سے مراد درحقیقت عیسیٰ ہی ہو اور دہری دوبارہ آنے والا ہو۔

اس سوال کا جواب یہ ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام تو کسی طرح دوبارہ نہیں آ سکتے کیونکہ وہ وفات پا گئے۔ اور ان کا وفات پا جانا اللہ تعالیٰ نے قرآن شریف میں صریح لفظوں میں بیان فرما دیا ہے اور پھر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو اس جماعت میں آسمان پر بھیجے ہوئے دیکھ لیا جو اس جہان سے گذر چکے ہیں۔ پھر تیسری شہادت یہ کہ تمام اصحاب رضی اللہ عنہم کے اجماع سے تمام نبیوں کا فوت ہو جانا ثابت ہو گیا۔ پھر بعد اس کے عقل سلیم کی شہادت ہے جو شہادات ثلاثہ مذکورہ کی مؤید ہے کیونکہ جب سے دنیا پیدا ہوئی ہے عقل نے اس واقعہ کی کوئی نظیر نہیں دیکھی اور کوئی نبی آج تک نہ کسی مع جسم عنصری آسمان پر گیا اور نہ واپس آیا۔

پس چار شہادتیں باہم مل کر قطعی فیصلہ دیتی ہیں کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام فوت ہو چکے ہیں۔ اور حق کا زندہ آسمان پر مع جسم عنصری جانا اور اب تک زندہ ہونا اور پھر کسی وقت مع جسم عنصری زمین پر آنا یہ سب ان پر تہمتیں ہیں۔ افسوس کہ اسلام بُت پرستی سے بہت دور تھا۔ لیکن آخر کار اسلام میں بھی بُت پرستی کے رنگ میں یہ عقیدہ پیدا ہو گیا کہ حضرت عیسیٰ کو ایسی خصوصیتیں دی گئیں جو دوسرے نبیوں میں نہیں پائی جاتیں۔ خدا تعالیٰ مسلمانوں کو اس قسم کی بُت پرستی سے بھائی بخشنے۔ عیسیٰ کی موت میں اسلام کی زندگی ہے اور عیسیٰ کی زندگی میں اسلام کی موت ہے۔ خدا وہ دن لاوے کہ غافل مسلمانوں کی نظر اس راہ راست پر پڑے۔ آمین

اب خلاصہ کلام یہ کہ جبکہ عیسیٰ علیہ السلام کی وفات قطعی طور پر ثابت ہے تو پھر یہ گمان بیدار ہوتا ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام دوبارہ دنیا میں آئیں گے رہا سوال مذکورہ کے اس حصہ کا جواب کہ ایک اُمّتی کا عیسیٰ نام رکھنے میں کیا مصلحت تھی اور کیوں انجیل

نے تمام وہ امور جو براہین احمدیہ کے حصص سابقہ میں مخفی اور مستور تھے ان پر ہر ایک پہلو سے روشنی ڈال دی۔ ایک طرف وہ مؤودہ پیشگوئیاں جن کے ظہور کی انتظار مہتمی کا فی طور پر ظہور میں آگئیں اور دوسری طرف قرآنی حقائق اور معارف جو معرفت کو کامل کرتے تھے بخوبی کھل گئے اور ساتھ اس کے اسماء اولیاء کا راز بھی جو پہلے چار حصوں میں سر بستہ تھا یعنی وہ نبیوں کے اسماء جو میری طرف منسوب کئے گئے تھے ان کی حقیقت بھی کما حقہ منکشف ہو گئی یعنی یہ راز بھی کہ خدا تعالیٰ نے تمام انبیاء علیہم السلام کا نام براہین احمدیہ کے حصص سابقہ میں میرا نام کیوں رکھا یا ہے۔ اور نیز یہ راز بھی کہ انجیل پر بنی اسرائیل کے خاتم الانبیاء کا نام جو عیسیٰ ہے اور اسلام کے خاتم الانبیاء کا نام جو احمد اور محمد ہے (صلی اللہ علیہ وسلم) یہ دونوں نام بھی میرے نام کیوں رکھ دیئے ہیں تمام چھپی ہوئی حقیقتوں کا بھی انکشاف ہو گیا۔ اور میرا نام آسمان پر عیسیٰ وغیرہ ہونا وہ راز تھا جس کو اسی طرح خدا تعالیٰ نے صمد سال تک مخفی رکھا تھا۔ جیسا کہ اصحاب کہف کو مخفی رکھا تھا۔ اور ضرور تھا کہ وہ تمام راز سر بستہ ہیں جب تک کہ وہ زمانہ آجائے جو ابتداء سے مقدر تھا۔ اور جب وہ زمانہ آگیا۔ اور یہ تمام باتیں پوری ہو گئیں تو وقت آگیا کہ پنجم حصہ لکھا جائے۔ پس اسی بات نے براہین احمدیہ کی تکمیل کو یقیناً برس تک معرض التوا میں رکھا تھا۔ یہ خدا کے امراء ہیں جن پر انسان بجز اس کے مطلع کرنے کے اطلاع نہیں پاسکتا۔ ہر ایک انسان جو اس پنجم حصہ کو پڑھے گا وہ اس بات کے لئے مجبور ہو گا کہ یہ اقرار کرے کہ اگر ان پیشگوئیوں اور دوسرے امراء کے کھلنے سے پہلے پنجم حصہ لکھا جاتا تو وہ گذشتہ حصوں کی حقیقت رکھنے کے لئے ہرگز آئینہ نہ ٹھہر سکتا۔ بلکہ اس کا لکھنا محض بے ربط اور بے تعلق ہوتا۔ پس وہ خدا جو حکیم اور عالم الغیب ہے اور ہر ایک کام اس کا اوقات سے وابستہ ہے اس نے یہی پسند کیا کہ اول وہ تمام پیشگوئیاں اور تمام حقیقتیں ظاہر ہو جائیں جو حصص سابقہ کے وقت میں ابھی ظاہر نہیں ہوئی تھیں پھر بعد میں پنجم حصہ لکھا جائے تا وہ ان تمام امور کے

روحانی خزائن

تصنیفات

حضرت میرزا غلام احمد قادیانی
 مسیح موعود و مہدی مہمود علیہ السلام

جلد ۲۲

حقیقۃ الوحی

(مائیل پجہ بار اول)

قادر کے کار و بار نمودار ہو گئے۔ کافر جو کہتے تھے وہ گرفتار ہو گئے

وَلَقَدْ سَبَقَتْ كَلِمَتُنَا لِعِبَادِنَا الْمُرْسَلِينَ اَلْحَمْدُ لَكُمْ الْمُنْصَرِفُونَ
وَرَاٰنَ جُنْدَنَا لَهْمُ الْغَالِبُونَ (سورة صافات) ﴿٢٢﴾
وَكَفَانِي مِمَّا اَوْحٰى اِلَيَّ هَذَا الْوَحْيُ الْمُبَشِّرُ
قَالَ رَبِّكَ اِنَّهُ نَازِلٌ مِنَ السَّمَاءِ مَا يُرْفِعُكَ وَمَا تَنْزِلُ اِلَّا بِاَمْرِ رَبِّكَ
مَا اَرْسَلَ نَبِيًّا اِلَّا اَخْرٰى بِهِ اِلَهَ قَوْمًا لَا يُؤْمِنُوْنَ. لَنْ اَلْفُتَّحَ اَنْفُوسُ
وَالَّذِيْنَ هُمْ مَحْسُونٌ. وَبَشِّرِ الَّذِينَ اٰمَنُوا بِاَنَّ لَهُمُ الْفَتْحَ. وَاللّٰهُ مَتِّعٌ
نُورًا وَلَوْ كَرِهَ الْكَافِرُونَ كَتَبَ اللّٰهُ اِلٰى غُلَبَانِ اَنَا وَرَسُولِيْ لَا نَخْشٰى اَنْ لَا يَخْفٰ
﴿لَدِي الْمُرْسَلُونَ﴾ —

حَقِيقَةُ الْوَحْيِ

خدا تعالیٰ کا ہزار ہزار شکر ہے کہ یہ کتاب جامع جسمیں ہر ایک قسم کے
حقائق اور معارف اور بہت سے آسمانی نشان و رج ہیں محض اسی کے
فضل اور کرم اور خاص اس کی توفیق اور تائید سے مرتب تالیف ہو کر

مطبع میگزین قادیان میں باہتمام مینجدر مطبع کے چھپی

اور آپ کی پیروی سے نہیں بلکہ براہ راست مقام نبوت حاصل رکھتا ہو گا اور اسکی علی حالتیں شریعت محمدیہ کے مخالف ہونگی اور قرآن شریف کی صریح مخالفت کر کے لوگوں کو فتنہ میں ڈالے گا اور اسلام کی ہتک عزت کا موجب ہو گا۔ یقیناً سمجھو کہ خدا ہرگز ایسا نہیں کریگا۔ آجے شک حدیثوں میں مسیح موعود کے ساتھ نبی کا نام موجود ہے مگر ساتھ اس کے امتی کا نام بھی تو موجود ہے۔ اور اگر موجود بھی نہ ہوتا تو مفاسد مذکورہ بالا پر نظر کر کے ماننا پڑتا کہ ہرگز ایسا ہو نہیں سکتا کہ کوئی مستقل نبی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد آئے کیونکہ ایسے شخص کا نام صریح طور پر ختم نبوت کے منافی ہے۔ اور یہ تاویل کہ پھر اس کو امتی بنایا جائیگا اور وہی نو مسلم نبی مسیح موعود کہلائیگا۔ یہ طریق عزت اسلام سے بہت بعید ہے جس حالت میں حدیثوں سے ثابت ہے کہ اسی امت میں سے یہود پیدا ہونگے تو افسوس کی بات ہے کہ یہود تو پیدا ہوں اس امت میں سے اور مسیح باہر سے آوے۔ کیا ایک خدا ترس کیلئے یہ ایک مشکل بات ہے کہ جیسا کہ اسکی عقل اس بات پر تسلی پکڑتی ہو کہ اس امت میں بعض لوگ ایسے پیدا ہونگے جن کا نام یہود رکھا جائیگا۔ ایسا ہی اسی امت میں سے ایک شخص پیدا ہو گا جس کا نام عیسیٰ موعود مسیح موعود رکھا جائیگا۔ کیا ضرورت ہے کہ حضرت عیسیٰ کو آسمان سے اتارا جائے اور اسکی مستقل نبوت کا جامہ اتار کر امتی بنایا جائے۔ اگر کہو کہ یہ کارروائی بطور سزا کے ہوگی کیونکہ انکی امت نے انکو خدا بنایا تھا تو یہ جواب بھی یہودہ ہے کیونکہ اس میں حضرت عیسیٰ کا کیا قصور ہے۔

دشہ۔ یہ کہنا کہ حضرت عیسیٰ کا دوبارہ دنیا میں آنا اجماعی عقیدہ ہے یہ سراسر افتراء ہے صحابہ رضی اللہ عنہم کا اجماع صرف اس آیت پر ہوا تھا کہ مَا مُحَمَّدٌ إِلَّا رَسُولٌ قَدْ خَلَتْ مِنْ قَبْلِهِ الرُّسُلُ پھر بعد انکی امت میں طرح طرح کے فرقے پیدا ہو گئے۔ چنانچہ معتزلہ اب تک حضرت عیسیٰ کی وفات کے قائل ہیں۔ اور بعض اکابر صوفیہ بھی ان کی موت کے قائل ہیں اور مسیح موعود کے ظہور سے پہلے الکر امت میں ہو کسی نے یہ خیال بھی کیا کہ حضرت عیسیٰ دوبارہ دنیا میں آئیں گے تو ان پر کوئی گناہ نہیں صرف اجتہادی غلط ہے جو اسرائیلی نبیوں سے بھی بعض پیش گوئیوں کے سمجھنے میں ہوتی رہی ہے۔ منہ

۸۴

اور تیری ساری مرادیں تجھے دیگا۔ رَبُّ الْاَفْوَاجِ اس طرف توجہ کریگا
اس نشان کا مدعا یہ ہے کہ قرآن شریف خدا کی کتاب اور میرے منہ کی باتیں ہیں
یا عیسیٰ اِنِّیْ مُتَوَفِّیْکَ وَاَرْافِعْکَ اِلَیْ وَجَاعِلُ الَّذِیْنَ
اے عیسیٰ میں تجھے وفات دوں گا اور تجھے اپنی طرف اُٹھاؤں گا اور میں تیرے
اتَّبِعُوْکَ فَوْقَ الَّذِیْنَ کَفَرُوْا اِلَیْ یَوْمِ الْقِیَامَةِ
تالبعین کو تیرے منکروں پر قیامت تک غالب رکھوں گا۔

بغیہ حاشیہ اور توجہ سے متغایاب ہوئے ہیں میرا لڑکا مبارک احمد قریباً دو برس کی عمر میں ایسا بیمار ہوا کہ
حالتِ یاس ظاہر ہو گئی اور ابھی میں دعا کر رہا تھا کہ کسی نے کہا کہ لڑکا فوت ہو گیا ہے یعنی اب بس کرو
دعا کا وقت نہیں ہو گا میں نے دعا کرنا بس نہ کیا اور جب میں نے اسی حالت توجہ الی اللہ میں
لڑکے کے بدن پر ہاتھ رکھا تو معجزانہ کام آن محسوس ہوا اور ابھی میں ہاتھ اس کے علیحدہ نہیں کیا
تھا کہ صریح طور پر لڑکے میں جان محسوس ہوئی اور چند منٹ کے بعد ہوش میں آکر بیٹھ گیا۔

اور پھر طاعون کے دور میں حکم قایم ہوا۔ اور پھر بیمار لڑکا شریف احمد بیمار ہوا
اور ایک سخت تپ مجھ کے رنگ میں چڑھا جس سے لڑکا بالکل بیہوش ہو گیا اور بیہوشی میں دونوں
ہاتھ دارتا تھا مجھے خیال آیا کہ اگرچہ انسان کو موت سے گریز نہیں سزا کر لڑکا ان دنوں میں موطاعون کا
زور ہے فوت ہو گیا تو تمام دشمن اس تپ کو طاعون ٹھہرائیں گے اور خدا تعالیٰ کی اُس پاک وحی کی
تکذیب کریں گے کہ جو اُس نے فرمایا ہے اِنِّیْ اَحَافِظُ کُلَّ مَنْ فِی الدَّارِ یعنی میں ہر ایک کو تو جیسے
گھر کی چار دیواری کے اندر ہو طاعون سے بچاؤں گا۔ اس خیال سے میرے دل پر وہ مدد وارد ہوئی کہ
میں بیان نہیں کر سکتا۔ قریباً اس کے بارہ بجے کا وقت تھا کہ جب دھکے کی حالت ابتر ہو گئی اور دل
میں خوف پیدا ہوا کہ یہ معمولی تپ نہیں یہ اور ہی بلا ہے تب میں کیا بیان کروں کہ میرے دل کی کیا
حالت تھی کہ خدا انھیں اس قدر لڑکا فوت ہو گیا تو ظالم طبع لوگوں کو حق پوشی کے لئے بہت کچھ سامان
ہاتھ آجائے گا۔ اسی حالت میں میں نے وضو کیا اور نماز کے لئے کھڑا ہو گیا اور معاً کھڑا ہونے کے
ساتھ ہی مجھے وہ حالت میسر آئی جو استجابتِ دعا کے لئے ایک کھلی کھلی نشانی ہو اور میں اُس خدا کی

۸۵

اطال اللہ بقاءك۔ اسی یا اسپر پانچ چار زیادہ یا پانچ چار کم۔
 خدا تیری عمر دراز کرے گا۔ اسی برس یا پانچ چار زیادہ یا پانچ چار کم۔
 میں تجھے بہت برکت دُونگا۔ یہاں تک کہ بادشاہ تیرے
 کپڑوں سے برکت دھونڈینگے۔ تیرے لئے میرا نام چمکا۔
 پچاس یا ساٹھ نشان اور دکھاؤنگا۔ خدا کے مقبولوں میں
 قبولیت کے نمونے اور علامتیں ہوتی ہیں اور اُن کی تعظیم
 ملوک اور ذوی الجبروت کرتے ہیں اور وہ سلامتی کے
 شہزادے کہلاتے ہیں۔ فرشتوں کی کھنچی ہوئی تلوار

۹۷

بقیہ حاشیہ سے یہی کیونکہ اللہ جل شانہ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو صاحب خاتم بنایا۔ یعنی
 آپ کو افاضہ کمال کے لئے مہر دی جو کسی اور نبی کو ہرگز نہیں دی گئی اسی وجہ سے آپ کا نام
 خاتم النبیین پھر یعنی آپ کی پیروی کمالات نبوت بخشتی ہے اور آپ کی توجہ روحانی
 نبی تراش ہے اور یہ قوت قدسیہ کس اور نبی کو نہیں ملی۔ یہی معنی اس حدیث کے ہیں کہ
 علماء امتی کا نبیاء بنی اسرائیل یعنی میری امت کے علماء بنی اسرائیل کے
 نبیوں کی طرح ہونگے اور بنی اسرائیل میں اگرچہ بہت نبی آئے مگر انکی نبوت موسیٰ کی پیروی کا
 نتیجہ نہ تھا بلکہ وہ نبوتیں براہ راست خدا کی ایک موبہبت تھیں حضرت موسیٰ کی پیروی کا
 اس میں ایک ذرہ کچھ دخل نہ تھا اسی وجہ سے میری طرح اُن کا یہ نام نہ ہوا کہ ایک پہلو کو نبی
 اور ایک پہلو سے اُنتہی۔ بلکہ وہ انبیاء مستقل نبی کہلائے اور براہ راست اُن کو منصب نبوت
 ملا۔ اور اُن کو چھوڑ کر جب اور بنی اسرائیل کا حال دیکھا جائے تو معلوم ہوگا کہ ان لوگوں کو

تَبِعْهَا الرَّادِفَةُ - پھر بہار آئی خدا کی بات پھر پوری ہوئی
اس کے بعد ایک اور زلزلہ آئیگا۔ بہار جب دوبارہ آئے گی تو پھر ایک اور زلزلہ آئے گا۔

پھر بہار آئی تو آئے شیع کے آنے کے دن - رب آخر وقت
پھر بہار جب بار سوم آئیگی تو اس وقت اطمینان کے دن آجائیں گے اور اس وقت کئی نشان ظاہر کرے گا جو خدا بزرگ زلزلہ کے ظہور
ہذا - آخرہ اللہ الی وقت مسمیٰ * تری نصرًا عجیبًا
میں کسی قدر تاخیر کرنے۔ خدا مومن قیامت کے ظہور میں اس وقت مقرر نہایت تیز کر دیگا۔ تب تو ایک عجیب مدد دے گا۔

بقیہ حاشیہ جو کہ میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کرتے رہے اور مکہ کی زمین بولی اٹھی کہ میں اس مبارک قدم کے نیچے
ہوں جس کے دل نے اس قدر توحید کا شور ڈالا جو آسمان اس کی آواز داری سے بھر گیا۔ خدا
بے نیاز ہو اسکو کسی ہدایت یا ضلالت کی پرواہ نہیں پس یہ نور ہدایت جو عادت جو غلطیوں پر
عرب کے جویہ میں ظہور میں آیا وہ پھر دنیا میں پھیل گیا یہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بولی تھی
کی تاثیر تھی۔ ہر ایک قوم توحید سے دور اور مجبور ہو گئی مگر اسلام میں چشمہ توحید جاری رہا یہ تمام
برکتیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی دعاؤں کا نتیجہ تھا جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا۔ لَعَلَّكَ
بِاخْرَجَ نَفْسَكَ اَلَا يَكُونُوا حُصْنِيْنِ یعنی کیا تو اس غم میں اپنے تئیں ہلاک کر دے گا جو

نیلہ پیلہ۔ وہی الی بولی تھی کہ وہ زلزلہ جو مومن قیامت ہوگا بہت جلد آیا ہوا اور اس کیلئے یہ نشان دیئے تھے کہ مومن جو
لدنوی کی موی کھڑی ہو کر کھڑا ہوگا اور وہ زلزلہ کیلئے ایک نشان ہوگا اسلئے اس کا نام ستر اللہ ہوگا۔
کیونکہ وہ ہماری ترقی سلسلہ کیلئے شدت دیگا۔ اس طرح اس کا نام عالم کباب ہوگا کیونکہ لوگ تو نہیں دیکھتے تو بڑی
بڑی باتیں دنیا میں آئیں گی۔ ایسا ہی اس کا نام حکمت اللہ اور حکمت العزیز ہوگا کیونکہ وہ خدا کا کلمہ ہوگا جو وقت پر ظاہر
ہوگا اور اس کیلئے اور نام بھی ہونگے مگر بعد اسکے میں نے دعا کی کہ اس زلزلہ مومن قیامت میں کچھ تاخیر ڈال دی جائے۔
اس دعا کا اللہ تعالیٰ نے اس وحی میں خود ذکر فرمایا اور جواب بھی دیا ہے جیسا کہ وہ فرماتا ہے۔ رب آخر وقت هذا
آخرہ اللہ الی وقت مسمیٰ یعنی خدا نے دعا قبول کر کے اس زلزلہ کو کسی اور وقت پر ڈال دیا جو اندیشہ وحی اپنی
قریباً چار ماہ سے اخبار بد اور الحکم میں چھپکے شائع ہو چکی ہوا ہے کہ زلزلہ مومن قیامت آئے ہیں تاخیر ہو گئی اسلئے
ضرور تھا کہ لوگ پیدا ہونے میں بھی تاخیر ہوتی۔ لہذا یہ منظر محمد کے گھر میں ۱۷ جولائی ۱۹۰۷ء میں بروز جمعہ شنبہ
لڑکی پیدا ہوئی اور یہ دعا قبولیت کا ایک نشان ہوا و نیز وحی الہی کی سچائی کا ایک نشان ہے جو لوگ پیدا ہونے سے تقریباً
چار ماہ پہلے شائع ہو چکی تھی مگر یہ ضرور ہو گا کہ درجہ کے زلزلے آئے رہیں گے اور ضرور ہو کہ زمین مومن قیامت زلزلہ سونڈی
رہے جب تک وہ موعود لوگ پیدا ہوں۔ یاد رہے کہ یہ خدا تعالیٰ کی بڑی رحمت کی نشانی ہے جو کہ لڑکی پیدا کر کے آئندہ بلا یعنی

زلزلہ مومن قیامت کی نسبت کسی اور کی اس میں موجب وہ آخرہ اللہ الی وقت مسمیٰ ابھی تاخیر ہے اور اگر بھی لڑکی پیدا ہو جائے تو ستر اللہ
زلزلہ اور ایک آفت کے وقت مسمیٰ اور اندیشہ اور سیکر ہو گا شاید وہ وقت آجیگا اور تاخیر ہو جائے اور اب تو یہ شریک شریک
سند شد و ہر مسمیٰ ہو گئی۔ صحتہ
سندہ اللہ ستر اللہ

الحمد لله الذي جعل لكم الصهر والنسب الحمد لله الذي اذهب

اُس خدا کو تعریف ہو جس نے دامادی اور نسب کی رشتے سے تیرے پر احسان کیا۔ اس خدا کو تعریف ہے جس نے میرا

عني الحزن واتاني ما لم يثوت احد من العالمين - ليس - انك

غم دور کیا۔ اور مجھ کو وہ چیز دی جو اس زمانہ کے لوگوں میں سو کسی کو نہیں دی گئی۔ اے سرور! تو خدا کا

لن المرسلين على صراط مستقيم - تنزيل العزيز الرحيم اريد

مُرسل ہے۔ راہ راست پر۔ اُس خدا کی طرف سے جو غالب اور رحم کرنے والا ہے۔ اراہ

ان استخلف فخلقت ادم - يحيى الدين و يقيم الشريعة -

کیا کہ اس زمانہ میں اپنا خلیفہ مقرر کروں سو میں آدم کو پیدا کیا۔ وہ دین کو زندہ کرے گا اور شریعت کو قائم کرے گا۔

يودون خسروى آغاز کردند + مسلمان را مسلمان باز کردند

جب مسیح السلطان کا دور شروع کیا گیا تو مسلمانوں کو جو صرف یہی مسلمان تھے نئے سرے سے مسلمان بنانے لگے

ان السموات والارض كانتا رتقا ففتقنهما - قرب اجلك

آسمان اور زمین ایک گھڑی کی طرح بند ہوتے تھے ان دونوں کو کھول دیا یعنی زمین پر اپنی پوری قوت لہری اور آسمان بھی۔ اب تیرا وقت

المقدر ان ذا العرش يدعوك - ولا ينقي لك من المخزيات

موت قریب آگیا۔ ذوالعرش تجھے بلا تا ہے اور ہم تیرے لئے کوئی دُعا کنندہ امر نہیں چھوڑیں گے

ذكر اقل ميعاد ربك ولا ينقي لك من المخزيات شيعاء

تیرے رب کا وعدہ کم رہ گیا ہے اور ہم تیرے لئے کوئی امر دُعا کنندہ باقی نہیں چھوڑیں گے۔

بہت تھوڑے دن رہ گئے ہیں اُس دن خدا کی طرف سے

زندگی کے دن بہت تھوڑے رہ گئے ہیں اُس دن سب جماعت دل برداشتہ

سب پر او داسی چھا جائے گی - یہ ہوگا - یہ ہوگا - یہ ہوگا -

اور او داس ہو جائے گی - کئی واقعات کے ظہور کے بعد

یعنی خدائے تعالیٰ پر اسان کیا کہ ایک شریف اور معزز اور شہرت یافتہ اور باوجہت خاندان سے تجھے پیدا کیا اور دوسرے

یہ احسان کیا کہ ایک معزز دہلی کے سادات خاندان سے تیری بیوی آئی - منہ

پلہ خدا تعالیٰ کی کئی باتوں میں سے ایک بات کو یاد کیا جیسا ہے اس سے مراد آصفی بادشاہی ہے یعنی وہ آئندہ سلسلہ

کا ایک بادشاہ ہو گا اور بڑے بڑے اکابر اُس کے پیرو ہوں گے - منہ

ایک وہ وقت تھا کہ خدا کے بچے مسیح کو صلیب پر لٹا اور اس کو زخمی کیا تھا اور آخری زمانہ میں یہ مقدر تھا کہ مسیح صلیب کو لٹا رہے گا یعنی آسانی نشانوں سے کفارہ کے عقیدہ کو دنیا سے اٹھا دے گا۔ عوض معاوضہ گلہ ندارد

۲۔ نشان صحیح واقفین میں یہ ایک حدیث ہے کہ امام محمد باقر فرماتے ہیں انکم مہدی یثابتون ایتمین لم تکنوا منذ خلق السموات والارض تبسکف القمر لاؤل لیلۃ من رمضان وتنکسف الشمس فی النصف منه ترجمہ یعنی ہمارے مہدی کیلئے دو نشان ہیں اور جب کہ زمین و آسمان خدا نے پیدا کیا یہ دو نشان کسی اور مامور اور رسول کے وقت میں ظاہر نہیں ہوئے ان میں سے ایک یہ ہے کہ مہدی مہمود کے زمانہ میں رمضان کے مہینہ میں چاند کا گرہن اُسکی اؤل رات میں ہوگا یعنی تیرہویں تاریخ میں اور سورج کا گرہن اُسکے دنوں میں سے بیچ کے دن میں ہوگا یعنی اسی رمضان کے مہینہ کی اٹھائیسویں تاریخ کو اور ایسا واقعہ ابتداء دُنیا سے کسی رسول یا نبی کے وقت میں کبھی ظہور میں نہیں آیا صرف مہدی مہمود کے وقت اُس کا ہونا مقدر ہے۔ اب تمام انگریزی اور اردو اخبار اور جملہ ماہرین ہیئت اس بات کے گواہ ہیں کہ میرے زمانہ میں ہی جس کو عرصہ قریباً بارہ سال کا گزر چکا ہے اسی صفت کا چاند اور سورج کا گرہن رمضان کے مہینہ میں وقوع میں آئے اور جس کا ایک اور حدیث میں بیان کیا گیا ہے۔

یہ گرہن دو مرتبہ رمضان میں واقع ہوا اور دوسرے امریکہ میں اور دونوں مرتبہ انھیں تاریخوں میں ہوا ہے جن کی طرف حدیث اشارہ کرتی ہے اور یہ کہ اس گرہن کے وقت میں مہدی مہمود ہونے کا مدعی کوئی زمین پر مجھو میرے نہیں تھا اور نہ کسی نے یہ امر سچ اس گرہن کو اپنی مہدویت کا نشان قرار دیکر صدمہ استہوار اور رسالے اردو اور فارسی اور عربی میں دنیا میں شائع کئے اس لئے یہ نشان آسمانی میرے لئے متعین ہوا۔ دوسری اسیر دلیل یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ جس پہلے اس نشان کے ظہور کو خدا تعالیٰ نے اس نشان کے بارے میں مجھے خبر دی تھی کہ ایسا نشان ظہور میں آئے گا اور وہ خبر براہین احمدیہ میں درج ہو کر قیل اسکے جو یہ نشان ظاہر ہو۔ لاکھوں آدمیوں میں شہر ہو چکی تھی۔

معلوم نہیں کہ اسلامی سن یعنی تیرہ سو برس^{۱۳} میں کئی لوگوں نے محض افرامہ کے طور پر مہدی موعود ہونے کا دعویٰ بھی کیا بلکہ لڑائیاں بھی کیں مگر کون ثابت کر سکتا ہے کہ اُنکے وقت میں چاند گرہن اور سورج گرہن رمضان کے مہینہ میں دونوں جمع ہوئے تھے۔ اور حد تک یہ ثبوت پیش نہ کیا جاتا تب تک بلاشبہ یہ واقعہ خارق عادت ہے۔ کیونکہ خارق عادت اُسی کو کہتے ہیں کہ اسکی نظیر دنیا میں نہ پائی جائے اور صرف حدیث ہی نہیں بلکہ قرآن شریف نے بھی اس کی طرف اشارہ کیا ہے۔ دیکھو آیت وخسف القمر وجمع الشمس والقمر

تیسرا یہ اعتراض پیش کیا جاتا ہے کہ یہ حدیث مرفوع متصل نہیں ہے صرف امام محمد باقر رضی اللہ عنہ کا قول ہے اس کا جواب یہ ہے کہ ائمہ اہل بیت کا یہ طریق تھا کہ وہ وجہ اپنی وجاہت ذاتی کے سلسلہ حدیث کو نام بنام آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم تک پہنچانا ضروری نہیں سمجھتے تھے ان کی یہ عادت شائع متعارف ہے چنانچہ شیعہ مذہب میں صد ہا اسی قسم کی حدیثیں موجود ہیں اور خود امام دارقطنی نے اسکو احادیث کے سلسلہ میں لکھا ہے ماسوا اس کے یہ حدیث ایک غیبی امر پر مشتمل ہے جو تیرہ سو برس کے بعد ظہور میں آگیا۔ جس کا خلاصہ یہ ہے کہ جس وقت مہدی موعود ظاہر ہوگا اُسکے زمانہ میں رمضان کے مہینہ میں چاند گرہن تیرہویں رات کو ہوگا اور اسی مہینہ میں سورج گرہن اٹھایسویں دن ہوگا اور ایسا واقعہ کسی مدعی کے زمانہ میں بخیر مہدی موعود کے زمانہ کے پیش نہیں آئیگا اور ظاہر ہے کہ ایسی کھلی کھلی غیب کی بات بتلانا بجز نبی کے اور کسی کا کام نہیں ہے اللہ تعالیٰ قرآن شریف میں فرماتا ہو لا یظہر علی غیبہ احد الا من ارتضیٰ من رسولہ یعنی خدا اپنے غیب پر بجز برگزیدہ رسولوں کے کسی کو مطلع نہیں فرماتا پس جبکہ یہ پیشگوئی اپنے معنوں کے رُوسے کامل طور پر پوری ہو چکی تو اب یہ کہتے بہانے ہیں کہ

اللہ تعالیٰ نے مختصر لفظوں میں فرمادیا کہ آخری زمانہ کی نشانی یہ ہو کہ ایک ہی مہینہ میں شمس اور قمر کے کسوف خسوف کا اجتماع ہوگا اور اسی آیت کے اگلے حصہ میں فرمایا کہ اسوقت کذب کو فرار کی جگہ نہیں رہیگی جسے ظاہر ہے کہ وہ کسوف خسوف مہدی موعود کے زمانہ میں ہوگا خلاصہ یہ ہے کہ چونکہ وہ کسوف خسوف خدا کی پیشگوئی کے مطابق واقع ہوگا اسلئے کذبوں پر محبت پوری ہو جائے گی۔

کسی کی بھی پروا نہیں کی اور ان خشک مٹاؤں کو ایسے دندان شکن جواب دے کہ وہ ساکت ہو گئے اور خدا تعالیٰ کے فضل سے آپ کا خاتمہ مصدق ہونے کی حالت میں ہوا چنانچہ وہ خطوط جو آپ نے میری طرف لکھے ان سے بھی ظاہر ہوتا ہے کہ خدا تعالیٰ نے کس قدر میری محبت اُنکے دل میں ڈال دی تھی اور کس قدر اپنے فضل سے میرے بارہ میں اُنکو معرفت بخش دی تھی۔ خواجہ صاحب نے اپنی کتاب اشارات فریدی میں مخالفوں کے حملوں کا جواب دیا ہے جیسا کہ ایک جگہ اشارات فریدی میں لکھا ہے کہ کسی نے خواجہ صاحب موصوف کی خدمت میں عرض کی کہ آتھم میعاد کے بعد ملا انہوں نے میوانام لیکر فرمایا کہ اس بات کی کیا پروا ہے۔ میں جانتا ہوں کہ آتھم انھیں کے نفس سے مراد ہے یعنی انھیں کی توجہ اور عقد ہمت نے آتھم کا خاتمہ کر دیا۔ اور کسی نے میری نسبت آپ کو کہا کہ ہم ان کو مہدی مہمود کیونکر مان لیں کیونکہ مہدی موعود کی ساری علامتیں جو حدیثوں میں لکھی ہیں ان میں پائی نہیں جاتیں۔ تب خواجہ صاحب اس کلمہ پر ناراض ہوئے اور فرمایا کہ یہ تو کہو کہ تمام قرار دادہ نشان جو لوگوں نے پہلے سے سمجھ رکھے تھے کس نبی یا رسول میں سب کے سب پائے گئے اگر ایسا وقوع میں آتا تو کیوں بعض کافر ہتھتے اور بعض ایمان لاتے۔ یہی سُنّت اللہ ہے کہ جو جو علامتیں پیشگوئیوں میں کسی آنیوالے نبی

میں بار بار لکھ چکا ہوں کہ آتھم کی نسبت جو پیشگوئی تھی وہ اپنے مفہوم کے مطابق پوری ہو گئی۔ اگر آتھم لوگوں کے رو بہ جو ساتھ یا ستر تھے وہ حال کہنے سے روج نہ کرتا تو اس وقت کہہ سکتے تھے کہ پیشگوئی نہ پوری ہوئی مگر جبکہ آتھم نے روج کر لیا تھا۔ تو ضرور تھا کہ وہ شرط کا خاتمہ اٹھاتا بلکہ اگر آتھم باوجود اس قدر روج کے جو اس کی اپنی عزت اور حشمت کی کچھ پروا نہ کر کے عیسائیوں کے مجمع میں ہی روج کیا پھر بھی پندرہ ہینڈ کے اندر مریا تا تو خدا تعالیٰ کے وعدہ پر اصرار فرماتا۔ تب کہہ سکتے کہ پیشگوئی پوری نہیں ہوئی مگر اب باوجود روج کے پھر اعتراض کرنا ان لوگوں کا کام ہیچ کر دینا اور دیانت سے کچھ سروکار نہیں۔ ہاں جب آتھم پندرہ ہینڈ کے گزرنے کے بعد شخ چشم ہو گیا اور خدا تعالیٰ کے احسان کا شکر گزار نہ رہا۔ تب ایک دوسری پیشگوئی کے مطابق میرے آخری اشتہار سے پندرہ ہینڈ کے اندر مر گیا۔ ہر حال اس کی موت پندرہ ہینڈ سے باہر نہ نکل سکی۔ چنانچہ ایک عقلمند نے باوجود عیسائی ہونے کے اقرار کیا ہے کہ آتھم کی نسبت جو پیشگوئی تھی وہ نہایت صفائی سے پوری ہو گئی اور انکار ہٹ دھرمی ہے۔ منہ

اس لئے دعا کی گئی۔ ہمارے چہل قدمی کو میں نے خواب میں دیکھا کہ ایک شخص جو فرشتہ معلوم ہوتا تھا میرے سامنے آیا اور اس نے بہت سارے سوپے میرے دامن میں ڈال دیئے۔ میں نے اس کا نام پوچھا۔ اس نے کہا نام کچھ نہیں۔ میں نے کہا آخر کچھ تو نام ہو گا۔ اس نے کہا میرا نام جو نیکی۔ سچی۔ پنجابی زبان میں وقت مقررہ کو کہتے ہیں یعنی عین ضرورت کے وقت پر آئیو والا۔ تب میری آنکھ کھل گئی۔ بعد اس کے خدا تعالیٰ کی طرف سے کیا ڈاک کے ذریعے سے اور کیا راہ راست لوگوں کے ہاتھوں سے اس قدر مالی فتوحات ہوئیں جن کا خیال و گمان نہ تھا اور کئی ہزار روپیہ آگیا چنانچہ جو شخص اس کی تصدیق کیلئے صرف ڈاک خانہ کے جسٹر ہی ۵ مارچ ۱۹۵۰ء کو آخر سال تک دیکھے اس کو معلوم ہو گا کہ کس قدر روپیہ آیا تھا۔

۳۳۷

یاد رہے کہ خدا تعالیٰ کی مجھ سے یہ عادت ہے کہ اکثر جو نقد روپیہ آئیو والا ہو۔ یا اور چیزیں تحائف کے طور پر ہوں ان کی خبر قبل از وقت بذریعہ الہام یا خواب کے مجھ کو دیدیتا ہے اور اس قسم کے نشان پچاس ہزار سے کچھ زیادہ ہوں گے۔

۸۴۸ نشان۔ ایک دفعہ ایسا اتفاق ہوا کہ میں نعمت اللہ ولی کا وہ قصیدہ دیکھ رہا تھا جس میں اس نے میرے آنے کی بطور پیشگوئی خبر دی ہے اور میرا نام بھی لکھا ہے اور بتلایا ہے کہ تیرہویں صدی کے اخیر میں وہ مسیح موعود ظاہر ہو گا اور میری نسبت شعر لکھا ہو گا۔

مہدی وقت و عیسیٰ دوراں ہر دوراں شہسوار می بینم
یعنی وہ آئیو والا مہدی بھی ہو گا اور عیسیٰ بھی ہو گا دونوں ناموں کا مصداق ہو گا اور دونوں طور کے دعوے کو یکجا پس اس اثنا میں میں پیشتر پڑھ رہا تھا عین پڑھتے ہی وقت مجھے یہ الہام ہوا :-

از پئے اس محمد حسن را نازک روزگار می بینم
یعنی میں دیکھتا ہوں کہ مولوی سید محمد احسن امر وہی اسی غرض کیلئے اپنی نوکری سے جو ریاست بھوپال میں تھی علیحدہ ہو گئے تا خدا کے مسیح موعود کے پاس حاضر ہوں اور اسکے دعوے کی تائید کے لئے خدمت بجالا دے۔ یہ ایک پیشگوئی تھی جو بعد میں نہایت صفائی سے ظہور میں آئی۔

ولیسابھی یہ پیشگوئی بھی ظہور میں آگئی جو خدا تعالیٰ نے میرے ذریعے سے ظاہر فرمائی۔ کیونکہ جیسا کہ میں بیان کر چکا ہوں اسی روز سے جبکہ خدا تعالیٰ نے اسکی نسبت مجھے یہ خبر دی کہ اُن شانِ شعلہ ہوا الا بتدریس کو آج تک بارہ برس گزر گئے اُسی وقت سے اولاد کا دروادہ سعد اللہ پر بند کیا گیا اور اُس کی بددعاؤں کو اُسی کے منہ پر مار کر خدا تعالیٰ نے تین لڑکے بعد اس الہام کے مجھ کو دیئے اور کروڑ ہا انسانوں میں مجھے عزت کے ساتھ شہرت دی اور اس قدر مالی فتوحات اور آمدنی نقد اور جنس اور طرح طرح کے تحائف مجھ کو دیئے گئے کہ اگر وہ سب جمع کئے جاتے تو کئی کوٹے اُن سے بھر سکتے تھے۔ سعد اللہ چاہتا تھا کہ میں اکیلا رہ جاؤں کوئی میرے ساتھ نہ ہو پس خدا تعالیٰ نے اِس آرزو میں اُسکو نامراد رکھ کر کئی لاکھ انسان میرے ساتھ کر دیا اور وہ چاہتا تھا کہ لوگ میری مدد نہ کریں مگر خدا تعالیٰ نے اُسکی زندگی میں ہی اُسکو دکھلا دیا کہ ایک جہان میری دیکھنے میں میری طرف متوجہ ہو گیا اور خدا تعالیٰ نے وہ میری مالی مدد کی کہ صد ہا برس میں کسی کی ایسی مدد نہیں ہوئی۔ اور وہ چاہتا تھا کہ مجھ کو کوئی عزت نہ ملے مگر خدا نے ہر ایک طبقہ کے ہزار ہا انسانوں کی گردنیں میری طرف جھکا دیں اور وہ چاہتا تھا کہ میں اُسکی زندگی میں ہی مر جاؤں اور میری اولاد بھی مر جائے مگر خدا تعالیٰ نے میری زندگی میں اُسکو ہلاک کیا اور الہام کے دن کے بعد تین لڑکے اور مجھ کو عطا کئے۔ پس یہ موت اُسکی بڑی نامرادی اور ذلت کے ساتھ ہوئی۔ اور یہی پیشگوئی میں نے کی تھی جو خدا تعالیٰ کے فضل سے پوری ہو گئی۔ اور وہ پیشگوئی جس میں میں نے لکھا تھا کہ نامرادی اور ذلت کے ساتھ میرے روبرو وہ مرے گا۔ وہ انجام آتھم میں عربی شعر دل میں ہے اور وہ یہ ہے :-

وَمِنْ اللَّامِ اَرَى رُجِيلاً فاسقاً	غولاً لعیناً نطفۃ الشَّفہاء
اور لہیوں میں سے ایک فاسق آدمی کو دیکھتا ہوں	کہ ایک شیطان ملعون ہے سفیہوں کا نطفہ
شکس خبیث مفسد و مزور	محسوس ہے جس کا نام جاہلوں نے سعد اللہ رکھا ہے
میں نے لکھا تھا کہ وہ مرے گا۔ وہ انجام آتھم میں عربی شعر دل میں ہے اور وہ یہ ہے :-	

میں نے لکھا تھا کہ وہ مرے گا۔ وہ انجام آتھم میں عربی شعر دل میں ہے اور وہ یہ ہے :-

يَا لَا عَيْنَ اِنَّ الْمُهَيْمِنَ يَنْظُرُ	خَفَّ قَهْرُ رَبِّ قَادِرٍ مَوْلَانِي
اِنَّ اَرْنَاكَ تَمَيُّسُ بِالْخَيْلَاءِ	اُنسيت يوم الطعنة الجلاءِ
لا تَتَّبِعْ اَهْوَاءَ نَفْسِكَ شَقْوَةً	يُلْقِيكَ حُبَّ النَّفْسِ فِي الْخَوَاءِ
فَرَسٌ خَبِيثٌ خَفَّ ذُرْعَهُ هَوَاتِهِ	اِنْ السَّمُومَ لَشَرَّ مَا فِي الْعَالَمِ
اَذْ يَتَنَبَّيْ حُبَاتًا فَلَسْتُ بِصَادِقٍ	اِنْ لَمْ تَمُتْ بِالْخَزْيِ يَا ابْنَ بَعْلٍ

۱۵

تو نے اپنی خفاشت سے مجھے بہت دکھ دیا ہے۔ پس میں بھی نہیں ہوں گا اگر ذلت کے ساتھ تیرا موت نہ ہو۔

اللہ مجھ پر غمزدگی جز نکمہ و یعتزنی

اور میری ذلت پر کچھ غم نہیں خدا مجھ سے تیرے گروہ کے ذلیل کر دے گا اور مجھے عزت دے گا یہاں تک کہ لوگ میرے جھنڈے کے نیچے جا بیٹھیں

يَا دَرْنَا افْتَحْ بَيْنَنَا بَكْرَامَةً

یا من یرى قلبی ولت لحائی

یا من ارى ابوابه مفتوحة

یا من ارى ابوابه مفتوحة

یا من ارى ابوابه مفتوحة

یا من ارى ابوابه مفتوحة

یا من ارى ابوابه مفتوحة

یا من ارى ابوابه مفتوحة

یا من ارى ابوابه مفتوحة

یا من ارى ابوابه مفتوحة

یا من ارى ابوابه مفتوحة

یا من ارى ابوابه مفتوحة

سعد الشہ کی موت صرف ایک نشان نہیں بلکہ تین نشان ہیں (۱) اس کی موت کی نسبت میری پیشگوئی (۲) میری موت کی نسبت بطور مباہلہ اس کی پیشگوئی کہ گویا میں اس کی زندگی میں ہی مر جاؤں گا (۳) اس کی موت کی نسبت میری دعا قبول ہو گئی۔ منہ

سعد الشہ کی موت

خواب میں ایک شخص کی موت دیکھی جاتی ہو اور اسکی تعبیر زیادت عمر ہوتی ہو یہی حال ان مولویوں کا ہو بڑے دیانتدار کہلاتے ہیں۔ جھوٹ بولنے سے بدتر دنیا میں اور کوئی بُرا کام نہیں۔ ایسے جھوٹ کو خدا نے جس کے ساتھ مشابہت دی ہے مگر یہ لوگ جس سے پرہیز نہیں کرتے ہم نے اس قدر وضاحت سے سمجھا دیا کہ مرنا پیشگوئی کے مطابق ثابت کر کے لکھا ہو مگر کیا مولوی شفاء اللہ صاحب مان لینگے؟ نہیں بلکہ کوشش کریں گے کہ کسی طرح رد کریں ان لوگوں کا خدا تعالیٰ سے جنگ ہے۔ نہیں دیکھتے کہ اگر یہ منصوبہ انسان کا ہوتا تو یہ برکات اسکے شامل حال نہ ہوتیں کیا کوئی ایماندار خدائے عزوجل کی نسبت ان افعال کو منسوب کر سکتا ہو کہ ایک شخص کو وہ دعوت الہام کے بعد تیس بتیس برس کی مہلت ملے اور دن بدن اسکے سلسلہ کو ترقی بخشنے اور ایسے وقت میں جبکہ اسکے ساتھ ایک آدمی بھی نہیں تھا یہ بشارت اسکو دی کہ لاکھوں انسان تیرے سلسلہ میں داخل کئے جائیں گے اور کئی لاکھ روپیہ اور طرح طرح کے تحائف لوگ تجھے دینگے اور دُور دُور سے ہزار ہا لوگ تیرے پاس آئیں گے یہاں تک کہ وہ راہ گہرے ہو جائیں گے اور ان میں گڑھے پڑ جائیں گے جن راہوں سے وہ آئیں گے۔ تجھے چاہیے کہ ان کی کثرت کی وجہ سے تو تھک نہ جائے اور ان کی بد اخلاقی نہ کرے خدا تجھے تمام دنیا میں شہرت دیگا اور بڑے بڑے نشان تیرے لئے دکھلائیں گے اور خدا تجھے نہیں چھوڑے گا جہنم وہ رشتہ دار گہرا ہی میں فرق کر کے نہ دکھلاوے اور دشمن زور لگائیں گے اور طرح طرح کے مکار اور فریب اور منصوبے استعمال کریں گے مگر خدا انہیں نامراد رکھے گا۔ خدا ہر ایک قدم میں تیرے ساتھ ہو گا اور ہر ایک میدان میں تجھے فتح دے گا۔ اور تیرے ہاتھ پر اپنے زور کو پورا کریگا۔ دنیا میں ایک نذیر آیا پر دنیا نے اسکو قبول نہ کیا لیکن خدا اسے قبول کر لیا اور بڑے زور اور حملوں سے اُس کی سچائی ظاہر کر دے گا۔ میں اپنی چمکار دکھلاؤں گا اور اپنی قدرت نمائی سے تجھے اٹھاؤں گا۔ میں تجھے دشمنوں کے ہر ایک حملہ سے بچاؤں گا اگرچہ لوگ تجھے نہ بچا دیں۔ اگرچہ لوگ تیرے چلنے کی کچھ پروا نہ رکھیں مگر میں تجھے ضرور بچاؤں گا۔

یہ اس زمانہ کے الہام ہیں جس پر تیس برس سے زیادہ عرصہ گزر چکا ہے اور یہ تمام الہام

براہین احمدیہ میں شائع ہو چکے ہیں جن کے شائع ہونے پر اب پچیس برس سے زیادہ عرصہ گزر گیا۔ اور یہ وہ زمانہ تھا جس میں مجھے کوئی بھی نہیں جانتا تھا نہ کوئی موافق تھا نہ مخالف۔ کیونکہ میں اس زمانہ میں کچھ بھی چھپ رہا تھا اور ایک احمدیہ انسان اور زاویہ گنہگار میں پوشیدہ تھا۔ پھر بعد اسکے آہستہ آہستہ ترقی ہوئی اور جیسا کہ خدا تعالیٰ نے تیس بتیس برس پہلے پیشگوئی کی تھی وہ سب باتیں ظہور میں آ گئیں اور اب تک کئی لاکھ انسان قادیان میں آکر سلسلہ بیعت میں داخل ہو چکا ہے اور درحقیقت اس کثرت سے لوگ بیعت کیلئے قادیان میں آئے کہ اگر مجھے یہ الہام یاد نہ ہوتا ولا تصغر لخلق الله ولا تنس من الناس تو میں انہی طاقول سے تھک جاتا۔ اور جیسا کہ شرط ہر طریق اخلاق کو بجانہ لاسکتا مگر یہ خدا تعالیٰ کا فضل اور اس کی رحمت ہے کہ اس نے ان واقعات سے تیس بتیس برس پہلے مجھ کو ان واقعات کی خبر دیدی اور ڈاکھانوں کے رجسٹروں سے تحقیق ہو سکتا ہے کہ اب تک مالی فتوحات میں کئی لاکھ روپیہ آچکا ہے اور اس کے زیادہ وہ روپیہ جو لوگ خود آکر دیتے ہیں اور بعض لوگ خطوط کے ذریعہ سے لوٹ بھیج دیتے ہیں اور تین تین ہزار کے قریب اس سلسلہ کی ہر ایک مدد کا ماہوار خرچ ہو جس ظاہر ہے کہ ان دنوں میں ماہوار آمدنی بھی ایسی قدر ہے۔ حالانکہ جس زمانہ میں ان فتوحات مالیہ کی پیشگوئی براہین احمدیہ میں شائع ہوئی تھی اس زمانہ میں کوئی شخص ایک پیسہ سالانہ بھی نہیں دیتا تھا اور نہ کوئی امید تھی اور اس پیشگوئی پر تیس بتیس برس گزر گئے اور اس زمانہ کی ہے جبکہ سال میں ایک پیسہ بھی کسی طرف سے نہیں آتا تھا اور نہ کوئی میری جماعت میں داخل تھا بلکہ میں اس تحم کی طرح تھا جو زمین کے اندر پوشیدہ ہو جیسا کہ براہین احمدیہ میں جس کے شائع ہونے پر پچیس برس گزر گئے خدا تعالیٰ نے میری نسبت یہ گواہی دی ہے اور وہ یہ الہام ہے۔ رب لا تذرفی فرداً و انت خیر الوارثین۔ یعنی دعا کر کہ اے خدا مجھے اکیلا مت چھوڑ۔ اس ظاہر ہے کہ میں اس وقت جبکہ یہ پیشگوئی فرمائی گئی اکیلا تھا۔ اور پھر دوسرا الہام براہین احمدیہ میں میری نسبت یہ ہے کہ کڈرچ اخراج شطہ یعنی میں اس بیج کی طرح تھا جو زمین میں بویا گیا اور نہ صرف یہ الہامات ہیں بلکہ اس قصہ کے تمام لوگ

وحی الہی نے مجھے ٹھیکرایا ہے اور تصریح بیان فرمایا کہ وہ میرے حق میں اور میں خدا تعالیٰ کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ یہ خدا تعالیٰ کا کلام ہے جو میرے پر نازل ہوا۔ ومن ینکر بہ فلیبارز للمباہلۃ ولعنة الله علی من کذب الحق وافتوی علی حضرة العترۃ۔ اور یہ دعویٰ اُمت محمد یہ میں سے آج تک کسی اور نے ہرگز نہیں کیا کہ خدا تعالیٰ نے میرا یہ نام رکھا ہے اور خدا تعالیٰ کی وحی سے صرف میں اس نام کا مستحق ہوں۔ اور یہ کہنا کہ نبوت کا دعویٰ کیا ہے کس قدر جہالت کس قدر حماقت اور کس قدر حق سے خروج ہے۔ اے نادانو! میری مراد نبوت سے یہ نہیں ہے کہ میں نعوذ باللہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے مقابل پر کھڑا ہو کر نبوت کا دعویٰ کرتا ہوں یا کوئی نئی شریعت لایا ہوں بھرت مراد میری نبوت سے کثرت مکالمات و مخاطبات الہیہ ہے جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی اتباع سے حاصل ہو۔ سو مکالمہ و مخاطبہ کے آپ لوگ بھی قائل ہیں۔ پس یہ صرف لغتی نزاع ہوئی۔ یعنی آپ لوگ جس امر کا نام مکالمہ و مخاطبہ رکھتے ہیں۔ میں اُس کی کثرت کا نام بموجب حکم الہی نبوت رکھتا ہوں۔ ولکن ان یصطلح۔

اور میں اُس خدا کی قسم کھا کر کہتا ہوں جس کے ہاتھ میں میری جان ہے کہ اسی نے مجھے بھیجا ہے اور اسی نے میرا نام نبی رکھا ہے اور اسی نے مجھے مسیح موعود کے نام سے پکارا ہے اور اُس نے میری تصدیق کے لئے بڑے بڑے نشان ظاہر کئے ہیں جو میں لاکھ تک پہنچتے ہیں جن میں سے بطور نمونہ کسی قدر اس کتاب میں بھی لکھے گئے ہیں۔ اگر اُس کے معجزانہ افعال اور کھلے کھلے نشان جو ہزاروں تک پہنچ گئے ہیں میرے صدق پر گواہی نہ دیتے تو میں اُس کے مکالمہ کو کسی پر ظاہر نہ کرتا۔ اور نہ یقیناً کہہ سکتا کہ یہ اُس کا کلام ہے پر اُس نے اپنے اقوال کی تائید میں وہ افعال دکھائے جنہوں نے اُس کا چہرہ دکھانے کے لئے ایک صاف اور روشن آئینہ کا کام دیا۔

اشدد الانكار - وعلى حياته يصرون وتلك كلمة بها يموتون - فاجتنب ذلك ان كنت من الذين يؤمنون بالفرقان ولا يكفرون - ولا تكن كمثلي الذين تركوا كلام الله وراء ظهورهم فلا يبالون - ويقولون ان المسلمين اجمعوا على حياته فلا يدل لهم يكذبون - واين الاجتماع وفيهم المعتزلون - واذا قيل لهم الاتفكرون في قول ربكم فلما توفيتني اوبه لا تؤمنون - فليس جوابهم الا ان يحرقوا آيات الله ويقولوا ان معنى التوفى رفع الروح مع الجسم العنصرى انظر كيف عن الحق يعدلون - ويعلمون ان هذا القول قول يحبس به عيشه بحضرة العزة يوم القيامة اذ يسئله الله عن ضلالة الامة وكذلك في الفرقان تفرقون - فنجبت والله كل العجب من شانهن ومن عقلم وعرفانهن - الا يعلمن انه ما كان لبشر ان يحضر يوم النشور - من قبل ان يقبض روحه ويكون من اصحاب القبور - ما لهم لا يتدبرون - وقد حشا الصمابة التراب فوق خير البرية - ومزاره موجود الى هذا الوقت في المدينة المنورة - فمن سؤل الادب ان يقال ان عيسى مات وان هو الاشرك عظيم - يا كل المحسنات يخالف الحصة بل هو توفى كمثلي اخوانه - ومات كمثلي اهل زمانه - وان عقيدة حياته قد جاءت في المسلمين من الملة النصرانية - وما اتخذوه الها الا بهذه الخصوصية - ثم اشاعها النصارى ببذل الاموال في جميع اهل البدو والحضر - بما لم يكن احد فيهم من اهل الفكر والنظر - واما المتقدمون من المسلمين فلم يصدر منهم هذا القول الا على طريق العثار والعثرة - فهم قوم معدرون عند المحفزة بما كانوا خاطئين غير متعمدين - وما اخطوا الا من وجه الطبائع الساذجة والله يعفو عن كل مجتهد يجتهد بصحة النية - ويؤدى حق التحقيق من غير خيانة على قدر الاستطاعة - الا الذين جاءهم الامام الحكم مع البيئات

روحانی خزائن

تصنیفات

حضرت میرزا غلام احمد قادیانی
مسیح موعود و مہدی موعود علیہ السلام

جلد ۲۳

چشمہ معرفت پیغام صلح

نقل بائیں ص ۱۰۱
بغیر دستخط ہر قسم کتاب خانہ مسترد نہ سمجھی جاوے گی

قد فرغنا من الرزق علی قوم یستون آریہ فالمدد یدلہ رب العالمین
انما اذا نزل لنا بساحۃ قوم نساء صباہ المندارین

ہم آریوں کا رزق لینے سے فراغت کر چکے سو اس خدا کو سب تعریف ہے جو تمام جہانوں کا رب ہے
ہم جب ایک قوم پر چڑھا لی کہتے ہیں اور ان کے صحن میں اترتے ہیں تو وہ صبح ان کی ایک کھیتی
صبح ہوتی ہے جو تباہی کی خبر دیتی ہے

بسم اللہ الرحمن الرحیم

یہ کتب تیری صاحبوں کے افسانوں کے جواب میں لکھی گئی ہیں اپنے مذہبی جلسہ میں دسمبر ۱۹۰۸ء میں
جو اچھے چار سو معزز ہماری جماعت کے مسلمانوں کے خود انکوائے گھر میں بلا کر سنایا تھا جو ہمارے سید مولیٰ
نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی توہین اور دشنام دہی سے بر تھا جس میں دین اسلام پر جا بجا توہین اور
ہنسری اور طعن کیا گیا تھا اور نہایت شوخی سے گندی گالیاں دے کر اور بے تحاشہ ہمتیں ہمارے
مقدس ذات رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر لگا کر صد مسلمانیوں کو خود مدعو کر کے نہایت دکھ
دیا تھا اور اس کتاب کا نام ہے



از مؤلفات حضرت مرزا غلام احمد صاحب صحیح موعود

جو ۱۵ مئی ۱۹۰۸ء کو

مطبع انوار احمدیہ مشین پریس قادیان ضلع گورداسپور میں طبع ہوئی
باہتمام شیخ یعقوب علی تراب منیجر

قوم کی طرح بن جائیں اور ایک ہی مذہب پر ہو جائیں۔ زمانہ محمدی کے آخری حصہ میں ڈال دی جو قرب قیامت کا زمانہ ہے اور اس تکمیل کے لئے اسی امت میں سے ایک نائب مقرر کیا

جو مسیح موعود کے نام سے موسوم ہو اور اسی کا نام خاتم الخلفاء ہے

پس زمانہ محمدی کے سر پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہیں اور اُس کے آخر میں مسیح موعود ہے اور ضرور تھا کہ یہ سلسلہ دنیا کا منقطع نہ ہو جب تک کہ وہ پیدا نہ ہو لے کیونکہ وحدت اقوامی کی خدمت اسی نائب الغیبت کے عہد سے وابستہ کی گئی ہو اور اسی کی طرف یہ آیت اشارہ کرتی ہو اور وہ یہ ہے **هُوَ الَّذِي أَرْسَلَ رَسُولَهُ بِالْهُدَىٰ وَدِينِ الْحَقِّ لِيُظْهِرَهُ عَلَى الدِّينِ كُلِّهِ** یعنی خدا وہ خدا ہے جس نے اپنے رسول کو ایک کامل ہدایت اور سچے دین کے ساتھ بھیجا تا اس کو ہر ایک قسم کے دین پر غالب کر دے یعنی ایک عالمگیر غلبہ اس کو عطا کرے اور چونکہ وہ عالمگیر غلبہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں ظہور میں نہیں آیا اور ممکن نہیں کہ خدا کی پیش گوئی میں کچھ تخلف ہو اس لئے اس آیت کی نسبت ان سب متقدمین کا اتفاق ہو جو ہم سے پہلے گذر چکے ہیں کہ یہ عالمگیر غلبہ مسیح موعود کے وقت میں ظہور میں آئے گا کیونکہ اس عالمگیر غلبہ کیلئے تین امر کا پایا جانا ضروری ہے جو کسی پہلے زمانہ میں وہ پائے نہیں گئے۔

(۱) اول یہ کہ پورے اور کامل طور پر مختلف قوموں کے میل ملاقات کیلئے آسانی اور سہولت کی راہیں کھل جائیں اور سفر کی ناقابل برداشت مشقتیں دور ہو جائیں اور سفر بہت جلدی طے ہو سکے گویا سفر سفر ہی نہ رہے اور سفر کو جلد طے کرنے کے لئے فوق العادت اسباب میسر آجائیں کیونکہ جب تک مختلف ممالک کے باشندوں کیلئے ایسے اسباب اور سامان حاصل نہ ہوں کہ وہ فوق العادت کے طور پر ایک دوسرے سے مل سکیں اور آسانی ایک دوسرے کی ایسے طور سے ملاقات کر سکیں کہ گویا وہ ایک ہی شہر کے باشندے ہیں تب تک ایک قوم کے لئے یہ موقعہ حاصل نہیں ہو سکتا کہ وہ یہ دعویٰ کریں کہ اُن کا دین تمام دنیا کے دینوں پر

بندوں سے مکالمہ مخاطبہ کرتا تھا اب بھی کرتا ہے اور ہم میں اور ہمارے مخالف مسلمانوں میں صرف لفظی نزاع ہے اور وہ یہ کہ ہم خدا کے اُن کلمات کو جو نبوت یعنی پیش گوئیوں پر مشتمل ہیں نبوت کے اہم سے موسوم کرتے ہیں اور ایسا شخص جس کو بکثرت ایسی پیش گوئیاں بذریعہ وحی دی جائیں یعنی اس قدر کہ اُس کے زمانہ میں اُس کی کوئی نظیر نہ ہو اس کا نام ہم نہیں رکھتے ہیں کیونکہ نبی اُس کو کہتے ہیں جو خدا کے الہام سے بکثرت آئندہ کی خبریں دے مگر ہمارے مخالف مسلمان مکالمہ الہی کے قائل ہیں۔ لیکن اپنی نادانی سے ایسے کلمات کو جو بکثرت پیش گوئیوں پر مشتمل ہیں نبوت کے نام سے موسوم نہیں کرتے حالانکہ نبوت صرف آئندہ کی خبر دینے کو کہتے ہیں جو بذریعہ وحی والہام ہو اور ہم سب اس بات پر اتفاق رکھتے ہیں کہ شریعت قرآن شریف پر ختم ہو گئی ہے صرف مبشرات یعنی پیش گوئیاں باقی ہیں۔“

اور پھر خدا تعالیٰ کی اعلیٰ درجہ کی صفات میں سے ایک صفت تقدس بھی ہے یعنی یہ کہ وہ ہر ایک عیب اور نقصان سے پاک ہے لیکن ظاہر ہے کہ گویا ہونا ایک عیب ہے۔ ایسا ہی باوجود دعوائے قدرت کے ایک رُوح کو بھی پیدا نہ کر سکتا یہ بھی عیب ہے۔ ایسا ہی اپنا وجود ثابت کرنے کے لئے کوئی پختہ اور محکم دلائل پیش نہ کرنا یہ بھی عیب ہے۔ ایسا ہی اُس کے مقابلہ اذلی اور ابدی طو پر کوئی اور وجود بھی ہونا یہ بھی اُس کے لئے عیب ہے۔ پس باوجود اس قدر عیبوں کے تقدس کہاں رہ سکتا ہے۔ سبحانہ و تعالیٰ عما یصفون ۱۰

ایک اور ضروری صفت خدا تعالیٰ کی ہے جس کو وید اندر ہی اندر مضمر کر گیا ہے اور وہ اُس کا توّاب اور غفور ہونا ہے اور توّاب اور غفور کے یہ معنی ہیں کہ وہ توبہ قبول کرنے والا اور گنہ بخشنے والا ہے ظاہر ہے کہ انسان اپنی فطرت میں نہایت کمزور ہے اور خدا تعالیٰ کے صد احکام کا اُس پر بوجھ ڈال گیا ہے پس اس کی فطرت میں یہ داخل ہے کہ وہ اپنی کمزوری کی وجہ سے بعض احکام کے ادا کرنے سے قاصر رہ سکتا ہے اور کبھی نفسِ امّارہ کی بعض خواہشیں اس پر غالب آجاتی ہیں پس وہ اپنی کمزور فطرت کی رُو سے حق رکھتا ہے کہ کسی غرض کے دقت اگر

میں تغیرات ڈالتا ہے اور یہ بالکل غیر معقول اور یہودہ امر ہے کہ انسان کی اصل زبان کو کوئی ہو اور الہام اس کو کسی اور زبان میں ہو جس کو وہ سمجھ بھی نہیں سکتا کیونکہ اس میں تکلیف مالا یطاق ہے اور ایسے الہام سے فائدہ کیا ہو اور انسانی سمجھ سے بالاتر ہے پس جب کہ بموجب اصول آریہ سماج کے وید کے رشیوں کی زبان ویدک سنسکرت نہیں تھی اور نہ وہ اُس کے بولنے اور سمجھنے پر قادر تھے اور پھر خدا کا ایسی بیگانہ زبان میں اُن کو الہام کرنا گویا دیدہ دانستہ اُن کو اپنی تعلیم سے محروم رکھنا تھا۔ اور اگر کہو کہ خدا اُن کو اُن کی زبان میں سمجھا دیتا تھا کہ ان عبارتوں کے یہ معنی ہیں تو اس صورت میں پر ہمیشہ کا یہ عہد کمال نہیں رہے گا کہ انسانی زبان میں اُس کو بولنا حرام ہے۔ مجھے تعجب ہے کہ ان نہایت کچی اور خام بالکل کے پیش کرنے سے اُدیلیل کو فائدہ کیا ہے کیا جو کچھ انسان کا ہے وہ سب کچھ ہمیشہ کا نہیں ہے تو پھر کوئی پر ہمیشہ کی ہتک عزت ہے کہ انسان کو اُس کی زبان میں سمجھا دے کیا ہمارا خدا ہماری بھائی ہماری زبان میں ہی نہیں سنتا۔ پس سب کہ ہماری زبان میں ہی ہماری دعا سننے سے اُس کی شان میں کچھ فرق نہیں آتا تو پھر ہماری زبان میں ہی ہمیں کوئی راہ راست سمجھانے سے کیلی اُس کی شان میں فرق آئے گا۔

پس یاد رکھنا چاہئے کہ قدیم سنت اللہ کے موافق تو یہی عادت الہی ہے کہ وہ ہر ایک قوم کے لئے اُسی زبان میں ہدایت کرتا ہے لیکن اگر کوئی زبان ایسی ہو کہ ٹھہم کو خوب یاد ہو اور گویا اُس کی زبان کے حکم میں ہو تو بسا اوقات ٹھہم کو اس زبان میں الہام ہو جاتا ہے جیسا کہ قرآن شریف کے بعض الفاظ سے یہ سند ملتی ہے کیونکہ اول قرآن شریف قریش کی زبان میں ہی نازل ہونا شروع ہوا تھا کیونکہ اول مخاطب قریش ہی تھے مگر بعد اس کے قرآن شریف میں عرب کی اور آدہ زبانوں کے بھی الفاظ آگئے ہیں اور ہم لوگ جو قرآن شریف کے پیرو ہیں اور ہماری شریعت کی کتاب خدا تعالیٰ کی طرف سے قرآن شریف ہے۔ اس لئے ہم خدا تعالیٰ سے اکثر عربی میں الہام پاتے ہیں تا وہ اس بات کا نشان ہو کہ جو کچھ ہمیں ملتا ہے وہ حضرت

پھر ماسوا اس کے اگر اس وجہ سے انکار کیا جاتا ہے کہ یہ امر خارق عادت ہے۔ تو کیا بموجب اصول آریلوں کے وید کے بعد الہام الہی ہونا یہ خارق عادت امر نہیں ہے پس جبکہ لیکھرام کی موت نے اس بات کو ثابت کر دیا کہ وہ قادر خدا اس زمانہ میں بھی برخلات وید کے معقولہ کردہ قانون قدست کے الہام کرتا ہے تو وید کا سارا قانون قدرت دریا بُرد ہو گیا اس صورت میں وید کی بات کا کوئی بھی اعتبار نہ رہا۔ ظاہر ہے کہ جب ایک بات میں کوئی جھوٹ ثابت ہو جائے تو پھر دوسری باتوں میں بھی اس پر اعتبار نہیں رہتا اور لیکھرام والی پیش گوئی سے تسلی نہیں ہوئی تو پھر درخواست کرنے سے اور کوئی ذریعہ تسلی کا پیدا ہو سکتا ہے اور خدا تعالیٰ کی صمد الہامی پیشگوئیاں جو پوری ہو چکی ہیں تسلی دے سکتی ہیں غرض وید کا قانون قدست ایسا جھوٹا ثابت ہوا کہ ساتھ ہی وید کو بھی لے ڈوبا۔ پھر اسی بلند پر احترام کرنا عیسائے جدید ہے۔ ظاہر ہے کہ وید نے دعویٰ کیا تھا کہ اس کے بعد خدا کی قوت تکمیل ہمیشہ کے لئے مسلوب رہے گی مگر ہم نے چکے ہوئے نشانیوں کے ساتھ ثابت کر دیا کہ وید نے جو کچھ دعویٰ کیا ہے اور جو کچھ آئندہ کے لئے خدا کے الہام کے بارہ میں لکھا ہے کہ وہ محل ہوتا قانون قدرت کے برخلاف ہے وہ سراسر جھوٹ اور خلاف حق ہے بلکہ خدا ہمیشہ اپنے بندوں کو الہام کرتا ہے تو پھر بتلاؤ کہ اس کے بعد بار بار اُسی وید کو پیش کرنا جس کے قانون قدست کا غور نہ کر دیکھ چکے ہیں۔ کس قدر خلاف حیا و شرم ہے۔

غرض لیکھرام کی موت نے ثابت کر دیا کہ وید کی تعلیم سراسر غلط ہے کہ اس کے بعد الہام نہیں ہے تو پھر وید کے معقولہ کردہ قانون قدست پر اعتبار کیا رہا۔ خدا تعالیٰ کے کرڈہ قانون قدرت ابھی مخفی ہیں اور آہستہ آہستہ ظاہر ہو رہے ہیں مگر افسوس ان لوگوں پر کہ دانستہ آنکھ بند کر لیتے ہیں اگر یورپ کا کوئی شخص یہ بات ظاہر کرے کہ میں تمہیں سے پانی نکال سکتا ہوں یا تمہارے پانی بنا سکتا ہوں تو اُس کے مقابل پر یہ لوگ دم بھی نہ ماریں اور فی الفور آمتنا و صدقہ کہنے لگیں مگر خدا کے کلام نے جو کچھ بیان کیا اُس کو نہیں مانتے۔

آیا ہے اور اس وقت آیا ہے جب کہ دنیا خدا کے راہ کو بھول چکی تھی اور جن بیماروں کیلئے آیا۔ اُن کو اُس نے چنگا کر کے دکھلا دیا اور نہ تورات اور نہ انجیل وہ اصلاح کر سکی جو قرآن شریف نے کی۔ کیونکہ تورات کی تعلیم پر چلنے والے یعنی یہودی ہمیشہ بار بار بت پرستی میں پڑتے رہے چنانچہ تاریخ جاننے والے اس پر گواہ ہیں اور وہ کتابیں کیا باعتبار علمی تعلیم کے اور کیا باعتبار عملی تعلیم کے سراسر ناقص تھیں اس لئے اُن پر چلنے والے بہت جلد گمراہی میں پھنس گئے۔ انجیل پر ابھی تیس برس بھی نہیں گزرے تھے کہ بجائے خدا کی پرستش کے ایک عاجز انسان کی پرستش نے جگہ لے لی یعنی حضرت عیسیٰ خدا بنائے گئے اور تمام نیک اعمال کو چھوڑ کر ذریعہ معافی گناہ یہ ٹھہرا دیا کہ اُن کے مصلوب ہونے اور خدا کا بیٹا ہونے پر ایمان لایا جائے پس کیا یہی کتابیں تھیں جن کی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے نقل کی بلکہ سچ تو یہ ہے کہ وہ کتابیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ تک رومی کی طرح ہو چکی تھیں اور بہت بھڑک اُن میں ملائے گئے تھے جیسا کہ کسی جگہ قرآن شریف میں فرمایا گیا ہے کہ وہ کتابیں محض تبدیل ہیں اور اپنی اصلیت پر قائم نہیں رہیں چنانچہ اس واقعہ پر اس زمانہ میں بڑے بڑے محقق انگریزوں نے بھی شہادت دی ہے۔ پس جب کہ بائبل محض تبدیل ہو چکی تھی اور جو بائبل کے حامی تھے وہ بقول بادی فندل اور دوسرے محقق عیسائیوں کے اس زمانہ میں نہایت درجہ بدچلن ہو چکے تھے اور زمین پاپ اور گناہ سے بھر گئی تھی اور آسمان کے نیچے بجز معصیت اور مخلوق پرستی کے اور کوئی عمل نہ تھا اس طرف آریہ درت بھی خراب ہو چکا تھا۔ اس کے لئے پندت دیانند کی گواہی ستیا رتھ میں کافی ہے اور قرآن شریف نے خود اپنے آنے کی ضرورت پریش کی ہے کہ اس زمانہ میں ہر ایک قسم کی بدچلنی اور بد اعتقادی اور بدکاری زمین کے رہنے والوں پر محیط ہو گئی تھی تو اب خدا کا خوف کر کے سوچنا چاہئے کہ کیا باوجود جمع ہونے اتنی ضرورتوں کے پھر بھی خدا نے نہ چاہا کہ اپنے تازہ اور زندہ دھرم سے

بہنوں کو ہلاک کیا یا ان کے مقابل پر مجھے ہر ایک قسم کے انعام سے مشرف کیا۔ اور ان کو ذلت کی زندگی میں ڈالا یا ذلت کے ساتھ دنیا سے اٹھالیا۔

اور خدا نے میری تائید میں اس قسم کے نشان بھی ظاہر کئے کہ میرے وجود سے بھی پہلے بعض صلح نامے میرا نام لیکر میرے ظہور کی خبر دی تھی اور بعض نے میرے ظہور سے تین سو برس پہلے میل نام لیکر اور میرے گانوں کا نام لیکر میرے ظہور کی خبر دی۔

اور خدا نے میرے لئے ایک یہ بھی نشان ظہرایا کہ پہلے تمام نبیوں نے مسیح موعود کے ظہور کے لئے جس زمانہ کی خبر دی تھی اور جو تاریخی طور پر مسیح موعود کے ظہور کے لئے مدت مقرر کی تھی خدا نے ٹھیک ٹھیک مجھے اسی زمانہ میں پیدا کیا۔ *

ایسا ہی اسلام کے تمام اولیاء کا اس پر اتفاق تھا کہ اس مسیح موعود کا زمانہ چودھویں صدی سے تجاوز نہیں کرے گا اور حدیثِ اَوَّیَّاتُ بَعْدَ الْاَوَّسِ تین بھی اس پر دلالت کرتی تھی سو خدا نے چودھویں صدی کے سر پر مجھے مامور اور مخاطب فرمایا

خدا نے قرآن شریف میں ایک جگہ یہ بھی فرمایا تھا کہ آخری زمانہ میں مذاہب کے جنگ چوں گے اور دریا کی لہروں کی طرح ایک مذہب دوسرے مذہب پر گرسے گا تا اس کو نابود

کے شعلے بعض ناواقف یہ اعتراض کیا کرتے ہیں کہ مسیح موعود کا قرآن شریف میں کہاں ذکر ہے؟ اس کا یہ جواب ہے کہ خدا کی کتابوں میں مسیح موعود کے کئی نام ہیں مگر ان کے ایک نام خاتم الخلفاء ہے یعنی ایسا خلیفہ جو سب سے آخر کے والا ہے سو اس نام کے ساتھ قرآن شریف میں مسیح موعود کے بارے میں پیشگوئی موجود ہے چنانچہ سورۃ نور میں خدا تعالیٰ نے وعدہ فرمایا ہے کہ وہ مسلمانوں میں سے آخری دین تک ان کے دین کی تائید کے لئے خلیفہ پیدا کرے گا تا اس کے گاداروں کے ذریعے سے خوف کے بعد اس کی ضرورت پیدا کر دے گا۔ آخری دین تک خلیفوں کا پیدا ہونا اس قرین سے معلوم ہوتا ہے کہ جو جب نص مروج قرآن شریف کے اسلام کا دور دنیا کے آخری دنوں تک ہے پس ماننا چاہیے کہ اسلام میں بھی ایک خاتم الخلفاء ہے جیسا کہ حضرت موسیٰ کے سلسلہ میں حضرت موسیٰ خاتم الخلفاء تھے۔ لہذا یہ عجیب لازم ہے کہ جیسا کہ حضرت عیسیٰ حضرت موسیٰ سے پہلے قتل ہوئے چودھویں صدی میں پیدا ہوئے اسی طرح اسلام کا خاتم الخلفاء اسی مدت کے بعد مبعوث ہوا۔ منہ

میں اکیلا اپنے خدا کی جناب میں کسی امر کے لئے رجوع کروں تو خدا میری ہی تائید کرے گا مگر نہ اس لئے کہ سب سے میں ہی بہتر ہوں بلکہ اس لئے کہ میں اس کے رسول پر دلی صدق سے ایمان لایا ہوں اور جانتا ہوں کہ تمام نبوتیں اس پر ختم ہیں اور اس کی شریعت خاتم الشرائع ہے مگر ایک قسم کی نبوت ختم نہیں یعنی وہ نبوت جو اس کی کامل پیروی سے ملتی ہے اور جو اس کے چراغ میں سے نور لیتی ہے وہ ختم نہیں کیونکہ وہ محمدی نبوت ہے یعنی اس کا ظل ہے اور اسی کے ذریعہ سے ہے اور اسی کا مظہر ہے اور اسی سے فیضیاب ہے خدا اس شخص کا دشمن ہے جو قرآن شریف کو منسوخ کی طرح قرار دیتا ہے اور محمدی شریعت کے برخلاف چلتا ہے اور اپنی شریعت چلانا چاہتا ہے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی پیروی نہیں کرتا بلکہ آپ کچھ بننا چاہتا ہے۔ مگر خدا اس شخص سے پیار کرتا ہے جو اس کی کتاب قرآن شریف کو اپنا دستور العمل قرار دیتا ہے اور اس کے رسول حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو درحقیقت خاتم الانبیاء سمجھتا ہے اور اس کے فیض کا اپنے تئیں محتاج جانتا ہے پس ایسا شخص خدا تعالیٰ کی جناب میں پیارا ہو جاتا ہے اور خدا کا پیار یہ ہے کہ اس کو اپنی طرف کھینچتا ہے اور اس کو اپنے مکالمہ مخاطبہ سے مشرف کرتا ہے اور اس کی حمایت میں اپنے نشان ظاہر کرتا ہے اور جب اس کی پیروی کمال کو پہنچتی ہے تو ایک ظلی نبوت اس کو عطا کرتا ہے جو نبوت محمدیہ کا ظل ہے یہ اس لئے کہ تا اسلام ایسے لوگوں کے وجود سے تازہ رہے

۴ ہم بارہا لکھ چکے ہیں کہ حقیقی ارادہ اقصیٰ طور پر تو یہ امر ہے کہ ہمارے سید و مولیٰ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم خاتم الانبیاء ہیں اور آنجناب کے بعد مستقل طور پر کوئی نبوت نہیں اور نہ کوئی شریعت ہے اور اگر کوئی ایسا دعویٰ کرے تو بلاشبہ وہ بدعت دین اور مردود ہے لیکن خدا تعالیٰ نے ابتداء سے ارادہ کیا تھا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے کمالات متعدد کے اظہار و اثبات کے لئے کسی شخص کو آنجناب کی پیروی اور متابعت کی وجہ سے وہ مرتبہ کثرت کمالات اور مخاطبات الہیہ بخشنے کے جو اس کے وجود میں عکس طور پر نبوت کا رنگ پیدا کر دے سو اس طور سے خدا نے میرا نام ہی رکھا یعنی نبوت محمدی میرے ائمہ نفس میں منعکس ہو گئی اور ظلی طور پر نہ مطلق طور پر مجھے یہ نام دیا گیا تا میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے فیض کا کامل نمونہ ٹھہروں۔ ع

کچھ نہ کچھ صحت نیت دل میں رکھ لیتا ہے کیونکہ اسلام میں کسی بھی کی تحقیر کو فرسہ اور سب پر ایمان لانا فرض ہے۔ پس مسلمانوں کو بڑی مشکلات پیش آتی ہیں کہ دونوں طرف ان کے پیارے ہوتے ہیں۔ بہر حال جاہلوں کے مقابل پر صبر کرنا بہتر ہے کیونکہ کسی نبی کی اشارہ سے بھی تحقیر کرنا سخت معصیت ہے اور موجب نزول غضب الہی۔

مگر کوئی یہ اعتراض کرے کہ اسلام میں کافروں کے ساتھ جہاد کرنے کا حکم ہے تو پھر کیونکر اسلام صلح کاری کا مذہب ٹھہر سکتا ہے پس واضح ہو کہ قرآن شریف اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر یہ تہمت ہے اور یہ بات سراسر جھوٹ ہے کہ دین اسلام میں جبراً دین پھیلانے کے لئے محکم دیا گیا تھا۔ کسی پر یہ بات پوشیدہ نہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مکہ معظمہ میں تیرہ برس تک سخت دل کافروں کے ساتھ صحت معیتیں رکھیں اور وہ دیکھ کر مجزاً ان برزیرہ لوگوں کے جن کا خدا پر نہایت درجہ بھروسہ ہوتا ہے کوئی شخص نہ کہوں کی برداشت نہیں کر سکتا اور اس مدت میں کوئی عزیز معاہدہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے نہایت بے رحمی سے قتل کئے گئے اور بعض کو بار بار زرد کو بکے کے موت کے قریب کر دیا اور بعض دفعہ قتلوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر اس قدر پتھر چلائے کہ آپ سر سے پیر تک خون آلودہ ہو گئے اور آخر کار کافروں نے یہ منصوبہ سوچا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو قتل کر کے اس مذہب کا فیصلہ ہی کر دیں۔ تب اس نیت سے انہوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے گھر کا محاصرہ کیا اور خدا نے اپنے نبی کو حکم دیا کہ اب وقت آگیا ہے کہ تم اس شہر سے نکل جاؤ۔ تب آپ اپنے ایک رفیق کے ساتھ جس کا نام ابو بکرؓ تھا نکل آئے اور خدا کا یہ معجزہ تھا کہ باوجودیکہ عداوتوں نے محاصرہ کیا تھا مگر ایک شخص نے بھی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو نہ دیکھا اور آپ شہر سے باہر آ گئے اور ایک پتھر پر کھڑے ہو کر مکہ کو مخاطب کر کے کہا کہ ”اے مکہ تو میرا پیدا شہر اور پیارا وطن

ملفوظات

حضرت میرزا غلام احمد قادیانی
 مسیح موعود و مہدی معہود علیہ السلام

جلد ۲

کے پاس مصائب بیٹھے۔ آخر نتیجہ یہ ہوا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ اللہ فی اصحابی۔ گویا مصائب خدا کا روپ ہو گئے۔ یہ درجہ ممکن نہ تھا کہ اُن کو ملتا اور دُور ہی بیٹھے رہتے۔ یہ بہت ضروری مسئلہ ہے۔ خدا تعالیٰ کا قُربِ بندگانِ خدا کا قُرب ہے اور خدا تعالیٰ کا ارشاد کُنْزُ الْمَصَادِقِینَ اُس پر شاہد ہے۔ یہ ایک بہتر ہے جس کو تھوڑے ہیں جو سمجھتے ہیں۔ مأمورِ من اللہ ایک ہی وقت میں ساری باتیں کبھی بیان نہیں کر سکتا بلکہ وہ اپنے دوستوں کے امراض کی تشخیص کر کے حسبِ موقع اُنکی اصلاح بذریعہ وعظ و نصیحت کرتا رہتا ہو اور وقتاً فوقتاً وہ اُن کے امراض کا ازالہ کرتا رہتا ہے۔ اب جیسے آج میں ساری باتیں بیان نہیں کر سکتا۔ ممکن ہے کہ بعض آدمی ایسے ہوں۔ جو آج ہی تقریر سنکر چلے جاویں اور بعض باتیں اُن میں اُن کے مذاق اور مرضی کے خلاف ہوں تو وہ عزم گئے۔ لیکن جو متواتر یہاں رہتا ہے۔ وہ ساتھ ساتھ ایک تبدیلی کرتا جاتا ہے اور آخر اپنے مقصد کو پالیتا ہے۔ ہر ایک آدمی سچی تبدیلی کا محتاج ہے جس میں تبدیلی نہیں ہے۔ وہ مَنْ كَانَ فِي حَنْظِلٍ اَخْمَى کا مصداق ہے۔ مجھے بہت سوزو گذر رہا ہے کہ جماعت میں ایک پاک تبدیلی ہو۔ جو نقشہ اپنی جماعت کی تبدیلی کا میرے دل میں ہے وہ ابھی پیدا نہیں ہوا۔ اور اس حالت کو دیکھ کر میری دُہی حالت ہے۔ لَعَلَّكَ بَالِغٌ فَنَفْسَكَ اَلَا يَكْفُرُوْا مُؤْمِنِيْنَ

صرف وفاتِ مسیح مقصد نہیں

میں نہیں چاہتا کہ چند الفاظ طوطے کی طرح بیعت کے وقت رُٹ لئے جاویں۔ اس سے کچھ فائدہ نہیں۔ تزکیہ نفس کا علم حاصل کرو۔ کہ ضرورت اسی کی ہے۔ ہماری یہ غرض ہرگز نہیں کہ مسیح کی وفات حیات پر جھکڑے اور مباحثہ کرتے پھرو۔ یہ ایک اولیٰ سی بات ہے۔ اسی پر کس نہیں ہے۔ یہ تو ایک غلطی تھی۔ جس کی ہم نے اصلاح کر دی۔ لیکن ہمارا کام اور ہماری غرض ابھی اس سے بہت دُور ہے۔ اور وہ یہ ہے کہ تم اپنے اندر ایک تبدیلی

مجموعہ اشتہارات

حضرت میرزا غلام احمد قادیانی
 مسیح موعود و مہدی موعود علیہ السلام

جلد اول



تصنیف کتاب برائین احمدیہ بحجت السلاع جمع عاشقان صدق و انتقام سرمایہ طبع کتاب

ایک کتب جامع و لائل معقولہ و ببارہ اثبات حقانیت قرآن شریف
صدق نبوت حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم جس میں ثبوت کامل منجانب
کلام اللہ ہونے قرآن شریف اور سچا ہونے حضرت خاتم الانبیاء کا اس قطعی فیصلہ سے
کیا ہے کہ ساتھ اس کتاب کے ایک اشتہار بھی بعدہ انعام دس ہزار روپیہ کے اس
مراد سے منسلک ہے کہ اگر کوئی صاحب جو حقانیت اور افضلیت فرقان شریف
سے منکر ہے، برائین مسند جہ اس کتاب کو توڑ دے یا اپنی الباسی کتاب میں اسی قدر
دلائل یا نصف اس سے یا ثلث اس سے یا ربع اس سے یا خمس اس سے ثابت
کر کے دکھلا دے جس کو تین منصف مقبولہ فریقین تسلیم کر لیں تو مشتر اس کو بلا عذر
اپنی جائداد قیمتی دس ہزار روپیہ پر قبضہ و دخل دے دیگا۔ بوجہ منکرانہ اصرار پینڈت دیانند

صاحب اور ان کے بعض سرکاریوں کی تصنیف ہوئی ہے اور نام اس کتاب کا مندرجہ



عاشیہ دکھا گیا ہے

لیکن بوجہ ضخامت چھپنا اس کتاب کا خریداروں کی مدد پر موقوف ہے۔ لہذا یہ اشتہار بچت اطلاع جملہ اخوان مومنین و بلاد ان موصدین و طالبان راہ حق و یقین شایع کیا جاتا ہے کہ یہ نیت معاونت اور نصرت دین متین کے اس کتاب کے چندہ میں بحسب توفیق شریک ہوں یا یوں مدد کریں کہ یہ نیت خریداری اس کتاب کے مبلغ پانچ روپیہ جو اصل قیمت اس کتاب کی قرار پائی ہے بطور پیشگی بھیج دیں تا سرایہ طبع اس کتاب کا اکٹھا ہو کر بہت جلد چھپنی شروع ہو جائے۔ اور جیسے جیسے چھپتی جائے گی بخدمت جملہ صاحبین جو یہ نیت خریداری چندہ عنایت فرمائیں گے مرسل ہوتی رہے گی۔ لیکن واضح رہے کہ جو صاحب بد نیت خریداری چندہ عنایت فرمائیں وہ اپنی درخواست خریداری میں بقلم خوشخط اسم مبارک و مفصل پتہ و نشان مسکن و ضلع و غیرہ لکھ کر جس سے بلا ہرج اجرا کتب کے وقتاً فوقتاً ان کی خدمت گرامی میں پہنچتے رہیں ارقام فرماویں

التمنہ

مرزا غلام احمد رئیس قادیان ضلع گورداسپور ملک پنجاب

مکرم و بڑی شکر گزادی سے لکھا جاتا ہے کہ حضرت مولوی چوہدری علی خاں صاحب معتمد دارالمہام دولت آصفیہ حیدر آباد دکن نے بغیر ملاحظہ کسی اشتہار کے خود بخود اپنے کرم ذاتی و ہمت اور حمایت و حمیت اسلامیہ سے بوجہ چندہ اس کتاب کے ایک نوٹ دی روپیہ کا بھیجا ہے۔

(مطبوعہ سفیر ہند امرتسر)

برہنہ علی خاں صاحب
مرزا غلام احمد رئیس قادیان
ضلع گورداسپور ملک پنجاب

کرتی ہیں اور ان کی اجازت کے بغیر ان کا مال خرچ کر دیتی ہیں اور ناراض ہونے کی حالت میں بہت کچھ بُلا بھلا ان کے حق میں کہہ دیتی ہیں۔ ایسی عورتیں اللہ اور رسول کے نزدیک لعنتی ہیں۔ ان کا نماز روزہ اور کوئی عمل منظور نہیں۔ اللہ تعالیٰ صاف فرماتا ہے کہ کوئی عورت نیک نہیں ہو سکتی جب تک پوری پوری اپنے خاوند کی فرمانبرداری نہ کرے اور دلی محبت سے اس کی تعظیم بجا نہ لائے اور پس پشت یعنی اس کے پیچھے اس کی خیر خواہ نہ ہو۔ اور بغیر خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ عورتوں پر لازم ہے کہ اپنے مردوں کی تابعدار رہیں۔ ورنہ ان کا کوئی عمل منظور نہیں۔ اور نیز فرمایا ہے کہ اگر غیر خدا کو سجدہ کرنا جائز ہوتا تو میں حکم کرتا کہ عورتیں اپنے خاوندوں کو سجدہ کیا کریں۔ اگر کوئی عورت اپنے خاوند کے حق میں کچھ بدذہابی کرتی ہے یا امانت کی نظر سے اس کو دیکھتی ہے اور حکم ربانی شکر پھر بھی باز نہیں آتی تو وہ لعنتی ہے۔ خدا اور رسول اس سے ناراض ہیں۔ عورتوں کو چاہیے کہ اپنے خاوندوں کا مل نہ چیراویں اور نامحرم سے اپنے تئیں بچاویں۔ اور یاد رکھنا چاہیے کہ بغیر خداوند اور ایسے لوگوں کے جن کے ساتھ مکاح جائز نہیں اور جتنے مرد ہیں اُن سے پردہ کرنا ضروری ہے۔ جو عورتیں نامحرم لوگوں سے پردہ نہیں کرتیں شیطان ان کے ساتھ ساتھ ہے۔ عورتوں پر یہ بھی لازم ہے کہ بدکار اور بد رخص اور بد اطوار عورتوں کو اپنے گھروں میں نہ آنے دیں اور ان کو اپنی خدمت میں نہ رکھیں کیونکہ یہ سخت گناہ کی بات ہے کہ بدکار عورت نیک عورت کی ہم صحبت ہو۔

(۶) عورتوں میں یہ بھی ایک بد عادت ہے کہ جب کسی عورت کا خاوند کسی اپنی مصلحت کے لئے کوئی دوسرا نکاح کرنا چاہتا ہے تو وہ عورت اور اس کے اقارب سخت ناراض ہوتے ہیں اور گالیاں دیتے ہیں اور شور مچاتے ہیں اور اس بندہ خدا کو ناحق رستاتے ہیں۔ ایسی عورتیں اور ایسے ان کے اقارب بھی نابکار اور خراب ہیں۔ کیونکہ اللہ جلّ شہ نے اپنی حکمت کا ملہ سے جس میں صدامصلحہ ہیں۔ مردوں کو اجازت دے رکھی ہے کہ

نشان تجھے عطا ہوتا ہے اور فتح اور ظفر کی کلید تجھے ملتی ہے۔ اسے مظہر تجھ پر سلام خدا نے یہ کہا تا وہ جو زندگی کے خواہاں ہیں موت کے پنجے سے نجات پادیں اور وہ جو قبروں میں دبے پڑے ہیں باہر آویں اور تا دین اسلام کا شرف اور کلام اللہ کا مرتبہ لوگوں پر ظاہر ہو اور تاقی اپنی تمام برکتوں کے ساتھ آجائے اور باطل اپنی تمام نحوستوں کے ساتھ بھاگ جائے۔ اور تا لوگ سمجھیں کہ میں قاف در ہوں۔ جو چاہتا ہوں سو کرتا ہوں اور تا وہ یقین لائیں کہ میں تیرے ساتھ ہوں اور تا انہیں جو خدا کے وجود پر ایمان نہیں لاتے اور خدا اور خدا کے دین اور اس کی کتاب اور اس کے پاک رسول محمد مصطفیٰ کو انکار اور تکذیب کی نگاہ سے دیکھتے ہیں، ایک کھلی نشانی ملے اور مجرموں کی راہ ظاہر ہو جائے سو تجھے بشارت ہو کہ ایک وجیہ اور پاک لڑکا تجھے دیا جائے گا۔ ایک زکی غلام (لڑکا) تجھے ملیگا۔ وہ لڑکا تیرے ہی تخم سے تیری ہی ذریت و نسل ہوگا۔ خوبصورت پاک لڑکا تمہارا اہمان آتا ہے اس کا نام عنمو ایل اور بشیر بھی ہے۔ اس کو مقدس روح دی گئی ہے اور وہ جس سے پاک ہے اور وہ نور اللہ ہے۔ مبارک وہ جو آسمان سے آتا ہے۔ اس کے ساتھ فضل ہے جو اس کے آنے کے ساتھ آئے گا۔ وہ صاحب شکوہ اور عظمت اور دولت ہوگا وہ دنیا میں آئے گا اور اپنے سیسی نفس اور روح الحق کی برکت سے بہتوں کو بیماریوں سے صاف کرے گا۔ وہ کلمۃ اللہ ہے کیونکہ خدا کی رحمت و غیوری نے اسے کلمہ تجید سے بھیجا ہے۔ وہ سخت ذہین و فہیم ہوگا اور دل کا حلیم اور علوم نبوی و باطنی سے پُر کیا جائے گا اور وہ تین کو چار کر نیوالا ہوگا (اس کے معنی سمجھ میں نہیں آئے) دو شنبہ ہے مبارک دو شنبہ۔ فرزند دبند گرامی از جند مظہر الاول والاخر۔ مظہر الحق والصلوٰۃ کان اللہ نزل من السماء جس کا نزول بہت مبارک اور جلال الہی کے ظہور کا موجب ہوگا۔ نور آتا ہے نور جس کو خدا نے اپنی رضامندی کے عطر سے مسح کیا۔ ہم اس میں اپنی روح ڈالیں گے اور خدا کا سایہ اس کے سر پر ہوگا۔ وہ جلد جلد بڑھے گا۔ اور اسیروں کی رستگاری کا موجب ہوگا اور زمین کے کناروں تک

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ
لِحَمْدِكَ وَنُصَلِّ

لایجب اللہ الجہد بالسور من القول الامن ظلمد وكان اللہ سبیغاً علیماً۔

اشتہار نصرت دین و قطع تعلق از اقارب مخالف دین

عَلَّمْتَنَا اَبْنَاهُمْ حَنِيفًا

پھول بدن دان تو کرے اوفتو؛ آن نہ دندان بکن ہی اوستاد

نظرین کو یہ دہو گا کہ اس عاجز نے ایک دینی خصوصیت کے پیش آجانے کی وجہ سے ایک نشان کے مطالبہ کے وقت اپنے ایک قریبی میرزا احمد بیگ ولد میرزا گاماں بیگ ہوشیار پوری کی دختر کلاں کی نسبت حکم و الہام الہی یہ اشتہار دیا تھا کہ خدا تعالیٰ کی طرف سے یہی مقدر اور قرار یافتہ ہے کہ وہ لڑکی اس عاجز کے نکاح میں آئے گی خواہ پہلے ہی ہا کہہ ہونے کی حالت میں آجائے اور یا خدا تعالیٰ بیوہ کر کے اس کو میری طرف لے آوے۔ چنانچہ تفصیل ان کل اموذ مذکورہ بالا کی اس اشتہار میں درج ہے۔ اب باعث تحریر اشتہار ہذا یہ ہے کہ میرزا بیٹا سلطان احمد نام جو نائب تحصیلدار لاہور میں ہے اور اس کی تائی صاحبہ جنہوں نے اس کو بیٹا بنایا ہوا ہے، وہی اس مخالفت پر آمادہ ہو گئے ہیں۔ اور یہ سارا کام اپنے ہاتھ میں لے کر اس تجویز میں ہیں کہ عید کے دن یا اس کے بعد اس لڑکی کا کسی سے نکاح کیا جائے۔ اگر یہ اوروں کی طرف سے مخالفت نہ کارروائی ہوتی تو ہمیں درمیان میں

مجموعہ اشتہارات

حضرت میرزا غلام احمد قادیانی
 مسیح موعود و مہدی معہود علیہ السلام

جلد دوم

(۱۶۴)

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

عریفہ کے انتمت گورنمنٹ عالیہ انگریزی

اس عریفہ میں پہلے یہ گزارش کرنا چاہتا ہوں کہ میں کون ہوں۔ سو مختصر عرض یہ ہے کہ میں اس نواح کے ایک رئیس اور سرکار انگریزی کے سچے خیر خواہ کا بیٹا ہوں جن کا نام میرزا غلام مرتضیٰ تھا جن کا ذکر رئیس پنجاب مسٹر گرین میں موجود ہے۔ وہ گورنمنٹ کے وفادار خیر خواہ تھے جنہوں نے ۱۸۵۸ء میں پتھاس گھوڑوں سے مع سواروں کے سرکار انگریزی کو مدد دی اور وہ اس ضلع میں ہریک موقع مدد کے وقت سرکار انگریزی کو کام آتے رہے ہیں اور ہریک مدد کے کام میں اپنی حیثیت کے موافق اس ضلع میں ان کا قدم سبقت رکھتا تھا۔ اور حکام وقت ان کو بڑے لطف اور مہربانی کی نظر سے دیکھتے تھے اور گورنر جنرل کے دربار میں ان کو کرسی ملتی تھی اور شہنہ کی خیر خواہی کے عوض سرکار انگریزی نے ان کو انعام بھی دیا تھا۔ تمہوں کے گزر پر جو گوروا سپورہ کے قریب واقع ہے۔ جب باغیوں کا عبور ہوا تو ان مفسدوں کے مقابلہ میں جن لوگوں نے سپاہیانہ بہادری دکھائی تھی ان میں سے میرا حقیقی بھائی میرزا غلام قادر مرحوم تھا جس کو اس شجاعت پر خوشنودی مزاج کی حکام کی طرف سے چٹھیاں ملی تھیں۔ اور میں بذات خود سترہ برس سے سرکار انگریزی کی ایک ایسی خدمت میں مشغول ہوں کہ درحقیقت وہ ایک ایسی خیر خواہی گورنمنٹ عالیہ کی مجھ سے بھرپور میں آتی ہے کہ میرے بزرگوں سے زیادہ ہے اور وہ یہ کہ میں نے بیسیوں کتابیں عربی اور فارسی اور اردو میں اس غرض سے تالیف کی ہیں کہ اس گورنمنٹ محسنہ سے ہرگز

جہاد درست نہیں بلکہ سچے دل سے اطاعت کرنا ہر ایک مسلمان کا فرض ہے۔ چنانچہ میں نے یہ کتابیں بصرف زر کثیر چھاپ کر بلاد اسلام میں پہنچائی ہیں۔ اور میں جانتا ہوں کہ ان کتابوں کا بہت سا اثر اس ملک پر بھی پڑا ہے۔ اور جو لوگ میرے ساتھ مریدی کا تعلق رکھتے ہیں۔ وہ ایک ایسی جماعت طیار ہوتی جاتی ہے کہ جن کے دل اس گورنمنٹ کی سچی خیر خواہی سے لبالب ہیں۔ ان کی اخلاقی حالت اصلی درجہ پر ہے اور میں خیال کرتا ہوں کہ وہ تمام اس ملک کے لئے بڑی برکت ہیں اور گورنمنٹ کے لئے دلی جان نثار۔

اب اس تمہید کے بعد میں اصل مطلب کو کہتے ہوں۔ اور وہ یہ ہے کہ جب سے لیکرام پشادری جو آریہ صاحبوں کا ایک داعی تھا۔ لاہور میں کسی کے ہاتھ سے قتل کیا گیا ہے۔ عجیب طرح پر آریوں اور ہندوؤں کا شور و غوغا عام مسلمانوں کی نسبت عموماً اور میری نسبت خصوصاً پھیل رہا ہے۔ اور بنیہ کسی ثبوت کے کھلے کھلے طور پر قتل کی تمہیں میری نسبت لگا رہے ہیں۔ اور ان کی تیز تحریروں سے پایا جاتا ہے کہ وہ ایک ایسے حملہ کی طیاری کر رہے ہیں جو نہ صرف میرے لئے بلکہ عام مسلمانوں کے لئے اور گورنمنٹ کے انتظام کے لئے خطرناک ہے اور اخبارات اور خطوط سے معلوم ہوتا ہے کہ ان مفسدانہ ارادوں کے بانی مہانی صرف چند آدمی ہیں۔ جو لاہور اور گوجرانوالہ اور امرتسر اور بٹالہ اور چند دوسرے قصبوں کے باشندے ہیں۔ غالباً وہ اپنی تدلیوں پرچاس سے زیادہ نہیں ہوں گے اور باقی لوگ درحقیقت انہیں سرغنوں کے افر و خہ ہیں اور انہیں کی بھرکائی ہوئی آگ کے شعلے ہیں۔ جس وقت میں خیال کرتا ہوں کہ ان دونوں میں یہ آریہ صاحبان عام مسلمانوں کو کیا کیا دھمکیاں دے رہے ہیں اور جیسا کہ اخبار رابر ہند ہمارے روزنامہ میں افواہ بیان کیا گیا ہے۔ پشاور کے سکھوں کی پلٹنوں کو کس طور سے افواہ کرنے کے لئے کوشش کی گئی ہے تو میں دیکھتا ہوں کہ اس وقت سرکار انگریزی کا بڑا خزن

جہاد درست نہیں بلکہ سچے دل سے اطاعت کرنا ہر ایک مسلمان کا فرض ہے۔ چنانچہ میں نے یہ کتابیں بصرہ زرکثیر چھاپ کر بلاد اسلام میں پہنچائی ہیں۔ اور میں جانتا ہوں کہ ان کتابوں کا بہت سا اثر اس ملک پر بھی پڑا ہے۔ اور جو لوگ میرے ساتھ مریدی کا تعلق رکھتے ہیں۔ وہ ایک ایسی جماعت طیار ہوتی جاتی ہے کہ جن کے دل اس گورنمنٹ کی سچی خیر خواہی سے لبالب ہیں۔ ان کی اخلاقی حالت اعلیٰ درجہ پر ہے اور میں خیال کرتا ہوں کہ وہ تمام اس ملک کے لئے بڑی برکت ہیں اور گورنمنٹ کے لئے دلی ہان سٹار۔

اب اس تہید کے بعد میں اصل مطلب کو کہتا ہوں۔ اور وہ یہ ہے کہ جب سے لیکرام پشادری جو آریہ صاحبوں کا ایک داعی تھا۔ لاہور میں کسی کے ہاتھ سے قتل کیا گیا ہے۔ عجیب طرح پر آریوں اور ہندوؤں کا شور و غوغا عام مسلمانوں کی نسبت عموماً اور میری نسبت خصوصاً پھیل رہا ہے۔ اور بغیر کسی ثبوت کے کھلے کھلے طور پر قتل کی تہمتیں میری نسبت لگا رہے ہیں۔ اور ان کی تیز تحریروں سے پایا جاتا ہے کہ وہ ایک ایسے حملہ کی طیاری کر رہے ہیں جو نہ صرف میرے لئے بلکہ عام مسلمانوں کے لئے اور گورنمنٹ کے انتظام کے لئے خطرناک ہے اور اخبارات اور خطوط سے معلوم ہوتا ہے کہ ان مفسدانہ اراکوں کے بانی مہانی صرف چند آدمی ہیں۔ جو لاہور اور گوجرانوالہ اور امرت سر اور بٹالہ اور چند دوسرے قصبوں کے باشندے ہیں۔ غالباً وہ اپنی تعداد میں پچاس سے زیادہ نہیں ہوں گے اور باقی لوگ درحقیقت انہیں سرغنوں کے افر و ختہ ہیں اور انہیں کی بھرکائی ہوئی آگ کے شعلے ہیں۔ جس وقت میں خیال کرتا ہوں کہ ان دنوں میں یہ آریہ صاحبان عام مسلمانوں کو کیا کیا دھمکیاں دے رہے ہیں اور جیسا کہ اخبار رابرہر ہند ہار مارچ ۱۹۰۷ء میں افواہ بیان کیا گیا ہے۔ پشادری کے سکھوں کی پلٹنوں کو کس طور سے افواہ کرنے کے لئے کوشش کی گئی ہے تو میں دیکھتا ہوں کہ اس وقت سرکار انگریزی کا بڑا فرض

مجموعہ اشتہارات

حضرت میرزا غلام احمد قادیانی
 مسیح موعود و مہدی موعود علیہ السلام

جلد سوم

از جانب متوکل علی اللہ الاحد غلام احمد عافہ اللہ واید۔ بخدمت مکرم بابو الہی بخش صاحب
السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

بعد ازاں اس عاجز کو اس وقت تک اُن مکرم کے الہامات کی انتظار رہی۔ مگر کچھ معلوم
نہیں ہوا کہ توقف کا کیا باعث ہے۔ میں نے سراسر نیک نیتی سے جس کو خدائے کریم جانتا
ہے یہ درخواست کی تھی تا اگر خدا تعالیٰ چاہے تو ان متناقض الہامات میں کچھ فیصلہ ہو جائے
کیونکہ الہامات کا باہمی تناقض اور اختلافات اسلام کو سخت ضرر پہنچاتا ہے اور اسلام کے
مخالفوں کو ہنسی اور اعتراض کا موقع ملتا ہے اور اس طرح پر دین کا استخفاف ہوتا ہے۔
بہلا یہ کیونکر ہو سکے کہ ایک شخص کو تو خدا تعالیٰ یہ الہام کرے کہ تو خدا تعالیٰ کا برگزیدہ
اور اس زمانہ کے تمام مومنوں سے بہتر اور افضل اور مثیل الانبیاء اور مسیح موعود اور مجدد
چودھویں صدی اور خدا کا پیارا اور اپنے مرتبہ میں نبیوں کی مانند اور خدا کا مرسل ہے اور
اس کی درگاہ میں وجیہ اور مقرب اور مسیح ابن مریم کی مانند ہے اور دوسرے کو یہ الہام کرے کہ
یہ شخص فرعون اور کذاب اور مسرف اور فاسق اور کافر اور ایسا اور
ایسا ہے۔ ایسا ہی اس شخص کو تو یہ الہام کرے کہ جو شخص تیری پیروی نہیں کرے گا اور تیری
بیعت میں داخل نہیں ہوگا اور تیرا مخالف رہے گا وہ خدا اور رسول کی نافرمانی کرنے والا اور
جہنمی ہے اور پھر دوسرے کو یہ الہام کرے کہ جو اس کی پیروی کرتے ہیں وہ شقاوت کا
طریق اختیار کرتے ہیں۔ پس آپ سمجھ سکتے ہیں کہ کس قدر اسلام پر یہ مصیبت ہے کہ ایسے
مختلف الہام ہوں اور مختلف فرقے پیدا ہوں جو ایک دوسرے کے سخت مخالف ہوں۔ اس
لئے ہمدردی اسلام اسی میں ہے کہ ان مختلف الہامات کا فیصلہ ہو جائے اور میں یقین
رکھتا ہوں کہ خدا تعالیٰ کوئی فیصلہ کی راہ پیدا کر دے گا اور اس مصیبت سے مسلمانوں
کو چھوڑے گا۔ لیکن یہ فیصلہ تب ہو سکتا ہے کہ ملہمین جن کو الہام ہوتا ہے وہ زمانہ سیرت
انتظار نہ کریں اور مرد میدان بن کر جس طرح کے الہام ہوں وہ سب دیانت کے ساتھ

(۲۷۶)

مولوی ثناء اللہ صاحب کے "مشرقی" ساتھ آخری فیصلہ

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

مُحَمَّدًا وَنُصَلِّیْ عَلٰی رَسُوْلِهِ الْکَرِیْمِ

یَسْتَنْبِیْثُ نَفْسَکَ اَحَقُّ هُوَ۔ قُلْ اِی وَرَقِیْ اَنْتَ لِحَقِّ

خدمت مولوی ثناء اللہ صاحب السلام علی من اتبع الهدی۔ مدت سے آپ کے پرچہ الحمد للہ میں میری نگذیب اور تفسیق کا سلسلہ جاری ہے۔ ہمیشہ مجھے آپ اپنے اس پرچہ میں مردود و کذاب و مجال منفسد کے نام سے منسوب کرتے ہیں اور دنیا میں میری نسبت شرت دیتے ہیں کہ یہ شخص مفتری اور کذاب اور مجال ہے اور اس شخص کا دعویٰ مسیح موعود ہونے کا سرا سرا فرماتے ہیں۔ میں نے آپ سے بہت دکھ اٹھایا اور صبر کرتا رہا۔ مگر چونکہ میں دیکھتا ہوں کہ میں حق کے پیچھے جانے کے لئے مامور ہوں اور آپ بہت سے افتراء میرے پر کر کے دنیا کو میری طرف آنے سے روکتے ہیں اور مجھے ان گامیوں اور سان پھنسیوں اور ان الفاظ سے یاد کرتے ہیں۔ کہ میں سے بڑھ کر کوئی ملاحظت نہیں ہو سکتا اگر میں ایسا ہی کذاب اور مفتری ہوں جیسا کہ اکثر اوقات آپ اپنے ہر ایک پرچہ میں مجھے یاد کرتے ہیں تو میں آپ کی زندگی میں ہی ہلاک ہو جاؤں گا کیونکہ میں جانتا ہوں کہ مفسد اور کذاب کی بہت عمر نہیں ہوتی اور آخر وہ دولت اور حسرت کے ساتھ اپنے اشد دشمنوں کی زندگی میں ہی ناکام ہلاک ہو جاتا ہے اور اس کا ہلاک ہونا ہی بہتر ہوتا ہے تا خدا کے بندوں کو تباہ نہ کرے۔ اور اگر میں کذاب اور مفتری نہیں ہوں اور خدا کے کلام اور عطا طبع سے مشرف ہوں اور مسیح موعود ہوں تو میں خدا کے فضل سے امید رکھتا ہوں کہ سنت اللہ کے موافق آپ کذبین کی سزا سے نہیں بچیں گے۔ پس اگر وہ مسخر اور انسان کے اہل میں سے نہیں بلکہ محض خدا کے اہل میں سے ہے جیسے طاہرین، بیضہ وغیرہ صلاک بیماریاں آپ پر میری زندگی میں ہی وارد نہ ہوئی تو میں خدا تعالیٰ کی طرف سے نہیں یہ کسی اللہ یا وحی کی بناء پر شک کرتا ہوں۔ محض دعا کے طور پر میں نے خدا سے فیصلہ جاسے۔ اور میں خدا سے دعا کرتا ہوں کہ اسے میرے ہلاک بعیر و تدبیر پر علیم و خبیر ہے جو میرے دل کے حالات سے واقف ہے اگر یہ دعویٰ مسیح موعود

ہونے کا محض میرے نفس کا افتراء ہے اور میں تیری نظر میں مفسد اور کذاب ہوں اور دن رات افسوس
کرتا میرا کام ہے تو اسے میرے پیارے مالک میں عاجزی سے تیری جناب میں دھاک کرتا ہوں کہ مولوی
ثناء اللہ صاحب کی زندگی میں مجھے ہاک کر اور میری موت سے ان کو اور ان کی جماعت کو خوش کر دو
آمین۔ مگر اسے میرے کامل اور صادق خدا اگر مولوی ثناء اللہ ان تہمتوں میں جو مجھ پر لگتا ہے حق پر
نہیں تو میں عاجزی سے تیری جناب میں دھاک کرتا ہوں کہ میری زندگی میں ہی ان کو نابود کر مگر انسانیت
بانتھوں سے بلکہ طاعون و مہینہ وغیرہ امراض جملہ سے بجز اس صورت کے کہ وہ کھلے کھلے طور پر میرے
رُوبرو اور میری جماعت کے سامنے ان تمام گالیوں اور بدزبانوں سے تو بہ کرے جن کو وہ فرض منصبی
سمجھ کر ہمیشہ مجھے دکھ دیتا ہے۔ آمین یا رب العالمین۔ میں ان کے ہاتھ سے بہت تباہ کیا اور مہر کرنا
ربا۔ مگنا ب میں دیکھتا ہوں کہ ان کی بدزبانی حد سے گذر گئی۔ وہ مجھے اُن چوروں اور ڈاکوؤں سے
بھی بدتر جانتے ہیں جن کا وجود دنیا کے لئے سخت نقصان رساں ہوتا ہے اور انہوں نے ان تہمتوں
اور بدزبانوں میں آیت لا تَقْعَبُوا مَالَهُمْ ذَکَ یَا عِلْمُ پر بھی عمل نہیں کیا اور تمام دنیا سے
مجھے بدتر سمجھ لیا اور دُور دُور ملکوں تک میری نسبت یہ پھیلا دیا کہ یہ شخص درحقیقت مفسد اور کذاب
اور دوکاندار اور کذاب اور بختری اور نہایت درجہ کا بد آدمی ہے۔ سو اگر ایسے کلمات حق کے طالبوں
پر بد اثر نہ ڈالتے تو میں ان تہمتوں پر صبر کرتا۔ مگر میں دیکھتا ہوں کہ مولوی ثناء اللہ انہیں تہمتوں کے
ذریعہ سے میرے سلسلہ کو نابود کرنا چاہتا ہے اور اس عمارت کو منہدم کرنا چاہتا ہے جو تو نے میرے
آقا اور میرے بھیجنے والے اپنے ہاتھ سے بنائی ہے اس لئے اب میں میرے ہی تقدیر اور حرکت کا دامن
پکڑ کر تیری جناب میں پہنچا ہوں کہ مجھ میں اور ثناء اللہ میں کتنا فیصلہ فرما اور وہ جو تیری نگاہ میں درحقیقت
مفسد اور کذاب ہے اس کو صادق کی زندگی میں ہی دنیا سے اٹھائے یا کسی اور نہایت سخت آفت
میں جو موت کے برابر ہو مبتلا کر۔ اسے میرے پیارے مالک کو ایسا ہی کر۔ آمین ثم آمین۔ وبقینا
افسوس بہ ننا و بین قومنا بالحق و انت خیر الفاضلین۔ آمین۔

بالآخر مولوی صاحب سے التماس ہے کہ وہ میرے اس تمام غم کو اپنے پرچوں میں چھاپ دیں تاکہ
جو چاہیں اس کے نیچے لکھ دیں۔ اب فیصلہ خدا کے ہاتھ میں ہے۔

المترقب
عبد اللہ الصمد میرزا غلام احمد ریح اللہ عا قہ اللہ و آید

مقام تاریخ ۱۵ ربیع الثانی ۱۳۷۹ھ بمقام بیچ الاقل ۱۳۷۹ھ روز شنبہ

(نورانی)

احمدی اور غیر احمدی کیا فرق ہے ؟

تقریر

حضرت مسیح موعود علیہ السلام

بر موقعہ

جلسہ سالانہ جماعت احمدیہ ۱۹۰۵ء

— النایر —

مہتمم نشر و اشاعت صدائے احمدیہ بوہ (پاکستان)



بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ
نَحْمَدُهُ وَنُصَلِّي عَلَى رَسُولِهِ الْكَرِيمِ

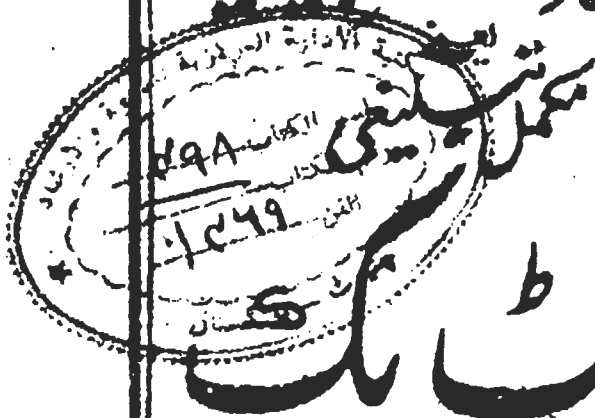
احمدی اور غیر احمدی میں کیا فرق ہے؟ ایک جماعت الگ بنانے کی وجہ

کلی میں نے سمجھا تھا کہ ایک شخص لے کہا کہ اس فرقہ میں اور دوسرے لوگوں میں سوائے اس کے اور کچھ فرق نہیں کہ یہ لوگ وفاتِ مسیح کے قابل ہیں اور وہ لوگ وفاتِ مسیح کے قابل نہیں۔ باقی سب عملِ حالت مثلاً نماز روزہ اور زکوٰۃ اور حج وری ہیں۔ سو سمجھنا چاہیے کہ یہ بات صحیح نہیں کہ میرا دنیا میں آنا صرف حیاتِ مسیح کی غلطی کو دور کرنے کے واسطے ہے۔ اگر مسلمانوں کے درمیان صرف یہی ایک غلطی ہوتی رات تین کے واسطے ضرورت نہ تھی کہ ایک شخص خاص معبود کیا جاتا اور الگ جماعت بنائی جاتی۔ اور ایک بڑا شور مچا کیا جاتا۔ یہ غلطی دراصل آج نہیں پڑی بلکہ میں جانتا ہوں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پھوڑے ہی غرضہ بعد یہ غلطی پھیل گئی تھی۔ اور کئی خواص اور اولیا اور اہل اللہ کا یہی خیال تھا اگر یہ کوئی ایسا اہم امر ہوتا تو خدا تعالیٰ اسی زمانہ میں اس کا ازالہ کر دیتا۔ لیکن اس زمانہ میں بہت سی باتیں مسلمانوں میں ایسی داخل ہو گئی ہیں۔ جن کی اصلاح کی ضرورت ہے۔

(مجلد سترق کی مصنف محفوظ ہیں)

مَنْ مَلَكَ عَقْلَهُ وَتَوَقَّاهُ وَرَبَّهِ عَنِ عَيْنِ بَيْنَةٍ

مذہبی انسانیکلوپیدیا



مُصَنَّفُهُ
جناب ملک عبدالرحمن صاحب خادم

بی۔ بی۔ ایل۔ ایل۔ بی۔ ایڈووکیٹ جج
جس کو

قلمی محمد رمضان احمدی پرنسٹن پشاور کراچی

مصنف کی اجازت سے شائع کیا۔

جواب: آسمان پر جانے اور مقتول و مصلوب ہونے میں کوئی
تفاوت نہیں کیا جو نہ مقتول ہو نہ مصلوب وہ آسمان پر اٹھایا جاتا ہے
آنحضرتؐ و حضرت موسیٰؑ کو زندہ آسمان پر مانتے ہوئے کیونکہ وہ
ہوئے اور مصلوب۔

جواب: آیت مذکورہ میں بَلْ خَوَّابُطَالِیہ قرار دینا غلط ہے بلکہ
قرآن کریم میں ہے وَمَا يَشْعُرُونَ أَيَّانَ يُبْعَثُونَ۔ بَلْ اَدْرَا
جَاهُكُمْ فِي الْآخِرَةِ۔ (بل ع ۵)

الف۔ اس آیت میں میں وہ بَلْ آیا ہے اور تمہوں جگہ ابطال
بلکہ تمہی (وَلَا تَقَالُ مِنْهُ عَمَلٌ بِالْآخِرَةِ) کے لئے
بَلْ رَفَعَهُ اللَّهُ رَأْسَهُ وَالْآیۃِ والی آیت میں بَلْ کا قبل اللہ
کلام خدا ہے پس بَلْ ابطال نہیں ہو سکتا۔

ب۔ تحریف لے لیا ہے کہ قرآن کریم میں بَلْ ابطال نہیں
ہاں جب خدا نے کفار کا قول نقل کر کے تو بغرض قرآن
میں بَلْ ابطال آ سکتا ہے ورنہ اصلاً خدا کا لے
میں ابطال وارد نہیں ہو سکتا۔ ملاحظہ ہو۔

۱) مشبہ نحو الی مالک کہتا ہے۔ لَا تَقَالُ لَا تَقَعُ فِي التَّنْزِيلِ
عَلَىٰ هَذِهِ التَّوَجُّهِ (ای لَا تَقَالُ مِنْ عَمَلٍ بِالْآخِرَةِ)
(القرآن مجید جلد ۵ ص ۵۸) کہ قرآن کریم میں بَلْ سوائے
وہ کسی صورت میں (یعنی بغرض ابطال) نہیں آتا۔

۲) قَالَ السَّيِّئُونَ بَلَىٰ بَعْدَ أَنتَ تَقَالُ عَمَلٌ بِكَ آتِنَا
الْحَقَّ بِكَ عَمَلًا فَرَقًا عَلَىٰ مَا قَالِ ابْنُ مَالِكٍ مِنْ عَمَلٍ
وَقَوْلِهِمْ لَا تَقَالُ ابْنُ مَالِكٍ فِي الْقُرْآنِ۔ (القرآن
مجید ص ۵۸) کہ سیئہوں نے بہت سے اقوال اور باتیں نقل کر کے

الرّبعین

۳۷

۶



تصنیف الحلیف

حضرت امیر مومنان علی بن ابی طالب علیه السلام

شائع کردہ

بک ڈپو تالیف و تصنیف بوہ

اول تو یہ دعویٰ ہے دلیل ہے خدا نے افترا کے ساتھ شریعت کی کوئی قید نہیں لگائی، ماسوا اس کے یہ بھی تو سمجھو کہ شریعت کیا چیز ہے جس نے اپنی وحی کے ذریعہ سے چند امر اور نہی بیان کئے اور اپنی امت کے لئے ایک قانون مقرر کیا وہی صاحب الشریعت ہو گیا، پس اس تعریف کے رو سے بھی ہمارے مخالف طرم ہیں کیونکہ میری وحی میں امر بھلا ہیں اور نہی بھی * مثلاً یہ اہام قل للمؤمنین یحذروا من ابصارہم و یحفظوا فروجہم ذلک ازکی لہم، یہ براہین احمدیہ میں درج ہے اور اس میں امر بھی ہے اور نہی بھی اور اس پر تینیس برس کی مدت بھی گذر گئی اور ایسا ہی اب تک میری وحی میں امر بھی ہوتے ہیں اور نہی بھی اور اگر کہو کہ شریعت سے وہ شریعت مراد ہے جس میں نہ احکام ہوں تو یہ باطل ہے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے ان هذا الذی الصحف الاولیٰ صحف ابراہیم و موسیٰ بیعہ قرآنی تعلیم تو ریت میں بھی موجود ہے اور اگر یہ کہو کہ شریعت وہ ہے جس میں باستیفاء امر اور نہی کا ذکر ہو تو یہ بھی باطل ہے کیونکہ اگر تو ریت یا قرآن شریف میں باستیفاء احکام شریعت کا ذکر ہوتا تو پھر اجتہاد کی گنجائش نہ رہتی، غرض یہ سب خیالات فضول اور کوتاہ اندیشیاں ہیں، ہمارا ایمان ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم

جو کہ میری تعلیم میں امر بھی ہے اور نہی بھی اور شریعت کے ضروری احکام کی تجدید ہے اس لئے خدا نے میری تعلیم کو اور اس وحی کو جو میرے پر ہوتی ہے فلک پیچے کشتی کے نام سے موسوم کیا جیسا کہ ایک اہام الہی کی یہ عبارت ہے واصلع الفالک باعیننا و وحینا ان الذین یبایعوننا انما یبایعون اللہ ید اللہ فوق یدہم بیعہ اس تعلیم اور تجدید کی کشتی کو ہماری آنکھوں کے سامنے اور ہماری وحی سے بنا جو لوگ تجھ سے بیعت کرتے ہیں وہ خدا سے بیعت کرتے ہیں یہ خدا کا نام ہے جو ان کے ہاتھوں پر ہے اب دیکھو خدا نے میری وحی اور میری تعلیم اور میری بیعت کو کونسی کشتی قرار دیا اور تمام انسانوں کے لئے مدارِ نجات ٹھہرایا جس کی آنکھیں بند دیکھیں اور جس کے کان بوس نہ کھلیں

اسلامی شہزاد

(K.M.)

قاضی یار محمد صاحب بی۔ او۔ ایل پیٹ

فہرست
مخطوطات کا تذکرہ

91910

[illegible]

ظاہر ہے کہ بیچ اہل فی سہ انجیل و اشارے کے طور پر ہے۔ اور بدعات ہیں۔ ایک دہے کی علامت کتاب پر مقرر فرمائی گئی ہیں۔ جیسا کہ حضرت یسح نے فرمایا۔

علیہ السلام نے ایک مرتبہ یہی حالت یہ ظاہر فرمائی ہے کہ کشف کی حالت آپ پر اس طرح طاری ہوئی کہ گویا آپ خود تھے۔ اور اللہ تعالیٰ نے

روحیت کی طاقت کا اظہار کر دیا تھا۔ کشف فانی کے لئے اشارہ کا یہ ہے پس جن لوگوں کو میرا وہ رقعہ جو میں نے حضرت یسح موعود علیہ السلام کی خدمت میں دکھا تھا اور اس میں اپنی کشفی حالت ظاہر کی تھی میرے جنوں کی دیر نظر آتا ہے وہ اپنے ایمان کی فکر کریں اور قرآن کے الفاظ نابین حقائق مقام دیدہ جنت و من دیدہ جنت کی حاکم کوٹی پر اپنے ایمان کو پرکھیں۔ اور اللہ تعالیٰ ڈرنے والے کو دو جنت عطا فرمائے گا وعدہ فرماتا ہے جس کی تعریف درمیان فقرات ہیں۔ پہلے اون میں چٹے ہو سکے۔ بولو اور مرجان ہو سکے۔ سرانے ہو سکے۔ دیکھو دیکھو افسوس فرماتا ہے کہ اون دو جنتوں سے دو جنت اور بھی ہیں۔ پہلے چٹے کرنے کے بعد اون کو دو جنت ملیں گے۔ اسی دنیا زندگی میں بھی دو جنت ملیں گے اور الفاظ من کان فی حدہ اعلیٰ اور فی الاخوۃ اعلیٰ۔ اس کی تشریح ہے۔

اب میدان صاحب اور سوری محمد علی صاحب ہر بانی فرما کر کھول کر کیا کرے کہ ان کو دو جنت کم نہ سے حاصل ہوں۔ یہی اعتراض کہ ہم دنیا تو بڑا آسان ہے۔ خود کسی صنعت کے موافق نہ ہو۔ یہاں پر اب میں نے یہ عرض کی کہ ان غواہوں اور کشفیوں کو ظاہر کرنا ہوں۔ جو ظاہر ہونگے ظاہر ہوئے۔ وہاں ہیں ایک سال سے زیادہ عرصہ گزرا کہ میں نے خواب میں دیکھا کہ پشاور کے گورنر کسی مسلمان بادشاہ کی چیرھاٹ ہو رہی ہے۔ انجام یہ معلوم نہ ہوا۔ مگر تاہم

وما على الرسول الا البلاغ المبين

الْبَلَاغُ الْمُبِين

جس میں

(۱) حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا سب سے آخری لیکچر جو رُوسا لاہور کے سامنے ۱۷ مئی کو دیا۔ اور (۲) ۲۵ مئی بوقت عصر کی تقریر اور (۳) حضرت خلیفۃ المسیح کی سب سے پہلی تقریر اور (۴) آپ کے لئے ہونے والی جماعت احمدیہ پھر (۵) ثبوت صداقت درج ہے۔

محرم الحرام ۱۳۳۲ھ

انوار احمدیہ مشین پریس قادیان ضلع گورداسپور میں چھپوا کر کھل غنائی کیا

قیمت ار

تعداد جلد ایک ہزار

اپنی نسبت چند انکی مشہور کر رکھا ہو کہ میں پیغمبروں کو گالیوں یا ہوں سنو امیر سے نزدیک بٹایا
خلط فہیک از اللہ خبیث ملعون اور بد ذات ہو جو خدا کے برگزیدہ و مقدس لوگوں کو گالیوں سے۔

دوسرا الزام پھر کہتے ہیں کہ میں معجزات سے منکر ہوں حالانکہ میرا تو یہ مذہب ہے کہ حق بن میں مذہب جبراً
نہیں وہ دین قائم رہ سکتا ہی نہیں عقلی دلیل سے کوئی کہا نہ کہ تم رہ سکتا ہو جب تک خدا کی خاص تائید
و نصرت کا حال نہ ہو اگر خدا نے پہلے کام کئے تو اب بھی کر لیا کیا بات ہو کہ اس پہلے زمانے میں خوارق
و کھائے ملا بہا نہیں کھا سکتا۔ کیا خدا بڑھا ہو گیا کیا اس کا تصرف جاتا رہا جو اب وہ پہلے زمانہ کی طرح
نہیں کر سکتا۔

زندہ اسلام صرف سنو میں اسبہت میں صاحب تجربہ ہوں جیسے پہلے نشان ظاہر ہوتے تھے اب
احزیت میں ہے بھی جیسے ہی نشان ظاہر ہوتے ہیں جیسے پہلے وحی و الہام سے بعض عبادت خاص
ہوتے تھے اب بھی ہوتے ہیں اور ہوتے رہیں گے جن میں وحی و الہام کا سلسلہ نہیں وہ مردہ ہو اگر یہ
دین مردہ ہو تو تم کس دین کو لیکر ضروری قوموں میں تبلیغ کرتے ہو کیا مردہ مرنے کو اٹھا سکتا ہو
کیا اندھا اندھ کی رہنمائی کر سکتا ہو میں سچ کہتا ہوں کہ وہ دین اسی طرح زندہ ہو جس طرح نبی کریم
کی برکت تھا۔ ہمارا خدا اسی طرح زندہ ہو جس طرح کہ وہ پہلے تھا۔ اگر کوئی ایسا ہو کہ وہ مردہ دین اور مردہ خدا
کو پسند کرتا ہو تو کرے اس حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی پیشگوئی صحیح نہیں ناسا تو نہ مانے وہ مسلمان کیسا

قیامت تک مادی خدا تعالیٰ نے ایک قوم کو اپنے لئے جو جن لیا ہے انہیں منزل مقصود تک پہنچانے کا
اور اس دنیا کا مصلح مسیح وعدہ کیا۔ اب کیا یہ مناسب ہے۔ اور یہ اسکی شان کے مطابق کہ ہمیں سستے میں
چھوڑ دیتا مثلاً ایک شخص نے وعدہ کیا۔ حکمت میں پہنچانے کا اب سوچو خدا نے تو کسی ہی بات پر نشان
خدا کے حضور زندہ کی طرح ہے وہ اسے اپنی رہنمائی سے منزل مقصود تک پہنچا کرے گا۔ اور قیامت تک
مادی بھی تیار ہو گیا۔ قرآن شریف میں اسی کو لیتے مختلف مقامات پر جس سے قیامت تک خلفوں کی بعثت ثابت
ہو میں بھی اسی وعدہ کے مطابق آیا۔ اسلئے موجود کہلایا۔ میں سچ بھی ہوں مگر بطور تنازع بلکہ بات
یہ ہے کہ اگر کسی شخص نے اللہ کو معلوم تھا۔ امت عیسائیوں و یہودیوں کی طرح ہو جائے گی۔ اور انکا

حضرت عقیقۃ المسیح کی ڈائری

(۳ جون ۱۹۲۲ء عصر)

زیادہ آج ندیہ میں بیٹا بن کر پڑھا
ایک ہفت روزہ آیا۔ آج بہت سی شائیں لکھی گئیں
کے متعلق ملی ہیں، یہ صحت اظہار نہیں۔ بلکہ
خلاف ہے۔ جو میری زبان پر جاری تھا۔

نویا فیروز پور میں
بیکے لوگ خود باخشا کی کتابیں منشی فرزند علی صاحب
منادہ کے درمیان ایک باضد ہوا ہے۔ (سکرکار
ایا) بات تو اچھی ہے۔ ہر جگہ کے متعلق لوگ بحث
شروع ہیں۔ صحت یاد کریں۔ اد. مولویوں کا کچھ پھوڑا
کر یہ کام چڑھے اور زیادہ مفید کام ہو سکے۔

نویا میرادل چاہتا ہے کہ اس
بات کا تجربہ کیا جائے۔ کہ ایک
مختلف کرنے کے تمام ذرا ہی صرف کر دیا جائے۔
مب تک دو بار سے طور پر صحت نہ ہو جائے۔ ہر
روزہ جانے اس جنگ کے دوران میں ایک بڑی
وہی ایجاد کیا تھا۔ کہ دو تمام کا تمام تو پتہ نہ لگ
ذہن پر کر دینا تھا۔ اور آگے بچھڑ کر کے اس تربیت سے
پہنچا کرتا تھا کہ وہ دس دس لکھیں، اسی جو مانی تھی جیسے
میں پڑھ جاتی ہیں۔ اس کا مقابلہ دوسرے نہیں کر سکتے تھے
زادہ خوبی میں تھا تھا۔ اس لئے اس کے طریق
کی پوری تحقیق میں ہر کسی کو مفید ہے یا غیر مفید۔
بنت کے انبا دوسرے اس کے متعلق پڑھنے والے صاحبین
نے ہر کرتے ہیں۔ اگر اس طریق پر تین لکھ جاتے تو شاید
چھ ہجڑے بیان کے لوگ ہیں۔ اور پھر سے بھی لوگ ہڈے
ہیں جو تبلیغ کر سکتے ہوں۔ اور وہ سب ایک ضلع میں
ہیں جائیں۔ پھر شاید آتے تھے کہ نفس سے موجود
دور کی نسبت زیادہ مفید نتیجہ برآمد ہو۔

ایک صاحب نے
بات کہ جس شخص نے اچھا لکھا
وضو کیا کہ کیا پڑھے
نہ آتھا کہ لکھا نہ ہو۔ اگر وہ صاف فقیر ہو۔ اور

کوئی حفاظت یا کمرہ پڑاس کے جسم اور لباس پر
زیادہ صاف اور کیے آتھے سے چڑھنا چاہیے البتہ
پیرا دل کتاب کے آتھے کی پرتی کھانی میں ہے۔
سوال پڑھا۔ کہ ہندو اور سکھ کے آتھے کی پرتی
کھانا جائز ہے۔ تو مایا ہندو دل کتاب میں لکھ کر بھیج
وہ مسلمانوں ہی کا بگڑا ہوا فرقہ ہے۔

سوال پڑھا کہ سکھ کھانے کے ہیں۔ زیادہ دانا جائز
ہے۔ دل کتاب کے ساتھ کھانے کے یہ معنی نہیں
کہ جو چیزیں شریعت اسلام پر ناجائز ہیں وہ لکھنے کا
کھانے سے جائز ہو جاتی ہیں۔

(۲ جون منشی محمد قمر)

نویا بیسہ دون میں
بیش مشہور کتاب کے متعلق اس
تقرعات کو پیش
کتاب ہے۔ حافظہ دین علی صاحب نے موصوفی کا دفتر
خلیل اول فرمایا کرتے تھے کہ اس کا ایک حصہ میری کچھ
منبر لکھ دیا۔ زیادہ تو یہ ہے کہ بیش حصے اس کے بھیج
نہیں کرتے۔ لیکن وہ دوسرے خدمات میں جا کر ان کی
تقریر خود ہی کر رہے ہیں۔

نویا میں ہیں کی کتاب مخصوص طریق میں لکھ کر
ہے۔ اور کتاب الفہر العربیہ بھی بہت ہی اعلیٰ درجہ کی
کتاب ہے۔ اس کے حنفی ولی زبان اور دین کی بڑی
خدمت کی ہے۔ اور حضرت بنیامین میں بہت اعلیٰ درجہ کی اس
پہنچا کہ حضرت مسیح و عیسیٰ نے فرمایا ہے کہ میں اور مسیح
ایک جو ہر کے دو ٹکڑے ہیں۔ اسی طرح ایسا معلوم ہوتا
کہ عیسیٰ حضرت کا دماغ دونوں ایک ہیں۔ البتہ ہمیں ایک
نقص ہے کہ وہ کسی محنت نہیں کر سکتا۔

اس کی کتاب کے بارے میں
مسلمان اور عیسائی موصوفیوں نے پڑھے پڑھائے ہیں

اثر ہوتا ہے۔ لیکن اگر مادی کتاب چھی جائے۔ تو
جوئی طور پر بھی اثر پڑتا ہے۔ کہ ہمارے مسلمانوں کا رہنا
کہ اعلیٰ درجہ کے نہ تھے اور یہ نہیں ہوتا۔ کہ تین
والے برابر اثر ہو کر ہمارے مسلمان کی کچھ دو ایات
میں ہیں جو ہمیں تم لکھنا ہے۔ لیکن دونوں صورتوں
اس بات کا خیال رکھنا ہے۔ وہ اپنی زبان لکھتے ہیں تو

اپنے مسلمانوں کو آنا کر کے دکھاتے ہیں۔ کہ پڑھنے والے پر
ان کی شخصیت کا روپ پڑا ہے۔ اور جو جس پہنچا ہوتی
ہے کہ میں بھی ایسا ہی بننا چاہتے۔ مگر مسلمان موصوفی
مسلون کریم صلے اللہ تعالیٰ وسلم اور غلغلہ کے واکو کچھ بڑا کر
تایا ہیں یہ دکھا نہیں۔ کہ ہمارے مسلمان بڑے نکلے تھے
جیسا میں نے جو طریق اختیار کیا وہ درست ہے۔ کیونکہ
تاریکی طور پر جب تک آئندہ نسلوں میں یہ اثر ڈالنا چاہئے
کہ ہمارے مسلمان کے کارنامے ہیں۔ اور ان کی یہ روایا
ہیں اور انہیں ان روایات کو محفوظ رکھنا ہے۔ اس وقت
تک تاریخ کا گناہ وہ نہیں کرتے۔

روایتی تاریکی کا میدان

نویا میں ہیں کہ میں نے اللہ تعالیٰ کے فضل سے
بڑا دعوت پاس کیا ہے۔ جن کی کتب میں اللہ تعالیٰ کے فضل سے
میں نے پڑھ سیکھا ہے۔ مگر دیکھنا ہے کہ آئندہ
اس میدان میں سب سے آگے بڑھ گئے۔ اور مذہب
آئندہ کے متعلق بھی کوئی دیکھ کر آپ آئندہ آئے
والی انہوں سے ملنے کے پڑے ہوئے ہیں۔ بیانی ہیں
میں نے ان کو بڑا مفید لکھنا ہے کہ اس لئے رسول کریم کے
بعد امت محمدیہ میں بھی نہیں آسکتا ہے۔ اور مسیح موعود
ابھرنا سے بھی کہہ رہے ہیں۔ یہ میں اب تو لوگوں
کو ہمارے خلاف کوشش کرتے ہیں۔ مگر آئندہ زمانہ میں
وہ ثابت کر لکھا جائے والی ہوگی۔ کیونکہ اگر وہ مصافی
ترقی کی تمام راہیں پر پرند ہیں تو اسلام کا کچھ لکھنا
نہیں۔ اور ہر اس میں کوئی غریبی نہیں۔ کہ ایک کو
پڑھا دیا جائے۔ اور دوسروں کو پڑھنے نہ دیا جائے۔
ان غریب سے کہ موعود سب کو دیا جائے پھر آگے
جوڑے جائے۔

(۶ جون منشی محمد قمر)

شیخ محمد الزین صاحب مصری
طہری کے پڑھنے کا طریق
معلوم کرنے کا ہے۔ فرمایا میں لڑ باقیوں کے
صحت جاری ہیں۔ اسی طریق طہری نے میں چار سالہ
چلائے ہیں۔ جن میں سے دور پڑے سہل ہیں۔ ان میں
سے ایک نو ہے کہ جس بات کو وہ ثابت کرنا چاہتا ہے

نہایت ... قتلوان اور مان منہ عارضہ کی صورت

اس کے متعلق روایتیں جمع کر چکے ہیں۔ اور اس کے مخالفت روایتوں کو بھی جمع کر کے۔ لیکن ان مخالفین کے گرد وہ جملہ انتہائی ذہنی کار و سہ ہے۔ اس کے رادروں کی روایتوں کو بغیر تائید و جہت سے۔ علاوہ دوسری جگہ پر اس صفت کے بعد لکھا بھی کر رہا ہے۔ ختمہ عمر ابن العاص کے متعلق اس لئے یہ ثابت کرنا ہے۔ کہ وہ شرع نہیں۔ اور حضرت عثمان کے بدخواہ نہ تھے۔ اس کے لئے جہاں وہ ایک یہ روایت آئی کہ حضرت ابن العاص سے جملہ نہ تھے۔ اس و دوسرے طرف دوسری روایتیں آتی ہیں کہ حضرت عثمان اس حسن خلق رہے۔ اور مراد ابن العاص خیرک ان کے خیر خواہ رہے۔

فرمایا: متعلق صاحب نے لکھ دیا ہے۔ اگر کوئی ایک مینا لکھ دے۔ اور جوہر سے کامیاب ثابت ہو رہا ہے کہ بغیر باپ کے اولاد ہو سکتی ہے۔ اس پر علم درست طور پر ترجمہ میں آیا تو اس سے ہماری تائید ہو گئی۔ اور سچ نامہ کی خدائی چمچیری پیر جانیں۔ اور سچ ہی سہی عمر کی تجدید کا کافایت ہو گیا جو انہوں نے کہا کہ سچ کی کیا جس کے عقیدے کو مرزا صاحب نے توڑا۔ اور اس کی خدائی کے دوسرے ممکن یعنی بے باپ پیدا ہونے کے عقیدے کو مرزا توڑا ہوں۔ حالانکہ حضرت صاحب نے بے باپ پر ولادت سچ کر اپنے عقائد میں سے لکھا ہے۔

۱۱ رجون سلاطہ عصر
مرزا محمد علی صاحب نے آئینہ مستطاب کا جواب کے عقائد کو ایک رسالہ حقیقت اختلاص نام لکھا ہے۔ اور اسی شائع نہیں ہوا تھا اس کے ذکر میں فرمایا۔ یہ رسالہ باقی تھا۔ نہ خود تیار کیا۔ یہ خوب بحث پر چلی ہے۔ اس بحث سے تاریخ مسلمہ عمل پر جانینی۔ سیرت خیال ہے کہ وہ انجمن میں جانشین دنیہ ہو کر گئے تھے۔ ان کا ذکر کرینگے۔ مگر اس کتاب میں مندرجہ واقعات سے انکا نہیں کرینگے۔ خواہ مرزا علی صاحب مخالفت میں کتنی ہی حد سے جبرہ چکے ہوں۔ تاہم ان واقعات کی تردید کرنا مشکل ہے۔ اور انکا

جواب ایسا ہی ہو گا جب کہ حضرت صاحب نے اپنی ایک قصیدہ لکھ کر گئے تھے۔ کہ ایک شخص اپنے کھیت کی باڑ لگا تھا۔ دوسرا شخص نے کہا کہ کھیتی پھیری باگیان لگاتے ہو۔ یہ سچی کر کے لکھا۔ اس نے کہا کہ تم بھی تو اپنی طرف کا کھجور کی ہی تھا۔ پیسے نے کہا ان دونوں باتوں کا تعلق کیا ہے۔ دوسرے نے جواب دیا۔ باتوں ہی سے باتیں لگتی ہیں۔ اسی طرح مرزا صاحب نے اصل واقعات کو کھجور یا ہو گا۔ اور دوسرے نے جو کہ مرزا صاحب نے لکھا تھا کہ مرزا صاحب نے مرزا صاحب کو جواب دیا کہ کیا

حبیب کیا۔ (ارجون سلاطہ عصر)
ایک شخص اور قدیم احمدی جو احمدی باب کی اولاد فوت ہو چکے ہیں۔ ان کی اولاد کی ذی بخاری اور عام حالت کی اصلاح۔ یہ کہ مرزا صاحب نے ایک احمدی لاکر اس سے انشاء فرمایا کہ مرزا صاحب نے شخص اور قدیم احمدی تھے۔ ان کے بیٹوں کا خیال رکھنا چاہیے۔ بڑے جانت کی امانت ہوئے ہیں۔ اگر خواب ہو جائیں تو اس کی ذمہ داری وہاں کی حالت پر عاید ہوئی ہے۔

مرزا ابوالفتح صاحب احمدی
دعوت کے ذریعہ
کے طریق تبلیغ کے متعلق عرض کیا کہ وہ مستورات کو اپنے مکان پر لاتی ہیں۔ ان کے لئے کچھ چائے وغیرہ تیار کرتی ہیں۔ اور ان کو غلط بھی کرتی ہیں۔ فرمایا رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی جب تک کہ کوگ ایک کی بات نہیں سنتے۔ تو آپ نے نہ خیال فرمایا کہ ان میں سے کوئی نہ سنتے۔ تو دعوت کے ذریعہ تبلیغ میں ہر طرح اختیار کیا گیا۔ مگر لوگوں نے اس کے مقابلہ میں ضرورت اختیار کی کہ انکا ٹھکانہ چلے جاتے تھے۔ اور آپ کی بات سنتے کے لئے زحمت نہ تھی۔ حضرت مرزا اس وقت سے بچے تھے۔ انہوں نے عرض کیا کہ میں ایک طرف عرض کرتا ہوں۔ اس طرح یہ لوگ سن لیا کرتے۔ اور وہ یہ کہ آپ پیچھے نصیحت فرمائی اور بعد میں کھانا پیش کریں۔ اس طرح لوگ سنتے تھے۔ گویا وہ اب کھاتے تھے۔

فرمایا اسی دعوت بھی روحانی دعوے کے ہوا کرتی ہے۔ جب اس دعوت کے ذریعہ لوگوں تعلقات کا ختم ہوئے۔ تو وہ باتیں بھی سن حضور نے مرزا صاحب ہندوؤں میں تبلیغ فرمایا۔ کہ کیا آپ میری تبلیغ کرتے ہیں۔ مرزا صاحب نے عرض کیا کہ اس طرف تو ہم انہیں کی اب ایسا اصرار کر رہے ہیں۔ فرمایا ہندوؤں میں تبلیغ کرنے کی بات ہے۔ آخر یہ بھی ہمارے بھائی ہیں۔ اس کو اس طرف تو نہ دلاتے ہیں۔ کہ ایک حصہ ہندو تبلیغ کرنے کے لئے وقف ہوتا ہے۔ کہ ایک حصہ کہہ رہے ہندوؤں میں سے آئے۔ دوسرے کے لئے زورہ غرض ہوتے ہیں۔ غرض کہ ہمارے کو ہو گا کہ ہندوستان کے سات کوڑا مسلمان سے آئے ہوئے ہیں۔ جو مسلمان بہت ہندو میں آئے ہیں وہ بہت فقروں سے ہیں۔ مسلمان ہیں کیا کہ ہندوستان میں ہو سکتے۔ جب مسلمان ہو جائیں ہندو ہونگے۔ یا یہ خیال کرنے کے لئے یہ فرمایا کہ ان مسلمان جو ہوتے ہیں۔ وہ میں سے ہوتے ہیں۔ جس طرح تادہ باشا بزرگندہ پانی صاف ہو جاتا ہے۔ اسی طرح مذہب نئے لوگ داخل ہو کر نیا مذہب اور نئی زندگی لائے۔ پرانے لوگوں میں مذہب سے تعلق ٹھنک کر رہ جاتا ہے۔

۱۱ رجون سلاطہ عصر
مرزا محمد علی صاحب نے آئینہ مستطاب کا جواب کے عقائد کو ایک رسالہ حقیقت اختلاص نام لکھا ہے۔ اور اسی شائع نہیں ہوا تھا اس کے ذکر میں فرمایا۔ یہ رسالہ باقی تھا۔ نہ خود تیار کیا۔ یہ خوب بحث پر چلی ہے۔ اس بحث سے تاریخ مسلمہ عمل پر جانینی۔ سیرت خیال ہے کہ وہ انجمن میں جانشین دنیہ ہو کر گئے تھے۔ ان کا ذکر کرینگے۔ مگر اس کتاب میں مندرجہ واقعات سے انکا نہیں کرینگے۔ خواہ مرزا علی صاحب مخالفت میں کتنی ہی حد سے جبرہ چکے ہوں۔ تاہم ان واقعات کی تردید کرنا مشکل ہے۔ اور انکا

محترمہ عائشہ مرحومہ حالاً زندگی

میری بیوی جو مجھے بہت پیاری تھی خدا تعالیٰ کی مصلحت کے ماتحت جسمانی طور پر تجھ سے خیر و ہو گئی ہے خدا کے رسول مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ہمیں اگست ۱۸۹۹ء میں میاں بیوی بنا یا تھا۔ جنتِ فردوس زندہ رہی۔

اپنی برہانیت پر قائم رہی، برہانیت میں ہر صاحب میں ہر برہانیت پر خیر کی اسے اسلاماء عادت نہ تھی۔ عام عورتوں کی جہیز تہیز کی کوئی ایسی مثال نہ تھی۔ اس بائیس کی خیر خبر اور اربعین تھی۔ والدین کے آگے چون دیا کہ یہی سارے تھی۔ جو کچھ ملے کو دیے۔ وہ تھا کی اور جو بیٹے کو دیے وہ پہنچی۔ مارچ ۱۹۰۱ء میں پیدا ہوئی تھی۔ جب مدرسہ میں پڑھتی تھی تو ہفتہ میں صرف ایک پیسہ سیوا ہی۔ تندر اور کافور کے ملے ملا کر تھا۔ کھانے کو

اس نے کبھی نہیں مانگا۔ ماہ برس کی ہوئی۔ والدین نے اپنے ایک القادسی بنارہ مولوی عبدالکریم صاحب یا لکھنوی کے عقد میں بغیر خلیفہ و جہر مقرر کرنے کے صرف مسجد میں جہیز لوگوں کے رد پر دیا۔ چند ماہ برس کی عمر میں وہ دارالافتاء میں مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے پاس آئیں اور ۱۹۰۹ء کی آخری سہ ماہی میں اس کا نکاح مولوی عبدالحکیم صاحب کے ساتھ ہوا۔ مسیح موعود علیہ السلام پھر منعقد ہوا اور اکتوبر ۱۹۱۰ء کو مولوی صاحب موصوف فوت ہوئے۔

قریباً سات برس ان کی زوجیت میں رہیں۔ انہی ایام کے متعین وہ رذابت سے جو حضرت مرزا بشیر احمد صاحب ایم۔ اے نے اپنی کتاب سیرۃ المہدی حصہ دوم کے صفحہ ۱۸ پر لکھا ہے اور جو یہ ہے:-

”ڈاکٹر میر محمد اسماعیل صاحب نے مجھے بیان کیا کہ ایک دفعہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے زمانہ میں ایک بچے نے گھر میں ایک چھپکلی ماری۔ اور پھر اسے ملاقات مولوی عبدالکریم صاحب مرحوم کی چھوٹی المیہ پر پہنچا دیا جس پر مارے ڈرے ان کی چھپکلی نکل نکلیں۔ اور چونکہ مسجد کا قرب تھا۔ ان کی آواز مسجد میں بھی سنائی دی۔ مولوی عبدالکریم صاحب جب گھر کے توڑوں نے غیرت کے جوش میں اپنی بیوی کو بہت کچھ سخت سنست کیا۔ حتیٰ کہ ان کی عفت کی آواز حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے نیچے اپنے مکان میں بھی سن لی۔

قدرتی فضیلت ہے۔ اور کیونکہ وہ عورتوں کے نام نفع کے ذمہ دار ہیں۔

گویا نصیحت کا انحصار محض امارت تک محدود ہے اور اس کی جہوزہ داری کا جو حصہ ہے۔ اس لئے قرآن مجید نے عورت سے طلب کیا ہے۔

خالصا لحاظ خاتونات حافظات تلغیبیہ کرہ نیکو کار اور دعا کرنے والی اور اپنے فائدہ کی خاطر اور داری کرنے والی ہوں۔ ہاں یاد رہے کہ جہاں پر اسلام نے عورت کو مرد کی بہترین رفیقہ زندگی بننے کی تلقین کی ہے۔ وہاں پر مردوں کا معیار نیکو کاری ہی عورتوں سے حسن سلوک قرار دیا ہے۔ قرآن یا خیر کہ خیر کمالا۔ زیادہ اچھا وہ ہے جو اپنی بیوی سے اچھا سلوک کرے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک ناخدا جو میں ہزار مسلمانوں کو جس عرفات سے اتاری پیغام دیا۔

”دیکھو عورتوں کے ساتھ کبھی بدسلوکی نہ کرنا۔ ان سے ہمیشہ مہربانی سے پیش آنا۔“ اسوۂ محمدی صاحبہ شکی اس قسم کی مہربانیات و احادیث موجود ہیں جن میں خرفیقین باخصوص مردوں کے لئے ذریعہ ہدایت بیان کی گئی ہیں۔ قرآن پاک نے مرد کو بیوی کے اخراجات کا ذمہ دار قرار دیا ہے۔ اس کی مہربانیت ہم پہنچانے کا اسے حکم دیا ہے اور پھر سورہ فوریس علیہ مکان کا حق بھی قائم کیا ہے۔ غرض جو زندگی کی ضروریات ہیں۔ ان کے متعلق تفصیلی حکم

بیان فرمائے ہیں۔ عورتوں کی شہادت کو قبول کیا ہے۔ مگر ان کی نظری کمزوری اور نفسیاتی رعب کے ماتحت دو عورتوں کی شہادت کو ایک مرد کی شہادت کے برابر قرار دیا ہے۔ گویا ہر مہلوے و افراد و تفریط سے پاک تعلیم ہے۔

میں ہے مسلم بھائیوں اور بہنوں سے اسے اپیل کرتا ہوں کہ اپنے اپنے حقوق سے استیفاء نہ کریں۔ کیونکہ ایسا تجا و کسی کے لئے بھی مفید نہیں۔ اور نہ ہی دیر پا ہوگا۔ ہندوستان میں عورتیں بہت پس انداز ہیں۔ مسلم خواتین اپنے دائرہ میں بہت دیکھتی ہیں۔ مسلم مردوں کا فرض ہے کہ انہیں اسلامی حقوق دیں۔ لیکن مسلم عورتوں کو پائے کر دنیا کی نہ پروردگار تمام تبادو تحریک آزادی کا مہل نہ کریں۔ کیونکہ وہ تمام نہ روئے گئی۔ اور نہ ہی ان کے لئے مفید ثابت ہوگی۔

مبارکباد میں دے رہے تھے۔ کہ اللہ تعالیٰ نے ان کا نام مسلمانوں کا لیڈر رکھا ہے۔

عین فلسفہ کے ایام میں سیرت المہدی حصہ دوم چھپ کر قادیان آئی۔ جب میں نے روایت ۲۰۸ کو پڑھا۔ تو مرحوم کو پڑھ کر سنائی۔ اس وقت بالکل تندرست تھیں۔ انہوں نے اس کی تصدیق کی۔ اور کہا بچے سے مراد خود رادی یعنی حضرت میاں صاحب ہیں۔

غائب ۲۰ اگست ۱۳۸۱ھ کی نماز پڑھنے کے وقت حضرت قدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے حضرت استاذی المکرم مولوی نور الدین صاحب سے فرمایا کہ کیا غلام محمد کا نکاح ہو چکا ہے یا نہیں۔ حضرت مولوی صاحب نے اسی روز بعد از نماز مجھے دریافت فرمایا اور کہا کہ حضرت صاحب کا ارادہ ہے کہ کائنات کے ساتھ تیارانہ نکاح کیا جائے۔ تمہاری کیا رائے ہے میں ایام فحشت کی وجہ سے علی گڑھ سے قادیان آیا ہوا تھا کیونکہ

میں اس وقت بی۔ اے میں تعلیم پا رہا تھا۔ میں نے عرض کیا مجھے حضرت صاحب کا مکمل لبرل ڈسٹنکشن منظور ہے۔ مگر کائنات کے ساتھ نکاح حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے مندرجہ ذیل رقمہ حضرت استاذی المکرم مولوی نور الدین صاحب کو لکھا۔

مخدومی محرمی حضرت مولوی صاحب علیہ السلام علیکم رحمۃ اللہ برکاتہ۔ جو امر یعنی دختر شادی فاس کی نسبت میں نے بیان کیا تھا۔ ابھی اس کو کوئی دفعہ نہیں دینا چاہیے کیونکہ اس لوگ اور اس کے باپ کے فساد سے ہمیں اطلاع نہیں صرف گناہ طور پر بغیر تصدیق کسی کے نام کے اس سے دریافت فرمادیں۔ دوسرے ایک اور موقعہ یعنی شیخ نواز احمد وزیر آبادی کی بوی فوت ہو گئی ہے۔ وہ تو بہت

الدار میں ان کو بھی شادی کی ضرورت ہے۔ شاید وہ اس موقعہ کو پسند کر لیں۔ لیکن اگر اس جگہ اس کا نکاح ہو تو ہم نادمہ ہے۔ کہ یہ شرط کی جارہے گی۔ کہ غلام محمد اس جگہ رہے اس طرح ایسا آدمی کسی وقت کام آسکتا ہے۔ آئندہ جواب مرحضی ہو۔ مرزا غلام احمد

پھر ۲۰ اگست ۱۳۸۱ھ کو مولوی محمد علی صاحب امپل مندرجہ ذیل خط حضرت مسیح موعود کو لکھا۔

سیدی رسولانی سلم علیہ السلام رحمۃ اللہ علیہ حضرت مولوی صاحب نے مجھے تحریر فرمایا تھا کہ شادی فاس صاحب کو بنا کر ہم کا فیصلہ کیا جائے میں بلایا تھا۔ وہ کہتے ہیں حضرت صاحب سے دریافت کیا

اگر حضور پسند فرمادیں۔ تو عصر کی نماز کے وقت ہو سکتا ہے۔ اسلام فاکر محمد علی

مندرجہ بالا نعت کی پشت پر مندرجہ ذیل جواب حضور ارقام فرماتے ہیں۔

السلام علیکم رحمۃ اللہ برکاتہ۔ آج میری طبیعت دوران سر کے باعث اس قدر بیمار ہے کہ چار پائی سے اٹھنا مشکل تھا۔ اس وقت اللہ کریم تھا ہوں۔ مگر باہر آنے کے قابل نہیں۔ میرے نزدیک پانچ سو روپیہ دھماں ہر کافی ہے۔ اس قدر میرا اس لئے بچہ کرتا ہوں کہ یہ صحت تو میں نہیں ہے۔ اور لڑکا ہونا رہا ہے۔ اس پر کوئی وجہ نہیں ہے۔ امید کہ اس کی لیاقت اور حیثیت اس سے بہت زیادہ ہو جائیگی۔ میرے نزدیک اس سے کم ہرگز نہیں۔ اگر زیادہ ہو تو مفاد نفع نہیں۔

والسلام مرزا غلام احمد

غائب اس کے بعد دوسرے یا تیسرے روز بعد نماز عصر حضرت مرزا اشرف احمد صاحب کے صحن میں مجلس نکاح منعقد ہوئی تھی جہاں آج کل مدرسہ خواتین ہے۔ اس نکاح کو حضور مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے جسے اہتمام کے ساتھ اپنے گھر میں ملایا دیا۔ حضرت صاحب خود موجود تھے۔ اور حضرت مولوی استاذی المکرم نور الدین صاحب نے خطبہ نکاح پڑھا۔ دوران خطبہ میں

کچھ تقررات بارش بھی پڑے تھے۔ اور حضور نے دعا دی۔ اور ارشاد فرمایا تھا کہ یہ نکاح مبارک ہوگا۔ کیونکہ رحمت انہی باران رحمت کی شکل میں نازل فرما رہی ہے۔

حضور کو مرحوم کی خدمت منور کے پاؤں دبانے کی

بہت پسند تھی حضور نے ایک دفعہ مرحوم کو دعا دے کر فرمایا کہ اللہ تجھے اولاد دے۔ حضور کی دعا سے مرحوم کے چوبیس بچے پیدا ہوئے۔ ایک لڑکی اور پانچ لڑکے جن میں سے ایک فوت ہو گیا ہے۔ اور چار لڑکے اور ایک لڑکی زندہ موجود ہیں۔

اللہ تعالیٰ ان کو فادام دین بنائے۔ آمین ثم آمین خدا نے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ان الفاظ کو پورا کیا۔ کہ اگر اس بیگم اس کا نکاح ہو تو یہ فائدہ دے گا کہ یہ شرط کی جارہے گی کہ غلام محمد اسی بچہ رہے کہ حضور نے مجھ سے بیان دہنے کی کسی وقت شرط نہیں کرائی تھی۔ مگر

خدا کی شان ہے کہ میں جس راہ میں نے زندگی و حیات کر کے کی۔ رضا مست حضور کو دی۔ جو معنی محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس ملے گی تھی۔ اس کو پورا کرنے کے لئے میں نے نور الدین اعظم کو کہا کہ مجھے تبلیغ کے لئے باہر بھیجا جائے۔ کیونکہ میرا قول ہی

١٠٠

جبریل علیہ السلام

المؤمنون

روزنامه

روزنامه اطلاعات - تهران - ۱۳۳۵

الفضل في جولاى ١٣٢٤
بناؤه فضل الله
روى عن الصادق عليه السلام
من ركب حبة من
الحبه السوداء...

[illegible][illegible]

۱۶
ماہنامہ **۱۹۳۳ء** **فروری** **۱۹۳۳ء**
 ۱۔ میں نے اپنے دوستوں کو بتایا کہ میں نے ایک نئی کتاب لکھی ہے جس کا نام ہے "The History of the Punjab"۔
 ۲۔ میں نے اپنے دوستوں کو بتایا کہ میں نے ایک نئی کتاب لکھی ہے جس کا نام ہے "The History of the Punjab"۔
 ۳۔ میں نے اپنے دوستوں کو بتایا کہ میں نے ایک نئی کتاب لکھی ہے جس کا نام ہے "The History of the Punjab"۔
 ۴۔ میں نے اپنے دوستوں کو بتایا کہ میں نے ایک نئی کتاب لکھی ہے جس کا نام ہے "The History of the Punjab"۔
 ۵۔ میں نے اپنے دوستوں کو بتایا کہ میں نے ایک نئی کتاب لکھی ہے جس کا نام ہے "The History of the Punjab"۔
 ۶۔ میں نے اپنے دوستوں کو بتایا کہ میں نے ایک نئی کتاب لکھی ہے جس کا نام ہے "The History of the Punjab"۔
 ۷۔ میں نے اپنے دوستوں کو بتایا کہ میں نے ایک نئی کتاب لکھی ہے جس کا نام ہے "The History of the Punjab"۔
 ۸۔ میں نے اپنے دوستوں کو بتایا کہ میں نے ایک نئی کتاب لکھی ہے جس کا نام ہے "The History of the Punjab"۔
 ۹۔ میں نے اپنے دوستوں کو بتایا کہ میں نے ایک نئی کتاب لکھی ہے جس کا نام ہے "The History of the Punjab"۔
 ۱۰۔ میں نے اپنے دوستوں کو بتایا کہ میں نے ایک نئی کتاب لکھی ہے جس کا نام ہے "The History of the Punjab"۔

[illegible]

یا نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی استیصال نہیں کہیں تھے
براہ راست بغیر مستندہ کسی نبی کے
خداوند کے ساتھ تعلق رکھتے ہیں۔
مگر بعد میں جب بارش کی طرح
الہی نازل ہوئی، تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم اس پر
تبدیلی کی تھی، یوں فرمایا۔
”چونکہ میرے نزدیک نبی و کا
کے ہیں، میں پر خدا کا واسطہ تعلق
تعلق، کثرت نازل ہو، جو فیصلہ
اس سے خداوند میرا نام نبی رکھ
بغیر شریعت کے۔“
(تجلیات الہیہ صفحہ ۱۸۸)
نیز فرمایا۔
”نبی کے معنی صرف یہ ہیں، کہ
میں پر خداوند وحی خیر پانے والا ہوں
رُخا، مکالمہ اور مخاطب الہی سے ہوں
جو شریعت کا نازل کرنے کے لئے
نہیں، اور نہ یہ ضروری ہے کہ
شریعت، رسول کا حق نہ ہو۔“
(مجموعہ رسائل احمدیہ صفحہ ۱۸۸)
ایک اور جگہ فرمایا۔
”نبی کے لئے شارع ہونا شرط
ہے۔“ (ایک فلسفی کا اذکار)
”الفرق بنقۃ الوحی کے حاملہ کے
کہ وہ ہے۔ کہ نبوت اور حیاتِ نبی کے
آپ کا عقیدہ پہلے عام مسلمانوں کی
کا تھا، مگر پھر دونوں میں تبدیلی فرما
پس نبوت کے مسئلہ اور تعریف
میں تبدیلی کے عمل کرنے کے لئے
سیح والا عقیدہ، زبردست اصول ہے
کیونکہ مسنونہ جس طرح سیح کی دوبارہ
عقیدہ میں تاویل کرتے تھے، اسی طرح
کے بارہ میں تاویل فرماتے رہے۔ اور
طرح دیں ناقص تھا، حضور فرماتے
کہ اسی طرح کا یہاں تعلق ہے، خدا
دونوں عقیدے بالکل متوازی اور
جیسے نظر آتے ہیں، میں اب
انصاف کا اتفاق
یہ ہے کہ جہلور جمہور میں کمال کا
ہیں، ایسے ہی حضور کی نبوت کے مسئلہ کو
اور اگر جمہور اب نہیں کہتے تو دراصل
سیح موجود علیہ السلام کی تحریرات
کرتے ہیں جو کہ ایک خطرناک واقعہ

لکھا کہ آنے والا سیح میں ہی ہوں؟
اس کے بعد فرماتے ہیں۔
”اسی طرح اوائل میں میرا ایک عقیدہ
تھا کہ محمد کو سیح ابن مریم سے کیا نسبت
ہے، وہ نبی ہے اور خدا کے برگزین
سے ہے۔ اور اگر کوئی امر میری تفصیل
کی نسبت ظاہر نہ کرے، اس کو جانی
تفصیل قرار دیتا تھا، مگر بعد میں جو تھکا
کی وحی یا وحش کی طرح میرے پر نازل ہوئی
اس سے مجھے اس عقیدہ پر قائم نہ رہنے
دیا۔ اور مزاج طور پر نبی کا خطا ہے
دیجیگا، وحقیقۃ الوحی صلا (صفحہ ۱۸۸)
حضرت سیح موجود علیہ الصلوٰۃ والسلام
کے ان الفاظ سے ظاہر ہے، کہ جیسے آپ
کو حضرت سیح کی صحت کے عقیدہ میں بارش
کی آواز نازل ہونے والی وحی اپنی نے جبراً
تبدیلی پسند کرانی، اسی طرح اپنے آپ
کو نبی سمجھنے پر بھی بارش کی قدرت کی وحی نازل
نے مجبور کیا، گو یا ان دونوں عقیدوں
میں ایک ہی جیسی طبیعت کام کر رہی تھی
دو عیسویت کی بات بھی تبدیلی جبراً
پذیریدہ وحی ہوئی اور نبوت کے متعلق بھی
سابقہ عقیدہ میں وحی نے جبراً تبدیلی کر لی
ورنہ اس سے قبل میں طرح عام مسلمانوں
کی طرح حضرت سیح کے بارہ میں آپ یہ
عقیدہ رکھتے تھے۔ کہ وہ زندہ آسمان پر
ہیں، اور دوبارہ آئیں گے، اسی طرح
نبوت اور تعریف نبوت کے متعلق بھی
عام مسلمانوں کی طرح عقیدہ
رکھتے تھے، مثلاً اگست ۱۹۹۹ء میں حضور
جسٹس تھے۔ کہ
”اسلام کی، اصطلاح میں نبی اور رسول
کے یہ معنی ہوتے ہیں۔ کہ وہ کامل شریعت
لائے ہیں، یا بعین احکام شریعت سابقہ
کو منسوخ کرتے ہیں، یا نبی سابق کی امت
تہیں کہلاتے، اور براہ راست بغیر مستندہ
کسی نبی کے خداوند کے ساتھ تعلق رکھتے
ہیں۔“ (داعیہ، اگست ۱۹۹۹ء)
گو یا پہلے آپ نبی کی تعریف یہ کرتے
دیتے تھے۔ جیسا کہ
عام مسلمانوں کا خیال
ہے کہ وہ نبی شریعت لائے ہیں، یا بعین
احکام شریعت سابقہ کو منسوخ کرتے ہیں۔

یا بعین
تو وہ
کے ہیں
کے
بہر پہنچ
یعنی لپہ
ہر اور
باقی سے
و آپ
بالی پند
تہیں
تفصیل
آپ
جبر کا
لیز
پہر
میں
در
بارہ
کر کے
الہی
رکرو یا
جہلا
کہ
بہر پہنچ
اس
مگر
۱۹۹۹
سو
نے
۱۹۹۹
کا
یہ
کہ
تفصیل
نے
ہے
اگر
۱۹۹۹

اور پھر جب آپ نے قرآن مجید پر غور کیا تو قطعی طور پر معلوم ہو گیا کہ واقعہ میں مسیح ابن مریم وفات پا چکے ہیں اور آئے والا اسی امت محمدیہ میں سے ہوگا۔ اور تقریباً ۱۷ برس تک آپ نے باوجود الہامات میں ان باتوں کے بتائے جانے کے اعلان نہیں کیا۔ بلکہ ان کی تائید کرتے رہے۔ مگر جب نشانات البیۃ ظاہر ہوئے تو انہوں نے جبر کر کے آپ کو منوایا۔

اسی یہ بات سوچنی چاہیے کہ حضرت یحییٰ علیہ السلام کے آسمان پر جانے کا مسئلہ دیکھئے کہ اگر معقول رجسید کوئی شخص آپ کے ساتھ تبادلات کرتا تو آپ پر اس کی حقیقت نہی ہوتی اور آپ اس بات کے قائل ہو جاتے کہ یحییٰ بن مریم آسمان پر نہیں اور کہ آئے دان اسی امت میں سے پیدا ہوگا۔ اور وہ قرآن شریف اور مہربان کی رو سے بھی اس بات کو تسلیم کر لیتے کہ حضرت مسیح و وفات پا گئے ہیں اور آخری نبیؑ آئے والا اسی امت کا فرد ہوگا۔ مگر باوجودیکہ اسنے الہامات اور اس قدر وحی الہی حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو ہوئی۔ پھر بھی مجبور ہو کر آپ نے اس بات کو قبول کیا۔ سوال یہ ہے کہ

نبوت کا مسئلہ

ہے۔ جب آپ سے یہ سوال کیا گیا کہ پہلے آپ لکھتے تھے کہ مجھے مسیح ابن مریم سے کیا نسبت ہے وہ نبی ہے۔ اور اس طرح اپنی شان کم بیان کرتے تھے۔ مگر بعد میں آپ نے بیان کیا کہ میں مسیح ابن مریم سے تمام شان میں بڑھ کر ہوں۔ سو ان دونوں عبارتوں میں تناقض ہے۔ تو اس سوال کے جواب میں معذور نے اولیٰ میں اپنے حیات مسیح نامری کے عقیدہ کا ذکر کر کے تقریر فرمایا کہ

ایسا کیوں تھا گیا۔ اور کام میں یہ تناقض کیوں پیدا ہو گیا۔ سو اس بات کو قوجہ کر کے سمجھ لے کہ یہ اسی قسم کا تناقض ہے کہ جیسے براہین احمدیہ میں میں نے

اسی یہ بات سوچنی چاہیے کہ حضرت یحییٰ علیہ السلام کے آسمان پر جانے کا مسئلہ دیکھئے کہ اگر معقول رجسید کوئی شخص آپ کے ساتھ تبادلات کرتا تو آپ پر اس کی حقیقت نہی ہوتی اور آپ اس بات کے قائل ہو جاتے کہ یحییٰ بن مریم آسمان پر نہیں اور کہ آئے دان اسی امت میں سے پیدا ہوگا۔ اور وہ قرآن شریف اور مہربان کی رو سے بھی اس بات کو تسلیم کر لیتے کہ حضرت مسیح و وفات پا گئے ہیں اور آخری نبیؑ آئے والا اسی امت کا فرد ہوگا۔ مگر باوجودیکہ اسنے الہامات اور اس قدر وحی الہی حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو ہوئی۔ پھر بھی مجبور ہو کر آپ نے اس بات کو قبول کیا۔ سوال یہ ہے کہ

جبر کی کیا صورت پیش آتی؟ وہ بھی تھی کہ یہاں صرف حیات مسیح کا سوال نہیں تھا۔ بلکہ آپ کی ذات کا سوال تھا۔ اگر صرف آجہا ہی ہوتا کہ حضرت مسیح نامری فوت ہو چکے ہیں۔ اور آئے والا مسیح اسی امت میں پیدا ہوگا۔ جو حضرت مسیح نامری کا مثیل ہوگا۔ تو آپ کو اس بات کے ماننے میں ہرگز کوئی تامل نہ ہوتا۔ تاہل اس وجہ سے غلط کہ آپ کو کہا گیا کہ آئے والے مسیح آپ ہیں۔ اور یہ جینگولی آپ کی ذات میں پوری ہوئی ہے۔ اس وجہ سے آپ رکھتے تھے اور الہامات کی تائید کرتے تھے۔ آپ کی طبیعت

القول الفصل

2

کے جواب میں

صرف ایک دن میں تالیف کیا

انجمن ترقی اسلام کیلئے مطبع ضیاء الاسلام قادیان میں پھیکر شائع ہوا

۳۰ جنوری ۱۹۱۵ء

کی بحث میں سیاہ نہ کرتے۔

خواجہ صاحب بار بار دلائل پر زور دیتے ہیں۔ لیکن میں پوچھتا ہوں کہ دلائل کس چیز کا نام ہے۔ ایک شخص جو ان لوگوں میں سے ہے جو اپنے آپ کو حضرت مسیح موعود کے مستمدین ہیں ایک محدث کے طور پر پیش کرتا ہے۔ ایک بات بیان کرتا ہے اور بیان ہی نہیں کرتا اس کا اعلان کر لے۔ اور پھر تحریریں اعلان کرتا ہے لیکن جب اس سے پوچھا جاتا ہے کہ یہ بات کس تحریر میں ہے یا کس فقرہ میں ایسا بیان ہوا ہے تو وہ نہ تحریر پیش کرتا ہے اور نہ اپنی سماعت کی صلی شہادت دیتا ہے۔ اور اس کے دوست برابر اس غلط بیانی کو پھیلارہے ہیں تو اب وہ کو نسا طریقی ہے جس سے فیصلہ ہو سکے کہ آپ ہی ان کو تین باتوں میں سے ایک پر مجبور کریں یا تو وہ میری تحریر پیش کریں یا اپنی سماعت کو حلف سے منکذ کر کے (جیسی حلف حضرت مسیح موعود نے تریاق القلوب میں بھی ہے) شائع کریں یا یہ اعلان کریں کہ مجھ سے غلطی ہو گئی۔ میں اپنے بیان کو واپس لیتا ہوں۔ اس کے سوا اور کو نسا طریقی فیصلہ ہے؟

میں پھر بڑے زور سے اعلان کرتا ہوں جیسا کہ پہلے متعدد بار اعلان کر چکا ہوں کہ میں مرزا صاحب کو نبی مانتا ہوں۔ لیکن نہ ایسا کہ وہ نبی شریعت لائے ہیں۔ اور نہ ایسا کہ ان کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی اتباع کے بغیر نبوت ملی ہے۔ اور ان منہوں سے آپ کو حقیقی نبی نہیں مانتا۔ ہاں اگر حقیقی نبی کے یہ معنی ہوں کہ وہ نبی ہے یا نہیں تو میں کہوں گا کہ اگر حقیقی کے مقابل میں نقلی یا نوافی یا اسی نبی کو رکھا جائے تو میں آپ کو حقیقی نبی مانتا ہوں۔ بناوٹی نقلی یا اسی نہیں مانتا میں نبیوں

کی نین اقسام مانتا ہوں۔ ایک جو شریعت لائے والے ہیں دوسرے جو شریعت تو نہیں لاتے لیکن ان کو بلا واسطہ نبوت ملتی ہے۔ اور کام وہ پہلی امت کا ہی کرتے ہیں۔ جیسے سلیمان ذکر کیا مجھی

علیہم السلام اور ایک وہ جو نہ شریعت لاتے ہیں۔ اور نہ ان کو بلا واسطہ نبوت ملتی ہے۔ لیکن وہ پہلے نبی کی اتباع سے نبی ہوتے ہیں۔ اور سوائے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے کوئی نبی اس شان کا نہیں گذرا کہ اس کی اتباع میں ہی انسان نبی بن جائے۔ لہذا اس قسم کی نبوت صرف اس ممکن

انسان کے اتباع میں ہی پائی جاسکتی تھی۔ اس لئے پہلی امتوں میں اس کی نظیر نہیں۔ اور اس امت میں سے بھی صرف مسیح موعود کو اس وقت تک یہ درجہ عطا ہوا ہے۔ اور پہلی امتوں میں اس کی نظیر نہ ملنے کی یہ وجہ بھی کہ پہلے حقیقی نبی آسکتے تھے۔ اس لئے ایسے نبی کی کوئی ضرورت نہ تھی۔

مقبول ہو۔ اس کا یہی جواب دیتے ہیں کہ جس پر گورنمنٹ خوش ہو اسی کو پیش کیا کرتے ہیں۔ پس اگر گورنمنٹ کے سامنے اپنا ڈیپوٹیشن لے جانے کے لئے کسی ایسے انسان کی ضرورت ہوتی ہے جو اس کی نظر میں مقبول ہو۔ تو پھر یہ کونسی عقلمندی ہے کہ خدا تعالیٰ کے حضور پیش ہونے کے لئے ایک ایسے آدمی کو اپنے آگے کھڑا کیا جائے جو مغضوب ہو یہ کوئی مشکل بات نہیں۔ آسانی سے سمجھ میں آ سکتی ہے اس لئے ان لوگوں کو اپنا امام نہیں بنانا چاہیئے جنہوں نے حضرت مسیح موعود کو قبول نہیں کیا کیونکہ وہ خدا تعالیٰ کے حضور مغضوب ٹھہر چکے ہیں۔ اور ہمیں اس وقت تک کسی کے پیچھے نماز نہیں پڑھنی چاہیئے جب تک کہ وہ بیعت میں داخل نہ ہو جائے۔ اور ہم میں شامل نہ ہو۔ خدا تعالیٰ کے مامور ایک بڑی چیز ہوتے ہیں جو ان کو مقبول نہیں کرتا وہ خدا کی نظر میں مقبول نہیں ہو سکتا۔ اس میں شک نہیں کہ بعض غیر احمدی ایسے ہونگے جو پیچھے دل سے حضرت مسیح موعود کو مصادف نہیں مانتے۔ اس لئے قبول نہیں کرتے۔ لیکن ہم بھی مجبور ہیں کہ ایسے لوگوں کے پیچھے نماز نہ پڑھیں کیونکہ خواہ کسی وجہ سے ہی وہ حق کے منکر ہیں۔ غیر احمدیوں کا اس بات پر چرنا کہ ہم ان کے پیچھے نماز کیوں نہیں پڑھتے ایک لغو امر ہے۔ وہ غیر احمدی جو یہ سمجھتا ہے کہ مرزا صاحب جھوٹے ہیں وہ ہم کو مسلمان کیونکر سمجھتا ہے۔ اور کیوں اس بات کا خواہاں ہے کہ ہم اس کے پیچھے نماز پڑھیں۔ ہمارا اس کے پیچھے نماز پڑھ لینا اسے کیا فائدہ پہنچا سکتا ہے ہمارا یہ فرض ہے کہ ہم غیر احمدیوں کو مسلمان نہ سمجھیں اور ان کے پیچھے نماز نہ پڑھیں۔ کیونکہ ہمارے نزدیک وہ خدا تعالیٰ کے ایک نبی کے منکر ہیں یہ دین کا معاملہ ہے اس میں کسی کا اپنا اختیار نہیں کہ کچھ کر سکے۔ لیکن اس کے یہ معنی نہیں کہ غیر احمدیوں سے ہم دیگر دنیاوی اور تمدنی تعلقات کو منقطع کر دیں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے تو عیسائیوں کو بھی اپنی مسجد میں نماز پڑھنے کی اجازت دے دی تھی۔ پس جب باوجود اس قدر اختلاف کے دین میں ایک دوسرے کو مذہبی سہولتیں بہم پہنچانے کا حکم ہے تو دنیاوی تعلقات کو ترک کرنا کس طرح جائز ہو سکتا ہے۔ دوسروں سے محبت کرو پیار کرو۔ ان کی مصیبت کے وقت ان کے کام آؤ۔ بیمار کا علاج کرو۔ بھوکے کو روٹی



انکس صداقت

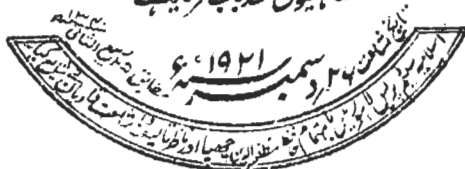
جہیں

امام جہا احمدیہ حضرت زین العابدینؑ و صاحبینؑ

نے

مولوی محمد علی صاحب اور ان کے متعدد چند رفقاء کی جماعت احمدیہ علیحدگی کے
اسباب صحیح واقعات اور سچے حالات کا اختلاف اور پیدائش سے پیدا ہونے والی

غلط فہمیوں کا سدباب فرمایا ہے



باب اول

اُن غلط واقعات کی تردید میں جو مولوی محمد علی صاحب نے
اختلاف سلسلہ کے حالات کا ذکر کرتے ہوئے بیان کئے ہیں۔

مولوی محمد علی صاحب کا تبدیلی عقیدہ
بہ مولوی محمد علی صاحب نے اختلافات کی ایک کتاب

کے متعلق مجھے پرلے جا الزام بیان کی ہے جس میں انھوں نے اپنی حاضری

ثابت کرنے کی کوشش کی ہے کہ جس طرح حضرت مسیح موعودؑ کی وفات کے بعد بعض ائمہ

سے متاثر ہو کر میں نے (یعنی اس عاجز نے) اپنے عقائد میں تبدیلی پیدا کی ہے۔

یہ تبدیلی عقیدہ مولوی صاحب تین ناموں کے متعلق بیان کرتے ہیں۔ اول

نقد و عقائد میں نے حضرت مسیح موعودؑ کے متعلق یہ خیال پھیلایا ہے کہ آپ فی الواقع

نبی ہیں۔ دوم یہ کہ آپ ہی آیت اسماء احمد کی پیشگوئی مذکورہ قرآن کریم (سورہ آہٹ)

کے مصداق ہیں۔ سوم یہ کہ کل مسلمان جو حضرت مسیح موعودؑ کی بیعت میں شامل نہیں ہوئے

خواہ انھوں نے حضرت مسیح موعودؑ کا نام بھی نہیں سنا۔ وہ کافر اور دائرۃ اسلام سے خارج ہیں۔

میں تسلیم کرتا ہوں کہ سب سے یہ عقائد ہیں۔ لیکن اس بات کو تسلیم نہیں کرتا

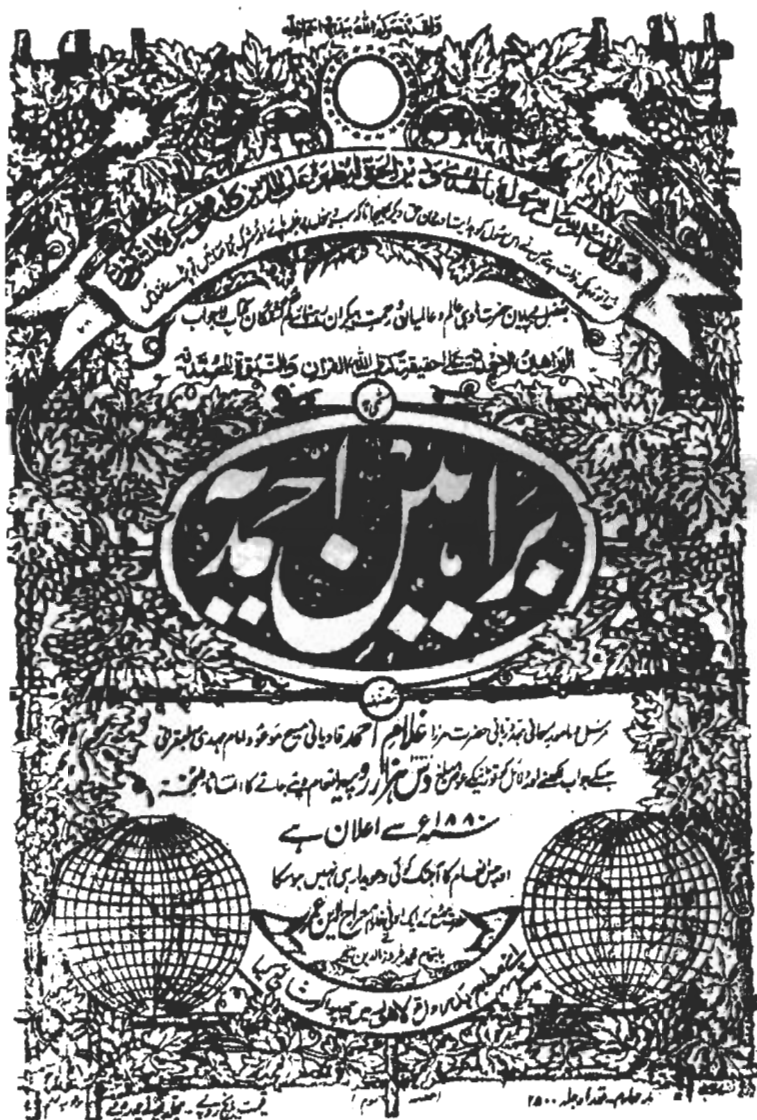
کہ ۱۳۱۷ھ یا اس سے تین چار سال پہلے سے میں نے یہ عقائد

اختیار کئے ہیں۔ بلکہ جیسا کہ میں آگے ثابت کر دوں گا۔ ان میں سے اول الذکر اور آخر الذکر

حضرت مسیح موعودؑ وقت سے ہیں۔ اور ثانی الذکر عقیدہ جیسا کہ خود میں نے اپنے لیکچر میں بیان

کیا ہے۔ جو چھپ بھی چکے ہیں۔ حضرت مسیح موعودؑ کی وفات کے بعد حضرت اساذی المکرم

خلیفۃ المسیح اول رضی اللہ عنہ سے گفتگو اور انکی تائید کا نتیجہ ہے۔



سال عمری در اجرت ششہ سے لائی
 میں تیری عمر کو سب پر ما دون کا
 ۲۲۳ سے مراد کیا ہے
 خانیں حولا او قدر بیا من ذلت
 غلام احمد تادیانی "میت سوا کے نام میں
 نور الحق پھیلنے کی کتاب کو لکھیں نہیں کر سکتا خواہ دنیا میں ہو دے

تذکرہ

حضرت مولانا محمد علی قاسمی

۴۵۸
 ۵۵۴
 ۱۲۱
 ۵۲۶

۲۲۴

اَنَا مَسْكُوْمٌ بِمَا كَمَا اَصْلَكْنَا اَبَا مَا وَارِدًا عَلَيْنَا
 اس کوئی کر تیری لیت تو ٹائیں گے۔

۲۲۴ ۲۸۳ ۲۲۴

وضاحت



الشركة الإسلامية للنشر

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

الْحَمْدُ لِلَّهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ. وَالصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ عَلَى رَسُولِهِ مُحَمَّدٍ وَآلِهِ وَأَصْحَابِهِ أَجْمَعِينَ

تَذَكُّرَه

یعنی

وحی مقدس

بغی مرزبوری

رؤیا و کشوف حضرت سید موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام

وحی مقدس و متعلقات وحی

تاریخ نزول

(۱) وَرَأَيْتُ ذَاتَ لَيْلَةٍ وَأَنَا غُلَامٌ حَدِيثُ السِّنِّ كُنْتُ فِي بَيْتٍ لَطِيفٍ نَظِيفٍ يُذَكِّرُ فِيهَا رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقُلْتُ أَيُّهَا النَّاسُ آيَتِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَأَشَارُوا إِلَى حُجْرَةٍ - فَدَخَلْتُ مَعَ الدَّاحِلِينَ - فَبَشَّرَنِي حَيَاتٍ وَأَقْبَنَتُهُ - وَحَيَّيْنِي بِأَحْسَنِ مَا حَيَّيْتُهُ - وَمَا أَتَسَلَى حُشْنَةً وَجَسَالَةً وَمَلَا حَسَنَةً وَتَحَنُّنَةً إِلَى يَزِيدِي هَذَا شَعْفَتِي حُبًّا وَ

زمانہ تحصیل علم

لے (ترجمہ از مرتب) اور اوائل ایام جوانی میں ایک رات میں نے (رؤیا میں) دیکھا کہ میں ایک عالیشان مکان میں ہوں۔ جو نہایت پاک اور صاف ہے۔ اور اس میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ذکر اور چرچا ہو رہا ہے۔ میں نے

حق اور راستی کی طرت کھینچنے کے لئے کئی شاخوں پر امر تائید حق اور اشاعت اسلام کو منقسم کر دیا۔۔۔۔۔ یہ پانچ طور کا سلسلہ جو خدا تعالیٰ نے اپنے ہاتھ سے قائم کیا۔۔۔۔۔ خدا تعالیٰ کی نظر میں یہ سب ضروری ہیں۔ اور جس اصلاح کے لئے اس نے ارادہ فرمایا ہے۔ وہ اصلاح بجز استعمال ان پانچوں طریقوں کے ظہور پذیر نہیں ہو سکتی۔ (فتح اسلام ص ۱۹ و ۲۰)

۲۱۸ "مجھے یاد ہے کہ ایک مرتبہ ایک سخت بے دین ہندو سے اس عاجز کی گفتگو ہوئی۔ اور اس نے حد سے زیادہ تحقیر دین متین کے الفاظ استعمال کئے۔ غیرت دینی کی وجہ سے کسی قدر اس عاجز نے دَاغْلُظْ عَلَیْہِم پر عمل کیا۔ مگر چونکہ وہ ایک شخص کو نشانہ بنا کر درشتی کی گئی تھی۔ اس لئے الہام ہوا۔ کہ

تیرے بیان میں سختی بہت ہے۔ رفق چاہیے رفق

(مکتوب بنام مولوی محمد حسین صاحب بنالوی۔ مکتوبات حصہ چہارم ص ۱۷)

۲۱۹ "فضل الرحمن کی نسبت اس عاجز کو پہلے سے خشن نیا ہے۔ ایک دفعہ اس کی نسبت

سَیْفُہِ دِی

کا الہام ہو چکا ہے۔ (از مکتوب مورخہ ۹ مارچ ۱۸۹۱ء بنام حضرت خلیفۃ المسیح اولؒ۔ مکتوبات حصہ جلد پنجم نمبر ۲ صفحہ ۹)

۲۲۰ "اللہ جل شانہ کی وحی اور الہام سے میں نے فیصل مسیح ہونے کا دعویٰ کیا ہے۔ اور یہ بھی میرے پر ظاہر کیا گیا ہے کہ میرے بارہ میں پہلے سے قرآن شریف

یہ پانچ شاخیں ہیں جن کی تفصیل حضور اقدس نے آگے اسی کتاب میں فرمائی ہے۔ پہلی شاخ تائید و تنسیق کا سلسلہ ہے۔ دوسری شہادت۔ تیسری مہمانخانہ اور مہمانوں کی خاطر مدارات۔ چوتھی مکتوبات اور

پانچویں شاخ سلسلہ بیعت ہے۔ تفصیل کے لئے دیکھئے فتح اسلام صفحہ ۱۹ تا ۲۱ (مرتب)

۱۷ مفتی فضل الرحمن صاحب داماد حضرت خلیفۃ المسیح الاولؒ (مرتب)

۱۸ (ترجمہ از مرتب) وہ ضرور سید سے راستہ پر ڈالا جائے گا۔ (مرتب)

قُلْ إِنْ كُنْتُمْ تُحِبُّونَ اللَّهَ فَاتَّبِعُونِي يُحْبِبْكُمُ اللَّهُ
وَأَعْلَمُوا أَنَّ اللَّهَ يَنْزِلُ فِي الْآرْضِ بِعَدَّةٍ مَوْتِهَا. وَمَنْ كَانَ
لِلَّهِ كَانَ اللَّهُ لَهُ. قُلْ إِنْ أَفْكَرْتُمْ أَنِّي أَفْكَرْتُ لَكُمْ شَيْئًا
فَعَلَىٰ مَا جَرَّأْتُ شَيْئًا.

کہہ اگر تم خدا سے محبت رکھتے ہو سو میری پیروی کرو۔ یعنی اتباع رسول مقبول
کرو۔ تا خدا بھی تم سے محبت رکھے۔ اور یہ بات جان لو کہ اللہ تعالیٰ نئے سرے زمین کو
زندہ کرتا ہے۔ اور جو شخص خدا کے لئے ہو جائے۔ خدا اس کے لئے ہو جاتا ہے۔

کہہ اگر میں نے یہ افتر کیا ہے۔ تو میرے پر جرم شدید ہے۔

إِنَّكَ الْيَوْمَ لَدَيْنَا مَكِينٌ أَمِينٌ. وَإِنَّ عَلَيْكَ
رَحْمَتِي فِي الدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ. وَإِنَّكَ مِنَ الْمَنْصُورِينَ

آج تو میرے نزدیک بامرتبہ اور امین ہے۔ اور تیرے پر میری رحمت
دنیا اور دین میں ہے۔ اور تو مدد دیا گیا ہے۔

يَحْمَدُكَ اللَّهُ وَيَمْشِي إِلَيْكَ

خدا تیری تعریف کرتا ہے اور تیری طرف چلا آتا ہے۔

أَرَأَيْتَ إِنْ تَحْصَرَ اللَّهُ قَرْيَةً

خبردار ہو خدا کی مدد نزدیک ہے۔

سُبْحَانَ الَّذِي أَسْرَىٰ بِعَبْدِهِ لَيْلًا

پاک ہے وہ ذات جس نے اپنے بندہ کو رات کے وقت میں سیر کرایا۔ یعنی
صلوات اور گمراہی کے زمانہ میں جو رات سے مشابہ ہے۔ مقامات معرفت اور یقین
تک لدنی طور سے پہنچایا۔

خَلَقَ آدَمَ فَأَخْرَجَهُ

پیدا کیا آدم کو پس اکرام کیا اس کا۔

جَعَلَنِي اللَّهُ فِي حُلَلٍ آلَاءِ نِسْيَاءٍ.

جری اللہ نسیوں کے حلوں میں۔

انہوں نے عام گھر والوں کو اس سے اطلاع دے دی۔ اور پھر چند ہفتہ میں ہی اس جہان فانی سے گزر گئے۔“ (تزیان القلوب ص ۲۹)

۱۳۷۷ ”اکسٹھواں نشان اپنے بھائی مرزا غلام قادر مرحوم کی وفات کی نسبت پیشگوئی ہے۔ جس میں میرے ایک بیٹے کی طرف سے بطور حکایت عن الغیر مجھے یہ الہام ہوا۔ اے عقی بازی خوش کردی و مرا افسوس بسیار دادی یہ پیشگوئی بھی اسی شرمیت آریہ کو قبل از وقت بتلائی گئی تھی۔ اور اس الہام کا مطلب یہ تھا کہ میرے بھائی کی بے وقت اور ناگہانی موت ہوگی، جو موجب حد مرہ ہوگی۔ اور بعد اس کے میرے پر کھولا گیا۔ کہ یہ الہام میرے بھائی کی موت کی طرف اشارہ ہے۔ چنانچہ میرا بھائی دو تین دن کے بعد ایک ناگہانی طور پر فوت ہو گیا اور میرے اس لڑکے کو اس کی موت کا حد مرہ پہنچا۔“ (حقیقۃ ہوسی ص ۳۲)

۱۳۷۸ ”ہمارے بھائی مرزا افوم قادر صاحب مرحوم کی وفات سے ایک دن پہلے الہام ہوا۔

جنازہ

اور میں نے اس الہام کی بہت لوگوں کو خبر دے دی۔ چنانچہ دوسرے روز بھائی صاحب فوت ہوئے۔“ (نزہۃ المسیح ص ۲۲۵)

۱۳۷۹ ”اس ہفتہ میں بعض کلمات انگریزی وغیرہ الہام ہوئے ہیں۔ اور وہ کلمات یہ ہیں:-

پریشین - عمر برا طوس - یا پلاطوس

۱۳۷۸ (تقریباً از مرتب) اے چچا: تو اپنی جان پر کھیل گیا اور مجھے بہت افسوس میں چھوڑ گیا۔ علامہ خاکسار مرتب کے عرض کرنے پر حضرت صاحبزادہ مرزا بشیر احمد صاحب نے حضرت اُم المؤمنین سے دریافت کیا۔ کہ مرزا غلام قادر صاحب کی وفات کس سن میں ہوئی تھی۔ تو آپ نے فرمایا۔ کہ میری شادی سے (۸۸ سال) میں ہوئی تھی، ایک سال قبل ان کی وفات ہو چکی تھی۔ نیز کتاب پنجاب چیفس میں بھی سن وفات ۱۸۸۳ء ہی لکھا ہے۔

ہے۔ پراطوس لفظ ہے یا پراطوس لفظ ہے۔ جباعت سرعت الہام دریافت نہیں ہوا۔ اور عمر عربی لفظ ہے۔ اس جگہ پراطوس اور پریشین کے معنی دریافت کرنے ہیں۔ کہ کیا ہیں، اور کس زبان کے یہ لفظ ہیں؟ پھر وہ لفظ اور ہیں۔

هُوَ شَحْنًا نَحْسًا

معلوم نہیں کس زبان کے ہیں۔ اور انگریزی یہ ہیں۔ اول عربی فقرہ ہے۔

يَا ذَا وَذُعَامِلَ بِالنَّاسِ رِفْقًا وَاحْسَانًا

يُوسُفُ دُوُوْهَاتِ اَبِي لَوْلُؤُا۔ تم کو وہ کرنا چاہیے۔ جو

میں نے فرمایا ہے۔

یہ اردو عبارت بھی الہامی ہے۔ پھر بعد اس کے ایک اور انگریزی الہام ہے۔ اور ترجمہ اس کا الہامی نہیں۔ فقرات کی تقدیم تاخیر کی صحت بھی معلوم نہیں۔ اور بعض الہامات میں فقرات کا تقدم تاخر بھی ہو جاتا ہے۔

وہ الہام یہ ہیں:-

وَوَالِ مِیْنِ شُدْ بِي اِيْنْگِرِي بَتْ گاڈ از وِوِو۔ پُشیل سِلپ لُو۔

ورڈس آف گاڈ کین ناٹ اکیس چینج۔

لے (۱) یہ ایک عبرانی لفظ ہے جس کے معنی ہیں 'نجات دے' فرمایا کہ یا مسیح الخلق عدوانا کا مضمون اس سے ملتا جلتا ہے۔ (الہد رجلہ ۲ نمبر ۱۷ پر چہ ۸ مئی ۱۹۰۷ء ص ۱۲)

(ب) "چونکہ یہ غیر زبان میں الہام ہے۔ اور الہام الہی میں ایک سرعت ہوتی ہے۔ اس لئے ممکن ہے کہ بعض الفاظ کے ادا کرنے میں کچھ فرق ہو۔ اور یہ بھی دیکھا گیا ہے کہ بعض جگہ خدا تعالیٰ انسانی محاورات کا پابند نہیں ہوتا۔ یا کسی اور زمانہ کے مترکہ محاورہ کو اختیار کرتا ہے۔ اور یہ بھی دیکھا گیا ہے کہ وہ بعض جگہ انسانی گریہ یعنی صرف و نحو کے ماتحت نہیں چلتا۔ اس کی نظیریں قرآن شریف میں بہت پائی جاتی ہیں۔ مثلاً یہ آیت اِنَّ هَذَا اِنْ لَسَا يَحْزَنَ اِنْسَانِي تُوْكَوْ رُوْ سَ اِنَّ هَذَا بِيْنِ چاہیے۔ منہ۔" (حقیقۃ الوحی ص ۲۰۰ حاشیہ)

You must do what I told you.

Though all men should be angry but God is with you. He shall help you. Words of God cannot exchange.

ترجمہ۔ اگرچہ تمام آدمی ناراض ہوں گے، لیکن خدا تمہارے ساتھ ہوگا۔ وہ تمہاری مدد کرے گا۔ اللہ کی کلام بدل نہیں سکتی۔

پھر بعد اس کے ایک دو اور الہام انگریزی ہیں۔ جن میں سے کچھ تو معلوم

ہے۔ اور وہ یہ ہے:-
آئی شیل ہیپ یو

مگر بعد اس کے یہ ہے:-

یو ہیپو ٹو گو امرت سر

پھر ایک فقرہ ہے۔ جس کے معنی معلوم نہیں۔ اور وہ یہ ہے:-

ہی ہل ٹس ان دی ضلع پشاور

مکتوب ۱۲ دسمبر ۱۸۸۲ء بنام میر عباس علی شاہ صاحب۔ مکتوبات احمدیہ جلد اول صفحہ ۶۹۵

ابتداء میں جب یہ کتاب تالیف کی گئی تھی۔ اس وقت اس کی کوئی اور صورت تھی۔

پھر بعد اس کے قدرت الہیہ کی نگاہی تھی نے اس احقر عباد کو موسیٰ کی طرح ایک

ایسے عالم سے خبر دی جس سے پہلے خبر نہ تھی۔ یعنی یہ عاجز بھی حضرت ابن عمران

کی طرح اپنے خیانت کی شب تاریک میں سفر کر رہا تھا۔ کہ ایک دفعہ یہ دو غیب

سے اپنی آواز بگ کی آواز آئی۔ اور ایسے سمرات ظاہر ہوئے کہ جن تک عقل اور

خیال کی رسائی نہ تھی۔ سو اب اس کتاب کا متولی اور مہتمم ظاہر ہوا۔ باطناً حضرت

رب العالمین ہے۔ (ہم وہ ہندی کتاب۔ آخری صفحہ نمائش براہین احمدیہ حصہ چہارم)

۱ I shall help you .

میں نے تم کو مدد کرے گا۔

۲ You have to go Amritsar .

تجسس کے لیے تم کو امرتسر جانا پڑے گا۔

۳ He halts in the Zilla Peshawar .

وہ ضلع پشاور میں قیام کرتا ہے۔

Zilla :- ضلع "لاہور" کی زبان میں استعمول ہوتا ہے Public Servants Inquiries Act ۱۸۵۵

(دی پبلک سرورنٹس انکوائری ایکٹ دفعہ ۸)

نیز دی پنجاب کورٹس ایکٹ شائع کردہ شمیر ۱۹۳۳ء ۱۹۳۳ء زیر دفعہ ۲۲ (The Punjab Courts Act)

نیز آکسفورڈ کوشنری زیر لفظ "ضلع" (مترتب)

میں خدا نے اس قدر برکت ڈال دی۔ کہ میں نے دلی یقین سے معلوم کیا۔ کہ وہ
پُر صحت طاقت جو ایک پورے تندرست انسان کو دنیا میں بل سکتی ہے۔ وہ مجھے
دی گئی۔ اور چار لڑکے مجھے عطا کئے گئے۔ (تزیان القلوب صفحہ ۲۵ و ۲۶)

إِنِّ اللّٰهَ بَشَّرَنِي فِيْ اَبْنَائِيْ بِشَارَةٍ بَعْدَ بَشَارَةٍ. حَتّٰى
بَلَغَ عَدَدَهُمْ اِلٰى ثَلَاثَةِ وَاَنْبَاءٍ فِىْ رِيْمٍ قَبْلَ وُجُوْدِهِمْ
بِاِلٰهِهِمْ ۝ (انجام آتم صفحہ ۱۸۲)

إِنِّ فَضَّلْتُكَ عَلَى الْعَالَمِيْنَ قُلْ اُرْسِلْتُ اِلَيْكُمْ
جَمِيعًا۔ (مکتب حضرت مسیح موعود علیہ السلام مورخہ ۳۰ دسمبر ۱۸۸۳ء مندرجہ)

الحکم جلد ۱۹ نمبر ۲ مورخہ ۲۱ جنوری ۱۹۱۵ء صفحہ ۲۔

”مصنف کو اس بات کا بھی علم دیا گیا ہے۔ کہ وہ مجددِ وقت ہے۔ اور روحانی
طور پر اس کے کمالات مسیح بن مریم کے کمالات سے مشابہ ہیں۔ اور ایک کو دوسرے سے
بشدت مناسبت اور مشابہت ہے۔ اور اس کو خواص انبیاء و رسل کے نمونہ پر
محض بہ برکت متابعت حضرت خیر البشر و افضل الرسل صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ان
بہنوں پر اکابر اولیاء سے فضیلت دی گئی ہے۔ کہ جو اس سے پہلے گذر چکے ہیں۔
اور اس کے قدم پر چلنا موجب نجات و سعادت و برکت ہے۔ اور اس کے
بر خلاف چلنا موجب بُعد و حرمان ہے۔“ (استہبارِ جمیمہ سمرہ چشم آریہ)

”یہ عاجز (مؤلف براہین احمدیہ) حضرت قادر مطلق جل شانہ کی طرف سے
مامور ہوا ہے کہ نبی ناصری السرائیل (مسیح) کی طرز پر کمال مسکینی و فروتنی و غربت و تذلل و

لے (ترجمہ از مرتب) اللہ تعالیٰ نے مجھے اپنے بیٹوں کے بارہ میں بشارت کے بعد بشارت دی یہاں تک کہ ان کی تعداد تین
تک پہنچائی۔ اور مجھے ان کی پیدائش سے پہلے الہام کے ذریعہ ان کی خبر دی۔ (نوٹ از مرتب) اسکے متعلق حضرت
ام المؤمنین رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی روایت ہے۔ فرمایا: ”جب میری شادی ہوئی۔ اور میں ایک مہینہ تادیان ٹھیر کر
واپس پہنچی گئی۔ تو ان ایام میں حضرت مسیح موعودؑ نے مجھے ایک خط لکھا کہ میں نے خواب میں تمہارے تین جوان
(کے دیکھے ہیں)۔“ (سیرۃ المہدی صفحہ اول صفحہ ۶۲)

لے (ترجمہ از مرتب) میں نے تجھ کو تمام جہانوں پر فضیلت دی۔ کہہ میں تم سب کی طرف بھیجا گیا ہوں۔

ماں ہوگی۔ اس کا نام نصرت جہاں میگم ہے۔ یہ تفاعل کے طور پر اس بات کی طرف اشارہ معلوم ہوتا ہے کہ خدا نے تمام جہاں کی مدد کے لئے میرے آئندہ خاندان کی بنیاد ڈالی ہے۔ یہ خدا تعالیٰ کی عادت ہے کہ کبھی ناموں میں بھی اس کی پیشگوئی مخفی ہوتی ہے۔“ (تزیان القلوب صفحہ ۶۴ تا ۶۵)

۵۹ ”تخمیناً اٹھارہ برس کے قریب عرصہ گزرا ہے کہ مجھے کسی تقریب سے مولوی محمد حسین بٹالوی ایڈیٹر سالہ اشاعت السنہ کے مکان پر جلنے کا اتفاق ہوا۔ اس نے مجھ سے دریافت کیا کہ آج کل کوئی الہام ہوا ہے؟ میں نے اس کو یہ الہام سنایا جس کو میں کئی دفعہ اپنے مخلصوں کو سنایا تھا۔ اور وہ یہ ہے کہ۔“

بِکْرٍ وَ تَشَبُّهٍ

جس کے یہ معنی ان کے آگے اور نیز ہر ایک کے آگے میں نے ظاہر کئے کہ خدا تعالیٰ کا ارادہ ہے کہ وہ دو عورتیں میرے نکاح میں لائے گا۔ ایک بکر ہوگی اور دوسری بیوہ۔ چنانچہ یہ الہام جو بکر کے متعلق تھا۔ پورا ہو گیا۔ اور اس وقت بفضلہ تعالیٰ چارپس اس بیوی سے موجود ہیں۔ اور بیوہ کے الہام کی انتظار ہے۔“

(تزیان القلوب صفحہ ۳۳) و ضمیمہ نام اتم علیا

۶۰ (۱) ”ایک ہندو آریہ۔۔۔ ایک مدت سے بمرض ذق مبتلا تھا۔ اور رفتہ رفتہ اس کی مرض انتہا کو پہنچ گئی۔ اور آثار مایوسی کے ظاہر ہو گئے۔ ایک دن وہ میرے پاس آکر اور اپنی زندگی سے ناامید ہو کر بہت بیقراری سے رویا۔ میرا دل اس کی عاجزانہ حالت پر پھٹ گیا۔ اور میں نے حضرت احدیت میں اس کے حق میں دعا کی چونکہ حضرت احدیت میں اس کی صحت مقدر تھی۔ اس لئے دعا کرنے کے ساتھ ہی یہ الہام ہوا۔“

قُلْنَا يَا نَارُ كُونِي بَرْدًا وَسَلَامًا

یعنی تم نے تپ کی آگ کو کہا کہ تو سرد اور سلامتی ہو جا۔ چنانچہ اسی وقت اس ہندو

سلہ خاکسار کی رائے میں یہ الہام الہی اپنے دونوں پہلوؤں سے حضرت ام المؤمنین کی ذات میں ہی پیدا ہوا ہے۔ جو بکر یعنی کنواری آئیں اور تَب یعنی بیوہ رہ گئیں۔ واللہ اعلم۔ (مرتب)

بہ صبر سے کو بکرت نکاح کا الہام پورا ہوا کیونکہ مرزا نے خود لکھا ہے۔ کہ وہ جوں پر صبر سے ایک جزا میں ہو جائے تو وہ اس بات کی مستحکم ہوئی کہ دوسرا جزا میں باطل ہے۔ دیکھو مرزا کی جگہ

سپاہی دیا جائے گا۔ تب میں نے اپنے دل میں کہا۔ کہ اگرچہ پانچ ہزار
تھوڑے آدمی ہیں۔ پر اگر خدا تعالیٰ چاہے۔ تو تھوڑے بہتوں پر فتح پاسکتے ہیں۔
اس وقت میں نے یہ آیت پڑھی۔ کَمْ مِّنْ فِتْنَةٍ قَلِيلَةٍ غَلَبْتَ فِتْنَةً
كَتَبْنَا ذَٰلِكُمْ بِإِذْنِ اللَّهِ " (ازالہ اوہام صفحہ ۹۸ و ۹۹ حاشیہ)

"اس عاجز پر ظاہر کیا گیا ہے کہ جو بات اس عاجز کی دعا کے ذریعہ سے رد کی
جائے۔ وہ کسی اور ذریعہ سے قبول نہیں ہو سکتی۔ اور جو دروازہ اس عاجز کے ذریعہ
سے کھولا جائے۔ وہ کسی اور ذریعہ سے بند نہیں ہو سکتا۔" (ازالہ اوہام ص ۱۱۸ حاشیہ)

"إِنَّمَا أَشَدُّ مَنَا سَبَبَهُ بَعِثْنِي ابْنِ مَرْيَمَ وَأَشْبَهُ
النَّاسِ بِهِ خُلُقًا وَخُلُقًا وَرَمَانًا" (ازالہ اوہام صفحہ ۱۲۲)

"خدا تعالیٰ نے ایک قطعی اور یقینی پیش گوئی میں میرے پر ظاہر کر رکھا ہے کہ
میری ہی ذریت سے ایک شخص پیدا ہوگا۔ جس کو کئی باتوں میں مسیح
سے مشابہت ہوگی۔ وہ آسمان سے اترے گا۔ اور زمین والوں
کی راہ سیدھی کر دے گا۔ وہ اسیروں کو رستگاری بخشے گا۔
اور ان کو جو شبہات کی زنجیروں میں مقید ہیں۔ رہائی دے گا۔
فرزندِ دلیندہ گرامی وارجمندہ مظہر الحق والعلوم۔ کَانَ اللَّهُ
نَزَلَ مِنَ السَّمَاءِ" (ازالہ اوہام صفحہ ۱۵۶)

"چند روز کا ذکر ہے۔ کہ اس عاجز نے اس طرف توجہ کی۔ کہ کیا اس
حدیث کا جو آیات بعد المأتین ہے۔ ایک یہ بھی منشاء ہے کہ تیرھویں
صدی کے اواخر میں مسیح موعود کا ظہور ہوگا۔ اور کیا اس حدیث کے مفہوم میں بھی یہ عاجز

لے (ترجمہ از مرتب) تو کیا بلحاظ اخلاق کیا بلحاظ صورت و خلقت اور کیا بلحاظ زمانہ عیسیٰ ابن مریم کے
ساحہ سب لوگوں سے بڑھ کر مناسبت اور مشابہت رکھتا ہے۔
لے (ترجمہ از مرتب) فرزندِ دلیندہ۔ بزرگ اور قبائل مند۔ حق اور حقیت کا مظہر گویا کہ خدا آسمان سے
اتر آیا ہے۔

قائم ہو جائے گی۔ اور فتح کھلی کھلی ہوگی۔ کیا یہ لوگ کہتے ہیں کہ ہم لوگ ایک بھاری جماعت ہیں۔ یہ سب بھاگے جائینگے اور پیٹھے پھیر لیں گے۔ اگر لوگ تجھے چھوڑ دیں گے، پر میں نہیں چھوڑوں گا۔ اور اگر لوگ تجھے نہیں بچائینگے، پر میں بچاؤں گا۔ میں اپنی چمکار دکھلاؤں گا اور قدرت منائی سے تجھے اٹھاؤں گا۔ اے ابراہیم تجھ پر سلام۔ تم نے تجھے خالص دوستی کے ساتھ بچن لیا۔ خدا تیرے سب کام درست کر دیگا اور تیری ساری باتیں تجھے دیگا۔ تو مجھ سے ایسا ہے جیسی میری توحید اور تفرید۔ خدا ایسا نہیں جو تجھے چھوڑ دے۔ جب تک وہ غیث کو طیب سے جدا نہ کرے۔ وہ تیرے مجدد کو زیادہ کرے گا۔ اور تیری ذریت کو بڑھائے گا۔ اور من بعد تیرے خاندان کا تجھ سے ہی ابتداء قرار دیا جائیگا۔ میں تجھے زمین کے کناروں تک عزت کے ساتھ شہرت دوں گا۔ اور تیرا ذکر بلند کروں گا۔ اور تیری محبت دلوں میں ڈال دوں گا۔ جَعَلْنَاكَ الْمُسْتَسْنَدَ ابْنِ مَرْيَمَ (ہم نے تجھ کو مسیح ابن مریم بنایا)۔ ان کو کہہ دے کہ میں عیسیٰ کے قدم پر آیا ہوں۔ يَا بَنِيَّ عَلَيْنِكَ رُحَمَاءُ مُخْتَلِفٌ بِأَزْوَاجٍ مُّخْتَلِفَةٍ۔ وَتَدْرِي نَسْلًا بَعِيدًا۔ وَكُنْ حَيَاتِكَ حَيَوَةُ طَيْبَةٍ شَمَائِلُ حَوَارٍ أَوْ قَرِيبًا مِنْ ذَٰلِكَ (ازالہ اہلہم سفر ۶۳۲-۶۳۵)

”یہ وہ زمانہ ہے جو اس عاجز پر کشفی طور پر ظاہر ہو: جو کمال طغیان اس کا اس سن ہجری میں شروع ہو گا۔ جو آیت دُرِّ ثَعَالٰی ذَہَا پِیَامِ

لے زجر از مرتبہ۔ یہ تجھ پر مختلف از واج (یعنی رفقاء) کے ساتھ مختلف زمانے آئیں گے۔ اور تو دور کی نسل دیکھے گا۔ اور ہم تجھے خوش زندگی نصیب کریں گے۔ اسی سال یا اس کے قریب۔

لوگوں پر اثر بہت کم پڑے گا۔ ہاں اتمامِ حجت ہوگا۔ (آئینہ کمالات اسلام صفحہ ۳۶۶)

”قَدْ أَهْمَنِي رَيْفِي أَمْرُكُمْ وَقَالَ

لَهُمْ يَسَادُونَ مِنْ لَكَ بَعِيدٌ“

(آئینہ کمالات اسلام صفحہ ۳۶۶)

”هُوَ نَادَانِي وَقَالَ

قُلْ يَعْبادِي إِنِّي أُمِرْتُ وَأَنَا أَوَّلُ الْمُؤْمِنِينَ۔

(آئینہ کمالات اسلام صفحہ ۳۶۶)

”نَادَانِي رَيْفِي مِنَ السَّمَاءِ أَنْ

إِصْنَعِ الْفَلَكَ بِأَعْيُنِنَا وَوَحْيًا وَقُمْ وَأَنْذِرْ

فِيكَ مِنَ الْمَأْمُورِينَ۔ لَتَنْذِرَ قَوْمًا مَّا أُنْذِرَ

أَبَاؤَهُمْ۔ وَلَتَنْتَبِهِينَ سَبِيلَ الْمُخْرَجِينَ۔

إِنَّا جَعَلْنَاكَ الْمَسِيحَ ابْنَ مَرْيَمَ لِأَنْتُمْ حَاجَتِي

عَلَى قَوْمٍ مُتَنَصِّرِينَ۔ قُلْ هَذَا أَفْضَلُ رَيْفِي۔ وَإِنِّي

أَجَزُّ نَفْسِي مِنْ ضَرْبِ الْخَطَابِ۔ وَأُمِرْتُ

۱۔ ترجمہ از مرتب (اے فقراء و مشائخ!) مجھے میرے رب نے آپ لوگوں کے متعلق الہام کے ذریعہ سے بتایا ہے کہ یہ لوگ دُور سے بھگادے جاتے ہیں۔ یعنی بہت دُور جا پڑے ہیں۔

۲۔ ترجمہ از مرتب (اے اس نے مجھے بھگاد کر فرمایا۔ کہ میرے بندوں سے کہہ دے کہ میں خدا کی طرف سے مامور ہوں۔ اور میں سب سے پہلے ایمان لانے والا ہوں۔

۳۔ ترجمہ از مرتب (میرے رب نے مجھے آسمان سے بھگاد کر فرمایا کہ تو ہماری ہمتوں کے سامنے اور ہماری وحی کے ماتحت کشتی تیار کروگوں کو انیوالے غذا ہیں سے) ڈرا۔ کیونکہ تو مامور ہے کہ ان لوگوں کو ڈراے جن کے باپ دادوں کے پاس کوئی نذیر نہیں آیا تھا۔ اوستہ مجرموں کی ماہر ہی طرح ظاہر ہو جائے۔ ہم نے تجھے مسیح ابن مریم بنایا ہے۔ تاکہ اصراریت کو اختیار انیوالے لوگوں پر میں اپنی رحمت پوری کروں۔ تو کہہ کہ یہ میرے رب کا فضل ہے۔ اور میں اپنے آپ کو ہر قسم کے خطا میں سے الگ رکھتا ہوں۔ اور تجھے اللہ تعالیٰ کی طرح سے حکم ملے گا۔ اور میں سب سے پہلے ایمان لانے والا ہوں۔

الْحَيَاةَ مَنْ شَرِبَ مِنْهُ فَهُوَ يُحْيَى - بَلْ يَكُونُ
 مِنَ الْمُحْيِينَ - (آیت کلمات اسلام صفحہ ۵۴۵ و ۵۴۶)
 "يَا أَحْمَدُ بَارَكَ اللَّهُ فِيكَ - الرَّحْمَنُ عَلَّمَ الْقُرْآنَ -
 لَشَدِيدَ قَوْمًا مَا أَنْذَرَ آبَاءَهُمْ - وَلَيَسْتَبِينَ سَبِيلُ
 الْمُجْرِمِينَ - قُلْ إِنِّي أُمِرْتُ وَأَنَا أَوَّلُ الْمُؤْمِنِينَ -
 يَحْيَى سِرِّي مَتَوَقِّيكَ وَرَافِعَكَ إِلَيَّ وَمُطَهِّرَكَ مِنْ
 الَّذِينَ كَفَرُوا وَجَاعِلُ الَّذِينَ اتَّبَعُوكَ فَوْقَ الَّذِينَ
 كَفَرُوا إِلَى يَوْمِ الْقِيَمَةِ - إِنَّكَ الْيَوْمَ لَدَيْنَا مَكِينٌ
 أَمِينٌ - أَنْتَ مَعِي بِمَنْزِلَةِ تَوْحِيدِي وَتَفْرِيدِي فَحَانَ
 أَنْ تَعَانَ وَتَعْرِفَ بَيْنَ الثَّانِي - وَبِعِلْمِكَ اللَّهُ مِنْ
 عِنْدِهِ - يُقِيمُ الشَّرِيعَةَ وَتُحْيِي الدِّينَ - إِنَّا جَعَلْنَاكَ
 الْمَسِيحَ بْنَ مَرْيَمَ - وَاللَّهُ يَعِصُكَ مِنْ عِنْدِهِ وَنُورُ

بقیہ ترجمہ) وہ ایک سمندر ہے جس میں آبِ حیات موجیں مار رہا ہے۔ جو اس میں سے پینا ہے۔
 زندہ ہو جاتا ہے۔ بلکہ دوسروں کو زندہ کرنے والا بن جاتا ہے۔

۲۔ ترجمہ از مرتب) اے احمد! خدا نے تجھ میں برکت رکھ دی ہے۔ خدا نے رحمان نے
 تجھے اُن سکھایا۔ تاکہ تو اُن لوگوں کو ڈرا سے۔ جن کے باپ دادا سے ڈرائے نہیں گئے۔

۳۔ تاکہ مجرموں کی راہ کھل جائے۔ کہہ میں خدا کی طرف سے مامور ہوں۔ اور میں سب سے
 پہلے ایمان لانے والا ہوں۔ اُسے جیسی میں تجھے وفات دوں گا۔ اور اپنی طرف اٹھاؤں گا۔ اور

مستحقوں کے ہر ایک الزام اور تہمت سے تیرا دامن پاک کر دوں گا۔ اور تیرے تابعین کو
 ان سے منکر ہوں۔ قیامت تک غلبہ بخشوں گا۔ آج تو میرے نزدیک با مرتبہ اور امین ہے۔ تو مجھ

سے ملے۔ جیسا میری توحید اور تفرید۔ سو وہ وقت آگیا۔ جو تیری مدد کی مجلس۔ اور تجھے
 ہر معروف و مشہور کیا جائے۔ اور اللہ تعالیٰ تجھے اپنے پاس سے سکھائے گا۔ تو شریعت کو قائم

رہے۔ اور دین کو زندہ کریگا۔ تم نے تجھے مسیح بن مریم بنادیا ہے۔ اور اللہ تعالیٰ تیری حفاظت کریگا۔ اگرچہ لوگ

وَأَعَدُّ فِي الْأَرْضِ لَكُمْ لَحَارِبَ الْفَرَاغَةِ وَ
الظَّالِمِينَ " (آئینہ کلمات اسلام ص ۵۱)
”وَهَذَا رَجُلٌ وَقَالَ“

۱۸۹۲

۲۰۲

إِنَّمَا هَلِكُوا بِغُلَامِكَ أَهْلُكُنَا أَبَاهَا وَرَادُّوَهَا إِلَيْكَ
الْحَقُّ مِنْ رَبِّكَ فَلَا تَكُونَنَّ مِنَ الْمُنْكَرِينَ - وَمَا تُؤْخِرُهُ إِلَّا
لِأَجَلٍ مُّعَدٍّ وَجْهٍ - قُلْ تَرْتَضَوْنَ الْأَجَلَ وَإِنِّي مَعَكُمْ مِنَ
الْمُنْكَرِ بَصِيفٍ - وَإِذَا جَاءَ وَعْدُ الْحَقِّ أَخَذَ الَّذِي
كَذَّبْتُمْ بِهِ أَمَّ كُنْتُمْ عَمِينَ " (آئینہ کلمات اسلام ص ۵۱)

۱۸۹۳

۲۰۳

(۱) ”وَرَأَيْتُ فِي الْمَنَامِ كَأَنِّي أَسْرَجْتُ جَوَادِي لِبَعْضِ مُرَادِي وَمَا أَدْرِي
لَوْ تَأَخَّرْتُ وَأَيُّ أَمْرِ مَطْلَبِي - وَكُنْتُ أَحْسَنُ فِي قَلْبِي أَنِّي لَا مَنَ مِنَ
الْمُشْغُوفِينَ - فَاْمْتَنَنْتُ أَجْرِي - يَا سِتْرَ حَبَابِ بَعْضِ السَّيْرِ
مُؤَكَّلًا عَلَى اللَّهِ نَسْنُوْهُ أَهْلَ الصَّلَاحِ - وَلَمْ أَكُنْ كَالْمُتَّبَاعِ
وَجَدْتُ نِسِي كَأَنِّي عَثَرْتُ عَلَى خَيْلٍ قَصَدُوا مُتَسَلِحِينَ دَارِي“

(یعنی ترجمہ) کے لئے تیار کیا۔ تاکہ میں فرعون سیرت لوگوں اور ظالموں سے جنگ کروں۔

لے (ترجمہ از مرتب) اور میرے رب نے مجھے مبارک دی اور فرمایا۔ ہم اس کے خداوند کو دیکھیں
کریں گے۔ جیسا کہ ہم نے اس کے باپ کو ہلاک کیا۔ اور اس راہ کی کو تیری طرف لوٹائیں گے۔ تیرے
کا طرف سے (دیہ، سچی ہے۔ بہت شک کرنے والوں میں سے نہ ہو۔ اور ہم اسے صرف غنتی کی مدت
تاخیر کریں گے۔ کچھ اس عرصہ کی انتظار کرو۔ اور میں (یعنی) تمہارے ساتھ انتظار کرنے والوں

اور جب خدا کا وعدہ آئے گا (تب کہا جا لیکھا) کیا یہ وہی ہے جس کو تم نے جھٹلایا تھا۔ یا تم اندست
لے (ترجمہ از مرتب) اور (ایک مرتبہ) میں نے خواب میں دیکھا کہ گویا میں نے کسی مقصد کے لئے ہاتھ لگائے تھے
اپنے گھوڑے پر زمین ڈالی ہے۔ اور یہ بات سچی نہیں جانتا تھا کہ ہر اور کس مقصد کیلئے جانے کی تھی
میں اپنی دل میں یہ محسوس کر رہا تھا کہ میں کسی خاص بات کے ضعف اور اشتیاق کی وجہ سے یہ تیاری کر رہا تھا
کچھ ہتھیار لگا لئے۔ اور صاحبین کے طریق کے مطابق اللہ تعالیٰ پر بھروسہ کر کے جس کی ساتھ گھوڑے پر سوار
ہیں۔ میں نے ایسا محسوس کیا کہ گویا مجھے کچھ سواروں کا پتہ لگا ہے۔ جو مسلح ہیں۔ اور مجھے ہلاک کرنے کی غرض سے

إِلَيْكَ أَمْرٌ مِّن لَّدُنَّا أَنَا كُنَّا فَاعِلَيْنِ - إِنَّهُمْ كَانُوا
يُكَذِّبُونَ يَا بَنِيَّ وَكَانُوا بَنِي مِّنَ الْمُشْتَهَرِينَ -
فَبَشِّرْهُ لَكَ فِي الذِّكْرِ - الْحَقُّ مِّن رَّبِّكَ فَلَا
تَكُونَنَّ مِنَ الْمُمْتَرِينَ - أَنَا رَاوُحُنَا لَهَا - لَا مَبْدَلَ
لِكَلِمَاتِ اللَّهِ - وَأَنَا رَاوُحُنَا لَكَ إِنَّ رَبَّكَ
فَعَالٌ لِّمَا يُرِيدُ - فَضْلٌ مِّن نَّدْنَا - لِيَكُونَ آيَةً
لِّلْمُتَظَاهِرِينَ - شَآتَانِ تَدْبَحَانِ وَكُلٌّ مِّنْ عَلَيْهَا
فَإِنْ - وَنُرِيهِمْ آيَاتِنَا فِي الْأَفَاقِ وَفِي أَنْفُسِهِمْ -
وَنُرِيهِمْ حُجُرَ الْعَاقِسِقِينَ - إِذَا جَاءَ نَصْرُ
اللَّهِ وَالْفَتْحُ وَانْتَهَى أَمْرُ الرِّمَانِ إِلَيْنَا أَلَيْسَ
هَذَا بِالْحَقِّ - بَلِ الَّذِينَ كَفَرُوا فِي ضَلَالٍ
مُّبِينٍ - كُنْتُ كُنْتُ مَعْضِيًّا فَأَحْبَبْتُ أَنْ أُعْرِفَ -
رَأَى السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضِ كَانَتْ رَتْقًا فَفَتَقْنَاهُمَا -
فَلَمَّا أَنَا بَشَرٌ يُوسَى إِلَى إِنَّمَا الْمَكْمُورُ إِلَهُ وَاحِدٌ

ترجمہ :- یہ لوگ میرے نشانوں کو جھٹلاتے تھے اور مجھ پر فخر کرتے تھے - پس تجھے نکاح کے متعلق
بشیرت ہو یہ بات تیرے رب کی طرف سے حق ہے - پس تو شک کرنے والوں میں سے مت ہو
ہم نے اُس کو تیرے ساتھ ملا دیا ہے - اللہ تعالیٰ کی باتیں مل نہیں سکتیں - اللہ تم اُسے تیری طرف واپس
لوں گے - تیرا رب جو چاہتا ہے کرتا ہے - یہ جہاں افضل ہے تاویکینے والوں کے لئے ایک نشان ہو - وہ عجیب
ذبح کی جائیں گی - اور روئے زمین کے سب لوگ فنا ہونے والے ہیں - اور ہم انہیں اور گرد اور نوزائید
ذات میں نشان دکھائیں گے - اور انہیں ہم نافرمانوں کی سزا (کانوند) دکھائیں گے - جب اللہ تعالیٰ کی
فتح آئے گی - اور زمانہ ہماری طرف رجوع کرے گا - (اس میں کہا جائے گا کہ) کیا حق نہ تھا بلکہ وہ لوگ
جنہوں نے کفر کیا کھلی گراہی میں ہیں - میں ایک خوانہ پوشیدہ تھاپس میں بنے چاہا کہ ظاہر کیا جاؤں - آگے اور
زمین بند گھڑی کی طرح تھے - پس ہم نے ان کو کھول دیا - کہہ میں غضب ایک بغیر ہوں جس پر وحی کی ہوئی ہے -

ابْجُوكَ قَوْقَ الَّذِينَ كَفَرُوا إِلَى يَوْمِ
 الْقِيَامَةِ - نَظَرَ اللَّهُ إِلَيْكَ مُعْطِرًا - وَقَالُوا
 أَنَجْعَلُ فِيهَا مَن يُفْسِدُ فِيهَا قَالَ ابْنِي أَعْلَمُ
 مَا لَا تَعْلَمُونَ - وَقَالُوا كِتَابٌ مُّثْلَى مِّمَّنْ
 الْكُفَرِ وَالْكَذِبِ - قُلْ تَعَالَوْا نَدْعُ أَبْنَاءَنَا
 وَأَبْنَاءَكُمْ وَنِسَاءَنَا وَنِسَاءَكُمْ وَأَنْفُسَنَا
 وَأَنْفُسَكُمْ ثُمَّ نَبْتَهِلْ فَنَجْعَلْ لَعْنَةَ اللَّهِ
 عَلَى الْكَاذِبِينَ - سَلَامٌ عَلَى إِبْرَاهِيمَ
 صَافِيئَةَ وَنَجِيئَةَ مِنَ الْعَذَابِ - تَقَرَّرْنَا
 بِذَلِكَ - يَا دَاوُدُ ذُحْمًا بِالنَّاسِ رَفِقًا وَ
 إِحْسَانًا - تَمُوتُ وَأَنَا رَاضٍ مِنْكَ - وَاللَّهُ
 يَخُصُّكَ مِنَ النَّاسِ - كَذَبُوا يَا بَاقِي وَكَانُوا بِهَا
 يَسْتَهْزِءُونَ - فَسَيَكْفِيكَهُمُ اللَّهُ وَيَرْذِلُهُمُ اللَّهُ
 أَمْرًا مِنْ لَدُنَّا إِنَّكَ فَاعِلٌ بِهِ - رَوْحَنَا كَمَا
 الْحَقُّ مِنْ رَبِّكَ فَلَا تَكُونَنَّ مِنَ الْمُمْتَرِينَ -
 لَا تَسْجُدْ لِكَلِمَاتِ اللَّهِ إِنَّ رَبَّكَ فَعَالٌ لِّمَا
 يُرِيدُ - إِنَّا أَرَادُوا هَآ إِلَيْكَ - يَوْمَ تَبَدَّلُ الْأَرْضُ
 غَيْرَ الْأَرْضِ - إِذَا انْفَجَرَ فِي الصُّورِ فَلَا أَنْسَابَ
 بَيْنَهُمْ - إِنَّمَا يُؤَخِّرُهُمْ إِلَى أَجَلٍ مُّسَمًّى -
 أَجَلٍ قَرِيبٍ - يَا بَنِي إِدْرِيسَ وَأَمْرًا
 يَتَأْتِي - هَذَا يَوْمٌ عَصِيبٌ - تَوَجَّهْتُ لِفَضْلِ
 الْخُطَابِ - إِنَّا أَرَادُوا هَآ إِلَيْكَ - إِنِ اسْتَجَارْتَنِي
 فَأَجِرْهَا - وَلَا تَخَفْ سَنُعِيدُهَا سَبِيلَهَا الْأُولَى -

تکلف کے طور پر یہ سمجھا۔ کہ یہ صحت کی طرف اشارہ ہے۔ لیکن ولی نہیں
 سنا تھا۔ کہ اس خواب کی تعبیر صحت ہو۔ سواب اس خواب کی تعبیر ظہور میں
 آئی۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُونَ (از مکتوب مورخہ ۲۵ اپریل ۱۹۰۰ء)
 بنام ڈاکٹر مرزا یعقوب بیگ صاحب۔ مندرجہ انکم جلد نمبر ۱۸ مورخہ ۱ مئی ۱۹۰۰ء)
 ”اس خط کے لکھنے کے وقت میں جو ایوب بیگ مرحوم کی طرف توجہ تھی
 کہ وہ کیونکر جلد ہادی آنکھوں سے ناپدید ہو گیا۔ اور تمام تعلقات کو خواب و خیال
 کر گیا۔ کہ یکسو دفعہ الہام ہوا۔

مبارک وہ آدمی جو اس دروازہ کے راہ سے
 داخل ہو۔

یہ اس بات کی طرف اشارہ ہے۔ کہ عزیزی یوٹ بیگ کی موت نہایت
 نیک طور پر ہوئی ہے۔ اور خوش نصیب وہ ہے۔ جس کی ایسی موت ہو“
 (از مکتوب مورخہ ۲۵ اپریل ۱۹۰۰ء بنام ڈاکٹر یعقوب بیگ صاحب مندرجہ انکم جلد نمبر ۱۸ مورخہ ۱ مئی ۱۹۰۰ء)
 ”خدا نے مجھے کہا۔ کہ اٹھ اور ان لوگوں کو کہہ دے۔ کہ میرے پاس خدا
 کی گواہی ہے۔ پس کیا تم خدا کی گواہی رو کر دو گے۔ خدا کا کلام جو میرے چر
 تازل ہوا۔ اُس کے یہ الفاظ ہیں۔

قُلْ عِنْدِي شَہَادَةٌ مِّنَ اللّٰہِ فَہَلْ اَنتُمْ مُؤْمِنُونَ۔
 قُلْ عِنْدِي شَہَادَةٌ مِّنَ اللّٰہِ فَہَلْ اَنتُمْ مُسْلِمُونَ۔
 قُلْ اِنْ کُنْتُمْ تُحِبُّونَ اللّٰہَ فَاتَّبِعُونِیْ یُحْبِبْکُمْ اللّٰہُ۔
 وَ قُلْ یَا اَیُّہَا النَّاسُ اِنِّیْ رَسُوْلُ اللّٰہِ اَلِیْکُمْ جَمِیْعًا۔

(از اشتہار معیار الاخبار ص ۲۵ مورخہ ۲۵ مئی ۱۹۰۰ء)

(ترجمہ) ان کو کہہ کہ میرے پاس خدا کی گواہی ہے۔ پس کیا تم ایمان لاؤ گے یا نہیں۔
 ان کو کہہ کہ میرے پاس خدا کی گواہی ہے۔ پس تم قبول کرو گے یا نہیں۔ کہہ گئے

سَبِيلَهُ. أَنْتَ الْفَائِزُ عَلَى نَفْسِهِ. مَظْهَرُ
 الْحَيِّ. وَأَنْتَ مَبْدَأُ الْأَمْرِ. وَأَنْتَ مِنْ
 مَاءٍ نَاقٍ وَهُوَ مِنْ قَسَلٍ. إِذَا لَتَقَى الْفَيْسَتَانِ.
 فَإِنِّي مَعَ الرَّسُولِ أَقُومُ. وَيَنْصُرُهُ الْمَلَائِكَةُ.
 إِنِّي أَنَا الرَّحْمَنُ ذُو الْمَجْدِ وَالْعُلَى. وَمَا يَطِيقُ
 عَنِ الْهَوَى. إِنَّهُ هُوَ الْآخِرُ يُسُوِّحُ.
 أَرَدْتُ أَنْ أَشْتَخِيفَ فَخَلَقْتُ أَدَمَ.
 دَلِيلُهُ الْأَمْرُ مِنْ قَبْلُ وَمِنْ بَعْدُ. يَا عَبْدِي
 لَا تَخَفْ. أَلَمْ تُبْرِأْنَا نَاقِي الْأَرْضِ نَقْصُهَا
 مِنْ أَظْرافِهَا. أَلَمْ تَخْلُقْ أَنْ أَللهُ عَلَى كُلِّ
 شَيْءٍ قَدِيرٌ. (اربعین نمبر ۲ صفحہ ۳۷ تا ۳۸)

بقیہ ترجمہ :- نعمتیں تیرے پروردی کرے گا۔ تاکہ خدا کا یہ کام مومنوں کے لئے نشان ہو۔ اے
 ابراہیم! تو میرے ساتھ ہے۔ اور میں تیرے ساتھ ہوں۔ تو روشن نشان اور فیصلہ کن نشان
 ہے۔ اللہ تعالیٰ تیرے ذریعہ سے لوگوں کو اپنی راہ دکھائے گا۔ تو وہ ہے جو اپنے نفس کا ہر وقت
 نگران ہے۔ زندہ خدا کا مظہر۔ اور تو میری طرف سے امر مقصود کا مبداء ہے۔ اور تو ہمارے پانی
 میں سے ہے۔ اور وہ فسل سے ہیں۔ جب دو گروہ آمنے سامنے ہوں گے۔ تو میں اپنے
 رسول کے ساتھ کھڑا ہوں گا۔ اور تاکہ اس کی مدد کریں گے۔ میں ہی رحمان ہوں بزرگی اور
 بلند ہی والا۔ اور وہ اپنی خواہش کے ماتحت نہیں بولتا۔ بلکہ وحی کا تابع ہے۔ جو نازل
 کی جاتی ہے۔ میں نے ارادہ کیا کہ میں خلیفہ بناؤں۔ پس میں نے آدم کو پیدا کیا۔ اور شروع
 میں بھی اور بعد میں بھی اللہ ہی کی حکومت ہے۔ اسے میرے بندے مت ڈر۔ کیا تو نہیں
 دیکھتا کہ ہم زمین کو اس کے کناروں سے کم کرتے چلے آتے ہیں۔ کیا تو نہیں جانتا کہ
 اللہ تعالیٰ ہر شے پر قادر ہے۔

یہ الفاظ زبان پر جاری ہوئے۔

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ الَّذِیْ اَوْصَلٰنِیْ حَیْیًا

(الحکم جلد ۲ نمبر ۲ مورخہ ۱۹ جنوری ۱۹۰۶ء و بدر جلد ۲ نمبر ۲ مورخہ ۱۹ جنوری ۱۹۰۶ء)

(۱) کَتَبَ اللّٰہُ لَا غَلْبَیْنَ اَنَا وَرُسُلِیْ (۲) سَلَامٌ قَوْلًا

مِنْ رَبِّ رَحِیْمٍ (۳) ہم مکہ میں مریں گے یا مدینہ میں۔

(ترجمہ) خدا نے ابتداء سے مقدر کر چھوڑا ہے۔ کہ وہ اور اس کے رسول غالب

رہیں گے (۲) خدا نے رحیم کتاب ہے کہ سلامتی ہے۔ یعنی غائب و خاسر کی طرح تیری

موت نہیں ہے۔ اور یہ کلمہ کہ ہم مکہ میں مرینگے یا مدینہ میں اس کے یہ معنی ہیں کہ

قبل از موت کی فتح نصیب ہوگی۔ جیسا کہ وہاں دشمن کو قبر کیساتھ مغلوب کیا گیا تھا

اسی طرح یہاں بھی دشمن قہری نشانوں سے مغلوب کئے جائیں گے۔ دوسرے یہ سنے

ہیں کہ قبل از موت مدنی فتح نصیب ہوگی۔ خود بخود لوگوں کے دل ہماری طرف مائل

ہو جائیں گے۔ فقہ کَتَبَ اللّٰہُ لَا غَلْبَیْنَ اَنَا وَرُسُلِیْ مکہ کی طرف اشارہ کرتا ہے

اور فقرہ سَلَامٌ قَوْلًا مِنْ رَبِّ رَحِیْمٍ مدینہ کی طرف

(بدر جلد ۲ نمبر ۲ مورخہ ۱۹ جنوری ۱۹۰۶ء و الحکم جلد ۲ نمبر ۲ مورخہ ۱۹ جنوری ۱۹۰۶ء)

”نزول در الیوان کسری فتاویٰ“

(بدر جلد ۲ نمبر ۲ مورخہ ۱۹ جنوری ۱۹۰۶ء و الحکم جلد ۲ نمبر ۲ مورخہ ۱۹ جنوری ۱۹۰۶ء)

(بقیہ حاشیہ) کا ہے۔ یہ ایک پیشگوئی تھی جس کا مطلب یہ تھا کہ آپ کا مثیل وہی جائیگا۔ لوگ

اس پر پتھر اڑ کریں گے۔ یہ جو سنگباری کی گئی دراصل مجھ پر تھی۔ جسے خدا تعالیٰ نے حضرت مسیح و

علیہ السلام کی مسند پر بٹھایا ہے۔ مگر اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ وہ آپ کو یعنی آپ کے منظر کو صحیح و سالم

واپس تادیان لائیگا۔ . . . یہ جو کہا گیا ہے کہ مجھے صحیح و سالم پہنچا دیا۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ

بعض دوسروں کو نقصان پہنچے گا۔ (المقتل جلد ۲ نمبر ۱۰ مورخہ ۱۹ جنوری ۱۹۰۶ء)

لہ (ترجمہ) سب حمد اس اللہ کے لئے ہے جس نے مجھے صحیح و سالم پہنچا دیا۔

لہ (ترجمہ از مرتب) شاہ ایران کے محل میں نزول پر لگیا۔ (نوٹ از مرتب) چنانچہ اس الہام کے بعد

بالکل خلاف توقع ایران میں جلد ہی شور و بغاوت برپا ہوا۔ اور مظفر الدین شاہ ایران نے مجبوراً بتاریخ

۱۹۰۶ء
۱۹ جنوری

۹۶۹

۱۹۰۶ء
۱۵ جنوری

۹۸۰

کہتے ہیں۔ یا بشارت کسی اور وقت تک موقوف ہو۔“

(بدر جلد ۲ نمبر ۱۲ مورخہ ۵ اپریل ۱۹۹۷ء و الحکم جلد ۱۰ نمبر ۱۲ مورخہ ۱۰ اپریل ۱۹۹۷ء ص ۱۰)

”خدا تعالیٰ نے میرے یہ نظام کیا ہے کہ ہر ایک شخص جس کو میری دعوت پہنچی ہے۔ اور اس نے مجھے قبول نہیں کیا۔ وہ مسلمان نہیں ہے۔ اور خدا کے

نزدیک قابل مواخذہ ہے۔“ (مکتوب بنام ڈاکٹر عبدالحمیم مرند)

(۱) هُوَ الَّذِي اَرْسَلَ رَسُولَهُ بِالْهُدٰى وَدِيْنِ الْحَقِّ لِيُظْهِرَ عَلَى الدِّيْنِ كُلِّهِ (۲) اِنَّ اللّٰهَ قَدْ مَنَّ عَلَيْنَا

(بدر جلد ۲ نمبر ۱۲ مورخہ ۵ اپریل ۱۹۹۷ء و الحکم جلد ۱۰ نمبر ۱۲ مورخہ ۱۰ اپریل ۱۹۹۷ء ص ۱۰)

”کل خواب میں مولوی عبدالکیم صاحب کو دیکھا۔ کہ ایک بڑے کمرے میں پھر رہے ہیں۔ میں نے کہا آؤ۔ مصافحہ کر لیں۔ پھر مصافحہ کیا۔ اور میں انہیں کہتا ہوں۔ دعا کرو۔ دشمنوں پر خدا مجھے غلبے۔ اور پھر جرح دیکھا۔ کہ ایک کمرے میں پھرتے ہیں۔ بہت جوش میں اور سخت ندامت میں ہیں۔ کہ وہ میرا نام لے کر کہتے ہیں۔ کہ کیوں لوگ اس کی مخالفت کرتے ہیں۔ اور کیوں نہیں مانتے اور بڑے جوش اور غضب سے کہہ رہے ہیں۔“

(بدر جلد ۲ نمبر ۱۲ مورخہ ۵ اپریل ۱۹۹۷ء و الحکم جلد ۱۰ نمبر ۱۲ مورخہ ۱۰ اپریل ۱۹۹۷ء ص ۱۰)

”يَا قَتِيْلَكَ الْفَرَجُ“

(بدر جلد ۲ نمبر ۱۲ مورخہ ۵ اپریل ۱۹۹۷ء و الحکم جلد ۱۰ نمبر ۱۲ مورخہ ۱۰ اپریل ۱۹۹۷ء ص ۱۰)

(۱) رَبِّ اَرْفِ رَزْلَةَ السَّاعَةِ (۲) يُرِيكُمْ اَللّٰهُ رَزْلَةَ السَّاعَةِ

۱۰۳۱ (ترجمہ) اللہ وہ ذات ہے جس نے اپنے رسول کو ہدایت اور دین حق کے لئے اٹھ بھیجا۔ تاکہ اُسے تمام ادیان پر غلبہ کر دے۔ (۲) بے شک اللہ تعالیٰ نے ہم پر بڑا احسان کیا ہے۔
۱۰۳۲ (ترجمہ) تیرے پاس خوشی اور کشائش اُسے لگی۔

۱۰۳۳ (ترجمہ) خدایا مجھے زلزلہ دکھا۔ جو اپنی شدت کی وجہ سے غور قیامت ہے۔ (۲) خدا تعالیٰ تمہارے وہ زلزلہ دکھائے گا۔ جو اپنی شدت کی وجہ سے غور قیامت ہوگا۔

نَحْنُ أَوْلِيَاءُ كُمْ فِي الْحَيَاةِ الدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ۔
ہم تمہارے متولی اور مکفل دنیا اور آخرت میں ہیں۔

إِذَا غَضِبْتَ غَضِبْتُ۔ وَكُلَّمَا أَحْبَبْتَ
جس پر تو غضب ناک ہوئی غضب ناک ہوتا ہوں اور جن سے تو محبت کرتا ہو
أَحْبَبْتُ۔ مَنْ عَادَى وَلِيَّيَّيْ فَقَدْ أَذْنَتْهُ
میں بھی محبت کرتا ہوں۔ جو شخص میرے ولی سے دشمنی رکھے میں اسے کیلئے

لِلْحَرْبِ۔ إِنِّي مَعَ الرُّسُلِ أَقْوَمُ۔ وَالْوَمُ مَن
اس کو متنبہ کرتا ہوں۔ میں اس رسول کے ساتھ کھڑا ہوں گا۔ اور اس شخص کو ملامت کروں گا
يَكُومُ۔ وَأَعْطَيْكَ مَا يَدُومُ۔ يَا تَيْبِكَ الْفَرْجُ۔
جو اس کو ملامت کرے۔ اور تجھے دو چیز دوں گا جو ہمیشہ رہیں گی۔ کشائش تجھے ملے گی۔

سَلَامٌ عَلَى إِبْرَاهِيمَ۔ صَافِيَتَاهُ وَجَيْشَانَاهُ مَن
اس پر ابراہیم پر سلام۔ ہم نے اس سے صفات دوستی کی اور ہم سے

الْغَيْرِ۔ تَقَرُّدُ نَا يَذَلِكِ۔ فَاتَّخِذُوا مِن مَّقَامِ
نجات دی۔ ہم اس امر میں اکیلے ہیں۔ سو تم جس ابراہیم کے مقام سے

إِبْرَاهِيمَ مَصْلً۔ إِنَّا أَنْزَلْنَاهُ قَرِيبًا مِّنْ
عبادت کی جگہ بناؤ یعنی اس نمونہ پر چلو۔ ہم نے اس کو قادیان کے قریب

الْقَادِيَانِ۔ وَيَا الْحَقِّ أَنْزَلْنَاهُ وَبِالْحَقِّ نَزَلَ۔
اتارا ہے۔ اور وہ عین ضرورت کے وقت اتارا اور ضرورت کے وقت اتارا

صَدَقَ اللَّهُ وَرَسُولُهُ۔ وَكَانَ أَمْرُ اللَّهِ مَفْعُولًا۔
خدا اور اس کے رسول کی پیشگوئی پوری ہوئی۔ اور خدا کا ارادہ پورا ہونا ہی تھا۔

الْحَمْدُ لِلَّهِ الَّذِي جَعَلَكَ الْمَسِيحَ ابْنِ مَرْيَمَ۔
اس خدا کی تعریف ہے جس نے تجھے مسیح ابن مریم بنایا۔

أَنْ يُتِمَّ أَمْرَكَ إِنِّي أَنَا الرَّحْمَنُ - سَأَجْعَلَ لَكَ
تیرے تمام کام پورے کرے۔ میں رحمان ہوں۔ ہر ایک امر میں تجھے

سُهولةً فِي كُلِّ أَمْرٍ - أَرْيِكَ بَرَكَاتٍ مِنْ كُلِّ طَرَفٍ -
سہولت دوں گا۔ ہر ایک طرف سے تجھے برکتیں دکھاؤں گا۔

نَزَلَتِ الرَّحْمَةُ عَلَى ثَلَاثِ أَلْبَيْنٍ وَعَلَى الْأَخْرَسِينَ -
میری رحمت تیرے تین سو پانچ سو پر نازل ہے ایک آنکھیں اور دو اور عضو ہیں یعنی انکھوں اور

تَرَدُّدِ أَلْيَاكٍ أَوْ أَرُ الْمَشَابِيبِ - تَرَى نَسْلًا بَعِيدًا -
رکھو گناہ اور جوانی کے تیزی سے گزرنے اور تو اپنی ایک دور کی نسل کو دیکھ لے گا۔

إِنَّا نُبَشِّرُكَ بِغُلَامٍ مَظْهَرِ الْحَقِّ وَالْعَلَا - كَانَتْ
ہم ایک لڑکے کی تجھے بشارت دیتے ہیں جن کے ساتھ حق کا ظہور ہوگا۔ گویا

اللَّهُ نَزَلَ مِنَ السَّمَاءِ - إِنَّا نُبَشِّرُكَ بِغُلَامٍ
آسمان سے خدا اترے گا۔ ہم ایک لڑکے کی تجھے بشارت دیتے ہیں

نَافِلَةً لَكَ - سَبَّحَكَ اللَّهُ وَرَأَاكَ - وَعَلَّمَكَ
جو تیرا پوتا ہوگا۔ خدا نے ہر ایک چیز تجھے پاک کیا اور تجھ کو موافقت کی اور وہ جانتا

مَا لَمْ تَعْلَمْ - إِنَّهُ كَرِيمٌ تَمْشِي أَمَامَكَ وَعَادِي
تجھے سکھائے جن کا تجھے علم نہ تھا۔ وہ کریم ہے وہ تیرے آگے آگے چلا۔ اور تیرے دشمنوں کا

مِنْ عَادَى - وَقَالُوا إِنْ هَذَا إِلَّا اخْتِلَاقٌ - أَلَمْ
وہ دشمن ہوئے۔ اور کہیں گے کہ یہ تو ایک بناوٹ ہے۔ اے معترف کیا تو

تَعْلَمَاتِ اللَّهِ عَلَى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ - يُلْقِي الرُّؤُوسَ
نہیں جانتا کہ خدا ہر ایک بات پر قادر ہے۔ جس پر اپنے بندوں میں سوچا جاتا ہے

لے یہ خدا تعالیٰ کی وحی یعنی تیری نسل بے عیداً قریباً تیس سال کی ہے۔ منہ

(حقیقۃ الوحی ۹۵ء عاشد)

أَدْعُنِيْ ۖ آسْتَجِبْ لَكَ. ۚ وَسْتَ تَوْدُعَاۤءُ تَو ۚ

مجھ سے مانگو میں تمہیں دوں گا۔ تیرا ادا تھا ہے اور تیری دعا

ترجمہ زخدا۔ زلزلہ کا دھکا۔ عَقَّتِ الدَّيَارُ مَحَلَّهَا ۚ
اور خدا کی طرف سے رحم ہو۔ زلزلہ کا دھکا جس ایک حصہ عمارت مٹ جائے گا مستقل سکونت

وَمَقَامُهَا۔ تَشْبَعُهَا الرَّادِفَةُ۔ ۚ بَہَارِ آئِ
کی جگہ اور عارضی سکونت کی جگہ سب مٹ جائیگی۔ اسکے بعد ایک اور زلزلہ آئیگا۔ بہار جب دوبارہ

خدا کی بات پھر پوری ہوئی۔ ۚ بَہَارِ آئِ تَو آئِ
آئیگی تو پھر ایک اور زلزلہ آئیگا۔ پھر بہار جب بار سوم آئیگی تو اسوقت طہین کے موعا ہائیے

تِلْجِ كَے آنے كَے دن۔ رَبِّ آخِرَ وَقْتٍ هَذَا۔
اور اسوقت تک خدا کی نشان ظاہر کریگا۔ اسے خدا بڑا دگ زلزلہ كَے ظہور میں کسی قدر تاخیر کرے۔

آخِرُهُ اِلٰہِ اِلٰی وَقْتٍ مُّسَمًّی ۚ لَہٗ تَرٰی نَصْرًا ۚ
خدا نمود قیامت كَے زلزلہ كَے ظہور میں ایک وقت مقرر تک تاخیر کریگا۔ تب تو ایک

ایک

لے پہلے یہ وہی الہی ہوئی تھی کہ وہ زلزلہ جو نمود قیامت ہوگا بہت جلد آنے والا ہے۔ اور اس کے لئے یہ نشان دیا گیا تھا کہ پیر منظور محمدؐ مدھانوی کی بیوی محمدی بیگم کو لڑکا پیدا ہوگا۔ اور وہ لڑکا اس زلزلہ کے ظہور کے لئے ایک نشان ہوگا۔ اس لئے اس کا نام بشیر اللہ ولہ ہوگا کیونکہ وہ ہماری ترقی سلسلہ کے لئے بشارت دے گا۔ اسی طرح اس کا نام عالم کباب ہوگا۔ کیونکہ اگر لوگ توبہ نہیں کریں گے تو بڑی بڑی آفتیں دنیا میں آئیں گی۔ ایسا ہی اس کا نام کلمۃ اللہ اور کلمۃ العزیز ہوگا۔ کیونکہ وہ خدا کا کلمہ ہوگا۔ جو وقت پر ظاہر ہوگا۔ اور اس کے لئے اور نام بھی ہوں گے۔ مگر بعد اس کے میں نے دعا کی کہ اس زلزلہ نمود قیامت میں کچھ تاخیر ڈال دی جائے۔ اس دعا کا اللہ تعالیٰ نے اس وحی میں خود ذکر فرمایا اور جواب بھی دیا ہے۔ جیسا کہ وہ فرماتا ہے۔ رَبِّ آخِرَ وَقْتٍ هَذَا۔ آخِرُهُ اِلٰہِ اِلٰی وَقْتٍ مُّسَمًّی ۚ یعنی خدا نے دعا قبول کر کے اس زلزلہ کو کسی اور وقت پر ڈال دیا ہے۔ اور یہ

سَفِينَةً وَسَكِينَةً - اِنِّیْ مَعَكَ وَمَعَ اَهْلِكَ - اُرِیدُ
 کشتی ہے اور آرام ہے۔ میں تیرے ساتھ اور تیرے اہل کے ساتھ ہوں۔ میں وہی ارادہ کروں گا
 مَا تُرِیدُ وَاَنْ - پہلے بنگالہ کی نسبت جو کچھ حکم
 جو تمہارا ارادہ ہے۔ بنگالہ کی نسبت پیشگوئی جو جو تقسیم بنگالہ ہوا اہل بنگالہ کی دل آزاری کی
 جاری کیا گیا تھا، اب ان کی دلجوئی ہوگی۔
 گئی۔ خدا فرماتا ہے کہ پھر وہ وقت آتا ہے کہ پھر کسی پیرایہ میں اہل بنگالہ کی دلجوئی کی جائیگی۔
 الْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْ جَعَلَ لَکُمُ الصُّبْحَ وَالنَّسَبَ
 اس خدا کی تعریف ہے جس نے دامادی اور نسب کی رو سے تیرے پر احسان کیا۔
 الْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْ اَذْهَبَ عَنِیْ الْحَزْنَ وَاَتَانِیْ
 اُس خدا کی تعریف ہے جس نے میرا غم دور کیا۔ اور مجھ کو وہ چیز دی
 مَا لَمْ یُوْتِ اَحَدٌ مِّنَ الْعَالَمِیْنَ - یَسَّ - اِنَّکَ
 جو اس زمانہ کے لوگوں میں سے کسی کو نہیں دی - اے سردار! تو

یقیناً ضروری ہے کہ اس سے پہلے اور زلزلے بھی آئیں۔ اس لڑکے کے مفصلہ ذیل تمام
 ہونگے۔ بشیر الدولہ کیونکہ وہ ہماری فتح کے لئے نشان ہوگا۔ کلمۃ اللہ خان۔ یعنی خدا کا کلمہ۔ عالم کیاب
 ورتو۔ شادی خان۔ کلمۃ المعزین وغیرہ۔ کیونکہ وہ خدا کا کلمہ ہوگا جس سے حق کا غلبہ ہوگا۔ تمام دنیا غلبہ
 ہی کلمے ہیں۔ اس لئے اس کا نام کلمۃ اللہ رکھنا غیر معمول بات نہیں ہے۔ وہ لڑکا اب کی دفعہ پیدا نہیں
 ہوا۔ کیونکہ خدا تعالیٰ نے فرمایا۔ اَخَذَهُ اللّٰهُ اِلٰی وَاقْتِ مَسْمُوعٍ۔ یعنی وہ زلزلہ الساعۃ جس
 کے لئے وہ لڑکا نشان ہوگا۔ ہم نے اس کو ایک اور وقت پر ڈال دیا۔ منہ
 (حقیقۃ الوحی ص ۱۷۱ حاشیہ)

صلہ یعنی خدا نے تجھ پر یہ احسان کیا کہ ایک شریف اور معزز اور شہرت یافتہ اور باوجہ
 خاندان سے تجھے پیدا کیا۔ اور دوسرے یہ احسان کیا کہ ایک معزز و دہلی کے سادہ اللہ علیہ
 تیری بیوی آئی۔ منہ
 (حقیقۃ الوحی ص ۱۷۱ حاشیہ)

لَمِنَ الْمُرْسَلِينَ - عَلَى صِرَاطٍ مُسْتَقِيمٍ - تَنْزِيلَ
خدا کا مرسل ہے راوی راست پر ۔ اس غایت پر

الْعَزِيزِ الرَّحِيمِ - أَرَدْتُ أَنْ أَشْتَلِفَ
جو غالب اور رحم کرنے والا ہے ۔ میں نے ارادہ کیا کہ اس زمانہ میں اپنا خلیفہ مقرر کروں ۔

فَخَلَقْتُ آدَمَ - يُحْيِي لِدِينٍ وَيُقِيمُ الشَّرِيعَةَ -
سو میں نے اس آدم کو پیدا کیا وہ دین کو زندہ کرے اور شریعت کو قائم کرے گا ۔

يَوْمَ دُورٍ تُسْرَوِي آغَاذَ كَرْدَنَد - مُسْلِمًا رَامِسْلَامًا
جب حج المسلمان کا دور شروع کیا گیا تو مسلمان کو جو موت مسلمان تھوٹے سرے سے

بَارَكْ دَنَد - إِنَّ السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضَ كَانَتَا
مسلمان بننے لگے ۔ آسمان اور زمین ایک ٹھٹھری کی طرح بندھے ہوئے تھے ہم نے ان دونوں

رَتْقًا فَفَتَقْنَاهُمَا - قَرَبَ أَجَلَكَ الْمُقَدَّرُ -
کو کھول دیا یعنی زمین نے اپنی پوری قوت ظاہر کی اور آسمان نے بھی ۔ اب تیرا وقت موت قریب

إِنَّ ذَا الْعَرْشِ يَذْغُوكَ - وَلَا نُبْقِي لَكَ مِنْ
آگیا ۔ وہ العرش تجھے کھاتا ہے ۔ اور ہم تیرے لئے کوئی

الْمُخْزِيَاتِ ذِكْرًا - قُلْ مَبْعَادُ رَبِّكَ - وَلَا نُبْقِي
رُسا کنندہ امر نہیں چھوڑیں گے ۔ تیرے رب کا وعدہ کم رہ گیا ہے اور ہم تیرے

لَكَ مِنَ الْمُخْزِيَاتِ شَيْئًا بِهَيْتَ تَهْوِطُ رِوَنَ
لئے کوئی امر رُسا کنندہ باقی نہیں چھوڑیں گے ۔ زندگی کے دن بہت تھوڑے

رہ گئے ہیں ۔ اُس دن خدا کی طرف سے سب پر اُداسی
رہ گئے ہیں ۔ اُس دن سب جماعت دل برداشتہ اود اودا میں

یعنی خدا تعالیٰ کی کتابوں میں مسیح آخر الزمان کو بادشاہ کے نام سے یاد کیا گیا ہے ۔ اس سے مراد
آسمانی بادشاہی ہے یعنی وہ آئندہ سلسلہ کا ایک بادشاہ ہوگا ۔ اور بڑے بڑے اکابر اس کے
پیروں ہوں گے ۔ منہج (حقیقۃ الوحی مثلاً حاشیہ)

(۲) قَدْ سَمِعَ اللَّهُ - أُجِيبَتْ دَعْوَتُكَ - إِنَّ اللَّهَ
مَعَ الَّذِينَ اتَّقَوْا الَّذِينَ هُمْ مُحْسِنُونَ ۝
(۳) بَارَكَ اللَّهُ فِي الْهَامِكِ وَوَحْيِكَ وَرُؤْيَاكَ ۝
(۴) كَتَبْتُ لِلَّذِينَ آمَنُوا رَحْمَةً - وَكَتَبْتُ
لَكَ رَحْمَةً فِي الدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ ۝

(۵) نَزَيْدُ فِي رَحْمَتِكَ وَصِدْقِكَ وَوَقَاءِ لَكَ ۝
(۶) اَعْنِ نَزِيدُ بَرَكَاتٍ يَخْذُكَ مِنْ هَيْدِمْ هُمُ مِيرَ لَفْطُولِمْ
(۷) كُلُّ مُكْذِبٍ جَاءَ - يَا أَيُّهَا الْعَزِيزُ مَسْنَا
وَأَهْلْنَا الضَّرُّ وَجِئْنَا بِضَاعَةٍ مُزْجَاةٍ قَاوِفِ
نَا الْكَيْلَ وَتَصَدَّقْ عَلَيْنَا - إِنَّ اللَّهَ يَجْزِي
الْمُتَصَدِّقِينَ ۝
(۸) مَا أَنَا إِلَّا كَالْقُرْآنِ وَسَيَظْهَرُ عَلَى يَدَيَّ
مَا ظَهَرَ مِنَ الْخُرْقَانِ ۝

لے (۲) اللہ تعالیٰ نے دعا سُن لی۔ تیری دعا قبول کی گئی۔ اللہ تعالیٰ اُن لوگوں کے ساتھ ہے جو
تقویٰ اختیار کرتے ہیں اور وہ جو نیکی کرتے ہیں۔

۳) برکت دی اللہ نے تیرے اہام میں اور تیری وحی میں اور تیری رؤیا میں۔

۴) تجھ پر ایمان لانے والوں کے لئے میں نے رحمت لکھ دی ہے۔ اور تیرے لئے دنیا و آخرت
میں میں نے رحمت لکھ دی ہے۔

۵) تیری رحمت اور صدق اور وفا میں ہم زیادتی کریں گے۔ یعنی تجھ پر برکات کی زیادتی کی جائے گی۔

۶) سب کذب آئے اور کہنے لگے۔ اے عزیز ہم اور ہمارے اہل و عیال تکلیف میں ہیں اور
ہم تھوڑی سی پونجی لائے ہیں۔ پس ہمیں پورا پورا ناپ تول دے۔ اور ہم پر صدقہ کر۔ اللہ تعالیٰ
صدقہ کرنے والوں کو جزائے خیر دیتا ہے۔

۷) میں تو بس قرآن ہی کی طرح ہوں اور عنقریب میرے ہاتھ پر وہ سب کچھ ظاہر ہو گا جو قرآن و ظاہر میں

میں اسی عہدہ پر فوکر تھا۔ میں نے اُس کو بلانا چاہا۔ وہ بھی نہ آیا۔ لاہور واپس رہا۔ اور میں نے دیکھا کہ روپیہ کی بہت کمی ہے۔ کسی طرح بات نہیں بنتی۔ اسی اثناء میں ایک صالح فرد سادہ طبع سادہ پوش آیا۔ اُس نے اپنی بھری ہوئی مٹھی روپیہ کی میری جھولی میں ڈال دی۔ اور ایسے جلدی چلا گیا کہ میں اُس کا نام بھی نہیں پوچھ سکا۔ مگر پھر بھی روپیہ کی کمی رہی۔ پھر ایک صالح فرد آیا۔ جو محض نورانی شکل سادہ طبع... ایک صوفی کی شکل کے مشابہ تھا جس کا نام غالباً کریم الہی یا فضل الہی ہے۔ جس نے کمرۂ بیچ کر ہمیں روپیہ دیا تھا۔ صورت انسان کی ہے مگر علیحدہ خلقت کا آدمی معلوم ہوتا ہے۔ اس نے دونوں ہاتھ روپیہ سے بھر کر میری جھولی میں وہ روپیہ ڈال دیا۔ اور وہ بہت سارے روپیہ ہو گیا۔ میں نے پوچھا آپ کا نام کیا۔ اُس نے کہا۔ نام کیا ہوتا ہے۔ نام کچھ نہیں۔ میں نے کہا بتلاؤ نام کیا ہے۔ اُس نے کہا۔ بیچی۔ اور میں اُس وقت چشم بکاب ہو گیا کہ ہماری جماعت میں ایسے بھی ہیں۔ جو اس قدر روپیہ دیتے ہیں اور نام نہیں بتلاتے اور ساتھ ہی کہتا ہوں کہ یہ تو آدمی نہیں ہے، یہ تو فرشتہ ہے۔ اور جب بہت سے مال کا نظارہ میرے سامنے آیا۔ میں نے کہا میں اس میں سے... کو دو ٹکاک وہ حاجت مند ہے۔ اور جب میں نے یہ خواب دیکھا اُس وقت رات کا ایک بجکر اسی پینتیس منٹ زیادہ گزر چکے تھے۔

میں نے خواب میں دیکھا کہ کوئی مجھے کہتا ہے۔ موت۔ یعنی چالیس دن کے بعد موت کا حکم ہے۔ میں نے مولوی محمد علی صاحب سے پوچھا ہے۔ اس حکم کا اپیل بھی ہو سکتا ہے۔ انہوں نے کہا۔ اپیل ہو سکتا ہے۔ بلکہ اپیل در اپیل بھی۔ پھر بعد اس کے مجھے ۱۸ مارچ ۱۹۰۷ء کو بخار ہووا۔ پیشاب نہایت شدید درد سے آتا تھا۔ اور پیشاب کی راہ خون آنا شروع ہو رہا تھا۔

تحقیق
۱۹۰۵ء
مارچ

۸۱

غنیاء الاسلام پریس میں چھپا اور الشریکۃ الاسلامیہ لمیٹڈ نے
دبّوہ سے شائع کیا

(مشین میں خواجہ عید الرحمن)

معا
بدورانش رسو

فَلَا تَطْمَئِنُّ عَلَيْهِ أَحَدًا إِلَّا مِنْ
لَا تَطْمَئِنُّ عَلَيْهِ أَحَدًا إِلَّا مِنْ

اشعار حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام

آنجہ دادا است ہرنی را جام	نیا	دادا آں جام را مرا بسم
انبیا گرچہ بودہ اند بسے	شیا	من بعرفاں نہ کمترم ز کے
کم نیم زان ہمہ بروئے یقین	پا	ہر کہ گوید دروغ هست لعین

الحمد للہ ثم الحمد للہ کہ کتاب

حقیقۃ النبوة

حصہ اول

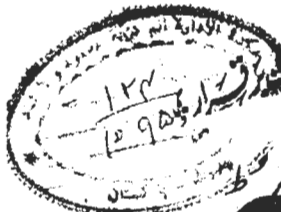
از افادات حضرت صاحبزادہ مرزا بشیر الدین محمود احمد صاحب فضل عمر خلیفۃ المسیح المہدی
خلیفہ ثانی ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیزہ جس میں اصولی طور پر حضرت جبرائیل علیہ السلام فی حلالہ المبتدئ
مسیح موعود و جہدی مہنوی علیہ الصلوٰۃ والسلام کی نبوت و رسالت پر اربع قلم کے
ساتھ ثابت کی گئی ہے اور ہر پہلو سے اس پر فصل بحث کی گئی ہے۔ بیس ز کے اندر تصنیف اور طبع
ہو کر اگلے ترقی اسلام کی طرف سے شائع ہوئی + مسطورہ مطبعہ ضیاء الاسلام قادیان ۱۹۰۵ء

رکھتا تھا کہ اس کی قوت قدسیہ سے ایک نبی کا پیدا ہو جانا کچھ بھی بعید نہیں۔ اور جسے اس بات میں کچھ شک ہے۔ اس نے وہ حقیقت خاتم النبیین کے کمالات کو سمجھا ہی نہیں۔ وہ اپنی ہوا ہو س پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی عزت و حرمت کو قربان کر رہا ہے۔ اور لوگوں کے خوش کرنے کے لئے اپنے آقا پر حملہ کرتا ہے اللہ تعالیٰ ایسے لوگوں پر رحم فرمائے۔ اور انکو راہ راست کی طرف رہنمائی کرے۔ اس تمہید کے بعد میں حضرت مسیح موعود کی نبوت کے متعلق چند دلائل ذیل میں درج کرتا ہوں۔

(۱) اول دلیل حضرت مسیح موعود کے نبی ہونے پر یہ ہے کہ جس طرح خدا تعالیٰ نے حضرت موسیٰ اور حضرت عیسیٰ اور حضرت نوح اور حضرت ابراہیم اور حضرت یعقوب اور حضرت یوسف کو نبی کہہ کر بجا را ہے۔ حضرت مسیح موعود کو بھی قرآن کریم میں رسول کے نام سے یاد فرمایا ہے۔ چنانچہ ایک تو آیت مبشراً برسول یأتی من بعدی اسمہ احمد سے ثابت ہے۔ کہ آنے والے مسیح کا نام اللہ تعالیٰ رسول رکھتا ہے۔ دوم آیت اذا الرسل اقبلت سے ثابت ہے کہ آنے والا مسیح نبی ہوگا۔ کیونکہ اس آیت میں مسیح موعود کی پیشگوئی کی گئی ہے۔ اور اس کے زمانہ کی نسبت ان الفاظ میں خبر دی گئی ہے کہ جب رسول وقت مقررہ پر لاٹے جائیں گے۔ یعنی ایک ہی وقت میں سب رسولوں کو جمع کر دیا جائے گا اور مسیح موعود کے وجود میں وہ ظاہر ہوں گے۔ اس آیت کو بھی خود حضرت مسیح موعود نے اپنے ہر چہ بیان کیا ہے۔ پس جس کا نام قرآن کریم رسول رکھتا ہے اسکے تو مسیح موعود کے رسول نہ ماننے کی کوئی وجہ نہیں۔ جو دلیل پہلوں کے نبی ہونے کی ہے۔ وہی حضرت مسیح موعود کے نبی ہونے کی ہے + اگر حضرت موسیٰ و عیسیٰ علیہما السلام نبی اور رسول تھے۔ تو مسیح موعود بھی نبی تھے

دینی جہاد کا دور

حضرت سید محمد غوث کے اصحاب کی سوانح حیات و سیرۃ کا سلسلہ
(نمبر اول)



پاکستان فوٹو گرافنگ فیکٹری
پتہ: نزدیکی بازار گڑھی، لاہور

سیرۃ ناصر

یعنی

حضرت میر ناصر نواز صاحب بنیر حضرت خواجہ میر درد
رضی اللہ عنہما کے سوانح حیات و سیرۃ
جسکو

حضرت دارالصابحین شیخ یعقوب علی غازی ایڈیٹر اخبار الحکم ذاریہ السبیل نے مرتب کیا
اور

پروفیسر محمد محمود (مبارک پور) ناظم انوار احمدیہ کتب خانہ نے تصحیف فرمایا
میں چھپوا کر ترازاب منزل دارالامان علیا شائع کیا۔

دسمبر ۱۹۶۷ء
تعداد ۵۰۰ - قیمت فی جلد ۱۰ روپے

پہلا اول

ادارہ مرتبہ دعوت و ارشاد
چنبوت پاکستان

بیچشم خود دیکھے۔ بلکہ خود میری ذات اور میرے مگر والوں اور بچوں پر ان کا اثر ہوا۔ زائد کے وقت نہایت اندیشہ ہوا کہ خدا جانے محمد اسمعیل کا کیا حال ہوا۔ ممکن ہے۔ ملازم میں کہیں کسی مکان کے تھے۔ دب کر گر گیا ہو۔ حضرت صاحب فرمایا کہ مرا نہیں۔ مجھے اہام ہوا ہے۔ کہ ڈاکٹر محمد اسمعیل وہ ٹکڑا ہو گا۔ محمد اسحاق کو دو دفعہ طاعون ہوا۔ آپ کی دُعا سے اچھا ہوا۔ اور آپ نے پہلے ہی فرما دیا تھا۔ کہ یہ مر جائیگا۔ ایک دفعہ تین چار گھنٹہ میں بخاری جاتا رہا اور گھٹیاں بھی ددھ کر گئیں۔ مجھے ایک دفعہ سخت گرہ کا درد ہوا۔ میں نے جب آپ کو بلا دیا تو

دعائیں علالت اور

حضرت کی دُعا صحت

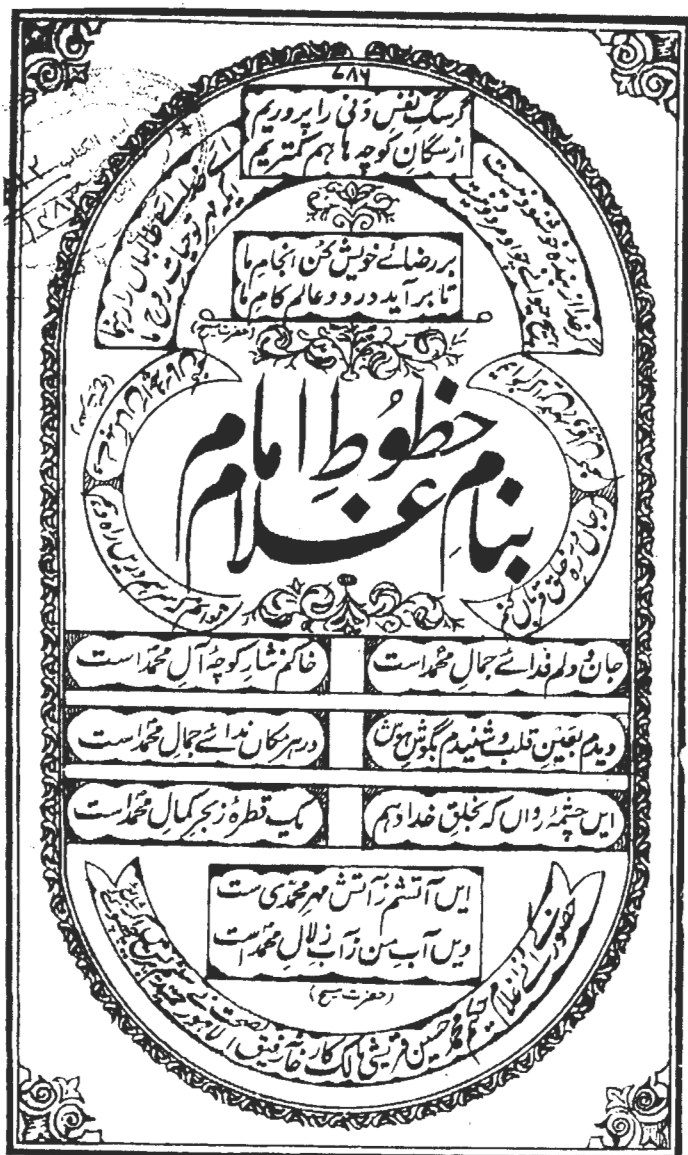
فوراُ ہوا۔ اور باہر اچھا ہو گیا۔ ایک دفعہ ہم سب حضرت مرزا صاحب کے ہمراہ وئی گئے۔ وہاں میں سنت بیاہ ہو گیا۔ ڈاکٹر یعقوب بیگ صاحب اور محمد اسمعیل میرا بیٹا صحت پریشان ہو گئے۔ حضرت صاحب نے مولوی عجم مولوی ذوالدین صاحب کو مار دیا۔ کہ فوراً چلے آؤ۔ وہ فوراً وئی چلے گئے۔ اللہ تعالیٰ نے مجھے خفا فرمادی۔ اور حضرت صاحب میرے تندرست ہونے سے بیت خوش ہوئے۔ ابتدا

میں جب کہیں حضرت صاحب باہر تشریف لے جاتے تھے تو مجھے

حضرت اقدس کی خدمت

تھے۔ اور خزانہ میں جب کہیں سفر کرتے تھے اور گھر کے لوگ ہمراہ ہوتے تھے۔ تو بندہ بھی ہر گاہ ہوتا تھا۔ چنانچہ جب آپ لاہور میں تشریف لے گئے۔ میں سفر میں آپ کو سفر آخرت پیش کیا۔ تب بھی بندہ آپ کے ہمراہ تھا۔ اور اس شام کی سیر میں بھی خریک تھلا جس کے دوسرے روز آپ نے قبل از دیگر انتقال فرمایا۔ انا للہ وانا الیہ راجعون

اب بڑی اور سخت تبدیلی میرے حال میں پیدا ہوئی۔ اور ایسی سخت مصیبت نازل ہوئی۔ کہ جس کی لائی بہت مشکل ہے۔ اللہ تعالیٰ کے سامیری تعلیم کو کوئی نہیں جان سکتا۔ حضرت صاحب میں مات کو تیار ہوئے۔ اس رات کو میں اپنے مقام پر جا کر سو چکا تھا۔ جب آپ کو بہت تعلیم ہوئی۔ تو مجھے حکایا گیا تھا۔ جب میں حضرت صاحب کے پاس پہنچا۔ اور آپ کا حال دیکھا۔ تو آپ نے مجھے مخاطب کر کے فرمایا۔ میر صاحب مجھے دیانی ہیضہ ہو گیا ہے۔ اس کے بعد آپ نے کوئی ایسی صاف بات میرے خیال میں نہیں فرمائی۔ یہاں تک کہ دوسرے روز دس بجے کے بعد آپ کا انتقال ہو گیا۔ ایک طے دو ہر پانچ



دستی خط معرفت مولوی یار محمد صاحب

اسلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ جس پندہ رفت سے سخت
بیار ہوں بعض وقت جب دورہ دوران سر شدت سے
ہو گیا ہے تو خانہ زندگی محسوس ہوتا ہے۔ ساتھ ہی سر درد
بھی ہے۔ ایسی حالت میں روغن بادام سر اور پیروں کی
تھیلیوں پر ملنا اور پینا کافی ہے۔ مدد محسوس ہونے لگے۔
اس لئے جس مولوی یا رحمہ صاحب کو بھیجا ہوں کہ آپ
خاص تلاش سے ایسا روغن بادام کر جو تازہ ہو۔ اور
کھینچہ ہو اور نیز اس کے ساتھ کوئی ملوئی نہ ہو ایک بوتل
خرید کر بھیجیں یا پھر وہ پیتھت اسکی ارسال ہے۔ اور
نیز ہاراپہا کاکا بیٹی گھنٹہ بگڑا گیا ہے۔ واسطے ایک کاکا
عمرہ دو سر خرید کر کے لئے بیلغہ لودہ بھیجنا ہوں کہ کاکا
بھڑی استخوان کے ارسال فرما دیں اس میں یہی شرط
ہے کہ اس کے ساتھ نیم گھنٹہ کی آواز دینے والی کل مرکز ہنو
صوت گھنٹوں کی آواز دے کہ اس صورت میں بسا
اوقات دھوکہ ہو جاتا ہے۔ اور اس کے ساتھ کئی دوسری
چیزیں بھی خریدنی ہیں..... ان چیزوں کی تفصیل ذیل
میں ہے۔ والسلام + مرزا غلام احمد علی مد

**بسم اللہ الرحمن الرحیم
عبداللطیف علی صاحب**

محبی انوریم حکیم محمد حسین صاحب قریشی
اسلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ آج مولوی یار محمد لودہ
بھی گئے۔ مگر انھوں نے نہایت ضروری کام یاد نہ رہا
تاکید کرتا ہوں کہ ایک لودہ شک عہدہ جس میں بھیجنا
نہ ہو۔ اور اول درجہ کی خوشبودار ہو۔ اگر شرطی ہو تو بہتر
ہو۔ ورنہ اپنی ذمہ داری پر بھیجیں۔ اور دو ٹو بیا سر درد
کی ٹیکیا کی جیسے پناشہ کی طرح ٹیکیا ہوتی ہیں۔ مگر ٹری
لگی ہو۔ ورنہ بذریعہ دبی پی روانہ فرما دیں زیادہ
خیریت ہے۔ والسلام۔ خاکسار مرزا غلام احمد علی مد

**بسم اللہ الرحمن الرحیم
عبداللطیف علی صاحب**

اسلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ دو تباریں پہنچیں تھیں
تھکر چور۔ بیت الدعا میں بہت دعا کی گئی۔ خداوند نے
شفاعت کی۔ پہلے اس سے ایام ہوا تھا کہ لا حور
سے افسوس تک خبر آئی۔ وہی خبر پہنچی۔ خداوند نے
آپ پر رحم کرے۔ آمین۔ پھر میں میں خاک و زنگ

سے زیادہ نہ ہو۔ لودہ گڑھ لگا ہوا ہو عہدہ پہلے ملانے کو
بھیجیں۔ عہدہ اسکی کسی کے ہاتھ بھیج دیوں گی۔ یا آپ کے
آگے پر آپ کو دیکھا دیکھی۔ رنگ کوئی جو گیارہ روز بھی یا
جالی ہو۔ اندازہ نہیں کہ آپ کی روکی زینب کے اٹھانہ
پر ہو۔ والسلام۔ خاکسار مرزا غلام احمد علی مد
۱۴ فروری ۱۳۱۱ھ

**بسم اللہ الرحمن الرحیم
عبداللطیف علی صاحب**

محبی انوریم حکیم محمد حسین صاحب سدا اللہ قلع
اسلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ اس وقت میں یار محمد
بھیجا جا رہے۔ آپ اسٹیشنا خریدنی خود خرید دیں اور ایک
بوتل تاکہ اسکی پوری روک دکان سے خرید دیں۔ مگر تاکہ
وہ بن جائے۔ اسکا کھانا ہے۔ بانی خیریت ہے۔ والسلام
مرزا غلام احمد علی مد

ذیل کا خط بجا اب میرے ایک عزیز کے ہے جبکہ
ہم مریض و اطفال کا جیال میں تھے اور ہڈیا
کے وقت جو تکیر برائے دن تھے راستہ سخت
خطرناک تھا اور میں نے اپنے گھر کے لوگوں کے ٹو
یعنی برزخ دار محمد یوسف کی والدہ کے لئے ضرورتاً
حضرت سے اپنی پیش طلب کی سیکڑے کر کے بھیجی
سہاری حالت حمل میں خطرناک چلی ہے اب
حصوں کے کل مریض و اطفال کے ذیل کا خط لکھا۔

اسلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ ایشام اللہ دھاکو لکھا کہ آپ کو
انتظار ہے کہ پیش لے جائیں۔ مگر میں نے مشاہدہ کیا کہ
شریک راستہ نہایت خراب ہے۔ پیش کی سہاری خطرناک
ہے۔ اور ایسا ہی دوسری سہاری بھی۔ شاید دس روز تک
راستہ کیسے قند درست ہو جائیگا۔ میں گزشتہ دنوں میں
اکھوت گورنمنٹ ہسپتال سے ہٹا کر واہ آباد قلعہ حبشہ پر
ایک مینہ گولہ لکھا تھا۔ تب بھی خوفناک راہ تھا۔ تو اب
بہت ہی خطرناک ہو چکا۔ حمل کی حالت میں ان دونوں میں
ساتھ بھاگنا اور ہلاکت میں ڈالنا ہے۔ آپ خود ہٹا کر
شریک راہ کی حالت دیکھ لیں۔ میرے نزدیک تو اب
بہتر گزرنے دس بارہ روز کے سخت خطرناک اور خوفناک
ہے۔ والسلام +

غلام احمد علی مد

هُوَ الَّذِي أَرْسَلَ رَسُولَهُ بِالْهُدَى وَدِينِ الْحَقِّ لِيُظَاهِرَ عَلَى الدِّينِ كُلِّهِ

تحفة الملوك

الحمد لله

مجلد سوم از کتاب تحفة الملوك

مستحق به

دعوة الامير

اغني مكتوب حضرت حاجي مير الشير الدين محييه الله تعالى بنظر الغزيرم عت احمد

خليفة دوم حضرت ميرزا غلام احمد قادياني مسيح موعود مهدي معهود عليه على مطاعه الصلوة والسلام

بخدمت عالي

شاو والاچاه امير امان الله خاں بالقابه
فرمان رطه دولت مستقله افغانستان وممالك محروسه

Mohel - ...

نہی دوبارہ بعثت کی پیشگوئی کرا دیتی تا قومی منافرت خاتم النبیین علیہ السلام پر ایمان لانے میں روک نہ ہو۔ ان پیشگوئیوں میں درحقیقت رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ایک امتی مامورؑ کا خبر دی گئی تھی تا اس کے ذریعے سے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی تصدیق ہو کر تمام نمایان آپ کے ہاتھ پر جمع ہو جائیں۔ چنانچہ یہ سب پیشگوئیاں آپ کے وجود سے پوری ہو گئیں اور آپ مسیحیوں اور یہودیوں کے لئے مسیح۔ زندہ دشتیوں کے لئے مسیودہ بھی اور ہندوؤں کے لئے کرشن کے قیل ہو کر نازل ہوئے تا تمام اہل مذاہب پر انہیں کی کتب سے آپ کی صداقت ثابت ہو اور پھر آپ کے ذریعے سے اسلام کی صداقت معلوم ہو کر وہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے حلقہ غلامی میں باندھے جائیں۔

آپ کے دعوے کے دلائل

آپ کے دعوے کو مختصر الفاظ میں بیان کر دینے کے بعد میں اصولاً اس امر کے متعلق کچھ بیان کر دینا مناسب سمجھتا ہوں کہ ایک مامور من اللہ کے دعوے کی صداقت کیا دلائل ہوتے ہیں اور پھر یہ کہ ان دلائل کے ذریعے سے آپ کے دعوے پر کیا روشنی پڑتی ہے کیونکہ جب یہ ثابت ہو جائے کہ ایک شخص فی الواقع مامور من اللہ ہے اور اللہ تعالیٰ کی طرف سے بھیجا ہوا ہے تو پھر اجمالاً اس کے تمام دعاوی پر ایمان لانا واجب ہو جاتا ہے کیونکہ عقل سلیم اس امر کو تسلیم نہیں کر سکتی کہ ایک شخص خدا تعالیٰ کا مامور بھی ہو اور لوگوں کو دھوکا دے کر حق سے دور بھی لے جاتا ہو۔ اگر ایسا ہو تو یہ اللہ تعالیٰ کے علم پر ایک سخت حملہ ہو گا اور ثابت ہو گا کہ نفوذ باللہ من ذالک اُس نے اپنے انتخاب میں سخت غلطی کی اور ایسے شخص کو اپنا مامور بنا دیا جو دل کا ناپاک اور گندہ تھا اور بجائے حق اور صداقت کی اشاعت کے اپنی بُرائی اور عزت چاہتا اور اللہ تعالیٰ کی ذات پر اپنے نفس کو مقدم کرتا تھا۔

علاوہ اسکے کہ یہ عقیدہ عقل سلیم کے خلاف ہے قرآن کریم بھی اس کو باطل کرتا ہے۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ قرآن کریم میں فرماتا ہے کہ مَا كَانَ لِبَشَرٍ اَنْ يُؤْتِيَهُ اللّٰهُ الْكِتَابَ وَالْحِكْمَةَ وَاللّٰهُ يَعْلَمُ مَنْ يَّكُونُ عِبَادًا لِّهِ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ وَ لٰكِنْ كُوْنُوْا سَرٰبًا زٰهِقَةً

يَمَّا كُنْتُمْ تَعْلَمُونَ الْكِتَابَ وَ يَمَّا كُنْتُمْ تَدَارِسُونَ ۝ وَ لَا يَأْمُرُكُمْ أَنْ تَتَّخِذُوا الْمَلَائِكَةَ
وَالنَّبِيِّينَ أَرْبَابًا ۚ أَيَأْمُرُكُمْ بِالْكُفْرِ بَعْدَ إِذْ أَنْتُمْ مُسْلِمُونَ (آل عمران ۷) یہ نہیں
ہو سکتا کہ ایک شخص کو اللہ تعالیٰ کتاب اور حکم اور نبوت دیکر بھیجے اور پھر وہ لوگوں سے یہ کہے
کہ خدا کو چھوڑ کر میرے بندے بن جاؤ۔ بلکہ وہ تو یہی کہیگا کہ خدا تعالیٰ کے ہو جاؤ بسبب اس کے
کہ تم اللہ تعالیٰ کا کلام لوگوں کو سکھاتے اور پڑھتے ہو۔ اور نہ یہ ہو سکتا ہے کہ ایسا آدمی لوگوں سے
یہ کہے کہ فرشتوں یا نبیوں کو رب سمجھ لو۔ کیونکہ یہ ممکن نہیں کہ وہ کوشش کرے لوگوں کو مسلمان
بنائے اور پھر ان کو کافر کر دے۔

غرض اصل سوال یہ ہوتا ہے کہ مدعی ماموریت فی الواقع سچا ہے یا نہیں؟ اگر اس کی صداقت
ثابت ہو جائے تو اس کے تمام دعویٰ کی صداقت بھی ساتھ ہی ثابت ہو جاتی ہے۔ اور اگر اس کی
سچائی ہی ثابت نہ ہو تو اس کے متعلق تفصیلات میں پڑنا وقت کو ضائع کرنا ہوتا ہے۔ پس
میں یہی اصل کے مطابق آپ کے دعوے پر نظر ثانی کرنا چاہتا ہوں تا جناب دالا کو ان دلائل
سے مختصر آگاہی حاصل ہو جائے جن کی بنا پر آپ نے اس دعوے کو پیش کیا ہے اور
جن پر نظر کرتے ہوئے لاکھوں آدمیوں نے آپ کو اس وقت تک قبول کیا ہے +

پہلی دلیل

ضرورت زمانہ

سب سے پہلی دلیل جس سے کسی مامور کی صداقت ثابت ہوتی ہے وہ ضرورت زمانہ، اللہ تعالیٰ
کی سنت ہے، کہ وہ بے محل اور بے موقع کوئی کام نہیں کرتا۔ جب تک کسی چیز کی ضرورت نہیں ہوتی
وہ اُسے نازل نہیں کرتا۔ اور جب کسی چیز کی حقیقی ضرورت پیدا ہو جائے تو وہ اُسے روک
کر نہیں رکھتا۔ انسان کی جسمانی ضروریات میں سے کوئی چیز ایسی نہیں جسے اللہ تعالیٰ نے مہیا
نہ کیا ہو۔ چھوٹی سے چھوٹی ضرورت اس کی پوری کر دی ہے۔ پس جب کہ دنیاوی ضروریات کے
پورا کر نیک اس نے اس قدر اہتمام کیا ہے۔ تو یہ اس کی شان اور اس کی رفعت کے منافی ہے کہ وہ
اس کی روحانی ضروریات کو نظر انداز کر دے اور ان کے پورا کرنے کے لئے کوئی سامان

لاہوری نے آپ کی چھاتی میں پستان کے پاس انجکشن یعنی دوائی کی بھکاری کی جس سے وہ جگہ کچھ ابھرائی۔ مگر کچھ افادہ محسوس نہ ہوا۔ بلکہ بعض لوگوں نے بُرا منایا۔ کہ اس حالت میں آپ کو کیوں یہ تکلیف دی گئی ہے تھوڑی دیر تک غرغره کا سلسلہ جاری رہا۔ اور ہر آن سانسوں کے درمیان کا وقفہ لمبا ہوتا گیا۔ حتیٰ کہ آپ نے ایک لمبا سانس لیا اور آپ کی روح رفیق اہل کی طرف پرواز کر گئی۔ اللہ ہم صل علیہ وعلیٰ مطاعہ و محمّد و باسراہ وسلم۔ خاکسار نے والدہ صاحبہ کی یہ روایت جو شروع میں درج کی گئی ہے جب دوبارہ والدہ صاحبہ کے پاس برائے تصدیق بیان کی۔ اور حضرت مسیح موعودؑ کی وفات کا ذکر آیا۔ تو والدہ صاحبہ نے فرمایا۔ کہ حضرت مسیح موعودؑ کو پہلا دست کھانا کھانے کے وقت آیا تھا۔ مگر اسکے بعد تھوڑی دیر تک ہم لوگ آپ کے پاؤں دباتے رہے۔ اور آپ آرام سے لیٹ کر سو گئے۔ اور میں بھی سو گئی۔ لیکن کچھ دیر کے بعد آپ کو پھر حاجت محسوس ہوئی اور غالباً ایک یا دو دفعہ رقع حاجت کے لیے آپ پاخانہ تشریف لے گئے اسکے بعد آپ نے زیادہ ضعف محسوس کیا۔ تو اپنے ہاتھ سے مجھے جگایا۔ میں اٹھی تو آپ کو اتنا ضعف تھا کہ آپ میری چارپائی پر ہی لیٹ گئے اور میں آپ کے پاؤں دبانے کے لیے بیٹھ گئی۔ تھوڑی دیر کے بعد حضرت صاحب نے فرمایا۔ تم اب سو جاؤ۔ میں نے کہا۔ نہیں میں دباتی ہوں۔ اتنے میں آپ کو ایک اور دست آیا۔ مگر اب اس قدر ضعف تھا۔ کہ آپ پاخانہ نہ جاسکتے تھے۔ اس لیے میں نے چارپائی کے پاس ہی انتظام کر دیا اور آپ وہیں بیٹھ کر فارغ ہوئے اور پھر اٹھ کر لیٹ گئے اور میں پاؤں دباتی رہی۔ مگر ضعف بہت ہو گیا تھا اسکے بعد ایک اور دست آیا اور پھر آپ کو ایک تے آئی۔ جب آپ تے سے فارغ ہو کر لیٹنے لگے۔ تو اتنا ضعف تھا کہ آپ لیٹتے لیٹتے پشت کے بل چارپائی پر گر گئے۔ اور آپ کا سر چارپائی کی لکڑی سے ٹکرایا اور حالت

دیگر گویں ہو گئی۔ اسپر میں نے گھبرا کر کہا ”اسد یہ کیا ہونے لگا ہے“ تو اپنے فرمایا
 ”یہ ہی سہ ہے جو میں کہا کرتا تھا“ خاک رنے والدہ صاحبہ سے پوچھا۔ کیا آپ
 سمجھ گئی تھیں کہ حضرت صاحب کا کیا منشا ہے؟ والدہ صاحبہ نے فرمایا۔
 ”ہاں“ والدہ صاحبہ نے یہ بھی فرمایا۔ کہ جب حالت خراب ہوئی اور ضعف
 بہت ہو گیا۔ تو میں نے کہا کیا مولوی صاحب (حضرت مولوی نور الدین صاحب)
 کو بلائیں؟ آپ نے فرمایا بلا کر نینز فرمایا۔ محمود کو جگا لو۔ پھر میں نے پوچھا
 محمد علی خان یعنی نواب صاحب کو بلا لوں۔ والدہ صاحبہ مانتی ہیں۔ کہ مجھے
 یاد نہیں کہ حضرت صاحب نے اس کا کچھ جواب دیا یا نہیں اور دیا تو کیا دیا۔
 خاک ر عرض کرتا ہی کہ حدیث شریف میں آتا ہے۔ کہ مرض موت میں
 آنحضرت صلعم کو بھی سخت کرب تھا۔ اور نہایت درجہ بے چینی اور گھبراہٹ
 اور تکلیف کی حالت تھی اور ہم نے دیکھا ہے۔ کہ حضرت مسیح موعود کا بھی
 بوقت وفات قریباً ایسا ہی حال تھا۔ یہ بات ناواقف لوگوں کے لئے
 موجب تعجب ہو گی۔ کیونکہ دوسری طرف وہ یہ سنتے اور دیکھتے ہیں کہ صوفیاء
 اور اولیاء کی وفات نہایت اطمینان اور سکون کی حالت میں ہوتی ہے جو سو
 دراصل بات یہ ہے۔ کہ نبی جب فوت ہونے لگتا ہے۔ تو اپنی امت کے
 متعلق اپنی تمام ذمہ داریاں اسکے سامنے ہوتی ہیں۔ اور ان کے مستقبل
 کا فکر مزید برآں اسکے دامنگیر ہوتا ہے۔ تمام دنیا سے بڑھ کر اس بات کو
 نبی جانتا اور سمجھتا ہے کہ موت ایک دروازہ ہے جس سے گزر کر انسان نے
 خدا کے سامنے کھڑا ہونا ہے۔ پس موت کی آمد جہاں اس لحاظ سے اس کو
 مسرور کرتی ہے۔ کہ وہ سال محبوب کا وقت قریب آن پہنچا ہے۔ وہاں اس کی
 عظیم الشان ذمہ داریوں کا احساس اور اپنی امت کے متعلق آئندہ کا فکر اگر
 غیر معمولی کرب میں مبتلا کر دیتے ہیں۔ مگر صوفیاء اور اولیاء ان فکروں سے
 آزاد ہوتے ہیں۔ ان پر صرف ان کے نفس کا بار ہوتا ہے مگر فیصلوں پر ہرگز

اند میں نے بہت استغفار پڑھا۔ یہ قصہ سنا کر میں نے خواجہ صاحب کے کہا کہ خواجہ صاحب! آپ کی عزت بھی کہیں اسی طریق کی نہ ہو۔ چنانچہ میں آپ کو سناتا ہوں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلق بھی آتا ہو کہ آپ کزد ایمان والوں اور منافقوں کی بہت خاطر تواضع کیا کرتے تھے۔ چنانچہ حدیث میں آتا ہے کہ ایک دفعہ آپ نے کچھ مال تقسیم کیا مگر ایک ایسے شخص کو جوڑ دیا جس کے متعلق سعد بن ابی وقاص کہتے ہیں کہ وہ میرے خیال میں من تھا۔ اندان لوگوں کی نسبت زیادہ حذر تھا۔ جن کو آپ نے مال دیا چنانچہ سعد نے ہانکی طرف آپ کو توجہ دلائی۔ مگر آپ خاموش ہے۔ پھر توجہ دلائی۔ مگر آپ پھر خاموش ہے۔ سعد نے پھر تیسری دفعہ توجہ دلائی۔ اس پر آپ نے فرمایا سعد تو ہم سے جگہ کرتا ہے۔ خدا کی قسم بات یہ کہ بعض وقت میں کسی کو کچھ دیتا ہوں۔ حالانکہ میری حالت اس سے زیادہ عزیز ہوتا ہے۔ مگر میں اسے اسلئے دیتا ہوں کہ کہیں وہ سنہ کے مل آگ میں نہ جا پڑے۔ یعنی تالیف قلب کے طور پر دیتا ہوں۔ کہ کہیں اسے ابتلاء نہ آ جائے قلعنی صاحب نے بیان کیا کہ جس کے ایمان کی حالت مطمئن ہو اسے ظاہری عزت اور خاطر مدارات کی ضرورت نہیں ہوتی اس کے ساتھ اند طریق پر معاملہ ہوتا ہے۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ بیان کیا تجھ سے حضرت والدہ صاحبہ نے کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو اوائل سے ہی مرزا فضل احمد کی والدہ سے جن کو لوگ عام طور پر چمچے دی ماں کہا کرتے تھے بے تعلقی سی تھی جس کی وجہ یہ تھی کہ حضرت صاحب کے رشتہ داروں کو دین کو سخت بے رغبتی تھی اور انکا انکی طرف میلان تھا اور وہ اسی رنگ میں رنگین تھیں۔ اسلئے حضرت مسیح موعودؑ نے ان سے مباشرت ترک کر دی تھی ہاں آپ اخراجات وغیرہ باقاعدہ دیا کرتے تھے۔ والدہ صاحبہ نے فرمایا کہ میری شادی کے بعد حضرت صاحب نے انہیں کہلا بھیجا کہ آج تک تو جس طرح ہوتا رہا ہوتا رہا اب میں نے دوسری شادی کر لی ہے اسلئے اب اگر دونوں بیویوں میں برابری نہیں کہنگا تو میں گنہگار ہونگا۔ اسلئے اب وہ باتیں ہیں۔ یا تو تم مجھ سے طلاق لے لو اور یا مجھے اپنے حقوق چھوڑ دو۔ میں تم کو خرقہ دیئے جاؤنگا۔ انہوں نے کہلا بھیجا کہ اب میں

بڑا پے میں کیا طلاق لوں گی۔ بس مجھے خراج ملتا ہے۔ میں اپنے باقی حقوق چھوڑتی ہوں۔
 والدہ صاحبہ فرماتی ہیں۔ چنانچہ پھر ایسا ہی ہوتا رہا۔ حتیٰ کہ محمدی بیگم کا سوال اٹھا اور
 آپ کے رشتہ داروں نے مخالفت کر کے محمدی بیگم کا نکاح دوسری جگہ کرادیا اور
 فضل احمد کی والدہ نے ان سے قطع تعلق نہ کیا۔ بلکہ ان کے ساتھ رہیں۔ تب حضرت
 صاحب نے ان کو طلاق دیدی خاکسار عرض کرتا ہے کہ حضرت صاحب کا یہ طلاق
 دینا آپ کے اس اشتہار کے مطابق تھا۔ جو آپ نے ۲ مئی ۱۹۵۹ء کو شائع کیا تھا
 اور جسکی سرخی تھی ”اشتہار نصرت دین و قطع تعلق از اقارب مخالف دین“
 اس میں آپ نے بیان فرمایا تھا کہ اگر مرزا سلطان احمد اور ان کی والدہ اس امر میں
 مخالفانہ کوشش سے الگ نہ ہونگے۔ تو پھر آپ کی طرف سے مرزا سلطان احمد عاق
 اور محروم الارث ہونگے اور ان کی والدہ کو آپ کی طرف سے طلاق ہوگی والدہ صاحبہ
 فرماتی تھیں۔ کہ فضل احمد نے اس وقت اپنے آپ کو عاق ہونے سے بچا لیا۔ نیز والدہ
 صاحبہ نے فرمایا۔ کہ اس واقعہ کے بعد ایک دفعہ مرزا سلطان احمد کی والدہ بیمار ہوئیں
 تو چونکہ حضرت صاحب کی طرف سے مجھے اجازت تھی۔ میں انہیں دیکھنے کے لئے
 گئی۔ واپس آکر میں نے حضرت صاحب سے ذکر کیا۔ کہ پتھجے کی ماں بیمار ہے۔
 اور یہ تکلیف ہے۔ آپ خاموش رہے۔ میں نے دوسری دفعہ کہا تو فرمایا میں تمہیں
 دو گولیاں دیتا ہوں۔ یہ دے آؤ۔ مگر اپنی طرف سے دینا میرا نام نہ لینا۔ والدہ صاحبہ
 فرماتی تھیں کہ اور بھی بعض اوقات حضرت صاحب نے اشارۃً کنایۃً مجھ پر ظاہر
 کیا کہ میں ایسے طریق پر کہ حضرت صاحب کا نام درمیان میں نہ آئے اپنی طرف
 سے کبھی کچھ مدد کر دیا کر دل سوسیں کرنا کرتی تھی +

بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ بیان کیا مجھ سے شیخ عبد الرحمن صاحب مصری نے
 کہ ایک دفعہ حضرت سیح سعود علیہ السلام نماز ظہر کے بعد مسجد میں بیٹھ گئے۔ ان
 دنوں میں آپ نے شیخ سعد اللہ دھیانوی کے متعلق لکھا تھا کہ یہ ابتر رہیگا

نصف پر جو قابض ہو گئے۔ مرزا غلام حسین کی چونکہ نسل نہیں چلی اس لیے ان کا حقہ پسران مرزا غلام مرتضیٰ صاحب و پسران مرزا غلام محی الدین کو آگیا۔

فناک رومض کرتا ہے۔ کہ اس وقت مرزا تصدق جیلانی اور مرزا قاسم بیگ کی تمام شلغ معدوم ہو چکی ہے۔ علیٰ هذا القیاس مرزا غلام جید کی بھی شلغ معدوم ہے۔ ہمارے تایا مرزا غلام قادر صاحب اور مرزا امام الدین اور مرزا کمال الدین بھی لا ولادت ہوئے۔ ہاں مرزا غلام الدین کا ایک لڑکا مرزا گل محمد موجود ہے۔ مگر وہ احمدی ہو کر حضرت صاحب کی روحانی اولاد میں داخل ہو چکا ہے۔ قال اللہ تعالیٰ۔ ینقطع ابائک و یبدأ منک ادب یہ الہام اس وقت کا ہے۔ جب آپ کے شجرہ خاندانی کی یہ تمام شاخیں سرسبز تھیں۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ بیان کیا محمد سے حضرت والدہ صاحبہ نے کہ ایک دفعہ اپنی جوانی کے زمانہ میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام تہا سے دادا کی نشن وصول کرنے گئی تو چمپے چمپے مرزا امام الدین بھی چلا گیا۔ جب آپ نے نشن وصول کر لی۔ تو وہ آپ کو چمپے چمپے اور دھوکہ دیکر سجا کے قادیان لانے کے باہر لیگیا اور ادھر ادھر چراتا رہا پھر چمپے سارا روپیہ اڑا کر ختم کر دیا تو آپ کو چھوڑ کر کہیں اور چلا گیا حضرت مسیح موعودؑ نے شرم سے واپس مگر نہیں آئے۔ اور چونکہ تہا سے دادا کا منشا اور ہوتا تھا کہ آپ کہیں ملازم ہو جائیں اس لیے آپ سیالکوٹ شہر میں ڈپٹی کمشنر کی کچہری میں فیلل مختارہ پر ملازم چمپے۔ اور کچھ عرصہ تک وہاں ملازمت پر رہے۔ پھر جب تہا کی دادی بیمار ہوئیں۔ تو تہا سے دادا نے آدمی بھیجا۔ کہ ملازمت چھوڑ کر آجاؤ۔ جس پر حضرت صاحب فوراً روانہ ہو گئے۔ امر تہا نہ بچکر قادیان آنے کے واسطے یکہ کرایہ پر لیا۔ اس موقع پر قادیان سے ایک اور آدمی بھی آپ کے لینے کے لیے آکر سر پہنچ گیا۔ اس آدمی نے کہا یکہ جلدی چلاؤ کیونکہ ان کی حالت بہت نازک تھی۔ پھر ٹھوڑی دیر کے بعد کہنے لگا۔ بہت ہی نازک حالت تھی جلدی کرو کہیں فوت نہ ہو گئی ہوں۔ والدہ صاحبہ بیان کرتی تھیں کہ حضرت صاحب فرماتے تھے۔ کہ میں بھی

(۴۳)
۱۸۹۷ء
سارو قصہ

معمولاً جراب بھی پہنے رہتے تھے۔ بلکہ سردیوں میں دروازے پر بیٹھ کر بیٹھ جاتے تھے۔
 پاؤں میں آپ ہمیشہ ڈیسی پوتا پہنتے تھے۔ نیز میان کیا چڑ سے حضرت والدہ صاحبہ نے
 کہ جب سے حضرت مسیح موعود کو دور سے پڑنے شروع ہوئے اس وقت سے آپ گرمی
 گرمی میں گرم کپڑے کا استعمال شروع فرما دیا تھا۔ ان کپڑوں میں آپ کو گرمی بھی لگتی تھی۔
 اور بعض اوقات تکلیف بھی ہوتی تھی مگر جب ایک دفعہ شروع کر دیئے تو پھر آخر
 تک یہی استعمال فرماتے رہے۔ اور جب سے مسیح رحمت اللہ علیہ صاحب گرجائی شہ لائے
 احمدی ہوئے وہ آپ کے لئے کپڑوں کے جوڑے بنوا کر باقاعدہ لاتے تھے اور حضرت صاحب
 کی مروت تھی کہ جیسا کپڑا کوئی لے آئے پہن لیتے تھے۔ ایک دفعہ کوئی شخص آپ کے لئے
 گرم کپڑے لے آیا آپ نے پہن لی مگر سیدھے سیدھے پاؤں کا آپ کو تھپہ نہیں لگتا تھا کئی
 دفعہ اٹنی پہن لیتے تھے اور پھر تکلیف ہوتی تھی بعض دفعہ آپ کا الٹا پاؤں پڑ جاتا تو تنگ
 ہو کر فرماتے ان کی کوئی چیز بھی اچھی نہیں ہے والدہ صاحبہ نے فرمایا کہ بیٹے آپ کی سہولت
 کیواسطے اسے سیدھے پاؤں کی شناخت کیلئے نشان لگا دیئے تھے مگر باوجود اسے

آپ اللہ سیدھا پہن لیتے تھے اسلئے آپ نے اسے اتار دیا والدہ صاحبہ نے فرمایا کہ حضرت
 صاحبہ بعض اوقات انگریزی طرز کی قمیص کے کفوں کے متعلق بھی اسی قسم کا پابندی رکھ
 کے الفاظ فرماتے تھے۔ مگر اس کا روضہ کرتا ہے کہ مسیح صاحب موصوف آپ کے لئے انگریزی طرز
 کی گرم قمیص بنوا کر لایا کرتے تھے۔ آپ انہیں استعمال تو فرماتے تھے۔ مگر انگریزی طرز کی کفوں کو
 پسند نہیں فرماتے تھے کیونکہ اول تو کفوں کے بن لگانے سے آپ گھبراتے تھے دوسرے بنوں
 کے کھولنے اور بند کرنے کا التزام آپ کے لئے مشکل تھا۔ بعض اوقات فرماتے تھے کہ یہ کیا
 کان سے لٹکے رہتے ہیں۔ مگر اس کا روضہ کرتا ہے کہ لباس کے متعلق حضرت مسیح موعود کا عام
 اصول یہ تھا کہ جس قسم کا کپڑا ملتا تھا پہن لیتے تھے۔ مگر عموماً انگریزی طریق لباس کو پسند
 نہیں فرماتے تھے۔ کیونکہ اول تو اسے اپنے لئے سادگی کے خلاف سمجھتے تھے دوسری آپ
 ایسے لباس سے جو اعضا کو بکڑا ہوا رکھے بہت گھبراتے تھے۔ گھر میں آپ کے لئے صرف مل کے
 کرتے اور گرجا میں تیار ہوتی تھیں۔ باقی سب کپڑے سمونا ہیڈ تھے آپ کو آجاتے تھے۔ مسیح

تھے۔ مگر حضرت صاحب کے چہرہ پر بالکل اطمینان تھا چنانچہ ہم سب قادیان چلے گئے
بعد میں پہننے سنا کہ بمشترٹ نے سرٹیفکیٹ پر بڑی جمع کی اور بہت تلملایا اور ڈاکٹر
کو شہادت کے لیے بلایا مگر اس انگریز ڈاکٹر نے کہا کہ میرا سرٹیفکیٹ بالکل درست ہے۔
پیر میں اپنے فن کا ہر ہون اس پر میرے فن کی رو سے کوئی اعتراض نہیں کر سکتا
اور میرا سرٹیفکیٹ تمام اعلیٰ عدالتوں تک چلتا ہے۔ بمشترٹ بڑا تار مار مگر کچھ
پیش نہ گئی۔ پھر اسی وقفہ میں اس کا گورنر سپور سے تبادلہ ہو گیا۔ اور نیکو کسی ظاہر
نامعلوم وجہ سے اس کا تنزل بھی ہو گیا۔ یعنی وہ اسی۔ اے۔ سی سے منصف کر
دیا گیا۔ خاکسار عرض کرتا ہے کہ غالباً اس بمشترٹ کا نام چند لال تھا اور بعد میں
جس پر اس موقع پر حضرت صاحب نے پیش ہونا تھا۔ غالباً ۱۹ فروری ۱۹۵۷ء تھی۔
بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ بیان کیا تجھ سے قاضی امیر حسین صاحب نے کہ ایک دفعہ
ہم نے حضرت صاحب سے دریافت کیا کہ حضور حدیث میں آتا ہے کہ سب نبیوں
نے بکریاں چرائی ہیں کیا کبھی حضور نے بھی چرائی ہیں؟ آپ نے فرمایا کہ ہاں میں
ایک دفعہ ہر گھیتوں میں گیا۔ وہاں ایک شخص بکریاں چرا رہا تھا اس نے کہا کہ میں
ذرا ایک کام جاتا ہوں آپ میری بکریوں کا خیال رکھیں۔ مگر وہ ایسا گیا کہ بس
شام کو واپس آیا اور اس کے آگے تک ہمیں اسکی بکریاں چرائی پڑیں۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ خاکسار عرض کرتا ہے کہ حضرت خلیفہ اول فرماتے
تھے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم تو صیغہ مرام شایع ہوئیں۔ تو ابھی میرے پاس نہ پہنچی تھیں
اور ایک مخالف شخص کے پاس پہنچ گئی تھیں۔ اس نے اپنے ساتھیوں سے کہا دیکھو
اب میں مولوی صاحب کو یعنی مجھے مرزا صاحب سے علیحدہ کیے دیتا ہوں۔ چنانچہ وہ

میرے پاس آیا اور کہنے لگا کہ مولوی صاحب! کیا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد بھی کوئی نبی
ہو سکتا ہے؟ میں نے کہا نہیں اس نے کہا اگر کوئی نبوت کا دعوے کرے۔ تو پھر؟
میں نے کہا تو پھر ہم یہ دیکھیں گے کہ کیا وہ صادق اور راست باز ہے یا نہیں۔ اگر
صادق ہے۔ تو پھر اسے قبول کرینگے (میرا یہ جواب سن کر وہ بولا۔

✓

۱۵۹

سے نئے۔ جو تیمور کے چچا تھے۔ مرزا ہادی بیگ سے لیکر حضرت مسیح موعود علیہ السلام تک کا شجرہ نسب مشمولہ ورق پر درج ہے۔ اس شجرہ میں جن خانوں کے کوفوں میں آٹھ سے خطوط دکھائے گئے ہیں۔ ان میں ایسے لوگوں کے نام درج ہیں۔ جن کی نسل آگے نہیں چلی۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم فاکسار عرض کرتا ہوں کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے کئی جگہ اپنے قلم سے اپنے اور اپنے خاندان کے حالات لکھے ہیں مگر سب سے مفصل وہ بیان ہے جو کتاب البریہ میں درج ہے۔ بیان ایسا تو نہیں ہے کہ اس میں سب ضروری باتیں آگئی ہوں اور نہ ہی یہ کہا جاسکتا ہے کہ وہ حالات جو حضرت مسیح موعود نے خود قلم سے تحریر فرمائے ہیں۔ وہ سب اسمیں آگئے ہیں۔ لیکن چونکہ یہ بیان سب سے زیادہ مفصل ہے اور حضرت صاحب نے ایک خاص تحریک کی بناء پر تحریر فرمایا تھا اس لیے اس کے خاص خاص حصے پر یہ ناظرین کو ہوں۔ حضرت صاحب فرماتے ہیں ا۔

اب میرے سوا سچ اس طرح نہیں کہ میرا نام غلام احمد میرے والد صاحب کا نام

غلام مرتضیٰ اور دادا صاحب کا نام عطا محمد اور میرے پڑاوا صاحب کا نام گل محمد تھا۔ اور جیسا کہ بیان کیا گیا ہے۔ ہماری قوم نعل برلاس ہے اور میرے بزرگوں کے پرانے

کاغذات کی جواہر محفوظ ہیں معلوم ہوتا ہے کہ وہ اس ملک میں ہر قدر آئے تھے اور ان کے ساتھ

۱۷۹۱ء حاشیہ۔ عرصہ سترہ یا اٹھارہ سال کا ہو اکتھدا تعلق کے سوا اہلالت سے مجھے معلوم ہوا تھا کہ میرے

بپ والد سے فارسی الاصل ہیں۔ مگر تمام اہلالت یعنی ان ہی دونوں میں براہین امدیہ کے حصہ دوم میں درج کردہ

تھے۔ جن میں کو میری نسبت ایک یہ الہام ہے خذوا التوحید التوحید یا ابناء الفارس یعنی تو میرے

پڑاؤ تو میرے کچھ فارسی کے بیٹے ہیں اور میرا الہام میری نسبت یہ ہوا کہ ان الایمان معلقا بالثیاب النار

وجل من فارس۔ یعنی اگر ایمان نہ ہو تو یہ مرد جو فارسی الاصل ہو جو بجا کر اس کو لے آتا ہے پھر ایک تیسرا

الہام میری نسبت یہ کہ ان الذین کفروا رد علیہم رجل من فارس شکرا اللہ سعیدہ۔ یعنی

جو لوگ کافر ہوئے اس مرد نے جو فارسی الاصل ہوا ان کے خلاف کر دیا۔ خدا اس کی خوشنکاحی کرے اور جو تمام

اہلالت ظاہر کرتے ہیں کہ ہم سے آباؤ اجدادین فارسی تھے۔ و الحق ما اظهرہ اللہ۔ منہ۔

فونہال سنگہ شیر سنگہ اور دربار ناہور کے قدر و قدرہ میں غلام مرتضیٰ بہشتی
خدمت پر مامور رہا۔ ۱۸۳۷ء میں یہ جنرل و پنچورا کے ساتھ منڈی اور تلوکی طرف بھیجا گیا
۱۸۳۸ء میں ایک پیادہ فوج کا کمینڈر بنا کر پشاور روانہ کیا گیا۔ ہزارہ کے منصف
میں اسے کاروائے نمایاں کئے اور جب ۱۸۳۹ء کی بغاوت ہوئی تو وہ اپنی سرکار
کے وفادار رہا اور اس کی طرف سے لڑا۔ اس موقع پر اس کے بھائی غلام محی الدین نے
نہیں اچھی خدمات کیں۔ جب بھائی ہماراج سنگہ اپنی فوج کو اپنے دیوان مولراج
کی مدد کے واسطے عثمان جاراٹھا۔ تو غلام محی الدین اور دوسرے جاگیرداران انگڑیاں
ٹٹا ہواں اور صاحب خان لڑانے نے مسلمان آبادی کو برا بیچتے کیا اور مصر صاحب دیاں کی
فوج کے ساتھ ملکر باغیوں پر حملہ کر کے ان کو شکست فاش دی۔ اور دریائے چناب
کی طرف دھکیل دیا۔ جہاں چھ سو سے زیادہ باغی دریا میں غرق ہو کر ہلاک ہو گئے۔

انگریزی گورنمنٹ کی آمد پر اس خاندان کی جاگیر ضبط ہو گئی۔ مگر سات سو کی
ایک پنشن غلام مرتضیٰ اور اسکے بھائیوں کو عطا کی گئی اور قادیان اور اسکے گرد
فلج پرانے عقیدت والکانہ قائم رہے۔ اس خاندان نے ۱۸۵۷ء میں نہایت عمدہ فدا
کیں۔ غلام مرتضیٰ نے بہت سے آدمی بھرتی کئے اور اس کا بیٹا غلام قادر اس وقت
جنرل نکلسن کی فوج میں تھا۔ جبکہ افسر موصوف نے تریوگھاٹ پر ۱۸۵۷ء میں یوٹانفٹری
کے باغیوں کو جو سما لکھوٹے بھاگے تھے۔ تہ تیغ کیا تھا۔ جنرل نکلسن نے غلام قادر
کو ایک سند دی۔ جس میں لکھا کہ ۱۸۵۷ء کے فدا میں خاندان قادیان نے ضلع
کے دوسرے تمام خاندانوں سے زیادہ وفاداری دکھائی ہے۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ خاکسار عرض کرتا ہے کہ سالہ کشف الغطاء میں
جو حکام گورنمنٹ کی واسطے حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے تحریر فرمایا تھا حضرت مسیح
موعود تمہارا فرماتے ہیں کہ:-

شیر خاندان ایک خاندان ریاست ہما اور میر نے بزرگ دلیان ملک اور خود سرائیر
تھے۔ جو کہ وہاں کے وقت میں کیلغت تباہ ہوئے اور سرکار انگریزی کا اگر چہ سب پر احسان

+

طلب یہاں کرنا شروع کیا۔ مگر ڈپٹی کمشنر نے نہایت غصہ کے بعد میں کہا کہ تم بہت کمزور
 جمع ہو کر مجھ پر عجب ڈالنا چاہتے ہو۔ میں تم لوگوں کو خوب جانتا ہوں اور میں خوب سمجھتا
 ہوں۔ کہ یہ جماعت کیوں بن رہی ہے۔ اور میں تمہاری باتوں کو ناواقف نہیں اور میں اب
 جلد تمہاری خبر لینے والا ہوں۔ اور تم کو پتہ لگ جائیگا۔ کہ کس طرح ایسی جماعت بنایا کرتے
 ہیں۔ وغیرہ وغیرہ۔ چوہدری صاحب کہتے ہیں۔ ہم ناچار دناں کی بھی ناکام واپس آ گئے۔
 اور حضرت صاحب کو سارا ماجرا سنایا۔ چوہدری صاحب کہتے ہیں کہ ان دونوں میں مخالفت
 کا سخت دور تھا۔ اور انگریز حکام بھی جماعت پر بہت بدظن تھے۔ اور کہتے تھے کہ یہ
 کوئی سازش کے لیے سیاسی جماعت بن رہی ہے۔ اور بنالہ میں ان دونوں پریس کے
 افسر بھی سخت معاند و مخالف تھے اور طرح طرح سے تکلیف دیتے رہتے تھے اور
 قادیان کے اندر بھی مرزا عالم الدین اور زنا نظام الدین وغیرہ اور انکی انگلیخت سے قادیان
 کے ہندو اور سکھ وغیرہ احمدی سخت ایذا رسانی پہنچے ہوئے تھے۔ اور قادیان میں احمدیوں
 کو سخت قلت اور تکلیف سے رہنا پڑتا تھا۔ اور ان دونوں میں قادیان میں احمدیوں کی
 تعداد بھی معمولی تھی۔ اور احمدی سوائے حضرت کے خاندان کے قریباً سب ایسے تھے
 جو باہر سے دین کی خاطر ہجرت کر کے آئے ہوئے تھے۔ یا جہان ہوتے تھے۔ حضرت
 صاحب نے یہ حالات دیکھے اور جماعت کی تکلیف کا مشاہدہ کیا تو جماعت کے آدمیوں کو جمع
 کر کے مشورہ کیا اور کہا کہ اب یہاں ایسے حالات پیدا ہو گئے ہیں۔ کہ یہاں رہنا مشکل ہو
 گیا ہے اور ہم نے تو کام کرنا ہی۔ یہاں نہیں تو کہیں اور بھی۔ اور ہجرت بھی انبیاء کی سنت
 ہے۔ پس میرا ارادہ ہے۔ کہ کہیں باہر چلے جائیں۔ چوہدری صاحب کہتے ہیں کہ اسپر ہیچ حضرت
 خلیفہ اول نے عرض کیا۔ کہ حضور بحیرہ تشریف لیں۔ دناں میرے مکانات حاضر ہیں
 اور کسی طرح کی تکلیف نہیں۔ مولوی عبدالکریم صاحب نے سیا لکوٹ کی دعوت دی۔
 شیخ رحمت اللہ صاحب نے کہا لاہور کیسے۔ پاس تشریف لے چلیں۔ میرے دل میں بھی
 ہر بار اٹھتا تھا۔ کہ میں اپنا مکان پیش کروں۔ مگر میں شرم سے ٹک جاتا تھا۔ آخر میں نے بھی
 کہا۔ کہ حضور میرے گاؤں میں تشریف لے چلیں۔ وہ سالم گاؤں ہمارا ہے اور کیا داخل

کرتا ہے کہ لالہ بہیم سین صاحب کی کامیابی کے متعلق بھی حضرت صاحب نے خواب دیکھا تھا۔ کہ جتنے لوگوں نے امتحان دیا ہے ان میں سے صرف لالہ بہیم سین صاحب پاس ہوئے ہیں چنانچہ ایسا ہی بسم ابدالرحمن الرحیم خاکسار عرض کرتا ہے۔ کہ شیخ یعقوب علی صاحب نے اپنی کتاب حیاۃ النبی میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے زمانہ ملازمت سیالکوٹ کے متعلق مولوی سید میر حسن صاحب سیالکوٹی کی ایک تحریر نقل کی ہے۔ جو میں مولوی صاحب موصوف سے براہ راست تحریری روایت لے کر درج ذیل کرتا ہوں۔ مولوی صاحب موصوف سید میر حامد شاہ صاحب مرحوم سیالکوٹی کے چچا ہیں۔ اور سیالکوٹ کے ایک بڑے شہد مولوی ہیں۔ مولوی صاحب ذہباً احمدی یعنی حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے متبع نہیں بلکہ مسر سید مرحوم کے خیالات کے دلدادہ ہیں۔ وہ کہتے ہیں :-

”حضرت مرزا صاحب رحمۃ اللہ علیہ میں بتقریب ملازمت شہر سیالکوٹ میں تشریف لائے اور قیام فرمایا۔ چونکہ آپ عزت پسند اور پارسا اور فضول و لغو سے معتدب اور محترظ تھے۔ اس واسطے عام لوگوں کی ملاقات جو اکثر تفسیع اوقات کا باعث ہوتی تھی۔ آپ پسند نہیں فرماتے تھے۔ لالہ بہیم سین صاحب دکیل جن کے نانا ڈپٹی مسٹرن لال صاحب بٹالہ میں اکثر اسسٹنٹ تھے۔ انکے بڑے رفیق تھے۔ اور چونکہ بٹالہ میں مرزا صاحب اور لالہ صاحب آپس میں تعارف رکھتے تھے۔ اسلئے سیالکوٹ میں بھی ان سے اتحاد کامل رہا پس سب سے کامل دوست مرزا صاحب کے اگر اس شہر میں تھے۔ تو لالہ صاحب ہی تھے اور چونکہ لالہ صاحب سلیم طبع اور لیاقت زبان فارسی اور ذہن رسا رکھتے تھے اس سبب بھی مرزا صاحب کو علم دوست ہونے کے باعث ان سے بہت محبت تھی۔ مرزا صاحب کی علمی لیاقت سے کچھری والے آگاہ نہ تھے۔ مگر چونکہ اسی سال کے اوائل گرامیں ایک عرب نوجوان محمد صالح نام شہر میں وارد ہوئے اور ان پر جاسوسی کا شبہ ہوا۔ تو ڈپٹی کمشنر صاحب نے (جن کا نام پرکسن تھا۔ اور پھر وہ آخر میں کمشنر اوپنڈی کی کمشنری کے ہو گئے تھے) محمد صالح کو اپنے محکمہ میں بغرض تفتیش حالات طلب کیا۔ ترجمان کی ضرورت تھی۔ مرزا صاحب چونکہ عربی میں کامل استعداد رکھتے تھے۔ اور عربی زبان میں تحریر و تقریر بخوبی

کتاب ہے کہ خاص حالت کی باتیں ہیں انبیاء جنہوں نے لوگوں کیلئے اسوہ حسنہ بننا ہوتا ہے اور حقوق العباد کی بھی سبترین مثال قائم کرنی ہوتی ہے عموماً ایسا طریق اختیار نہیں کرتے۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ بیان کیا مجھ سے میاں عبداللہ صاحب سنوری نے کہ جب تک کی میعاد میں صرف ایک دن باقی رہ گیا۔ تو حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے مجھ سے اور میرا حامد علی مرحوم سے فرمایا کہ اتنے چنے دیجئے تعداد یاد نہیں رہی کہ کتنے چنے آپ نے بتائے

تھے۔ (لے لہو اور ان پر فلاں سورۃ کا وظیفہ اتنی تعداد میں پڑھو) مجھے وظیفہ کی تعداد

بھی یاد نہیں رہی (میاں عبداللہ صاحب بیان کرتے ہیں کہ مجھے وہ سورۃ یاد نہیں رہی مگر اتنا یاد ہے کہ وہ کوئی چھوٹی سی سورۃ تھی جیسے اللہ تبارک و تعالیٰ فعل ربك باھتمام الخیل الخ ہے اور ہم نے یہ وظیفہ تریباً ساری رات صرف کر کے ختم کیا تھا۔ وظیفہ ختم کرنے پر ہم وہ دن حضرت صاحب کے پاس لیگئے۔ کیونکہ آپ نے ارشاد فرمایا تھا کہ وظیفہ ختم ہو کر پہنچا میرے پاس لے آنا اسکے بعد حضرت صاحب ہم دونوں کو قادیان سے باہر غالباً شمال کی طرف لے گئے۔ اور فرمایا یہ دانے کسی غیر آباد کنوئیں میں ڈالے جائیگے۔ اور فرمایا کہ جب میں دانے کنوئیں میں پھینک دوں۔ تو ہم سب کو سرعت کیساتھ منہ پھیر کر واپس لوٹ آنا چاہیے اور مڑ کر نہیں دیکھنا چاہیے۔ چنانچہ حضرت صاحب نے ایک غیر آباد کنوئیں میں ان دانوں کو پھینک دیا۔ اور پھر جلدی سے منہ پھیر کر سرعت کے ساتھ واپس لوٹ آئے۔ اور ہم بھی آپ کے ساتھ جلدی جلدی واپس چلے آئے اور کسی نے منہ پھیر کر پیچھے کی طرف نہیں دیکھا۔

اس روایت میں جس طرح دانوں کے اوپر وظیفہ پڑھنے۔ اور پھر ان دانوں کو کنوئیں میں ڈالنے کا ذکر ہے۔ اسکی تشبیہ حصہ دوم کی روایت نمبر ۱۷۷ میں کی جا چکی ہے۔ جہاں پیر سرالحمین صاحب مرحوم کی روایت سے یہ بیان کیا گیا ہے کہ یہ کام ایک شخص کی خواب کو ظاہر میں پورا کرنے کے لئے کر دیا گیا تھا۔ ورنہ ویسے اس قسم کا فعل حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی عادت اور سنت کے خلاف ہے اور دراصل اس خواب کے تصویری زبان میں ایک خاص معنی تھے۔ جز اپنے وقت پر پورے ہوئے

بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ بیان کیا مجھ سے میاں عبداللہ صاحب سنوری نے کہ ایک

پکڑ کر وہیں بیٹھ گیا۔ حضرت صاحب نے اس سے اظہارِ ہمدردی کیا اور پوچھا کہ گرم دھند ہے، اندکائی
چیز منگوائیں؟ اس نے کہا نہیں کرنی بات نہیں۔ مگر بیچا کے کو چٹ سنت آئی متی۔ والدہ صاحبہ
کہتی ہیں کہ حضرت صاحب اسے خود ایک کرے سے دوسرے کی طرف لیجاتے تھے اور ایک ایک
چیز دکھاتے تھے۔

خاکسار عرض کرتا ہے کہ حضرت صاحب نے اس خانہ تلاشی کا ذکر اپنے اشتہارِ مودفہ
"اعلامِ بریل" ۱۸۹۵ء میں کیا ہے جہاں لکھا ہے کہ خانہ تلاشی ۸ اپریل ۱۸۹۵ء کو ہوئی تھی اور نیز
یہ کہ وہاں غلامِ مطیع وغیرہ کی بھی تلاشی ہوئی تھی۔ خاکسار عرض کرتا ہے کہ لیکچرم ۱۸۹۵ء
۱۸۹۵ء کو قتل ہوا تھا۔ اور اسکے قتل پر کارروائی کی طرف سے مک میں ایک موصوفی عظیم پر
ہرگیا تھا مانا گیا ہے کہ کئی مجرم مسلمان بچے دشمنوں کے ہاتھ سے چک چکے تھے حضرت صاحب
کے قتل کے لیے بھی بہت سازشیں ہوئیں۔ اور یہ خانہ تلاشی بھی غالباً آریوں ہی کی تحریک
پر ہوئی تھی۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم بیان کیا تجھ سے والدہ صاحبہ نے کہ ایک دفعہ حضرت صاحب
سنا تے تھے کہ جب میں بچہ ہوتا تھا۔ تو ایک دفعہ بعض بچوں نے مجھے کہا کہ باؤ گھر سے بیٹھا لاؤ۔
میں گھر میں آیا اور جیسر کسی سے پوچھنے کے ایک برتن میں سے سفید تودا اپنی جیبوں میں بھر کر
باہر لے گیا۔ اور راستہ میں ایک تھنٹی بھر کر تودا میں ڈال لی۔ بس پھر کیا تھا۔ میرا دم ٹوک گیا اور
بڑی تکلیف ہوئی۔ کیونکہ معلوم ہوا کہ جسے میں نے سفید تودا کہہ کر جیبوں میں بھرا تھا وہ تودا تھا
بلکہ پائرا تودا تھا۔ خاکسار عرض کرتا ہے کہ تجھ یاد آیا کہ ایک دفعہ گھر میں میٹھی روٹیاں
پکیں۔ کیونکہ حضرت صاحب کو میٹھی روٹی پسند تھی۔ جب حضرت صاحب کھانے لگے تو
آپ نے اس کا فائدہ جلا ہوا پایا۔ مگر آپ نے اس کا خیال نہ کیا کہ پھر اُدکھانے پر حضرت صاحب
نے کڑواہٹ محسوس کی۔ والدہ صاحبہ سے پوچھا کہ یہ کیا بات ہے کہ روٹی کو کڑواہٹ
ہوتی ہے؟ والدہ صاحبہ نے پکائی والی سے پوچھا اس نے کہا کہ تیرے بیٹھا تھا۔ والدہ صاحبہ نے
پوچھا کہ کہاں سے لیکر ڈالا تھا؟ وہ برتن لاؤ۔ وہ حدت ایک ٹین کا ڈبہ اٹھالائی دیکھا تو معلوم
ہوا کہ کوئین کا ڈبہ تھا۔ اور اس حدت نے جہالت سے بجائے میٹھے کے روٹیوں میں کوئین ڈالی

مٹی اُس دن گھر میں یہ بھی ایک لطیفہ ہو گیا ۔

(۲۴۵)

بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ بیان کیا مجھ سے والدہ صاحبہ نے کہ بعض بڑی عورتوں نے
مجھ سے بیان کیا کہ ایک دفعہ بچپن میں حضرت صاحب نے اپنی والدہ سے روٹی کیساتھ
کچھ کھانے کو مانگا انہوں نے کوئی چیز شاید گڑ بتایا کہ یہ لے لو۔ حضرت نے کہا نہیں یہ
میں نہیں لیتا۔ انہوں نے کوئی اور چیز بتائی۔ حضرت صاحب نے اُس پر بھی دی جواب
دیا وہ اسوقت کسی بات پر چڑھی ہوئی بیٹھی تھیں سختی سے کہنے لگیں کہ جاؤ پھر راکھ کو
روٹی کھا لو۔ حضرت صاحب روٹی پر راکھ ڈالکر بیٹھ گئے اور گھر میں ایک لطیفہ ہو گیا۔
یہ حضرت صاحب کا بالکل بچپن کا واقعہ ہے۔ خاکسار عرض کرتا ہے کہ والدہ صاحبہ نے یہ
واقعہ نہ کہہا کہ جسوقت اُس عورت نے مجھے یہ بات سنائی مٹی۔ اسوقت حضرت صاحب
بھی پاس تھے۔ مگر آپ خاموش رہے ۔

(۲۴۶)

بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ بیان کیا مجھ سے مولوی ذوالفقار علیخان صاحب نے کہ جن دنوں
میں گوردوارہ میں کرم دین کا مقدمہ تھا ایک دن حضرت صاحب کچہری کی طرف تشریف
لے جانے لگے اور جب معمول پہلے دُعا کے لئے اُس کمرہ میں گئے جو اس غرض کے لئے
پہلے مخصوص کر لیا تھا۔ میں اور مولوی محمد علی صاحب رفیع باہر انتظار میں کھڑے تھے
اور مولوی صاحب کے ہاتھ میں اسوقت حضرت صاحب کی چھڑی تھی۔ حضرت صاحب دُعا
کر کے باہر نکلے تو مولوی صاحب نے آپ کو چھڑی دی حضرت صاحب نے چھڑی ہاتھ میں
لے کر اُسے دیکھا اور فرمایا۔ یہ کس کی چھڑی ہے ؟ عرض کیا گیا کہ حضور ہی کی ہے جو حضور
اپنے ہاتھ میں رکھا کرتے ہیں۔ آپ نے فرمایا۔ اچھا۔ میں تو سمجھا تھا کہ یہ میری نہیں ہو گا
صاحب کہتے ہیں کہ وہ چھڑی مدت سے آپ کے ہاتھ میں رہتی تھی۔ مگر محویت کا یہ عالم تھا۔
کہ کبھی اس کی شکل کو غور سے دیکھا ہی نہیں تھا کہ پہچان سکیں۔ خائن صاحب کہتے ہیں
کہ اسی طرح ایک دفعہ میں قادیان آیا۔ اسوقت حضرت صاحب مسجد کی سیڑھیوں میں کھڑے
ہو کر کسی افغان کو رخصت کر رہے تھے اور میں دیکھتا تھا کہ آپ اُس وقت خوش نہ تھے۔
کیونکہ وہ شخص افغانستان میں جا کر تبلیغ کرنے سے ڈرتا تھا۔ خیر میں جا کر حضور سے ملا۔ اور

(۲۶۶) بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ بیان کیا تجھ سے میاں عبداللہ صاحب بخاری نے کہ کھڑے
فرماتے تھے کہ تجھے وہ لوگ جو دنیا میں ادگی و زندگی بسر کرتے ہیں بہت سی باتیں کہتے ہیں ۔

(۲۶۷) بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ بیان کیا تجھ سے میاں عبداللہ صاحب بخاری نے کہ حضرت
صاحب فرمایا کرتے تھے کہ مرضی مولانا زہرا دہلوی (یعنی خدا کو رضا صاحب سے مقدم ہونی چاہیے)

(۲۶۸) بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ بیان کیا تجھ سے میاں عبداللہ صاحب بخاری نے کہ

کہ مدت کی بات ہو جب میاں ظفر احمد صاحب کپور تھلوی کی پہلی بیوی فوت ہو گئی اور ان کو
دوسری بیوی کی تلاش ہوئی۔ تو ایک دفعہ حضرت صاحب نے ان سے کہا کہ ہمارے گھر میں

لڑکیاں رہتی ہیں جن کو میں لاتا ہوں آپ ان کو دیکھ لیں۔ پھر ان میں سے جو آپ کو پسند ہو اس
سے آپ کی شادی کر دی جاوے۔ چنانچہ حضرت صاحب گئے اور ان کو لڑکیوں کو بھاگ کر روکے

باہر کھڑا کر دیا اور پھر اندر آکر کہا کہ وہ باہر کھڑی ہیں آپ چمک کے اندر سے دیکھ لیں چنانچہ
میاں ظفر احمد صاحب نے ان کو دیکھ لیا اور پھر حضرت صاحب نے ان کو رخصت کر دیا۔ اور

اسکے بعد میاں ظفر احمد صاحب سے پوچھنے لگے کہ اب بتاؤ۔ تمہیں کوئی لڑکی پسند ہے نہ
نہم تو کیا جانتے تھے۔ اس لئے انہوں نے کہا کہ جس کا منہ لہا ہے۔ وہ اچھی ہے اسکے

بعد حضرت صاحب نے میری رائے لی۔ میں عرض کیا کہ حضور میں نے تو نہیں دیکھا۔ پھر آپ خود
فرماتے تھے کہ ہمارے خیال میں تو دوسری لڑکی بہتر ہے۔ جس کا منہ گول ہے۔ پھر فرمایا جس شخص

کا چہرہ لہا ہوتا ہے وہ بیماری وغیرہ کے بعد عموماً بد نما ہو جاتا ہے۔ لیکن گول چہرہ کی طبیعت
قائم رہتی ہے۔ میاں عبداللہ صاحب نے بیان کیا کہ اس وقت حضرت صاحب اور میاں

ظفر احمد صاحب اور میرے سوا اور کوئی شخص وہاں نہ تھا۔ اور نیز یہ کہ حضرت صاحب ان لڑکیوں
کو کسی امن طریق سے وہاں لائے تھے اور پھر ان کو مناسب طریق پر رخصت کر دیا تھا جس سے

ان کو کچھ معلوم نہیں ہوا مگر ان میں جو کسی کے ساتھ میاں ظفر احمد صاحب کا شے نہیں تھا۔ یہ
مدت کی بات ہے ۔

خاکہ راجحین کرتا ہے کہ اللہ کے نبیوں میں خوبصورتی کا احساس بھی بہت ہوتا ہے۔
دراصل جو شخص حقیقی حسن کو پہچانتا اور اس کی قدر کرتا ہے۔ وہ مجاہزی جن کو بھی ضرور پہچانے گا۔ اور

قُلْ اِنْ كُنْتُمْ تُحِبُّونَ اِلٰهَ فَاَتَّبِعُوْنِيْ مُحِبِّكُمْ اِلٰهَ

۳۹

۱۵۱۰

شیر المہدی

(حصہ دوم)

تالیف لطیف حضرت صبا جزاۃ میرا بشیر احمد صاحب ایم

جسے

مینجر بک ڈپو تالیف اشاعت دیان درالامان

نے

ماہ دسمبر ۱۹۲۷ء میں شائع کیا

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی زندگی کے آخر زمانہ میں اکثر دفعہ احباب آپ کے لئے نیا کرتے ہوا کرتے تھے اور اسے بطور نذر پیش کر کے تبرک کے طور پر حضور کا اترا ہوا کرتہ مانگ لیتے تھے۔ سب طرح ایک دفعہ کسی نے مسیح کے راتہ ایک نیا کرتہ بھیجا کر پڑا لے اترے ہوئے کر لے لی دوز اسعدی۔ گھر میں تلاش سے معلوم ہوا کہ اس وقت کوئی اترا ہوا بے دھلا شہر موجود نہیں جس پر آپ اپنا استعمال کرتے دھوئی کے ہاں کا دھلا ہوا دے جانے کا حکم فرمایا۔ سینے عرض کیا کہ یہ تو دھوئی کے ہاں کا دھلا ہوا کرتہ ہے اور وہ شخص تبرک کے طور پر سلا کرتے لے جاتا چاہتا ہے۔ حضور نے اس کے لئے کہ وہ بھی کیا برکت ہے جو دھوئی کے ہاں دھلنے سے جاتی رہے۔ چنانچہ دیکھ کر اس شخص کو دیدیا گیا۔ خاکسار عرض کرتا ہے کہ وہ شخص خانبہا یہ تو جانتا ہو گا کہ دھوئی کے ہاں دھلنے سے برکت جاتی نہیں رہتی لیکن محبت کا یہی تقاضا ہوتا ہے کہ انسان اپنے مقصد میں جہد کا اترا ہوا اس پر بے دھلا کپڑا اپنے پاس رکھنے کی خواہش کرتا ہے اور اسی جیسی خواہش کا احترام کرتے ہوئے گھر میں پہلے پہلے کسی تلاش کی گئی۔ لیکن جب وہ نہ ملا تو دھلا ہوا کرتہ دیدیا گیا۔

(۳۷۵) بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ ڈاکٹر میر محمد اسماعیل صاحب نے مجھ سے بیان کیا کہ حضرت

مسیح موعود علیہ السلام اپنی جسمانی عادات میں ایسے سادہ تھے کہ بعض دفعہ جب حضور جہاں پہنچتے تھے تو بے توجہی کے عالم میں اس کی ایڑی پاؤں کے تلے کی طرف نہیں بلکہ اچھی طرف ہوتی تھی اور بار بار ایک کالج کا بٹن دوسرے کالج میں لگا ہوا ہوتا تھا۔ اور بعض اوقات کوئی دوست حضور کے لئے گرگانی ہڈی لاتا تو آپ بسا اوقات دایاں ہاتھوں میں لٹال لیتے تھے اور دایاں ہاتھوں میں چنانچہ اسی تکلیف کی وجہ سے آپ ایسی جوتی پہنتے تھے۔ اسی طرح کھانا کھانے کا یہ حال تھا کہ خود کھاتے تھے کہ میں تو اس وقت پتہ لگتا ہے کہ کیا کھا رہے ہیں کہ جب کھاتے کھانے کوئی لنگر وغیرہ کا دیا دانت کے چمکا جاتا ہے۔

(۳۷۶) بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ ڈاکٹر میر محمد اسماعیل صاحب نے مجھ سے بیان کیا کہ حضرت

مسیح موعود علیہ السلام کو اپنی وفات سے قبل ساہا سال اسہال کا عارضہ رہا تھا۔ چنانچہ حضرت کی مرض میں فوت ہوئے۔ بار بار دیکھا کہ حضور کو دست آنے کے بعد ایسا صنعت ہوتا تھا کہ حضور کو دودھ کا ٹھاس منگو کر پیتے تھے۔

نہتے تھے کہ کوئی حرج نہیں ہے۔ اگر ضرورت ہوگی تو بڑے ہو کہ بچے اور شادی کر لیں گے نیز والدین صاحب نے بیان کیا کہ حضرت صاحب اس بات کو پسند فرماتے تھے کہ اسلامی حدود کو ملحوظ رکھتے ہوئے اسلامی زیادہ مشغول کریں ہنگامہ نسل جلدی جلدی ترقی کرے اور قوم پھیلے۔ خاکسار عرض کرتا ہوں کہ یہ ملک نسل کی ترقی کا یہ ایک بہت عمدہ ذریعہ ہے اور نیز اس طرح یہ فائدہ بھی حاصل ہو سکتا ہے کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے صحبت یافتوں کو اپنے سامنے زیادہ بچوں کی تربیت کا موقع مل سکتا ہے۔ جو قوی فلاح و بہبودی کے لئے بہت ضروری ہے لیکن تعداد ازدواج کے متعلق دل و انصاف کی جو کڑی شرطیں اسلام پیش کرتا ہے، ان کا پورا کرنا بھی ہر کس و ناکس کا کام نہیں ہاں یہ کہ زمین حاصل ہو اور ان کو کوئی جائز ضرورت پیش آجائے وہ بے شک زیادہ بیویاں کریں تاکہ بچہ ان فوائد کے مجاہد پر بیان ہو سکیں۔ یہ فائدہ بھی حاصل ہوگا ایسے لوگوں کے نیک نرسل سے اور بچی باور بدگمانی و درہجو بعض لوگوں کے بد نرسل کے تجربہ جس بعد ازدواج کے متعلق ہاں اسلام میں خصوصاً حلقہ نسوان میں پیدا ہو رہی ہے۔

(۳۸۲) بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ حافظ نور محمد صاحب متوطن فیض اللہ چک نے مجھ سے

بیچ لیا کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی دفعہ فرمایا کرتے تھے کہ سلطانِ عہد (یعنی مرزا سلطان صاحب) ہم سے سولہ سال چھوٹا ہے اور فضلِ عہد میں برس اور اسکے بعد بہار اپنے گھر سے کوئی فلاح نہیں رہا۔

(۳۸۳) بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ حافظ نور محمد صاحب نے مجھ سے بیان کیا کہ ایک دفعہ

محمد شاہ صاحب مرحوم سیالکوٹی اور ان کے والد میر حسام الدین صاحب قادیان میں موجود تھے حضرت صاحب کے سامنے فکر ہوا کہ میر حسام الدین صاحب کی بیوی فوت ہو چکی ہے جس پر حضرت صاحب نے فرمایا کہ میر صاحب کہیں اور شادی کرالیں۔ بلکہ میر شاہ صاحب سے فرمایا کہ میر حسام الدین صاحب کی شادی کا بندوبست کرا دیں۔ اس وقت میر حسام الدین صاحب بہت عمر تھے۔

اپنی جگہ بدلے۔ چنانچہ یہ تجویز کارگر ہوئی اور اس کی اصلاح ہوئی۔ علم تو جو ہے انگریزی میں بہترین کہتے ہیں وہ بھی اسی عقلی قلبی رد کا نتیجہ ہے۔ صرف فرق یہ ہے کہ ہینوئزم میں تو جڑا لے والا راہ اور شعور کے ساتھ اپنی توجہ کا ایک مرکز قائم کرتا ہے۔ لیکن اس قسم کی عام حالت میں بلا راہ ہر شخص کے قلب ہی ایک رد جاری رہتی ہے اور اسی لئے یہ روہینوئزم کی ایک نسبت بہت کمزور اور بلی الاثر ہوتی ہے۔

(۴۰۱) بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ مولوی مشیر علی صاحب نے مجھ سے بیان کیا کہ ایک دفعہ ڈاکٹر محمد اسماعیل صاحب روم نے حضرت مسیح موعود سے عرض کیا کہ میرے ساتھ خطاطانہ میں ایک انگریز لیڈی ڈاکٹر کام کرتی ہے اور وہ ایک بڑی عورت ہے وہ کبھی کبھی میرے ساتھ مصافحہ کرتی ہے اس کے متعلق کیا حکم ہے۔ حضرت صاحب نے فرمایا کہ یہ تو جائز نہیں ہے۔ آپ کو حذر کر دینا چاہئے کہ ہمارے مذہب میں یہ جائز نہیں۔

(۴۰۲) بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ مولوی مشیر علی صاحب نے مجھ سے بیان کیا کہ مولوی سید سرور شاہ صاحب بیان کرتے تھے کہ ایک دفعہ قادیان کے قصاوں نے کوئی شرارتیں تو اس پر حضرت صاحب نے حکم دیا کہ ان سے گوشت خریدنا بند کر دیا جاوے۔ چنانچہ کئی دن تک گوشت نہ ربا اور سب لوگ دال وغیرہ کھاتے رہے۔ ان دنوں میں نے (مولوی سید سرور شاہ صاحب) حضرت صاحب کی خدمت میں عرض کی کہ میرے پاس ایک بکری ہے وہیں حضور کی خدمت میں پیش کرتا ہوں حضور اسے ذبح کروا کے اپنے استعمال میں لائیں۔ حضرت صاحب نے فرمایا کہ ہمارا دل اس بات کو پسند نہیں کرتا کہ ہمارے دوست واپس کھائیں اور ہمارے گھر میں گوشت پکے۔ خاکہ عرض کرتا ہے کہ اس سے یہ مراد نہیں ہے کہ حضرت صاحب اس بات کے قائل تھے کہ سب مومنوں کے گھر میں ایک سا کھانا پکنا چاہئے اور سب کا تمدن و طریق ایک سا ہونا چاہئے۔ بلکہ خطا صحت یہ ہے کہ ایسے وقت میں جبکہ گوشت خریدنے کی ممانعت کی گئی تھی آپ کے اخلاق سے یگوارا نہیں کیا کہ آپ اپنے لئے کوئی خاص انتظام کر لیں اور دوسرے ذی استطاعت اجاں

آگاہ نہ کر دیا۔

جسم اور قوت

آپکا جسم دبلا نہ تھا۔ نہ آپ بہت موٹے تھے۔ البتہ آپ دوہرے جسم کے تھے۔ قد متوسط تھا۔ اگرچہ ناپا نہیں گیا مگر اندازاً پانچ فٹ آٹھ انچ کے قریب ہو گا۔ کندھے اور چھاتی کشادہ اور آخر عمر تک سیدھے رہے نہ کمر جھکی نہ کندھے تمام جسم کے اعضاء میں تناسل تھا۔ یہ نہیں کہ ہاتھ بے حد لمبے ہوں یا نا انگلیں یا پیٹ اندازہ سے زیادہ نکلا ہوا ہو غرض کسی قسم کی ہر صورتی آپ کے جسم میں نہ تھی۔ جلد آپ کی متوسط درجہ کی تھی نہ سخت نہ کھردری اور نہ ایسی ملائم جیسی عورتوں کی ہوتی ہے۔ آپکا جسم پیلا اور نرم نہ تھا بلکہ مضبوط اور جوانی کی سی سختی لگے ہوئے۔ آخر عمر میں آپ کی کھال کہیں سے بھی نہیں لٹکی نہ آپ کے جسم پر جھڑیاں پڑیں۔ آپ کا رنگ گندمی اور ہنالت اعلیٰ درجہ کا گندمی تھا۔ یعنی اس میں ایک نورانیت اور برقی جھلک مارتی تھی۔ اور یہ چمک جو آپ کے چہرہ کے ساتھ وابستہ تھی عارضی نہ تھی بلکہ دائمی کبھی کسی صدر سنج ابتلا مقدمات اور مصائب کے وقت آپ کا رنگ حرر نہ ہوتے نہیں دیکھا گیا۔ اور ہمیشہ چہرہ مبارک گندمن کی طرح دکھاتا رہتا تھا کسی مصیبت اور تکلیف نے اس چمک کو دھنس نہ کیا۔ علاوہ اس چمک اور نور کے آپ کے چہرہ پر ایک بناشت اور اسم ہمیشہ رہتا تھا اور دیکھنے والے کہتے تھے کہ اگر شخص مغتری ہے اور دل میں اپنے تئیں جھوٹا جانتا ہے تو اس کے چہرہ پر بناشت اور خوشی اور فرح اور طانیت قلب کے آثار کیونکر ہو سکتے ہیں۔ یہ نیک ظاہر کسی بد باطن کے ساتھ وابستہ نہیں رہ سکتا۔ اور ایمان کا نور بدکار کے چہرہ پر درخشندہ نہیں ہو سکتا۔ انھم کی پیشگوئی کا آخری دلی آگیا اور جماعت میں لوگوں کے چہرے پر مردہ ہیں اور دل سخت منقبض ہیں بعض لوگ ناواقفی کے باعث مخالفین سے اس کی موت پر شہ طیں لگا چکے ہیں۔ ہر طرف سو اداسی کے آثار نظر آ رہے ہیں۔ لوگ نمازوں میں چیخ چیخ کر رہے ہیں کہ اے خداوند ہمیں رسوا مت کر یو غرض ایسا کہرام مچ رہا ہے کہ غیروں کے رنگ بھی فاق ہو رہے ہیں۔ مگر یہ خدا کا شیر گھر سے نکلنا ہے ہنستا ہوا اور جماعت کے سربراہوں کو مسجد میں بلاتا ہے مسکراتا ہوا۔ ادھر حاضرین کے دل سیٹھے جاتے

کپڑے بننے سے اور استعمال ہوتے تھے۔ اور سطرط ساتھ ساتھ خراج بھی ہوتے جاتے تھے یعنی ہر وقت تبرک مانگنے والے طلب کرتے رہتے تھے بعض دفعہ تو یہ نوبت پہنچ جاتی کہ آپ ایک کپڑا بطور تبرک کے عطا فرماتے تو دوسرا بنوا کر اس وقت پہننا پڑتا۔ اور بعض سمجھدار اس طرح بھی کہتے تھے کہ مثلاً ایک کپڑا اپنا بھیج دیا اور ساتھ عرض کر دیا کہ حضور ایک اپنا لے لیا ہوا تبرک مرحمت فرمادیں۔

خیر یہ تو جملہ معترضہ تھا۔ اب آپ کے لباس کی ساخت سنئے۔ عموماً یہ کپڑے آپ زیب تن فرمایا کرتے تھے۔ کرتہ یا قمیض۔ پانچ جامہ۔ صدری۔ کوٹ۔ عمامہ۔ اس کے علاوہ ردائ بھی ضرور رکھتے تھے اور جاڑوں میں جرابیں۔ آپ کے سب کپڑوں میں خصوصیت یہ تھی کہ وہ بہت کھلے کھلے ہوتے تھے۔ اور اگرچہ شیخ صاحب مذکور کے آوردہ کوٹ انگریزی طرز کے ہوتے مگر وہ کچھ بہت کشادہ اور لمبے یعنی گھٹنوں سے نیچے ہوتے تھے۔ اور جیسے اور چوہ بھی جو آپ پہنتے تھے تو وہ بھی ایسے لمبے بعض تو ان میں سے ٹخنے تک پہنچتے تھے۔ اسی طرح کرتے اور صدریاں بھی کشادہ ہوتی تھیں۔ بنیان آپ کبھی د پہنتے تھے بلکہ اس کی ٹنگی سے گھبراتے تھے۔ گرم قمیض جو پہنتے تھے لنگ اکثر اوپر کا بٹن کھلا رکھتے تھے۔ اسی طرح صدری اور کوٹ کا اوڑھنی کے کھول میں اگر بٹن ہوں تو وہ بھی ہمیشہ کھلے رہتے تھے آپ کا طرز غلّ ما انا من المتکلمین کے ماتحت تھا کہ کسی مصنوعی ہیکل بنائی میں جو شرفاً غیر ضروری ہے پابند رہنا آپ کے مزاج کے خلاف تھا اور نہ آپ کو کبھی پردہ تھی کہ لباس عمدہ ہے یا بریش کیا ہوا ہے یا بٹن سب درست لگی ہوئے ہیں یا نہیں صرف لباس کی جلی غرض مطلوب تھی۔ بار بار یاد کیا گیا کہ بٹن اپنا کاج چھوڑ کر دوسری میں بیٹھ جاتے ہوتے تھے بلکہ صدری کے بٹن کوٹ کے کاجوں میں لگائے ہوئے دیکھے گئے۔ آپ کی توجہ ہمہ تن اپنے من کی طرف تھی اور اصلاح امت میں اتنے محو تھے کہ اصلاح لباس کی طرف توجہ نہ تھی۔ آپ کا لباس آخر عمر میں چند سال سے بالکل گرم و دھن کا ہی رہتا تھا۔ یعنی کوٹ اور صدری اور پانچ جامہ گرمیوں میں بھی گرم رکھتے تھے۔ اور یہ علالت طبع کے باعث تھا۔ سردی آپ کو موافق نہ تھی۔ اس لئے اکثر گرم کپڑے رکھا کرتے تھے۔ البتہ گرمیوں میں نیچے کرتہ مل کا رہتا تھا۔ بجائے گرم کرتے کے پانچ جامہ آپ کا

جواب فرمایا کرتے تھے:

صدی گھری اکثر پہنچتے تھے مگر کوٹ ہونا باہر جانے وقت ہی پہنچتے۔ اور سردی کی زیادتی کے دنوں میں اوپر تلے دودھ کو کوٹ بھی پہنچا کرتے۔ بلکہ بعض اوقات پوستیں بھی،

صدی کی جیب میں یا بعض اوقات کوٹ کی جیب میں اٹکا رومال ہوتا تھا۔ آپ ہمیشہ بڑا رومال رکھتے تھے۔ نہ کہ چھوٹا جنٹلمین رومال جو آجکل کا بہت مروج ہے اسی کے کونوں میں آپ

مشک اور ایسی ہی ضروری ادویہ ہر آپ کے استعمال میں رہتی تھیں اور ضروری خطوط وغیرہ باندھ رکھتے تھے۔ اور اسی رومال میں نقد وغیرہ جو نذر لوگ سجدیں پیش کر دیتے تھے باندھ لیا کرتے،

گھڑی بھی آپ مزدور اپنے پاس رکھا کرتے مگر اس کی کچی ڈینے میں چونکہ اکثر نافہ ہو جاتا اسلئے اکثر وقت غلط ہی ہوتا تھا۔ اور چونکہ گھڑی جیب میں سے اکثر نکل پڑتی اسلئے آپ سے جی رومال میں باندھ لیا کرتے۔ گھڑی کو ضرورت کے لئے رکھتی نذر سائنس کے لئے۔

آپ کو دیکھ کر کوئی شخص ایک لمحہ کے لئے بھی یہ نہیں کہہ سکتا تھا کہ اس شخص کی زندگی میں یا لباس میں کسی قسم کا جی تصنع ہے یا زینب و زینب دینوی کا دلدادہ ہے۔ ہاں البتہ دائرہ سبب فاحشہ

کے ماحق آپ صاف اور ستھری چیز ہمیشہ پسند فرماتے اور گندی اور میلی چیز سے سخت نفرت رکھتے۔ صفائی کا اس قدر اہتمام تھا کہ بعض اوقات آدمی موجود نہ ہو تو بیت الخلا میں خود فیٹائل ڈالتے تھے،

عمامہ شریف آپ مل کا باندھا کرتے تھے۔ اور اکثر اگر یا کچھ اوپر لبا ہوتا تھا۔ شلہ آپ مبا چھوڑتے تھے کبھی کبھی شلہ کو آگے ڈال لیا کرتے اور کبھی اس کا پتہ دہن مبارک پر بھی رکھ لیتے۔

جبکہ مجلس میں خاموشی ہوتی۔ عمامہ کے باندھنے کی آپ کی خاص دقت تھی۔ بڑک تو ضرور سامنے ہوتی مگر سر پر پھیلا ڈھالا لٹا ہوا ہوتا تھا۔ عمامہ کے نیچے اکثر رومی ڈپٹی رکھتے تھے اور گھر میں عمامہ

انار کر صرف یہ ڈپٹی ہی پہنتے رہا کرتے۔ مگر نرم قسم کی دو سبز جو سخت قسم کی نہ ہوتی۔

جراثیم آپ سردیوں میں استعمال فرماتے اور ان پر مسرت کرتے۔ بین الاوقات زیادہ سردی میں دودھ جراثیم اوپر چھڑکا لیتے۔ مگر بار بار جواب اس طرح پہنچتے کہ وہ بیرونی ٹیکہ نہ چڑھتی۔ کبھی

تو سر آگے نکلتا رہتا اور کبھی جواب کی ایڑی کی جگہ پیرنی پشت پر آ جاتی۔ کبھی ایک جواب سیدھی دوسری اٹھی۔ اگر جواب کہیں سے کچھ بھٹ جاتی تو بھی مسح جائز رکھتے بلکہ فرماتے تھے کہ رسولِ مسلم کے

فردوسی

اصحاب الیوموزوں پر بھی مسح کر لیا کرتے تھے جس میں سے ان کی انگلیوں کے پوسٹے باہر نکلے رہا کرتے۔

جوتی آپ کی دیسی ہوتی۔ خواہ کسی وضع کی ہو۔ پٹھواری۔ لاہوری۔ لدھیانوی۔ سلیم شاہی ہر وضع کی پہن لیتے مگر ایسی جو کھلی کھلی ہو۔ انگریزی بوت کبھی نہیں پہننا۔ گرگانی حضرت صاحب کو پہنے مینے نہیں دیکھا۔

جوتی اگر تنگ ہوتی تو اس کی ایڑی بٹھا لیتے۔ مگر ایسی جوتی کے ساتھ باہر تشریف نہیں لجاتے تھے۔ لباس کے ساتھ ایک چیز کا اور بھی ذکر کرتے ہیں وہ یہ کہ آپ معاصر و رکھتے تھے۔ گھوٹا یا جب مسجد مبارک میں روزانہ نماز کو جانا ہوتا۔ تب تو نہیں مگر مسجد تقی کو جانے کے وقت یا مسجد باہر سے وغیرہ کے لئے تشریف لاتے تو ضرور ہاتھ میں ہوا کرتا تھا۔ اور جوتی اور مضبوط لکڑی کو پسند فرما مگر کبھی اسپر سہارا یا بوجھ دیکر نہ پہنتے تھے جیسے اکثر ضعیف العمر آدمیوں کی عادت ہوتی ہے۔

کپڑوں کی احتیاط کا یہ عالم تھا کہ کوٹ۔ صدری۔ ٹوپی۔ عمامہ رات کو اتار کر تکیہ کے نیچے ہی رکھ لیتے۔ اور رات بھر تمام کپڑے جنہیں محتاط لوگ شکن اور سیس سے بچانے کو الگ جگہ گھونٹی برٹانگ دیتے ہیں وہ بستر پر سر اور جسم کے نیچے تھے جاتے اور صبح کو ان کی ایسی حالت ہو جاتی کہ اگر کوئی نیشن کا دلدادہ اور معلوٹ کا دشمن ان کو دیکھ لے تو برہنہ ہو جائے۔

موسم گرمیوں میں دن کو بھی اور رات کو تو اکثر آپ کپڑے اتار دیتے اور نہت چادر یا لنگی باندھ لیتے گرمی والے بعض دفعہ بہت نکل آتے تو اس کی خاطر بھی کرتہ اتار دیا کرتے۔ تب بند اکثر نصف ساق تک ہوتا تھا۔ اور گھٹنوں سے اوپر ایسی حالتوں میں مجھے یاد نہیں کہ آپ برہنہ ہوئے ہیں۔ آپ کے پاس کچھ کنبیاں بھی رہتی تھیں۔ یہ یا تو رومال میں یا اکثر آزاد بسند میں باندھ کر رکھتے روتی دار کرٹ پہننا آپ کی عادت میں داخل تھا۔ نہ ایسی ریشمی اور نہ کربا ہر تشریف لائے بلکہ چادر یا پٹنہ یا دھسٹہ بٹھا کرتے تھے اور وہ بھی سر پر کبھی نہیں اوڑھتے تھے بلکہ کندھوں اور

مکتبہ اسلامیہ لاہور

شیر الہدی

حصہ سوم

مترقبہ فرمودہ

حضرت مرزا بشیر احمد صاحب

چشمہ

لکھنؤ میں مولوی فضل ملشی قاضی قاضی

شائع کیا

کھائیں نے ابھی بیت در کی تھی۔

خاکسار عن کرتا ہے کہ مولوی عبدالکیم صاحب مرحوم کے حضرت صاحب سے قریب تعلقات تھے جو غالباً حضرت خلیفہ اہل کے واسطے قائم ہوئے تھے۔ مگر مولوی صاحب موصوف نے بیت کچھ عرصہ بعد کی تھی۔ نیز خاکسار عن کرتا ہے کہ حضرت مولوی عبدالکیم صاحب جماعت کے بہترین مقررین میں سے تھے۔ اور آواز کی غیر معمولی بلندی اور خوش آہانی کے علاوہ ان کی زبان میں غیر معمولی فصاحت اور طاقت تھی جو سامعین کو مسح کر لیتی تھی۔

۶۲۲ بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ ڈاکٹر میر محمد انبیل صاحب نے مجھ سے بیان کیا کہ حضرت مسیح موعود

علیہ السلام نے حج نہیں کیا۔ احکامات نہیں کیا۔ زکوٰۃ نہیں دی۔ تسبیح نہیں رکھی۔ میرے سامنے جب یہی گوہ کھانے سے انکار کیا صدقہ نہیں کھایا۔ زکوٰۃ نہیں کھائی۔ صرف خدا مانا اور ہر یہ قبول فرمایا تھے۔ پیروں کی طرح مصلیٰ اور خرقہ نہیں رکھا۔ رائج الوقت درود و وظائف مشافہ چھوڑ دیے۔ گنج العرش۔ درود تاج۔ حزب البحر۔ دوائے سریانی وغیرہ نہیں پڑھتے تھے۔

خاکسار عن کرتا ہے کہ حج نہ کرنے کی تو خاص وجوہات تھیں کہ شروع میں آپ کے لئے مالی لحاظ سے انتظام نہیں تھا۔ کیونکہ ساری جائیداد وغیرہ ادائل میں ہمارے دادا صاحب کے ہاتھ میں تھی اور بعد میں تایا صاحب کا انتظام رہا۔ اور اس کے بعد حالات ایسے پیدا ہو گئے۔ کہ ایک تنہا پہ جہاد کے کام میں نہ کہ رہے دوسرے آپ کے لئے حج کا راستہ ہی محدود تھا۔ تاہم آپ کی خواہش رہتی تھی۔ کہ حج کریں۔ چنانچہ حضرت والدہ صاحبہ نے آپ کے بعد آپ کی طرف سے حج بدل کر دیا۔ احکامات ماموریت کے زمانہ سے قبل غالباً بیٹھے ہوئے مگر ماموریت کے بعد جو عملی جہاد اور دیگر معروفیت کے نہیں بیٹھے سکے۔ کیونکہ یہ نیکیاں احکامات سے مقدم ہیں۔ اور زکوٰۃ اس لئے نہیں دی۔ کہ آپ کسی صاحب نصاب نہیں ہوئے۔ البتہ حضرت والدہ صاحبہ زیور پر زکوٰۃ دیتی رہی ہیں۔ اور تسبیح اور رسمی وظائف وغیرہ کے آپ قائل ہی نہیں تھے۔

۶۲۳ بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ ڈاکٹر میر محمد انبیل صاحب نے مجھ سے بیان کیا۔ کہ حضرت صاحب کی

آنکھوں میں مائی اوپیا تھا۔ اسی وجہ سے پہلی رات کا چاند نہ دیکھ سکتے تھے۔ مگر نزدیک سے آخر عمر تک باریک حروف بھی پڑھ لیتے تھے۔ اور عینک کی حاجت محسوس نہیں کی۔ اور دائرۃ آنکھوں کی یہ حالت

جو تم میرے بیٹے ہو گے تو ناول نہیں پڑھو گے۔“

خاکسار عرض کرتا ہے کہ مجھے یہ واقعہ یاد نہیں مگر اس روایت سے مجھے ایک خاص سرمد حاصل ہوا ہے کیونکہ میں بچپن سے محسوس کرتا آیا ہوں کہ مجھے ناول خوانی کی طرف کبھی توجہ نہیں ہوئی نہ بچپن میں نہ جوانی میں اور نہ اب۔ بلکہ ہمیشہ اس کی طرف سے بے رغبتی رہی ہے حالانکہ اکثر نوجوانوں کو اس میں کافی شغف ہوتا ہے اور خاندان میں بھی بعض افراد کبھی کبھی ناول پڑھتے رہے ہیں۔ نیز خاکسار عرض کرتا ہے کہ معلوم ہوتا ہے کہ اس وقت حضرت صاحب نے کسی کو ناول پڑھتے دیکھا ہو گا۔ یا کسی اور وجہ سے ادھر توجہ ہوئی ہوگی جس پر بطریق اقتباء مجھے یہ نصیحت فرمائی۔ اور مولانا میں حضرت صاحب کی توجہ سے خدا کے فضل کے ساتھ اس نفع نفل سے معذور رہا۔

۴۸۰۔ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ۔ ڈاکٹر میر محمد اسماعیل صاحب نے مجھ سے بیان کیا کہ حضرت امام المومنین نے ایک دن سنا یا کہ حضرت صاحب کے ہاں ایک بوڑھی ملازمہ بھانوسہ تھی۔ وہ ایک مدت تک خوب سرمدی پڑھ رہی تھی۔ معذور کو دبانے بیٹھی۔ چونکہ وہ صحافت کے اوپر سے دبا تھی۔ اس لئے اُسے یہ تہ نہ لگا کہ جس چیز کو میں دبا رہی ہوں۔ وہ معذور کی مانگیں نہیں ہیں بلکہ پلنگ کی پٹی ہے۔ تھوڑی دیر کے بعد حضرت صاحب نے فرمایا۔ بھانوسہ آج بڑی سرمدی ہے۔ بھاؤ کہنے لگی: ہاں جی تہ سے تہ ہاڈی نشان لکھ دی دانگو ہویاں ہویاں ایس یعنی جی ہاں جیسی تواج آپ کی لائیں لکھ دی کی طرح سخت ہو رہی ہیں۔

خاکسار عرض کرتا ہے کہ حضرت صاحب نے جو بھانوسہ کو سرمدی کی طرف توجہ دلائی تو اس میں بھی غالباً یہ جتنا نامتصور تھا کہ آج شاید سرمدی کی شدت کی وجہ سے تہ پادی حس کمزور ہو رہی ہے اور کہیں پتہ نہیں لگا کہ کس چیز کو دبا رہی ہو۔ مگر اس نے سامنے سے اور ہی لطیفہ کر دیا۔ نیز خاکسار عرض کرتا ہے کہ بھانوسہ کو رد قادیان کے ایک قریب کے گاؤں بسرگی رہنے والی تھی۔ اور اپنے ماحول کے لحاظ سے اچھی مخلصہ اور دیندار تھی۔

۴۸۱۔ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ۔ ڈاکٹر میر محمد اسماعیل صاحب نے مجھ سے بیان کیا کہ قریباً ۱۹۵۰ء یا ۱۹۵۱ء کا واقعہ ہے کہ کہیں سے ایک بہت بڑا لوہے چینی کا پیالہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے پاس آیا جس کی بڑائی کی وجہ سے معلوم نہیں اہل بیت نے یا خود حضرت صاحب نے اس کا نام

خاکسار عرض کرتا ہے کہ میر کامرود کی نذر رد کرنا میر کے لئے بہت سے برا حکم ہوتا ہے اس لئے
سوائے اس کے کہ کسی پر کوئی خاص ناراضگی ہو حضرت مسیح موعود علیہ السلام سب کی نذر قبول فرما لیتے تھے
اور سب کے لئے دعا کرتے تھے اور ہر ایک کو اپنے اپنے رنگ میں دعا فرما دیتے ہو پناہ تھی کسی کو فتح کے
رنگ میں اور کسی کو اور رنگ میں۔

۷۸۶ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ مامی رسول بی بی صاحبہ بیوہ حافظہ حامد علی صاحب مرحوم نے بواسطہ مولوی
عبدالرحمن صاحب چٹ مولوی فاضل مجھے بیان کیا کہ ایک زمانہ میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے
وقت میں تیس اور انبیاء بادشاہ دین رات کو پہرہ دیتی تھیں۔ اور حضرت صاحب نے فرمایا ہوا تھا کہ اگر
میں سونے میں کوئی بات کیا کروں تو مجھے جگہ دینا ایک کتا تھا کہ اس سے کہیں نے آپ کی زبان پر
کوئی افلاطون جاری ہوتے سنے اور آپ کو یاد اس وقت رات کے بارہ بجے تھے۔ ان ایام میں ہم
طور پر پہرہ پر مامی فوہنشت نیانی اعلیٰ منشی محمد دین گو جوالہ اور اعلیٰ بادشاہ دین ہوتی تھیں۔

خاکسار عرض کرتا ہے کہ مامی رسول بی بی صاحبہ میری رضامندی میں ہیں اور حافظہ حامد علی صاحب
مرحوم کی بیوہ ہیں جو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے برائے خادم تھے۔ مولوی عبدالرحمن صاحب ان کے
دعا میں ہیں۔

۷۸۷ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ منشی نضر احمد صاحب کپور قلعہ نے بذریعہ تحریر مجھے بیان کیا کہ
ایک دفعہ جب میں قادیان میں تھا اور اوپر سے رمضان شریف آگیا۔ تو میں نے گھر آنے کا ارادہ کیا
حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے فرمایا نہیں سدا رمضان ہیں رہیں۔ میں نے عرض کی۔ حضور ایک
شرط ہے کہ حضور کے سامنے کاجو کھانا ہو۔ وہ میرے لئے آجایا کہہ۔ آپ نے فرمایا۔ بہت اچھا۔
چنانچہ دونوں وقت حضور پر اپنے سامنے کاجو کھانا مجھے بھجواتے رہے۔ دوسرے لوگوں کو بھی یہ خبر ہوئی
اور وہ مجھ سے پچھن لیتے تھے یہ کھانا بہت سا ہوتا تھا۔ کیونکہ حضور بہت کم کھاتے تھے۔ اور بیشتر
حقہ سامنے سے اسی طرح اٹھکرا جاتا تھا۔

۷۸۸ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ خاکسار عرض کرتا ہے کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو کبھی کبھی زلیقہ
سر کی کیفیت ہو جاتی تھی جو بعض اوقات اچانک پیدا ہو جاتی تھی۔ مجھے یاد ہے کہ ایک دفعہ حضرت
صاحب گھر میں ایک چار پائی کو کھینچ کر ایک طرف کرنے لگے۔ تو اس وقت آپ کو اچانک چکر آگیا

کس خیال میں پھر رہے تھے۔ ورنہ حضور کو اکیلے پھرتے لدھیانہ میں نہ دیکھا تھا۔ اور خاکسار بھی اسی خیال سے سامنے نہ ہوا کہ شاید کوئی مجید ہوگا۔ پھر اسی لدھیانہ میں خاکسار نے اپنی آنکھ سے دیکھا کہ جب حضرت اقدس علیہ السلام وہلی سے واپس لدھیانہ تشریف لائے۔ تو حضور کی زیارت کے لئے اس قدر استیشن پرجوم ہو گیا تھا کہ بڑے بڑے معزز لوگ آدمیوں کی کثرت اور دھکاپیل سے زمین پر گر گئے تھے اور پولیس نے بھی عاجز آگئے تھے۔ گرد و غبار آسمان کو جارا تھا۔ اور حضور اقدس علیہ السلام نے بھی بڑی محبت سے لوگوں کو فرمایا کہ ہم تو یہاں چھپے ٹھہرنے کے لئے والے وہاں قیامگار آجائیں۔ ایک وقت اکیلے یہاں پھرتے دیکھا اور پھر یہ بھی دیکھا کہ اس قدرجوم آپ کی بابت سے قیام ہو گیا تھا۔

لہٰذا اسی مرتبہ اللہ کے قریب حضور علیہ السلام سے لدھیانہ میں ایک سکچر دیا۔ جس میں سندھو مہاشائی سلطان اور بڑے بڑے معزز لوگ موجود تھے۔ انہیں گھنٹے حضور اقدس نے تقریر فرمائی۔ ماحول وجہ سفر پہلے کچھ طبیعت بھی درست نہ تھی۔ رفیعان کا مہینہ تھا۔ اس لئے حضور اقدس نے بوجہ سفر روزہ نہ رکھا۔ آپ حضور اقدس نے قیام گھنٹہ تقریر جو فرمائی تو طبیعت پر نفع سامانی ہوا۔ مولوی محمد حسین صاحب نے اپنے قلم سے یہ بیان کیا ہے کہ حضور اقدس نے اس موقع پر فرمایا کہ میں نے اس وقت تک کہا کہ میں نے لدھیانہ میں دو روزہ قیام کیا ہے اور خود کو نہ مانا تھا۔ لیکن چونکہ میں نے اس مقام پر اچھا تھا۔ تو وہ شرم کرنے والے مسلمان وہاں سے نکال دیئے گئے۔ اسی موقع پر یہاں پر تین اتحادیہ جوس۔ اول مولوی محمد اسحق صاحب کی دوسرے حضرت مولوی نور الدین صاحب کی۔ تیسرے حضور اقدس علیہ السلام کی پیم یہاں سے حضور امت سر تشریف لے گئے۔ وہاں سنا ہے کہ مخالفوں کی طرف سے سنگباری بھی ہوئی۔ خاکسار عرض کرتا ہے کہ بازو میں اکیلے پھرنے کی بات تو خیر ہوئی مگر مجھے یہ بات سمجھ میں نہیں آتی

کہ حضور بازاؤ کے اندر صوفیوں میں پھر رہے تھے۔ اور جہم پر کوٹ نہیں تھا۔ کیونکہ حضرت صاحب کا طریق تھا کہ گھر سے باہر عید پر کوٹ پہنکر نکلتے تھے۔ پس اگر میر صاحب کو کوئی فطی نہیں لگی تو اس وقت کوئی خاص بات ہوگی یا حلدی میں کسی کام کی وجہ سے نکل آئے ہوں گے۔ یا کوٹ کا خیال نہیں آیا ہوگا۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ ڈاکٹر سید عبدالستار شاہ صاحب نے مجھ سے بذریعہ تحریر بیان کیا کہ مجھ سے میری لڑائی زینب بیگم نے بیان کیا۔ کہ تین ماہ کے قریب حضرت اقدس علیہ السلام کی خدمت

میں رہی ہوں۔ گرمیوں میں پنکھا وغیرہ اور اسی طرح کی خدمت کرتی تھی۔ بسا اوقات ایسا ہوتا کہ نصف رات یا اس سے زیادہ جھکو پنکھا ہلاتے گذر جاتی تھی۔ مجھ کو اس اثنا میں کسی قسم کی تنگی و تکلیف محسوس نہیں ہوتی تھی۔ بلکہ خوشی سے دل بھر جاتا تھا۔ دو دفعہ ایسا موقعہ آیا کہ عشاء کی نماز سے نکل کر صبح کی اذان تک مجھے ساری رات خدمت کرنے کا موقع ملا۔ پھر بھی اس حالت میں مجھ کو ذہن بندہ بخود کی اور نہ تنگی محسوس ہوئی۔ بلکہ خوشی اور سرور پیدا ہوتا تھا۔ اسی طرح جب مبارک احمد صاحب بیمار ہوئے۔ تو مجھ کو ان کی خدمت کے لئے بھی اسی طرح کئی راتیں گزارنی پڑیں۔ تو حضور نے فرمایا کہ زینب اس قدر خدمت کرتی ہے کہ ہمیں اس سے شرمندہ ہونا پڑتا ہے۔ اور آپ کئی دفعہ اپنا تبرک مجھے دیا کرتے تھے۔

۹۱۱ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ :- ڈاکٹر میر محمد اسماعیل صاحب نے مجھ سے بیان کیا کہ حضرت خلیفہ کامل کے درس میں جب آیت وما ابزى نفسی ان النفس لا تمارد بالیسوء الا ما رحم ربی - ان ربی غفور رحیم آیا کرتی۔ تو آپ کہا کرتے تھے کہ یہ عزیز مصر کی بیوی کا قول ہے۔ ایک دفعہ حضرت صاحب کے سامنے بھی یہ بات کسی دوست نے پیش کر دی۔ کہ مولوی صاحب اسے احقر العزیز کا قول کہتے ہیں۔ حضرت صاحب فرمانے لگے۔ کیا کسی کا فریاد کا رعدت کے منہ سے بھی ایسی معرفت کی بات نکل سکتی ہے۔ اس فقرہ کا تو لفظ لفظ کمال معرفت پر دلالت کرتا ہے۔ یہ تو سوائے نبی کے کسی کا کلام نہیں ہو سکتا۔ یہ عجز اور اعتزاز کووری کا اور اللہ تعالیٰ پر توکل اور اس کی صفات کا ذکر یہ انبیاء ہی کی شان ہے۔ آیت کا مضمون ہی بتا رہا ہے کہ یوسف کے سوا اور کوئی اسے نہیں کہہ سکتا۔

خاکسار عرض کرتا ہے کہ اس واقعہ کا ذکر روایت ۲۷۳ میں بھی آچکا ہے۔

۹۱۲ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ :- ڈاکٹر میر محمد اسماعیل صاحب نے مجھ سے بیان کیا کہ حضرت مسیح علیہ السلام نے ایک دفعہ کسی تکلیف کے علاج کے لئے اس عاجز کو یہ حکم دیا کہ ڈاکٹر محمد حسین صاحب لاہوری ساکن بھائی دروازہ سے (جو مدت ہوئے فوت ہو چکے ہیں) نسخہ لکھوا کر لاؤ۔ اس کا چنا حال بھی لکھ دیا۔ اور بتا بھی دیا چنانچہ میں ڈاکٹر صاحب موصوف کی خدمت میں حاضر ہوا۔ اس ان سے نسخہ لاکر حضرت صاحب کو دیا۔ ڈاکٹر صاحب سے معلوم ہوا کہ حضرت صاحب ان سے پہلے

حدیث لو کان الایمان معلقا بالثریا لنالہ وجعل من ابناء فارسی وورد آیه کریمہ

وآخرین منهم لما یا محقوبہم

فاتحہ اللہ فی ہذا الزمان وکلیم اللہ فی الدوران شمس الہدی ویدرا الدہلی صاحب مکتہ المملکۃ
وہیبتہ قوۃ القدسیہ حضرت مرزا غلام احمد صاحب رئیس قادیان مسیح موعود و مہدی معہود علیہم
الصلوۃ والسلام نے بھی اس ناچیز رسالہ کو عزت کی نگاہ سے دیکھا اور اس کے ستنے سے
الہام غرضی فرمایا جس سے اس پیمان کو ایک ہمت بندگی اور حوصلہ پیدا ہوا کہ اگر اور کوئی
کتاب بھی خاکسار کی قلم سے نکلے تو انشاء اللہ وہ بھی ایسی ہی عزت و فخر کا تاج پہنے گی کیونکہ
محض دینی جوش سے لکھی جائے گی اور اس میں کسی یار یا تعارف کو دخل نہیں ہوگا محض ابتداء لوجہ
وہ کارروائی ہوگی۔ سو دوسری وجہ جو اس کتاب کے لکھنے کی محرک ہوئی وہ یہ ہے کہ خود
ادی نام گیری ناچیز خدمت کو نظر قبولیت سے دیکھتے ہیں۔

تیسرا باعث جو اس کتاب کے لکھنے کا محرک ہوا وہ یہ ہے کہ سفرائے سابقین
جو قریباً ملک پنجاب کے کل اضلاع و ممالک مغربی و شمالی و ملک اودھ و صوبہ ہائے وسطی
ہند و علاقہ بنی و مداس کے بڑے بڑے شہروں میں کئے گئے اور بعد ازاں کے سفروں میں
جو چھپو پوٹھو وارد ملک سندھ میں وقوع میں آئے مشاہیر علماء سے شرف ملازمت کو
ملاقہ پیش آئے اور سلاطین و مہتممات مسیح علیہ السلام پر گفتگو میں ہی ہوئیں اور جہانگیر
میں نے دیکھا ہی پایا کہ علماء وقت صرف نیکو کے فقیر ہیں علوم دینی میں وسیع معلومات نہیں
رکتے۔ کم ہمت اور کم حوصلہ ہوتے ہیں۔ انکی دلی اور پسندیدہ بات یہ ہے کہ جس طرح سے
نکن ہر بقیہ زندگی بے کھنگے کٹ جائے۔ مسائل میں تدبر و غرض سے باطل کاری۔ اسلوا یا
قرآنیہ و ساری احادیث نبویہ سے بیزار ای انکی عادت ہو چکی ہے۔ حقائق قرآن عمید و
دقائق قرآن مجید سے عمدہ دلی اور علوم جدیدہ و فنون پسندیدہ سے ہجوری گویا انکی قیمت

اصحاب مجدد تسلیم کئے گئے ہیں۔ جن میں سے بعض نے اپنی زبان سے دعویٰ مجددیت کیا ہے اور بعض نے نہیں کیا۔ ہر ایک کو گویا اپنے اعتقاد اور علم سے مجدد تسلیم کر لیا ہے۔ ہم ان کے نام صدی وار لکھ دیتے ہیں۔ تاکہ جو لوگ ان کے اسمائے مبارک سے ناواقف اور نا آشنا ہیں۔ اچھی طرح سے واقف ہو جائیں۔

پہلی صدی میں اصنافِ مہم کئے گئے ہیں

۱) محمد بن عبدالغزیز (۱۰)، سالم (۱۱)، قاسم (۱۲)، مکحول۔ علاوہ ان کے اور بھی اس صدی میں مہم کئے گئے ہیں۔ چونکہ جو مجدد صاحب صفات ہے ہوتا ہے۔ وہ سب کا سرور اور درجہ فی الہییت و ربوبیت ہے۔ اور باقی اس کی ذیل سمجھے جاتے ہیں۔ جیسے انبیاء و مرسلین میں ایک نبی بڑا ہوتا تھا۔ تو دوسرے اس کے تابع ہو کر کاروائی کرتے تھے۔ پہلی صدی اول کے مجدد صاحب صفات حتیٰ حضرت عیسیٰ بن مریم علیہ السلام و دیگر مہم الشاہب جلد ۴ صفحہ ۱۰۰۔ وقرۃ العیون و مجالس الابرار۔

دوسری صدی کے مجدد و اصنافِ ذیل ہیں

۱) امام محمد بن ابی حنیفہ (۱)، محمد بن عبد بن شہبانی (۲)، محمد بن ابی یوسف (۳)، علی بن عقیل (۴)، شعیب بن عبد الغزیز (۵)، واوہب بن واوہب (۶)، ابو عمرو یاسجی (۷)، خلیفہ ناہون مرشد بن ناہون (۸)، قاضی حسن بن زیاد حسنی (۹)، جندیون محمد بغدادی صوفی (۱۰)، سہل بن ابی سہیل بن ریحلہ شافعی (۱۱)، بقول امام شافعی جابر بن اسعد کھاسی ابو عبد اللہ صوفی بغدادی (۱۲)، اور بقول قاضی القضاۃ علاء الدینی (۱۳)، احمد بن خالد الخلال ابو جعفر بن بغدادی (۱۴)، دیگر مہم الشاہب جلد ۴ صفحہ ۱۰۱۔ قرۃ العیون و مجالس الابرار۔

تیسری صدی کے مجدد و اصنافِ ذیل ہیں

۱) قاضی احمد بن شریح بغدادی شافعی (۱)، ابو الحسن اشعری شافعی (۲)، ابو جعفر طحاوی از دی حنفی (۳)، احمد بن شہب (۴)، ابو عبد الرحمن شافعی (۵)، خلیفہ نقیہ (۶)، ابو جعفر

(۷) حضرت شبلی صوفی (۸) عبید اللہ بن حسین (۹) ابو الحسن کرمی صوفی حنفی (۱۰) امام
بسی بن مقلدہ قرطبی مجدد اندلس اہل حدیث۔

چونہ صدی کے مہذب و استقامت و میل ہیں

(۱) امام ابو بکر باقری (ع) خلیفہ قادری علیہ السلام (۲) ابو حامد سہروردی (۳) حافظ ابو
 نعیم (۴) ابو بکر خوارزمی (۵) ابوعلی ثناء ولی اللہ ابو عبد اللہ محمد بن عبد اللہ ماجری (۶) ابو محمد شافعی
 (۷) امام بیہقی (۸) حضرت ابو طالب ولی اللہ صاحب قوت القلوب جو طبقہ سونیات
 میں (۹) حافظ احمد بن علی بن شافعی خطیب بغدادی (۱۰) ابو اسحاق شیرازی مالکی (۱۱)
 بن علی بن یوسف فقہ حنفی۔

پانچویں صدی کے مجدد و احق و مبین

و انچه من قریباً تمام عمری را به قبول عینی و کرمانی حضرت واعظی شریفی گذراندم
تا به دست آنکه نامش به مقتضای مبالغه عباسی ایام خدیجه است بین قدم افشاری و بوی میل
به روی زلفها و ...

چیمپی صدی کے مجدد و اصولی ہیں

۱- خواجه محمد بن عبد الله فرزند دین رازی (۲) علی بن محمد (۳) عمر الدین ابن شمس
امام رقی شافعی صاحب تفسیر شرح شفاء (۴) یحیی بن حبش بن میرک حضرت شهناز
الدین سهروردی شیخ امام طریقت (۵) یحیی بن اشرف بن حسن فی الدین اوزی -
و غیره حافظ عمیده حسن ابن جوزی -

ساتویں صدی کے مجدد و اصحابِ نبیل ہیں

۱۷) احمد بن عبد الحليم تقي الدين ابن تيمية حنبلي (۲) تقي الدين ابن دقيق العيد (۳)
شاه مشرف الدين محمّد ومبها في السندى (۴) حضرت معين الدين شيشي (۵) حافظ

ابن الیقیم جوزی شمس الدین محمد بن ابی بکر بن الیوب بن سعد بن الیقیم الجوزی دمشقی و دمشقی
حنبلی (۶)، عبداللہ بن اسعد بن علی بن سلیمان بن خلّاج، ابو محمد عقیف الدین یا قنفی
شافعی (۷)، قاضی بدر الدین محمد بن عبداللہ الشبل حنفی دمشقی -

آٹھویں صدی کے مجدد و اصحابِ قبل ہیں

(۱)، حافظ علی بن حجر عسقلانی شافعی (۲)، حافظ زین الدین عراقی شافعی (۳)، صالح
بن عمر بن ارسلان قاضی بلقینی (۴)، علامہ ناصر الدین شاذلی ابن سنت سیلی -

نویں صدی کے مجدد و اصحابِ قبل ہیں

(۱)، عبد الرحمن بن کمال الدین شافعی معروف بابام جلال الدین سیوطی (۲)، محمد بن عبد
الرحمن سخاوی شافعی (۳)، سید محمد جون پوری متہدی اور بقول بعض دسویں صدی کے مجدد ہیں

دسویں صدی کے مجدد و اصحابِ قبل ہیں

(۱)، ملا علی قاری (۲)، محمد طاہر فتنی گجراتی محی الدین محی السنۃ (۳)، حضرت علی بن حسام
الدین معروف بعلی شقی مہندی مکی -

گیارہویں صدی کے مجدد و اصحابِ قبل ہیں

(۱)، عالمگیر بادشاہ غازی او زنگ زیب (۲)، حضرت آدم بنوری صوفی (۳)، شیخ احمد
بن عبداللہ بن زین العابدین فاروقی سرہندی معروف بابام ربانی مجدد الف ثانی

بارہویں صدی کے مجدد و اصحابِ قبل ہیں

بعض کے نزدیک حضرت امیر تیمور بادشاہ بھی مجدد ہیں۔

سندھی دینی، تیز حصوں صدی کے مجدد و اصلاحی ہیں

(۱) سید احمد بریلوی (۲) شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی (۳) مولوی محمد امجد علی ٹہسپدی
 (۴) بعض کے نزدیک شاہ رفیع الدین صاحب بھی مجدد ہیں (۵) بعض نے شاہ
 عبد القادر کو مجدد تسلیم کیا ہے۔ ہم اسکا انکار نہیں کر سکتے۔ کہ بعض ممالک میں
 بعض بزرگ ایسے ہی ہوں گے جنکو مجدد مانا گیا ہو۔ اور ہمیں انکی اطلاع نہ ملی ہو۔ وجہ
 یہ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد جو جامع صحیح صفات انسانی تھے۔ کوئی نہ
 انسان ایسا نہیں ہو سکتا تھا۔ کہ شریعت اسلامی کے تمام حکمجات کی خدمات کو
 سر انجام دے سکتا۔ اسلئے ضروری بلکہ اشد ضروری تھا۔ کہ شریعت حقہ اسلام کے
 ہر پہلو اور ہر محکمہ کے ضعف اور کمزوری کو دور کرنے کے لئے الگ الگ افراد اس خدمت
 پر مامور ہوتے اور مشاہدہ اور تجربہ گواہی دیتا ہے کہ ایسا ہی ہوتا رہا۔ چنانچہ فہرست
 مجددین سے واضح ہوتا ہے۔ کہ کوئی مجدد فقیر ہے کوئی محدث ہے۔ کوئی مفسر ہے کوئی
 سچائی کوئی مستحکم ہے۔ اور کوئی بادشاہ ہے۔ ان میں جن کاموں کو ایک ذات جامع صحیح
 حقا انسانی بہر حسن و خوبی سر انجام دیتی تھی۔ اب مختلف زمانوں میں مختلف افراد
 مختلف پہلوؤں میں ان خدمات کو بجالاتے رہے۔ اور اس سے کوئی مسلمان
 نہیں کر سکتا۔

جب یہ امر روز روشن کی طرح ظاہر ہو گیا۔ کہ ہر صدی کے سرپرستی مجدد کا آنا ضروری
 ہے۔ تو اب کوئی وجہ نہیں کہ چودھویں صدی کے سرپرستی کوئی مجدد نہ آوے۔ مجدد کا آنا
 نہایت ہی ضروری ہے۔ خاص کر ایسے پر فتن زمانہ میں جبکہ اسلام پر ہر پہلو اور ہر
 طرف سے مصائب کے پہاڑ کے پہاڑ ٹوٹ رہے ہیں۔ اور اسلام ایسے نرنڈر
 چس گیا ہے۔ کہ جس سے جانبی نہایت ہی مشکل ہو گئی ہے۔

اس یہ بات یاد رکھنے کے لائق ہے کہ ہر صدی میں جو مجدد آیا ہے۔ اسکا اسلام
 ہوتا تھا کہ اسلام پر جس پہلو سے حملہ کیا گیا۔ یا جس بات میں اسلام ضعیف ہو گیا
 یا نقص کے دور کرنے کے لئے وہ مجدد کھڑا ہوا اور مجدد کے لئے ضروری نہیں

پہنچ لفظ توفی کا استعمال کا غذات سرکاری میں

وہ انکے کا غذات سرکاری میں جب کسی مرے ہوئے کا ذکر ہوتا ہے یا اگر کوئی دوران میں مر جاتا ہے تو ہمیشہ لفظ متوفی اسکی بابت لکھا جاتا ہے اور نیز کا غذات پٹواری العرض میں مرے ہوئے کی نسبت جیز متوفی کے اور کوئی لفظ نہیں لکھا جاتا۔

انض کلام اللہ حدیث رسول اللہ و آثار صحابہ و اقوال سر خلیفہ و مہجرات سرکار و ولایت پٹواری سے معاف ظاہر ہے کہ لفظ توفی موت کے لئے آتا ہے۔ اب ہم ان لوگوں پر جتنے ہیں جو توفی کے لئے موت کے نہیں جاتے۔ کہ کسی ان لوگوں کی نسبت بھی یہ خیال ہے کہ فلان شخص صبح آسمان پر اٹھایا گیا کسی حکیم سرکاری و جہان چوت کورت نے یہ بحث کر کے متوفی دوزن سے ممکن ہے کہ وہ شخص جسکی نسبت متوفی استعمال کیا گیا ہے کہیں حق نہیں ہوگا جو ان آسمان پر چلا گیا ہو اور اسی خیال کا ہونا وہ کسی حادثہ کی تقسیم کی مخالفت کر رہی ہو۔ لہذا ایک مثال بھی دیں جنہیں کو سکتے تو ایچ کیوں یاد رکھیں وہ سے حضرت حق کو زندہ رکھتے ہ

مشعر لفظ توفی کے معنی لغت عرب سے

توفی باللسان بلوہ صوفیہ کہ توفی مریدان لفظ توفی اللہ تعالیٰ اسے جس روح جانی سے خدائے کے ہیں جیسے توفی اللہ کے معنی میں اللہ تعالیٰ نے اسکی روح کو قبض کر لیا۔ قدام اللہ تعالیٰ کہ توفی کا پورا پورا لفظ صبح کا پورا لفظ اسکا پورا ہی مراد ہو سکتی ہے یا کچھ اور۔

اس البلاغ جلد ۲ صفحہ ۴۱۲۔ توفی فلان و توفاه اللہ و احسنہ الوفاۃ مدنی لفظ مرید اللہ تعالیٰ نے اسکو مار دیا۔ اسکو موت سے آں دیا۔

جمع البحار جلد ۲ صفحہ ۵۴۴۔ متوفیک و مراعات علی المتقدم و التاخر و قبل و کون الوفاۃ لیس موت یعنی متوفیک۔ و لفظ مقدم و مؤخر میں اور موت بعض کی موت ہے نہ حقیقی بحال توفی کے معنی قبض روح یا موت ہے میں آتی مقدم و مؤخر کا بار ثبوت صاحب کتاب پر آقوب اللوار جلد ۲ صفحہ ۴۱۲۔ توفی۔ المدة بلغها و استکملها توفی اللہ زیداً۔

احسنہ توفی فلان مجھ کو قبضت کا حصہ حیات فاللہ المتوفی و العبد المتوفی کے معنی مدت کا پورا ہونا اسکا مل ہو جانا۔ اللہ تعالیٰ نے زید کو توفی کر دیا یعنی اسکی روح کو کر لیا۔ فلان شخص متوفی کیا گیا یعنی اسکی روح قبض کی گئی اور مر گیا جہاں خدا قائل و مدین

تفسیر صافی جلد ۱ ص ۱۸۷

نہی کن پر نگہبان تھا۔

۱۰ تفسیر صافی قلمی۔ زیر آیت فلما توفیتنی۔ پس آں مقام کہ مرا اگر فتنی یعنی رفع کردی آسمان یا میرا چندی اس وقت جب تو نے مجھے اٹھالیا یا اوردیا۔

۱۱ تفسیر غرائب القرآن جلد ۶ صفحہ ۴۴ زیر آیت فلما توفیتنی کنت انما الرقیب علیہم۔ پس میں پر نگہبان اور دی تو راغب برآنا یعنی جب تو نے مجھے اچھوڑا تو تو پر نگہبان تھا۔

۱۲ تفسیر صافی جلد ۱۔ زیر آیت فلما توفیتنی۔ التوفی اخذ الشئ وانفاد الموت نوع منہ۔ یعنی تو نے مجھے کسی شے کا پورا کیا نہ اوردی کسی اس کی ایک قسم ہے۔

۱۳ تفسیر مسالک الامرار جلد ۱ صفحہ ۲۳ زیر آیت بالا۔ پس اگر گاہیکہ میرا چندی مرا و برآسمان برداشتی ہو تو ان برآش۔ یعنی جب تو نے مجھ کو اوردیا تو مرا و برآسمان پر لے گیا تو تو ان پر نگہبان تھا۔

۱۴ تفسیر فتح القرآن جلد ۱ صفحہ ۶۴ زیر آیت بالا۔ پس جب تو نے مجھے وفات دی تو تو ان پر تو ہی نگہبان تھا۔

۱۵ تفسیر کبیر معجم جلد ۱ صفحہ ۱۰۱ زیر آیت بالا۔ پھر مجھ نے مجھے لے لیا تو ان پر نگہبان تھا۔

۱۶ مائتہ شیخ احمد سادی کا لکھی ہے جلالین جلد اول صفحہ ۲۱۰ زیر آیت۔ فلما توفیتنی۔ لیستحل التوفی

الشئ وانفاد اے کامل الموت نوع منہ۔ یعنی حق کسی چیز کے پورا لینے کے وقت اس وقت

کسی اس کی ایک قسم ہے۔

۱۷ تفسیر فتح القدر قلمی میں زیر آیت۔ فلما توفیتنی لکھا ہے۔ قبل هذا يدل على ان الله سبحانه

قبل ان يرفع۔ یعنی کہتے ہیں کہ یہ آیت اسی بات پر دال ہے کہ اللہ تعالیٰ نے میرے لیے

۱۸ تفسیر جامع البیان صفحہ ۱۱۱۔ التوفی اخذ الشئ وانفاد۔ یعنی تو نے مجھے کسی چیز کا پورا پورا لے لیا

۱۹ تفسیر روح المعانی جلد اول صفحہ ۱۵۱ زیر آیت فلما توفیتنی۔ عن الجہان ان المعنى امتنع واد

۲۰ تفسیر صافی جلد ۱ صفحہ ۶۰ زیر آیت فلما توفیتنی کنت انما الرقیب علیہم۔ پس میں پر نگہبان اور دی تو راغب برآنا یعنی جب تو نے مجھے اچھوڑا تو تو پر نگہبان تھا۔

يَا أَهْلَ الْكِتَابِ لِمَ تَكْفُرُونَ بِاللَّهِ وَآيَاتِهِ تَسْتَكْبِرُونَ

فصل الخطاب

لمقدمته

اهل الكتاب

از اضافات

حضرت مولوی نور الدین غلیفہ ایچ اول رضی اللہ عنہ

ناشر - الشوکری الاسلامیہ ملینہ ریوہ

حضرت اقدس علیہ السلام مؤلف کتاب ہذا کی تعریف کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ
آپ نے

" ایسی کتابیں تصنیف کی ہیں جو بہت سے مفید مطالب اور بہت سے نکات پر مشتمل ہیں۔ جن کی نظیر پہلے لوگوں کی کتابوں میں نہیں پائی جاتی۔ ان کی عبادتیں باوجود مختصر ہونے کے فصاحت سے پُر ہیں۔ اور ان کے الفاظ نہایت دلربا خوبصورت اور عمدہ ہیں۔ جو غور سے پڑھنے والوں کو پاکیزہ شربت پلاتی ہیں۔ اور اس کی کتابوں کی مثال اُس ریشم کی مانند ہے جو مُشک سے معطر ہو۔ اور مزید ہر اس میں موتی اور یاقوت اور بہت سی کستوری ملائی گئی ہو۔ پھر اس میں عنبر ملا کر معجون کی طرح بنایا گیا ہو۔

آپ کی تصنیفات کیا بلحاظ معنایں کی جامعیت اور تنوع کے اور کیا بلحاظ جاذبِ قلوب دلائل و براہین کی قوت کے دوسرے لوگوں کی تصانیف پر فوقیت لے گئی ہیں۔ مبارک ہو اُس شخص کو جو انہیں حاصل کرے۔ اور دوسروں کو اُن کی حقیقت سے آگاہ کرے اور انہیں بنظرِ غائر پڑھے۔ وہ اہلِ مانند کوئی مددگار نہیں پائیگا۔ اور جو شخص چاہے کہ قرآن مجید کے عقود کو حل کرے اور خدا تعالیٰ کی کتاب کے اسرار پر واقف ہو تو اس پر لازم

ہے کہ وہ ان کتابوں کی پوری توجہ سے درق گردانی کرے اور اس پر دوامِ اختیار کرے کیونکہ یہ کتب کفیل ہیں اس امر کی جو ایک ذہین طالبِ علم کا مقصود ہوتا ہے۔ ان کے ریحان کی خوشبو دلوں کو فریفتہ کرتی ہے۔ ان کی شاخوں میں کثرت سے میوے ہیں اور کوئی شک نہیں کہ وہ اس باغ کی طرح ہیں

جس کے خوشے جکے ہوئے ہیں۔ اور اس میں کوئی لغو بات نہ ملے گی۔ اور پاک
لوگوں کے لئے وہ مقام راحت یا جہان فی ہے۔ اُن میں سے ایک کا نام فصل الخطاب
المقدمۃ اہل الکتاب ہے۔ اور دوسری کا نام تصدیق برائین احمدیہ ہے۔ ان میں
باوجود متانت الفاظ اور لطافت (مبانی) مضامین کے قیمتی معانی پُر دیئے
گئے ہیں یہاں تک کہ وہ مؤلفین کے لئے اُسوہ حسنہ ہو گئی ہیں۔ علماء کلام
خواہ مشرک کہتے ہیں کہ وہ انہیں کتابوں کی طرز پر لکھیں۔ اور بڑے بڑے علماء نے
ان کتابوں کی مدح مرائی کی ہے۔ اور مؤلف فاضل نے
ان کتابوں میں قرآن شریف کے نکات کی تفسیر کے نئے پوری کوشش کی
ہے اور اپنی تحقیق میں روایت و درایت کے متفق کرنے کی طرف توجہ
مبذول کی ہے۔ پس آفرین ہے اُس کی عالی ہمت کے لئے اور اُسکے
روشن پسندیدہ افکار کے لئے۔

وہ مسلمانوں کا فخر ہے۔ اور مسلمانوں کے دلائل کے استخراج میں
اور فرقان حمید کے حقائق کے فراوانی۔ یہاں سے میں عجیب، مکمل، مستند
بلکہ وہ شکوہ نبوت کے انوار۔ ہے اور شائقِ مروت کے
مناسب نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے انوار سے منور ہے۔ وہ ایک عجیب و غریب
بلند ہمت مرد ہے۔ اس کے ایک ایک لمحہ کے ساتھ انوار کی منیریت
ہیں۔ اس کے ایک ایک رشتہ کے ساتھ فردوں کے مشرب ہوتے
ہیں۔ اور یہ خدا کے تعالیٰ کا فضل ہے جس کو چاہے عطا کرتا ہے۔ اور وہ
سب سے بہتر عطا کرنے والا ہے۔“ (امینہ لکھنؤ اسلام صفحہ ۵۸۳-۵۸۵)

مِنْ وَلَوْ لَا اِتِّبَاعَ الظُّلَمِ وَمَا قَتَلُوهُ يَقْتُلُوهُ لَئِنْ رَفَعَهُ اللَّهُ إِلَيْنَا
وَلَوْ كُنَّا مِنْ أَهْلِ الْكِتَابِ لَأُتُوْنَا بِهِ قَبْلَ مَوْتِهِ وَكَيْفَ يُقِيمُ يُكُونُ
عَلَيْهِمْ شَهِيدًا - سید پارہ ۷ - سورۃ نساء - رکوع ۲ -

بات دور چل گئی۔ ان باغ بانوں نے اپنے آخری نبی راست باز صلح کار کو اپنے
زعم میں قتل کیا۔ مار ڈالا۔ بنی اسرائیل کے سارے نبی خدا کے پلوٹھے تھے۔ اور مسیح
آخری پلوٹھے۔ اب باغ اور دلوں کے سپرد ہوا۔ باغ یروشلم تھا۔ پہلے اسکے باغبان
بنی اسرائیل میں سے رہے۔ ان کی بے ایمانی سے اب وہ باغ بنی اسمعیل کے سپرد ہوا۔
ماہوج دراز گوش کہتے ہیں۔ وہ آخری آچکے اب محمد کون ہے۔ عقل والو سوچو۔ انجیل
میں لکھا ہے۔ مالک باغ باغ اور دلوں کو سپرد کرے گا۔ آخر کہاں آچکے۔ معاملہ ختم نہیں۔
کبھی پہلے بنی اسمعیل اس کے مالک ہوئے۔ اب تیرہ سو برس سے مالک ہیں۔ یہود
اور عیسائیوں کے لئے عہدہ باغبانی نہیں رہا۔ باغ کا نام بھی بدل گیا۔ یروشلم سے
بیرت المقدس بنا۔

۔ متی اس نئی قوم کے حق میں کہتا ہے۔ وہ موسم پر پھل دینگے۔ متی ۲۱ باب ۴۱۔
اور عرب میں حج کے ایام کو موسم کہتے ہیں۔ پھر لوقا ۲۰ باب ۱۶۔ انہوں (بنی اسرائیل)
نے یہ سن کے کہا۔ ایسا نہ ہو۔ تب اُس نے انکی طرف دیکھ کے کہا۔ پھر وہ کیا ہی جو لکھا ہے
کہ وہ پتھر سے راہگیروں نے رد کیا وہی کونے کا سرا ہوا۔ ہر ایک جو اس پتھر پر گرے۔
چور ہوگا۔ اور پتھر وہ گرے اُسے پیس ڈالے گا۔ اور متی ۲۱ باب ۴۲۔ اسیلئے میں تمہیں کہتا ہوں

بقیت شمس شک میں ہیں اور لوگوں کو اس کا کچھ بھی یقینی علم نہیں ہے مگر گمان کی پیروی۔ اور نہ مارا اُس کو
از راہ یقین۔ بلکہ اللہ نے اُس کو اپنی طرف اٹھا لیا ۱۲۔

۱۲۔ اور نہیں کوئی اہل کتاب ہے مگر البتہ ایمان لاؤ گا ساتھ اسکے پہلے موت اُس کے اور دن قیامت کے ہوگا اور پُرانے گواہ ۱۲
۱۳۔ بنی اسرائیل کو خدا نے مصر سے لاکر یروشلم میں آباد کیا۔ اور لوگوں میں انبیاء و رسل بھیجے۔ عیساہ باب۔



مکرمات الحکیم

بہار
دنیا کا مذاہب پر

جلد ۱۴ ابیت ماہ اربع و پریل ۱۹۱۵ء

مطابق جمادی الاول و جمادی الثانی ۱۳۳۳ھ

نمبر ۱۴

فہرست مضامین

کافضل

۱۸۴

جو اللہ اور اس کے رسولوں کا انکار کرتے ہیں اور چاہتے ہیں کہ اللہ اور اس کے رسولوں میں
تفریق کریں یعنی اللہ پر ایمان لے آئیں اور رسولوں کو نہ ایمان یا کہتے ہیں کہ یہ بعض رسولوں کو مانتے
ہیں اور کسی کو نہیں مانتے اور چاہتے ہیں کہ کوئی بین بین کی راہ اختیار کر لیں یہی لوگ کچے کافر ہیں اور
اللہ نے کافروں کے لیے ذلیل کر دیا عذاب تجویز کیا اس آیت کریمہ میں اللہ تعالیٰ نے کھلے
الفاظ میں ان لوگوں کا رد کیا ہے جو تمام رسولوں کا ماننا نہ دیا ایمان نہیں سمجھتے۔ پس اس آیت
کے تحت ہر ایک ایسا شخص جو موسیٰ کو تو ماننا ہو گا مگر علی کو نہیں ماننا یا عیسیٰ کو ماننا ہو گا مگر محمد کو نہیں ماننا اور
یا محمد کو ماننا ہے پر مسیح موعود کو نہیں ماننا وہ نہ صرف کافر بلکہ بجا کافر اور دائرہ اسلام سے
خارج ہے اور یہ فتویٰ ہماری طرف سے نہیں ہے بلکہ اس کی طرف سے ہے جس نے اپنے
کلام میں ایسے لوگوں کے لیے اذیتناک کلام الکافرون حقانیا پر فتنہ بڑا

اور اگر یہ کہا جائے کہ اس بات میں تعارف رسول پر ایمان لانے کا سوال ہے مسیح موعود کا کوئی ذکر نہیں یہاں تک کہ عظیم ہو گا کیونکہ اللہ تعالیٰ نے اپنے کلام میں مسیح موعود کے متعلق بیسیوں جگہ نبی اور رسول کے الفاظ استعمال فرمائے ہیں جیسا کہ فرمایا "دنیا میں ایک نبی آیا پر دنیا نے اسکو قبول نہ کیا" یا جیسے فرمایا یا ایہا النبی اطعموا البصائع والمعتصا جس طرح فرمایا انی معکم رسول اللہ موعود اور مسیح موعود نے اپنی کتابوں میں اپنے دعویٰ رسالت اور نبوت کو بڑی مراحت کے ساتھ بیان کیا ہے جیسا کہ آپ نے بھی فرمایا اور دعویٰ ہے کہ ہم رسول اور نبی ہیں "اور دیکھو یہ وہ تاریخ اسلام آیا جیسا کہ آپ نے لکھا ہے کہ میں خدا کے حکم کے موافق نبی ہوں اور اگر میں دیکھوں خدا حضرت مسیح موعود ہوں تو یہ پیشوا عام کا ہوا یہ خدا حضرت مسیح موعود نے اپنی وفات کے مرتبین دن پہلے یعنی ۲۲ مئی ۱۸۹۹ء کو لکھا اور آپ کا یوم وصال ۲۶ مئی ۱۸۹۹ء کو اخبار عام میں شائع ہوا۔ پھر اسی پر جس میں مسیح موعود نے نبوت کا دعویٰ کیا ہے بلکہ نبیوں کے مرتبین محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی اتوار کے مسیح کا نام ہی اللہ رکھا جیسا کہ صحیح مسلم سے

خوب سمجھتی تھیں کہ لانبی بعدی کے وہی معنی ہیں جو خاتم النبیین کے ہیں لیکن آپ نے عوام الناس کو ٹھوکر سے بچانے کے لئے فرمایا کہ قولوا احاتم النبیین ولا تقولوا لانا نبی بعدہ مگر وائے قسمت مسلمانوں کی کہ جس ٹھوکر سے انکو ان کی مادر مشفق نے متنبہ کر دیا تھا انہوں نے اسی جگہ ٹھوکر کھا لی۔

اس جگہ یہ یاد رہے کہ آج تک نبوت تین قسم پر ظاہر ہو چکی ہے اول تشریبی نبوت جس کی دو موئی مثالیں موسیٰؑ کی نبوت اور نبوت محمدؐ یہ ہیں ایسی نبوت کو مسیح موعودؑ نے حقیقی نبوت کے نام سے پکارا ہے۔ دویم وہ نبوت جس کے لئے تشریبی یعنی حقیقی پانچویں نہیں بلکہ صرف آنا ضروری ہے کہ وہ بلا واسطہ جناب باری تعالیٰ کی طرف سے ملے جیسے عیسیٰؑ یحییٰؑ داؤدؑ سلیمانؑ اور ذکر یا علیہم السلام کی نبوتیں یہ لوگ موسیٰؑ کی شریعت کے پابند تھے اور ان کا شن صرف تورات کی شاعت تھا لیکن تاہم انہوں نے موسیٰؑ کی اتباع کی وجہ سے نبوت نہیں پائی کیونکہ تورات کی تعلیم وجہ خصوصیات انسانی اور انسانی کے اس درجہ کی نہ تھی کہ اس پر کار بند ہونے کی وجہ سے کوئی شخص نبوت کا درجہ پاسکے بلکہ ایک حد تک تورات انسان کو چلاتی تھی اور پھر جبکہ اللہ تعالیٰ نے نبوت کا درجہ دینا ہوتا تھا اور ہر اہل نبوت ملکہ کے نبوت عطا کی جاتی تھی ایسی نبوت حضرت مسیح موعودؑ کی اصطلاح میں مستقل نبوت ہے تیسری قسم نبوت کی ظلی نبوت ہے جسکے یہ معنی ہیں کہ نہ تو انسان کوئی نئی شریعت لائے جس سے حقیقی نبی بنجاتا ہے جیسے موسیٰؑ اور نہ اُسے براہ راست نبوت ملی ہو جس سے مستقل نبی کہلاتا ہے جیسے عیسیٰؑ بلکہ ایک ایسے کامل انسان کی اتباع کی وجہ سے نبوت ملے اللہ تعالیٰ کی طرف سے نبوت مل سکے اور نہ قرآن کریم سے پہلے کوئی ایسی کتاب تھی جس پر وہ طوطہ کار بند ہونے سے انسان نبوت کا درجہ حاصل کر سکے یہی درجہ ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے پہلے حقیقی اور مستقل نبی تو ہوتے رہے مگر ظلی نبی کوئی نہ ہوا کیونکہ آپؐ سے پہلے دنیا میں کوئی کامل انسان موجود نہ تھا اور قرآن سے پہلے کوئی کامل کتاب نہ تھی مگر آپؐ کی آمد سے

مستقل اور حقیقی نبوتوں کا دروازہ بند ہو گیا اور ظلی نبوت کا دروازہ کھولا گیا پس اب جو ظلی نبی ہو گا ہے وہ نبوت کی ہر کوئی طرف سے والا نہیں کیونکہ اسکی نبوت اپنی ذات میں کچھ چیز نہیں بلکہ وہ تمہارے نبوت کا ظل ہے۔ ذکر مستقل نبوت۔ افسوس جو بعض لوگوں کا خیال ہے کہ ظلی یا بروزی نبوت گھٹیا قسم کی نبوت ہے یہ محض ایک نفس کا دھوکا ہے جس کی کوئی بھی حقیقت نہیں کیونکہ ظلی نبوت کے لئے یہ فردی ہے کہ انسان نبی کریم مسلم کی اتباع میں اسقدر فرق ہو جاوے کہ من تو شدم تو من شدی کے درجہ کو پہلے ایسی صورت میں وہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے جمیع کمالات کو فکر کے رنگ میں اپنے اندر ترمایا گیا مگر حقیقت میں ان دونوں میں قرب اتنا بڑھ گیا کہ نبی کریم مسلم کی نبوت کی یاد بھی اس پر چڑھائی جائیگی تب جا کر وہ ظلی نبی کہلائے گا پس جب عقل کا یہ تقاضا ہے کہ اپنے اصل کی پوری تصویر ہو اور اسی پر تمام انبیاء کا اتفاق ہے کہ وہ ناداں جو مسیح موعود کی ظلی نبوت کو ایک گھٹیا قسم کی نبوت سمجھتا یا اسکے معنی ناقص نبوت کے کرتا ہے وہ ہوش میں آوے اور اپنے اسلام کی فکر کرے کیونکہ اس نے اس نبوت کی شان پر عمل کیا ہے جو تمام نبوتوں کی سرنام ہے۔ میں نہیں سمجھ سکتا کہ لوگوں کو کیوں حضرت مسیح موعود کی نبوت پر شکور لگتی ہے اور کیوں بعض لوگ آپ کی نبوت کو ناقص نبوت سمجھتے ہیں کیونکہ میں تو یہ دیکھتا ہوں کہ آپ حضرت مسلم کے بروز ہونے کی وجہ سے ظلی نبی تھے اور اس ظلی نبوت کا پایہ بہت بلند ہے۔ یہ ظاہر بات ہے کہ پہلے زمانوں میں جو نبی ہوتے تھے انکے لئے یہ فردی نہ تھا کہ ان میں وہ تمام کمالات رکھے جاویں جو نبی کریم مسلم میں رکھے گئے مگر ہر ایک نبی کو اپنی استعداد اور کام کے مطابق کمالات عطا ہوتے تھے کسی کو بہت کسی کو کم۔ مگر مسیح موعود کو تو جب نبوت ملی جب اس نے نبوت محمدیہ کے تمام کمالات کو حاصل کر لیا اور اس قابل ہو گیا کہ ظلی نبی کہلائے پس ظلی نبوت نے مسیح موعود کے قدم کو نیچے نہیں ہٹایا بلکہ آگے بڑھایا اور اسقدر آگے بڑھایا کہ نبی کریم کے پہلو پہلو لاکھڑا کیا۔ اس بات سے کون دھمکا کر سکتا ہے کہ میں نبی کے لئے فردی نہ تھا کہ وہ نبی کریم کے تمام کمالات حاصل کر لینے کے بعد نبی بنایا جاتا۔ اور وہ نبی

الحمد لله رب العالمین

مباحثہ اولیٰ

(مسابین)

بجاعت احمدیہ راولپنڈی و احمدیہ تحریک اشاعت اسلام راولپنڈی

مضامین مناظرہ علامہ سید سید

۱۔ پیشگوئی مصلح موعود

۲۔ خلافت اور انجیل

۳۔ نبوت حضرت مسیح موعود علیہ السلام

۴۔ ”مسئلہ کفر و اسلام“

یہ مناظرہ مشترکہ اخراجات سے شائع ہو رہا ہے

جماعت احمدیہ کا تیسرا چرچہ

نمودہ تفصیلی مبنیٰ رسول اکرم

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نبوت حضرت مسیح موعود علیہ السلام

۱۔ انبیاء علیہم السلام دو قسم کے ہوتے ہیں۔ (۱) تشریفی (۲) غیر تشریفی۔ پھر غیر تشریفی

بھی دو قسم کے ہوتے ہیں۔ (۱) براہ راست نبوت پانے والے (۲) نبی تشریفی کی اتباع سے نبوت کے حاصل کرنے والے۔

۲۔ ہر قسم کے نبی نبی ہیں۔ تشریفی ہوں۔ یا غیر تشریفی۔ براہ راست ہوں یا غیر تشریفی

اتباع سے فیض نبوت پانے والے ہوں جنہیں امتی نبی اور مجازی نبی بھی حضرت اقدس کے فرمایا ہے۔

۳۔ حضرت مسیح علیہ وسلم کے پیشتر صرف پہلی دو قسم کے نبی آتے تھے۔ کیونکہ کوئی

نبی مقام خاتم الانبیاء کو حاصل نہ کر چکا تھا۔ جس کا لازمی نتیجہ یہ تھا۔ کہ خاتم الانبیاء کے بعد براہ

جماعت نبوت کا دروازہ بند کر کے اس کی اتباع میں یہ مقام جاری کر دیا جائے۔ یہ غیر صرف

حضرت سرور کائنات مسلم کو پیشا گیا۔ کہ آپ کا امتی آپ کی پیروی سے مقام نبوت بھی پاتا ہے

۴۔ مجازی غلطی۔ بردوزی یہ اصطلاحات حضرت مسیح موعود نے بیان فرمائی ہیں۔

اور اس نے کہ وہ سرے لوگ حضرت کے دعوے نبوت سے یہ نتیجہ نہ اخذ کریں۔ کہ حضور انور حضرت

مسلم سے علیحدہ ہو کر اور قرآنی شریعت کو چھوڑ کر او عام فرما رہے ہیں۔ اس وہم کے ازالہ

کے لئے یہ تمام اصطلاحیں ذکر کی گئی ہیں۔ ان سے نبوت کی نفی مراد نہیں۔ بلکہ طریق حصول

نبوت سے آگاہ کرنا مد نظر ہے۔ در نہ حضرت اقدس کے اہامات میں بالاتفاق نبی اور رسول

کے لفظ بغیر کسی غلطی۔ مجازی یا بردوزی کی قید کے استعمال ہوئے ہیں۔

کیا یہ افسوس کا مقام نہ ہوگا۔ کہ آج حضرت کے ماننے کا دعوے کرنے والے محض

ہو گیا تو کہ آسمان پر تھما رہا ہے اس لئے کہ لوگوں نے ان میں سے
کو بھی جو تم سے پہلے تھے اسی طرح ستایا تھا۔
تم زمین کے ملک ہو لیکن اگر تک کا مزہ جاتا رہے تو وہ کس
چیز سے ملکین کیا جائیگا؟ پھر وہ کسی کام کا نہیں ہوا اسکے باہر
پھینکا جائے اور آدمیوں کے پاؤں کے نیچے روندنا جائے۔
دنیا کے نور ہو۔ جو شہر ہمارا پرہیسا ہے وہ چھپ نہیں سکتا۔
چراغ جلا کر دیکھنا کہ نیچے نہیں بلکہ چراغ دان پر رکھتے ہیں تو اس
سے گھر کے سب لوگوں کو روشنی پہنچتی ہے۔ اسی طرح تمہاری
روشنی آدمیوں کے سامنے چمکے تاکہ وہ تمہارے نیک کاموں کو
دیکھ کر تمہارے باپ کی جو آسمان پر ہے تعجب نہ کریں۔
یہ نہ سمجھو کہ میں نوریت باپوں کی کتابوں کو مشغول کر کے
آیا ہوں۔ مشغول کر کے نہیں بلکہ پورا کر کے آیا ہوں۔ کیونکہ میں
تم سے سچ کہتا ہوں کہ جب تک آسمان اور زمین مل نہ جائیں ایک
لفظ یا ایک شوشہ نوریت سے ہرگز نہ ٹھنکا جب تک سب کچھ
پورا نہ ہو جائے۔ پس جو کوئی ان چھوٹے سے چھوٹے ملکوں
میں سے بھی کسی کو توڑیگا اور یہی آدمیوں کو رکھا لیگا وہ آسمان
کی بادشاہی میں سب سے چھوٹا ملک لیگا لیکن جو ان پر مل کر لیگا
اور انکی تعلیم دیگا وہ آسمان کی بادشاہی میں بڑا ملک لیگا۔ کیونکہ
میں تم سے کہتا ہوں کہ اگر تمہاری راستبازی فیندوں اور فہیوں
کی راستبازی سے زیادہ نہ ہوگی تو تمہارا آسمان کی بادشاہی میں
ہرگز داخل نہ ہو سکے۔
تم میں چمکے ہو کہ آگلوں سے کہنا تھا کہ خوں نہ کرنا ہو جو
کوئی خون کرے گا وہ عدالت کی سز کے لائق ہوگا۔ لیکن میں
تم سے یہ کہتا ہوں کہ جو کوئی اپنے بھائی پر غصے ہوگا وہ عدالت
کی سزا کے لائق ہوگا اور جو کوئی اپنے بھائی کو پاگل کہیگا وہ صدر
عدالت کی سزا کے لائق ہوگا اور جو اسکو حق کہیگا وہ آتش جہنم
کا سزاوار ہوگا۔ پس اگر تو قربان گاہ پر اپنی نذر گذارنا ہو اور
وہاں چلے یا آئے کہ میرے بھائی کو تم سے کچھ شکایت ہے تو
وہیں قربان گاہ کے آگے اپنی نذر چھوڑ دے اور جا کر پہلے اپنے
بھائی سے ملا کر کتب اگر اپنی نذر گذارن۔ جب تک تو اپنے
دے کے ساتھ راہ میں ہے اس سے جلد صلح کر لے۔ کہیں
آپنا نہ ہو کہ مدعی تجھے منصف کے حوالہ کر دے اور منصف
تجھے سپاہی کے حوالہ کر دے اور تو قید خانہ میں ڈالا جائے۔

میں تم سے سچ کہتا ہوں کہ جب تک تو کوئی کوئی ادا نہ کر دیا
وہاں سے ہرگز نہ چھوڑیگا۔
تم میں چمکے ہو کہ کہنا تھا کہ زنا نہ کرنا۔ لیکن میں تم سے
یہ کہتا ہوں کہ جس کسی نے بری خواہش سے کسی عورت پر نگاہ
کی وہ اپنے دل میں اس کے ساتھ زنا کر لیگا۔ پس اگر تیری دہی
اسکے نیچے ٹھک کر کھلائے تو اسے نکال کر اپنے پاس سے پھینک دے۔
کیونکہ تیرے لیے یہی بہتر ہے کہ تیرے اعضاء سے ایک جا کر چلے
ہر اسارا بدن بہتم میں نہ ڈالا جائے۔ اور اگر تیرا دہنا تھکے
ٹھوکر کھلائے تو اسکو نکال کر اپنے پاس سے پھینک دے کیونکہ تیرے
لئے یہی بہتر ہے کہ تیرے اعضاء سے ایک جا کر چلے اور لڑا
بدن تم میں نہ جائے۔ یہی کہنا تھا کہ جو کوئی اپنی بیوی کو چھوڑ
اسے خلافت لکھ دے۔ لیکن میں تم سے یہ کہتا ہوں کہ جو کوئی
اپنی بیوی کو زنا کرے کسی سے ہوا کسی اور سب سے چھوڑ دے وہ
اس سے زنا کرتا ہے اور جو کوئی اس چھوڑی ہوئی سے یا کرے وہ
زنا کرتا ہے۔
پھر تم میں چمکے ہو کہ آگلوں سے کہنا تھا کہ چھوٹی قسم نہ لکھا
بلکہ اپنی قسمیں خدا کے لئے پوری کرنا۔ لیکن میں تم سے یہ کہتا ہوں
کہ بالکل قسم نہ لکھا۔ نہ تو آسمان کی کوئی وہ خدا کا تخت ہے نہ
زمین کی کوئی وہ اسکے پاؤں کی چوکی ہے۔ نہ زمین کی کوئی وہ
بزرگ بادشاہ کا تھن ہے نہ اپنے سر کی قسم کھانا کیونکہ تو ایک پل
کو بھی سفید کالا نہیں کر سکتا۔ بلکہ تمام کام ہاں ہاں یا نہیں
نہیں ہو کہ تو جو اس سے زیادہ ہے وہ بدی سے ہے۔
تم میں چمکے ہو کہ کہنا تھا کہ آگھ کے بدلے آگھ اور رانت کے
بدلے وانت۔ لیکن میں تم سے یہ کہتا ہوں کہ شریر کا مقابلہ نہ
کرنا بلکہ جو کوئی تیرے دہنے گال پر طمانچہ مارے دوسرا بھی اسکی
غلط پھیر دے۔ اور اگر کوئی تجھ پر ناش کرے تیرا کتا لٹا چاہے
تو چونہ ہی اسے لے لینے دے۔ اور جو کوئی تجھے ایک کوس چلا کر
لے جائے اسکے ساتھ دو کوس چلا جا۔ جو کوئی تجھ سے مانگے اسے
دے اور جو تجھ سے فرض چاہے اس سے منہ نہ موڑ۔
تم میں چمکے ہو کہ کہنا تھا کہ اپنے بڑوسی سے محبت رکھو
اپنے دشمن سے عداوت۔ لیکن میں تم سے یہ کہتا ہوں کہ اپنے
دشمنوں سے محبت رکھو اور اپنے ساتے والوں کے لئے رکھو۔ اگر
تم اپنے باپ کے جو آسمان پر ہے بیٹے ٹھہرو کہ وہ اپنے بیٹے

- ۳۵ بھجنا ہوں۔ ان میں سے تم بعض کو قتل اور مصلوب کرو گے اور بعض کو اپنے عبادت خانوں میں کوڑے مارو گے اور شہر بشہر ستائے پھرو گے۔ تاکہ سب راستبازوں کا خون جو زمین پر بہا گیا تم پر آئے۔ راستباز بائبل کے خون سے لیکر گناہ کے بیٹے کو گناہ کے خون تک جسے تم نے مقدس اور قربان گاہ کے درمیان قتل کیا۔ میں تم سے سچ کہتا ہوں کہ یہ سب کچھ اس زمانہ کے لوگوں پر آئیگا۔
- ۳۶ آسے پریشان اے یروشلیم! تو جنہوں کو قتل کرتا اور جوتیرے پاس بھیجے گئے انکو سنگسار کرتا ہے۔ کتنی باریں نے چاہا کہ جس طرح مرنے والے بچوں کو بروں میں جمع کر لیتی ہے اسی طرح میں بھی تیرے رگوں کو جمع کروں مگر تم نے نہ چاہا۔ دیکھو تمہارا گھر تمہارے بے دیران چھوڑا جاتا ہے۔ کیونکہ میں تم سے کہتا ہوں کہ اب سے مجھے پھر ہرگز نہ دیکھو۔ جب تک نہ کہو گے کہ مبارک ہے وہ جو خداوند کے نام سے آتا ہے۔
- ۳۷ اور یسوع نیکل سے نکل کر جارا تھا تاکہ اسکے شاگرد اسکے اس آئے تاکہ اسے پہل کی عبادتیں دکھائیں۔ اس نے جواب میں ان سے کہا کہ تم ان سب چیزوں کو نہیں دیکھتے؟ میں تم سے سچ کہتا ہوں کہ یہاں کسی پتھر پر پتھر باقی نہ رہیگا جو گرے یا نہ جائیگا۔
- ۳۸ اور جب وہ تریٹون کے پہاڑ پر بڑھا تھا اسکے شاگردوں نے الگ اسکے پاس آکر کہا ہمنکو بتا کہ یہ باتیں کب ہوگی؟ اور تیرے آئے اور نہ اس کے آخر ہوئے کا نشان کیا ہوگا؟ یسوع نے جواب میں ان سے کہا کہ خبردار! کوئی تمکو گمراہ نہ کر دے۔ کیونکہ بہتیرے میرے نام سے آئینگے اور کہیں گے میں مسیح ہوں اور بہت سے لوگوں کو گمراہ کریں گے۔ اور تم ٹرائیاں اور ٹرائیوں کی افواہ سنو گے۔ خبردار! گمراہ جانا کیونکہ ان باتوں کا واقع ہونا ضرور ہے لیکن اس وقت خداوند نے پہلے کہ قوم اور سلطنت پر سلطنت پڑ جائیگی۔ اور جب تک کال پڑے گی اور پھر پھل آئیں گے۔ لیکن یہ سب باتیں تمہیں بتائیں کہ شروع ہی ہوگی۔ اس وقت لوگ تمکو پناہ دینے کے لئے پکارتے ہو گے اور تمکو قتل کریں گے اور میرے نام کی خاطر سب تم سے عداوت رکھیں گے۔ اور اس وقت بہتیرے تمکو کھائیں گے اور ایک دوسرے کو کھڑکیں گے اور ایک دوسرے سے عداوت رکھیں گے۔ اور بہت سے چھوٹے نبی اٹھ کھڑے ہوں گے اور بہتیرے کو گمراہ کریں گے۔
- ۳۹ اور بے دینی کے بڑھ جانے سے بہتیروں کی محبت ٹھنڈی پڑ جائیگی۔ مگر جو آخر تک برداشت کرے گا وہ نجات پائیگا۔ اور بادشاہی اس خوشخبری کی منادی تمام کو دیا میں ہوگی تاکہ سب قوموں کے لئے گواہی ہو۔ تب خاتمہ ہوگا۔
- ۴۰ پس جب تم اس اجاڑنے والی مکڑہ جینے کو جس کا ذکر بائبل نے کی معرفت ہوا۔ مقدس مقام میں کھڑا ہوا دیکھو (پڑھو)۔ سمجھ لے۔ تو جو نودیہ میں ہوں وہ پہاڑوں پر ہلکے چلیں گے۔ جو کٹھے پر بڑھو وہ اپنے گھر کا اسباب لینے کو بیچے۔ نہ تیرے۔ نہ جو کھیت میں ہو وہ اپنا کپڑا لینے کو بیچے۔ نہ لوٹے۔ مگر انہوں میں جو ان دنوں میں علیل ہوں اور جو دوہ پلائی ہوں۔ انہیں اپنے گھر کو نکال کر ان دنوں میں باسٹ کے دن بھاگنا نہ پڑے۔ کیونکہ اس وقت ایسی مری مصیبت ہوگی کہ دنیا کے شروع سے نہایت ہوئی نہ کبھی ہوگی۔ اور اگر وہ دن گھٹائے نہ جاتے تو کوئی بشر نہ بچتا۔ مگر ہرگز یہیوں کہ: خردہ دن گھٹائے جائیں گے۔ اس وقت اگر کوئی تم سے کہے کہ دیکھو مسیح یہاں ہے یا وہاں ہے۔ تو اسے نہ مانو۔ کیونکہ کھڑے ہوئے مسیح اور چھوٹے نبی اٹھ کر آئیں گے۔
- ۴۱ بڑے نشان اور عجیب کام دکھائیں گے کہ اگر ممکن ہو تو یوں کہ میں گمراہ کریں۔ دیکھو میں نے پہلے ہی تم سے کہہ دیا ہے۔ میں تم سے کہیں کہ دیکھو یہاں میں ہے تو باہر نہ جانا۔ کیونکہ کوٹھروں میں سے تو یوں نہ کرنا کیونکہ جیسے پہلی بار تم کو کچھ تک دکھائی دیتی ہے ویسے ہی ابن آدم کا آنا ہوگا۔ مگر وہاں کے لوگ بدھ جمع ہو جائیں گے۔
- ۴۲ اور فوراً ان دنوں کی مصیبت کے بعد سورج تاریک ہو جائیگا۔ چاند اپنی روشنی نہ دیکھا اور ستارے آسمان سے گر جائیں گے اور آسمان کی قوسیں پلائی جائیں گی۔ اور اس وقت ابن آدم کا نشان آئے گا۔
- ۴۳ دکھائی دے گا۔ اور اس وقت زمین کی سب قومیں چھائی جائیں گی۔ ابن آدم کو بڑی قدرت اور جلال کے ساتھ آسمان کے دروازے پر آئے دیکھیں گے۔ اور وہ زمین کے بڑی آواز کے ساتھ زمین پر آئیں گے۔ کو کھینچا اور وہ اسکے برگزیدوں کو چاروں طرف سے اس کے پاس لائیں گے۔ اس کے پاس اس کے گھر تک جمع کریں گے۔
- ۴۴ اب انجیل کے درخت سے ایک تمثیل دیکھو۔ تمہیں اس کی ذمہ داری ہوگی اور پتے پختے ہیں تمہاراں لیتے ہو کہ گرمی پہنچے ہے۔ اور اس طرح جب تم ان سب باتوں کو دیکھو تو جان لو کہ وہ ختم ہو جائیگا۔

مشی

۶۰-۶۴

۶۰ دھوئے لگے۔ مگر نہ پانی کو شہت سے چھوٹے کولہ آئے۔ لیکن انہوں نے کہا کہ میں تو جان ۵ اور وہ مردہوں کو تھپس میں
۶۱ آخر کار دو گواہوں نے آکر کہا کہ اس نے کہا ہے میں خدا کے پیچیدہ کر چلا گیا اور جا کر ہے آپ کو چھانی دی ۵ سرور کا پہلا
۶۲ تقدیس کو دھوا سکتا اور میں میں اسے بنا سکتا ہوں ۵ اور نے روئے کر کہا انکو، سب کے خدا میں داندار وہاں نہیں کیونکہ
۶۳ سرور کا کہیں نے کھڑے ہو کر اس سے کہا تو جواب نہیں دیا ۵ خون کی بہت ہے ۵ ہیں انہوں نے مشورہ کر کے اس کو چھین کے
۶۴ یہ تیرے خلاف کیا گواہی دیتے ہیں ۵ مگر تیرے خاموش ہیں ۵ کھار کا کہیت ہر دہیوں کے دفن کرنے کے لئے قریباً چھ سو
۶۵ سرور کا کہیں نے اس سے کہا میں نے زندہ خدا کی قسم دیتا ہوں سے وہ کہیت آج تک خون کا کہیت کھلاتا ہے ۵ اس وقت وہ
۶۶ کہ اگر تو خدا کا بیٹا سیج ہے تو ہم سے کہہ دے ۵ یہ سن کر اس نے
۶۷ سے کہا تو نے خود کہہ دیا بلکہ میں کہہ سکتا ہوں کہ اس کے بعد تم بیض بنی اسرائیل نے پھرتی تھی، اور انکو کھار کے کہیت کے
۶۸ میں آدم کو کافر طعن کی دہی طرف بھیجے اور اسمان کے بادلوں پر دیا جیسا خداوند نے مجھے حکم دیا ۵
۶۹ اس نے کفر کیا ہے۔ اب ہنگو گواہوں کی کیا عاقبت رہی؟ ۵ جتوے عاکر کے ساتھ کھڑا تھا اور عاکر نے اس سے یہ پوچھا کہ
۷۰ دیکھو تم نے ابھی یہ کفر کیا ہے۔ تم ساری کیا رائے ہے؟ ۵ کیا تو یہودیوں کا بادشاہ ہے؟ ۵ پتوے نے اس سے کہا تو نے
۷۱ تو جواب میں کہا وہ تیلی کے لائق ہے ۵ اس پر انہوں نے اسے اس نے پوچھا جواب نہ دیا ۵ اس پر پتوے نے اس سے کہا کہ
۷۲ اس کے تھوک اور اس کے منے مارے اور جس نے چٹا چٹے مار کر کہا ۵ شستا تیرے خلاف کہتی گواہیاں دیتے ہیں ۵ اس نے ایک
۷۳ اس کے نہیں ٹوٹ سے ہنکرتے ہیں بے مارا ۵ اور پتوے باہر میں بیٹھا تھا کہ ایک نوڈی نے اس کے پاس
۷۴ بات کا بھی ۵ اسکو جواب نہ دیا ۵ یہاں تک کہ عاکر نے پتوے کی کیا ۵ اور عاکر کا دستور تھا کہ عید پر لوگوں کی خاطر ایک قیدی ہے
۷۵ یہ کہہ کر انکار کیا کہ میں نہیں جانتا تو کیا کہتی ہے ۵ اور وہ وہ جانتے تھے چھوڑ دیتا تھا ۵ اس وقت تمام انکار کا کھٹک شہر
۷۶ اس سے کہا یہی پتوے ناصری کے ساتھ تھا ۵ اس نے قسم کھائی کہ میں نے اسے قیدی تھا ۵ پس جب وہ کھٹے ہوئے تو پتوے نے ان سے
۷۷ ان سے کہا یہی پتوے ناصری کے ساتھ تھا ۵ اس نے قسم کھائی کہ میں نے اسے قیدی تھا ۵ پس جب وہ کھٹے ہوئے تو پتوے نے ان سے
۷۸ کھار کھار انکار کیا کہ میں اس آدمی کو نہیں جانتا ۵ تھوڑی حسد سے پکڑوا ہے ۵ اور جب وہ سخت عداوت پر تھا تھا تو
۷۹ اس کی بیوی نے اسے کھلا چھوڑا کہ اس راستہ سے گھر کو نہ کہ اس کی بیوی نے آج خواب میں اس کے سبب سے نشت دیا تھا ۵
۸۰ لیکن سرور کا کہیں نے انکو بڑوں کے لوگوں کو بھار کر بڑا کر کہا ۵ کیونکہ میں نے اس کو بڑوں کے لوگوں کو بھار کر بڑا کر کہا ۵
۸۱ میں نے اس کو بڑوں کے لوگوں کو بھار کر بڑا کر کہا ۵ کیونکہ میں نے اس کو بڑوں کے لوگوں کو بھار کر بڑا کر کہا ۵
۸۲ اس نے کہا کہ میں نے اس کو بڑوں کے لوگوں کو بھار کر بڑا کر کہا ۵ کیونکہ میں نے اس کو بڑوں کے لوگوں کو بھار کر بڑا کر کہا ۵
۸۳ اس نے کہا کہ میں نے اس کو بڑوں کے لوگوں کو بھار کر بڑا کر کہا ۵ کیونکہ میں نے اس کو بڑوں کے لوگوں کو بھار کر بڑا کر کہا ۵
۸۴ اس نے کہا کہ میں نے اس کو بڑوں کے لوگوں کو بھار کر بڑا کر کہا ۵ کیونکہ میں نے اس کو بڑوں کے لوگوں کو بھار کر بڑا کر کہا ۵
۸۵ اس نے کہا کہ میں نے اس کو بڑوں کے لوگوں کو بھار کر بڑا کر کہا ۵ کیونکہ میں نے اس کو بڑوں کے لوگوں کو بھار کر بڑا کر کہا ۵

۲۳-۵۵

۲۳

نہایت نہیں لے اس میں کچھ قصور پایا نہ تھیں وہیں لے کر بائیں طرف ۵ پرتوح لے کر آئے باپ انکو حکایت کر کے کہہ دیا
 ۲۴ پرتوح لے کر آئے ہمارے پاس واپس بھیجا ہے اور دیکھا جانتے نہیں کر کیا کرتے ہیں اور انہوں نے انکے کپڑوں کے
 ۲۵ سن سے کوئی ایسا فضل سرزد نہیں ہوا جس سے عقل جھٹکتے کہتے ہیں اور ان پر قہر ڈالا اور لوگ کھڑے دیکھ رہے تھے اور
 ۲۶ کے لائن ٹھہرتا ہیں میں انکو پتہ نہ تھا کہ چھوڑے دیتا ہوں ۵ سرور میں لٹھے لہ مار کر کہتے تھے کہ اس نے انہوں کو کچلا کر
 ۲۷ دھڑک رہی تھی مگر وہ تھا کہ کسی کو انکی غلطی چھوڑے ۵ وہ یہ خدا کا وسیع اور افسانہ گزیرہ ہے تو اپنے کچلنے سے بچیں
 ۲۸ پہل کر چلا آئے کہ اسے لے جا اور ہماری غلطی کو چھوڑ لے یہی پاس آکر اور کچلے جی کہ اس پر فضا لہ لہ کر کہہ
 ۲۹ ۵ نہ کسی بناوت کے باعث جو شہر میں ہوئی تھی وہ توں کہہ لے کر تو بیویوں کا بادشاہ ہے تو اپنے آپ کو کچلا ۵ ایک پوشہ
 ۳۰ کا جب سے قید میں ڈالا گیا تھا ۵ مگر پلاٹش لے پرتوح کو بھی انکے نور لگایا تھا کہ یہ بیویوں کا بادشاہ ہے ۵
 ۳۱ پرتوح نے بارود سے پھر ان سے کہا ۵ لیکن وہ چلا کر گئے تھے پھر وہ بار صلیب پر لٹکائے گئے تھے ان میں سے ایک اسے
 ۳۲ چلو منسوب کر منسوب ۵ اس نے تیری باران سے کچل لیں ۵ اس وقت دینے کا کہنا تو صبح نہیں ہوا اپنے آپ کو اور ہم کو کچلا
 ۳۳ لے گیا پرتوح کی کہ ۵ میں نے اس میں قتل کی کوئی وجہ مگر کچلے سے لے آئے پھر کہ جواب دیا کہ کیا تو خدا سے بھی
 ۳۴ سنا پائی ۵ پس میں اسے پتہ نہ تھا کہ چھوڑے دیتا ہوں ۵ مگر وہ نہیں ڈرتا حالانکہ اسی سزا میں گرفتار ہے ۵ وہ ہماری سزا تو
 ۳۵ پتہ نہ کر سہوئے رہے کہ وہ منسوب کیا جائے اور انکا وجہ یہ کہ وہ اپنے کا دل بار بار پتہ ہیں لیکن اس نے
 ۳۶ پتہ نہ کر لیا ۵ پس پتہ لٹکے لے حکم دیا کہ انکی درخواست کوئی وجہ کام نہیں کیا ۵ پھر اس نے کہا اسے پرتوح جب تو
 ۳۷ کے خوف ہو ۵ اور جو شخص بغاوت اور خون کرنے کے سبب جی پاشا ہی میں آئے تو مجھے یاد رکھا ۵ اس نے اس سے کہا
 ۳۸ ۵ قید میں پڑا تھا اور جسے انہوں نے لٹکا تھا اسے چھوڑ میں مجھ سے بچ کر آئیں کہ آج ہی تو میرے ساتھ فردوس
 ۳۹ لے کر پرتوح کو انکی مرضی کے موافق سپاہیوں کے حوالہ کیا ۵ میں بڑکا ۵
 ۴۰ اور جب انکو لے جاتے تھے تو انہوں نے شہنشاہ نام
 ۴۱ انکو لے کر وہاں سے آتا تھا کہ وہ صلیب میں پر لادی کہ
 ۴۲ ان کے پیچھے چلے جاتے ۵
 ۴۳ ہر لوگ کی ایک بڑی پتھر اور ٹہنٹ سی حوز میں جو انکے کر کہا آئے باپ ۵ میں اپنی روح تیرے ہاتھوں میں سونپتا
 ۴۴ لے لے پتھی تھیں انکے پیچھے چلے ہیں ۵ پرتوح نے انکی ہوں اور یہ کہہ کر دم دے دیا ۵ یہ ماجرا دیکھ کر منوبہ دار نے خدا
 ۴۵ بن پتہ کر کہا اسے ہر شہر کی بیٹیو ۵ میرے لئے نہ رو بکھارنے کی چھید کی اور کھانچا کہ وہی راستہ تھا ۵ اور جتنے لوگ اس
 ۴۶ لے گئے تھے لے رو ۵ کیونکہ دیکھو وہ دن آتے ہیں جن کا کوئی نہ آئے تھے ۵ ماجرا دیکھ کر چھاتی پتھ جوئے ٹوٹ گئے ۵ اور
 ۴۷ پتھ شہر کا ہیں بائیں اور وہ رسم جو بارود پرتے انکے سب جان پہچان اور وہ تھیں وہیں گئیں سے انکے ساتھ
 ۴۸ اور پتھائیاں جنہوں نے دودھ نہ پلایا ۵ اس وقت وہ پتھائیاں
 ۴۹ انکو پرتوح نے کہ ہم ہرگز پرتو اور شہروں سے کہ ہیں چھاپا ۵ اور دیکھو پتھ نام ایک شخص بخیر تھا جو نیک اور راستہ باز
 ۵۰ واپس ہرے رفت کے ساتھ آسکر کرتے ہیں تو سوسکے آوی تھا ۵ اور انکی صلاح اور کام سے وہاں نہ تھا یہ پتھوں
 ۵۱ کے شہر آرمی کا باشندہ اور خدا کی باو شاہی کا شہر تھا ۵ اس
 ۵۲ نے پتھائیاں کے پاس جا کر پتھائیاں لٹکائی ۵ اور انکو لٹکا
 ۵۳ کر بہین چادر میں لپیٹا ۵ پھر ایک کمرے اندر رکھ دیا جو چٹان
 ۵۴ میں کھدی ہوئی تھی اور اس میں کوئی کبھی نہ لٹکا نہ گیا تھا ۵ وہ
 ۵۵ منسوب کیا اور ہر کاروں کو کسی ایک کو رہی اور دوسرے تیار کی کا دن تھا اور سبت کا دن شروع ہونے کو تھا ۵ اور ان

- خوڑوں نے جو انکے ساتھ گھیل سے آئی تھیں پیچھے پیچھے جا کر اس
 ۵۶ خوکو دیکھا اور یہ بھی کہ اسکی لاش کس طرح رکھی گئی ۵ اور ٹوٹکر
 خوشبودار چیزیں اور عطریات کیا۔
- ۴۴ سب کے دن کو انہوں نے حکم کے مطابق آ کر اکٹھا کیا ۵ لیکن
 ہشتہ کے پہلے دن وہ صبح سویرے ہی ان خوشبودار چیزوں کو
 ۲ جوتیار کی تھیں دیکر بھر پڑیں ۵ اور پھر کو قبر پر سے لڑھکا پٹو پٹا
 ۳ مگر اندر جا کر خلوہند پیشو کی لاش نہ پائی ۵ اور ایسا بھانکا کہ جب
 وہ اس بات سے حیران تھیں تو دیکھو وہ شخص براق پوشاک پہنے
 ۵ آگے پاس آگھر ٹھہرے ۵ جب وہ درگاہیں اور اپنے سرزمین پر
 بٹھکانے تو انہوں نے ان سے کہا کہ زندہ کو مردوں میں کیوں
 ۶ ڈھونڈتی ہو؟ وہ یہاں نہیں بلکہ جی اٹھا ہے۔ یاد کرو کہ
 جب وہ گھیل میں تھا تو اس نے تم سے کہا تھا ۵ ضرور ہے کہ
 ۷ ابن آدم گنہگاروں کے ہاتھ میں حوالہ کیا جائے اور مصلوب
 ۸ ہو کر تیسرے دن جی اٹھے ۵ اسکی باتیں انہیں یاد آئیں ۵
 ۹ اور قبر سے ٹوٹ کر انہوں نے ان گیارہ اور باقی سب لوگوں
 ۱۰ کو ابن سب باتوں کی خبر دی ۵ جنہوں نے دھوکوں سے یہ
 باتیں کہیں وہ مرے کلمہ سنی اور وراثت اور یعقوب کی مل کر
 ۱۱ اور انکے ساتھ کی باقی غوثیں کہیں ۵ مگر یہ باتیں انہیں
 ۱۲ کہاں سے معلوم ہوئیں اور انہوں نے انکا یقین نہ کیا ۵
 اس پر پطرس اٹھ کر قبر تک ڈھڑا گیا اور جھٹک کر ٹھکر اور دھکا
 ۱۳ کہ جوتیار نہیں کہیں کہیں ہے اور اس ماجرے سے تعجب کرنا ہوا
 اپنے گھر چلا گیا ۵
- ۱۳ اور دیکھو اسی دن ان میں سے دو کوئی اس گاؤں کی
 طرف جا رہے تھے جسکا نام باؤکس ہے۔ وہ یروشلیم سے قریب
 ۱۴ سات میل کے فاصلہ پر ہے ۵ اور وہ ان سب باتوں کی بات ہم سے
 ۱۵ جو واقع ہوئی تھیں آپس میں بات چیت کرتے جاتے تھے ۵ جب وہیں
 وہ بات چیت اور پوچھ پاچھ کر رہے تھے تو ایسا ہوا کہ پیشو
 ۱۶ آپ نزدیک مگر ٹھکے ساتھ ہو گیا ۵ لیکن انکی آنکھیں بند کی
 ۱۷ گئی تھیں کہ اسکو نہ پہچانیں ۵ اس نے ان سے کہا یہ کیا
 باتیں ہیں جو تم چلتے چلتے آپس میں کرتے ہو؟ وہ ہمیں سے
 ۱۸ کھڑے ہو گئے ۵ پھر ایک نے جسکا نام کلیاس تھا جواب
 ۱۹ میں اس سے کہا کیا تو یروشلیم میں اکیلا شافری ہے جو نہیں
 ۲۰ جانتا کہ ان دنوں اس میں کیا کیا ہوا ہے؟ اس نے ان سے کہا
- ۴۵ سے کہا کیا ہوا ہے؟ انہوں نے اس سے کہا پیشو نامری کا
 ماجرا جو خدا اور ساری امت کے نزدیک کلام اور کلام میں
 قدرت والا نہیں تھا ۵ اور سردار کا جنوں اور ہمارے حاکموں
 نے اسکو پکڑ دیا تاکہ اس پر قتل کا حکم دیا جائے اور اسے
 مصلوب کیا ۵ لیکن ہم کو امید تھی کہ اسرائیل کو خلاص ہو
 دینکا اور علاوہ ان سب باتوں کے اس ماجرے کو کچھ پیسہ
 ۲۱ دن ہو گیا ۵ اور ہم میں سے چند عورتوں نے بھی ہم کو خبر
 ۲۲ کر دیا ہے جو سویرے ہی قبر پر گئی تھیں ۵ اور حسب اسکی
 لاش نہ پائی تو یہ کستی ہوئی آپس کے ہم نے رو یاں فرشتوں
 کو بھی دیکھا۔ انہوں نے کہا وہ زندہ ہے ۵ اور بعض ہاتھ
 ۲۳ ساتیوں میں سے قبر پر گئے اور میسا عورتوں نے کہا تھا ہوا
 وہی پایا مگر اسکو نہ دیکھا ۵ اس نے ان سے کہا اے نادان اور
 ۲۴ عیسوی کی سب باتوں کے ہاتھ میں قسمت و محتدا ۵
 کیا صبح کو یہ دکھانے کے جلال میں داخل ہوتا ضرور نہ تھا
 ۲۵ پھر غوثی سے ادب میں اس سے شروع کر کے سب باتیں
 ۲۶ میں پختی باتیں انکے حق میں کہیں ہوئی ہیں وہ انکو سمجھا
 ۲۷ انکے دماغ سے ویسا معلوم ہوا کہ وہ آگے بڑھنا چاہتا ہے ۵
 انہوں نے اسے یہ کہہ کر مجبور کیا کہ ہمارے ساتھ رو کیو کہ شہر
 ۲۸ اور دن اب بہت قریب چاہتی ہے اور دن انکے پہل گیا۔ پس وہ اندر گیا
 ۲۹ جب وہ انکے ساتھ رہے ۵ جب وہ انکے ساتھ کھانا کھاے بیٹھا تو ایسا
 ۳۰ ہوا کہ اس نے روٹی دیکر برکت دی اور توڑ کر انکو دینے لگا ۵
 ۳۱ ہر انکی آنکھیں کھل گئیں اور انہوں نے اسکو پہچان لیا اور وہ انکی
 ۳۲ طرف جا رہے تھے جسکا نام باؤکس ہے۔ وہ یروشلیم سے قریب
 ۳۳ سات میل کے فاصلہ پر ہے ۵ اور وہ ان سب باتوں کی بات ہم سے
 ۳۴ جو واقع ہوئی تھیں آپس میں بات چیت کرتے جاتے تھے ۵ جب وہیں
 وہ بات چیت اور پوچھ پاچھ کر رہے تھے تو ایسا ہوا کہ پیشو
 ۳۵ آپ نزدیک مگر ٹھکے ساتھ ہو گیا ۵ لیکن انکی آنکھیں بند کی
 ۳۶ گئی تھیں کہ اسکو نہ پہچانیں ۵ اس نے ان سے کہا یہ کیا
 ۳۷ باتیں ہیں جو تم چلتے چلتے آپس میں کرتے ہو؟ وہ ہمیں سے
 ۳۸ کھڑے ہو گئے ۵ پھر ایک نے جسکا نام کلیاس تھا جواب
 ۳۹ میں اس سے کہا کیا تو یروشلیم میں اکیلا شافری ہے جو نہیں
 ۴۰ جانتا کہ ان دنوں اس میں کیا کیا ہوا ہے؟ اس نے ان سے کہا

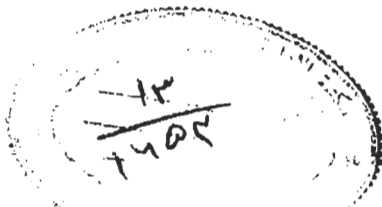
تھیں مایاں ہے اور اُس وقت سے وہ شاگرد اُسے پہنچا۔ یوسف کو وہیں رکھ دیا کیونکہ یہ قہر نزل رہا تھا۔
 ۱۱ مگر نے کیا۔
 ۱۲ ایک ہمدرد جیسا یوسف نے جان لیا کہ اس کا سبب باتیں ہیں۔ اسی قصہ پر آئی اور پھر کچھ دیر سے بٹا ہوا دیکھا۔ پس وہ شوقان
 تمام ہو کر یوسف پر ہنسنے لگا اور اہو تو کہا کہ تمہارا پیلا سا چہرہ اب بھی وہی ہے۔ یوسف نے اس کے پاس چہمے بیٹھ کر عربی
 برکت سے بھرا ہوا ایک برتن رکھا تھا۔ پس انہوں نے اسے رکھا تھا اور پانی پوئی لگی اور ان سے کہا کہ خداوند کو تمہارے
 سر کے میں جھکے ہوئے بیچ کو روئے کی طرح پر رکھ کر رکال لے گئے اور یہیں معلوم نہیں کہ اُسے کہاں رکھ دیا۔
 ۱۳ اُس کے ساتھ سے نکلا۔ پس جب یوسف نے وہ جگہ پہنچا تو اس نے پطرس اور وہ دوسرا شاگرد دیکھ کر طرف چلے اور
 ۱۴ کہا کہ تمام ہوا اور سر جھکا کر جان دے دی۔
 ۱۵ پس یوسف نے تیری کا وہی تھا بیویوں کے بیٹا اس سے آگے بڑھ کر قبر پر پہنچے۔ پطرس نے اُس کے جھک کر نظر کی اور یوسف
 ۱۶ درخواست کی کہ اُنکی ناگین تو دی جائیں اور لاشیں اتار کر پٹریے پر سے ہونے دیکھے مگر اندر دیکھا۔ شمشون پطرس
 ۱۷ کی باتیں نہ کر سکتا۔ دن صلیب پر نہ رہیں کیونکہ وہ نبوت کے پیچھے پہنچے۔ پطرس نے اُس سے کہا کہ اندر جا کر دیکھا کہ
 ۱۸ ایک خاص دن تھا۔ پس سپاہیوں نے اُنکے چہلے اور شوقی پٹریے پر سے اُسے اور وہ وہاں جو اُس کے سر سے
 ۱۹ دوسرے جسم کی ناگین تو رہیں جو اُس کے ساتھ جھک کر پٹریے پر سے اُس کے ساتھ نہیں بلکہ پٹریا ہوا ایک
 ۲۰ تھے۔ پس جب انہوں نے یوسف کے پاس آکر دیکھا کہ وہ لنگ پٹا ہے۔ اس نے پٹریا ہوا سر شاگرد دیکھا جو پہلے قبر پر
 ۲۱ وہ مڑ گیا ہے تو اس کی ناگین نہ توڑیں۔ مگر ان میں سے آیا تھا اندر گیا اور اُس نے دیکھ کر یقین کیا۔ کیونکہ وہ اب
 ۲۲ ایک سپاہی نے بھالے سے اُس کی پہلی جھیدی اٹھ لی تو اُس کا سر ہونٹہ کو نہ جانتے تھے جس کے مطابق اُس کا سر دوں
 ۲۳ اُس سے خون اور پانی بہ نکلا۔ جس نے یہ دیکھا ہے میں سے جی اٹھا ہوا اور تھا۔ پس یہ شاگرد وہاں سے گھر گیا۔
 ۲۴ اُس سے گواہی دی ہے اور اُس کی گواہی سچی ہے اور وہ گئے۔
 ۲۵ جاننا ہے کہ کچھ کہتا ہے تاکہ تم بھی ایمان لاؤ۔ باتیں سنیے
 ۲۶ یوسف نے یہ ہونٹہ پٹریا ہوا اُس کی کوئی پٹری نہ توڑی جاگی۔
 ۲۷ پھر ایک اور ہونٹہ نہ کہتا ہے کہ جسے انہوں نے جھیدا کو سینہ پوشاک پہنے ہوئے ایک کمرے میں اور دوسرے
 ۲۸ اُس کے پاس رکھے۔
 ۲۹ ان باتوں کے بعد ارقمہ کے رہنے والے یوسف نے انہوں نے اُس سے کہا کہ اُسے عورت کو تیروں روتی ہے؟
 ۳۰ جو یوسف کا شاگرد تھا۔ لیکن یہودیوں کے دور سے یہ خبر پوری ہوئی۔ اُس نے اُن سے کہا کہ اُس کے میرے خداوند کو اٹھا لے گئے
 ۳۱ پھر اُس سے اجازت چاہی کہ یوسف کی لاش پہنچائے۔ پس اور معلوم نہیں کہ اُسے کہاں رکھا ہے۔ یہ کہہ کر وہ
 ۳۲ پٹریا ہوا اُس کی اجازت دی۔ پس وہ آکر اُنکے لاش پہنچا۔ اُس نے اُنکے پٹریے دیکھا اور یہ پہچان کر کہ یہ یوسف
 ۳۳ اور اُس کی لاش بھی اُنکے پاس پہنچے۔ یوسف کے پاس ہات کو لگا گیا ہے۔ یوسف نے اُس سے کہا کہ اُسے عورت کو تیروں روتی
 ۳۴ تھا اور اُس کے سر کے قریب مرادہ خود ملا ہوا ایک لاشیں اُنکے پاس ہے۔ اُس کو ڈھونڈنا چاہیے۔ اُس نے باغبان سمجھ کر اُس سے
 ۳۵ لے یوسف کی لاش لے کر اُسے شوقی پٹریے میں خود ہوا۔ کہاں اُن کو لے کر اُنکے پاس لے گیا۔ اُنکے پاس لے گیا۔ اُنکے پاس لے گیا۔
 ۳۶ چیزوں کے ساتھ کہنا تھا جس طرح کہ یہودیوں میں دفن کرنے کے لئے کہاں رکھا ہے۔ تاکہ ان میں سے لے جاؤں۔
 ۳۷ اور وہ خود اپنے ہاتھ سے اُنکے ساتھ ہوا۔ اُنکے پاس لے گیا۔ اُنکے پاس لے گیا۔ اُنکے پاس لے گیا۔
 ۳۸ پھر اُس نے اُنکے پاس لے گیا۔ اُنکے پاس لے گیا۔ اُنکے پاس لے گیا۔ اُنکے پاس لے گیا۔
 ۳۹ میں کہاں لے گیا۔ اُنکے پاس لے گیا۔ اُنکے پاس لے گیا۔ اُنکے پاس لے گیا۔
 ۴۰ لے گیا۔ اُنکے پاس لے گیا۔ اُنکے پاس لے گیا۔ اُنکے پاس لے گیا۔

- جانتا ہی ہے کہ میں تجھے عزیز رکھتا ہوں۔ اُس نے اُس سے خدا کا جلال ظاہر کر لیا اور یہ سمجھ کر اُس کے کام میرے
 سے کیا۔ تو میرے بڑے چراۓ اُس نے دوبارہ اُس سے
 ۲۰ پھر کہا اُسے شمعوں روشن کرنے کے بیٹے کیا تو مجھ سے محبت رکھتا دیکھا جس سے شروع محبت رکھتا تھا اور جس نے شام کے
 ہے؟ اُس نے کہا ہاں خداوند تو جو جانتا ہی ہے کہ یہ تجھ
 کو عزیز رکھتا ہوں۔ اُس نے اُس سے کہا تو میری بیٹی
 ۲۱ کی نگہ بانی کرۓ اُس نے تیسری بار اُس سے کہا اُسے
 ۲۲ جیسوں پڑھتا کے بیٹے کیا تو مجھے عزیز رکھتا ہے؟ چونکہ
 اُس نے تیسری بار اُس سے کہا کیا تو مجھے عزیز رکھتا ہے
 ۲۳ اس سبب سے پطرس نے دیکھ کر اُس سے کہا اُسے
 خداوند! تو سب کچھ جانتا ہے۔ مجھے معلوم ہی ہے کہ
 میں تجھے عزیز رکھتا ہوں۔ شروع کرنے اُس سے کہا تو میری
 ۲۴ بیٹی چراۓ میں تجھ سے سچ کہتا ہوں کہ جب تو جوان
 تھا تو آپ ہی اپنی کاربند تھا اور جہاں چاہتا تھا پھر
 ۲۵ تھا کہ جب تو بڑھا ہوگا تو اپنے ہاتھ لیے کرے گا اور دوسرا شخص
 تیری کر جائیگا اور جہاں تو نہ چاہیگا وہاں تجھے لیجا لیگا
 اُس نے ان باتوں سے اشدہ کر دیا کہ وہ جس طرح کی موت
 آئے تک ٹھہرا رہے تو مجھ کو کیا؟
- یہ وہی شاگرد ہے جو ان باتوں کی گواہی دیتا ہے اور
 جس نے ان کو لکھا ہے اور ہم جانتے ہیں کہ انکی گواہی سچی ہے
 اور بھی بہت سے کام ہیں جو شروع کرنے۔ اگر وہ
 ۲۵ جھانچا دیکھ جاتے تو میں سمجھتا ہوں کہ جو کہیں گئیں جاتیں
 اُنکے جئے دنیا میں گنجائش نہ ہوتی +

رسولوں کے اعمال

- اُسے تعینتیں ایس نے پہلا رسالہ ان سب باتوں
 کے بیان میں تصنیف کیا جو شروع شروع میں کرتا
 ۷ اور دیکھا کہ اُس دن تک جس میں وہ ان رسولوں
 کو نہیں اُس نے پتا تھا روح القدس کے وسیلے سے
 ۸ حکم دے کر اور اُنھیں لایا۔ اُس نے دیکھنے کے بعد
 ۹ بہت سے بیوقوفوں سے اپنے آپ کو ان پر زندہ رکھا
 ۱۰ لایا پتا چھو چالیس دن تک انھیں نظر آتا اور خدا کی
 ۱۱ بدشاہی کی باتیں کرتا رہا اور اُن سے مل کر انکو ملکہ
 ۱۲ الہی تعلیم سے باہر نہ جانے دیا۔ اُس نے وہدہ کے
 ۱۳ پڑا ہونے کے منتظر رہا جو جگہ ذکر کر مجھ سے سن چکے ہوں
 ۱۴ کیونکہ رُوحِنا نے تو پانی سے بہت سردی گرم تھوڑے دنوں
 کے بعد رُوحِنا سے پیغمبر پاؤ گے
 ۱۵ پس انہوں نے منع ہو کر اُس سے یہ پوچھا کہ اُسے
 ۱۶ خداوند کیا تو اسی وقت اسرائیل کو بادشاہی پھر ملے گی؟
 ۱۷ اُس نے اُن سے کہا اُن وقتوں اور یہاں کا جانتا جنہیں
 ۱۸ باپ نے اپنے ہی اختیار میں رکھا ہے کہ اُس کا کام نہیں
 ۱۹ لیکن جب رُوحِنا اُن پر نازل ہوگا تو اُس وقت پاؤ گے اور
 ۲۰ بروکم اور تمام بیوقوف اور ساری میں جگہ زمین کی
 ۲۱ گواہ ہو گے۔ یہ کہ وہ دیکھتے دیکھتے اُس پر اُنھیں لایا گیا اور
 ۲۲ بدلی گئے اُسے انکی نظروں سے چھپا لیا اور اُنکے جاتے
 ۲۳ وقت جب وہ آسمان کی طرف غور سے دیکھ رہے تھے تو
 ۲۴ دیکھو وہ مرد سفید و شاہک پہنے اُنکے پاس اکھڑے ہوئے
 ۲۵ اور کہنے لگے اُسے گلیں مردود ان کیوں کوٹھے آسمان کی طرف
 ۲۶ دیکھتے ہو؟ میں پتھر جو تھما ہے پاس سے آسمان پر اُنھیں
 ۲۷ لایا ہے اسی طرح پھر اُنکا جس طرح تم نے اُسے آسمان پر جاتے
 ۲۸ دیکھا ہے

۱۲	ہوگی اور خدا اور برہ کا تخت اُس شہر میں ہوگا اور اُسکے دیکھ میں جلد آنے والا ہوں اور ہر ایک کے کام کے ثواب	۱۲
۱۳	بندہ اُسکی عبادت کریگے اور وہ اُسکا منہ دیکھینگے اور دینے کے لئے اجر میرے پاس ہے میں ملغا اور اومیگا۔	۱۳
۱۴	اُسکا نام اُنکے ہاتھوں پر لکھا ہوا ہوگا اور پھر رات نہ ہوگی اول و آخر ابتدا و انتہا ہوں شہارک میں وہ جو اپنے اور وہ چراغ اور سورج کی روشنی کے محتاج نہ ہونگے کیونکہ حاتمے دھوئے ہیں کیونکہ زندگی کے درخت کے پاس آئے	۱۴
۱۵	خداوند خدا کا دشمن کر گیا اور وہ ایلا آباد بادشاہی کریگے کا اختیار پائینگے اور اُن دروازوں سے شہر میں داخل ہونگے پھر اُس نے مجھ سے کہا یہ باتیں سچ اور برحق ہیں مگر کتنے اور جادوگر اور حرامکار اور خونی اور جنت پرست اور	۱۵
۱۶	پُٹنا پتھر خداوند نے جو نبیوں کی مدوحوں کا خدا ہے اپنے نبیوں کی بات کا ہر ایک پسند کرنے اور گھڑنے والا باہر رہیگا	۱۶
۱۷	فرشتہ کوڑے سے بھیجا کہ اپنے بندوں کو وہ باتیں دکھائے مجھ پر متوجہ نے اپنا فرشتہ اپنے بھیجا کہ کلیسیاؤں کے بارے میں تمہارے آگے ان باتوں کی گواہی دے میں دلاؤ	۱۷
۱۸	ہوں۔ مبارک ہے وہ جو اس کتاب کی نبوت کی باتوں کی اصل و نسل اور صبح کا چمکنا ہوا راستہ ہوں اور روح اور دُشمن کستی ہیں اور نیشننے والا بھی کے	۱۸
۱۹	یہ باتیں دکھائیں میں اُسکے پاؤں پر سجدہ کرے کو گرا اُس نے مجھ سے کہا خبردار! ایسا نہ کر۔ میں بھی تیرا اور تیرے بھائی نبیوں اور اس کتاب کی باتوں پر عمل کرنے والوں کا سجدہ کرتا ہوں۔ خدا ہی کو سجدہ کرے	۱۹
۲۰	پھر اُس نے مجھ سے کہا اس کتاب کی نبوت کی بحال دالے تو خدا اُس زندگی کے درخت اور مقدس شہر میں باتوں کو پوشیدہ نہ رکھے کیونکہ وقت نزدیک ہے جو بڑی چکا اس کتاب میں ذکر ہے اُسکا جھٹکا نکال دالو	۲۰
۲۱	میرا ہے وہ بُرائی ہی کرتا جائے اور جو جس سے وہ راستہ بازی ہی کرتا جائے اور جو راستہ بازی ہی کرتا جائے اور جو پاک ہے وہ پاک ہی ہوتا جائے	۲۱



زکریاہ و ملاکی

۱۰-۱

- ۱۶: بنیاد کے انگوڑی خونوں تک اپنے مقام پر ہوگا اور یروشلیم سے لڑنے والی قوموں میں سے ۵۰ بج رہینگے
- ۱۷: ہوا اور لوگ اس میں سکونت کریں گے اور پھر سال ہمال بادشاہ رب الافواج کو سجدہ کرنے اور عید یحیام منانے کو آئیں گے اور دنیا کے اُن تمام قبائل پر جو بادشاہ
- ۱۸: رب الافواج کے حضور سجدہ کرنے کو یروشلیم میں نہ آئیں گے مینہ
- ۱۹: نہ بریں گے اور اگر قبائل برسرِ جن ہر بارش نہیں ہوتی نہ آئیں تو
- ۲۰: اُن پر وہی عذاب نازل ہوگا جسکو خداوند اُن غیر قوموں پر
- ۲۱: نازل کرے گا جو عید یحیام منانے کو نہ آئیں گے اہل بصر اور اُن
- ۲۲: سب قوموں کی جو عید یحیام منانے کو نہ جاتیں یہی سزا ہوگی
- ۲۳: اُس روز گھوڑوں کی گھنٹیوں پر قوم ہوگا خداوند کے لئے
- ۲۴: مقدس اور خداوند کے گھر کی دیگی مذبح کے پیالوں کی
- ۲۵: مائید مقدس ہوگی۔ چلے یروشلیم اور یوذاہ میں کی سب
- ۲۶: دیگی رب الافواج کے لئے مقدس ہوگی اور سب ذبیحے
- ۲۷: گزرا سننے والے آئیں گے اور انگوٹھ لیکر اُن میں پکائیں گے اور اُس
- ۲۸: روز پھر کوئی کنسانی رب الافواج کے گھر میں نہ ہوگا
- ۲۹: اور وہی عذاب نازل

ملاکی

- ۱: ہلوان کی طرف سے ملاکی کی معرفت اسرائیل کے
- ۲: کرنے والے کا بنو بیٹا اپنے باپ کی اور کوکرا اپنے اٹھائی تعلیم
- ۳: کرتا ہے پس اگر میں باپ جنوں تو میری عزت کہاں ہے؟
- ۴: اور اگر آقا جنوں تو میرا خوف کہاں ہے؟ ہر تم کہتے ہو ہم نے
- ۵: کس بات میں تیرے نام کی تعزیر کی؟ ہم تیرے مذبح پر ناپاک
- ۶: روئی گذراستے ہو اور کہتے ہو کہ ہم نے کس بات میں تیری توجہ
- ۷: کی؟ اسی میں جو کہتے ہو خداوند کی میر حقیر ہے۔ جب تم نے میری
- ۸: قربانی کرتے ہو تو کچھ بڑی نہیں اور جب نکلے اور بھار
- ۹: کو گذراستے ہو تو کچھ نقصان نہیں اب یہی اپنے حاکم کی
- ۱۰: مذکر کیا وہ مجھ سے خوش ہوگا اور تو اسکا منظور ہوگا؟
- ۱۱: رب الافواج فرماتا ہے۔ اب ذرا خدا کو مناؤ تاکہ وہ ہم پر رحم
- ۱۲: فرمائے۔ تمہارے ہی ہاتھوں نے یہ گذرانا ہے کیا تم اس کے
- ۱۳: منظور نظر ہو گئے؟ رب الافواج فرماتا ہے۔ کا شکر تم میں کوئی
- ۱۴: ایسا ہوتا جو دروازے بند کرتا اور تم میرے مذبح پر عرض آگ
- ۱۵: نہ جلاتے۔ رب الافواج فرماتا ہے میں تم سے خوش نہیں

۲۷	اور میں نے کھائی دینی تھی پس علی کو گمان ہوا کہ وہ نشہ میں ہے۔ سو علی نے اس سے کہا کہ تو اب تک نشہ میں نہیں آئی۔ انا اللہ! اتار دے۔ حشر نے جواب دیا نہیں اسے۔	ہوں جس نے تیرے پاس نہیں کھڑی ہو کر خداوند سے دعا کی تھی۔ میں نے اس لئے دعا کی تھی اور
۲۸	میرے پاس نہیں تو تمہیں عورت ہوں۔ میں نے نہ توئے نہ کہی نشہ کیا پر خداوند کے آگے اپنا دل اُٹا دیا ہے۔ تو اپنی زندگی کو غیبت عورت نہ سمجھ۔ میں تو اپنی فکر میں ہوں۔	کی۔ اسی لئے میں نے بھی اسے خداوند کو دے دیا۔ یہ اپنی زندگی بھر کے لئے خداوند کو دے دیا گیا ہے۔ تب اس نے وہاں خداوند کے آگے سجدہ کیا۔
۲۹	میں نے اسے عجب کچھ کچھ کے باعث اسے تک بولتی رہی۔ تب علی نے جواب دیا کہ تو سلامت جا اور اسرائیل کا خدا تیری مراد ہے۔ تو نے اس سے مانگی ہے پوری کرے۔ اس نے کہا	اور حشر نے دعا کی اور کہا کہ میرا دل خداوند میں گن ہے۔
۳۰	تیری مانگ پر میرے تیرے کرم کی نظر ہو۔ تب وہ عورت چلی گئی اور کہا کھا یا اور پھر اسکا چہرہ آداس نہ رہا۔ اور	میرا سینک خداوند کے فضل سے اُٹھا ہوا۔
۳۱	میں کو وہ سو میرے اٹھے اور خداوند کے آگے سجدہ کیا اور	میرا منہ میرے دشمنوں پر کھل گیا ہے
۳۲	اور اس کا گھر ٹوٹ گئے اور القانہ نے اپنی بیوی حشر سے کہا کہ تمہاری اور خداوند نے اسے یاد کیا۔ اور اسی طرح	کیونکہ میں تیری نجات سے خوش ہوں۔
۳۳	کہ تو اب رخصت ہو رہی اور اس کے بیٹا ہوا اور اس نے اسکا نام حشر میں رکھا کیونکہ وہ کہنے لگی میں نے اسے	خداوند کی مانند کوئی قدوس نہیں
۳۴	خداوند سے مانگ کر پایا ہے۔ اور وہ شخص القانہ اپنے	کیونکہ تیرے ہوا اور کوئی ہے ہی نہیں
۳۵	ساتھ چلے سمیت خداوند کے حضور سالانہ قربانی	اور نہ کوئی چٹان ہے جو ہمارے خدا کی مانند ہو۔
۳۶	پر مائل اور اپنی منت پوری کرنے کو گیا۔ لیکن حشر نے	اس قدر غرور سے اور باتیں نہ کرو
۳۷	گئی کیونکہ اس نے اپنے خداوند سے کہا جب تک لوگ کا	اور بڑا بول تمہارے منہ سے نہ بچے
۳۸	اور وہ چھڑا اٹھائے میں یہیں رہوں گی اور تب اسے لیکر	کیونکہ خداوند خدا ہی عظیم ہے
۳۹	جاؤ گی۔ اور خداوند کے سامنے حاضر ہو اور پھر ہمیشہ	اور اعمال کا تو نے والا۔
۴۰	رہیں۔ اور اس کے خداوند القانہ نے اس سے کہا جو	زور آوروں کی کامیں ٹوٹ گئیں
۴۱	تھے خداوند کے ہوا کہ جب تک تو اسکا دودھ نہ چھڑائے ٹھہری	اور جو لا کھڑے تھے وہ فوت سے کربستہ ہوئے۔
۴۲	اور غلط نہ ہو کہ خداوند اپنے سخن کو برقرار رکھے۔ سو وہ	وہ جو آسودہ تھے روٹی کی خاطر مزدور بنے
۴۳	عورت ٹھہری رہی اور اپنے بیٹے کو دودھ پھڑانے کے	اور جو بھوکے تھے ایسے نہ رہے
۴۴	وقت تک ملائی رہی۔ اور جب اس نے اسکا دودھ چھڑایا	بلکہ جو بچہ تھی اس کے سات ہوئے
۴۵	تو اسے اپنے ساتھ لیا اور تین مچھڑے اور ایک ایذا آتا اور	اور جسکے پاس بہت بچے ہیں وہ کھلتی جاتی ہے۔
۴۶	نے ایک شہک اپنے ساتھ لے گئی اور اس لئے کہ کو	خداوند مارتا ہے اور جلاتا ہے۔
۴۷	تھا۔ اور انہوں نے ایک مچھڑے کو ذبح کیا اور لوگ کے	وہی قبریں اتارتا اور اس سے نکالتا ہے۔
۴۸	تھا۔ اور انہوں نے ایک مچھڑے کو ذبح کیا اور لوگ کے	خداوند مسکین کر دیتا اور دولت مند بناتا ہے۔
۴۹	تھا۔ اور انہوں نے ایک مچھڑے کو ذبح کیا اور لوگ کے	وہی پست کرتا اور سرفراز بھی کرتا ہے۔
۵۰	تھا۔ اور انہوں نے ایک مچھڑے کو ذبح کیا اور لوگ کے	وہ غریب کو خاک پر سے اٹھاتا
۵۱	تھا۔ اور انہوں نے ایک مچھڑے کو ذبح کیا اور لوگ کے	اور کنگال کو گھوڑے میں سے نکال کھڑا کرتا ہے
۵۲	تھا۔ اور انہوں نے ایک مچھڑے کو ذبح کیا اور لوگ کے	تاکہ انکو شاہزادوں کے ساتھ بچائے
۵۳	تھا۔ اور انہوں نے ایک مچھڑے کو ذبح کیا اور لوگ کے	اور جلال کے نعمت کے وارث بنائے
۵۴	تھا۔ اور انہوں نے ایک مچھڑے کو ذبح کیا اور لوگ کے	کیونکہ زمین کے مشنوں خداوند کے ہیں۔



المملكة العربية السعودية
جامعة أم القرى

مركز البحث العلمي وإحياء التراث الإسلامي
كلية الشريعة والدراسات الإسلامية
مكة المكرمة

من التراث الإسلامي
الكتاب الثالث والخمسون

تفسير ابن عباس

ومروياته في التفسير
من كتب السنة

تأليف

الدكتور عبدالعزيز بن عبدالله الحميدى

(الجزء الأول)

٤ - ما جاء في قوله تعالى

﴿ إِذْ قَالَ اللَّهُ يَا عِيسَى ابْنُ مَرْيَمَ وَرَافِعُكَ إِلَيَّ ﴾ (آل عمران/ ٥٥).

قال الإمام البخاري: قال ابن عباس رضي الله عنهما: (٤٧) ﴿مَرْيَمُ﴾ مِيتُكَ. (١)

وقد أخرجه الإمام ابن جرير الطبري من طريق علي بن أبي طلحة عن ابن عباس. (٢)

وإسناد هذا الأثر حسن كما تقدم. (٣)

بيان المعنى:

قوله «مِيتُكَ» محمول على وفاة عيسى عليه السلام في آخر الزمان، ومما يؤيد هذا ما أخرجه إسحاق بن بشر وابن عساكر من طريق جوير

(١) صحيح البخاري، كتاب التفسير، سورة المائدة، باب رقم (١٣).

(٢) تفسير الطبري ٢٩٠/٣.

(٣) انظر الحديث رقم (٢).

عن الضحاك عن ابن عباس في قوله ﴿إني متوفيك ورافعك﴾ يعني رافعك ثم متوفيك في آخر الزمان. (١)

فعلى هذا يكون هذا الكلام من المقدم والمؤخر كما روى عن قتادة وغيره فيكون تقدير الكلام: إني رافعك إلى ومتوفيك بعد ذلك. (٢)

وتقديم التوفي على الرفع لا يقتضي التقدم في الزمن لأن الواو لا تقتضي الترتيب.

وذكر الله سبحانه توفي عيسى عليه السلام على سبيل الامتنان عليه حيث جاء رداً على اليهود الذين حاولوا المكربه ليقتلوه فبين الله له أنهم لن يصلوا إليه، بل سيتوفاه ربه إذا حان أجل موته.

وقد جاء في القرآن والأحاديث الصحيحة أن عيسى عليه السلام قد رفعه الله حياً وأنه سينزل في آخر الزمان فمن ذلك قوله تعالى ﴿وما قتلوه يقيناً بل رفعه الله إليه﴾ (النساء/١٥٨).

وقوله تعالى ﴿ويكلم الناس في المهد وكهلاً﴾ (آل عمران/٤٦) - وعيسى عليه السلام رفع شاباً وإنما يكون كهلاً حينما ينزل في آخر الزمان.

وقد أشار إلى هذا ابن جرير الطبري في روايته عن عبدالرحمن بن زيد بن أسلم. (٣)

(١) الدر المنثور ٣٦/٢.

(٢) تفسير ابن كثير ٣٨١/١/١.

(٣) تفسير الطبري ٢٩٠/٣.

457

تفسير

البحر المحييط

لمحمد بن يوسف الشهير بابي حيّان الأندلسي الغرناطي

٦٥٤ - ٧٥٤ هـ

ومها مسرور

- ١ - تفسير النهر المساد من البحر لأبي حيّان نفسه
- ٢ - كتاب الدر اللقيط من البحر المحييط للإمام
تاج الدين الحنفي النحوي تلميذ أبي حيّان

٦٨٢ - ٧٤٩ هـ

الجزء الثالث

طبع بالقصور
عن طبعة مولاي السلطان عبد الحفيظ سلطان المغرب
١٣٢٨ هـ

الطبعة الثانية

١٣٩٨ هـ - ١٩٧٨ م

دار الفكر

للطباعة والنشر والتوزيع

الرابع أن يتعلق من النبيين بقوله ومن يطع الله والرسول أي من (٢٨٧) النبيين ومن بعدهم ويكون قوله فاولئك اشارة الى الملا

(الدر)

أكرمك لمن قال أوزرك
هي جواب وجزاء وذهب
الاستاذ أبو علي الى انها
تتقدر بالجواب والجزاء
في كل موضع وقفا
مع ظاهر كلام سيوبه
والصحيح قول الفارسي
(ح) أجاز الراغب أن
يعلق من النبيين بقوله
ومن يطع الله والرسول
أي من النبيين ومن بعدهم
ويكون قوله فاولئك مع
الذين آمن بالله عناية
الى الملا الأعلى ثم حل
وحسن أولئك رفيقا وبين
ذلك قول النبي صلى الله
عليه وسلم حين الموت اللهم
الحقني برفيق الأعلى وهذا
ظاهر انتهى كلامه (ح)
وهذا الوجه الذي هو عنده
ظاهر فائدة من جهة المعنى
ومن جهة النحو أما من
جهة المعنى فإن الرسول هنا
هو محمد صلى الله عليه وسلم
أخبر الله تعالى أن من
يطيعه ويطيع رسوله فهو
مع من ذكر ولو كان من
النبيين علقا بقوله ومن يطع
الله والرسول لكان قوله
من النبيين تفسيراً لمن في
قوله ومن يطع فيرم أن
يكون في زمان الرسول
أو بعده أنبياء يطيعونه

شئ وجهه جرى في كلامه وقوله مع الذي آمن الله عليهم تفسير لقوله صراط الذين أنعمت عليهم
وهم من ذكر في هذه الآية والظاهر أن قوله من النبيين تفسير للذين آمن الله عليهم فكانه في
من يطع الله ورسوله منكم الحق الله بالذين تقدمهم من آمن عليهم قال الراغب من آمن عليهم
من الفرق الأربع في المنزلة والثواب النبي بالتي والصدديق بالصدديق والشهيد بالشهيد والصالح
بالصالح وأجاز الراغب أن يتعلق من النبيين بقوله ومن يطع الله والرسول أي من النبيين ومن
بعدهم ويكون قوله فاولئك مع الذين آمن الله عليهم اشارة الى الملا الأعلى ثم قال وحسن أولئك
رفيقا وبين ذلك قول النبي صلى الله عليه وسلم حين الموت اللهم الحقني برفيق الأعلى وهذا ظاهر
انتهى وهذا الوجه الذي هو عنده ظاهر فائدة من جهة المعنى ومن جهة النحو أما من جهة المعنى
فإن الرسول هنا هو محمد صلى الله عليه وسلم أخبر الله تعالى أن من يطيعه ويطيع رسوله فهو مع من
ذكر ولو كان من النبيين معلقا بقوله ومن يطع الله والرسول لكان قوله من النبيين تفسيراً لمن
في قوله ومن يطع فيرم أن يكون في زمان الرسول أو بعده أنبياء يطيعونه وهذا غير ممكن لأنه قد
أخبر تعالى أن محمدًا هو خاتم النبيين وقال هو صلى الله عليه وسلم لا نبى بعدى وأما من جهة النحو
فقبل الجاء لا يعمل فيما بعدهما لو قلت أن تقدم ههنا فمرو داهب صاحبة لم يجز واختلعا في
الأوصاف الثلاثة التي بعد النبيين فقال بعضهم كما بأوصاف الوصوف واحد وهي صفات متداخلة
فأه لا يمنع في الشخص الواحد أن يكون صديقاً وشهيداً وصالحاً وقيل هو المراد بكل وصف
صنف من الناس فأما الصديق فهو فعيل للبالغة كترتيب فقيل هو الكثير الصدق وقيل
هو الكثير الصدقة وللقسمين في تفسيره وجود الأول أن كل من صدق بكل الذي لا يتخالجه
فيه شك فهو صديق لقوله تعالى والذين آمنوا بالله ورسوله أولئك هم الصديقون الثاني أفاضل
أصحاب الرسول الثالث السابق الى صديق الرسول فصار في ذلك قدوة لساائر الناس وأما الشهيد
فهو المقتول في سبيل الله المحصوص بفضل الميتة وقرئ بالشرع حكمهم في ترك الغسل والصلاة لأنهم
أكرم من أن يشفع فيهم وقد تقدم الكلام في كونهم ههنا شهداء ولكن لفظ الشهداء في الآية
بهم أنواع الشهداء الذين ذكرهم رسول الله صلى الله عليه وسلم وقال أبو عبد الله الرازي لا يجوز أن
تكون الشهادة مفسرة بكون الإنسان مقتول الكفار بل نقول الشهيد فعيل بمعنى فاعل وهو
الذي يشهدين الله تارة بالحجة بالبيان وتارة بالسيف والسنان فالشهداء هم القائمون بالقسط وهم
الذين ذكرهم الله في قوله شهداء الله لا اله الا هو والصالح هو الذي يكون صالحاً في اعتقاده
وعمله وجاء هذا التركيب على هذا القول على حسب التنزل من الأعلى الى الأدنى الى أدنى منه
وفي هذا ترغيب للمؤمنين في طاعة الله وطاعة رسوله حيث وعدوا بموافقة أقرب عباد الله الى الله
وأرفعهم درجات عنده وقال الراغب قسم الله المؤمنين في هذه الآية أربعة أقسام وجعل لهم أربعة
 منازل بعضها دون بعض وحث كافة الناس أن يتأخروا عن منزل واحد منهم الأول الأنبياء الذين
نعمدهم قوة الإلهية ومثلهم من يرى الشئ عياناً من قريب ولذا قال تعالى أفتار على من يرى
في الثاني الصديقون وهم الذين يراهم في المعرفة ومثلهم من يرى الشئ عياناً من بعيد
واياه عن أمير المؤمنين حين قيل له رأيت الله فقال ما كنت لأعبد شيئاً لم أره ثم قال ثم رآه العيون
بشواهد الأبصار ولكن رأته القلوب بمقتضى الإيمان الثالث الشهداء وهم الذين هم فوف الشئ
وقد أغبر يمكن لأنه قد أخبر تعالى أن محمدًا هو خاتم النبيين وقال هو صلى الله عليه وسلم لا نبى بعدى وأما من جهة النحو فقبل فاه

459

تفسير

اللامنتور في النفس الملائكة

للإمام

عبد الرحمن بن الكمال جلال الدين السيوطي

٩١١ هـ

صَبَّطَ النِّصَّ وَالتَّصْحِيحَ وَاسْتَدَانَ الْآيَاتِ وَوَضَعَ الْحَوَاشِيَ وَالْفَهَارِسَ

بِإِشْرَافِ دَاوُدَ الْفَكْرِ

حَقُوقُ الطَّبْعِ مَحْفُوظَةٌ لِلنَّاشِرِ

الجزء الثاني

دار الفكر

للطباعة والنشر والتوزيع

وأخرج عبد الرزاق وابن جرير وابن أبي حاتم عن الحسن قال ﴿متوفيك﴾ من الأرض .
وأخرج ابن جرير وابن أبي حاتم من وجه آخر عن الحسن في قوله ﴿إني متوفيك﴾ يعني وفاة المنام رفعه الله في منامه ، قال الحسن : قال رسول الله ﷺ
للبيهود : « ان عيسى لم يموت وأنه راجع اليكم قبل يوم القيامة » .

وأخرج ابن أبي حاتم عن قتادة ﴿إني متوفيك ورافعك إلي﴾ قال : هذا من المقدم والمؤخر . أي رافعك إلي ومتوفيك .

وأخرج ابن جرير وابن أبي حاتم عن مطر الوراق في الآية قال ﴿متوفيك﴾ من الدنيا وليس بوفاة موت .

وأخرج ابن جرير بسند صحيح عن كعب قال : لما رأى عيسى قلة من اتبعه وكثرة من كذبه ، شكاً ذلك الى الله . فأوحى الله إليه ﴿إني متوفيك ورافعك إلي﴾ واني سأبعثك على الاعور الدجال فتقتله ، ثم تعيش بعد ذلك أربعاً وعشرين سنة . ثم أميتك ميتة الحبي . قال كعب : وذلك تصديق حديث رسول الله ﷺ حيث قال «كيف تهلك أمة أنا في أولها وعيسى في آخرها ؟» .

وأخرج اسحق بن بشر وابن عساكر عن الحسن قال : لم يكن نبي كانت المعجائب في زمانه أكثر من عيسى الى أن رفعه الله ، وكان من سبب رفعه ان ملكاً جباراً يقال له داود بن نوذا ، وكان ملك بني اسرائيل هو الذي بعث في طلبه ليقتله ، وكان الله أنزل عليه الإنجيل وهو ابن ثلاث عشرة سنة ، ورفع وهو ابن أربع وثلاثين سنة من ميلاده . فأوحى الله إليه ﴿إني متوفيك ورافعك إلي﴾ ومطهرتك من الذين كفروا ﴿يعني ومخلصك من اليهود فلا يصلون الى قتلك .

وأخرج ابن جرير وابن أبي حاتم من وجه آخر عن الحسن في الآية قال : رفعه الله إليه فهو عنده في السماء .

وأخرج ابن جرير وابن أبي حاتم عن وهب قال : توفي الله عيسى بن مريم ثلاث ساعات من النهار حتى رفعه إليه .

وأخرج ابن عساكر عن وهب قال : أماته الله ثلاثة أيام ثم بعثه ورفع .

وأخرج الحاكم عن وهب ان الله توفي عيسى سبع ساعات ثم أحياه ، وان مريم حملت به ولها ثلاث عشرة سنة ، وأنه رفع ابن ثلاث وثلاثين ، وان أمه بقيت بعد رفعه ست سنين .

التفسير الكبير

للإمام

الحجّاج السَّادِق

للجزء الثامن

الطبعة الثانية

الناشر

دار الكتب العلميّة

طهران

(والجواب) من وجوه (الأول) أن المراد منه بيان كونه متقلبا في الأحوال من الصبا إلى الكهولة والتغير على الإله تعالى محال ، والمراد منه الرد على وفد نجران في قولهم : إن عيسى كان إلها (والثاني) المراد منه أن يكلم الناس مرة واحدة في المهد لإظهار طهارة أمه ، ثم عند الكهولة يتكلم بالوحي والنبوة (والثالث) قال أبو مسلم : معناه أنه يكلم حال كونه في المهد ، وحال كونه كهلاً على حد واحد وصفة واحدة وذلك لا شك أنه غاية في المعجز (الرابع) قال الأصم : المراد منه أنه يبلغ حال الكهولة .

(السؤال الثالث) نقل أن عمر عيسى عليه السلام إلى أن رفع كان ثلاثا وثلاثين سنة وستة أشهر ، وعلى هذا التقدير : فهو ما بلغ الكهولة .

(والجواب) من وجهين (الأول) بينا أن الكهل في أصل اللغة عبارة عن الكامل التام ، وأكمل أحوال الإنسان إذا كان بين الثلاثين والأربعين ، فصيح وصفه بكونه كهلاً في هذا الوقت (والثاني) هو قول الحسين بن الفضل البجلي : أن المراد بكونه (وكهلاً) أن يكون كهلاً بعد أن ينزل من السماء في آخر الزمان . ويكلم الناس . وقتل الدجال . قال الحسين بن الفضل : وفي هذه الآية نص في أنه عليه الصلاة والسلام سينزل إلى الأرض

(المسألة الرابعة) أنكرت النصارى كلام المسيح عليه السلام في المهد ، واحتجوا على صحته قولهم بأن كلامه في المهد من أعجب الأمور وأغربها ، ولا شك أن هذه الواقعة لو وقعت لوجب أن يكون وقوعها في حضور الجمع العظيم الذي يحصل القطع واليقين بقولهم ، لأن تخصيص مثل هذا المعجز بالواحد والإثنين لا يجوز ، ومتى حدثت الواقعة العجيبة جدا عند حضور الجمع العظيم فلا بد وأن تتوفر الدلائل على النقل فيصير ذلك بالغا حد التواتر ، وإخفاء ما يكون بالغا إلى حد التواتر يمنع ، وأيضاً لو كان ذلك لكان ذلك الإخفاء ههنا يمتنع لأن النصارى بالتواتر في إفراط محبة إلى حيث قالوا إنه كان إلها ، ومن كان كذلك يمتنع أن يسمى في إخفاء متعاقبة ونقضه بل ربما يحمل الواحد ألفاً فتبت أن لو كانت هذه الواقعة موجودة لسكان أولى الناس بمعرفة النصارى ، ولما أطلقوا على إنكارها علناً أنه ما كان موجوداً البتة .

أجاب المنكبدون عن هذه الدفعة ، وقالوا : إن كلام عيسى عليه السلام في المهد إنما كان للدلالة على براءة حال مريم عليها السلام من الفاحشة ، وكان الحاضرون جمعا قليلا . فالسامعون لذلك الكلام ، كان جمعا قليلا ، ولا يبعد في مثله التواطؤ على الإخفاء ، ويتقدير : أن يذكروا ذلك إلا أن اليأس كانوا يكذبونهم في ذلك ويصدونهم إلى البتة . فهم أيضاً قد سكتوا لهذه العلة فلاجل هذه الأسباب نفي الأمر مكتوما مخفيا إلى أن أخبر الله سبحانه وتعالى محمدا صلى الله عليه وسلم بذلك ، وأيضاً فليس كل النصارى ينكرون ذلك ، فانه نقل عن جعفر بن أبي طالب : لما قرأ على النجاشي

التفسير الكبير

للإمام

الحسين السرازمي

الجزء التاسع

الطبعة الثانية

الناشر

دار الكتب العلمية

طهران

قوله تعالى وتوفنا مع الأبرار الآية

١٤٦

(المسألة الأولى) اعلم أنهم طلبوا من الله تعالى في هذا الدعاء ثلاثة أشياء : أولها : غفران الذنوب ، وثانيها : تكفير السيئات ، وثالثها : أن تكون وفاتهم مع الأبرار . أما الغفران فهو السر والتغطية . والتكفير أي بضاها والتغطية ، يقال : رجل مكفر بالسلاح ، أي مغطى به ، والكفر منه أيضا ، وقال لبيد :

في ليلة كفر النجوم ظلامها

أذا عرفت هذا : فالمغفرة والتكفير بحسب اللغة متناهما شيء واحد .

أما المقصرون فقد كروا فيه وجوها : أحدها : أن المراد بهما شيء واحد وإنما أعيد ذلك للتأكيد لأن الإلحاح في الدعاء والمبالغة فيه منسوب ، وثانيها : المراد بالآول ما تقدم من الذنوب ، وبالثاني المستأنف ، وثالثها : أن يريد بالغفران ما يزول بالتوبة ، وبالكفران ما تكفره الطاعة العظيمة ، ورابعها : أن يكون المراد بالآول ما أتى به الإنسان مع العلم بكونه معصية وذنب . وبالثاني : ما أتى به الإنسان مع جهله بكونه معصية وذنب .

وأما قوله (وتوفنا مع الأبرار) ففيه بحثان : الأول : أن الأبرار جمع بر أو بار ، كبر وأر باب ، وصاحب وأصحاب ، الثاني : ذكر القفال في تفسير هذه المعية وجهين : الأول : أن وفاتهم معهم هي أن يموتوا على مثل أعمالهم حتى يكونوا في درجاتهم يوم القيامة ، قد يقول الرجل أنا مع الشافعي في هذه المسألة ، ويريد به كونه مساويا له في ذلك الاعتقاد ، والثاني : يقال فلان في المطامع أصحاب الألواف ، أي هو مشارك لهم في أنه يعطى ألفا . والثالث : أن يكون المراد منه كونهم في جملة أتباع الأبرار وأشياعهم ، ومنه قوله (فأولئك مع الذين أنعم الله عليهم من النبيين والصديقين)

(المسألة الثانية) احتج أصحابنا على حصول العفو بدون التوبة بهذه الآية أعنى قوله تعالى حكاية عنهم (فاغفر لنا ذنوبنا) والاستدلال به من وجهين : الأول : أنهم طلبوا غفران الذنوب ولم يكن للتوبة فيه ذكر ، فدل على أنهم طلبوا المغفرة مطلقا ، ثم إن الله تعالى أجابهم إليه لأنه قال في آخر الآية (فاستجاب لهم ربهم) وهذا صريح في أنه تعالى قد يعفو عن الذنب وإن لم توجد التوبة . والثاني : وهو أنه تعالى حكى عنهم أنهم لما أخبروا عن أنفسهم بأنهم آمنوا ، فند هذا قالوا فاغفر لنا ذنوبنا ، والفاء في قوله (فاغفر) فاء الجزاء وهذا يدل على أن مجرد الإيمان سبب لحسن طلب المغفرة من الله ، ثم إن الله تعالى أجابهم إليه بقوله (فاستجاب لهم ربهم) فدللت هذه الآية على أن مجرد الإيمان سبب لحصول الغفران ، إمامن الابتداء وهو بأن يعفو عنهم ولا يدخلهم النار أو بأن يدخلهم النار ويعذبهم مدة ثم يعفو عنهم ويخرجهم من النار ، فثبت دلالة هذه الآية من

التفسير الكبير

للامام

الحسن السراي

الجزء العاشر

الطبعة الثانية

المنشور

دار الكتب العلمية

طهران

قوله تعالى ومن يطع الله والرسول فأولئك مع الذين أنعم الله عليهم الآية ١٧١

أي ومن يطع الله في كونه إلهاً، وطاعة الله في كونه إلهاً هو معرفته والاعتراف بجلاله وعزته وكبريائه وصمديته، فصارت هذه الآية تنبيهاً على أمرين عظيمين من أحوال المباد، فالأول: هو أن منشأ جميع السعادات يوم القيامة إشراق الروح بأنوار معرفة الله، وكل من كانت هذه الأنوار في قلبه أكثر، وصفاؤها أقوى، وبمدها عن التكدر بمحبة عالم الاجسام آتم كان إلى السعادة أقرب وإلى الفوز بالنجاة أوصل. والثاني: انه تعالى ذكر في الآية المتقدمة وعد أهل الطاعة بالأجر العظيم والثواب الجزيل والهداية إلى الصراط المستقيم، ثم ذكر في هذه الآية وعدم كونهم مع الذين أنعم الله عليهم من النبيين والصديقين والشهداء والصالحين، وهذا الذي وقع به الحتم لا بد أن يحسبون أشرف وأعلى مما في، ومعلوم أنه ليس المراد من كون هؤلاء معهم هو أنهم يكونون في حين تلك الدرجات، لأن هذا بمنتهى، فلا بد وأن يكون منتهى أن الأرواح الناقصة إذا استكملت علاقتها مع الأرواح الكاملة في الدنيا بسبب الحب الشديد، فإذا فارقت هذا العالم ووصلت إلى عالم الآخرة بقيت تلك العلاقت الروحانية هناك، ثم تصير تلك الأرواح الصافية كالمرآيا المجلوة المتعاقبة، فكانت هذه المرآيا ينكس الصغار من بعضها على بعض، وبسبب هذه الانعكاسات تصير أنوارها في غاية القوة، فكذا القول في تلك الأرواح قائماً لما كانت مجلوة بمقالة المجاهدة عن غبار حب ماسوى الله، وذلك هو المراد من طاعة الله وطاعة الرسول، ثم ارتفعت المحبب الجسدانية أشرقت عليها أنوار جلال الله، ثم انعكست تلك الأنوار من بعضها إلى بعض وصارت الأرواح الناقصة كاملة بسبب تلك العلاقت الروحانية، فهذا الاحتمال خطر بالبال والله أعلم بأسرار كلامه.

(المسألة الثالثة) ليس المراد بكون من أطاع الله وأطاع الرسول مع النبيين والصديقين، كون الكل في درجة واحدة، لأن هذا يقتضى التسوية في الدرجة بين الفاضل والمفضول، وإنه لا يجوز. بل المراد كونهم في الجنة بحيث يتمكن كل واحد منهم من رؤية الآخر، وإن بعد المكان، لأن الحجاب إذا زال شاهد بعضهم بعضاً، وإذا أرادوا الزيارة والتلاقي قدروا عليه، فهذا هو المراد من هذه المعية.

(المسألة الرابعة) اعلم أنه تعالى ذكر النبيين، ثم ذكر أوصافاً ثلاثة: الصديقين والشهداء والصالحين، وانفقوا على أن النبيين مغايرون للصديقين والشهداء، والصالحين، فأما هذه الصفات الثلاثة فقد اختلفوا فيها، قال بعضهم: هذه الصفات كلها لموصوف واحد، وهي صفات متداخلة فانه لا يمتنع في الشخص الواحد أن يكون صديقاً وشهيداً وصالحاً. وقال الآخرون: بل المراد

جَامِعُ الْبَيَانِ

عَنْ

تَأْوِيلِ آيِ الْقُرْآنِ

تَأَلَّفَ

أَبِي جَعْفَرٍ مُحَمَّدَ بْنَ جَرِيرٍ الطَّبْرِيِّ

الْمُتَوَفَّى ٣١٠ هـ

وَتَدْرَسُهُ

الْشَيْخُ خَلِيلُ الْمَيْسَرِ

ضَبَطَ وَتَوَشَّيَقَ وَتَحْرِيجَ

صُنِّفَ فِي جَمْعٍ لَا يُحْطَى بِهِ

الْجُزْءُ الثَّالِثُ

دار الفكر

للطباعة والنشر والتوزيع

من قولهم، واختلاف أمرهم كله، صَدَرَ سورة آل عمران إلى بضع وثمانين آية منها، فقال: «اللَّهُ لَا إِلَهَ إِلَّا هُوَ الْحَيُّ الْقَيُّومُ» فافتتح السورة بتبرئة نفسه تبارك وتعالى مما قالوا، وتوحيده إياها بالخلق والأمر، لا شريك له فيه، وردًا عليهم ما ابتدعوا من الكفر، وجعلوا معه من الأنداد، واحتجاجاً عليهم بقولهم في أصحابهم، ليعرفهم بذلك ضلالتهم، فقال: «اللَّهُ لَا إِلَهَ إِلَّا هُوَ» أي ليس معه شريك في أمره.

٥١٣٧ - **هذه** المني، قال: ثنا إسحاق، قال: ثنا ابن أبي جعفر، عن أبيه، عن الربيع في قوله: «الْمَ اللَّهُ لَا إِلَهَ إِلَّا هُوَ الْحَيُّ الْقَيُّومُ» قال: إن النصارى أتوا رسول الله ﷺ، فخاصموه في عيسى ابن مريم، وقالوا له: من أبوه؟ وقالوا على الله الكذب والبهتان، لا إله إلا هو، لم يتخذ صاحبة ولا ولداً. فقال لهم النبي ﷺ: «الْأَنْتُمْ تَعْلَمُونَ أَنَّهُ لَا يَكُونُ وَلَدٌ إِلَّا وَهُوَ يُشْبِهُ أَبَاهُ؟» قالوا: بلى. قال: «الْأَنْتُمْ تَعْلَمُونَ أَنَّ رَبَّنَا حَيٌّ لَا يَمُوتُ، وَأَنَّ عِيسَى بَانِي عَلَيْهِ الْقَضَاءُ؟» قالوا: بلى. قال: «الْأَنْتُمْ تَعْلَمُونَ أَنَّ رَبَّنَا قَيِّمٌ عَلَى كُلِّ شَيْءٍ يَحْكُمُهُ وَيَحْفَظُهُ وَيَرْزُقُهُ؟» قال: بلى. قال: «فَهَلْ يَمْلِكُ عِيسَى مِنْ ذَلِكَ شَيْئاً؟» قالوا: لا. قال: «أَفَلَسْتُمْ تَعْلَمُونَ أَنَّ اللَّهَ عَزَّ وَجَلَّ لَا يَخْفَى عَلَيْهِ شَيْءٌ فِي الْأَرْضِ وَلَا فِي السَّمَاءِ؟» قالوا: بلى. قال: «فَهَلْ يَعْلَمُ عِيسَى مِنْ ذَلِكَ شَيْئاً إِلَّا مَا عَلَّمَ؟» قالوا: لا. قال: «فَلَنْ رَبَّنَا صَوَّرَ عِيسَى فِي الرَّحِمِ كَيْفَ شَاءَ، فَهَلْ تَعْلَمُونَ ذَلِكَ؟» قالوا: بلى. قال: «الْأَنْتُمْ تَعْلَمُونَ أَنَّ رَبَّنَا لَا يَأْكُلُ الطَّعَامَ وَلَا يَشْرَبُ الشَّرَابَ وَلَا يُخَدِّثُ الْحَدِيثَ؟» قالوا: بلى. قال: «الْأَنْتُمْ تَعْلَمُونَ أَنَّ عِيسَى حَمَلَتْهُ امْرَأَةٌ كَمَا نَحْمِلُ الْمَرْأَةُ، ثُمَّ وَضَعَتْهُ كَمَا تَضَعُ الْمَرْأَةُ وَلَدَهَا، ثُمَّ غَذَيْتْهُ كَمَا يُغْذَى الصَّبِيُّ، ثُمَّ كَانَ يَطْعَمُ الطَّعَامَ وَيَشْرَبُ الشَّرَابَ وَيُخَدِّثُ الْحَدِيثَ؟» قالوا: بلى. قال: «فَكَيْفَ يَكُونُ هَذَا كَمَا زَعَمْتُمْ؟» قال: فعرفوا ثم أبوا إلا جحوداً، فأنزل الله عز وجل: «الْمَ اللَّهُ لَا إِلَهَ إِلَّا هُوَ الْحَيُّ الْقَيُّومُ».

القول في تأويل قوله تعالى: «الْحَيُّ الْقَيُّومُ».

اختلفت القراء في ذلك، فقرأه قراء الأمصار: «الْحَيُّ الْقَيُّومُ». وقرأ ذلك عمر بن الخطاب وابن مسعود فيما ذكر عنهما: «الْحَيُّ الْقَيَّامُ». وذكر عن علقمة بن قيس أنه كان يقرأ: «الْحَيُّ الْقَيِّمُ».

٥١٣٨ - **هذه** بذلك أبو كريب، قال: ثنا عثمان بن علي، قال: ثنا الأعمش، عن إبراهيم، عن أبي معمر، قال: سمعت علقمة يقرأ: «الْحَيُّ الْقَيِّمُ» قلت: أنت سمعته؟ قال: لا أدري.

التغريب والترهيب

مِنَ الْجَدِيثِ الشَّرِيفِ

تأليف

الامام ابي حفص زكي الدين
عبد العظيم بن عبد القوي المنذري

مراجعة

مكتب البحوث والدراسات

محقق

سعيد محمد اللحام

الجزء الثاني

دار الفكر

الطبعة والنشر والتوزيع

كتاب الحج / الترهيب في رمي الجمار، وما جاء في رفعها ١٠٣

وَحَدَّثَهُ لَا شَرِيكَ لَهُ، لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ يَخْبِي وَيُخَيِّتُ، وَهُوَ عَلَى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ مِائَةَ مَرَّةٍ، ثُمَّ يَقْرَأُ: قُلْ هُوَ اللَّهُ أَحَدٌ مِائَةَ مَرَّةٍ، ثُمَّ يَقُولُ: اللَّهُمَّ هَبْ عَلَى مُحَمَّدٍ وَعَلَى آلِ مُحَمَّدٍ كَمَا صَلَّيْتَ عَلَى إِبْرَاهِيمَ وَآلِ إِبْرَاهِيمَ إِنَّكَ حَمِيدٌ مَجِيدٌ، وَعَلَيْنَا مَعَهُم مِائَةَ مَرَّةٍ، إِلَّا قَالَ اللَّهُ تَعَالَى: يَا مَلَكِي: مَا جِزَاءُ عَبْدِي هَذَا سُبْحَنِي وَهَلْلَنِي، وَكِبْرَنِي، وَعَظْمَنِي، وَعَرَفَنِي، وَأَتَى عَلَيَّ، وَصَلَّى عَلَى نَبِيِّي. أَشْهَدُوا مَلَكِي^(١) أَنِّي قَدْ غَفَرْتُ لَهُ، وَشَفَعْتُهُ فِي نَفْسِهِ، وَلَوْ سَأَلَنِي عَبْدِي هَذَا لَشَفَعْتُهُ فِي أَهْلِ الْمُوقَفِ. رواه البيهقي، وقال: هذا متن غريب، وليس في إسناده من ينسب إلى الوضع، والله أعلم.

(١٨١٢) - ١٦ - وَعَنْ أَبِي سَلِيمَانَ الْبَرْقَانِيِّ قَالَ: سُئِلَ عَلِيُّ بْنُ أَبِي طَالِبٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ عَنِ الْوُقُوفِ بِالْجَبَلِ، وَلَمْ يَكُنْ فِي الْحَرَمِ. قَالَ: لِأَنَّ الْكَعْبَةَ بَيْتُ اللَّهِ، وَالْحَرَمُ بَابُ اللَّهِ، فَلَمَّا قَصَدُوهُ وَافِدِينَ أَوْقَفَهُمْ بِالْبَابِ يَتَضَرَّعُونَ. قِيلَ: يَا أَمِيرَ الْمُؤْمِنِينَ قَالُوا قُوفُوا بِالْمَشْعَرِ الْحَرَامِ؟ قَالَ: لِأَنَّهُ لَمَّا أُذِنَ لَهُمْ بِاللِّحْوَاحِ إِلَيْهِ، أَوْقَفَهُمْ بِالْحِجَابِ الثَّانِي، وَهُوَ الْمَزْدَلِفَةُ، فَلَمَّا أَنَّ طَالَ تَضَرُّعُهُمْ أُذِنَ لَهُمْ بِتَقْرِيبِ قُرْبَانِهِمْ بَيْتِي. فَلَمَّا أَنَّ قَضَا نَفْسَهُمْ، وَقَرَّبُوا قُرْبَانَهُمْ فَتَطَهَّرُوا بِهَا مِنَ الذُّنُوبِ الَّتِي كَانَتْ عَلَيْهِمْ أُذِنَ لَهُمْ بِالزِّيَارَةِ إِلَيْهِ عَلَى الطَّهَارَةِ. قِيلَ: يَا أَمِيرَ الْمُؤْمِنِينَ، فَمِنْ أَيْنَ حَرَّمَ الصَّيِّمُ أَيَّامَ التَّشْرِيقِ؟ قَالَ: لِأَنَّ الْقَوْمَ زَوَّارُ اللَّهِ، وَهُمْ فِي ضِيَافَتِهِ، وَلَا يَجُوزُ لِلضَّيْفِ أَنْ يَصُومَ كَوْنًا أَوْ لَيْسَ بِكَ. قِيلَ: يَا أَمِيرَ الْمُؤْمِنِينَ فَتَعَلَّقَ الرَّجُلُ بِأَسْتَارِ الْكَعْبَةِ لِأَيِّ مَعْنَى هُوَ؟ قَالَ: هُوَ مِثْلُ الرَّجُلِ بَيْنَهُ وَبَيْنَ صَاحِبِهِ جَنَائَةٌ فَيَتَعَلَّقُ بِثَوْبِهِ، وَيَتَضَلَّلُ إِلَيْهِ^(٢)، وَيَتَخَدَّعُ لَهُ^(٣) لِيَهَبَ لَهُ جَنَائَتَهُ. رواه البيهقي وغيره هكذا منقطعاً، ورواه أيضاً عن ذي النون من قوله: وهو عندي أشبه، والله أعلم.

(١٠) الترهيب في رمي الجمار، وما جاء في رفعها

[قال الحافظ]: تقدم في الباب قبله في حديث ابن عمر الصحيح: «وإذا رمى

الجمار لا يذري أحد ما له حتى يتوفاه الله عز وجل يوم القيامة». لفظ ابن حبان، ولفظ البزار: «وأما رميك الجمار فللك بكل حصاة وميتها تكفير كبيرة من المواقف».

(١) اشهدوا يا ملائكتي. (٢) تبرأ إليه من الله وفنوه. (٣) يتخذ له: بتذلل لأمه.

سِينَرُ الدَّارِ قُطْنِي

لِلْأَمَامِ الْكَبِيرِ عَلِيِّ بْنِ عُمَرَ الدَّارِ قُطْنِيِّ

٣٨٥ هـ — ٣٠٦ هـ

طبعة جديدة منقحة ممتاز

- بضبط الأعراس والأسماء بالشكل الكامل
- وترقيم الأبواب والأعراس
- وإضافة إلى الأعراس التي تكلم عنها الحافظ الفسافي بالضعف ومزودة بفهارس علمية شاملة للأعراس والآيات

المجلد الأول

الأحاديث: ١-٢٧٨٩

دار الفكر

للطباعة والنشر والتوزيع

٤٥ باب صفة صلاة الخسوف والكسوف وميتهما

بِإِذْنِ اللَّهِ ﷻ: «إِنَّ اللَّهَ عَزَّ وَجَلَّ إِذَا تَجَلَّى لَشَيْءٍ مِنْ خَلْقِهِ خَشَعَهُ لَهُ» تابعه نوح بن قيس عن
 ابن عبيد.

١٧٧٧ - **هـ** أبو سعيد الأصطخري، ثنا محمد بن عبد الله بن نوفل، ثنا عبيد بن
 زياد، ثنا يونس بن بكير، عن عمرو بن شمر، عن جابر، عن محمد بن علي قال: «إِنْ
 آتَا آيَتَيْنِ لَمْ تَكُونَا مِنْذُ خَلْقِ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ، تَنْكَسِفُ الْقَمَرُ لِأَوَّلِ لَيْلَةٍ مِنْ رَمَضَانَ،
 تَنْكَسِفُ الشَّمْسُ فِي النِّصْفِ مِنْهُ، وَلَمْ تَكُونَا مِنْذُ خَلْقِ اللَّهِ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ».

١٧٧٨ - **هـ** ابن أبي داود، ثنا أحمد بن صالح ومحمد بن سلمة قالا: نا ابن
 عمر، عن عمرو بن الحارث، أن عبد الرحمن بن القاسم حدثه، عن أبيه، عن
 الله بن عمر، عن رسول الله ﷺ قال: «إِنَّ الشَّمْسَ وَالْقَمَرَ آيَتَانِ مِنْ آيَاتِ اللَّهِ لَا
 بَغْأَ لِمَوْتٍ أَحَدٍ وَلَا لِحَيَاتِهِ، وَلَكِنَّهُمَا آيَتَانِ مِنْ آيَاتِ اللَّهِ، فَإِذَا رَأَيْتُمُوهَا فَصَلُّوا».

كُتُبُ الْعُمَمَاءِ فِي سُنَنِ الْأَقْوَالِ وَالْأَفْعَالِ

تأليف
العلامة علاء الدين علي المتقي بن محسّام الدين الهندي
المتوفى سنة ٩٢٥ هـ

تحقيق
محمّد عمر الدميّاطي

الجزء الحادي عشر

مستوفى
محمّد علي بيضون
دار الكتب العلمية

الباب الثاني

في فضائل سائر الأنبياء صلوات الله وسلامه عليهم أجمعين

وفيه فصلان:

الفصل الأول

في بعض خصائص الأنبياء عموماً

٣٢٢٢٤ - النبي لا يؤرث. (ع - عن حذيفة).

٣٢٢٢٥ - لم يبعث الله عز وجل نبياً إلا بلغه قومه. (حم - عن أبي ذر).

٣٢٢٢٦ - إذا أراد الله تعالى أن يبعث نبياً نظر إلى خير أهل الأرض قبيلةً فبعث

خيرها رجلاً. (أبو سعد - عن قتادة بلاغاً).

٣٢٢٢٧ - إن الأنبياء لا يتركون في قبورهم بعد أربعين ليلةً ولكن يصلون بين يدي

الله تعالى حتى ينفخ في الصور. (ك في تاريخه، هل في حياة الأنبياء - عن أنس).

٣٢٢٢٨ - إنهم لم يقبض نبي قط حتى يرى مقعده من الجنة ثم يُخبر. (حم - ق -

عن عائشة).

٣٢٢٢٩ - إنه ليس لنبي إذا لبس لأمته أن يضعها حتى يُقاتل. (حم - ن - عن

جابر).

٣٢٢٣٠ - ما بعث الله نبياً إلا شاباً. (ابن مردويه والصباء - عن ابن عباس).

٣٢٢٣١ - ما بعث الله نبياً إلا رعى الغنم، وأنا كنت أراها لأهل مكة بالقراريط.

(خ - ه - عن أبي هريرة).

٣٢٢٣٢ - ما توفي الله عز وجل نبياً قط إلا دفن حيث يقبض روحه. (أبو سعد -

عن أبي مسكينة مرسل).

٣٢٢٣٣ - ما قبض الله تعالى نبياً إلا في الموضع الذي يحب أن يدفن فيه. (ت -

عن أبي بكر).

٣٢٢٣٤ - لم يقبر نبي إلا حيث يموت. (حم - عن أبي بكر).

مِيزَانُ الْإِعْتِدَالِ فِي نَقْصِ الرَّجَالِ

تأليف

أَبِي عَبْدِ اللَّهِ مُحَمَّدُ بْنُ أَحْمَدَ بْنِ عُثْمَانَ الذَّهَبِيِّ
المتوفى سنة ٧١٨ هجرية

بمقتضى

على محمد الجاوي

المجلد الثالث

دار المعرفة

للطباعة والنشر

بيروت - لبنان

ص.ب. ٥٧٦٩

ومنها : لا تمتشوا في الساجد ، وعليكم بالقميص وتحتة الإزار .
ومنها : العرافة أولها ملامة ، وأوسطها ندامة ، وآخرها عذاب يوم القيامة .
ثم قال أبو حاتم بن حبان : والصواب في تمرؤ بن شعيب أن يُحوَّلَ إلى تاريخ الثقات ؛
لأن مدائنه قد تقدمت . فأما التناكير في حديثه - إذا كانت في روايته من أبيه من جده -
فحكمتهم حكم الثقات إذا رووا^(١) المقاطيع والمراسيل بأن يترك من حديثهم المرسل^(٢)
والمقطوع ، ويحتج بالخبر الصحيح .
قلت : قد أجبنا من روايته من أبيه من جده بأنها ليست بمرسلة ولا منقطعة .
أما كونها وجدة ، أو بعضها صحيح وبعضها وجدة ، فهذا محل نظر . ولست أقول : إن
حديثه من أعلى أقسام الصحيح ، بل هو من قبيل الحسن .
وقد توفي بالطائف سنة ثمان عشرة ومائة .

٦٣٨٤ - تمرؤ بن شعيب الجعفي الكوفي الشامي ، أبو عبد الله . من جعفر بن
محمد ؛ وجابر الجعفي ، والأعمش .

روى هبأس عن يحيى : ليس بشيء . وقال الجوزجاني : زائف كذاب . وقال ابن
حبان : رافض يثبت الصحابة ، ويروى الموضوعات عن الثقات .

وقال البخاري : منكر الحديث . قال يحيى : لا يكتب حديثه ، ثم قال البخاري :
حدثنا حماد بن داود ، حدثنا أسيد بن زيد ، عن عمرو بن شعيب ، عن جابر ، عن أبي
الطفيل ، عن علي وعمار ، قالا : كان النبي صلى الله عليه وسلم يفتن في الفجر ويكبر
يوم عرفة من صلاة النفاة ، ويقطع صلاة العصر آخر أيام التشريق .

وبه : عن عمرو ، عن عمران بن مسلم ، عن سويد بن قبة ، عن بلال ، عن أبي
بكر ، عن النبي صلى الله عليه وسلم : لا يؤمن من طعام أحل الله أكله .

وبه : عن سويد ، عن علي : كان رسول الله صلى الله عليه وسلم يأمر مناديه أن
يحمل أطراف أمانته عند مسامه ، وأن يثوب في صلاة الفجر وصلاة العشاء إلا في سفر .

(١) س : راوا . (٢) س : الراسل .

- ٢٦٩ -

وقال النسائي والدارقطني وغيرهما : متروك الحديث .

على بن الجعد ، حدثنا عمرو بن شمير ، أخبرنا جابر ، عن الشعبي ، عن صمصمة بن سُوْحان : سمعتُ زامل بن كهمرو الجذامي يحدث عن ذى الكلاع الحميري ، سمعتُ عمرو يقول : سمعتُ رسول الله صلى الله عليه وسلم يقول : إنما ييمت للقتلون على النيات ^(١) . قال السلياني : كان عمرو يضعُّ على الروافض ^(٢) .

٦٣٨٥ - عمرو بن شُوْذِب . قال الأزدي : لا يساوى شيئاً .

قلت : أظنه عمر بن شوذب .

٦٣٨٦ - عمرو بن صالح . عن صهيب بن مهران . مجهول .

٦٣٨٧ - عمرو بن صالح . عن إسماعيل بن أمية . كذلك .

٦٣٨٨ - عمرو بن صالح قاضي رَأْمَهْرَمَز . يروي عنه زيد بن الحرّيش وغيره .

تكلّم فيه . ساق ابن عدى له هذا الحديث عن العمري ، عن نافع ، عن ابن عمر - مرغوماً : أنا نشبة عتبن بأبينا إبراهيم . رواه زيد بن الحرّيش عنه . وهو منكر جداً .

٦٣٨٩ - عمرو بن صفوان . عن عمروة . لا يعرف .

٦٣٩٠ - عمرو بن عائكة . منكر الحديث ، والإسناد إليه فظلم . قاله

الأزدي .

٦٣٩١ - عمرو بن عاصم الكلابي ، صدوق مشهور ، من علماء التابعين ^(٣) .

روى عن شعبة وطبقته ، وعنه البخاري والفسوي وخلّق .

ومثّه ابن معين . وقال النسائي : ليس به بأس . وقال إسحاق بن سيار : سمعتُ

عمرو بن عاصم يقول : كتبتُ عن حماد بن سلمة بضمة عشر ألفاً . وقال بُنْدَار : لولا شيء لتركته .

(١) ٥ : الأناب . (٢) ل : الروافض . و س : كان يضع الروافض .

(٣) ل قوله من علماء التابعين نظر ، ولعله يجوز في ذلك ، وقد ذكره ابن حبان في ثقاته في الطبعة الرابعة وافة أعلم (هامش س) .

اليواقيت والجواهر

في بيان عقائد الأكابر

وبأسنله
الكبرى الأصغر

في بيان عنوم الشيخ الأكبر

محيي الدين بن العربي سنة ٦٣٨ هـ

وهو منتخب من كتاب لواقح الأنوار القدسية
المختصر من الفتوحات المكية

تأليف

الشيخ عبد الغفار بن العربي على الشافعي المصنف

سنة ٩٦٣ هـ

طبعة جديدة بحمد وكرمة الأديب العراقي المرمية

بمصر

دار احياء التراث العربي مؤسسة لتاريخ العربي

مصر - بيروت - لندن

ولو بواسطة الملك ولا ترجع إلى نفس ذلك الشخص الذي هو النبي حتى إنه يقال: استنحق النبوة لذاته وإذا كانت كذلك فلا تبطل بالموت كما لا تبطل بالنوم والغفلة من قال: أن النبوة مأخوذة من النبا وهو الخير إذ هو المخبر عن الله تعالى ومن مات لا يخبر نقول له: حكم النبوة باقٍ عليه أبداً حياً وميتاً كما أن حكم نكاحه كذلك. وفي الحديث: «زوجاتي في الدنيا وزوجاتي في الآخرة». وفي الحديث أيضاً: «الأنبياء أحياء في قبورهم يصلون». وقد أفنى المالكية وغيرهم بكفر من قال: إن النبوة مكتسبة والله أعلم.

(فإن قيل): هلاً أرسل الله تعالى الملائكة فإنهم كانوا يهتتهم الملكية أدعى إلى الحق والاستجابة لهم وكانت الكفرة لا تقول: «أَشْرَكَ بِنَا وَجِدًا نَبِيَّكُمْ» (الفر: ٢٤).

(فالجواب): أن هذا السؤال قد سبق من كفار مكة وأجاب الله تعالى عن ذلك بقوله تعالى: «قُلْ لَوْ كُنْتُ فِي الْأَرْضِ مَلَكًا يَمْشِي مَشْيَ بَشَرٍ لَفُتِنْتُ بِمَا بَيْنَ يَدَيْهِ مِنَ الْمَلَكِ أَتُتَبَّعُ بِمَا يَمْشِي الْمَلَائِكَةُ يَمْشُونَ وَمَنْ يَتَّبِعِ الْأَمْرَ إِلَّا بِإِذْنِ اللَّهِ فَيَنْزِلُ بِهِ السُّحُوفَ فِي صُبْحٍ كَالضَّفِيرِ» (الأنعام: ١١). والمعنى في ذلك أن في الرسالة امتحاناً واختباراً فينظر تعالى وهو العالم بما يكون قبل أن يكون هل يقوم بهم داء الحسد فلا يطعمون ذلك الرسول أو يطعمونه وذلك أن الحسد موضوعه أن يكون بين الجنس الواحد فليس بين البشر والملك حسد ولذلك طلب كفار مكة أن يكون الرسول إليهم ملكاً لعدم الحسد بينهم وبين الملك بخلاف محمد ﷺ، وأيضاً فإن عامة البشر لا تطيق أن ترى الملائكة بأعيانهم وصفاتهم في صورهم فضلاً عن أخذ الكلام عنهم وإنما يستأنس الجنس بالجنس ولا عجب من أن يفزع الأدمي من صورة الملك الذي يسد الخافقين بنشر جناح واحد. ولقد بلغنا أن الله تعالى خلق عجائب في أعالي الهند وأقاصي بلاد الصين وجزائرها أناساً إذا أبصروا أحداً منا خروا لوجوههم مبتين ولو أبصر منا واحد صورة أحدهم لانشقت مرارته خيفة منه وفي القصر المشيد خلق لا يقع بصر أحد منا عليهم إلا ترامى فمات لوقته ولقد ربطوا إنساناً بحبال وثيقة وقالوا له: انظر ونحن نمسك فنظر إليهم فتمزع من الحبال ونزل إليهم قطعاً قطعاً. وحديث بده الوحي مشهور فإن رسول الله ﷺ، مع قوته وشهامته لما رأى الملك أولاً بعره قاعداً على كرسي بين السماء والأرض، وله صوت هائل

أو في مكان، أو في وضع، أو في إضافة، أو في حال، أو في مقدار، أو عدد، أو في مؤثر، أو في مؤثر فيه فأما أدبه في الجوهر فهو أن يعلم العبد حكم الشرع في ذلك فيجبره فيه، يحسبه وأما أدب العبد في الأعراض فهو ما يتعلق بأفعال المكلفين من وجوب، وحظر، وإباحة، ومكروه، وندب وأما أدبه في الزمان فلا يتعلق إلا بأوقات العبادات المرتبطة بالأوقات فكل وقت له حكم في المكلف ومنه ما يضيق وقته ومنه ما يتسع وأما أدبه في المكان كمواضع العبادات مثل بيوت الله فيرفعها عن البيوت المنسوبة إلى الخلق ويذكر فيها اسمه وأما أدبه في الوضع فلا يسمى الشيء بغير اسمه ليغير عليه حكم الشرع بتغيير اسمه فيحثل ما كان محرماً

اليواقيت والجواهر في بيان عقائد الأكابر

وبأسفله
الكنزيت الأصغر

في بيان علوم الشيخ الأكبر

محيي الدين بن العربي مؤلفه - ١٠٠٠ هـ

وهو منسحب من كتاب لواقع الأنوار القدسية
المختصر من الفتوحات المكية

تأليف

الشيخ عبد القادر بن محمد بن علي النعماني المعروف بالنبي

المت - ٩٧٠ هـ

طبعة جديدة مهمة ودرجتها الأولى العربية الثانية

دعوى الثاني

دار إحياء التراث العربي مؤسسة النابغة العربي

بيروت - لبنان

طلوعها من المغرب فيقال لهم أليس الله تعالى قد أجرى العادة بأن كل دورة ودورها من رحي ودولاب إذا انتهت ردها ترجع منعكسة ثم تقف فيم تنكروا أن الله تعالى يعكس دوران الشمس عند انتهاء أدوارها قال تعالى : ﴿وَالشَّمْسُ تَحْسِرُ لِحُسْنُ الْكَلَامِ﴾ (يس : ٣٨) والمستقر مصدر بمعنى الاستقرار واللام بمعنى إلى كما قال الله تعالى : ﴿بِأَنَّ رَبَّكَ أَوْحَىٰ لَهَا ۝﴾ (الزلزلة : ١٥) أي إليها قال : وعند وقوف الشمس في وسط السماء تشقق السماء وتتكدر النجوم ويقفون في المثل السائر الدولاب إذا تعطل تكسر وهنا تظهر الشمس والقمر في وسط السماء كالغرازين وفي رواية أخرى كالثورين الأسودين فإذا طلعا إلى وسط السماء رجعا نازلين إلى المغرب لا أنهما يفران في المشرق كما توهمه بعضهم وفي الحديث أنهما يطلعان من المغرب مكورتين كالغرازين فلا ضوء للشمس ولا نور للقمر وما بين طلوع الشمس من مغربها إلى نفيح الصور أقل من أن يركب الرجل المهر بعد التاج.

(فإن قيل) : قد ورد في الحديث أنهما يطلعان ذلك اليوم من المشرق إلى نفيح الصور ؟

(فالجواب) : لا اعتبار بذلك الطلوع إذ هو طلوع اضطراب للوقوف والانتهاء لا طلوع دؤب لهما بحساب وكذلك يكون حال كل دورة إذا انتهت دورها تنعكس مرة وترجع أخرى ثم تقف هكذا سنة الله في الخلق ﴿وَلَمْ يَغِدْ يَسْتَفِ اللَّهُ تَحْيِيلًا﴾ (انظر : ١٣) وتقدم في مبحث الإيمان أن الشمس إذا طلعت من مغربها أغلق باب التوبة فمن كان مؤمناً لا يدخل قلبه بعد ذلك كفر ومن كان كافراً لا يدخل قلبه بعد ذلك إيمان فراجع.

(فإن قيل) : فما الدليل على نزول عيسى عليه السلام من القرآن ؟

(فالجواب) : الدليل على نزوله قوله تعالى : ﴿وَإِنْ يَنْ أَهْلَ الْأَنْكَبِ إِلَّا لِلْيُؤْمِنِ يَوْمَ قِيلَ مَوْتٌ﴾ النساء : ١٥٩ أي حين ينزل ويستمعون عليه وأنكروا المعتزلة والفلاسفة واليهود والنصارى عروجه بجسده إلى السماء وقال تعالى في عيسى عليه السلام ﴿وَأَنَّمْ لَعَلَّمْ لِسَانَهُ﴾ (الرحم : ٦١) قرئ لعلم بفتح اللام والعين والضمير في أنه راجع إلى عيسى عليه السلام لقوله تعالى : ﴿يَوْمَ قِيلَ مَوْتٌ مَرِيَّةً تَلَا﴾ (الرحم : ٥٧) ومعناه أن نزوله علامة القيامة وفي الحديث في صفة الدجال فينبأهم في الصلاة إذ بعث الله المسيح ابن مريم فتزل عند المنارة البيضاء

وشراخ ما فيه جناح ، وأما ما تولد عن نكاح الشبه في انعقود والأشباح فهو سفاخ وهذا الباب مفقود . ميت إليك بالفتح . وقال : لما دعا الله تعالى الأرواح من هياكلها بمساكنها حنت إلى ذلك . وهان عليها مفارقة الوعاء فكان لها الانقاسخ بالسراح من هذه الأشباح ثم إذا وقعت الإعادة عادت إلى ما كانت عليه روحاً وجسماً هذا معنى الرجوع . وقال اسوداد الوجوه من الحق المذكور . وكالفنية والنعيمية وإفشاء السر فهو مذموم وإن كان صدقاً فلذلك قال الله تعالى : ﴿يَسْتَلْ أَصْدِيقِينَ عَنْ صِدْقِهِمْ﴾ (الرحم : ٨) أي هل أدن لهم في إفشائه أم لا فما كل صدق حق واعلم أنه لو كان نسبنا إليه حقاً ما ذم أحد خلقاً ولو ذمه لكفر ولو كان ما استتر

شرقي دمشق بين يديه مهردبتان واضعاً كفه على أجنحة ملكين والمهردبتان بالذال المعجمة والمهملة معاً حلتان مصبوغتان بالورس فقد نبت نزوله عليه السلام بالكتاب والسنة وزعمت النصراني أن ناسوته صلب ولا هوته رفع والحق أنه رفع بجسده إلى السماء والإيمان بذلك واجب قال تعالى: ﴿بَلْ رَفَعَهُ اللَّهُ إِلَيْهِ﴾ (النساء: ١٥٨) قال أبو طاهر القزويني: واعلم أن كيفية رفعه ونزوله وكيفية مكثه في السماء إلى أن ينزل من غير طعام ولا شراب مما يتقاصر عن دركه العقل ولا سبيل لنا إلا أن نؤمن بذلك تسليماً لسعة قدرة الله تعالى وأطال في ذكر شبه الفلاسفة وغيرهم في إنكار الرفع.

(فإن قيل): فما الجواب عن استغثاله عن الطعام والشراب مدة رفعه؟ فإن الله تعالى قال: ﴿وَمَا جَعَلَهُمْ جَذًا لَا يَأْكُلُونَ الطَّعَامَ﴾ (الأنبياء: ١٧).

(فالجواب): أن الطعام إنما جعل قوتاً لمن يعيش في الأرض لأنه مسلط عليه الهواء الحار والبارد فينحل بدنه فإذا انحل عوضه الله تعالى بالغذاء إجراء لعادته في هذه الخطة الغبراء وأما من رفعه الله إلى السماء فإنه يلطفه بقدرته ويغنيه عن الطعام والشراب كما أغنى الملائكة عنهما فيكون حينئذ طعامه التسبيح وشرابه التهليل كما قاله ﷺ: «إني أبيت عند ربي يطعمني ويسقيني» وفي الحديث مرفوعاً أن بين يدي الدجال ثلاث سنين، سنة تمسك السماء فطرها والأرض ثلث نباتها وفي السنة الثالثة تمسك السماء فطرها كله فقالت له أسماء بنت زيد: يا رسول الله إنا لنعجن عجينا فما نخيزه حتى نجوع فكيف بالمؤمنين حينئذ فقال يجزيهم ما يجزي أهل السماء من التسبيح والتقديس. قال الشيخ أبو طاهر: وقد شاهدنا رجلاً اسمه خليفة الخراط كان مقيماً بأبهر من بلاد المشرق مكث لا يطعم طعاماً منذ ثلاث وعشرين سنة وكان يعبد الله ليلاً ونهاراً من غير ضعف فإذا علمت ذلك فلا يبعد أن يكون قوت عيسى عليه السلام التسبيح والتهليل والله أعلم.

فهو تعالى المعروف بأنه غير معروف والحق الذي يقال: ما قبح وذم فعنا، وما حسن وحمد فعما خرج عنا. وقال العارف مسود الوجه في الدنيا والآخرة، لكن اسوداد السيادة لما كان عليه من العبادة فإن وجه الشيء كونه وذاته وعينه وقال في قوله: ﴿وَقُلْ رَبِّ زِدْنِي عِلْمًا﴾ (طه: ١١٤) الإنسان مجبول على الطمع فلا يقال فيه يوماً إنه قنع فإن قنع فقد جهل وأساء الأدب ومن هنا كان العارف لا يزه فط في الطلب وما أراد منك بذلك إلا دوام الافتقار في الليل والنهار ﴿إِذَا قُضِيَتْ الصَّلَاةُ فَانصَبْ عَلَىٰ رَأْسِكَ لَا تَسْبَحْ﴾ (الشرح: ٨٠٧) ولا يتقبل الحق من العباد إلا بما به عليهم جاد فمعه بدأ الجود وإليه يعود فيا من يطلب القديم أنت عديم فقل لربك إنما نحن بك ولك خلقتنا لتعبدك وفي عبادتنا نشهدك ثم على قدر ما سألناك من الشهادة تنقصنا من العبادة.

(وقال): لا يؤثر الحرص في القدر إلا إذا كان من القدر وكم من حريص لم يحصل على طائل لعدم الأمر من القائل من قصرت همته في طلب المزيد فليس من كمل العبيد لا تستكثر

شرح الشفا

للقاضي عياض

شرح
الملاعلي القاري نهرؤى الكافي
الترقي سنة ١٠١٤هـ

ضبطه وصححه
عبدالله محمد الحلي

الجزء الثاني

مستورات
مجمع كافي بضم
للكتاب والخدمة
دار الكتب العلمية

أو تكذيباً لنبوته (أو ليس الذي كان بمكة والحجاز) الشامل لها وللمدينة يحتمل أن يكون جهلاً وأن يكون تكذيباً (أو ليس بقرشي) وفيه أن العلم بكونه قريشاً ليس ضرورياً فغايتة أن يكون كاذباً به جاهلاً بوصفه ولا يلزم منه كونه مكذباً به وأغرب الدلجي حيث قال لأنه كذبه عليه الصلاة والسلام في قوله أنا أفصح من نطق بالضاد بيد أنني من قريش فإن الحفاظ أجمعوا على أنه حديث موضوع والحاصل أنه يكفر بهذا كله إذا أراد نفي نبوته عليه الصلاة والسلام كما يشير إليه قوله (لأنَّ وَضْعَهُ بِغَيْرِ صِفَاتِهِ الْمَعْلُومَةِ) عند كل واحد (نفى له) أي لوجوده (وَتَكْلِيْفُ بِهِ) أي بشهوده وسيأتي أن الجهل ببعض صفات الباري سبحانه وتعالى لا يخرج من الإيمان كما عليه أكثر علماء الأعيان فكيف الجهل ببعض صفاته عليه الصلاة والسلام لاسيما ولم يتعلق به حكم من شرائع الإسلام (وكذلك من ادعى نبوة أخذ مع نبينا عليه الصلاة والسلام) كأصحاب مسيلمة والأسود العنسي (أو يُنْفِذُ كَالْعِيسِيِّ) أصحاب عيسى ابن إسحاق بن يعقوب الأصهباني كان موجوداً في خلافة المنصور وهو (من اليهود) إلا أنه خالفهم في أشياء منها أنه حرم الذبائح (الْقَائِلِينَ بِتَخْصِيصِ رِسَالَتِهِ) أي نبينا (إلى الغرب) خاصة (وكالْمُغْرَمِيَّةِ) بضم الخاء المعجمة وتشديد الراء المفتوحة لأنهم تبعوا بابك الخرمي فنسبوا إليه قال الجوهرى هم أصحاب التناسخ والإباحة وفي نسخة بجيم مفتوحة قراء ساكنة قال التلمساني ويجوز كسر الحاء المهملة وسكون الراء لقولهم ما حرم حلال لأنهم أباحوا المحرمات (الْقَائِلِينَ بِتَوَاقُرِ الرُّسُلِ) أي لا ينقطعون ما دامت الدنيا (وَكَاكْفَرِ الرَّافِضَةِ الْقَائِلِينَ بِمُشَارَكَةِ عَلِيٍّ فِي الرِّسَالَةِ لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ) أي حال وجوده (وَتَعَنُّدَهُ) أي وبعد فقد شهوده (فَكذلك كُلُّ إِمَامٍ) أي من الأئمة الاثني عشر (جَنَّةُ هَوْلَاءِ) الرافضة (يَقُومُ مَقَامَهُ فِي النَّبُوَّةِ وَالْحُجَّةِ) يعني إن أرادوا بها الحقيقة وإلا فالمنزلة المجازية لا توجب الكفر ولا البدعة (وَكَالْبَزِيغِيَّةِ) بموحدة مفتوحة وزاء مكسورة فتحنية ساكنة فمعجمة أو مهملة (وَالْبَيَاتِيَّةِ) بفتح موحدة فتحنية بعدها ألف فنون وقيل الصواب بموحدة مضمومة ونونين بينهما ألف (مِنْهُمْ) أي من الرافضة لا من البزيرية كما توهم الدلجي (الْقَائِلِينَ بِنَبُوَّةِ بَزِيغٍ) رجل غير معروف (وَيُنَيَّانِ) أي ابن إسماعيل الهندي من غلاة الروافض وقد تقدم أن اعتقادهم أن الله تعالى حل في علي وأولاده كذا ذكره الحلبي وقال التلمساني بنان بن سميان التميمي (وَأَشْيَاءُ هَؤُلَاءِ) أو مَنْ ادَّعَى النَّبُوَّةَ لِنَفْسِهِ كالمختار بن أبي عبيد الثقفي (أَوْ جَوَّزُوا كِتَابَتَهَا) أي تحصيل النبوة بالمجاهدة والرياضة (وَالْبُلُوغُ بِضَفَاءِ الْقَلْبِ إِلَى مَرَاتِبِهَا) أي منزلة النبوة بأخذ الفيض من جهة القلب عن الرب عز وجل (كَالْفَلَّاحِيَّةِ) أي الحكماء ومنهم أبو علي بن سينا صاحب الشفاء الذي يورث مرض الشفاء (وَهَلَاءِ الْمُتَصَوِّفَةِ) أي الجهلاء (وَكذلك مَنْ ادَّعَى مِنْهُمْ) وكذا من غيرهم (أَنَّهُ يُوحَى إِلَيْهِ) أي وحياً جليلاً لا إلهاماً يسمى وحياً خفياً كما يحصل لبعض أرباب المكاشفة وأصحاب الفراسة كما يشير إليه قوله تعالى ﴿إِنْ فِي ذَلِكَ لَآيَاتٍ لِلْمُتَوَسِّمِينَ﴾ أي المتفرسين وقوله عليه الصلاة والسلام اتقوا فراسة المؤمن وقوله في أمتي محدثون أي

في حكم من سب الله تعالى وملائكته إلى آخره

ملهمون (وإن لم يدع الثبوت) كعبد الله بن أبي سرح من قريش كان يكتب الوحي لرسول الله صلى الله تعالى عليه وسلم فلما نزل ﴿ولقد خلقنا الإنسان من سلالة من طين﴾ عجب من تفصيل خلق الإنسان فقال ﴿فتبارك الله أحسن الخالقين﴾ فقال عليه الصلاة والسلام أكتبها كذلك نزلت فشك وقال لئن كان محمد صادقاً لقد أوحى إلي كما أوحى إليه أو كاذباً لقد كنت كذا قال رسول الله صلى الله تعالى عليه وسلم

الفتح أماناً فأسلم وحسن إسلامه وكان أخاه لأمه وولاه زمن خلافته مصر (أو أنه) أي أو يدعي أنه حال اليقظة (يضعد إلى السماء وينزل الجنة ويأكل من ثمارها ويعاين النور العين) أي البيض الواسعة العين وفيه أن هذا كله يقتضي الكذب لا الكفر كما لا يخفى (فهؤلاء) الطوائف (كلهم كفار) أي فإنهم (مكذبون للنبى صلى الله تعالى عليه وسلم لأنه النبي قبله وينزل بعده ويحكم نفسه أنه خاتم النبيين لا نبي بعده) أي ينأ فلا يرد عيسى لأنه نبي قبله وينزل بعده ويحكم بشريعته ويصلي إلى قبلته ويكون من جملة أمته (وأخبر عن الله تعالى أنه خاتم النبيين) وهذا أقوى دليلاً ما قبله فتأمل (وأنه أزيل كالملة) أي رسالة جامعة (للناس) لقوله تعالى ﴿وما أرسلناك إلا كافة للناس﴾ أي أصالة وللجن تبعاً (وانجتمعت الأمة على حمل هذا الكلام) الذي صدر عنه عليه الصلاة والسلام (على ظاهره) لعدم صارف عنه (وأن مفهومة المراد به) هو المقصود منه (دون تأويل) في ظاهره (ولا تخصيص) في عمومه (فلا شك في كُفر هؤلاء الطوائف. كلهم) أي لتكذيبهم الله ورسوله (قطعاً) أي بلا شبهة (إنجماها) بلا مخالفة (وسمعا) أي وسماعاً من الكتاب والسنة ما يدل على كفرهم بلا مرية (وتكذلك وقع الإجماع على تكفير كل من دافع عن الكتاب) القديم وحمله على خلاف ما ورد به من المعنى القويم كحمل بعض المتصوفة قوله تعالى في قوم نوح ﴿مما خطيئاتهم أغرقوا فادخلوا ناراً﴾ على ما حاصله أغرقوا في بحر المحبة فادخلوا نارها ووجد الله دون غيره أنصارهم وكذلك قوله في قوله تعالى ﴿وإذا جاءتهم آية قالوا لن نؤمن حتى نؤتى مثل ما أوتي رسل الله الله أعلم حيث يجعل رسالته﴾ أن الكلام تم في أوتي وأن رسل الله مبتدأ وخبره الله وأعلم خير مبتدأ محذوف وأمثال ذلك مما صدر عنهم هنالك (أو خص حديثاً) أي أو دافع صريح حديث (مجمعاً على نقله مفعولاً به) أي بصحته (مجمع على تحليه على ظاهره) من غير تأويله وفي نسخة أو خص حديثاً مجمعاً على نقله من جهة مبناه وحمله على ظاهره من جهة معناه (فتكفير الخوارج بظلال الرُّجم) بالجم للمحصن الثيب ولم بشرط الشافعي الإسلام في الرجم لظاهر حديث الموطأ وغيره أن اليهود أتوا رسول الله تعالى عليه وسلم برجل وامرأة من اليهود قد زنيا فرجمهما وشرطه أبو حنيفة ومالك لحديث من أشرك بالله فليس بمحصن ثم أعلم أن العلماء أجمعوا على وجوب جلد الزاني البكر مائة وهو الثابت بالآية ورجم المحصن الثيب المأخوذ من الآية المنسوخة تلاوة لا حكماً وهو قوله تعالى ﴿الشَّيْخُ وَالشَّيْخَةُ إِذَا زَنِيا فَارْجُمُوهُمَا﴾ نكالا من الله والله عزيز حكيم ﴿وقد عمل بها صلى الله تعالى عليه وسلم في

كان بركة في اواهل البعثة حاتم لم يؤكل عاكشة او يقال القطيعة كانت متعلقة ولذا
 اختلف في الانتهاء فقيل الى الجنة وقيل الى العرش قيل الى ما فوقه هو مقام من قد لا
 تكمل ان قاب قوسين او ادنى ولا يلزم من تعدي الواقعة فرض الصلوة كل مرة كما لو هم
 ابن القيم معترضا خروجه الدجال ويا جوبج وما جوبج كما قال الله تعالى اذا فتح
 يا جوبج وما جوبج وهم من جوبج يندب ينسلون اي يسرعون وطلوع الشمس من
 مخرجها كما قال الله تعالى يوم ياتي بعض اليتيم ترك لا ينفع نفسا ايمانا منها
 لكم تكلمت من قبل او كسبت في ايمانها غير اي لا ينفع الكافر ايمانه في
 ذلك اليوم بل طلوع الشمس من المغرب ولا الفاسق الذي ما كسبت غير ايمانه توبته
 بعنه لا ينفع نفسا ايمانا ولا كسبه في الايمان ان لم تكن امنت من قبل او كسبت فيجزيها
 د نزول عيسى عليه السلام من السماء كما قال الله تعالى انه اي عيسى لعلم الساعة
 اي علامة القيامة وقال الله تعالى وان من اهل الكتاب الا ليؤمنن به قبل موته
 اي قبل موت عيسى بعد نزوله عند قيام الساعة فيصير المذل واحدا وهو صلة الاسلا
 الحقيقية وفي نسخة قد تم طلوع الشمس على البقية وعلى كل تقدير فالاولى لمطلق
 الجمعية ولا ترتيب القطعية ان المهدى يظهر او لا في الحرمين الشريفين
 ثم ياتي بيت المقدس في الدجال ويحصره في ذلك الحال فينزل عيسى من
 المنارة الشرقية في دمشق الشام ويحج الى القل الدجال فيقتله بضربة
 في الحال فاتة بين وب كالمح في المساء عند نزول عيسى عليه السلام من السماء فيجتمع
 عيسى بالمهدي وقد اقيمت الصلوة فيشير المهدى لعيسى بالتقدم فيمنع معلا
 بان هذه الصلوة اقيمت لك فانت اولى بان تكون الامام في هذا المقام يقتدي
 به ليظهر متابعه لنبي صلى الله تعالى عليه وسلم كما ان هذا المعنى صلى الله تعالى عليه
 بقوله لو كان موسى حيا لما وسعه الا اتباعي وقد يكتفى وجه ذلك عند قوله تعالى
 فاخذ الله ميثاق النبيين لما اتيتم من ربك من كتاب وحكمة ثم نجاةكم
 رسول الانية في شرح الشفاء وغيرها وقد ورد انه يبقى في الارض اربعين
 سنة ثم يموت ويصلي عليه المسلمون ويدفنونه على ما رواه الطيالسي في
 مسنده وروى غيره انه يدفن بين النبي صلى الله تعالى عليه وسلم والعقود وعلى تدفين

المصباح المثير

في غريب الشرح الكبير للرافعي

تأليف العالم العلامة

أحمد بن محمد بن علي المقرئ القتيبي

المتوفى عام ٧٧٠ هـ

الجزء الثاني

من مسوِّرات دار الهجرة

إيران - قم

(نَمَطَتْ) فَأَرَتْهُ هُوَ عَلَى حَذَبٍ مُضَافٍ
وَالْأَصْلُ نَمَطَ شَرُّ فَأَرَتْهُ وَكَذَلِكَ قَوْلُهُ
(نَمَطَ) الذَّبَّ إِذَا سَطَطَ شَعْرَهُ .

مع : طَرَفٌ عَلَى الْمُخْتَارِ يَنْفَعِي لِنَدْوٍ لِدُخُولِ
التَّنَوُّبِ نَحْوَ حَرْجَانَا (مَعًا) وَدُخُولِ مِنْ عَلَيْهِ
نَحْوُ جَنْتَ (مِنْ مَعِي) أَيْ مِنْ عِنْدِي وَلَكِنْ
اسْتِغْنَالُهُ شَادٌ وَهُوَ يَفْتَحُ الْعَيْنَ وَإِسْكَانُهَا لَفَةً
لِئَنِّي زَيْمَةٌ فَتَكْثُرُ عِنْدَهُمْ لِإِلْقَاءِ السَّاكِنِينَ
نَحْوَ (مَعِ) الْقَوْمِ وَيُقَالُ هُوَ فِي السُّكُونِ
حَرْفٌ حَرٌّ وَقَدْ الرَّمَانِيُّ فِي دُخُولِ عَلَيْهِ حَرْفٌ
حَرٌّ كَانَ اسْمًا وَإِلَّا كَانَ حَرًّا وَتَقُولُ حَرْجَانَا
(مَعًا) أَيْ فِي زَمَانٍ وَاحِدٍ وَكُنَّا (مَعًا) أَيْ
فِي مَكَانٍ وَاحِدٍ مُضَوَّبٌ عَلَى الطَّرِيقَةِ وَيُقَالُ
هَلِ الْحَالُ أَيْ مُجْتَمِعِينَ وَالْعَرَفِيُّ بَيْنَ قَمَلَانَا
(مَعًا) وَمَعَكَ جَمِيعًا أَيْ (مَعًا) يُفِيدُ الْإِجْتِمَاعَ
حَالَةَ الْبَقْلِ وَ (جَمِيعًا) بِمَعْنَى كُلِّهَا يَحْوِزُ فِيهَا
الْإِجْتِمَاعُ وَالْإِمْرَاقُ وَالْفَهَاءُ عِنْدَ الْحَبْلِيلِ يَنْدُو
مِنْ التَّنَوُّبِ لِأَنَّهُ عِنْدَهُ كَيْسٌ لَهُ لَأَمْ وَعِنْدَ
يُونُسَ وَالْأَخْفَيسَ كَالْأَلْبِزِ فِي الْقَفَى فَهِيَ يَنْدُو
مِنْ لَأَمْ مَخْذُوقَةٌ وَاقْعَلْ هَذَا مَعَ هَذَا أَيْ
مَجْمُوعًا إِلَيْهِ .

لِلْمَعْنَى : اخْتِلَافُ الْأَصَوَاتِ وَأَصْلُهَا فِي
الْيَتَابِ النَّارِ وَ (مَمْعَمَةٌ) الْقِفَالُ شِدْثَةٌ .

معكته : فِي الزَّيَابِ (مَعَكًا) مِنْ بَابِ مَعَ
ذَلِكَهُ بِهِ وَ (مَعَكْتَهُ) (نَمِيكًا) (تَمَعَكْتَ)
أَيْ مَرَعْتَهُ فَتَمَرَّعَ .

معن : الْمَاءَ (يَمْنَعُنْ) يَفْتَحَتَيْنِ جَرَى فَهُوَ
(مَعِينٌ) وَ (أَمْنَعُنْ) الْقَرَسُ (إِسْمَانًا) تَبَاعَدَ
فِي عَذْوِهِ وَمِنْهُ قِيلَ (أَمْنَعُنْ) فِي الطَّلَبِ إِذَا
بَالَغَ فِي الْإِسْتِغْنَاءِ وَ (الْمَعَانُ) وَزَانُ كَلَامِ
الْمَشْرِئِ وَ (وَالْمَاعُونُ) اسْمُ جَمَاعٍ لِأَنَّا نَسِيَ
كَالْقِدْرِ وَالْقَاسِرِ وَالْقَضَمَةِ وَ (الْمَاعُونُ) أَيْضًا
الطَّاعَةُ .

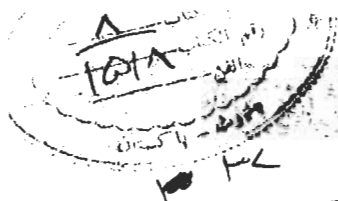
المعنى : الْمَصْرَانِ وَصَفَرُهُ أَشَدُّ مِنَ الْمَاءِ وَجَمْعُهُ
(أَمْعَاءُ) مِثْلُ عَيْبٍ وَأَعْيَابٍ وَجَمْعُ الْمَمْنُونِ
(أَمْنِيَّةٌ) مِثْلُ جِنَارٍ وَأَحْمَرَةٍ .

المعقرة : الطَّيْرُ الْأَحْمَرُ يَفْتَحُ الْبَيْمَ وَالْعَيْنَ
وَالنَّسَكِينَ تَخْفِيفٌ وَ (الْأَمْعَرُ) فِي الْحَبْلِ
الْأَشْمَرُ .

المنقص : وَجَعَ فِي الْأَمْعَاءِ وَالزَّوَاءِ وَهُوَ بِالسُّكُونِ
قَالَ الْجَوْهَرِيُّ وَالْفَتْحُ عَانِيٌّ وَقَالَ الْأَزْمَرِيُّ
أَيْضًا الصَّرَابُ قَالَهُ ابْنُ السَّيِّكَةِ وَهُوَ
(الْمَنْقُصُ) وَ (الْمَنْقُصُ) بِالْعَيْنِ الْمَعْجَمَةُ
سَاكِنَةٌ وَلَا يُقَالُ يَنْحَرِيكُهَا وَ (مَنْقُصٌ)
فَلَانٌ بِالنَّاءِ لِلْمَفْعُولِ فَهُوَ (مَنْقُوصٌ) وَحَكَى
ابْنُ الْقَوَيْطِ (مَنْقِصٌ) (مَنْقَسًا) مِنْ بَابِ
نَقَبَ وَ (مَنْقِصٌ) بِالنَّاءِ لِلْمَفْعُولِ (مَنْقَسًا)
بِالسُّكُونِ وَبِالضَّادِ لَفَةً فِيهَا .

مقل : (مَقْلًا) مِنْ بَابِ نَقَبَ فَهُوَ (مَقْلٌ)
مَنْقُصٌ يَأْخُذُ الدُّوَابَّ عَنْ أَكْلِ الرِّبَابِ .

مقته : (مَقْتًا) مِنْ بَابِ قَتَلَ أَيْضًا أَشَدُّ
الْبَغْضِ عَنْ أَمْرِ قَبِيحٍ وَ (مَقْتٌ) إِلَى النَّاسِ



قَالَ اللَّهُ مِّنْ لَّا إِلَٰهَ إِلَّا هُوَ الْعَلَّامُ الْغُيُوبِ
 راجع دین اور چاند اور سورج سب اللہ کی قدرت کی نشاں ہیں۔

اللہ تعالیٰ کا ہزار شکریہ ہے کہ ہدایتِ صداقت کا چشمہ یعنی رسالہ لاثانی

دوسری شہادتِ آسمانی

جس میں نہایت مختصراً طور سے ثابت کیا گیا ہے کہ رمضان میں معمولی گنہگار قرآن
 جیسا کہ ۳۱۳ احکام میں ہوا تھا امامِ مہدی کی علامت نہیں ہے صرف مرزا صاحبؒ
 اپنی بناوٹ اور فریب سے اس کو اپنے لئے آسمانی نشان قرار دیا ہے
 از افادات کاملہ

مقبولِ حق و دان محمد و دان حضرت محمد الانبیا و الاحرار حائزِ رضائے اللہ علیہم اجمعین بطولِ بقائہ
 از امداد

عزیزانِ ملی ہمت لوی حکیم سراج الدین محمد و سید اختر حسن سید محمد احمد صاحبِ کرامت علیہم السلام

بار دوم
 دینِ مبین کی ہدایت میں جہانِ مبین کی ہدایت

میں لکھا گئے ہیں اس وقت میرے پاس اس فن کی دو کتابیں موجود ہیں مسٹر کیتھ کی کتاب یوز آف دی گلوبس اور حقائق النجوم پہلی کتاب انگریزی میں ہے اور دوسری فارسی میں ان دونوں کتابوں میں لکھنے کے وقت اسٹڈنٹ گھنوں کی فہرست دی ہو مسٹر کیتھ نے پورے سو برس کی فہرست دی ہے یعنی ۱۸۷۷ء سے ۱۹۰۷ء تک کی مسٹر کیتھ کی فہرست سے معلوم ہوتا ہے کہ سو برس کے عرصہ میں پانچ مرتبہ سوچ گھن اور چاند گھن کا اجتماع رمضان شریف میں ہوا اور حقائق النجوم کی فہرست میں ترستھ برس کے اندر تین گھنوں کا اجتماع رمضان شریف میں لکھا ہے چونکہ یہ تین اجتماع ایسے ہیں کہ دونوں کتابوں کے مولف اسپر متفق ہیں اور ان تینوں گھنوں کے دیکھنے والے بھی اس وقت تک موجود ہیں اور ان گھنوں کا ظہور بھی بالاتفاق ۱۱۳۰ھ - رمضان شریف اور ۱۲۸۸ھ - اسیلے میں صرف پینتالیس برس کے گھنوں کی فہرست ان دونوں کتابوں سے نقل کرتا ہوں تاکہ معلوم ہو جائے کہ اس قلیل مدت میں تین مرتبہ ایسے گھنوں کا اجتماع رمضان میں ہوا پھر دنیا کی ابتدا سے اس کثیر مدت میں کب قدر ہوا ہوگا۔ اسے خیال کرو۔

۱۔ یہ جدول کتاب فارسی زبان میں نہایت فیاضی کے بیان میں ۱۵۸۸ھ میں طبع محمدی لکھنؤ میں بھی ہے اس وقت نہایت کیا ہے جو فہرست گھنوں کی نقل لکھنی ہو وہ صلا، سے صلا، تک ہے اور مسٹر کیتھ کی کتاب کا جو نسخہ میرے پاس ہے وہ لندن میں ۱۸۷۹ء میں چھپا ہوا ہے صلا، سے صلا، تک یہ فہرست ہے یہ کتاب بھی انڈون کیا ہے ۱۲

۲۔ یہ تقریر مرزا صاحب کے خیال کے بموجب کی گئی ہے مگر ہر ایک دی علم سمجھا ہے کہ اگر اس اجتماع کو نشان قرار دیا جائے گا تو صرف ایک نشان ثابت ہوگا اور حدیث میں نہایت صاف طور سے دو نشانوں کی پیشین گوئی کی ہے اور ہر ایک نشان کو بے نظیر کیا ہوا ہے اسیلے اگر ۱۱۳۰ تا ۱۲۸۸ھ اور ۱۲۸۸ھ میں دو نشان ہو جائیں تو حدیث کے بموجب ہر ایک گھن کو نشان ہونا چاہیئے اور ہر ایک کو بے نظیر ہونا چاہیئے مگر مذکورہ فہرست سے ظاہر ہے کہ کوئی برس کے عرصہ میں چاند گھن رمضان کے ۳۰ تا ۳۱ کو پانچ مرتبہ ہوا یعنی ۱۲۸۳ھ اور ۱۲۸۴ھ اور ۱۲۸۵ھ اور ۱۲۸۶ھ اور ۱۲۸۷ھ و ۱۲۸۸ھ اور ۱۲۸۹ھ ہے اور سوچ گھن ۲۸ رمضان کو ۴۴ برس میں چھ مرتبہ ہوا اور دونوں کا اجتماع ان تاریخوں میں تین مرتبہ ہوا۔ پھر کیا ایسے ہی گھن نشان و معجزہ ہو سکتے ہیں۔ ذرا ہوش کر کے جواب دو۔ ۱۲

گنوں کی فہرست ملاحظہ ہو

نمبر	چاند گن یا سرج گن	کلیا جزئی	سنگ جمعی	سنگ	زمانہ اوسط چاند گن یا سرج گن		
					انگریزی مہینہ	عربی مہینہ	
					مہینہ	تایخ	دوپہر دن یا آدمی رات
۱	چاند	جزئی	۱۸۵۱	۳۶۷	جنوری	۱۷	دوپہر کے بعد
۲	چاند	جزئی	"	"	جولائی	۱۳	آدمی رات کے بعد
۳	سورج	"	"	"	جولائی	۲۸	دوپہر کے بعد
۴	چاند	کلی	۱۸۵۲	۱۲۶۸	جنوری	۷	آدمی رات کے بعد
۵	چاند	کلی	"	"	جولائی	۱	دوپہر کے بعد
۶	سورج	"	"	۱۲۶۹	دسمبر	۱۱	آدمی رات کے بعد
۷	چاند	جزئی	"	"	دسمبر	۲۶	دوپہر کے بعد
۸	چاند	جزئی	۱۸۵۳	"	جون	۲۱	آدمی رات کے بعد
۹	چاند	"	۱۸۵۴	۱۲۷۰	مئی	۱۲	دوپہر کے بعد
۱۰	چاند	"	"	۱۲۷۱	نومبر	۴	دوپہر کے بعد
۱۱	چاند	کلی	۱۸۵۵	"	مئی	۲	آدمی رات کے بعد
۱۲	سورج	"	"	"	مئی	۱۶	"
۱۳	چاند	کلی	"	۱۲۷۲	اکتوبر	۲۵	"
۱۴	چاند	جزئی	۱۸۵۶	۳۷۲	اپریل	۲۰	آدمی رات کے بعد
۱۵	سورج	"	"	۱۲۷۳	ستمبر	۲۹	"
۱۶	چاند	جزئی	۱۸۵۶	"	اکتوبر	۱۳	دوپہر کے بعد

بعض
رمضان ہفت
میں گنوں کا پہلا
اجتماع

گہنوں کی فہرست

زمانه اوسط چاند گہن یا سوچ گہن

نمبر شمار		چاند گہن یا سوچ گہن		گہن یا سوچ گہن		نمبر شماری		نمبر شماری		زمانہ اوسط چاند گہن یا سوچ گہن	
										عربی	
										انگریزی	
										مہینہ	
۱۷	سویچ	۱۸۵۷	۱۲۷۴	ستمبر	۱۸	مہینہ	تایخ	۲۸	مہینہ	تایخ	دوپہر آدھی رات کے بعد
۱۸	چاند	۱۸۵۸	"	فروری	۲۷	رجب	۱۲	دوپہر کے بعد	"	"	"
۱۹	سویچ	"	"	پاچ	۱۵	رجب	۲۸	"	"	"	"
۲۰	چاند	۱۸۵۹	"	اگست	۲۴	محم	۱۳	آدھی رات کے بعد	"	"	"
۲۱	چاند	۱۸۵۹	"	فروری	۱۷	رجب	۱۳	دوپہر کے بعد	"	"	"
۲۲	سویچ	"	"	جولائی	۲۹	ذی الحجہ	۲۸	دوپہر کے بعد	"	"	"
۲۳	چاند	"	"	اگست	۱۳	محم	۱۳	"	"	"	"
۲۴	چاند	۱۸۶۰	"	فروری	۷	رجب	۱۴	آدھی رات کے بعد	"	"	"
۲۵	سویچ	"	"	جولائی	۱۸	ذی الحجہ	۲۸	دوپہر کے بعد	"	"	"
۲۶	چاند	"	"	اگست	۱	محم	۱۳	"	"	"	"
۲۷	سویچ	۱۸۶۱	۱۳۷۷	جنوری	۱۱	جمادی الثانی	۲۸	آدھی رات کے بعد	"	"	"
۲۸	سویچ	"	"	جولائی	۸	ذی الحجہ	۲۹	"	"	"	"
۲۹	چاند	"	"	دسمبر	۱۷	جمادی الثانی	۱۳	"	"	"	"
۳۰	سویچ	"	"	دسمبر	۳۱	جمادی الثانی	۲۸	دوپہر کے بعد	"	"	"
۳۱	چاند	۱۸۶۲	"	جون	۱۲	ذی الحجہ	۱۳	آدھی رات کے بعد	"	"	"
۳۲	چاند	"	"	دسمبر	۶	جمادی الثانی	۱۳	"	"	"	"

گمنوں کی فہرست

زمانہ اوسط چاند گمن یا سوچ گمن		انگریزی		عربی		گمن	انگریزی	گمن	انگریزی	گمن	انگریزی	گمن	انگریزی
مہینہ	تاریخ	مہینہ	تاریخ	مہینہ	تاریخ								
۳۳	سبج	۱۸۶۲	۱۲۷۹	دسمبر	۲۱	جھانڈا	۲۸	آدھی رات کے بعد	۳۳	سبج	۱۸۶۲	۱۲۷۹	دسمبر
۳۴	سبج	۱۸۶۳	"	مئی	۱۷	ذیقعد	۲۷	دوپہر کے بعد	۳۴	سبج	۱۸۶۳	"	مئی
۳۵	چاند	"	"	جون	۲	ذی الحجہ	۱۳	آدھی رات کے بعد	۳۵	چاند	"	"	جون
۳۶	چاند	"	"	نومبر	۲۵	جھانڈا	۱۳	"	۳۶	چاند	"	"	نومبر
۳۷	سبج	۱۸۶۴	"	مئی	۶	ذیقعد	۲۹	"	۳۷	سبج	۱۸۶۴	"	مئی
۳۸	چاند	۱۸۶۵	۱۲۸۱	اپریل	۱۱	ذیقعد	۱۴	"	۳۸	چاند	۱۸۶۵	۱۲۸۱	اپریل
۳۹	چاند	"	۱۲۸۲	اکتوبر	۴	جھانڈا	۱۳	دوپہر کے بعد	۳۹	چاند	"	۱۲۸۲	اکتوبر
۴۰	سبج	۱۸۶۵	۱۲۸۲	اکتوبر	۱۹	جھانڈا	۲۸	دوپہر کے بعد	۴۰	سبج	۱۸۶۵	۱۲۸۲	اکتوبر
۴۱	سبج	۱۸۶۶	"	پانچ	۱۶	شوال	۲۸	"	۴۱	سبج	۱۸۶۶	"	پانچ
۴۲	چاند	"	"	پانچ	۳۱	ذیقعد	۱۳	آدھی رات کے بعد	۴۲	چاند	"	"	پانچ
۴۳	چاند	"	۱۲۸۳	ستمبر	۲۴	جھانڈا	۱۴	دوپہر کے بعد	۴۳	چاند	"	۱۲۸۳	ستمبر
۴۴	سبج	۱۸۶۷	"	پانچ	۶	شوال	۲۸	آدھی رات کے بعد	۴۴	سبج	۱۸۶۷	"	پانچ
۴۵	چاند	"	"	پانچ	۲۰	ذیقعد	۱۳	"	۴۵	چاند	"	"	پانچ
۴۶	چاند	"	۱۲۸۴	ستمبر	۱۳	جھانڈا	۱۵	"	۴۶	چاند	"	۱۲۸۴	ستمبر
۴۷	سبج	۱۸۶۸	"	اگست	۱۸	ربیع الثانی	۲۸	"	۴۷	سبج	۱۸۶۸	"	اگست
۴۸	چاند	۱۸۶۹	"	جنوری	۲۸	شوال	۱۴	"	۴۸	چاند	۱۸۶۹	"	جنوری

گہنوں کی فہرست

نمبر شمار	چاند گہن یا سورج گہن	کھجری	نہ عیدی	نہ عجمی	زمانہ اوسط چاند گہن یا سورج گہن	
					انگریزی	عربی
					تاریخ	تاریخ
۴۹	چاند	جزئی	۱۸۶۹	۱۲۸۶	جولائی ۲۳	ربیع الثانی ۱۳
۵۰	سورج	"	"	"	اگست ۷	ربیع الثانی ۲۸
۵۱	چاند	کلی	۱۸۷۰	"	جنوری ۱۷	شوال ۱۳
۵۲	چاند	کلی	"	۱۲۸۷	جولائی ۱۲	ربیع الثانی ۱۲
۵۳	سورج	"	۱۸۷۰	۱۲۸۷	دسمبر ۲۲	رمضان ۲۸
۵۴	چاند	جزئی	۱۸۷۱	"	جنوری ۶	شوال ۱۳
۵۵	سورج	"	"	۱۲۸۸	جون ۱۸	ربیع الاول ۲۸
۵۶	چاند	جزئی	"	"	جولائی ۲	ربیع الثانی ۱۳
۵۷	سورج	"	"	"	دسمبر ۱۲	رمضان ۲۸
۵۸	چاند	جزئی	۱۸۷۲	۱۲۸۹	مئی ۲۲	ربیع الاول ۱۳
۵۹	سورج	"	"	"	جون ۶	ربیع الاول ۲۸
۶۰	چاند	"	"	"	نومبر ۱۵	شعبان ۱۳
۶۱	چاند	کلی	۱۸۷۳	۱۲۹۰	مئی ۱۲	ربیع الاول ۱۳
۶۲	سورج	"	"	"	مئی ۲۶	ربیع الاول ۲۸
۶۳	چاند	کلی	"	"	نومبر ۴	رمضان ۱۲
۶۴	چاند	جزئی	۱۸۷۴	۱۲۹۱	مئی ۱	ربیع الاول ۱۳

گہنوں کی فہرست

نمبر گہن	چاند گہن یا سورج گہن	کلی گہن	مہینہ	سال	زمانہ اوسط چاند گہن یا سورج گہن	
					انگریزی	عربی
			مہینہ	سال	تاریخ	تاریخ
۶۵	سورج		اکتوبر	۱۸۶۴	۱۰	شعبان ۲۸
۶۶	چاند	جزئی	اکتوبر	۱۸۶۴	۲۵	رمضان ۱۳
۶۷	سورج		اپریل	۱۸۶۵	۶	صفر ۲۸
۶۸	سورج		ستمبر	"	۲۹	شعبان ۲۸
۶۹	چاند	جزئی	پانچ	۱۸۶۶	۱۰	صفر ۱۳
۷۰	چاند	جزئی	ستمبر	"	۳	شعبان ۱۴
۷۱	چاند	کلی	فروری	۱۸۶۷	۲۷	صفر ۱۳
۷۲	سورج		پانچ	"	۱۵	صفر ۲۹
۷۳	سورج		اگست	"	۹	رجب ۲۸
۷۴	چاند	کلی	اگست	"	۲۳	شعبان ۱۳
۷۵	چاند	کلی	فروری	۱۸۶۸	۱۷	صفر ۱۴
۷۶	سورج		جولائی	"	۲۹	رجب ۲۸
۷۷	چاند	جزئی	اگست	"	۳	شعبان ۱۳
۷۸	سورج		جنوری	۱۸۶۹	۲۲	محرم ۲۸
۷۹	سورج		جولائی	۱۸۶۹	۱۹	رجب ۲۸
۸۰	چاند	جزئی	دسمبر	۱۸۶۹	۲۸	محرم ۱۴

گہنوں کی فہرست

نمبر شمار	چاند گہن یا سورج گہن	گہن کی نسبت	نمبر شمسی	نمبر قمری	زمانہ اوسط چاند گہن یا سورج گہن	
					انگریزی	عربی
					مہینہ	تاریخ
۸۱	سورج		۱۸۸۰	۱۲۹۷	جنوری	۱۱ محرم ۱۲
۸۲	چاند	کلی	"	"	جون	۲۲ رجب ۱۳
۸۳	چاند	کلی	"	۱۲۹۸	دسمبر	۱۶ محرم ۱۳
۸۴	سورج		"	"	دسمبر	۳۱ محرم ۲۸
۸۵	سورج		۱۸۸۱	"	مئی	۲۸ جمادی الاول ۲۹
۸۶	چاند	کلی	"	"	جون	۱۲ شعبان ۱۴
۸۷	چاند	جزئی	"	۱۲۹۹	دسمبر	۵ محرم ۱۲
۸۸	سورج		۱۸۸۲	"	مئی	۱۷ جمادی الاول ۲۸
۸۹	سورج		"	"	نومبر	۱۱ ذی الحجہ ۲۹
۹۰	چاند		۱۸۸۳	۱۳۰۰	اپریل	۲۲ جمادی الاول ۱۲
۹۱	چاند	جزئی	"	"	اکتوبر	۱۶ ذی الحجہ ۱۳
۹۲	سورج		۱۸۸۳	۱۳۰۰	اکتوبر	۳۱ ذی الحجہ ۲۹
۹۳	سورج		۱۸۸۳	۱۳۰۱	مئی	۲۷ جمادی الاول ۲۸
۹۴	چاند	کلی	"	"	اپریل	۱۰ جمادی الاول ۱۳
۹۵	چاند	کلی	"	"	اکتوبر	۴ ذی الحجہ ۱۳
۹۶	سورج		"	"	اکتوبر	۱۹ ذی الحجہ ۲۹

گہنوں کی فہرست

زمانہ اوسط چاند گہن یا سورج گہن		انگریزی		جمع جمادی	جمع جمادی	جمع جمادی	چاند گہن یا سورج گہن	نمبر شمار
عربی	تاریخ	مہینہ	تاریخ					
دوپہر کے بعد	۱۲	جمادی الاولیٰ	۳۰	۱۳۰۲	۱۸۸۵	جزئی	چاند	۹۷
آدھی رات کے بعد	۱۴	ذی الحجہ	۲۴	"	"	جزئی	چاند	۹۸
دوپہر کے بعد	۸	ذیقعدہ	۲۹	۱۳۰۳	۱۸۸۶		سورج	۹۹
آدھی رات کے بعد	۱۴	جمادی الاولیٰ	۸	۱۳۰۴	۱۸۸۷	جزئی	چاند	۱۰۰
دوپہر کے بعد	۱۲	ذیقعدہ	۳	"	"	جزئی	چاند	۱۰۱
آدھی رات کے بعد	۲۸	ذیقعدہ	۱۹	"	"	سورج		۱۰۲
دوپہر کے بعد	۱۴	جمادی الاولیٰ	۲۸	۱۳۰۵	۱۸۸۸	کلی	چاند	۱۰۳
آدھی رات کے بعد	۱۳	ذیقعدہ	۲۳	"	"	کلی	چاند	۱۰۴
آدھی رات کے بعد	۱۴	جمادی الاولیٰ	۱۷	۱۳۰۶	۱۸۸۹	جزئی	چاند	۱۰۵
دوپہر کے بعد	۱۳	ذیقعدہ	۱۲	"	"	جزئی	چاند	۱۰۶
"	۲۸	ربیع الثانی	۲۲	۱۳۰۷	"		سورج	۱۰۷
آدھی رات کے بعد	۱۴	شوال	۳	"	۱۸۹۰	جزئی	چاند	۱۰۸
"	۲۸	شوال	۱۷	"	"		سورج	۱۰۹
دوپہر کے بعد	۱۳	جمادی الاولیٰ	۲۶	۱۳۰۸	"	جزئی	چاند	۱۱۰
"	۱۴	شوال	۲۳	"	۱۸۹۱	کلی	چاند	۱۱۱
"	۲۸	شوال	۶	"	"		سورج	۱۱۲

گہنوں کی فہرست

نمبر شمار	چاند گہن یا سوچ گہن	کلی	ہجری	مہینی	زمانہ اوسط چاند گہن یا سوچ گہن	
					انگریزی	عربی
				مہینہ	تایخ	دوپہرن یا ادھی رات کے بعد
۱۱۳	چاند	کلی	۱۸۹۱	نومبر	۱۶	برج الثور ۱۳
۱۱۴	چاند	جزئی	۱۸۹۲	مئی	۱۱	شوال ۱۳
۱۱۵	چاند	کلی	۱۳۱۰	نومبر	۴	برج الثور ۱۳
۱۱۶	سوچ		۱۸۹۳	اپریل	۱۶	رمضان ۲۸
۱۱۷	چاند	جزئی	۱۸۹۴	مئی	۲۱	رمضان ۱۲
۱۱۸	سوچ		"	اپریل	۶	رمضان ۲۸
۱۱۹	چاند	جزئی	۱۸۹۴	ستمبر	۱۵	برج الاقدس ۱۴
۱۲۰	سوچ		"	ستمبر	۲۹	برج الاقدس ۲۸
۱۲۱	چاند	کلی	۱۸۹۵	مئی	۱۱	رمضان ۱۳
۱۲۲	سوچ		"	مئی	۲۶	رمضان ۲۸
۱۲۳	سوچ		"	اگست	۲۰	صفر ۲۸
۱۲۴	چاند	کلی	"	ستمبر	۴	برج الاقدس ۱۴

رمضان شریف
میں گہنوں کا دور
اجتماع

رمضان شریف
میں گہنوں کا دور
اجتماع

پہنیتا الیہیں برس کے گہنوں کی فہرست ہے جو حدائق النجوم فارسی اور سطر
کیقہ کی انگریزی کتاب یوز آف دی گلوبس سے نقل کی گئی ہے صرف سن ہجری
کی مطابقت زیادہ کر دی گئی ہے اس فہرست میں دو باتوں کی طرف توجہ دلاتا ہوں۔
پہلی بات یہ ہے کہ اس فہرست سے معلوم ہوا کہ ماہِ علمِ ہیئت اور نجوم نے خاص گہن کے

کہ ایسا واقعہ کبھی ظہور میں نہیں آیا۔ یہ کہنا حدیث کے صریح خلاف ہے۔ حدیث میں نہایت صاف طور سے دو واقعے بیان کئے ہیں ایک چاند گہن کا دوسرا سورج گہن کا اور دونوں کی نسبت یہ کہا کہ ان دونوں واقعوں کا ظہور کسی وقت میں نہیں ہوا۔ یہ جو حدیث میں کہا گیا کہ ہمارے مہدی کے لئے دو نشان ہیں۔

غلط اخذ

دوسری غلط بیانی اس جملہ میں یہ کہ مرزا صاحب نے اپنی طرف سے اُن گہنوں کیلئے یہ قید بڑھائی ہو کہ کسی رسول یا نبی کے وقت میں اُن کا ظہور نہیں ہوا۔ حالانکہ حدیث کے کسی جملہ یا کسی لفظ میں اس قید کا اشارہ بھی نہیں ہے۔ بلکہ حدیث کا آخری جملہ نہایت وضاحت سے بتا رہا ہے کہ ان گہنوں کے دونوں واقعے ایسے بنیظیر ہیں کہ مہدی سے پہلے کی وقت میں ان کا ظہور نہوا ہوگا۔ یہ جملہ صاف بتا رہا ہے کہ کسی رسول یا نبی کی وقت کی قید غلط ہے۔ غرض کہ اس جملہ میں مرزا صاحب نے دو غلطیاں کیں یا یوں کہا جائے کہ دو محرفیہز کیں ایک یہ کہ دو واقعوں کو ایک بتایا دوسری یہ کہ حدیث میں رسول کی وقت کی قید دھمی مرزا صاحب نے اپنی طرف سے بڑھا دی۔

ناظرین! سپر نظر کریں کہ یہاں تک نفس حدیث کا بیان تھا جس میں چھ فقرے مرزا صاحب کے نقل کئے گئے۔ ان چھ فقروں میں مختلف طریقے سے کیا دو غلطیاں مرزا صاحب کی بیان کی گئیں صاحبان دانش غور کے بعد اس کو بخوبی معلوم کر سکتے ہیں۔

اب بیان حدیث کے بعد مرزا صاحب کے دعوے اور دفع اعتراضات کو ملاحظہ کیا جائے لکھتے ہیں۔

(۷) جملہ ماہرین ہدیت اس بات کے گواہ ہیں کہ میرے زمانہ میں ہی جس کو عرصہ قریباً بارہ سال گزر چکا ہے اسی صفت کا چاند اور سورج کا گہن رمضان کے مہینہ میں وقوع میں آیا ہوگا اس قول میں مرزا صاحب اس طرح کے گہن کو اپنے زمانہ سے خاص کرتے ہیں

اور کہتے ہیں کہ میرے ہی زمانہ میں اس صفت کا گہن وقوع میں آیا۔ حالانکہ یہ محض غلطی ہے۔ جملہ ماہرین ہیئت اور ناظرین حدائق النجوم اور رسالہ یوز آف دی گلوبس اس کے غلط ہونے پر گواہ ہیں اور اس کی بھی گواہی دیتے ہیں کہ اس صفت کے گہن اپنے مخصوص وقت پر ہوتے رہتے ہیں اس کا شمار کوئی نہیں بنا سکتا کہ جب سے دنیا پیدا ہوئی ہے کتنے مرتبہ اور کس کس وقت رمضان کی ۱۱ اور اٹھائیس تاریخ کو گہن ہوا ہے۔ بیان سابق سے ظاہر ہے کہ صرف چھپالیس برس کے عرصہ میں تین مرتبہ اس قسم کا گہن ہوا ہے۔ اس پر قیاس کیا جائے کہ اسی سے قبل بے انتہا زمانہ میں کتنے مرتبہ ہمارا ہوگا۔ اس کے بعد ۱۹۵۵ میں لکھتے ہیں۔

(۸) اور جیسا کہ ایک اور حدیث میں بیان کیا گیا ہے۔ یہ گہن دوم مرتبہ رمضان میں واقع ہو چکا ہے۔ اول اس ملک میں دوسرے امریکہ میں اور دونوں انہیں تاریخوں میں آج جن کی طرف حدیث اشارہ کرتی ہو! اس قول کا جاہل یہ ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ ہمارے ہمدی کے لئے اس قسم کے گہن دوم مرتبہ ہوں گے۔ مگر یہ محض غلطی کسی حدیث میں ایسا نہیں آیا۔ اگر کسی کو دعویٰ ہو تو اس حدیث کو دکھائے مگر نہیں دکھا سکتا۔ اور مرزا صاحب کی صداقت ثابت نہیں کر سکتا۔ کوئی صحیح حدیث ایسی نہیں ہے جس سے صراحت یا اشارہ یہ دعویٰ ثابت ہوتا ہو اور اگر غور سے دیکھا جائے تو دارقطنی کی مذکورہ روایت اس کو غلط ثابت کرتی ہے۔

دوسری غلطی اس قول میں یہ ہے کہ ایسے گہنوں کا دوم مرتبہ وقوع میں آنا لکھ کر کہتے ہیں۔ کہ اول اس ملک میں اپنی ہندوستان میں۔ دوسرے امریکہ میں حالانکہ اسکے برعکس ہوا ہے یعنی اول امریکہ میں مسئلہ ۷۷ کے رمضان میں ہوا۔ یہ وہ ملک ہے جہاں سٹرڈونی مدعی کاذب موجود تھا۔ اور دوسرے ہندوستان میں ۱۳۱۲ء کے رمضان میں۔ اور مرزا صاحب نے اول اسی سن کے گہن کو اپنے لئے شہادت قرار دیا تھا

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ
 مَا كَانَ مُحَمَّدٌ أَبَا أَحَدٍ رَجُلًا وَلَكِنَّهُ الرَّسُولُ الْكَافَّةُ الْإِنْسَانِ النَّبِيُّ الْأَمِينُ

محمدیہ پاکبک

مؤلفہ

مولانا محمد عبداللہ صاحب معمار حرمِ اقدس سری ۱۳۶۹ھ
 ۱۹۵۰ء

فاضلِ مرزائیات

فاشر

الملک الشریفین شیش محل روڈ، لاہور

باب چہارم

مولوی شمس اللہ کے ساتھ آخری فیصلہ
مرزا صاحب کے کذب معنے پر تیرھویں دلیل

مرزا صاحب نے جب اپنے جھوٹے دعاوی سے دنیا کو گمراہ کرنا شروع کیا تو اللہ تعالیٰ نے ہر فرعونے راموسی دلی قدیم سنت کو کام فرما کر مرزا صاحب کا سر پکھلنے کو حضرت مولانا ابوالوفا شمس اللہ صاحب امرتسری کو گھر کیا۔ چنانچہ مولانا موصوف نے مرزا صاحب کے جال کو تار تار بکھیر دیا اور ہر میدان میں قادیانی علماء کو فاش شکستیں دیں۔ اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ مرزا صاحب اپنی عارت کو گرتے دیکھ کر اپنے بارغ کو اجڑتے ملاحظہ کر کے اپنے گھر کو برباد ہونے اپنی زمین کو ناخست و تاراج ہوتے دیکھ کر بظاہر مدھڑکی بازی مگر باطن چالبازی پر اتر آئے چنانچہ آپ نے ایک تہایت ہی پر فریب اور دجل آمیز اشتہار دیا اور باوجودیکہ خدا کو خدا پر قطعاً ایمان نہ تھا۔ پھر بھی لوگوں کے دکھلانے کو اس اشتہار میں خدا کو مخاطب کرتے ہوئے یہ دعا کی:

مولوی شمس اللہ صاحب کے تھم آخری فیصلہ

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

مُحَمَّدٌ صَلَّى عَلَى سُلَيْمٍ وَآلِهِ

يَسْتَنْبِطُونَكَ أَحَقُّ هُوَ قُلْ إِي وَرَبِّي أَنَّهُ لَحَقُّ

بخدمت مولوی ثناء اللہ صاحب اسلام علی من اتبع الهدی۔ مدت سے آپ کے پرچم اہلحدیث میں میری مکذیب اور تفسیق کا سلسلہ جاری ہے۔ ہمیشہ مجھے آپ اپنے اسی پرچم میں کذاب، دجال، مفسد کے نام سے منسوب کرنے میں اور دنیا میں میری نسبت شہرت دیتے ہیں کہ یہ شخص منقری اور کذاب اور دجال ہے۔ اور اس شخص کا دعویٰ مسیح موعود ہونے کا کھڑا سہرا ہے۔ میں نے آپ سے بہت دھکے اٹھائے اور صبر کرتا رہا۔ مگر چونکہ میں دیکھتا ہوں کہ میں حق کے پھیلانے کیلئے مامور ہوں اور آپ جتنے بھی اقترا میرے پر کرنے کے دنیا کو میری طرف آنے سے ہوں جیسا کہ اکثر اوقات آپ اپنے ہر ایک پرچم میں مجھے یاد کرتے ہیں تو میں آپ کی زندگی میں ہی ہلاک ہو جاؤں گا۔ کیونکہ میں جانتا ہوں کہ مفسد اور کذاب کی بہت عمر نہیں ہوتی اور آخر وہ ذلت اور حسرت کے ساتھ اپنے اشد دشمنوں کی زندگی ہی میں ناکام ہلاک ہو جاتا ہے اور اس کا ہلاک ہونا ہی بہتر ہے۔ یہاں کہ خدا کے بندوں کو تباہ نہ کرے اور اگر میں کذاب اور منقری نہیں ہوں اور خدا کے مکالمہ اور محبت سے مشرف ہوں اور مسیح موعود ہوں تو میں خدا کے فضل سے امید رکھتا ہوں کہ آپ سنت اللہ کے موافق مکذبین کی سزا سے نہیں بچیں گے۔ پس اگر وہ سزا جو ان کے ہاتھوں سے نہیں بلکہ محض خدا کے ہاتھوں سے ہے جیسے طاعون، سیعہ وغیرہ مہلک بیماریاں آپ پر میری زندگی میں ہی وارد نہ ہوئیں تو میں خدا کی طرف سے نہیں یہ کسی وحی یا الہام کی بنا پر پیشگوئی نہیں بلکہ محض دعا کے طور پر میں نے خدا سے فیصلہ چاہا ہے اور میں خدا سے دعا کرتا ہوں کہ اے میرے مالک بصیرت قدیر جو علیم و خبیر ہے جو میرے دل کے حالات سے واقف ہے اگر یہ دعویٰ مسیح موعود ہونے کا محض میرے نفس کا افترا ہے اور میں تیری نظر میں مفسد اور کذاب ہوں اور دن رات افترا کرنا میرا کام ہے تو اے میرے پیارے مالک

ختم نبوت پر چند منتخب آیات واحادیث

بحمد اللہ پندرہ روزہ رد قادیانیت کو رس اور اس میں آنے والے حوالہ جات کا عکسی ضمیرہ مکمل ہوا۔ اب آخر میں طلبہ کی آسانی و سہولت کے لئے ختم نبوت کی دلیل بننے والی کچھ منتخب آیات واحادیث اجمالی طور پر ذکر کی جا رہی ہیں۔ ان کی مزید تفصیل تشریح تفاسیر و شروح کے علاوہ حضرت مفتی محمد شفیع صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی کتاب ”ختم نبوت کامل“ میں دیکھی جاسکتی ہے۔

ختم النبوة فی القرآن:

آیت نمبر ۱:- ما کان محمد اباً أحد من رجالکم ولكن رسول اللہ وخاتم النبیین وكان اللہ بكل شیء علیما۔ (الاحزاب: ۴۰)

آیت نمبر ۲:- الیوم اکملت لکم دینکم واتممت علیکم نعمتی ورضیت لکم الإسلام دیناً۔ (المائدہ: ۳)

آیت نمبر ۳:- واذ أخذ اللہ میثاق النبیین لما اتیتکم من کتاب وحکمة ثم جاءکم رسول مصدق لما معکم لتؤمنن بہ ولتنصرنہ۔

(آل عمران: ۸۱)

آیت نمبر ۴:- قل یتأیها الناس انی رسول اللہ الیکم جمیعاً الذی لہ ملک السموات والأرض۔ (الاعراف: ۱۵۸)

آیت نمبر ۵:- تبارک الذی نزل الفرقان علی عبده لیكون للعلمین نذیراً۔ (الفرقان: ۱)

آیت نمبر ۶:- وارسلناک للناس رسولا۔ (النساء: ۷۹)

آيت نمبر ٧:- وأوحى إلى هذا القرآن لأندركم به ومن بلغ. (الأنعام: ١٩)

آيت نمبر ٨:- يأيها الناس قد جاءكم الرسول بالحق من ربكم

فآمنوا خيرا لكم. (النساء: ١٤٠)

آيت نمبر ٩:- وما أرسلناك إلا رحمة للعالمين. (الأنبياء: ١٠٤)

آيت نمبر ١٠:- ومن يشاقق الرسول من بعد ما تبين له الهدى ويتبع غير

سبيل المؤمنين نوله ما تولى ونصله جهنم وساءت مصيرا. (النساء: ١١٠)

آيت نمبر ١١:- ثلثة من الأولين وقليل من الآخرين. (الواقعة: ١٣-١٢)

آيت نمبر ١٢:- ثلثة من الأولين وثلثة من الآخرين. (الواقعة: ٣٩-٣٠)

آيت نمبر ١٣:- ألم نهلك الأولين ثم نتبعهم الآخرين.

(المرسلات: ١٦-١٤)

آيت نمبر ١٤:- وإن تسألوا عنها حين ينزل القرآن تبدلکم. (المائدة: ١٠١)

آيت نمبر ١٥:- هو الذى أرسل رسوله بالهدى ودين الحق ليظهره

على الدين كله وكفى بالله شهيدا. (الفتح: ٢٨)

آيت نمبر ١٦:- يأيها الذين آمنوا أطيعوا الله وأطيعوا الرسول وأولى

الأمر منكم. (النساء: ٥٩)

آيت نمبر ١٧:- ومن يطع الله ورسوله يدخله جنة تجري من تحتها

الأنهار ومن يتول يعذبه عذابا أليما. (الفتح: ١٤)

آيت نمبر ١٨:- من يطع الرسول فقد أطاع الله ومن تول فما

أرسلناك عليهم حفيظا. (النساء: ٨٠)

آيت نمبر ١٩:- ألم تر إلى الذين يزعمون أنهم آمنوا بما أنزل إليك

وما أنزل من قبلك. (النساء: ٦٠)

آيت نمبر ٢٠:- والذين آمنوا وعملوا الصالحات وبما نزل على

محمد وهو الحق من ربهم كفر عنهم سيئاتهم وأصلح بالهم. (محمد: ٢)

ختم النبوة في الحديث:

حديث نبرأ: - عن أبي هريرة رضى الله عنه أن رسول الله صلى الله عليه وسلم قال: إن مثلى ومثل الأنبياء من قبلى كمثل رجل بنى بيتاً فأحسنه وأجمله إلا موضع لبنة من زاوية فجعل الناس يطوف به يعجبون له ويقولون هلا وضعت هذه اللبنة وأنا خاتم النبيين.

(بخارى: كتاب الانبياء، مسلم: ج ٢، ص ٢٣٨)

حديث نبرأ: ٢: عن أبي سعيد بن الخدري رضى الله تعالى عنه قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم مثلى ومثل النبيين كمثل رجل بنى داراً فأتىها إلا لبنة واحدة فجئت أنا فأتمت تلك اللبنة. (رواه مسلم واحمد)

حديث نبرأ: ٣: عن جابر رضى الله تعالى عنه قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم مثلى ومثل الأنبياء من قبلى كمثل رجل بنى داراً فأكملها وأحسنها إلا موضع لبنة فكان من دخلها فنظر إليها وقال ما أحسنها إلا موضع اللبنة فختم بى الأنبياء. (رواه الشيخان والترمذى وابن ابى حاتم)

حديث نبرأ: ٤: عن أبى حازم رضى الله تعالى عنه قال قاعدت أبا هريرة خمس سنين فسمعتة يحدث عن النبى صلى الله عليه وسلم قال كانت بنو إسرائيل تسوسهم الأنبياء كلما هلك نبى خلفه نبى وأنه لا نبى بعدى وسيكون خلفاء فيكثرون قالوا فما تأمرنا، قال فوابيعة الأول فالأول، أعطوهم حقهم فإن الله سائلهم عما استرعاهم. (بخارى: ج ١، ص ٣٩١، مسلم: كتاب الإمارة، مسند احمد: ج ٢، ص ٢٩٤، ابن ماجه، ابن جرير، ابن ابى شيبه)

حديث نبرأ: ٥: عن جبير بن مطعم رضى الله تعالى عنه أن النبى صلى

الله عليه وسلم قال أنا محمد أنا أحمد وأنا الماحي الذي محى الله به الكفر وأنا حاشر الذي يحشر الناس على عقبي وأنا العاقب والعاقب الذي ليس بعده نبي. (بخارى: ج ١، ص ٥٢١)

حديث رقم ٦: - عن أبي هريرة رضى الله تعالى عنه قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم لقد كان فيما قبلكم من الأمم محدثون فإن يكن فى أمتي أحد فإنه عمر، زاد زكريا بن أبي زائدة عن سعد أبي سلمة عن أبي هريرة رضى الله تعالى عنه قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم لقد كان فيما كان قبلكم من بنى إسرائيل رجال يكلمون من غير أن يكونوا أنبياء فإن يكن فى أمتي منهم أحد فعمرو. (رواه البخارى رحمه الله تعالى فى صحيحه ٥٢١ ج ١ فى مناقب عمر وكذلك رواه مسلم رحمه الله تعالى)

حديث رقم ٧: - عن سعد بن أبي وقاص رضى الله تعالى عنه قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم لعلى أنت منى بمنزلة هارون من موسى إلا أنه لا نبي بعدى. (رواه البخارى ومسلم فى غزوة تبوك) وفى لفظ المسلم خلفه عليه السلام فى بعض مغازيه فقال له على يا رسول الله صلى الله عليه وسلم خلفتنى مع النساء والصبيات فقال له رسول الله صلى الله عليه وسلم أما ترضى أن تكون بمنزلة هارون من موسى إلا أنه لا نبوة بعدى وفى لفظ آخر عنده إلا أنك لست نبياً.

حديث رقم ٨: - عن أبي هريرة رضى الله تعالى عنه عن النبي صلى الله عليه وسلم قال لا تقوم الساعة حتى يقتل فئتان فيكون بينهما مقتله عظيمة دعوها واحدة ولا تقوم الساعة حتى يبعث دجالون كذابون قريباً من ثلاثين كلهم يزعم أنه رسول الله. (رواه البخارى ومسلم واحمد)

حديث شريف ١٥: عن أبى موسى الأشعرى رضى الله تعالى عنه كان رسول الله صلى الله عليه وسلم يسمي لنا نفسه أسماء فقال أنا محمد وأحمد والمقفى. الحديث (مسلم: ج ٢، ص ٢٦١)

حديث شريف ١٦: عن أبى هريرة رضى الله تعالى عنه فى حديث الشفاعة فيقول لهم عيسى اذهبوا إلى غيرى اذهبوا إلى محمد صلى الله عليه وسلم فيأتون محمداً صلى الله عليه وسلم فيقولون يا محمد، أنت رسول الله (صلى الله عليه وسلم) وخاتم النبيين الخ (بخارى: ج ٢، ص ٦٨٥، مسلم: ج ١، ص ١١١)

حديث شريف ١٧: عن أنس رضى الله تعالى عنه قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم بعثت أنا والساعة كهاتين.

(بخارى: مشكوة المصابيح باب قرب القيامة)

حديث شريف ١٨: عن عائشة رضى الله تعالى عنها قالت قال رسول الله صلى الله عليه وسلم قد كان فى الامم قبلكم محدثون فإن يكن فى أمتى منهم أحد فعمرو بن الخطاب. (مسلم، نسائى، ابويعللى واحمد)

حديث شريف ١٩: عن أبى هريرة رضى الله تعالى قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم نحن الآخرون السابقون يوم القيامة بيد أنهم أوتوا الكتاب من قبلنا وأوتينا من بعدهم.

الحديث (بخارى، مسلم، النسائى من الكنز: ج ٢، ص ٢٣٠)

حديث نمبر ٢٠: عن حذيفة رضى الله تعالى عنه مثله ولفظه نحن الآخرون من أهل الدنيا والأولون يوم القيامة. (مسلم ج ٢ ص ٢٨٢)

حديث بر ٩:- عن جابر بن سمرة رضى الله تعالى عنه مثله عند مسلم. (فتح الباري مطبوعه هند ص ٢٣٣، باب ١٢)

حديث بر ١٠:- عن ثوبان رضى الله تعالى عنه قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم أنه سيكون في أمتي كذابون ثلثون كلهم يزعم أنه نبي وأنا خاتم النبيين لا نبي بعدى. (رواه مسلم)

حديث بر ١١:- عن أبى هريرة رضى الله تعالى عنه أن رسول الله صلى الله عليه وسلم قال فضلت على الأنبياء بست أعطيت جوامع الكلم ونصرت بالرعب أحلت لى الغنائم وجعلت لى الأرض مسجداً وطهوراً وأرسلت إلى الخلق كافة وختم بى النبيون. (رواه مسلم فى الفضائل)

حديث بر ١٢:- عن أبى هريرة رضى الله تعالى عنه قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم يا أيها الناس إنه لم يبق من النبوة إلا المبشرات. (بخارى فى كتاب التعبير: ج ١٢، ص ٣٣١)

حديث بر ١٣:- عن ابن عباس رضى الله تعالى عنهم أن النبى صلى الله عليه وسلم كشف الستارة ورأسه معصوب فى مرضه الذى مات فيه والناس صفوف خلف أبى بكر فقال يا أيها الناس إنه لم يبق من مبشرات النبوة الا الرؤىاء الصالحة يراها المسلم أو ترى له.

(مسلم والنسائى وغيره)

حديث شريف ١٤:- عن عبد الله بن إبراهيم بن قارظ أشهد أنى سمعت أبا هريرة يقول قال رسول الله صلى الله عليه وسلم فإنى آخر الأنبياء ومسجدى آخر المساجد.

(مسلم: ج ١، ص ٣٣٦، نسائى ولفظه خاتم الانبياء وخاتم المساجد)

اہم اعلان

پندرہ روزہ کورس برائے رد القادیانیت

۱۔ اسکول، کالج، دینی مدارس کے طلبہ، وکلاء اور پروفیسر حضرات کو مطلع کیا جاتا ہے کہ اس کا پی (جو آپ کے ہاتھ میں ہے) کے ذریعہ سے مناظر اسلام حضرت مولانا منظور احمد چنیوٹی تقریباً چالیس سال سے مسلسل اپنے مرکزی ادارہ دعوت و ارشاد چنیوٹ میں ”پندرہ روزہ کورس برائے رد القادیانیت“ ماہ شعبان میں خود بہت اہتمام کے ساتھ پڑھاتے ہیں۔ کورس کے اختتام پر باقاعدہ امتحان ہوتا ہے جس میں اول، دوم، سوم آنے والے طلبہ کے لیے ایک پروکار تقریب کا اہتمام کیا جاتا ہے اور شرکاء دورہ کو اسناد و انعامات سے نوازا جاتا ہے۔

یہ کورس ۶ شعبان سے ۲۰ شعبان تک ہر سال باقاعدہ منعقد کیا جاتا ہے۔ خواہش مند حضرات درج ذیل پتہ پر رجوع کریں۔

دو سالہ تخصص فی رد القادیانیت

دورہ حدیث شریف کے فضلاء کے لیے دو سالہ ”تخص فی رد القادیانیت“ کا انتظام بھی کیا گیا ہے جس میں ذی استعداد طلبہ کو داخلہ دیا جاتا ہے، اس کے ساتھ ساتھ انگلش اور کمپیوٹر بھی سکھانے کا اہتمام ہے۔ قیام و طعام کے علاوہ شرکاء کو ایک ہزار روپے ماہانہ وظیفہ بھی دیا جاتا ہے۔ خواہش مند حضرات، فضلاء کرام دورہ حدیث کی اصل سند کے ہمراہ داخلہ لے سکتے ہیں۔ یہ داخلہ شوال کی ابتداء میں ہوتا ہے۔

”وفاق“ کے تحت درس نظامی کی تعلیم کا بھی معقول انتظام ہے۔

المعلم: محمد ثناء اللہ چنیوٹی ناظم شعبہ نشر و اشاعت، جامعہ عربیہ، ادارہ مرکزیہ دعوت و ارشاد نزد تھانہ صدر کچہری چنیوٹ ضلع جھنگ (پنجاب)

فون: 0466-332820 موبائل: 0320-4892512 فیکس: 0466-331330